

نمائند نشین جو کہ ایمان و سید الشہداء علیہ السلام ہوئے یعنی کربلا میں رہنا اختیار کیا۔ اس سے میں حوادث و دیگر کاروانقلاب پانہیں
 بارخیزا سلطنت او۔ مد بھی درجہ حریم ہو گیا بعد از ان فساد بلکہ لکھنؤ ہو حضرت مصنف و میں کربلا ہی میں مقیم ہو۔ بعد تسلط تقریر
 فیشن کے لیے یہ کہ کارائری میں تحریک ہوئی اکثر صاحبان انگریز فیشن کے باب میں ساعی ہوئے چنانچہ کرنل جیمز لین جس صاحب
 اسٹیجسٹریٹ لکھنؤ نے بھی صاحب چیف کلتھراو او۔ سے عرض کیا اور بہت اشتیاق سے اس تواریخ او۔ دم کا ترجمہ انگریزی میں خود فرمایا
 آخر اس تقریر پہنچی مرزا عباس ہیک صاحب مرحوم رسالہ جات علمی میں جو حضرت مصنف اور یہی تاریخ مملکت او۔ دم جرنل پر حسب کتابی حق
 پیش ہوئی صاحب مدوع فرسکرت تقریر کی اور کمال اشتیاق مصنف جس صاحب اس ملاقات فرمائی اور تقریر فیشن کے لیے پورٹ پینٹو گورڈ خراب
 بعض چنانچہ کل امر ہو ان باوقات ناخاندہ سے کہیں پیش گاہ نواب مدوح الشان سپہ سالار ہوا واری کی فیشن تقریر ہو گئی غرض کہ صاحب
 عالی شان و حکام او۔ دم مصنف جس صاحب کی نہایت قدر فرماتے ہیں اور اس کتاب کو جس حاکم و الا نشان دیکھا نہایت پسند فرمایا۔
 مصنف جس صاحب حدیث بدوسن غیر جی جی کو الکوائف روزگار میں حضرت مدوح و مشوق و تحریر و تکمیل تواریخ و سوانح و وقایع انقلابات سلطنت
 و حکومت مملکت او۔ دم کہ عمدہ و متبرک مقام اعظم اکمل ہندوستان جنت نشان ہو ہو تحقیق و تفتیح نظر فرما چنانچہ مصنف مدوح نہایت
 تحقیق و تفتیح سے اس تواریخ کو مکمل تالیف کر کے دو جلدوں میں مقسم کیا۔ جلد اول میں حالات تاریخی و زرا و سلاطین او۔ دم کے
 بسلسلہ ازواج و اولاد و خاندان عالی شان از عمد نواب عا و نشان برطان الملک تزامن امجد علی شاہ سطور میں اور دوسری جلد
 احوال شخصی میں حضرت سلطان عالم و اجد علی شاہ و سوانح انقلاب سلطنت و ذکر ایم خدرو حکومت صنوعی مرزا جیمز لین و دیگر
 کوائف متعلقہ باوہ و نسا و ہندوستان میں مقسم ہوا و شہر لکھنؤ و نسا و زرا و شان او۔ دم و اہلکاران و متمدان سلطنت
 نہایت تزیین کے ساتھ اپنے اپنے موقع پر نصب کی گئی ہیں۔ ان مخرج کارنامہ و قلیب او۔ دم حضور عالی جناب خدروان علم نہر جو ہر شانک
 شریف پر درج ہے و وفا سعدان عالم و صفا جہنم و صاحب علم صلاحت فیقہ شناس و بذلہ منج نازکیاں اربابک میں لطیف پسند جامع فضل و کمال
 ہیکر اسلمنی ماریہ ہر و لکچرنگہ صاحب و کرکیسی ایس آئی والی بلرام پور و تلسی پور او۔ دم میں ہوا ہمارا جہ صاحب مدوح شہر کمال
 قدر وانی نہایت پسند فرمایا اور حکم صادر ہوا کہ یہ شاہ زیر با علیہ طبع و آراستہ ہا کرلوہ و گرلوہ کو اس کو طالعہ و صاحبان تواریخ دوست خطا و اولاد عثمان
 فائدہ مشکا ثرا میں تحسنت مصنف کا نام بھی تابلقا کتاب مذکورہ ملے ہو پر یادگار باقی رہے ہوا ہمارا جہ مدوح الشان کی دیوالی کا شہر و شو
 و بار و ہمارا ہر و فاضلی کا ذکر زبان خلق پر جاری رہے غرض نقشہ نیست کو یاد ماند رکھ سہی۔ انہی میں بچا چنانچہ کتاب موصوفہ حسیہ الامار
 ہمارا جہ مدوح الشان مطبع فیض منبع شہ و زو دیک و جامع فضل و کمال شائق عالم ہر مدوح و دیگر اخبار و بار و ہمارا جہ صاحب فیشن و کمال شہر
 مالک مطبع او۔ دم اخبار میں زویر طبع سے آراستہ ہو کر جلوہ ظہور پایا۔ شان انکان علم تواریخ کی مراد برائی جلوہ گری تزیین و تہذیب نقشہ جات
 و نسا و بر سے رونق تازہ پائی نہرست انگریزی و فارسی سے استخراج حالات میں نہایت شہیل سوئی مختصر تفصیل ہوئی۔ ماہ و ستمبر
 فیشن صوبہ میں اس شہادہ رخسانے شہرت اشاعت پائی سخن سخنجان افسانہ و فریب کو ایک رفعتہ نور خجال و طول مقال
 نامتھ آجیگا جو مشاہدہ کر گیا لطف بے اندازہ پایکا اسید کہ قبول انام ہو منظور ہر خاص و عام و نقطہ

نصیر الدین حیدرین زمانہ غروج ذوالقعد ۱۰۸۵ھ و دروہ نواب روشن الدولہ بہادر مین واسطہ تعلیم انگریزی و تالیفی میں لکھنا
 صاحبزادہ قدسیہ محلہ کے مقرر ہوئے۔ اوسنی عہد میں زمانہ نیابت نواب عظیم الدولہ حکیم مہدی علیخان جب سیکس اسکول انگریزی و مدرسہ
 سلطانی قائم ہوئی مصنف جتنا مدد و حسن علم ریاضی و فلاسفی و علم طبوعات کی تحصیل شروع کی اور کتاب بیچنے فلاسفی یعنی طبیعات
 کا جنہیں پنجہ پانچ رسالے بنوے اور ہواپانی وغیرہ کے تھے اردو مین ترجمہ کیا بعدہ رسالہ لارڈ بوہم صاحب کاتر جہ اردو مین لکھا
 جسکے بعد مین مصنف صاحب کو پانسو روپے اسکول کینٹ شوسائیٹی سے عطا ہوا اور اکثر رسالہ علمی انگریزی کے ترجمے اردو مین کر کے
 لکھتے اگر شاہجہان آباد بھیج دیتے تھے اوسکے بعد مین انعام سرکار سے ملتا تھا اسی عہد مین جب دلکا کس صاحب تھیں صدر خانہ سلطانی
 ہوئے مصنف جتنا بھی رسد خانہ سلطانی مین بموجا جب سور و سپہ ماہواری ممتاز فرمے۔ الغرض اوسی زمانہ مین ۱۹ رسالے علمی انگریزی
 سے اردو مین ترجمہ کیے مثل رسالہ آلات تجزیہ۔ رسالہ آلات آب وغیرہ۔ رسالہ علم ہیئت۔ رسالہ علم ہوا۔ رسالہ علم منظرہ۔ قصہ سلسلہ
 جانشین صاحب۔ رسالہ مقاصد علوم و معارف و لادن لارڈ بوہم صاحب۔ رسالہ حرارت۔ رسالہ ہیئت و اکثر دیگر لکھی صاحب رسالہ معرفت طبیعی
 سبیل صاحب۔ رسالہ آلات صد سیم صاحب۔ رسالہ علم مقناطیس۔ رسالہ علم شریعی۔ رسالہ قوامین دستور العمل سلطنت لندن۔ رسالہ
 سبیل مرکزی اہل صاحب تھیں صدر خانہ لندن۔ تواریخ مملکت اوہم فارسی انگریزی ترجمہ کر لیں جمہور لہن صاحب رسالہ کالو انتریم۔
 رسالہ خبر افیہ۔ ان رسالوں مین سے اکثر مطابع کلکتہ و شاہجہان آباد و اکبر آباد و مطبع سلطانی لکھنؤ مین طبع ہوئے چنانچہ عہد حضرت
 نصیر الدین حیدر سیکر تازمانہ حضرت سلطان زمانان امجد علیشاہ رسد خانہ سلطانی مین منصوب تھے عہد نیابت نواب امین الدولہ
 مین ہمارے تھے خلوت مین صلاح و مشورہ راکر تا تھا۔ اسی زمانے مین حضرت مصنف کر بلا مین جا کر وین روز تالیف نام کرتے تھے مجلس
 عزای امام علیہ السلام و طعن مجازت و عبادت خدا مین مصروف راکر تے تیار ہی سبیل کی ابتدا آؤ آپ ہی کی ذمہ داری ہوئی
 اور مجلس امام باڑہ آغا باقر بھی آپ کے پر پاکی۔

عہد سلطنت حضرت سلطان عالم و امجد علیشاہ مین جب دلکا کس صاحب تھیں صدر خانہ سلطانی نے انتقال کیا اور انتظام و مال کا اہل بیت
 صاحب موصوف کے ڈاؤ اول ہوا مشورہ میجر و صاحب اسٹنٹ اول صاحب ریڈیٹ بہادر زمانہ نیابت نواب علی نقی صاحب تحف
 علمہ صدر کی تجویز ہوئی چنانچہ کچھ علمہ بر طرف ہوا لیکن حضرت مصنف مع کچھ علمہ کے خیال سے اور شاہدات صدر خانہ بدو تجاری نا
 صحت وقت کیواسطہ ہی صدر خانہ کے مشاہدہ وال شمس سے موتی محل کے نیدان مین و وپر کی توپ چلتی تھی اقصہ اوسی زمانہ
 خشت لایمیا لیت صاحب بر سر گورنمنٹ ہند کے تواریخ مملکت اوہم فارسی اور اردو مین تالیف کی اور تقویم سال نو
 بھی بطرز جدید موافق دستور و طرز انگریزی لکھی اور سرکاری مطبع مین چھپ کر جا شاہزادین تقسیم ہوئی۔ الغرض اس تواریخ کی خوب
 شہرت ہوئی شدہ شدہ حضرت سلطان عالم کے حضور مین اسکا تذکرہ ہوا حضرت نے طلب کیا ماکر ملاحظہ فرمائی غیر حضرت مکان تک
 حال ملاحظہ فرما کر بک خوش ہوئے جب اپنی سلطنت کے حالات ملاحظہ فرمائے تو چونکہ مصنف صاحب با ادبی فرض و قایع نگاری جملہ
 حالات بار و دروہ عین تحریر کیے تھے بادشاہ کو ناگوار گذر ا خلاصہ یہ کہ نواب صاحب نے بطرفی علمہ رسد خانہ کا حکم فرمایا حضرت مصنف

سید محمد میرزا رستکی کربلائی میرزا بخش ابن نہایت عالیشانان والا و دومان مولد و سکون آبادی کرام حضرت مصنف کا تون طبع کونہ آباد مقامات شہد مقدس ہے آپ کے اجداد کرام میں میر عا صاحب نہایت مشہور شخص گذرے جنکے علم و فضل کا شہرہ مشرق سے غرب تک مشہور ہے خانہ مکتب طبع اللسان اونکی تحریر اوصاف میں مذکور ہے کہ وہ اونکے اوصاف و واقعات میں کہ سید جلیل فاضل عیال مقرب خاص سلاطین و امراء سے نامدار تھے اور فن خوشنوی خاص شتعلیق میں شہرہ آفاق اور اپنے زمانہ میں عدیل و نظیر نہ رکھتے تھے چنانچہ یہ نقل مشہور ہے کہ حضرت شاہ عباس بادشاہ صفوی نے میر موصوف سے فرمایا کہ محمود غزنوی نے صلہ تصنیف شاہنامہ فردوسی طوسی میں ایک اشرفی شعرا نام فرمایا تھا میں تمکو بصلہ کتابت ایک بیت کی ایک اشرفی و دو گامبر مدوح نے قبول کیا اور تحریر کتابت شروع کی چنانچہ عرصہ قلیل میں دو ہزار بیت تحریر کیے جب بادشاہ نے طالع بنے پایا اوسقدر تحریر گذرانی بادشاہ بہت پر غضب ہوئے اور فرمایا افسے زرا انعام جو مال ہے میر ممدوح نے ہر فرد کو مقرر کر ڈالا جب خبر نقادان قدردان کو پہونچی مفتقات سمجھا کر بیت کو پانچ اشرفی سے وزن تک دیکر بالآخر خرید لیا میر صاحب نے جس قدر خزانہ عامرہ شاہی سے لیا تھا داخل کیا بادشاہ پیر سنکر زیادہ غضبناک ہوئے اور انگوٹھے فلک کر نیکا سکھ دیا چنانچہ اسی صدمے سے روز سوم میر صاحب نے انتقال کیا بعد ازاں پھر بادشاہ کو بیت نہاسف ہوا مگر کیا فائدہ تھا انہی چار ہی ہو چکی تھی اونکا مقبرہ شہر صفہان ایران میں ہے۔ آقا عبدالرشید ولی شاگرد رشید تھے اور بھانجے حقیقی میر ممدوح کے تھے اور میر شہر زمان حیات میں ایک مدت تک تبریز میں رہے۔

میر اکبر ایم خان ابن میر عا و جو حضرت مصنف کے اجداد میں سے تھے عہد نواب سر بلند خان مہرہ واکشمیر میں کہ اونکے عزیز فریق تھے مع اپنے بیٹے میر محسنان کے ولایت ہندوستان میں آئے اور سکونت ایران کو چھوڑ دیا۔

میر شرف خان اپنے باپ میر محسنان سے خفا ہو کر کوڑہ جہان آباد میں آئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔

میر محمد جلیل صاحب جد امجد حضرت مصنف عہد نواب آصف الدولہ بابر میں اکثر عہدہ چکلہ داری و عاملی پر ممتاز رہے چنانچہ مازان رحلت علاقہ داری رہے ہر مامور تھے۔

میر تقی الدین صاحب والد ماجد حضرت مصنف ملازم سرکار شاہی رہے دربار ہمارا جہانگیر کے عہد میں بھی ماضر رہے تھے عہد نواب سعادت علیخان میں ترک دھار کر کے تجارت وغیرہ اختیار کی۔

حضرت مصنف عہد نواب غازی الدین حیدر میں بزمانہ ترقی و عروج مرزا صاحبی و محمد آفرین علیخان ملازم سرکار ہوئے اور اکثر دربار میں بار بار مجرا و سلام ہوتے تھے۔ اسی زمانے میں کہ لکھنؤ ہجری تھا اوسطے زیارت عنبات عالیات کے روانہ کر بلائی گئے ہوئے اور زیارت سے مشرف ہو کر لکھنؤ ہجری میں مراجعت فرما کر لکھنؤ میں تشریف لائے اکثر بلاد ہندوستان و عراق عرب وغیرہ کے سوانحات و عجائبات ہر شہر و دیار اس سفر میں مشاہدہ ہوئے۔ عہد دولت غازی الدین حیدر ہی میں تحصیل علوم انگریزی کی شروع کی اوس زمانے میں ہندوستانی انگریزی دان شہر میں دولہی چار شخص تھے جہد سلطنت حضرت

خاتمہ طبع تاریخ اودھ

از تاج طبع مولوی محمد اسماعیل صاحب جمہ صنفیہ طبع لیتھو گرافک

بعد حمد شہنشاہِ اعلیٰ کمالات و لغت فخرِ سوجوات ضمار باب شوقِ من اخبار و تواریخ پر مہربن ہو کہ عملِ تواریخ بھی کیا آئینہ اسرار ہے جس سے ہر زمانے میں ایک تازہ حالتِ صفحہ دل پر نمودار ہے۔ تاریخ کے دیکھنے سے تمام دنیا کی حقیقت پیش نظر ہوتی ہے چشمِ بصیرت کے لیے ایک عبرت بلکہ انواع و اقسام کی کیفیات طرح طرح کے حالات مشاہدہ کرنے سے قدرتِ خدا یاد آتی ہے جو بے اختیار از نگاہِ طبیعت کے لیے صیقل بخاتی ہے۔ محاسنہ حالات گذشتگان سے غبارِ کدورتِ منفرہ دل سے دور ہوتا ہے۔ طبیعت کو ہر دم تازہ سرور ہوتا ہے ویدِ عبرت سے دیکھیے تو کیسے کیسے سلاطینِ نابدار اور کیسے کیسے شہنشاہِ یادگار گذرے کہ جنگِ رعب و داب کا سکھ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام جہان میں بیٹھا مگر آخر کار سب نے راہِ فناء منزلِ عدل سبکدوش کرنی پڑی۔

یہ ذخیرہ سوانح سلاطینِ اودھ جو چار سے پیش نظر ہے اور جس میں جا بجا فرمانروایانِ اودھ کی سہی و فضا کا تذکرہ اکثر ہے اور مرقعہ نصیر ہر ایک فرمانروا کا محاذی اونکے حالات کے جلوہ گر ہے بنظرِ غور دیکھیے تو ایک عجیب کارنامہ ہے جس میں آغاز سے انجام تک ہمد و دولت حکومتِ خاندانِ شاہی اودھ کا تذکرہ نہایت عمدگی سے تحریر کیا ہے اور ایک آئینہ صورتِ بہارِ جمہین انقلاباتِ سلطنتِ اودھ و سوانحِ غدر و بغاوت کا حال صاف صاف جیسا کہ چاہیے ہے رور و رعایتِ فکس انگن ہوا ہے۔ فی الواقع وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جن کا نام نامی صفحہ و ہر پر نیکی کے ساتھ یادگار ہے اور بادا سے فرض و قریح نگاری اور لوگوں کا بھی تذکرہ ہے جن کا تذکرہ بڑائی کے ساتھ مشہور و یادوار مصارعہ حقیقتِ توبہ ہے کہ مصنف نے بہت عمدہ کام کیا ہے کہ جس کا جو حال ہے من و عن سیکم و کاست لکھ دیا ہو۔ اسمین کلام نہیں کہ ہر ایک حالت کو باعتبارِ تحریر کے بڑا اثر ہے ایک نام تواریخ مقرر ہے واقعی بہ نسبتِ تقریر کے اگر تحریر کا وثوق و اعتبار نہوتا تو زمانہ اس کا محتاج یا دگار نہوتا مگر علمِ تواریخ ایک دریا بخارِ جمہین غواہی کرنا نہایت دشوار ہے۔ اسکی تہ کو وہی شخصِ پاکستا ہو اور گوہرِ مراد سے دامن آرزو و جہر کرالست کر جسنے ایسے دریائے ناپیدا کنار میں غواہی کی ہو ہمیشہ ہی محاطاتِ پیش آئے ہوں اور اکثر سوانح و انقلاباتِ برامی العین مشاہدہ فرمائے ہوں ورنہ تاریخی اختلافات بہتر لہرِ گرداب کے ہوتے ہیں ایسے ہوشِ کھوئے ہیں کہ طالبِ بدتِ انحراف غوطے کھاتا اور ناخن نہیں آتا ہو۔ البتہ ایسی کتاب کا دیکھنا جیسے کہ یہ تواریخ اودھ ہے بہت بڑی واقفیت کا سبب ہے اور مطالعہ اسکا تواریخی معلومات کے لیے نہایت مفید مطلب ہے۔

اس کتاب کے مصنف سید کمال الدین حمید حسنی الحسینی علوی نہاد لکھنوی نژاد متوکلِ بیہشت رب قدرِ عرف

قطعه تاریخ طبع کتاب نتیجہ طبع گرامی سید میر نصاحب متخلص نامی ملازم سرکار بلرام پور

۶۱۸۷۹		تاریخ عجیب و ابدل غریب ۶۱۲۹۶ ۶۲۹۶		۱۹۳۶	
۴	مقبول جناب ظل حق قیصر ہند	۴	صد شکر بحکم محکم اختر ہند	۹۰	
۶	کوسی ایس آئی قدر دان و خوشخو	۶	فیاض سر سبز بل سار لکھو	۸۰	
۲۰۰	یک دست مدد دہندہ خویش و غیر	۲۰۰	تا آن زمان عادل و با فی خیر	۱۰۰	
۳۰۰	یکرو خلق صاحب داد و دوش	۳۰۰	طبائع کی فصیح اہل دانش	۹۰	
۲	مطبوع صحیح واضح و عمدہ و خوب	۲	تاریخ ادو چھی بہت خوش سلوب	۸۰	
۲۰۰	تاریخی نام کی ہوتی نامی فکر	۲۰۰	ناگہ ہوا بزم خاص میں اسکا ذکر	۵۰	
۱	دو ہندھا تو پیر امجد التواریخ آیا	۱	دلو دہین کو کب التواریخ کسا	۴	
۵۰	شان انکی بڑھی پسند آئے دونوں	۵۰	سرکار کو نام یہ سنائے دونوں	۶۰	
۵۰	پتھر کی یہ کتاب میں داخل ہوں	۵۰	خزان یہ ہوا کہ نظم میں شامل ہوں	۸۰	
۲۰۰	موزون کنی چند شعری فکر و غور	۲۰۰	نافذ ہو واجب یہ حکم والا فی الفور	۵۰	

صنفہ ترقی طلب تحیف بندہ نامی

۱۶ ۸۶

نظم بالا کے اگر ا حروف اول و آخر مصرع اول جمع کیے جائیں تو ۱۹ نکلتا ہے اور اعداد حروف اول و آخر مصرعے ثانی سے بھی یہی سمیت برآمد ہوتا ہے اور اعداد حروف مصرعے اول و آخر مصرعے ثانی ایک جا کیے جائیں تو ۱۶ نکلتا ہے پیدا ہوتے ہیں اور اعداد حروف مصرعے آخر و آخر مصرعے اول سے بھی یہی سن ظاہر ہوتا ہے

۱۶ ۸۶

قطعات تاریخ تصنیف و طبع کتاب تاریخ اودہ مصنفہ سید کمال الدین حیدر

قطعات تاریخ تصنیف کتاب نتیجہ طبع والا گوہر نشینی اہرنگہ صاحب متخلص جوہر شیریں و زبار بارام پور

وہ سید باکمال دین و دنیا آئینہ حال ہے اودہ کار و شن گذرانی حضور میں مہاراج کے نذر دیکر زرد و افرازہ قدر و سخا منشی نول کشور صاحب میں لائق	لکھ لاسہ کتاب یہ بغایت عمدہ صاف و بے تیج و رعایت عمدہ تاحال پراونگے ہو رعایت عمدہ فرمانی حضور نے ہرایت عمدہ چھاپین اسے ازراہ غایت عمدہ
---	--

جوہر ہے یہ سال عیسوی تصنیف تاریخ اودہ لکھی نہایت عمدہ ۶۱۶	۷۷
---	----

قطعات تاریخ طبع کتاب من نتائج طبع شاعر شیریں مقال نشینی جوہرنگہ صاحب متخلص جوہر شیریں و زبار بارام پور

تاریخ کمال دین حیدر فیض مہراج اختر ہند منشی نول کشور صاحب زرین مطبع و بذل فیض مہراج جوہر پر سال فصلی ختم	مطبوع تمام خاص و عامش فرمود زلف استطامش کردند بطبع اہتمامش افزود بخلق اختتامش تاریخ نگو بخواند نامش ۱۲۸۷ھ
--	--

شایع چو شود بال ہجری نیکو تاریخ نام عامش ۱۲ ہجری	۹۷
--	----

میرمن جو راز خاص و عام کا یہ خدا جانے کہ جو کیا اہتمام اہم عظم کر دیا گو یا کہ دم اس کتابت کو بیضمون ملکیا برہن و قیاسی معانی جو چھپا شاہدیزیا کو اب جلیبہ طا اور طبع میں کی سیلانی	ہر مقام ملک ہر جنگام کا کلام سبب شافعیہ کیا جو عام زیر سان ہونا اگر نہ ہو مثل عیسیٰ اوج گردون ملکیا ہو گئی آئینہ پر جیسو جلا عود کو خوش رنگ پر ایا طا یون مصر کرنا انکا کام ہے	ہر خبر ہر مرد و مہر شاہ کو بخشی روزنی نسخہ مانج کو اور طرف ایسا ہوا راج کا یکچہ سو کچہ سو اہتمام جس نقش سادہ و خجایہ اہتمام جلوہ گر تہ بن سنو کر عام انکا جو ہر رقم ہو موت دہ	نور و سب پر آوردہ خبر کو سادگی سوا یا سیرا بہ نکو یہ اور دلسر ہو جزو نیست فرا پانی عزت اسنو نام خاص اب تو اگر گو و گر کوئی نہ نکو دید کو لائق ہی ہر شرم کا گو سیر خاشا ہر عالم کو
---	--	---	---

خلاصہ مضمون کتاب ندرت اسباب (بہ تبدیل بحر)

جو ہر مونی کتاب تیار مضمون کا خلاصہ بھی تیار وہ پاک مقام جو مقدس اور تار وہ مظہر اس کے وہ پاک ترین یہ ستر میں دہلی سورہ تعلق اسکو دہلی سو تھو صد ہار آئے انگریزوں نے دیکھا کیا ہی القصد وہ جامی طعن تھا ہر اک کو حد کمال بھی ہے ہیں شاہ اب انہی حدی خواج ذکر اگر ہے سارہ خاندان کا جو گزروں میں چوبہ میان ہیں مسطح تھا انتظام اسجا یہ بھی ہے برا زہار نامہ	دو اسکو بھی روزنامہ لاشا عنوان سو مشیت تیار نکسل کا غلاف درج طلسم گنجینہ ستر ناتناست دنیا میں یہ نسبت بریں جب بھی سب یہ رفیقوں کو بشکر ابر بہار آئے تسلیم کی اونکی بادشاہی بستی یہ تھی آبرو سے گیتی کامل کی لیے زلال بھی ہے ہمزہ کی طرح عود سو خراج جو خاتمہ ساری اسنا تھا جو رزق جو رحل عیان ہیں لکھا ہر مہر مقام اسجا جو ہر عجیب کا زنامہ	توصیف رقم تو ہو چکی ہو اسی تیغ خیال رکھہ مضمون کا جو حبابہ احاطہ کا اور د نام یمنی سری را محمد را و تار یہ تخت کہ قدیم دنیا ایک زمین تھی جگہ اسکی نشا تا دور عمل کیا برابر لڑتے بھی رہے ہندو کو ساتھ اچھی ہی سلطنت کئی پشت لکھا ہر مفصل اسکا احوال واجہ علی شاہ اب ہیں جو حالات درونی و برونی ہو زمین تمام دیکھ و کاست دیکھو جو ہوشاقت تماشا ہجری میں یہ سال عام لکھو	باقی یہ بات رہ گئی ہے لیتا ہونین نام لکھو کا جو صبح ازل سو ہنر بن شام اسجا بہ ہوا تھا اونکا ملک گو سچ میں کارخانہ الہا سوال سو تھی سیان سیاہی اس صوبہ کا تھانہ کوئی مہر غرض شکست عیسے کے ہاتھ اٹھتی تھی ہلال وراثت ہر تھیر منہ مالک الحال کا کلمہ میں ہیں غلات محو غسوب نکوئی وزبونی مجموع ہیں عام دیکھ و کاست حالات اورہ کی آگہی کا نارنج عجیب نام لکھو
--	---	---	--

آیہ الہامیہ استغفر اللہ عنہ

بفرستید ان بدل پاک نہ بیکس و مظلوم پرست ازل سینہ زن لودہ گرد و گریز مما و قمار و خالق رقم بامہ عالم وجود آشنا دات ف حالات ضمیر لاکو ماراج کو کی شکیش مایہ انگاہی حال اودہ جیسا کہ دیکھا وہ سجا لکھا صاف رقم واقعہ روزگار اہل نظر منصفی سو داد شکے حد واد و نظر تو بین آہی کیا چوین بری و فیض	حشر ہم از حب علی پاک نہ طاعت و ذکر شہدائیکم آہ بلب و لبشیدان پاک صدق لکھا حرف و جوف کلم جانتے ہیں ایک ہی سکا خدا اوپہ پی تحقیق ہوئی جاکیر پیش نظر شاہد خورشید و ش صورت از رنگ مال آدو سج جو مصنف ذی لکھ دیا آئینہ گزشت لیل و نہار سہو جو ہو کہ ہم سو ادا دیا ستم اگر ہو تو حذر کر تو بین جہاں جو کو ہو گیا ایامی فیض	موسن و مخدوم ہمہ موشان چشم زگریر ہمہ و غرق خلج واقع ہو قرآن میں ہر جان شوق جو تھا دل سو تو ارج کا خوب ٹیڈٹ سو بھی تھا رنج صاف و مفصل لکھی و در کتاب دیکھی میں شاہد زیبا جمال صاف بیان جملہ ہی منیا اسمین و تکلیف و تکلف میں عمر کر و دوحہ شیب و شب دیکھ جو ماراج کا حسن سلوک دیکھ جو حکم جو اسو حکام بھی پوری و مصنف کی ہوئی آرزو	شمع رہا اہل تشیع جہان جاک گریبان سجا لکھ اہل عرب جامع کفر و نفاق یاد تھا دریافت تھا ہر اجرا ترجہ جہاں کو تھا ہر پورا آیہ شج کا ہی گویا جواہر بہر خرد و فخر شیرین مقال یہ بھی قصدا کا ہی پر خستہ رست میں تحریف و تکلف میں ہو گئی ہن تم و و فخر کتاب طبع میں ہو گیا بھلا حسن جانتے تھے ترجمہ عام بھی گوہر الفاظ و فی آبرو
--	--	---	---

اوصاف حمیدہ عالم گزیدہ جناب ششی نو کشور صاحب نیت وہ
اخبارات زمانہ و مجموع اخبار نویسان فخر و یگانہ (تہ تبایل جہاں)

شم ششی زنی تہ و اہل کرم یاد اہل جان فزی ہنر شیا کہ بر لب و کوفت پیر اہل لغت مردم ہر شہر سے آوردہ مطبع جیسا عالم میں یہ صفای ہر ورق و تہا کیا ہی رونق ہو اودہ اخبار محکم کار آمد حکام ہے	نام ہو تو شیع میں شکار رقم واحد و یکتا ہی عالم شہر وہر مطلق کر ذاکر شہر حکم طغیت میں یادہ حشر کارخانہ ایسا عالم میں نقطہ نقطہ گوہر ناب ہے ایک تہ دیدیا اس کار کو جملہ مضمون سو مفید عام	ششاق علم و بلند سخن نام اکا تعداد سان ہنر و فکر عظیم رہنما و درست کیش ہر شہر یاد ہر انداز بیان سو خلق نام خوشن و خوشن لکھا کار و کار جنی عالم میں کتب و مضمون میں سبب فضل و پانچا بھی چھپا ہی روزانہ اک فخر عظم	یاد و زبانی ہر اہل کلام کائنات میں ہنر و فکر عظیم جسب صدق و صدا صالح کو الغرض اودہ بیباقت و تمام جو عطا و دکر تا اس طبع میں کلیم چھپکے موجود ہو کر فخر نہیں عام ہر ظاہر ہی یہ امر سر ہر طرح کو ہنر و مضمون عظیم
--	--	--	--

نزدقہ دروید جواہر نگار	کینون مش پر کوننی گشتی میں با	ہشتی سرے چکر فیلدبان	طلالی گردن ہی ہرین کلام
دوشالو زری کار کشمیر کے	مناسکے پر لاف جاگیر کے	ترقی تنخواہ کو شقہ جات	نہو حاضر و کفو خط و برات
ملا کرتے ہیں از فیض عام	یہی شغلہ رفتہ شب شام ہم	یہی جاعی ہر مقصد عام کی	یہی سرزمین حاصل کام کی
ہزاروں کی گنتی نہ سوسا شام	پر جنگی پر ملکی چہ چند گنا	ہر اک کامران آج دلوہا ہر	یہ تقریب بھی فضل امتدہ ہر
قواعد بھی ہر فیض کی لذت	کہ ہر فتح اس فوج کی جاگیر	زمانہ سداویہ یوں قائم ہے	ترقی پر اقبال دامن ہے
و کھاتو ہرین کشتی ہدایت	کہ ہر کودہ الہیہ لاکھ جوان	دیوہ تلپتے ہیں آشتیا تمام	با امید انعام آفرین عام
غرض جو ہر جہاں جگہ کی	کمان اور ایسی میسر و بات	نقدیر ان مہمان ہر بات کو	ملین خلعت عام خیرات کو
	کیے بار بار ملتی ہاتھی کو دنا	شمار اور اشیا کا کیا ہونا	

تقریب جامع تواریخ اودوم سید کمال الدین حیدر عرف جناب سید محمد میر حسن
نزار و تہا ور کر بلا می میر خدا بخش واقع لکھنؤ (بہر مجرور)

کنو کی حیات نہیں ہر کون	رہ جو جیوان ہر کون کی جاگیر	وصف ہمارے عیان عام ہے	اور سو لکھنے کو کیا کام ہے
ان سب طبع کتاب لکھو	طبع کو اسباب ہوا بکھو	کہتے سخن سنج متون دبیر	نام میں سید و محمد دبیر
باگرہ شاہ میں بھی تھو خیل	لو کر شاہ کی بھی بھی سبیل	عمدہ رند گاہ و ریاضی چھتا	اوسمیں بھی شام تل تھو خیل
قانع و اسودہ طبیعت بھی	رغبت دنیا نہ زیادہ ہونی	و کھاتے کیا دنیا سے کم	دین سے دنیا کا بلا دہ شرم
بیٹھ گئے روز نہ شیر پر	لعل کی منصب جاگیر پر	شکلی و شکست کر بلا	خازن گنج شہدا بر بلا
خاک پرست و پاک حسین	طوق گلشن خاک حسین	خاص پتار مزار امام	سید و نبیل فضل و عالی مقام
صاوق صابر طبیعت سلیم	پیر طریق و حکمت حکیم	قبلہ دین پیش رو مونا	کوہ اسلام ہندوستان
سنگلہ نفس نام طریق	ہادی آیتا عشری فریق	سجدہ نشانی سر و اکرم قرار	کھسکے مزار و پتہ جبین اغدار
لپٹے طریق یمن ہر اک مقتدا	آبرو گوہر آل عجا	رند و شب اس جہ دنیا کو	نور و کھاتون و درود و سلام
نام شہیدانہ دل جان	شیفتہ شاہد و دلدار	مست می خالص شب معل	شمع صفت سوز محبت جلی
حاجی و اولاد علی دام	جو فقیر تھیں تھیں انہیں بھی عام	عمدہ اولاد علی و بتول	فخر ام سرور آل رسول
دوسرے پتہ پر غار و شب	کعبہ کی صورت کی رعد و زور	نزار و تلوان صریح شریف	یا مدین اجباد کی زار و شب
روشن درگاہ عظیم امام	پیر و معصوم فدا دل تمام	ذکر طرب نبیب و کھلم کام	و آفہ حائلہ شوم کام

سند میں ہمارا جہاں ہر بات میں
 طویل ہو کہ خود کا ٹھیکہ اور میں
 کتابت لایات لکھن رو
 نشانہ گالی میں مشہور ہیں
 اودہ کی علاتو سو نیپال تک
 زنجباہ با محمد لنگ اور شیر
 بزرگ شفق خون شجر کا
 بندہ کو میں پر میں میں بچا
 کہیں جائے موت پرست لیل
 طیر نو اسنج اقسام کے
 عمارت کا بھی شوق ہو سقد
 عجائب گھر اس نوع تیار
 میں چڑھ کر شاہ سوار
 فتوحات کہیں بڑھ شیر
 جو بادا کرہ اک ملک مشہور
 اور تیغ اونکی جبر جیل گئی
 راست ہو یہ پھند سال کی
 گیا ملک اجد علی شاہ سے
 سو دہہ دون بنانب ہزار
 دوسری کی اس ملک کو ہر دم
 تواضع ہر کس فتنہ ہاکی ہر
 سخاوت کو پیدا عجبات کی
 در شاہ و دیہات میں بنیا

سند لیتو میں سب لایات میں
 چو گھر میں تھنی کر ہوا میں
 تحالفت کی آمد جو میں رو
 ہر اک ملک میں شہر تہا دور میں
 ہزاروں کی فصد سال تک
 ہر اک سال کوئی سو ہر تو میں
 بنا تھارہ خچ فلک پیر کا
 نر وادہ ہر عمر کے بقیاں
 کہ نیا فلک سو بھی کر تو میں
 کہ راد اونکی امان اودہ سے
 کہ ہو سیکر وں کس ہر کوسن
 کہ عقل اس میں حیرت میں ہر بار
 بزرگ اکو تھکے کا ٹھیکہ اور
 لیے ملک یان اکو تھیر سے
 وہ ہمارا کما کا خند نور سے
 شکر کھا کر فوج خدو مل گئی
 ترقی ہو ہر روز اقبال کی
 ستارہ کو نور اب ہر اس ماہ
 یہی صید فیلان میں ہاکی کا
 ہر اک سال دیشتر ہر سو سے
 ادارات ہر نوع انسان کی ہر
 کہ ہر مقام پر خفیات کی
 ایو جاتی ہو روز شب ہر وقت

یہ ہیں ہر تپا اور چو میں عرب
 رہ دور ہر ان غیاں
 ہمارا جہاں میں عالی نسب
 شیر و کو تھیا ویر تو میں
 سینا تو کوئی ہر خالی ضرور
 ہوتے آسکے حکام عالم مقام
 یہ میں ہر ہمارا کچہ ناما
 کہیں چھوڑا پھر کچھ میں
 کہیں گندیو شیر اور چو پانگ
 کتب خانہ خیرات خانہ وسیع
 یہ پابندی قوت اور وقت کا
 کلید طرہ جلی میں ہر میں
 شجاعت تو اس قوم کا کام
 وہ تکیا میں ہر میں ہر دم
 بزرگو میں تھو راجا بلر کام
 نہ رسم تھا ایسا نہ اسفندیا
 مشیر گورنر ہمارا جہاں میں
 ہوا کرتا ہر صید فیلان میں
 بکرا لائی میں میں چالیں فیل
 یہ تقریب فیض و سخاوت
 جلوس جیکو کا رکھنا فیل
 اعلیٰ اعلیٰ سے تا خاک و جہا
 تھو کو جو درو سو اسفند میں

جلد آئی میں تھنہ لکھو کسب
 توافق ہر اک اپنی اقبال
 بہت سی ست نہیں ہو میں
 کہ صحرای میں شیر میں
 مگر سال میں ہر عید کی ضرور
 رہا کہ تہ نہیں کا جی میں
 نہیں جنگ گھر کا تھنہ کاشا
 کہیں کنو بایا رہ مذکور میں
 کہیں بازو جی جبر و رنگ
 ہر اک تھو کاسہ کار خانہ فیض
 کہ موقع پرانہ ہر اک کا
 لازم دلا تھو کسب کار
 بہادریہ سب خاندان مقام
 حکیمانہ ہر طور ہر فرم میں
 وہی اسکی بانی تھی اجماع شاہ
 نمایان ہر میں ہر ہر
 اودہ بھر راجا کے تہ میں
 سو سپہی ہر اسکا سامان میں
 پسند آئی میں جو میں سبیل
 کہ اس ہر روز و وعظ مقام
 کہ انکس ہر قوم ہر سال
 مناج بہ پشیمینہ کو کار چوب
 وہ رومال و در شاہ با جاتی میں

احمد انقاس حضور قدسی

ہزاروں نسبی آدمی آنریل پسر ہمارا چہ و گنج سنگھ بہادر کے سی ایسی آئی والی راج
 بلرام پور ولسی پیر و چروہ وغیرہ اضلاع تک اووہ دام شستہ (بہت بیل بھر)

ماہی کا ذکر جو ہر کرد	تھکے محمد سے فکر منظر کرد	یہ بہی غور پاک فکر کریم	رہستہ ہر فضل خدا تو قیام
مہاراجہ سرگوبھ سنگھ نام	ہمارا بڑے راجگان کرام	درخشندہ تراختر بندہ بین	وہ زیندہ افسر بندہ بین
وہ مالی سب شرف شہر لانا	حسب میں ہر فضل تو بیگان	وہ زیندہ افسر ہر وہ	ہمال انکی اتوبی برانی کا
تیرا ہر اک ملکہ دستار کا	ستارہ کلاہ گہر بار کا	سین پریش فیض لعل کا	بگوارہ چنچ خلل ہلال
فلک سایہ چیرہ رافع	جان خیر بارگاہ رافع	سین کشتان چو چل گلکس	چنور کا فلک پر یہ ہو چو گلکس
ستاروں کی انہر نظر سعد ہے	نہا ووردش منہر سعد ہے	سماوت نہا ورجید زلال	خدا داد اقبال ہر لعل زلال
ہر علم و ہر فن فیضیلت نشان	ہر مند و فکر حق میں گہر نشان	محمد خرم و علم سب ہی زیاد	صلاحیت و علم حسب ہر او
و قیہہ میں بڑا دان کی شین	لطیفہ پسند و نفاک کا گنج	سخن بچ باریک نامک خیال	مقام ہو کیا ہی حل کیا محال
و منہر غلاق سے آگہی	ہویدا کون ستر غل اللہی	کتا لوبوسر علم کی شیوق	ہر اک فن میں جو عمدہ ذوق
جان میں ہر جوہر نکاشے	خدا اگر کرم سے مہیا وہ ہے	قدت حات فیعی جو ہر ہر ہر	صدائ کی تو لوبو کی ہر لظفر
ہر ان گل کے اقدارہ دار ہے	عرق ریز ہوام بوست و بوس	اوہر علم بیش کر جو شہر اس	اوہر اسلحہ سے فون تیاں
تواریخ عالم میں ہر در زبان	کر امت سایہ شہر ہر حال	منہر داغ و لعل ہر جہاں	کو روشن ہر اوقات تباہاں
محمد اللہ میں ہر جگہ مصروف	عبادت میں لڑات و مخلوق	ہر مندگی حق کی تو فطر	بظاہر ادھر ہر گدول ادھر
شبہ رفتہ بیاہ یاد کریم	بشکو و سپاس قدر فیضیم	پرستش گدہ قدرت کردگار	یہی دین مذہب طریق شہا
دل پاک خیر وقت و بد و غیر	مناف و غیبت ہر معاوہ خیر	ہر اک صنعت و ہر ہر ہر ہر	بگڑ بگڑنا مالوہ ہر ذات مینا
ہر اک وقت بالا ہر ہر ہر ہر	نجا م غریبان نواں غطا	ہر ایک حق میں ہر ہر ہر	مسافر نواز ہر ہر ہر ہر
نمازیم کو ہر لطف ہمان کا	ہر اک ہم ہر قدر و ہر ہر ہر	جو کہ چاہی ہو ہر ہر ہر ہر	تعلل گدہ و نخت مینا
یہ اخلاق میں ہر ہر ہر ہر	کہ خلقت میں ہر اک کو خلقت	سیاست ہر ہر ہر ہر ہر	پاس حیرت بھی ہر ہر ہر
شفاعت کا ہر ہر ہر ہر	وہ عالم میں ہر ہر ہر ہر	شہنشاہ ہر ہر ہر ہر ہر	شہنشاہ ہر ہر ہر ہر ہر
سلطانوں کی کیا فیضیل	نمائندہ ہر ہر ہر ہر	جو ایک اور ہر ہر ہر ہر	وہ ہر ہر ہر ہر ہر

وقت انطا منظم

سین ستاج طبع شاعر والا گوهر نشینی جو اہر سنگھ منخلص جو بہر شہر دربار عظام پورا اودھ
 دیباچہ کتاب تواریخ اودھ موسوم تاریخ عجیب

۱۲۹۹ھ

خدا و این جهان زیر دلا	جهان کا جو ہر پیدا کر دیا	وہی خلاق ہوا نص سما کا	وہ مالک ابتدا سے انتہا کا
قدیر و مالک ملک جهان	خداوند زمین آسمان	نہ تھادہ اس کو ازل کی زابد کی	نہیں ممکن ہو تحسین کی حد کی
عجب شایعین عجب قدر مگر ہی	ہر اک شہر و سکی ملک جہری	نہی تناظر شان خلقت	اوسکی قبضہ بین ہر جان خلقت
قدر شان ہستی و عدم	اوسکی ذات باقی و عدم	تو مالک قادر ہر چون	کر دیکھ میں کم کو دگر گون
وہ تخلیق در بدایت قاسم	ہو ثابت یہاں عقل رسا	یہ بی پایان بناؤ اوسو عالم	ہر اک میں جمع ہوا بیان ہر کام
نہیں کافی ہر عجزہ اے خدا	ترجی فرست صنعت کسکو پر یاد	وہ اسوج کو نور عالم آرا	کیا ہر نور قدرت آشکارا
اوسکا کام ہر عقل آفرینی	اوسکی ہر قدرت یقینی	ہمارے واسطے کی عقل پیدا	کہ ہو خود عقل ہر ہر مودیا
دیا ہر شہر ہر عقل کامل	کر ہر جانب قادر یہ اعلیٰ	ہو آتش آت خاک ہر ایک	مگر کہ اسکا نسخہ ہر مگر ایک
یہ کنو ہر کو نفعین خیرین	موالید ملا کہ قدر میں	اودھر اجرام علوی بکرا ہر	اودھر اجسام سفلی بگیا ہر
نشان انکا کائنات کوئی پای	پتا قدر کا کیا ممکن گائے	زمانہ گر تلون زمانہ سوتا	مگر ہر ایک قدرت کا نمونہ
یہ دیکھو خیرات ہر بار	کسیکو بھی نہیں ہر یاد داری	کو اکب میں نشان ہر قدرت	غلام ہر محض انواع صنعت
درامی مرد و ماہ عالم افزون	کئی ثابت ستاری ہر انداز	حساب قدرت اوسو جو بنایا	شمار ہی نفعی کو کب کو بنایا
حساب قدرت اوسکا بکران	شمار آخر کہ نقطہ سر عیان	نہیں ممکن کو اکب کی تعداد	محاسب عقل کا کیا کر سکی یاد
فزون تعداد سے قید صنایع	کہ جمیع خاص میں خلق بدائع	ملا ایک سکی قدر میں ہر جان	ظہور آدم خاکی کی کیا اہل
عیان ہر ذرہ میں ہر صنعت	ہر اک خلقت میں ہر حقیقت	یہ نفع روح و تر کی عینا صر	ترجی صنعت ہر بار قبے ہر فاد
یہ پرکار جهان ہر کار قدرت	کو اکب نقطہ پر کار قدرت	کو اکب کو کیا نظام عالم	اشر ہر چیز میں انکا کیا نم
ہو ادنیٰ میں نفع قدرت آرا	کیا مخصوص تعلیم اک ستارا	عموما دور ہر تعلیم میں	فطر ہر خبر بہ تعلیم میں ہے
سلاطین یونہیں میں ہر شہر	کہ کھیں خلق صنعت نظر	نگہداری خیر خلق کی دلی	عناذاری قوت اپنی رکھی
کبھی کوئی زمانہ کہ کسید کا	کیا بعد اک کی قبضہ کہ کسید کا	بوقت خلوص آتی ہر سکی	غرمت فسخ ہو جاتی ہر سکی
تو از خود فسخ ہر عیان میں	جو نام آدم و نوح و ہر نشان میں	مناسب جو ہر ہر ہر کو دگر ہے	بیان قدر کا کب ہر بشر ہے

- ۷۔ زمان حضرت خلد مکان میں وہی خزانہ صرف ہونے لگا مگر ویش کو ورتا ہی رہ گئے تھے۔
- ۸۔ زمان حضرت خلد منزل میں صفائی خزانہ سابق و محاصل حال ملک بالکل ہو گئی نا اہل و عملہ سرکار نے کھایا مگر بہت نکو نامی سے گھر کو بگاڑا۔
- ۹۔ مناجان و وساعت نجومی بیٹھے۔
- ۱۰۔ حضرت فرووس منزل نے ایک انتظام و ضبط سلطنت کیا مگر کمال جزر سی۔
- ۱۱۔ عہد حضرت جنت مکان میں وہی اندوختہ سلطنت تھا جو بہت جزر سی سے صرف کیا گیا اور کچھ رہ گیا۔
- ۱۲۔ حضرت سلطان عالم کی سلطنت میں بالکل صفائی خزانہ بلکہ خزانہ خالی ہو گیا فقط



لما حوٹ کو دوسو روپے انعام دیے پھر فوج مکن پور درگاہ مدار و حوالہ اٹاوا وغیرہ واپس لے کر
 شیر پور کے گھاٹ، ریاست جمن سے اتر گیا راہ میں اکثر مقام پر لڑائی بھی ہوئی خوب درمی سے
 لڑا و بسلاست دکھا چلا گیا کئی برس تک حوالہ خیال جے پور۔ سیکانیر۔ یادامن کو ہزار دکن میں
 سرگردان رانا و مان قوم بھیل بھی شریک ہو گئی آخر کار انک دریا وغیرہ اتر کر کابل سے
 ہو کر داخل ایران ہوا و مان سے رہبری پا کر داخل ملک روسا ہوا۔ کہتے ہیں کہ و مان اپنی
 جماعت تیل سے بخوبی مہر کرتے ہیں و مان کی سلطنت سے بچت ناموری کچھ کفالت ہوتی ہے
 باقی ریاست سب خوب خیال ہو گئے ہیں انکی اولوالعزمی و جماعت سرکار پر ثبات کیا عجب
 تھا اچھے آشتی انکے واسطے بھی کچھ کفالت ہو جاتی رہتے جس طرح زمان مانہ میں لارڈ مائٹ
 نے صاحبان اولی العزم کو کچھ ملک حکومت بسر اوقات کے واسطے دے کر سرکار کو بیک نام کیشل
 نواب امیر خان ہو کر وغیرہ مگر یہ کہتے ہیں کہ وہ زمانہ اور تھا۔ حکام کی نیت بخیر تھی۔ اب اور صورت
 ہے۔ آہندہ دیکھا جاوے۔

واللہ علی کل شیء قدير

- جملہ معترضہ ریاست و حکومت نواب برہان الملک میں جس قدر خزانے میں روپیہ جمع تھا وہ
 مارشالہ کو دکر و دیگیا جس سے قیام و استقلال موجب داری ہوا۔
- ۲۔ زمان نواب صفدر جنگ میں اگر نواب بیگ صاحبہ کچھ اعانت نکرتیں موجب اوہ میں کیونکر آتا
- ۳۔ زمان نواب شجاع الدولہ قحط زر تھا اگر نواب ہو بیگ تھا اعانت نکرتیں چالیس لاکھ
 گورنمنٹ کو کہاں سے دیے جاتے۔
- ۴۔ زمان نواب آصف الدولہ نائب و عملہ سرکار کھانا تھا مگر یہ نمکالی سرکار کو نہ بگاڑا تھا۔
- ۵۔ زمان مستعار وزیر علیخان کچھ گھر سے اونچا۔
- ۶۔ زمان نواب سعادت علیخان تاعدت مسند نشینی سے ۱۴۔ کرو اس نصف ملک کی
 تقسیم سے جمع ہوئے اگر دوسرے نصف بھی رہتا غالب کے اس سے زیادہ جمع ہوتے سوائے محاصلات
 عملہ سرکار کے۔

پیل بھیت کو گئے پھر انکے قدم نہ ٹھہر سکے گھبرا کر شاہجہان پور آکر شریک معبر کہ احمد الد شاہ ہوئے
 فوج صاحبان عالی شان داخل شہر ہوئی قتل و غارت شروع ہو اور عایاے غریب سب طرف
 بھاگی جو جان ملا مارا گیا حکیم محمد سخاں اجل گرفتہ پوتے نواب محبت خان کے اس شہ گامے میں
 ماریے گئے انکا انفسوس سبکو ہوا جب شکست شاہجہان پور کی ہوئی شاہزادہ داخل محمدی ہوا
 یہاں شاہ صاحب کی کم سپاہ نے مدعی سلطنت ہفت کشور ہو کر اپنا سکہ باری کیا تھا
 سکندر بہشت کشور خادم محراب شاہ حامی دین محمد احمد آباد شاہ اور نشہ خور و شوخ
 جو دماغ میں سما گیا تھا شاہزادے سے بھی طالب بیت و فرمانبرداری مثل اور خاموشی کے ہوا
 شاہزادہ اونکی اس حرکت ناپسندیدہ سے خفا ہو کر سندیلے میں آیا تہا نہ سرکاری کو لوٹ کر چپنا
 تسلط کیا اور اکثر اضلاع تھا بجات باگلو صفی پور و وغیرہ کو لوٹا غارت کیا برسات بھڑسی
 دوداوش میں گذر اخب سڈیلے سے شکست کھائی خیر آباد آئے وہاں کے ناظم ہر پشاد کو
 مولوی محمد ناظم سوا باری کو واسطے مدد راجہ گلاب سنگھ راجہ پروا بھیجا اور خود خان علیخان ناظم
 گل خیر آباد کے پاس چلا گیا عرض اسطرح ہر ضلع و مقام میں آگ لگاتے گدڑے اور فوج سرکار
 سے مقابلہ بھی کیا مگر ہمیں پائے ثبات نہ مانجھو آباد میں آیا وہاں رنگ فوج باغی و نامردی کا
 دیکھ کر متغیر ہو اسب افسروں کو جمع کیا کہا میں نے شہر گر دیا ہے جسے مرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ
 اختیار رکھتا ہے چلا جائے کہتے ہیں کہ اوسدن شاہزادے پر قافہ گذر آتھا آخر ۴۰ سو سوار جمیل
 مع ظریف خان رسالدار اور ڈاکٹر وزیر خان باقی سوار جنگیہ خرقہ زیب پہرا آدمی کے بے توب
 جمع ہو کر روانہ باڑی ہو اباقی فوج ازراہ نامردی رفاقت خان علیخان میں نہ لائی۔

جنرل علیخان قاضی عنایت علیخان برگیڈیر چند سوار باغی سے اطاعت سرکار و ولایت الگ کر دی
 اخبار کے اور بموجب اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ حاضر حضور کندہ فوج ہوئے اور بعد پائے ان
 کے اپنے اسلحہ حرب سپرد سرکار کر کے اپنے وطن چلے گئے۔
 شاہزادہ باڑی سے سید نامیر میدان ہو کر سلامت کنہار وریا گنگ پھونچا اور فوج سرکار نے بھی
 نقاب نکیا ورنہ کیا عجیبے گھاٹ تک پھونچنا مشکل پڑتا اتفاقا گشتیان نکلے کی فرخ آباد سے
 اگر گھاٹ پر تھیں اور کمانڈہ خالی کروا کے مع اپنے ہمراہی لہجور کی گھاٹ سے سلامت پاراؤٹ کر گیا

داخلہ شہر ندی مراد آباد گئے وہاں کانظم چچا خان بہادر خان کا تھا ام سنے کمالا بھیجا جس پر یہ کہ
یہاں سے نیلے باؤ شاہزادے نے غدر خستگی راہ کیا اور کہا ہم افطار روز و مبارک کر کے کل نجیب آباد
چلے جائینگے آج یہاں رہنے دو قبول کیا ایک پلیٹن رسالہ ۲۰ توپین بھیج دیں مقابل انکے خیمے
کے توپین لگا دیں مولوی احمد اللہ خان ساکن ننگالہ رفیق خاص کیا گولہ اندازوں کو طبع سے
سمجھا کر فرحبیب دایا ہن دی جب شاہزادے نے توپوں کو دیکھا اپنے ساتھ کی توپ کو آگ
دی مولوی صاحب اس وقت بھاگ گئے یہ کہتے ہوئے کہ اب تمہارا بچہ مشکل ہے فوج آچھو بچی۔
تیسے بھی جہانگیر بھاگا باسے چلے جاؤ گولہ اندازوں کو لوی صاحب کے اس افسوں سے بے سرو گئے
توپوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے رسالہ دار اور پلیٹن بھی انکے ساتھ چلی گئی شاہزادے کے ہاتھوں
نے جا کر ۳۰ ماہی ایک چاندی کے عوضے کا ۱۶۔ میگزین۔ دو ہزار روپیہ نقد لے آئے اور باقی
لشکر کا اسباب انکے ساتھ ان نے لیا شہر میں اپنی منادی کا اور ننگا ہڈا شت فوج شروع کی
قصاب جو لاسے اس طرح فرقہ خاص قریب دو ہزار کے جمع ہو گئے۔ دو دن تک یہ حکومت نہ پایا
رہی چوتھے دن ۷۔ نہار فوج رام پور کاظم علی خان بھائی انواب یوسف علی خان بہادر کے لے کر
آئے کچھ لڑائی ہوئی فتحیاب ہوئے پانچویں دن کچھ فوج سنہیل سے ملازم راہو ر آئی تھی مجاہدین
کی فہمائیں سے توپین چھوڑ کر بھاگ گئی چھپنے دن فوج انگریزی نجیب آباد رام پور سے چھو بچی
تینوں نے شہر کے کوٹھنوں پر چڑھ کر ڈھیلے پھر مارنا شروع کیا تمام دن اسی حال میں گذرا شام کو
قصاب جو لاسے بھاگ گئے شاہزادہ اسی اپنی جمعیت قلیل سے بریلی آیا اس وقت خان بہادر خان
نے بڑا احترام کیا اور استقبال کر کے آپ خواہی میں بیٹھے شہر میں لے آئے اس عرصے میں فوج انگریزی
عین طرت سے چھو بچی خان موصوف نے کلیف انتظام لڑائی کی دی شاہزادے نے قبول کیا
جب یہ خبر چھو بچی کہ کل مہر کہ لڑائی درپیش ہو گا رانا راؤ پیشوا انوار فتح علی خان رئیس فسرخ آباد
رات کو روانہ خیر آباد متعلقہ نکلتے اودھ ہو گئے خان بہادر خان کی مجموع فوج نامرد و نہیں دونوں
سرداروں کے ساتھ روانہ ہوئی اور راجپور سے کی صبح کو شاہزادے کا مقابلہ فوج انگریزی
سے ہوا انکیہ کے پل پر اس طرف شہر کے کستہ میں جب نوبت تلوار چھو بچی طرفین سے بند و ق بند ہوئی
جب تلوار و شنگین چلنے لگی جب شام ہو گئی اور خیر چھو بچی کہ خان بہادر خان نے اپنے عیال سیدھے

رہے دو آنہ یومیہ خوراک سب کو ملتی تھی عورات بنی فاطمہ محتاج نان شبینہ ہو مین موسمہ ہر
 مین کہین سے ایک قنات کہنہ میسر ہو گئی تھی اور سکے ٹکڑے کر کے سب کو بجائے لکھاؤ نہ
 ہوئی تھی بعد مرد و نحوست ایام سب قید سے چھوٹے اور سکے بعد سید موصوف نے انتقال کیا
 خانہ فقیر سے خانہ وزیر آباد ہو کر پھر خانہ فقیر ہو گیا و گرنہ مدت عمر تک انکی بامارت میسر ہوتی نہ تھی
 اطراف و نواح دہلی میں قوم بھوات اور گوجر نے اس بابو سے مین فرصت وقت پاکر موقت
 دستور زمان قدیم راہرنی اختیار کی تھی تھارام چاٹ انکا سرگروہ تھا خلاصہ ہر ایک باغی
 اپنی سزائے کردار کو بھونچا۔

احوال فیروز شاہ شاہزادہ

یہ بیٹے مرزا ناظم تخت نواسے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے مین انکا احوال یہ ہے کہ قبل از معرکہ
 ہندوستان روانہ حج بیت اللہ ہوئے تھے وقت مراجعت جب اندور پھونچے خیر نہ گامہ فساد
 سکرو مین شہر سے جب حکم سرکار انکی گرفتاری و قتل کا پھونچا بھاگ کر گوالیار آئے راہ مین کپ
 مرار کلا طالب انکی چہرا ہی کے ہوئے آنھوں نے جواب دیا بعد اسکے علمداری و حو لو پور
 مین پھونچے وہاں کے تحصیلدار سے لاکھ روپیہ لیا جب خبر شکست دہلی سنئی عازم اکبر آباد ہوئے
 اور اپنی جمعیت قلیل سے کسی سومرد ولایتی کو ہی جنھوں نے رجواڑے کی نوکری چھوڑ بہ نیت
 جہاد ایمانی اور طمع محصل دنیا رفاقت انکی اختیار کی تھی محاصرہ اگرہ کیا ایک دن خباہت بعد مین
 گذرا آخر فوجت بشمشیر بھونچے پھر کچھچہ بن نہ پڑا ساری فوج مجاہدین بھاگی ہر چند صاحبان علیہ
 پہلے سے قلعے مین جا کر رہے تھے تھوڑی سی فوج سے انکا سامنا کیا تھا مگر آتش افروزی اور
 بربادی غریبے شہر کو بہت تھی خلاصہ وہاں سے اوسی جمعیت قلیل سے میوات پھونچے وہاں سے
 شیخ فضل علی رسالدار جمعیت کی معیت اور جرنل عبدالصمد خان کے ساتھ ہو کر فرخ آباد شاہجہان پور
 ہوئے وہاں داخل لکھنؤ ہوئے یہاں انکا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان ہو و صاحبہ کے مکان مین
 سبب قرابت کے اترے پھر دوسرے مکان مین گئے جب فوج باغی لکھنؤ سے بھاگی شاہزادہ
 سرسیمہ ہو جمعیت قلیل اور ایک قوپ سے بریلی پھونچے خان بہادر خان رئیس بریلی نے اجازت

جب فوج سرکار داخل شہر ہوئی یہ ایک دن پشتہر سے نکلا کرت خانے میں جا کر ٹھہرے تھے بعد ازاں سرکار سب الطلب پٹنن صاحب کے پاس حاضر ہوئے لاکھ روپیہ کا نوٹ دیا جب اجازت صاحب نے دی مع اپنے عیال وافر باروانہ برست ہوئے اور جو شخص رؤسائے شہر سے شریک باغیوں کے تھے انکی اجازت سے داخل انکے قافلے کے ہوا اور جو محتاج سواری و خرچ کا تھا اس سے کچھ دریغ نہ کیا اور باطمینان کھلی اپنی حمایت و سفارش سے نکال دیا اور یہ سب ن مروت سب دس ہزار کے جمع ہو گئے تھے اور خود شہر میں جا کر رہے لیکن انکی عیال عالیہ بگیا صاحبہ اور امرا و بگیا صاحبہ سال مع اپنے ہمراہیوں کے برست میں رہے باقی جتنا قافلہ جمع ہو گیا تھا ہر طرف کو چلا گیا بعد دو تین دن کے میر حامد علیخان مولوی رجب علیخان کے ساتھ برست آئے مولوی کرنال چلے گئے۔

۱۹۔ صفر ۱۱۸۵ مطابق ۱۸۷۴ء قبل از نماز صبح رچرڈ صاحب کلکٹر کرنال دو سو سوار آئے میر حامد علیخان کا لکھ گھر لیا اور قین مال اسباب و دولت تھی تقریباً ۹ لاکھ روپیہ کی سب ملے ثلوی یہاں تک کہ عورات کے سر سے چادر بھی نیچے ڈری چنانچہ ایک شخص باغی جو شریک اس لوگ کے تھا پانی پت میں وقت تابشی خانہ ایک مالہ مروارید اور ایک گھنٹہ نکلا جسکی قیمت ارض بازار اتنی ہزار روپیہ بخوبی ہوئی تھی فی الحقیقت و افکار اہل بیاد اس دولت و اسباب کی خوب جانتے ہیں کہ یہ سب مال سرکار شاہ اودھ تھا کس واسطے کہ اصل حقیقت اعتماد الدولہ فیصل علیخان اور میر حامد علیخان کی معلوم ہے اور یہ مجموع ثروت مال دنیا فقط ۹ مہینے کی وزارت سے حاصل ہوئی تھی ملاحظہ بعد اسکے میر حامد علیخان میر نواب عباس مرزا یوسف مرزا محمد وزیر مرزا اور ۲۲ ملازمین کو عید کر کے پیادہ کرنال لے گئے وہاں سے شکرم پر سوار کر کے دلی بھیجا ۱۱۔ باقی عورت کو زندان وطن میں رہنے دیا کہتے ہیں کہ یہ سب مصائب آلام روحانی اور گرفتاری بلائیں آسمانی فقط سازش و حمایت ہنس صاحب شرف و فوج کی جہت سے ہوئی کہ سنڈرس صاحب نے زہلی سے اور صاحب سے کچھ نفیض باطنی ہو گیا تھا اور بعد فتح دہلی جب ہنس صاحب شریک معمر کہ عالم باغ لکھنؤ ہوئے جس دن دلکشا سے واداکر کے حضرت گنج کو جاتی تھی کتنا نہر مارے گئے انکی قبر عالم باغ میں ہے اس جہت سے یہ وسیلہ ظاہری سید موصوفہ منقطع ہو چکا تھا غرض بہت دنوں تک یہ

حکیم امام الدین خان بسبب علاج بادشاہ زمان اسیری میں سب آفات سے محفوظ رہے و گاہ
خواجہ صاحب میں مقیم ہوئے۔

میر جلال الدین خوشنویس خط نسق اوستا و بادشاہ مع اپنے بیٹوں کے پہلے پانی پت گئے بعد اسکے
راہپور بھیجے۔

بدر الدین علی خان ہمہ کند خاص جناب مکہ معظمہ ول دوران
ولی میں رہے۔

مولوی سید محمد مدرس اول مدرسہ ولی کرانہ پھاگ کر گئے وہاں
گزشتہ ہوئے۔

شاہ احمد سعید نواسے غلام علی شاہ مجتہد اہل سنت مجدد و بانی مباحیہ قبل
از داخلہ فوج سرکار مقبرہ نواب صفدر جنگ میں جا کر رہے انکا مزید جانشینان
رسالہ از ساکن سر و تھہ ٹکٹ اور پورا و اندر اہل داری سرکار سے لے کر دیامولوی حیدر علی
کے ساتھ کابل گئے۔

شاہزادہ محمد عظیم بیٹا جہان اختر شاہزادہ وہ بیٹا شاہزادہ سبخرین احمد شاہ درانی سپرٹنڈنٹ ضلع
ہتک میں تھا اور بلٹن باغی کو کبر کے ساتھ شہر میں پھونچ کر شغول جہاد تھا صاحب حکام نے
اوسکے عیال کو قید کر لیا بھیجا بادشاہ سے کچھ فوج لے کر ہتک کو لے لیا تھا صاحب بادشاہ کا
شک پھونچا پھر آیا اوسیدن حضور شاہی مقبرہ ہمایون میں گیا جس دن فوج باغی ولی سے روانہ
متھرا ہوئی وہ بریلی سے بوڑھی گیا قافلہ جہاں علیہ کے ساتھ رہا۔

نواب حامد علی خان نے پہلے جنرل جھاؤنی کی بیٹی اور ایک صاحب کی بی بی کو اپنے گھر میں جھپٹا
تھا فوج باغی یہ خبر سن کر وڈرانی گھر لوٹ لیا اونھیں بھی چاہتی تھی جان سے مارین فرزا ابوبکر
شاہزادہ سے جلد جا چھو کچھ جان بچی اوسوقت اوس بی بی کو کمین بھیج دیا تھا اور اخبار ہر روزہ
دربار شاہی فرزند علی اپنے بھتیجے کے ہاتھ مولوی حبیب علی خان محترم اخبار سرکار کے پاس لے گئے
جنرل فوج کے ملاحظے کو بھیجا کرتے تھے اور دیہات الی پورا اور نواب گنج پرست متعلق زمینداری
اپنے وطن قدیم عقب پٹاری سے علم رسد وغیرہ ضروریات محاصرین سرکار کو بھیجا کرتے تھے

حافظ دادو بیٹے معلم بادشاہ کے اس ہنگامے میں گھر سے باہر نکلے مارے گئے۔

نجم الدولہ ویر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ لبغلیہ اور نظام جنگ افروسیا اب ست بادشاہ فن شعریں اس معرکے میں بسلاست رہے لیکن اہل بھی درپے تھی ایک سالہ بھی اپنے طرز کلام پر اس ہرگز خاص کا چھوڑا حکام نے بلطافت بحیل اور کا پیشین سرکاری موقوف کر دیا بعد اسکے نواب یوسف علیخان رئیس راہپور خدمت کرتے رہے تا انکے ولی بن انتقال کیا۔

حکیم محمد و خان غلام مرتضیٰ خان غلام اللہ خان عبد الحکیم خان اولاد حکیم شریف خان بسبب سل راجہ نندرسنگہ جادو پٹیلہ سب آفات فہرے محفوظ رہ کر پٹیلے گئے نواب غلام حسین خان کے بیٹے بروقت داخلہ فوج شہر سے چلے گئے تھے جیتے بچے۔

نواب یوسف علیخان جسدن داخلہ فوج سرکار ہوا شہر سے درگاہ قطب صاحب کو جاتے تھے راہ میں گوہر انہر نون نے نالہ مجاہد پور میں مع انکے بڑے بیٹے قطب علیخان کے مار ڈالا۔ مولیٰ خان شہر سے بھاگ کر اور گئے وہاں سے قید ہو دی آئے جھوٹ گئے۔

آمین الرحمان گرفتار ہو کر ولی بھونچے۔ پھر احوال معلوم ہوا۔

مولوی جعفر علی مدرس اول مذہب سیدہ کو مولوی نظیر حسین نے بعلت کرنے نارت اسباب مدرسے سے گرفتار کر دیا بعد تحقیقات و مضبوط جرم نجات پائی۔

مولوی محمد باقو نے ٹیکر صاحب محترم مدرسہ دہلی کو اپنے گھر میں چھپایا جب شور مچ ہنگامہ ہوا اپنے گھر سے نکال دیا لوگوں نے پتا بتلایا محلے کا چار دوڑا مار ڈالا اور کاغذ نوٹ ایک لاکھ ۱۰۰ ہزار روپیہ کا اونکی پاکٹ سے نکال لیا جب فوج سرکار آئی ہر سن صاحب کے آگے وہ چار لباس خالی پہنے گیا کہا میں مولوی رجب علیخان کا آدمی ہوں فرمایا تو نے درومی الفیر حکم سرکار کیوں نہیں مگر کچھ غرض رکھتا ہے اسوقت اسنے عرض حال کیا جب ملاشی ل وہ کاغذ نوٹ لے لیا اور گولی مار دی۔

اولاد حکیم زکی اللہ خان شہر سے بھاگی حویلی بالہ میں گئی سعید اللہ خان حکیم عبدالنہجیان اونکے نواسے اکیلے بھاگ کر نہایت بھونچے وہاں سے گرفتار ہو دی آئے مع حسام الدین خان برے بیٹے کر مارا گیا۔

کے پاس گیا الیاد گئے۔ وہاں بھی صورت امان نہ پا کر دھول پور میں روپوش ہوئے بعد ازاں اسے
 اشتہار امان جناب مملکت عظمہ گرفتار ہو اکبر باؤ گئے کپتان جبارون صاحب کشتہ آگرہ اور کپتان
 ایبٹ کٹہ کپتان قدیم دہلی جو ان کے دوست تھے ساعی رہائی ہوئے اور حکام دہلی معترض نہ ہو سکے
 کہ بروقت اشتہار اٹھا رہا حال کیون کیا اس جہت سے دہلی کو طلب ہوئے۔

نواب محمد نیخان میرزا سیمیل خان والی بہادر گڈھ باوصف عدم شراکت ہنگامہ فساد لیکن اسکے
 قریب مکان مولوی امام بخش سجاری مدرس مدرسہ دہلی رہتے تھے اور اہل محلہ بسبب جرمی
 کے اپنے اپنے گھروں سے باہر نہیں گئے تھے ایک بے حیائے نوکر مولوی بسبب ساز و موافقت اپنی
 قوم کے ثلث امان الایاتھا ایک دن یہ مردک قراچی قوم میں لڑا لوگ اسکے مدعی کی فریاد سن کر مدد کو
 بھونچے اسے گیارہ بندوق داغی گوروں سے آواز سننے ہی توپ لا کر محاصرہ کر لیا کیونکہ خان ابراہیم
 ناصر الدہلہ نواب ناصر الدین سخاں مجنہر ٹیکہ صاحب کو یہ تصویر پر تھے اسی وجہ سے ثلث
 امان الایاتھا اور شہر سے باہر ہوئے تھے دوسرے دن وقت دامنہ فوج اسی ثلث اور کاغذ
 جاگیر کو لے کر حاضر ہو کر شہر دہلی ہوئے اور اٹھارہ اپنی خیر خواہی کا کیا جواب پایا کہ کنار دیبا جا کر
 کٹہرے ہو اپنی جاگیر پاؤ گئے ایک بندوق ماری گریڑی فی الحقیقت قسطنطنیہ انصاف اور مکملالی اتفاق
 ولی نعمی قدیم بھی تھا۔

مولوی صدر الصمد و دہلی صدر الدین خیر خواہ اور متوسل ہر کار ہمیشہ خیر خواہی سے ماتمہ نہ اونٹھا
 باغیوں نے بکھر و تھری کاغذ بہادر پرانے مہر کردان تھی اس مظلمے میں گرفتار ہوئے گھر کا سبب
 غلط ہو لیکن بعد خرابی کے نجات پائی۔

نواب مصطفیٰ خان بہادر زیس چانگیر آبا باوصف ہمارے ہونے اور حمایت سرکار کے بلند شہر سے
 گرفتار ہو پیر شہر چھوٹے ایک برس قید رہ کر چھوٹے۔

میاں میرزا شغوفیس کامل استاد بادشاہ راجہ اور مرد پیر نوے برس کے اونٹنے گوروں نے پڑھ
 مانگا دو مرتبہ و افق مقدور کے دیبا میری دفعہ ندیا باہر نکلے مارے گئے۔

قاضی محمد فیض اللہ خان زمان بلوے میں بعد نواب حسین الدین خان کے چند روز کے واسطے کوٹوال
 شہر ہوئے تھے جو اسکے باب گڈھ سے پکڑے آئے پھانسی پائی۔

میر اشرف علی خاں فیلبان شاہی خطاب فوجدار خان بادشاہ کے ساتھ داخل شہر ہوئے۔
سہان حکیم احسن اللہ خان ہو کر سرکار سے اخراج بلد کا حکم ہوا پانی پت بھونچے وہاں میں برسکی
قید کا حکم ہوا۔

میر یوسف علی خان مفتی قلعہ اس نہ گائے کے بعد پانی پت گئے۔

مکند لال عرف جہلم پوس میں فرشتی بادشاہ اجرا سے اشتہار امان جناب ملاکہ دوزان تک شہر میں چھوڑ
رہے بروقت اطہار قید ہوئے سرسرخلات تحریر اشتہار واقع ہوا۔
میر نواب بیٹے فیضل حسین وکیل جو خزانہ انگریزی فوج کے ساتھ لائے تھے اور مرزا ابو بکر کے کارفرما
تھے جہ پور سے پکڑ آئے اپنی سزا کو بھونچے۔

عبد الصمد خان رسالہ ابرقہ شاہی جو اوس معرکے میں قتل اپنے گھر بیٹھے رہے وقت شب دہشت
جو ان زبردست خوش ظاہر و کیم کرار ڈالا۔

مرزا محمد خاں بیٹے نواب انضی خان اس نہ گائے میں مرزا خضر سلطان کے نائب تھے اور مکران پور
دوسو روپے کا پنشن قدیم سے پاتے تھے پچاسی دیے گئے کہتے ہیں فی الحقیقت ان سے اکثر امور بدلتے
و ناما قبت اندیشی سرزد ہوئے جسکی سزا کو بھونچے۔

حکیم عبد المحسن ملازم قدیم سرکار شاہی سرکار راجہ باب گنیمت میں سبب مختار کار ہونے معلول دولت
دینا گیا تھا اور زمان معرکے میں نگاہداشت۔ سالہ اول ایک پلہن نجیب کی بادشاہ سے اجازت لی تھی
شریک لڑائی بھی رہے تھے بھاگ کر فرخ نگر گئے وہاں سے گرفتار ہو آئے سزا کو بھونچے۔

رؤسایہ شہر دہلی

سیان نظام الدین نیرہ ہولوسی فخر الدین صاحب کالی صاحب کے بیٹے پیر برحق بادشاہ ہر چند کہ شریک
معرکے تھے لیکن جب فوج داخل ہوئی بخوف آبرو حیدر آباد وکن چلے گئے۔

جہن صاحب نیرہ میان نظام الدین عرف کوٹا شاہ صوبہ دار دہلی کے بھرت پور تک بھونچنے کی خبر
نواب حسن علی خان بیٹے نواب پنجاب خان رئیس جھجکے باوصف عدم شرکت معرکہ بسبب حاضر
ہوئے دربار شاہی کے مطعون خلاف ہو کر بھاگے اور معرفت گمانتہ لکھی چند بیٹھے متحضر اچا بابائی صاحب

یہ بھی مع عیال راہی وطن مالوت ہوئے۔

لیکن سید مظلوم مظفر الدولہ کا احوال جاگیر خراسن ہے کہ قلم اپنی تحریر سے عاجز اور ماتھے بھی تپتا ہے خلاصہ جب یہ دلی سے بھاگے اپنی قرابت مادری کی جہت سے اور گئے ۳۰۔ شاہزادے اولادیموریہ اور ۲۰۔ تلنگے ملازم اسی ریاست کے اور اکثر رئیس شہر بھی وہاں تھے مجسّم رکاب تماشائی مجربین وہاں پھونچے ان محتاجین نان شبینہ سے طمع زر کیا کچھ نہ پایا سید مظلوم کل پرکب مانتے تھے اسی اتہام جرم سے یہ سب اسیر روانہ دلی ہوئے راہ میں فورٹ صاحب کلکٹر گرگانہ نے بی ثبوت تحقیقات و اظہار حال و حکم صاحب شہزادہ احمد مرزا اکبر خان بگیش امیر خان مرنخی خان جاگیر وار ضلع بلول کا بیٹا عثمان خان بیٹا امیر خان کا ان سیکونڈا تفتناک اجل کیا اور مظفر الدولہ کو اتہام ظاہری سفیر لکھنؤ سے کہ تم نے حکم بادشاہ کیوں اپنے گھر میں ادا نہ کیا مار ڈالا۔

ذوالفقار الدولہ محمد نجف خان عرب آغا سلطان نواسہ نواب نجف خان مرحوم جو قدیم سے سر رشتہ نجفی گرمی پر مامور تھے اور اس فساد میں کسید طرح شریک باغیان نہوئے تھے وہ اب تک مفقود و انجیر ہیں واللہ اعلم کہان گئے کیا ہوا۔

کپتان ولد ارخان اولاد محمد الدولہ بہادر کپتان قدیم شاہی اونکی بھی کچھ خبر معلوم نہیں نائب کپتان میر نواب اگرچہ شریک معرکہ نہ تھا لیکن کرنال کے رہنے سے جو بعد فتح کیا گرفتار ہوا پھانسی دیا سیف الدولہ عرف مرزا غلام عباس وکیل بادشاہ اولاد سید صلابت خان کہ بعد اس ہنگامے کے پھر بھی وکالت بادشاہ کورٹ میں کی کوئی امر معقول قرار نہ پایا اور بادشاہ کے واسطے جو ہونا تھا ہوا وہ اب تک شہر میں موجود ہیں اونکے باپ عطا اللہ خان جاگیر تنخواہ پر قابض ہیں اسے مکند لال پیشکار تقسیم تنخواہ شاہی بسبب سازش و حمایت سرکار موجود۔

محمد قدرت اللہ خان مینڈو خان رسالدار سرکار شاہ او وہم کا بیٹا داروغہ خاں سامانی پیشتر اس ہنگامہ فساد کے خصمت لکھنؤ پاگئے تھے میان شورش فساد دلی گئے بعد فتح پھر لکھنؤ چلے آئے وہاں سے بھاگ کر قطب نگر وغیرہ میں سرگردان ہوئے پورے میں حاضر حضور کی ننگ فوج ہوئے امان پائی بعد چٹند کو سرگردانی کے لکھنؤ میں مر گئے۔

میر نجان قلعہ دار اگرچہ شریک فساد تھا لیکن نجف آبر و مفقود و انجیر ہو گیا۔

بیٹے نواب عباس قلی خان مرحوم جو کلکتے سے آکر لکھنؤ میں مر گئے تھے باپ نواب رینت محل صاحبہ کے مقرر ہوئے بنام کاروبار وزارت کرتے رہے اس زمانہ میں اوزارہ مال اندیشی بھاگ کر جھوٹے دواں کے رئیس نے گرفتار کر کے سرکار انگریزی میں بھیج دیا اور رعایت عدل و انصاف سے اس کو رہا کر دیا۔ سرکار و قید ہوئے بمقتضائے غیرت نہ رہا کر مر گئے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہیفنہ دبائی ہوا۔ قدم رسول میں دفن ہوئے لاکھ روپیہ کا کھڑے سرکار ہوا۔

حکیم احسن اندخان مقرر خاص بادشاہ کو مزارع بادشاہ میں مداخلت مکی تھی مجیز و معتد سرکار و امین مالیشان تھے انھوں نے سرکار سے تین وعدے کیے تھے ایک یہ کہ بادشاہ کو فوج باغی کے ساتھ جاتے نہ دینگا دوسرے شاہزادوں کو گرفتار نہ کر دینگا۔ تیسرے دفتر سرکار شاہی کو سرکار میں بھونچا چنانچہ انھوں نے ان تینوں کی تعمیل کی اس جلد وین ادا یہ حقوق دلی بھی بکے دوسروں پر اور ماہر کا پیشن مقرر ہوا۔

مقیم الدولہ عمدۃ الامراء صفدر الملک سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا نیشاپوری اولاد مرزا یوسف بھانچے نواب ساجد خان برہان الملک سبب ملوہ خانہ ان عمدہ نظارت پر مامور تھے بادشاہ کی خواہی میں بیٹھے تھے انکے بڑے بھائی نواب مظفر الدین ناصر الملک مرزا بیٹ الدین حیدر خان بیٹ جنگ کے طہر کیا سر رشتہ سرکار شاہی میں نہ کھتے تھے لیکن سبب سلسلہ قدرت اکثر حاضر حضور دربار شاہی ہونے تھے اس ہنگامہ فساد میں دونوں بھائیوں کی مداخلت نہ ہوئی بلکہ عرض کلمہ حق فوج باغی سے خوف جان و آبرو رکھتے تھے اور اپنے مذہب نشیعہ سے بھی سکی نظر میں نہ رکھتے تھے لیکن بغیر مرزا حسین محمد لکھنؤ کی تعارف سے انکے گھر میں آکر انگریزوں کے سرکار میں تصور سفارت نہ ہوا ہو انکی میربانی کا کیا تصور کریں کہ حکم حاکم۔ علامہ بعد خرابی شہر حسین مرزا راہی پانی پت ہوئے جب سبط طرح سے لائے کسی عینے تک حیران اور پریشان رہے آخر گرتے پڑتے زمانہ فتح لکھنؤ بچو بچو جب اشتہار امان جناب ملکہ دوران مادلان شہرہ آفاق ہوا ولیم صاحب قاسم وثیقہ و پیشن سے اظہار حال کیا دعویٰ وثیقہ کیا جب انکار پورٹ سرکار میں کیا انکی مقصوری ثابت ہوئی لیکن سبب انکے عہدہ جلیلہ اور تقرب بادشاہ کے اجرا وثیقہ میں نامل ہوا جب نواب گورنر جنرل بہادر نے اکثر رئیسوں کی املاک شہر ادر حکم نیا مہر دیا

چچا غلام محمد خان نے فرخ نگر کے واسطے دعوائے کیا تھا اور نواب نے بدشعورت حقیقت اپنے حضور
روپیہ سپاہ باغی کو دے کر نجات پائی۔

نواب اکبر علیخان رئیس پاٹوڑی جنگے پاس ۲۵ روز فساد و غورٹ صاحب کلکتہ گورگوان مع میمال
بھاگ کر گئے تھے بی بی کو نواب کے پاس چھوڑ کر آپ کرناں پہلے گئے تھے جب انگریزی بہادری پر
پھونچے اور سرکشی زمینداروں سے اینسٹ راہ ہوئی نواب اپنے انکی بی بی اور انکو نمکوباس
ہندوستانی پھنار تھمہ بین سوار کر سلطنت گھرنچا کر پھر آئے تھے غلام محمد الدین خان بد معاش
شہر جو کشتہ صاحب کی سفارش سے تھمیلدار علاقہ گورٹ قاسم ہوا تھا بعد ارسال تھمیل خاندانہ
شاہی میں جمعیت سپاس سوار سے اپنے علاقے سے پھر آتا تھا جس دن پاٹوڑی میں پھونچے لگا
محمد نقیخان بڑے بیٹے نواب کو راہ میں گرفتار کر پارچ لاکھ روپے مانگے لگاجب نواب کو خبر پھونچی
حکم کیا کہ انھیں مار و میرے بیٹے کو لے آؤ چنانچہ یہی ہوا کہ اون سپاس میں سے ایک کو خیتا پھوڑا
محمد نقیخان کو سلطنت لے آئے۔ محمد الدین خان بھاگ کر یواڑی پھونچا اور ٹلارام دمان کے رئیس
کو اپنے ساتھ لے نواب کا گھر لوٹا آگ لگا دی نواب رانکو مع عیال جھپٹے گئے اور بعد پھرنے
مفسدین کے پھر اپنے مقام پر چلا آئے سرکار سے اونے کی طرح کی بازخواست ہوئی۔

نواب میں الدینخان ضیاء الدینخان بیٹے نواب احمد نقیخان کے جاگیر دار لوہار واس ہنگامے میں
اپنے گھر چکے بیٹھے رہے تھے مگر حسب اطلب بادشاہ کبھی کبھی دربار جاتے تھے بعد فتح سرکار بھاگ کر
دو جانا میں گئے بروقت امان پھر داخل پھر ہوئے چند روز مقید رہے آخر بغایت جان لائش صاحب
چیت کشتہ بہادر رائی پائی جاگیر بھی ملی لیکن چھ لاکھ روپے فوج سرکار نے انکے گھر سے لیے۔
نواب حسین علیخان بہادر رئیس دو جانا اپنے مقام میں رہے تھے انکے بدشعور بجال ہیں اور
بتنا اس معز کے میں ممکن تھا نیکی سے ماتمہ نہ اوٹھایا۔

اُمراے قدیم و جدید شاہی

محبوب علیخان مختار سرکار بمبزلہ وزیر مدت سے مرض فرس میں گرفتار تھے اس صحر کے میں مر گئے انکی
جگہ مصم الدولہ فرخ جاہ پوتے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی (دانی نواب احمد علیخان بہادر

جبریل عبدالصمد خان ملازم نواب موصوف و دوسو سوار سے فوج باغی سے مل گیا تھا بانی فوج
بھی بدل شرکت فوج باغی چاہتی تھی اس جہت سے نواب مجبور تھے چنانچہ روزِ غدر جہانگیر نے
ایجنٹ مجسٹریٹ ولی بھاگ کر چھوڑ گئے اور نواب خوفِ سپاہ سے کہ مبادا انقلابِ ہمسایوں سے
اور باعثِ پروسیا ہی ہو جائے بظاہر چند ان باتفاقا ہمسایوں نے آؤ یا بوسے سواری اور دیش پر
وسے کر وانا کرنا لیا بعدِ فتح فیروز شاہ صاحب موصوف لشکرِ سپاہ لے کر یوٹوسی گئے تھے
جسے وہاں فساد برپا کیا تھا خبر آمد صاحبِ شکر بھاگ کر کوہِ ساریوان میں رو پون ہو گیا بعد کے
صاحبِ دہل چھوڑے نواب کو بلا بھیجا یہ تنہا دوسو ارادولی سے گئے صاحب نے پہلے کنبی قلعہ
کی نواب سے ملی اور کہا عبدالصمد خان کو معِ اسلحہ سپاہ ہمارے پاس لے آؤ ورنہ تمہیں بھائی
دینگے نواب نے اسی ضمنوں کا رقعہ لکھ بھیجا لیکن خان مذکور پانسو سوار سے بھاگ کر چلا گیا
صاحب چھاؤنی میں آپ چلے گئے اور سپاہ سے اسلحہ حربے لیا اور سپاہی جو بے بیاری پر تھے
مار ڈالا اور شہر کو حکم لوٹ دیا اور کروڑ روپیہ کی دولت نواب کے گھر سے لی اور چند روز نواب کو
قلعہ ولی میں رکھ کر بھائی آدمی اوسدن انتظامِ شہر بہت کیا تھا مقامِ تاسف یہ ہے کہ اوسوقت
مان نواب کی معلوم نہیں کس طرح ہوئے بیٹے گرتی بڑتی اپنے بیٹے کے قتل پر بھونچ دیکھا کہ بھائی
میں لگتا مسکرات میں تڑپ رہا ہے اوسوقت عجب نالہ و فریاد سے چلا کے بیٹے کی نعش سے لٹکی
اور اپنی آغوشِ مادر میں مین لے کر بہان تک چلا کے روئی آخرِ یمدم ہو کر زمین پر گر پڑی یہ
حال دیکھ کر جتنے صاحبِ دمان جمع تھے بے اختیار روئے لگے اور بھراؤسی بیٹے کی نعش سے چھوٹا
نواب بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڑھ جو اس ہنگامہ فساد میں چپکے بیٹھے رہے اُنھیں
گرفتار کیا نہار روپیہ درماہ مقرر کر کے روانہ لاہور کیا اور دو مین لاکھ روپیہ ان کے گھر سے لیا۔
راجہ ناہر سنگہ راجہ بلب گدہ جو روزِ فساد شہر میں تھے جب یہ ہنگامہ دیکھا گھبی پر سوار ہو گئے
آئے مٹرو صاحب کرانی مختار کار راجہ اوسوقت راجہ کے ساتھ آیا تھا تین مہینے تک اوستے
پوشیدہ رکھا جب فوج نے خبر پائی اگر بکڑے گئی مار ڈالا اس اتہام سے راجہ کو بھائی آدمی کہ تینے
" سے کیوں نہ بچا یا قریب ۲۰ لاکھ کا نقد و جنس راجہ کے گھر سے نکلا۔
نواب احمد علیخان رئیس فرخ نگر کو بے تکلف بھائی ملی گھر لوٹ لیا تب ہی ہری یہ تھا کہ ان کے

تروٹ کے بادشاہ کو بھیجے تھے حکام رنگون بہت محبت سے پیش آتے ہیں شانہ اس کے اکثر
ہوا کھانے گاڑی پر جاتے ہیں۔ فاعتر وایا اولی الابصار۔
غلاصہ بعد ان سب آلام روحانی کے ۹۹- برس کے سن میں بعد سلطنت ۲۶- برس ۱۲۶۹
مطابق ۱۲۸۵ء روز یکشنبہ انتقال کیا مدفون خاک رنگون ہوئے۔

قطبہ تاریخ

بسان اہرمن شد فوج کمرہ
زاخلاف ثمرخان شاہ نہیجاہ
بنام اندرجان آباد بدشاہ
قبولش کرد لا با صد اکراہ
زقبیر کورہ تا وحکم المشرکہ
رخشمن باد صرصر چون پرکاہ
بدان ثمان کز غریو بشیر وروباہ
بدید آن انچہ یوسف دید درچاہ
وزا بنجا بروا جہل اورا چرنا گاہ

چو در وہلی بحسب ستر نردان
سراج الدین بہار شاہ کان بود
یکے پرے ترارے فقہ کیشے نہ
مراور اباغیان خواندند سلطان
ولے آن بے سران و خشک مغنران
ہریدند از سر این دشت یکسر
روان آن نامہ از تن روان شد
الین بس شاہ بد تقدیر و غم وہ
ہر و مدش ز وہلی سوئے رنگون

نماورد او مالک ہمسہ سالش

بہار شاہ از دنیا برفت آہ

واران متعلقہ ولی

احوال جا

اب عبد الرحمن خان رئیس جھپڑا
نریشی کے ساتھ کروئے تھے اور چالیس ہزار اشرفی مد و خرچ صحابان عالی شان پہاڑی پر
بھیجی تھے اور بدل خیر خواہ سرکار دولہدار تھے اور فوج باغی لے تین مرتبہ بد اسلطہ شہر بادشاہ
بانج لاکھ روپیہ طلب کیا ایک کوڑی ندی۔

اور شدت جائزے کو کر گئی اور اسکے بعد سنا دی ہوئی کہ کوئی داخل شہر نہ ہو بعد چند روز کے ہندو کو بعد غارتگری مال و اسباب اجازت شہر میں رہنے کی ملی اور جو اتان شہر اہل اسلام جو باہر رہ گئے تھے سب کو گرفتار کیا یہ تحقیق اظہار حال دفعہ پھانسی دیدی اس طرح پشہر سے دو تین منزل کے فاصلے پر تھے گرفتار کر کے پھانسی دیدی جب قلعہ معلے میں داخل ہوئے اکثر شاہزادے جو مقتضائے جبار وغیرت اپنے ناموس سے رہ گئے تھے خوب ذل کھول کر پھر پھر مارے گئے اور کئی شاہزادیاں اور یکا جن میں گر ٹہن غریب رحمت ہوئیں

خلاصہ ۲۰۔ ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی سات دن تک برابر قتل عام رہا اور کھانہ نہیں اپنے نزدیک گویا نسل طمیر یہ کو نہ کھاٹا دیا بچوں تک مار ڈالا عورات سے جو سلوک کیا بیان سے باہر ہے جبکہ تصور سے دل دہل جاتا ہے غرض سانحہ رستخیز عالم ظاہر تھا اور فوج باغی سے آٹھ ہزار مار گئیے فوج انگریزی سے مشہور ہے ۱۸ سو صاحبان فوج و نظامت اور ۵۰ ہزار گورے ۲۵ ہزار ہندوستانی یہ سب مارے گئے۔

خرچ ہومیہ بادشاہ پانچ روپیہ ہومیہ مقرر ہوئے پھر بادشاہ کو اس مکان سے قلعے کے مکان نظامت میں رکھا آخر ماہ مارچ ۲۸۔ چہار شنبہ ۱۲۸۰ مطابق نومبر ۱۲۸۰ء بمطابق فوج انگریزی حملہ ہو کر گورے ایک توپخانہ بادشاہ کو مع ۱۶ آدمی زن و مرد روانہ رنگون کیا اس تفصیل سے نواب رعیت محاصہ نواب تاج محل صاحبہ خیر آبادی تلوار بائی مرزا جو ان نجات شاہزادہ مرزا شاہ عباس یہ بیٹے بادشاہ مرزا قیسر موسوم بعلامہ منبر پر شاہ مرزا سلیمان شکوہ کے بیٹے بھنوں نے مرزا اکیس بخش سے بڑی منت سماجت سے بنام پرستاری شاہ لکھو ادائیگی الحقیقت یہ امر بھی ہر ایک سے نہیں ہو سکتا کہ ایسے بڑے وقت میں کسی کا ساتھ دے دینا بھلے اور بڑے سے خالی نہیں ہوتی نواب شاہ باویلی بی مرزا جو ان نجات کی اور انکی ساس اور ساسے مرزا عبداللہ بادشاہ کے بیٹے کی بی بی جو خیر آبادی سے ہیں احمد بیگ آبدار باسط علی وغیرہ چنانچہ ایک دوست نے کانپور میں اس صورت سے دیکھا ایک ہنس میں بادشاہ گیر وے لباس سے ۲۵۔ گورے گرد و اور پیش و تین کرانچیاں زنانہ مردانہ آٹھ ہومیہ مقرر تھے۔ اب سنتے ہیں چلے سورہیہ ماہواری بادشاہ ۲۰۔ روپیہ ہومیہ اور تین سو کا ایک ہمسفر سرکاری آٹھ کھار ایک گاڑی پھر سورہیہ ماہواری سرکار سے مقرر ہوئے کچھ جوڑے

اس عرصے میں فوج باغی سیدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے شفقہ جنرل ہاؤس صاحب کنڈر فوج کو لکھا کہ تم بندوبست محل سے مطمئن ہو کر مابعد ولت کو اطلاع کرو وٹھنبہ کو جنرل ہاؤس نے سو سوار مولوی رحیب علی خان کے ساتھ بادشاہ کے لینے کو بھیجے مولوی صاحب نے دو روپے نذر دیے بادشاہ ہوا اور پر سوار ہو چکے تھے پھر بالکل انگریزی پر سوار ہوئے مرزا جو ان نجات شاہزادہ نواب زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی فوجدار خان اور شیخاھر نامی وغیرہ نامی یہ سب ۹۶- شمار میں تھے حلقہ سواروں میں چلے قریب دلی دروازہ جنرل نے بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوئے اور سب نواب زینت محل کے مکان میں رہے بادشاہ کی بالکل انکار خانے سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی ریالٹن و تشنیع بھجنش کھولی گویا سارے بھجرات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ مینہ برستار ماحبتنے بھجرات نکالے مثل مشہور مردہ بدست زندہ بعد اسکے ایک صاحب نے اپنا ماتھے بادشاہ کی ران پر مارا غلام علی شی نے اسے اوٹھا کر زمین پر دے مارا دو مین صاحب نے لکڑاوس باونفا کو مار ڈالا وہ اپنے حق نمک سے ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان میں لے گئے جو قریب لال کنواں ہے اٹھیل میں قید کیا۔ آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیروں کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان میں بھیج دیا اور بیک صاحب کی خدمت کو دے۔ عورتیں مقرر کیں اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی۔

دوسرے دن وقت تک پہرہ مرزا لکھی نجش سو سوار لیکر مقبرہ ہمایوں میں گئے مرزا مغل مرزا خضر سلطان مرزا ابو بکر شاہزادوں سے کہا بادشاہ تمہارا خیریت سے ہے تمہیں بلایا ہے اور کچھ نکھاسو اسطے ٹھہر کے بھیدھی اور اتنا آئے معرکے سے خیر خواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے اہل معرفت تھے پر سوار حلقہ سواروں میں چلے جب قریب جلیانہ پھونچے جنرل ہاؤس بہادر و مان کھڑے تھے سامنے ہوا اگر کھڑے اترو اگر کھڑا دوسی رتھے پر سوار کیا اور اپنے ماتھے سے تین تین گولیاں مقام قلب پر ماریں اور شہرگ کو سنگین سے چیر دیا اور اسی طرح چبوترہ کو تو ال میں جا کر نقشونگو زمین پر ڈال دیا بعد میں دن کے درگاہ خواجہ باقی باند میں گڑوا دیا خدا محفوظ نظر رکھے ہر بلا سے۔

رعایا سے شہر کو کشمیری دروازے سے مرد اور بچوں کو باہر نکال دیا لاہوری دروازے سے پیر و جوجو نکال کر زیر تیغ کیا رعایا سے شہر خواجہ الی شہر میں پڑھی ہوئی تھی لوٹ لیا کچھ پھوڑا اسپین ہزاروں

اجمیری دروازے سے جتنے جاگ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ پکڑ کر ویسا بان مرگ ہوئے اور ہر گھرمین جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسایا شروع کیا اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹائے لگا اس میں جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگی تھی مارا جاتا تھا اور جو باغیوں کا آجاتا تھا او سکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کر کے بیٹھ گیا فوج باغی حازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غریبے شہر حالت یاس کلی میں کلمہ شہادت پڑھ رہے تھے فقط ہنود شہر بچ جاتے تھے شہادت رحم رکھتے تھے فوج نے چانا کہ بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر بھاگے مگر بادشاہ نازان اپنی بے جرمی بے قصوری بے بسی پر ساکت و خاموش بیٹھے رہے کہ سوائے کہ اہل یان سرکار و ولندار کو عادل و نضت سمجھتے تھے فوج کے ساتھ جانے سے انکار کیا و گرنہ کیا عجب تھا یہ بھی کسی دامن کوہ شمالی میں جاتے بچ جاتے۔ دوسرے دن حکیم احسن اللہ خان غیر جو خیر خواہ گورنمنٹ ہو گئے تھے او کو معتد و مکمل سمجھا کر ان کے دام فریب میں آگئے تھے آگے تقدیر میں جو تھا وہ ہوا۔

مشکل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلے ہین بارہ میں طرے جاتے ہین اور صاحبان عالی شان سے اپنا عرض حال کرتے ہین غرض کچھ لوگوں سے ٹھوڑی سی سپاہ سے بادشاہ سوار ہولال ڈکی پر چھو کچے دامن سے چاہتے تھے پہاڑی پر جاوین بعض اہل دربار جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص میں حکام کو ساقط الاعتبار سمجھ کر منع ہوئے بجائے دیاشام تک وہیں ٹھہر کر پھر قلعے میں داخل ہوئے۔

بدھ کی صبح کو بادشاہ مع لوحقین مشخص ملازمین اور رعایا کے شہر مقبرہ ہمایون میں ۳۰ کوسر پر قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے و دون تک امید و بیم میں رہے اتوار کو ہلال ماہ صفر ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اور ٹھہر سکائے لیا باقی کو جلا دیا بحر و حین کو نیم جان سکرات میں چھوڑ شہر سے نکل کر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلیں حکیم احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ نہیں بھاگتا۔ فی الحقیقت بادشاہ کو یقین و اشن تھا کہ ان کے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہو جائی اور میت فوج میں سرسبزات و خرابی یہاں کے ٹھہرتے میں بظاہر اسید نان خشک و ہے لیکن سفر رنگوں سے خیر تھی۔

اجمیری دروازے سے جتنے الگ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ پکڑ کر دیان مرگ ہوئے اور ہر گھر میں جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برنج سے شہر پر گولہ برسایا شروع کیا اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹائے لگا اس میں جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگ جاتا تھا مارا جاتا تھا اور جو باغیوں کا آجاتا تھا اس کی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کر کے بیٹھ گیا فوج باغی حازم لکھو ہوئی اہل اسلام غریبے شہر حالت یاس کلی میں کلمہ شہادت پڑھ رہے تھے نقطہ ہنود شہر بچ جاتے تھے شہادت رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ لے کر بھاگے مگر بادشاہ نازان اپنی بے جرمی بے قصوری بے بسی پر ساک و خاموش بیٹھے رہے کسٹھ کو اہلیان سرکار و ولندار کو عادل و منصف سمجھتے تھے فوج کے ساتھ جانے سے انکار کیا و گزر کیا عجب تھا یہی کسی دامن کو شمالی میں جاتے بچ جاتے۔ دوسرے دن حکیم احسن اللہ خان غیر جو غیر خواہ گوشت ہو گئے تھے او کو متعدد و مکمال سمجھ کر اون کے دام فریب میں آگئے تھے آگے تقدیر میں جو تھا وہ ہوا۔

مشکل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلے ہین باراد میں طرے سے جانے ہین اور جہان مالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہین عرض کچھ لوگوں سے تھوڑی سی سپاہ سے بادشاہ سوار ہو لال ڈکی پر بھونچے دامن سے چاہتے تھے پہاڑی پر جاوین بعض اہل دربار جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص میں حکام کو سناٹا لا انتظار سمجھ کر ملے ہوئے بنجانے دریا شام تک وہیں ٹھہر کر بھر قلعے میں داخل ہوئے۔

بدھ کی صبح کو بادشاہ مع لوہین شمشہ ملازمین اور رعایا سے شہر مقبرہ ہمایون میں ۳ کوسر پر فریب اور گاہ شاہ نظام الدین چلے گئے و دون تک ابد و ہم میں رہے اتوار کو ہال ماہ عشر ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اٹھ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا بحر و حین کو نیم جان سکرات میں چھوڑ دیا شہر سے نکل کر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ پلین حکیم احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ بیجا گستاخی کی صداقت بادشاہ کو نہیں دانت تھا کہ ان کے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہویت فوج میں اس سزا و ذرا بی بہان کے شہر نے میں بظاہر امید نمان خشک ہو گون سے خبر تھی۔

زکیے تھے کہ تم ہمارے شرک حال ہو چنانچہ راجہ بتیانے صاحبان عالیشان کے سمجھانے سے
 تباطون بادشاہ کو عرضداشت کی بختیاں لے کر زانی و تخط خاص ہوئے کہ مہینہ مار سٹیک کا
 ال کئی منظور ہے چنانچہ حکیم احسن اللہ خان اس سند و تخطی کے مانع ہوئے کہ کسی صورت سے یہ
 نہ لکھتے تھے کہ بابت اسکا اور تھیں جھٹک دیا کہ اتنے سے ساز نہ ماری نہیں جاتا اس وقت
 سے لکھتے کہ وہاں سرکار کو حجت والا رام ظاہری ہو گئے اگر انصاف کیجیے تو
 ت مجبور رہے اختیار تھامر خیکے سامنے ہوا مندرج کتاب کیا۔

درود شنبہ ۱۴ محرم وقت صبح تیلی واڑی سے فوج راجہ کشمیر نے داما دیا بختیاں اپ
 ائی کے پل سے فوج انگریزی نے کتب نصیر آباد پر پورس کی نوپین رہ گئیں بعد اسکے فوج
 اطلاع صاف ہو گیا کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے فوج انگریزی داخل شہر ہوئی۔
 اکیسے ایک چھانک جہنم خان الال کنوین بر گیا وہ قریب الہوری دروازہ چھو پنا سیکے
 اور شاہ شاہراہ سے تلوار کھینچ کر نواب امر اوہا بر بھی سامنے ہوئے بڑی بہادری
 ہو کر گھر آئے بعد میں دن کے مر گئے مرزا خضر سلطان نے ولی دروازے کے باہر باغچہ
 میں گڑوا دیا۔

باز پولیس سے شہر کے کو توالی چوڑے میں چھو پنا طلبے سے فوج باغی نے ایک توپ سے
 ہوری دروازے سے بھی توپ چلنے لگی۔

دریہ سے سمت مسجد جامع گیا محسن مسجد میں چھو پنا قتل اہل اسلام شروع کیا طلبہ میں سے
 ان ہوا اس عر سے جا بجا ہر شہر کی گلی کو چھو پنا پھیل گئے دروازہ نوڈر گھر
 بن سکڑون عورت سے جہانک ہو سکنا کنوین میں گر گھر
 دی اور جہان زندی مرد کو پایا مارا والا جب یہ حال اہل شہر
 تین غوب دل کھول کے لڑنے ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک ہی
 ن بھر گئیں اور ہوشلانی برسات کے بہنے کے بعد اسکے فوج
 چھو پنا اور گھر سے ہوئے مکانوں میں جو دریا کشمیری اور
 سے قالی پڑے تھے داماں جا کر ٹھہری اور اہل شہر ولی ترکمان

ترسے جاشا او سپر سور اور گاسے کی چربی نہیں لگائی جس مفید سنے یہ فساد اور آگ لگائی ہے
اہل اسلام کو آمین کیا و خدا ہے یہ ناقص سمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی خدمات کو نہایت کیسا
نکمرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوئے اور ان کے خلاف قوم سکھ سواستہ بلگوں کے
باوصفت اپنے خلاف مذہب ہونے کے عیسے یہ خلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکار مدد و معاون رہی۔
اشارہ راجہ چوہان کی نسبت ہے اور قوم سکھ کی طرف اس صورت میں و اخذ و اہل اسلام سے ہوا
مکمل قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کر نیکے اور شہر کو قتل خرابہ کر دینگے جسکا
مام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مگر ہوئے و گرنے نہیں اسکے کیسا ایسا ارادہ اہل شہر سے
تھا کہ سرکار ہماری لہو کی پیاسی ہو گئی ہے معلوم ہوا جان کسی صورت سے نہ بچے گی خصوصاً جہاں
اور عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوئے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی کے نواسے مجتہد اہل سنت
وہ جامع مسجد میں علم جہاد کے اوشھانے کے باعث ہوئے اور اہل اثنا عشری شریک اس جہاد کے
نہوئے کس واسطے کہ ان کے مذہب میں نصیحت امام جہاد حرام ہے اس جہت سے اہل سنت جلد کرتے تھے کہ
پہلے جہاد شیعوں پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرہ محرم میں مجالس عزاباہر کی موقوف کر دی تھی
بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو موقوف کروا دیجیے بادشاہ نے جواب دیا کہ مثل تراویح ماہ
مبارک رمضان بہ امر بھی و فعل بدعت حسنہ ہے اور اسکے باعث ہمارے اسلاف کرام ہوئے ہیں۔
ہم سمجھی ایسا حکم خلاف مذہب ہے چنانچہ مولوی محمد باقر اس ہنگامے میں مجلس عشرہ بدستور کیے گئے۔
مختصر حال اختتام معرکہ یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ۶۱ لڑائیاں طرفین سے ہوئیں اور مورچہ پیر
۱۵ سوال سے ۲۰ محرم تک ۱۲ حکم دو نون طرف سے نوپ بدوق کے چھترے برتنے رہے پیمین
ایک ساعت بھی توقف نہ کیا تھا اور اس کثرت بارش میں اہل شہر ۵۰ سے زیادہ مجروح و قتل
تہیں ہوئے اور فوج انگریزی کی تفصیل داخل اخبار تھی اور مورچہ چال پر ۶۰ نوپ برابر سے دونوں
طرف سے جہتی رہیں کہ زمین لرز جاتی تھی اور ہزار لاکھ مائیں کشمیری اور کابل دروازہ چھلنی
ہو گئے تھے۔

اس مدت جلوس مستعار میں باغ و اسے افسران فوج باغی ہر طرف شفق شاہی امانت و کلمہ کیو

نذر جالب عالیہ دست بند مرصع نگینہ الماس نواب زینت محل صاحبہ کو دے کرخصت ہوئے اور اپنی
یاوری قسمت سے رسید بھی اس سب نذر کے ساتھ اوس وقت مل گئی روز دوشنبہ نحوست ایام
کی تدبیر میں گذری صبح تہ شنبہ کو سفیر اپنے رفقاء سفر بیٹھے تھے کہ دفعۃً توپ جلی لوگ متحیر ہوئے
بعض نے کہا فوج جنگی نے شاید فریزر صاحب کی کوٹھی لے لی یہ کہہ رہے تھے کہ غلامہ ہنگامہ قیامت
کبریٰ شہر میں برپا ہوا کہ بھی گورے کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے داخل شہر کو تو اسی مکان
بنگ اور گرجہ ہوئے اور ہر شخص کو نشانہ گولی کا کر رہے ہیں اور فوج جنگی و مجاہدین درعیات شہر
وقلعہ کو کسی طرف سے نکلنے نہیں دیتے سفیر نے مضطر ہو کر حال بادشاہ پوچھا کہ ماوہ ابھی تک قلعہ
میں ہیں بعد کئی ساعت کے شہر تھوئی کہ انگریزوں کو مار کر شہر سے نکال دیا سفیر نے چاہا قلعے میں جا کر
شاہزادے کو بھی نذر دین لیکن اس سانحے سے پریشان ہو کر کچھ نہ بن پڑا کپنج و بریلی صوبہ دار
افسر نجش اللہ خان کے ساتھ تین منزل تک چلے آئے اوسکے بعد ہزار خرابی لکھنؤ بھونچے۔ اپنی
سادری کہانی بیان کی رسید اسباب شبہ بھی و گرنہ اہلکاران فودولت سے جان نہ بچتی اسپر بھی
۱۶۔ جینے تک رو بکاری میں رہے کسی میم کی حفاظت رکھنے سے بچ گئے و گرنہ نواب مظفر الدین فقط
مہمانی سفیر سے کلمہ اجل کھائیں اور یہ سفیر ہو کر بچ جائیں۔

احتتام ہکرہ ولی و فتح فیروز علی اولیاد و اورسیا اور انتقام اہل شہر غبرہ

الغرض اس مدت میں خزانہ جو فوج ہر جگہ سے لوٹ کر لائی تھی اور جتنا شہر کے مہاجنون وغیرہ سے
لیا تھا عید الضحیٰ ایک سب تمام ہوا تلنگے چھڑوئیکے یاوین کر بڑھتا خاطر ہوئے اور لکھنؤ کی خبر تسلط سنکر
مسعود وانگی ہوئے سواروں نے پیچجو بڑ کیا کہ اب انگریز سے مقابلہ مشکل ہے مناسب یہ ہے کہ ہم
ہر طرف جا کر پیشہ قضا کی اور زاہری اختیار کریں جس طرح آگے بڑا اسی وغیرہ کہنے تھے اس جہت سے
لڑنے میں تندی ہی کرنی چھوڑ دی تھی غدرات بار و جہاد سازی انہما سازش صاحبان نسبت ہر ایک
کے کرتے تھے۔

رات کو کسینے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان غالب شان کو کسی کے مذہب
و ملت سے کچھ فرض تقصیر یہ کار تو س جنگی نقطہ ترقی بندوں کو منبت تھے کہ پھر احتیاج توپ کی بلشٹن بزن

ہو گئی تھی مراد آباد میں ولایت سنہ ۱۱۸۱ھ میں مقرر ہوئی اور وہاں سے شرف آباد سے ڈرایا اور ساہو دو قصبہ ولسن صاحبہ پر برکلمینہ کیا اور ازراہ مال اندیشی محکمہ دول کو باریک نشانان سمجھا یا سفیر نے بمقتضائے اپنی شرافت نانا کہ میں اپنی سربراہ کہ امین ہوں امانت سے معید ہے مگر لکھنؤ پہونچ کر سب قشرب و فرائض سمجھا سکتا ہوں دو برسے دن بیکار چل چھوٹا کشتہ ہمارا ہی امیدوار خدمت ملازمی سرکار قدیم چو ساتھ تھے بہت سے اونیہن سے چلے گئے کہ بادا ہم دونوں طرف سے جاتے رہیں۔

آٹھ ماہہ بغیر نے ایک خط نواب ناظم معین الدولہ بہار و عرف حسین مرزا نواب مظفر الدولہ بہار و مقتول کنگہ قنجا کو لکھا حکم شاہی سے جاؤں بہار و دہلیا و ہندوستان نواب بخت خان کے نواسے کے ساتھ آیا بڑی دھوم و دھماکہ سے اہل شہر جو سے مظفر الدولہ کے گھر میں اور سے نکم شاہی و لکشا میں اور سے کا ہوا تھا مگر کثرت سپاہ کی بہت سے وہاں نہ اور سے شام کو چوہدار سلطان شہنشاہ لایا کہ معرفت میر احمد علیخان سفیر لکھنؤ اپنی معروضات کریں کہ وہ حال لکھنؤ سے خوب واقف ہیں پندرہ روپیہ چوہدار کو دے کہ یہ ازست نصرت کیا سب کو تحویلدار شاہی خواں خاں سے اولش لایا۔ اور سے سمجھ ازست و ساجت سپاس روپیہ دیکر گلو خلاسی پانی روز جمعہ سب اہل شہر بارہ مظفر الدولہ سفیر و ہنر کا شہر دار رہے لیکن سفیر نے ملازمت معرفت میر حامد علیخان قبل نہ کی نذر خوشی راہ کہلا بھیجا اہل اہل بار سے بل کر دربار میں شہور کیا کہ مدد ضروری سفیر باعث حال شاہی ہوئی دو دن کے بعد نواب احمد علیخان فرخ جاہ و وزیر اعظم اور نواب زینت محل صاحبہ کے واسطے سے روز یکشنبہ ملازمت ٹھہری نواب مظفر الدولہ کو حکم ہوا کہ تم غیر کو اپنے ساتھ لاؤ اور اہل دربار بھی ساتھ لے کر تھے جب سفیر دربار خاص میں چوہنما بادشاہ نے محل مکمل میں بلایا وہاں اشخاص شخصہ حاضر تھے بادشاہ چاندی کی پلنگی پر بیٹھے تھے دو رے کا کرتہ گلے میں عباسی سفید بردوش آداب سلام بجا لائے عرضداشت گزارا فرمایا میں نے برہمنی قدر کا نام سنا ہے ہمیں رمضان علی نام لکھا ہے عرض کیا خانات داب شاہی نما فرمایا وہ فرزند ولید میرا ہے اور کمال شفقت سے سفیر کے ساتھ ہے پراستہ رکھ کر خطاب سفیر الدولہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ میں نے تلخ بخشی کی یہ آداب بجا لائے ایک سو کسٹ اسرفی نذر تاج وضع ۵۰ ہزار کی قیمت کا ہاتھی حوضہ فقر جیول کار چوبی دو گھوڑے ساہو نذر اور

سبکے سب بارے بنائینگے اس صورت میں مراجعت بہتر ہے بادشاہ وراثت پھر آئے دروازہ دیوان خاص
دیوان عام کے بند ہو گئے بادشاہ اور حکیم صاحب درگاہ پیغمبر صاحب بن جو دخل محل ہے بیٹھے
شاہزادوں اور افسروں کو طلب فرمایا فوج جمع ہو کر در شاہی پر پھونچی کہا حکیم صاحب کو ابھی
ہین دیدو وگرنہ ہم سبکو مار ڈالیں گے پھر بعد از خرابی بصرہ اور دولت بخوبی رہی کہ حکیم صاحب کو
اپنے پرے میں مثل مجربین رکھو اور ایک شاہزادہ بھی ہر وقت حکیم صاحب کے پاس رہا کرے۔
نہیں دن تک یہی حال رہا بعد اسکے کچھ تخفیف عذاب ہوئی کہ ایک گارو حکیم صاحب کے اردلی میں
رہا کرے اور سوائے پیشہ طبابت کسی اور امر میں دخل نہ کیا کریں بعد اسکے حکیم صاحب کو شاہزادے
کے ساتھ اور افسران فوج جلوس سپاہ سے ہاتھی پر سوار کرتے تھے عین لے گئے اور تجر بسل اسباب
کار کے جتنا مل سکا وہ دیدیا۔

اس عرصے میں عرائشیں پیشان قرب وجوار مثل مقام جھیر وغیرہ باوصف سازین صاحبان عالیشان
فوج باغی آئے تھے بادشاہ کو گدازین چنانچہ نذر ثواب یوسف علیخان رئیس ام پورا کیسوا ایک
اشرفی معرشتہ بخش خان باجارت و صلاح صاحبان عالیشان اور نذر خان بہادر خان رئیس
قدیم پریلی و جاگم ستھارہ دست محمد اکبر خان بیٹے ثواب یعقوب علیخان رئیس دلی ایک سیک اشرفی
مگھوڑا مع ساز لقمہ اور ہاتھی مع عرضہ شہت تضمن شد عاصی خلعت و خطاب عوبہ داری ملک
مگھوڑا گدازسی چنانچہ خلعت و خطاب مرحمت ہوا اور تانگونے نے بچانے دیا کہ باعث توحش سپاہ ہوگا

سیف میرزا بر جلیس قدر کا آنا اور لکھنؤ چھڑنا

سید عباس مرزا حاجی و ذرا بیٹے میر احمد کے داماد ملازمین انات جناب عالیہ و کچھ بن شہزادہ چھری
سامان سفارت ضروری سے خیر آباد سے شاہجہان پور پریلی مراد آباد وغیرہ ہزار خرابی سے مست
راہ کر کے ۱۹ محرم ۱۲۸۵ شہ در سے قریب دلی چھوٹے راہ میں ہر منزل میں فتنہ و فساد دیکھا مسافر
لوٹے بڑھاتے تھے کہ میں مقام امن و امان تھا تو میں جگہ نوبت گشت و خون چھوٹتی تھی لیکن اس کے
ساتھ بھی بہت سے مسافر ملکر ایک فافلہ ہو گیا تھا زمیندار ہر گاؤں کا خود غلط ہو گیا تھا اور زمیندار
بادشاہ ہو گیا تھا حال عشرہ محرم مثل زمان تدریک دیکھا اور بے انتظامی حکام جدید کی حد سے زیادہ

سپاہی لے کر آئے شرفیاب ملازمت نشاہی ہوئے عرض اسی طرح ہر روز درخانہ فوج باغی شہر
میں جوا کرتا تھا کہ یہ صبح ۲۲۔ پلٹن ۱۰ ہزار سوار جنگی و توپخانے جمع ہو گئے اور توپخانہ میگنیزین
شہر میں ۳ سو تیر نوپ تھی وہ حساب سے باہر پس اگر سب با اتفاق حرارت دین اور
باطاعت ایک کے (رٹے ظلم نہ کرنے تو البتہ کیا عجب ہے کچھ ہوتا۔

بازار خانم کے کاریگروں نے بندوں کی توپیان بنائیں اور ہر نام دلی کھودا اور بادشاہ کو گذرنا
اس عرصے میں بادشاہ ناخرامی و خود سہمی سپاہ سے مت تک ہوئے آخر لباس گیر و افکار
پہنا اور ہر شخص آگ کار اس فرمے کا سوچنے لگا جس کا ساز و موافقت انگریزوں سے ہو گیا تھا
اونہوں نے کمر مستحکم بندھی جانفشانی سے کیا۔ بین سرگرم ہوئے اور افسران فوج نے یہ تجویز کیا کہ
آلی پور کی چھاؤنی کے پیچھے سے اور ہر طرف سے جو کچھ ہومر دانہ دار دوا کر کے پھاڑی کو لیے
اس جہت سے کسب پنج اور پنجمان بخت گدہ چلا گیا اور نزدیک چھوٹا گروان سے قدم آگے نہ بڑھا
دوسرا کپبل و جھیل کے اوسط طرف جا کر مہارات کو باؤن صاحب ۳۰ پلٹن گورہ ۳۰ ہزار سوار
۱۰ نوہین بلغار سے لے کر کھوپچے فوج سے مقابلہ کیا اور سو فوج پنجمان مع اپنے کپ شل انجنت
کے بھاگا اور کسب پنج کی توپیں جھیل کی دلدل میں پھنس کر پکڑ ہو گئیں فوج انگریزی نے دوا
کیا قریب بین ہزار کے اس سپاہ سے مجروح و مقتول ہوئے اور جو زندہ رہے دو دن کے بعد ہزار
خرابی افغان و خیزان شہر میں پھونچے اور ہر روز نسل توپی کے باروت بھی بنتی تھی خیر جودہاں
فصیل ۲۔ ۳۰۱۔ میں کا تھا اور ہر روز کے دوا سے بین ۵۰۰ میں یاہ۔ میں صرف ہوتی تھی شام
کو باروت دبا کر کے داخل قلعہ کر گئے تھے۔

ایک دن چھان باروت فبتی تھی تک ہر یک نوبت اٹھاتے کی نہ آتی تھی کہ آفت سماوی ۱۱۔ دوا بار
سپاہ سے آگ لگ گئی ساڑھے چار سو آدمی جل بجھ کر رہ گئے سپاہ کو ملنے سازش یکم احسن اللہ
کا صاحبان مالیشان سے تھا اس آتش اندر زری کو فہم ہو گیا کہ اس کا بانی مانی وہی ہے اس
امام سے اور کما گھر لوٹ کر آگ لگا دی عورات کو ہزار دولت گھر سے باہر نکال دیا۔ انفاذ او سو فوج
انکاح حاضر حضور بادشاہ تھے یہ حال عرض کیا ارشاد کیا میں بھی چلتا ہوں۔ نقار خانے کا ایک
عبد الصمد خان رسالہ دار لازم شاہی نے عرض کیا کہ اگر حضور آگے بڑھیں گے تو ہم خانہ دار

بھونچے اور انگریزی اونٹ پکڑ کر اپنے مخاطب کیا پھر مات پک لڑتی رہی فوج انگریزی سٹھانی کے
پل پر پھینچی رسید بند کی اور سوقت پتہ شدت سے برسنے لگا میگنرین اور اذوقہ جو ساتھ تھا ہو چکا
بعد اسکے ظفر نین سے لڑائی موقوف ہو گئی دوسرے دن پھر بھی کتب لڑا اور شہر کو بھڑایا۔ اسی
لڑائی میں کرنل اور میجر صاحب زخمی ہوئے۔

اسکے بعد کتب جلندر ۲۴۔ پلٹن سے داخل شہر ہوا اور سخت خان صوبہ دار تو پختہ بریلی ۲۴۔ پلٹن
اور سالہ ہندوستانی ایک تو پختہ ابسی بریلی بعد قتل و غارت اور سبقتی خانی بہادر خان بھونچا
اور راہ بین با لوگڑہ سے پانسو بجھیرے لے لیے تھے بادشاہ سے ملازمت کی اور موافق اپنی دست
کے خطاب لارڈ مالکی سے سرفراز ہوا۔

مولوی سرفراز علی ساکن جو پور پیر سخت خان اس فتنہ و فساد کا بانی مہانی تھا اور کا خطاب
امام المجاہدین ہوا اہل گرفتہ غوام اہل اسلام جو گرد پیش سے آکر جمع ہوئے تھے تقریباً ۱۰ ہزار ہوئے
تھے دو آنہ پوسہ خوراک مولوی کے ہاتھ سے پاتے تھے لیکن جب مولوی نے تصرف و غبن شروع
کیا کم ہونے لگی سخت خان دو ہفتہ تک لڑا اس جہت سے کہ خود افسر کل کھانا تھا اور ٹنگے کہتے
تھے کہ تو ہم میں سے ہے یہ افسری کل سوائے شانہ اودن کے تجھے زیب نہیں دینی چاہیے کہ
پہلے تو ہمیں اپنا تماشہ دکھلا پھر ہمیں اختیار ہے اس لو میں فوج انگریزی سے وکھڑ فریزر صاحب
کی کوٹھی کے نیچے باندھا بڑی توہین لگائیں جب سخت خان مستعد ہو کر چلا سٹھانی کے پل اور تیلی لڑائی
سے آگے بڑھنے نہ پاو و دن تک خوب لڑا اسکے بعد پھر آیا اپنی افسری پر قائم رہا۔

جھانسی سے ۳۔ توپین ۱۴۔ رجب ہندوستانی رسالہ ۲۔ کپتی شیخ فیض علی رسالہ دار کے ساتھ
جو کپتان کھلاتا تھا آیا ایک دن یہ رسالہ پیادہ ہو کر صنوبر خان رسالہ دار کے ساتھ نہر سے پایاب
اور تکر جرنل کے خیمے میں بھونچا اوکلی سیم کو مارا صدر بازار لوٹ کر پھر آیا کہتے ہیں کہ اسی طعن و تشنیع
کی غیرت سے وہ جرنل زہر کھا کر مر گیا۔

کتب نمج ۶۔ نہر سوار و پیدل ۱۲۔ توپ ۱۔ کپتی کے اور ۱۰۔ اور کے راجہ سے لے لیں تھیں
امراہ جیاجی مہاراج قوم راٹھور سرداران الود سے مع افسران غوث محمد خان ہیر سنگھ سندھ
اور نواب امرا و بہادر بیٹے نواب ظہیر علی خان جبکہ بزرگ رئیس کامونہ قوم راجپوت تھے نہر ازباز

۹۔ تاریخ جب یہ خبر آئی کہ فوج انگریزی کرنال سے آ پھونچی یہاں سے بھی فوج گئی پہلے انہی
 استیکام فیصل شہر کے واسطے تو پین مارین اس عرصے میں وہ رسالہ بھی مین پوری سے آ پھونچا
 جسے راہ میں کپتان ہیز صاحب غیرہ کو مارا تھا ۱۲۔ تاریخ افسران فوج اور شاہزادے شہر کے باہر
 گئے تجوہر مورچال پہلے قریب باغ شمالہ مارو باغ منزل اختر لونی صاحب مورچے قائم کیے۔
 دوسری پہاڑی پر جہان فریزر صاحب کی کوٹھی تھی اور مہاراجہ بابا مندور اور سہنے تھے سہرے
 سپاہ برج پر جو فیصل شہر ہے اور یہاں تینوں جگہ فوج بھی مقرر کی۔

۱۳۔ تاریخ شام کے وقت عرضی مسئلہ رسالہ چہارم جسے صاحبان مالیشان نے حکمت عملی سے
 بھیجا تھا بادشاہ کو گزری کہ کل صبح کو معرکہ جنگ درپیش ہے چھنے فی سہیل اللہ کمر جہاد پر باہر
 ہے فوج شاہی کی جانب راست سے ہم آئینگے چاہیے کہ مجاہدین ہم پر گولے نہ ماریں یہ مضمون
 کسی کی سمجھ میں نہیں آتا بلکہ کسی نے تیر کار سے آگاہ بھی نہ کیا فضا نے سبکی آکھو نہ پر وہ ڈال دیا
 تھا خلاصہ اول صبح تھی کہ فوج انگریزی آلی پور سے سراسر باہر پر پھونچی لڑائی شروع کی
 وہی طرف سے رسالہ گورون کا لباس کاہلی سفید پوش عمامے سر پر نمود ہوئے اور مجاہدین
 لڑکارے کہ اے بھائی ایمانی بمقتضائے حجت اسلام ہم بھی آ پھونچے سمجھوں نے جواب دیا کہ بسم اللہ
 جب گولی کی زد پر پھونچے وقت برابر گولے مارے دبا دیا صدا مجاہدین گر پڑے باقی موافق
 قاعدہ پہنچا ہو کر شہر میں آئے فوج انگریزی سے پہاڑی پر اگر اپنا مورچہ قائم کیا اور ۱۔ نوپ
 لڑائی سے لے گئے اور دونوں طرف سے ہزار ہا مارے گئے اس وقت افسران فوج انگریزی نے
 مشورہ کیا کہ اسی گہ و دار سے شہر پر یورش کرنا چاہیے لیکن جنرل فوج نے مناسبت بنا کر فوج
 باغی نے سپاہ برج سے قریب المورے دروازے کے نوپ مارنا شروع کیا ہر روز ننگے شہر سے
 باہر جا کر چھاڑی پر دبا دیا کرتے تھے دن بھر لڑکر شام کو پھرتے تھے مونچوں سے متواتر نوپ چلتی
 تھی اور رات کو ہزار وقت راہ گھاٹی کی بند کر دیتے تھے صبح کو اسے فوج انگریزی برابر کر دیتی
 اس عرصے میں کنب نصیر آباد ملٹن ڈومیکل دن ایک نوچانہ اسپہی تین سو نوکسوار جوت پور
 لیزم سے پھونچا پہلے دن آرام کیا دوسرے دن خزانہ جو اپنے ساتھ لائے تھے جامع مسجد پر آکر
 اوسمیں سے نصف فقر و مسکین شہر کو بانٹا اور مقابلہ کو گئے سراسر باہر کو س لڑکر

لی کہ کوئی شخص فوج باغی کیساتھ انگریز سے لڑنے کو نجا دے مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر نے اس اجلاس سے خارج ہو کر عرض کیا کہ ہم سب اسیر فوج باغی ہو چکے ہیں کیونکر یہ عہد یشاق بحال رہیگا اتنے میں فوج مستعد مقابلہ انگریزوں کے ہوئی کہا کہ ایک شہزادے کو ہمارے ساتھ کر دو مرزا مغل جو کماٹھرا نجیٹ ہوئے تھے انکار کیا کہ اس خفیعت مقابلے پر جانا خلافت دستور ہے لیکن مرزا خضر سلطان سے نواب محمد سخاں اپنے نائب کو مرزا ابوبکر کے ساتھ ہمراہ سپاہ کر دیا شام تک اسی لڑائی کی تدبیروں میں رہے جو تھے دن صبح کو مرزا آلہی بخش خسر مرزا فتح الملک ولی عہد منوفی سے بھونچ کر حکم دیا کہ شہر میں جہان پیل پاؤے آؤ بعد اسکے تین بڑی توہین ۶۔ اسی نصفت فوج کو روانہ کیا پھر وہاں رہے ندی کے اسیار سے لڑائی شروع ہوئی۔ میرٹھہ کی پلٹن کے گورے شدت گرمی سے ہانی بن کر پڑے تھے اور بھرنکل کر نیدون مارتے تھے شام کو مرزا ابوبکر پھر لڑائی کی پس چپکے انگریزی فوج نے چھین لیا اور سب فوج مع نوپ حواس خستہ پھرائی لیکن پلٹن ساتی پرس میسر اس اپنے مورچے پر قائم رہی اور ایک نوپ کا گولہ انگریزی سیکرین پر ایسا مارا کہ بیٹی باروت راہی کر دے ناز ہو گئی اور صبح تک کم کم لڑائی قائم رہی صبح کو اور فوج کمک کو گئی فوج انگریزی نے دفعہ دوا دیا کیا بتون توہون میں کیلین ٹھوک کر نکلتے کر دیا پھر لڑائی شروع ہوئی۔ شام کو فوج انگریزی مع ان تینون توپ کے سمت غازی الدین گھر گئی اور فوج باغی شہر کو پھرائی۔ اس لڑائی میں تھوڑے سے زخمی ہوئے باقی جان سے گئے اور فوج انگریزی سے تین سو بچے باقی ہلاک ہوئے۔

گماندار انجیٹ انس صاحبہا در شہر سے داخل حیاونی کرناں ہوئے اور حکم فوج کے لام باندھنے کا
دیا اور خود بسبب الزام ممبران کو نسل کے نہر کھا کر مر گئے اب بہانہ داخلہ فوج باغی ہر طرف سے
شروع ہو گیا اور ملٹن کو کیہ نظامت دو توپ جو سکندر صاحب کے رسالے سے مع خزانہ چار لاکھ روپے
ناسی کے اور بلند شہر سے خزانہ تحصیل کئی لاکھ کالے کچھو پچھے اور یہ حسب خزانہ ۱۰ لاکھ ہوا
نمبر در پور سے کئی کمپنی ملٹن لاٹ ماہرا ہے اسلحہ حرب اگر شریک باغیوں کے ہوئی سیکڑین کی
موت کے اختیار مل گئے حکیم احسن اللہ خان نے بندوبست و انتظام شہر کیا جا سجا تھا نے اور پھر
بھٹائے اور قاضی فیض اللہ خان کو کو تو ال شہر کیا۔

اتنے میں ایک غبار گرو سمیت میرٹھ سے اٹھا لوگوں نے کہا دیکھو پارو یا سے فوج انگریزی آچو پچی بس بل چل پڑ گئی شاہزادے داخل قلعہ ہوئے آخر معلوم ہوا بنجارہ رسد غلہ لاتا ہے پھر فریب نام ایک گوند سے خبر دی کہ فوج میرٹھ سے آتی ہے۔

دوسری تاریخ سوال مشہور ہوا کہ جان لارنس صاحب چیت کشتہ لاہور اور رابٹ صاحب فوج احوال کو شہر میں باغ مقبرہ روشن آرا بیگم کے اوتار سے ہین مرزا خضر سلطان جی کے لئے سوائے شہر اور اسباب چامی پانی کے کچھ نہ دیکھا اور ایک طرف چوٹی زینہ دیوار سے لگا رہ گیا تھا ہر چند تلاسن کی نہ پایا۔

ایک دن بادشاہ دربار مام میں تھے کہ ایک فقیر تہمت باندھے کھاروے کا کرتہ پہنے سر پر کچھ کپڑا بندھا ہوا الو سے کاشت خارا تھہ میں شیع خاٹے کے دروازے پر قریب لال پروہ بھونچا کھڑے تھا مجھے خلوت میں کچھ بادشاہ سے کہنا ہے داربان نے بادشاہ سے خبر کی حکیم حسن اللہ خان کو حکم دیا تھا کہ مطالب پونچھو فقیر نے کہا میں چچا راہر چر کھاری کا ہون مدت سے سیاحت اختیار کی ہے۔

راجہ نے بیگمہ سن کر عرض خاص کی اسطے مجھے بھیجا ہے امید دار ہون حاضر ہونے کا حکم نے کہ تم شام کو میرے گھر اناج فقیر لال پروہ سے ملنا لنگہ باغی جو پھر دہر تھا او سے ہچان کر کہا ہے سپاہی لارنس صاحب کا ہے جو معرکہ کابل میں محمد اکبر خان کا ساتھی بن کر نوکر بادشاہ کے لوگوں نے کہا باگیر گمان غلط ہو گیا انکی پیٹھ پر ایک زخم تیر اور دو زخم گولی کے ہن اگر یہ ہون تو میں بچا ہون انکا بدن درنگ خلاف رنگ اور صاحبون کے ہے سپاہی نے چاکو سے صاحب کی جلد بدن کو چھیدا جلد سفید نکلی او پر روغن ملا تھا جب کرتہ بزور او تر دیا مینون نشان ٹھیک پائے فقیر نے کہا میں انگریز نہیں ہون لیکن میں ان دو فوج صاحب کا پتا نانا ہون سپاہیوں کے قبل کیا قد سیا باغ میں لائے جہان ترپ گویا رکاوٹ کاڑا ہوا تھا و مان سے فقیر نے چاکو کھین اور ایجاوے سپاہ نے نانا آخر لاہوری دروازے پر لا کر قتل کیا۔

میسری تاریخ منسل خضر چو پچی کہ فوج انگریزی میرٹھ سے غازی الدین نگرہ کو سبج ہیندن اندری پر پڑی ہے ان سے مین کوئل سے بھی دیکھنی بعد قتل و غارت آچو پچی بادشاہ کو سوت شاہزادے حکیم حسن اللہ خان محبوب علی خان کو جمع کیا اور قرآن شریف درمیان رکھ کر قسم

کیجیے یہ نواب نواب محمد خان نائب مرزا خضر سلطان جو ماپٹ کی ہاپٹن کے افسر تھے روہتاک کے خزانہ لینے کو گئے چار لاکھ کنی نہر لے آئے۔

۲۹۔ کو مرزا خضر سلطان نے دو سو ندب عیسائی جو کو توالی میں قید تھے اونپر رحم کھایا اور بعد ملتقین کلید اسلام ظاہر ہی چھوڑ دیا ایک اور امر تازہ یہ ہوا کہ تلنگون نے سبدر جانج کی جوتی والوں سے ایک ہنگامہ برپا کیا فوج کشت و خون چھوٹی تھی مرزا مغل شاہراہ سے گئے بعد مارہٹ کے تلنگون کو کو توالی میں قید کیا اس سے فی الجملہ تخفیف عذاب ظلم رعایا کی ہوئی اور موجب عبرت فوج اوسی شام کو ہلال ناہنوال نظر آیا۔

خلاصہ صاحبان فوج و نظامت اور میم ایسے وقت قیامت و نشر ناکمانی میں لاچار پریشان بیہوش و بے حواس سرسیمہ و مشغول تھے و اربابی پیادہ لباس فرویدہ پابزنہ افغان و خیران راہی چھاؤنی کرناں اگر ہو سہ اور جنگے پانون میں رنجیر اہل بڑگی تھی چھاؤنی میں شہر کی گلیوں میں جا بجا اکثر محلوں میں چھپ رہے تھے شہر سے باہر جا سکے انھیں ظالموں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارا کئی میم نورسید بہت قابل ہو کر ولایت سے تازہ وارد تھیں وہ ناکام دنیا سے گئیں ایسے احوال کی توضیح و تفصیل میں قلم اور ماتھے دونوں کانپتے ہیں کیونکہ اور کس طرح سے بیان کیجیے سراسر حیرت و تنبیہ الغافلین ہے اگر ختم بصیرت ہو تو یہ مقدمہ بھی مثل حال فوج نبی امیہ نظر آتا ہے کہ جب فوج سلطنت سے منحرف ہوئے اپنی سرکشی سے بہت سافساد برپا کیا اور ہر قبیلہ و طاائفہ کو محرک تخت نشینی کیا لیکن ہر شخص مثل مولت و دبدر نصارے سلطنت نبی امیہ ڈر رہا تھا آخر بعد تجسس کے ہاشم پوتے حضرت عباس عم رسول خدا صلعم کو منتخب کیا اور انھیں طبرج سمجھا کر تخت نشین خلافت کیا مگر سلطنت نبی عباس قدرت خدا سے ایسی جھکی کہ لوگ اوس سلطنت کو بھول گئے اوسکے بعد جگنیر خان ہلا کو نے انکا بھی انتہیصال لگی کیا غرض دنیا میں کچھ نئی بات نہیں ہوئی بن پڑنا شرط ہے۔

عید کو بادشاہ سوار ہو کر عید گاہ نہ گئے قلعہ میں مسجد چوبی میں نماز پڑھی لیکن مرزا مغل مرزا خضر سلطان اور بیٹے بادشاہ کے مع فوج نواب محمد سنجان اور روسائے شہر بڑی دھوم دھام سے گئے ابھی ان سب نے نماز پڑھی تھی کہ بادشاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا امر کی نذر لیتے

آخر ان اسیروں کو چوک میں جہان فرخ سیر بادشاہ کو مارا تھا دو نو تر پو بیون لاہور میں دروازہ
قلعہ اور نقار خانہ دیوہ شخص کے بیچ میں جٹا کر گویوں سے گرا دیا اس مجمع میں ایک شخص
اہل شہر سے بھی مارا گیا پھر عشرت قتولین جھکڑوں پر لڑا کر دیا میں بہادی اور دو صاحب
جو تہ خانہ کو بھی راجہ کشن گڈہ میں محصور تھے لڑ رہے تھے انھیں پکڑ کر نوپ سے اٹھا دیا اور
شاہراہ سے منجھین اپنا افسر کیا تھا انھوں نے ہر ایک کو خلعت منسوبی دلویا اور مرزا جوان
بیٹا بادشاہ کا جو نواب زینت محل ملکہ دوران سے تھا اس سے خلعت و زارت نیابت بادشاہ دلویا
۱۹۔ کو سپاہ باغی و خوشنوار نے طمع خام سے چاہا کہ شہر کے درہم و اون سے با تمام سازش
انگریز فزیل کریں روپیہ بھی لین پہلے اعما الدولہ سید حامد علی خان ٹائٹرا کا کچھ سپاہ کو بھی
لے کر سر صاحب کو قید کر کے نقد و جنس کی پرسش کر رہے تھے جب یہ خبر مرزا نصرت جٹاب وزیر
شاہ کو پہونچی بہت ہلکا ہوا سپاہ کو کوڑے مار کر گھر سے نکال دیا سید کی جان بخشی کی وقت
عصر حکیم حسن اللہ خان محبوب علی خان کو اپنے خرچہ یومیہ کے واسطے گھبرا عبد قیل و قال نہ ہا
ایک روپیہ چار آنہ پیدل مقرر کروائے اس طرح ہر افسر کا یومیہ مقرر ہوا پھر حکم بادشاہ ہوا کہ مولوں
دستور قدیم جینے امرا اور رئیس شہر میں ہر جمع کو دربار شاہی میں حاضر ہوا کریں۔
اس عرصے میں ایکہینی سائیس مینس سب طرف سے جمع ہو کر آئی آگ جو میگزین میں لگی
تھی رفتہ رفتہ قریب کوٹہ بان پہونچی ۵۰ لاکھ بان دمان رکھا تھا حکم ہوا پہلے آگ بجھاؤ پھر
بان کو ٹیلہ مینوں سے نکال کر کوٹہ جو را بھو را میں رکھ دو۔

فورٹ صاحب کلکٹر گرگانو ان خزانہ تحصیل کو ہر روز گڈہ میں رکھوا کر چلے گئے تھے جب سپاہ نے
شاہ کیپنی ننگلہ دوسوا میر نواب بیٹہ شہر فضل حسین وکیل کیپنی اور گلاب خان صوبہ دار ۳۰۰۰۰ روپے
جا کر آئے خزانہ بادشاہی میں داخل کیا ۲۰ لاکھ ۳۵۰۰۰ روپے ہزار تھا۔

آب عبادت شہر پر سپاہ کی بانار میں خرم کرتے کم قیمت دینے پر ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ نویت
بکشت و خون پہونچی آمین ایک حرب ملازم ہمارا جہ جی راؤ سیندھیہ اگر ملازم ہوا اسی
حساب سے ادسکا بھی بد میہ مقرر ہوا اور ادلی میں فرخ شاہ ۴۰۰۰ روپے قلیان بادشاہ
کے رہنے کو حکم ہوا اب افسر دن سے تجو نیکا کہ شاہراہ دن کی افسری سو قود کر کے امرا کو ہمارا

بعد اسکے بادشاہ داخل مجلس اہوے آدھی رات کو تو سچانہ چھاؤنی سے قلعے میں آیا ۲۱۔ توپ
سلامی کی چلی۔

موجب درخواست سپاہ بادشاہ نے شانہ اودھ کو افسر سوار و پیدل و توپچانہ کیا بجائے کمانڈر
مرزا نعل کرنل ملپٹن و الٹیئر اپٹ مرزا خضر سلطان کرنل ملپٹن سیلی مرزا عبداللہ کرنل ملپٹن لکھنؤ
مرزا صحرا بھندھی عرف مرزا مینڈو کرنل ملپٹن رن سٹ مرزا بختا و رشاہ کرنل رسالہ۔ مرزا
نصرت الملک عرف مرزا ابو بکر بیٹے مرزا فتح الملک ولی عہد متوفی مادہ تاریخ روز اول اس
ساکھ کار تخمینہ چھپا مرزا اسد اللہ خان غالب نے کہا۔

تکہ ثنبہ ۱۰۔ ۱۱۔ ماہ مبارک ۱۲۔ مئی بادشاہ نے شفقہ خاص خواجہ بخش مستر سوار کے ہاتھ کالون حنا
لفٹنٹ گورنر اگرہ کو بھیجا کہ تمھاری فوج باغی نے بکھر گئیے گرفتار بلا سے نازہ کیا ہے آما وہ
جدال و قتال ہے اور مابعد دولت سے اسکا دفع کرنا غیر ممکن جو مناسب جانو اسکا علاج کروین
مجبور ہوں۔ گورنر نے شفقہ لے کر اسے ٹھہرایا اور نقل شفقہ سب راجپوتانے میں بھیج دی۔
بادشاہ ہر روز موافق معمول دربار کرنے لگے تنگے اکثر صاحبون کو جو چھپ کر جا بجا رہ گئے تھے
بپورا کر حکم قتل چاہتے تھے بادشاہ رحمدلی سے حکم قید دیتے تھے تیسرے پہر کو سوار ہو چاندنی چوک میں
جو روبرو سے بلنگیم ہے تھوڑا ٹھہرے افسر دن کو حکم کیا کہ شہر کے تینوں دروازوں پر دو
کپنی متعین ہوں اور سلامی بادشاہ بدستور ہوا کرے۔

۱۱۔ ماہ مبارک تک ۱۲۔ صاحب میم و اطفال قید ہو چکے تھے جب سپاہ نے حکیم حسن الدین مجتبیٰ
پورن کی کہ تم اب تک خیر خواہی نصارے سے ہاتھ نہیں اوٹھائے ان قیدیوں کو اب تک زندہ رکھا
اہین دید و گرد نہ تھیں اور سیکر صاحبہ کو مار ڈالین گئے مرزا نعل نے فرمایا دستور ہماری سرکار کا یہ
ہے کہ محبوس کو جان سے امان دیتے ہیں سپاہ نے کچھ جواب ندیا اور اودھ و نوپرا تہام سار
سے تشدد کیا آخر جب معین الدولہ نے سمجھا یا سپاہ نے کہا کہ اگر یہ دونوں قرآن اوٹھالیں تو ہم
دست بردار ہو جائیں غرض انکے اطمینان کے واسطے مجبوری قرآن اوٹھا کر انہی جان بچائی
تب سپاہ نے کہا کہ اگر تم سب صاف ہو گئے ہو پھر ان قیدیوں کو کیوں نہیں دیتے حکیم صاحبہ سنکر
بہت گھبرائے بادشاہ سے عرض حال کیا ہر چند شانہ اودھ نے بہت سمجھایا اور ظالموں نے نہ مانا

سے بذلت مارے جائیں لیکن تفصیل شہر جو ابین میگزین اور ریاضی پانسو تماشبین اوسپر نائے کو کھڑے ہوئے تھے وہ سب ہوا سے آسمان میں پہنچے جو کراؤڑے اور یہ سب چار سو سے زیادہ نئے تنگے میگزین میں جا کر اسلحہ حربہ لوٹنے لگے قریب گریہ بھونچی دو افسر لگے سے چلے آئے تھے اس طرف سے دو سوار جاتے تھے صاحب تے حکم فرمایا سپاہیوں نے ہوا سے آسمانی چھوڑی دو نو سواروں نے زبردست دہریا اس عرصے میں لباس صاحب سونچ شہر گئی پر سوار کرنال کو چلے گئے جان تکلیف صاحب ایجنٹ مجسٹر شہر سے پانچ بھونچے نواب معین الدین حسین خان تھانہ دار نے گھوڑا اور اپنے کپڑے دے کر دانیہ بھیج کر کیا افسران تو پچانہ اور ماپٹ کی پلٹن کے مسیر و بعض سمت کرنال پانی پت۔ اگر وہ چلے گئے اس عرصے میں دو نو پلٹن میرٹھ کی بھی بھونچیں اب سپاہی ملکر ہر طرف صاحبوں کی تلاش میں دوڑنے لگے مرد عورت بچے کو جان پایا مار ڈالا لگے کو لوٹ کر آگ لگا دی بنگ میں ۱۲ لاکھ روپیہ تھائے لیا کو تو والی کا بھی یہی حال کیا شرف الحق کو تو والی شہر بھیجا کسی کے گھر میں چھپ رہا شہر کے تھانوں کو لوٹا آگ لگا دی خانوس جو شرک پر بازاروں میں نصب تھیں توڑ ڈالیں۔ غرض دو پہر تک نہ ہنگامہ قیامت برپا تھا۔

اس عرصے میں مرزا ظہیر الدین بہادر عزت مرزا نسل بادشاہ کے بیٹے جو نواب شرافت مخلصا بہ سید سے تھے مسجد شہری جو قریب چوہدرہ کو تو والی ہے جب نماز ظہر پڑھ چکے سب احکام بادشاہ شہر میں منادی امن و آمان دی اور معین الدین حسین خان کو تو والی شہر کر کے داخل قلعہ ہوئے اور پانچ لاکھ روپیہ جو خزانے میں تھے وہ بھی لوٹ لیے پھر سب فوج جمع ہو کر دیوان خاص و عام میں آئی قریب شام بادشاہ تخت پر سوار محل سے برآمد ہوئے فوج سے فرمایا میں مرد فقیر نہ روپیہ نہ فوج میرے پاس ہے کون میرے پاس آئے ہو گویا راجے پور۔ جدر آباد۔ کشمیر۔ جاوڈمان۔ یونیون چنیزین۔ ہین۔ انجین۔ پانچ پلٹنوں سے مقابلہ انگریز کیا چاہتے ہو کچھ سمجھ میں نہیں آتا معلوم نہیں کیا سمجھے ہو فوج نے عرض کیا کہ سب فوج ہندوستان کی حرارت و دن انگریزوں سے پھر گئی ہے اب ہم سب جان نثاروں کی مصلحت یہ ہوئی کہ حضور کی اطاعت کر کے استیصال نصاریٰ کریں بادشاہ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے خبر میں بھی شریک نہ ہوں

و کلس قاجدار کو بلوا کر فرمایا یہ کیسا شور و غل تم اپنی فوج کا سنتے ہو کیا کہہ رہے ہیں کہ پٹن
اور احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان اور سعید الدولہ منرا غلام عباس خان وکیل شاہ تینہ
تبلیغ خانے میں آئے سواروں کو جو ابدیہ کہیں گے جرات سے ہو جو کہتے ہو وہ ظاہر ہو جائے گا
سواروں نے کہا اگر دروازہ کھول کر آ جاؤ ہم تمہیں باہمی قتل کرتے ہیں ہم تمہاری فوج کے
قتل کو آئے ہیں کہ پٹن نے ازراہ جرات چاہا دروازہ کھولا مگر اوشیں جواب دے گئے مگر ان
وہ فوج نے سمجھی کر منع کیا اور اپنے مکان کو چلے آئے۔

رہنایا سے شہر تے یہ حال دیکھ کر اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے ہیں الدولہ ساٹن فریزر صاحب
ایجنٹ اور کشتہ شہر پادری صاحب ڈاکٹر صاحب اپنی کوٹھی سے مع رسالہ اردو قلمی میں آکر قلعہ دار
کے مکان میں شہر سے اثنا سہ راہ اوس رات کی چٹھی کو پڑھا سعید الدولہ سے فرمایا بادشاہ
کی توب اور گولہ انداز میگزین کو جلاؤ انھوں نے فوجیوں خاص میں ہر خبر بلاش کی نہ پایا ملا کام
پھر کر عرض کیا کہ بروقت سواری بادشاہ کا رتوس سرکار سے گنگر ملتے تھے اتنی وقت کہاں
استرخہ سے ہیں سوار بجا متفرق ہو کر قلعے کے دروازے کے کھولنے کے تحسین میں پھر سے پھر
کہ نگاہ ایک شخص گناہ نے رات گھاٹ کے دروازے کو جبین قتل تھا اور نہ کوئی پاسان
و ناز تھا کہ لو لہیا پس وقت سوار داخل قلعہ ہو سکے دریا گنج کے چھاؤنی کے بنگلو کو آگ لگانی
شروع کی اور وہاں سے قتل کرنا شروع کیا تیلنگ جو قلعے کے دروازوں پر تھے اوتھوں نے
ان چاروں صاحب پرورش کر کے تین مہم کے مارڈالا فریزر صاحب نے چاہا کہ وہاں سے
نیچے اتریں ایک سوار نے بدوق ماری گریڑے عبد القادر خان و لاپتی مرد سو دانی ملازم مجھو بجا
وہاں رہتا تھا سوار کی تاوار نے اسے صاحب کے پیٹ میں ماری اس عرصے میں قلعہ کے دروازے
بہت مستحکم بند کر دیے میگزین میں صاحب ہم اطفال تقریباً ڈیڑھ سو تھے مشہور جو ملی دار شکوہ
میں جمع ہو گئے تھے سواروں نے دریا گنج سے ورنون توپیں سلامی بادشاہ لیکر پٹن کی
سنگرین سے پھر کر میگزین پر مارے صاحب جو مکان میگزین میں تھے غلامی سے پیہم باروت کا
لیے کر لال پٹار کے نیچے پھوڑا دیا ہندوستانی کو وہاں سے باہر نکال دیا گئے وہ سے کر سکو اور پٹن
اور تین ایک مرد پیر تھا کہنے لگا کہ خود ہلاک کرنا بہتر ہے اوس سے کہ ہم ان سب کتوں کے ہا

اور کتنے بچے کئی کہنی ساسی پرس ہنیرس گئی تھوڑی دور جا کر پھرائی صاحب کشر میرٹ
نے چٹھی اس سانحہ کی سائن فریز صاحب کشر ولی کو لکھ کر بھیجی۔ اتفاقاً وقت شب حساب
مختوم تھے چٹھی کو اپنی پاکٹ میں رکھ لیا یہ بڑی غفلت بد اقبالی سے ہوئی وگرنہ پل پر اسکا
انتظام کرتے سوار کیونکر وقفہ چلے آتے۔

۱۶۔ تاریخ ماہ مبارک ۱۱۔ مئی اول دم صبح ایک سوار ولی بن سمن برج کے جھروکے کے
بچے سے جہان بادشاہ بیٹھتے تھے پونچھا میر فتح علی خان دار و نقہ تخت شاہی کہاں ہے یہ
اوس وقت چوترا لب دربا خضری دروازے کے آگے ہے نماز پڑھ رہے تھے جو ابد یا کیا کام آتے
ہے کہا بن حکم فوج لایا ہوں جلد بادشاہ سے عرض کرو کہ ہنرے سب صاحبان فوج و میرٹ
کو قتل و غارت کیا ہے اب بہان کے صاحبوں کے استیصال کو آتے ہیں اکبر بادشاہ ہمارے
شریک دین ہو گا تخت پر بٹھائیں گے وگرنہ ابھی ہم تماشا دکھلا دیں گے کہا بہت خوب میں ابھی
بادشاہ سے جا کر عرض کیے دیتا ہوں اوسکے بعد وہی سوار دھانے شہر میں پھرا یا۔

ایک سوار اور لاہوری دروازے سے قلعہ میں آیا اور ولی دروازے سے باہر جا کر دو
کہنی جو قلعہ مبارک میں متعین تھیں اور کہنی جو میگزین اور خزانے پر کشمیری دروازے میں
تھی ان چاروں کو در فلانکرا اپنے ساتھ چھاؤنی وزیر آباد اور راج پور سے میں لے گیا اور
تینوں پلٹن ماہٹ رن سنٹ والیئر واپس آئے اور گونچانہ اسپی کو اپنے ساتھ لایا اس عرصہ میں
۹۔ بجے بادشاہ نے قلعہ محلے میں بدستور دربار عام کیا ابھی تک اہل شہر اور حکام کو اس سانحہ
سے خبر تھی جب وہ سوار چلا گیا میر فتح ملی نے سیج خانے میں جا کر معین الدولہ عمدۃ الامرا
صفر جنگ سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان ہمارو ذوالفقار جنگاے وٹ حسین مرزا
اور میرا شرف ملی نو جدار خان سے کہا جو ابد یا کہ ایسے امور کو زبانی لانا نہ چاہیے کہ ہاش
سراسر نلت و خرابی کے ہیں اوس سوار سے نشے میں ایسی بات کہی ہوگی۔

اس عرصہ میں دو سو چالیس کسوار میرٹ آن بچو بچے اور دریا کے پل کے دونوں طرف
نیلے کو آگ لگا دی دار و نقہ پل نے صاحب مجبشر سے خبر کی تھوڑے سوار پل پر رہے باقی سمن ج
کے بچے دریا کے کنارے کبے سب نل بچا کر وہی پیام اول کہنے لگے بادشاہ نے اوسو دیکھنا

کمان افسر نے شہسواروں کو بلانے میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ ان کے پانچویں بیٹری ڈال دو صاحب جہانچاٹے نے کہا کہ ازراہ خدائے سی کہ سر دست انہی بیٹری طیارہ نہیں۔ اور کہنے لگا معلوم ہوا افسروں کی قضا کا شکر ہوئی ہے دوبارہ حکم بھیجا کہ بیٹریاں لو سب کی سلاح کی کاٹ کر بچا دو۔ بعد اسکے تین دن تک ان اسپرین کے آب و طعام کی کچھ فکر نہ ہوئی۔

۹۔ مئی روز شنبہ ۱۴۔ ماہ رمضان ۱۲۸۵ھ حسب الحکم کمان افسر اسپرین کو حکم دیا کہ پانچویں بیٹری پر لاؤ بذلت تا اور دن کو عبرت ہو اور پھر کوئی سرکاری حکم نہ کرے جب اسپرین سمجھوت سے گزرے چھاؤنی کی بازاری رندوں نے بانی رسالے کے سپاہیوں کو گالیوں دے کر غیرت دلائی اور خوب فوج مرچیں لگا کر مرو بنایا اکثر دن کے منہ پر تھو کہ دیا کہ تم سے ہم رندیاں بہتر ہیں کہین تلوار باندھ کر اپنے تین مرو بنایا ہے۔ ایسے منہ پر یہ شکر ہو ایک جو سب ہیمنت وغیرت از حد ہوا۔

دوسرے دن یکشنبہ ۱۵۔ ماہ مبارک بعد دوپہر کے جب نماز ظہر پڑھ چکے اس رسالے کے سپرین نے جو لیکن میں تھے کمر باندھ مسلح ہو کر باہر نکلے اور چھاؤنی قتل و غارت اور زبکوں کو آگ لگانا شروع کیا اور ساری فوج سے اسپرین (قادر) کیا اور صاحب جہانچاٹے کو اسی وقت باغرت بسلاست چھاؤنی سے نکال دیا اور اسی کے احسان مند ہوسے چالین ریشل گورہ ۵۔ رسالہ لائٹر نوچانہ گورہ ۵۔ سے مین مع صاحبان چلے گئے اور بہت شہر اور قصبہ ہو سکے کہ اس مقام کو اہتمام پر یہ صورت ہوئی جب تک بھی خیال بھی تھا خلاصہ خاتم کسی یہ ہنگام قتل و غارت رہا اور نامروان عاقبت اندیش تھے جو کسی طرح نکلنا تھا وہ کیا بیٹے اطفال بے گناہ غور و سال عورت بے گناہ یا جسے عسائی جانا قتل کیا پھر دونوں چالین پہلی بیسویں آن سٹ۔ گیارہویں سواروں کے شریک ہو مین شہر ہر جا کر روز سے سے اور اسپرین ہوا بد نفسی کی دوزخ و چوڑے تھک گئے تھے بازار مین اکولات ہر جھکے۔ عاباس کے شہر نے بھی ہشتر سو جو کو مجاہدین راہ خدا سے واقف اپنے عقیدے سے کہ ماشر کیا اور خوب جان و مال سے اپنا گھر کے دروازوں کو بند کر لیا آدھی رات تک جب کھانے سے فراغت ہوتی دلی کو چلے

سرکار میں دیا اور اپنی تنخواہ لے کر گھر کی راہ لی۔ حکام نے کچھ اسپر بھی اعتناء نہ کیا بلکہ ان کا
غضب جہاں تک کیا اسکے بعد ۳۰ پٹالن بد سے کو اضلاع غریب کو چلین ان کے کچھ پٹالن گورے کو
حکم ہوا کہ راہ میں فرصت وقت پاؤ ان کو مرادینا تا اور دن کو عیبت ہو جاوے اور افسر
ہندوستانی جو وہاں سے پہلے وہ اپنی ہوشیاری سے غافل نہ رہے یعنی اگر کوئی اہل آباد
سستی ریاست ٹھہرے تو فساد با اتفاق کر دیجیے لیکن سب جواب صاف پایا جب یہ خبر نہ سنا
سرکار کو ہوا قلعة کلکتہ میں تلنگون سے اسلحہ حرب لے لے قطعہ بندی کے گزیرے کو رہنے دیا
اور بادشاہ کو بھی انھیں تہاات سے قلعے میں رکھا۔ خواب دلی کے نقل کرتے تھے کہ میں جہاں
کی ملاقات کو گیا کہنے لگے ہم آپ سے اکثر ایک بندو کی تعریف کیا کرتے تھے اب اوس قسم
کی بندو تہاات سے آئی ہے اس کو گزیر وکی گوانی ہو غالب ہے کہ اب ہماری پٹالن میں
احتیاج تمپ کی ہو لیکن افسوس کہ ہماری فوج اس کے استعمال میں کارنوس پر راضی نہیں ہوتی
اوس پر روزہ گاسے اور سور کی چربی کا لگا ہے نواسے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر
ہے کہ اسے لورے استعمال کریں جب انکار منع نہ جاتا رہے گا سہا ہی بھی خواخواہ استعمال
نہیں۔ ریل و اسٹیشن کہا جسے طبع سے اس کی تصریح سرکار میں کی اور کھسی منظور نہیں
ہم جانتے ہیں کہ ہماری اہل اس فوج کے ہاتھ مقرر ہوئی ہے مجبور ہیں جب فوج ولایت
سے یہ لگی راہ امتیصال کر گئی۔

۱۰۰۰ جب چھاؤنی میرٹھ میں کمان افسر نے میرٹھ رسالہ نرسو اور کو حکم کارنوس کے گانے کا
دیا با اتفاق بندو سلمان نے انکار کیا اور غدر کیا تا ایک دن چاہا کہ سیکو توپ سے
اور اورین اتفاقاً جب رسالہ نویجانے سے گذرا ایک خلاصی لے سمجھا ویا کہ پرید پر نہ ٹھہرنا
بد سے چاہا تا ۱۰۰۰ جن حکم قطعی پہل چکے یہ سنکر سالہ ساکت و فراموش اپنی لین کو چاہا
ایک محبوبہ وار غلطہ حرام سے شتر کینہ رکھتا تھا فرصت وقت پا کر اپنا رسوخ دکھانے کو اپنے
ہاتھ کسی سپاہیوں کی چلی کھائی کہ یہ مفسد و فحوی سبکے ہیں انھیں پہلے قید کر بیجیے پھر
سپاہیوں سے ہائیٹکے دوسرے دن محبوبہ دار نے پرید پر اپنے وائٹ سے کارنوس کا پتہ
سپاہیوں کو اپنا کہ سب پر جو تہاات ہو سہیوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے سہا ہیوں سے لگا ہوا ہے اور

سے دریافت کر کے لکھا ہر گلے راز نگ و بوسے دیگر راست ۔

تمام ہندوستان میں دو معرکہ عظیم بلوہ فساد ناگمانی کے ہوئے ایک دلی اور لکھنؤ میں کسواہٹ
کہ یہ دونوں پایہ تخت سلطنت تھے باقی فساد بے بنیاد ہوا ایسا قیام کہ میں اور نہیں ہوا ہر
دلی میں کئی مرتبہ اس طرح کا فساد و قتل غارت ہوا مثل آمد نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی
وغیرہ میں انقلاب ہوا مگر یہ رنگ انقلاب اور تھا اور نہ یہ صورت خاص گذری اور لکھنؤ
ہمیشہ امن و امان میں رہا۔

خلاصہ سال بھر پہلے اس ہنگامہ عام کے گورنمنٹ سے کارتوس جنگی آئے کہ فوج میں تقسیم
ہوں ہندو مسلمان سپاہ نے اس کے استعمال میں تامل کیا اس جہت سے کہ اس کارتوس میں
چربی سور اور گائے کی لگنی تھی چنانچہ اصل یہ مادہ فاسد چھاؤنی بارک پور کلکتے سے پیدا ہوا
جس طرح اکثر دبا بے عالمگیر پہلے کلکتے سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن چھاؤنی
کے دو ٹانگے دریا پر نہا رہے تھے اتفاقاً تیسٹر شخص بھی اونکے برابر نہا کر اپنی رجسٹری کو جھٹکنے
جس طرح ہندو دھوتے ہیں اس کی جھپٹیں اون تلنگون پر پڑیں بہتہ خفا ہو کر کچھ سخت سخت
کہہ بیٹھے اسنے کہا سبحان اللہ ان بوندون سے اتنی احتیاط کرتے ہو کل جنگی کارتوس
جو ولایت سے آئے ہیں کیونکہ ٹانگوں چربی گاڑی اور سور کی لگی ہے اس عرصے میں در اور سپاہی
چھاؤنی کے آگے رفع شر ہو گیا اور وہ بھی چار چھاؤنی کا تھا راہ میں سپاہیوں کو چربی کے
نام سے کھٹکا ہوا پہلے اسکی تحقیق صدق و کذب کو دریافت کیا کہ مبادا خلافت ہو تو خجاست
ہو گی پس جب خوب ثابت ہو گیا کہ فی الحقیقت دونوں چربی ٹھیک ہیں اسنے سرسرخلا
نذہب و ملت سمجھ کر باخفا ہر چھاؤنی ہندوستان میں افسروں کو لکھ بھیجا باتفاق سبنے
سکرانکار کیا اور مستعد فساد ہوئے چنانچہ بریڈیر چھاؤنی میں پریڈ کر کے حکم تعمیل جدید کارتوس
سنایا باتفاق ہندو مسلمان نے عذر کیا کہ ہم نے برسوں سے سرکار کا ناکٹ کھایا سر فروشی کے
واسطے نہ ایمان دینے کو افسروں نے کچھ اعتناع نہ کیا جو ابدیا کہ ہم البتہ حکم گورنمنٹ بجا لائیں گے
اتفاقاً کمانڈر انچیف بھی دمان تھے کچھ انتظام نہ کر سکے۔

لوگ کی بلٹن کی دہ کیپنی چٹ کاؤن اور دہ۔ اس چھاؤنی میں بھی اسنے اسی پر اسلحہ

تغیرہ ہایون ۴ ۳ ۱۶ ۵ ۸ ۸

۲۱ علی گوہر شاہ عالم بادشاہ بن سالگیر ثانی فرووس منزل

۲- جمادی الاول ۱۱۳۱ ۱۶۱۸ دلی-

کسولی متصل عظیم آباد ۴۲ ۳ ۴- جمادی الاول ۱۱۶۳ ۵۹ ۱۶

عارضہ جسمانی ۶- رمضان بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۹۰ ۶۴ ۴۸ ۴۲ ۳

۲۲- ابوالنسر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ بن شاہ عالم

۲۸- رجب ۱۱۶۳ ۱۶۵۹- رجمان بکن چور- دارالخلافہ شاہجہان آباد

۴۸ ۹۱ ۶- رمضان ۲۱۵ ۱۲ ۱۶۰۸

۱۸۳۶ ۱۲ ۵۳ جمادی الثانی ۶- سال دوم

بدرگاہ خواجہ قطب الدین برابر والدخو ۸۰ ۳۱ ۲۰۱

۲۳- ابوالمنظر سراج الدین محمد بیادشاہ ثانی ۱۳ ۱۲ ۳۶ ۱۸

شاہجہان آباد ایضاً ۶۳- سال- ۱۲۵۳ ۱۲۶۹ ۱۶۶۲

۹۹- سال ۲۶- سال ۲۰

۲۴- سلطنت موافق خواب امیر طیمور لنگ دست ہے واللہ اعلم

من ابتداء السلسلہ ہجری ۱۲۶۱ لغایہ ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹

مجموع بیخ صد و ہشت سال ہونے ہیں۔

پانچواں باب

فساد عظیم بلواس عام شاہجہان آباد تا خاتمہ اور مرزا ابوالمنظر

سراج الدین بہا شاہ ۱۶- رملون جانا اتھال بانی رئیسین شہر انجی

ہر صاحب علم نے احوال فساد بلوس کے جو جہان ہو ا لکھوائے چنانچہ مرزا نوشہ صاحب اللہ

غالب مرحوم نے کچھ منظوم کیا اس جیسے اس موافق کتاب نے جسے قبول فساد لکھنؤ و رسائے شہر

۹- رجب ۱۱۳۱ ۱۶۱۵- مقبره جهانگیر بادشاہ ۳۳ ۹۲ ۴۳ ۳۰ ۹۰

١٦- أبو البركات شمس الدين بهر ربيع الشان بن بهادر شاه ربيع الدرجات

۱۶۔ رمضان ۱۰۸۳ ۱۶ ذی القعدہ ۱۰۸۳۔ اکبر آباد۔

۴۶ ۶ ۲۳ ۹-برج الثانی ۳۱ ۱۱ ۲۶ ۱۰-تپ محرق ۱۹-رجب

۱۱۳۱ مشهوره هایون ۱۱۳۱ مشهوره هایون

۱۶۔ رفیع الدہلوی بہر رفیع الثانی بن بہادر شاہ۔

۲۔ رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۶۲ نواح اکبر آباد اکبر آباد

۱۶۴۶ - ۲ - ۳ - ۷ - حبیب ۳۱ ۱۱ ۱۹ ۱۶ غلبه کوکنار ۱۶ نو فیکده ۳۱ ۱۱ ۱۸

مقبورہا یون ۴۸۰ ۱ ۴۸۰ ۴۸۰ ۴۸۰ ۴۸۰

۱۸ روشن احمد محمد شاه بادشاه بن جهاندار شاه ابن بهادر شاه فردوس آرمگا

۲۴- برج الاول ۱۴۰۱ ۱۱ ۱۰۲۱ غزنین - کھراولی موضع اکبر آباد ۸- کر وہ

16 17 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100 101 102 103 104 105 106 107 108 109 110 111 112 113 114 115 116 117 118 119 120 121 122 123 124 125 126 127 128 129 130 131 132 133 134 135 136 137 138 139 140 141 142 143 144 145 146 147 148 149 150 151 152 153 154 155 156 157 158 159 160 161 162 163 164 165 166 167 168 169 170 171 172 173 174 175 176 177 178 179 180 181 182 183 184 185 186 187 188 189 190 191 192 193 194 195 196 197 198 199 200 201 202 203 204 205 206 207 208 209 210 211 212 213 214 215 216 217 218 219 220 221 222 223 224 225 226 227 228 229 230 231 232 233 234 235 236 237 238 239 240 241 242 243 244 245 246 247 248 249 250 251 252 253 254 255 256 257 258 259 260 261 262 263 264 265 266 267 268 269 270 271 272 273 274 275 276 277 278 279 280 281 282 283 284 285 286 287 288 289 290 291 292 293 294 295 296 297 298 299 300 301 302 303 304 305 306 307 308 309 310 311 312 313 314 315 316 317 318 319 320 321 322 323 324 325 326 327 328 329 330 331 332 333 334 335 336 337 338 339 340 341 342 343 344 345 346 347 348 349 350 351 352 353 354 355 356 357 358 359 360 361 362 363 364 365 366 367 368 369 370 371 372 373 374 375 376 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000 1001 1002 1003 1004 1005 1006 1007 1008 1009 1010 1011 1012 1013 1014 1015 1016 1017 1018 1019 1020 1021 1022 1023 1024 1025 1026 1027 1028 1029 1030 1031 1032 1033 1034 1035 1036 1037 1038 1039 1040 1041 1042 1043 1

عارضہ جسمانی، ۲۔ ریح الثانی ۶۱ ۱۱ ۴۸ ۱۶ بدرگاہ نظام الدین

10. 1 19 1 14

۱۹ ابو النصر مجید الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ

۱۶ ذیحجہ ۱۱۳۸ ۲۵ ۱۶ شاہمان آباد پانی پت۔

۲۲ ۴ ۱۳ - مخبر جماعتی الاول ۱۱ ۰۶ ۹۴ ۱۶

بِسَبَبِ نَشِیدَنِ مِلِّ وَ جُزْئِشُم ۱۰ شعبان ۱۱۹۶ ۱۶۵۳

مضربہ ہمایون م + م م م م م

۲۰۔ محمد عزیز الدین عالمگیر تالی بن معز الدین جہاندار شاہ عرس سمر۔

غزوة حرم ۱۰۹۹ - ۱۹۸۶ - محمود عثمان قوی -

۹۸. ۶. ۱۰:۱۰ - سبیلان ۱۱۹۶

المنفعة غير فزة اباد المست وومرو ۱۸- برج اسنان ۱۱۰۴

مرض الموت وفات محل دفن مدت عمر مدت سلطنت

در و کرده تب محضه ۲۶ - رجب و دوشنبه ۱۱۶۴ - اکبر آباد روضه تاج کبج

۱۴۲۸ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸

۱۱۔ محی الدین اور نگ زیب عالمگیر ہاوشاء خلد مکاف

۴۰۰: زینت و یکشنبہ ۱۰۲۸-۱۶۱۸: صوبہ گجرات نواح اکبر آباد

۳۹ غرہ جامی الشانی ۶۸ ۵۶ ۱۶

عارضه جسمانی- جمعہ ۲۸- نویسنده ۱۹ ۱۱ ۷۰، دکن اورنگ آباد مقبرہ زین العابدین

PA 0 0 1 1 9.

۱۲- اعظم شاه بن مالگیر شاه ۱۲ شعبان ۱۰۶۳ ۵۲ ۱۶ و کن متصل

اورنگ آباد ۵۵ ۳ ۲۹ - ۴ - ذیحجہ ۱۱۱۵ - ۱۶۰۶ - اورنگ زیب شاہ

کشته شد ۹ - بروج الاول - ۱۱۹ ۱۰۰۶ - مقبره جابون بادشاه ولی -

۵۵ ۶۶ ۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰

۱۶۳- بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل سلخ رجب ۱۰۴۳ ۱۶۳۳- دکن کابل

۱۰- محرم ۱۱۱۹ - ۱۶۰۶ - عارفه جهانى ۱۸ - محرم ۱۱۳۴ - ۱۶۲۱

بدرگاه خواجه قطب الدین ۱۰۰ م ۲ ۱۵-۳

۱۴۱ مغزالدین جهاندارشاه بن بہاورشاه پادشاہ

غره شوال چہارشنبہ ۱۰۶۲ ۶۱ ۱۶ وکن لاہور

۳۵۲ ۱۸ محرم ۱۱۲۳ ۱۶۱۲ فرخ سیر در قید گشت

۲۹- محرم ۲۵ ۱۱ ۱۳۱۴ مقبره‌های یون باستان

3 11 1 20 2 04

۱۵- فرخ سیربادشاہ پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید مرحوم

غزوہ محمدیہ پیشینہ ۱۰۹۸-۱۷۸۶ء وکن فلاح اکسپدیہ ۱۱۰۱ء۔

۲۶ || ۲۳ -۲۳- فوجیہ عہدہ ۱۲۴۲|| ۱۲۳۷|| سپہ سالار علیخان اسیر کروہ کشتیا۔

۱۳۸۵ - مدت عمر مدت سلطنت - ۹ ۴ ۳۷ ۱۱

۷ - بادشاه نصیر الدین محمد ہایون ابن بابر شاہ جنت آشیانی -

ولادت محل ولادت مقام جلوس - ۱۴ - ذیقعدہ ۹۰۳ - ارک شہ کابل اگرہ

تقداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۲۳ ۲۶ ۶ - جمادی الثانی ۱۳۹۷

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - ازہام افتادہ ۱۳ - ربیع الاول ۹۶۳

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت مقبرہ ہایون ولی ۴۹ ۴۴ ۹۴ ۲۵ ۵۱۰

۹ - محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آشیانی یکشنبہ ۸ - رجب ۹۴۹ ۱۵۳۲ - امرکوت سہارا

تقداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس مقام جلوس - ۱۳۰ ۲۰ ۲۰ - جمعہ

۳ - ربیع الثانی ۹۶۳ ۱۵۵۵ - کٹانور

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - عارضہ صہانی ۱۲ - جمادی الثانی

مقبرہ سکندریہ ۱۰۱۴ ۱۶۰۵ - قریب اگرہ

مدت عمر مدت سلطنت - ۶۴ ۱۱ ۷۱ ۹۲

۹ - نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکانی -

۷ - ربیع الاول ۹۷۵ ۱۵ - فتح پور سیکری - اکبر آباد -

مدت عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۳۶ ۲ ۲۶ - یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی

۱۶۰۵ ۱۰۱۴

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - ضیق النفس یکشنبہ ۲۰ - صفر

۱۰۳۷ ۱۶۳۷ - باغ نور جہان واقع لاہور

مدت عمر مدت سلطنت - ۵۹ ۱۱ ۲۲ ۱۴

۱۰ - محمد شہاب الدین - شاہ جہان بادشاہ فردوس آشیانی

ولادت لاہور لاہور - پنجشنبہ سلخ ربیع الاول -

مدت عمر روز جلوس - ۳۷ ۲ ۲۲

تاریخ جلوس - دوشنبہ ۲۲ - جمادی الاول ۱۶۲۷ ۱۰۳۰

محل دفن مدت عمر و سلطنت میرزا ۳۱ ۱۰۰۰ ۱۴ - ذیقعد ۸۱۰ ۱۳۰۰

۴۳ ۳۲

۴۳ - سلطان محمد مرزا ابن میرزا شاه

۳ - ذیحجه ۱۳۹۰ - نامعلوم

مقام جلوس سمرقند - تعداد عمر جلوس - ۹ - سال - ۲ - شهر - ۲۲ - یوم

تاریخ جلوس - ۲۲ - ذیقعد ۱۳۹۰ - مرض الموت عارضه جسمانی -

تاریخ وفات محل دفن - ۳۰ - ذیحجه ۱۳۹۰ - خط کش مدت عمر ۵۵ - سال

مدت سلطنت - ۲۵ ۵۱

۴۴ - سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد مرزا

۱۳ - رجب ۱۴۱۰ - سمرقند

مقام جلوس تعداد عمر جلوس - ۲۵ - سال - ۱۲ - ذیحجه ۸۵۵ ۱۳۵۱

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن در جنگ حسین بیگ گرفتار شده شهید

شد ۱۲ - رجب شنبه ۱۴۱۰ - ۱۴۶۰ - نواح سمرقند

مدت عمر مدت سلطنت - ۱۴ ۳۱ ۱۴

۵ - عمر شیخ مرزا خلف چهارم سلطان ابوسعید ۳۰ - ذیحجه ۸۹۰ ۱۴۵۵ - سمرقند

مقام جلوس تعداد عمر جلوس - ولایت اندجان فرجانه ۱۲ ۶ ۳

تاریخ جلوس مرض الموت تاریخ وفات - دوشنبه ۱۲ - رجب ۱۳۹۰ - ۱۳۹۰

ازبام بوترخانه افتاد و مرد - ۱۴ - رمضان دوشنبه ۱۳۹۰ - ۱۳۹۰

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند ۳۸ ۲۸ ۲۲

۶ - ظهیر الدین محمد بابر پادشاه ابن سلطان عمر شیخ مرزا اجنت مکافی - محرم ۱۳۹۰ -

۱۳۹۰ - ولایت فرجانه خط کش -

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۱۱ ۸ ۱۹ - شنبه ۲۵ - رمضان

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - تب ۶ - جمادی الاول ۱۳۹۰ - ۱۳۹۰

۱۱ ستمبر ۶ میل کے فاصلے شہر سے فوج مرہٹہ کو شکست دی ۱۲۔ ماہ مذکور کو داخل شہر ہوئے۔ جب سے آج تک صوبہ مذکور اختیار و حکومت سرکار و ولتدارین ہے اگرچہ بیشتر ہنگامہ فساد ولی جو فوج بد معاش سرکار نے کیا فقط بنام سلطنت مغلیہ رہی تھی۔

انتقال علی گوہر

۱۸۰۶ ۱۲۲۱

۱۸۰۶ ۱۲۲۱ ۳۲ دسمبر ۳۲۔ ابو الناصر عین الدین محمد اکبر شاہ ثانی

۱۸۴۰ ۱۲۵۶ ۱۹ ابو المظفر بہادر شاہ ثانی تخت سلطنت پر جلوس

مرزا داراجخت ولی عہد بہادر شاہ ۱۵۔ صفر عارضہ ورم جگر سے انتقال کیا اور گاہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی مین دفن ہوئے

۱۸۴۹ ۱۲۶۵

۱۸۶۲ ۱۲۷۹

انتقال بہادر شاہ رنگون قید سرکار۔

ایضاً جدول بادشاہان شاہجہان آباد تفصیل تمام

نام بادشاہ ولدیت امیر تیمور امیر طرغاز اولاد چنگیز خان ہلاکو۔

تاریخ ولادت ۲۵ شعبان ۳۷۹ شنبہ ۳۷۹ ۶۱۳

محل ولادت مقام جلوس۔ شہر مردار خط کش شہر بلخ۔

تقداد عمر روز جلوس۔ ۳۵ سال ۲۷ یوم

تاریخ مدت جلوس۔ ۲۲ شوال ۳۷۹ شنبہ ۳۷۹ ۶۱۳

مرض الموت تاریخ وفات تب مخرقہ، یوم ۱ شعبان ۳۸۰ شنبہ ۳۸۰ ۶۱۴

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت۔ سمرقند ۶۱ سال ۱۱ شہر۔ ۲۰ یوم ۳۵ سال

۱۰ شہر۔ ۲۵ یوم۔

۲۔ نام ولدیت۔ جلال الدین میران شاہ ابن تیمور

تاریخ ولادت محل ولادت۔ پنجشنبہ ۱۲۔ ربیع الثانی ۶۵ ۱۳۵۴ سمرقند

مقام جلوس تقداد عمر روز جلوس میان سمرقند و آذربایجان ۳۸ ۴ ۳

مدت جلوس مرض الموت وفات ۶ شعبان ۷۰ ۱۳۷۵ در جنگ مرزا

شاہ عالم انکا بڑا بیٹا زہر سے ہلاک ہوا۔

۷ اعظم شاہ شہید۔

۸ ابراہیم قطب الدین بہادر شاہ ۲۳۔ فروری ۶۔ ۱۱۱۹۔ ۱۰۰۴۔

۹ معز الدین جہاندار شاہ ۱۱۔ جنوری سلطنت سے خارج ہو کر مارا گیا چند ماہ

۱۱۲۴۔ ۱۴۱۳۔

۱۰ محمد فرخ سیر شہید ۱۱۔ جنوری مارا گیا ۷۔ سال

۱۱۳۱۔ ۱۴۱۹۔

۱۱ رفیع الدرجات شمس الدین ابوالبرکات ۱۔ جنوری۔ طفل ۴۔ ماہ

۱۱۳۱۔ ۱۴۱۹۔

۱۲ رفیع الدولہ شاہجہان ثانی ۲۶۔ اپریل طفل ۳۔ ماہ

۱۱۳۱۔ ۱۴۱۹۔

۱۳ ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ ۱۲۔ اکتوبر ۲۶۔ سال

۱۱۳۲۔ ۱۶۲۰۔

۱۴ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۱۵ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۱۶ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۱۷ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۱۸ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۱۹ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۲۰ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۲۱ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۲۲ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۲۳ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۲۴ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۲۵ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۲۶ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۲۷ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۲۸ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۲۹ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۳۰ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۳۱ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۳۲ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۳۳ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۳۴ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۳۵ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۳۶ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۳۷ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۳۸ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۳۹ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

۴۰ ۱۶۲۰۔ ۱۱۳۲۔ سال

مالوہ جو پورنگا لے آئے اپنے تین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الاملا اور حکام کے ہاتھ پڑے جو بظاہر وقت سے ازراہ سرکشی اطاعت بادشاہ دلی کرنے لگے فی الحقیقت یہی ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خود مختار ہو گیا سلطنت سے اسکا استقلال نہو سکا الا صوبہ دار صوبہ دار و حہ نے اسپہین کروڑ سے زیادہ روپیہ خرچ کر کے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھ سے ہچکچاتا تھا پس گویا زمیندار حری کی اسکا احوال کتب تواریخ میں مندرج ہے اور ارباب نقات جانتے ہیں۔

۷ سکندرین لودی

۱۳۷۸

۸۹۴

اسی بادشاہ نے

۱۵۱۶

۹۲۲

۱۵۲۵ء مطابق ۳۲ ہجری سلطان بابر سے شکست کھائی اسی سال بابر نے دلی کو لے لیا بس ابتداء سلطنت مغلیہ جہانہ شروع ہوئی۔

۱ انہیر الدین محمد بابر ۹- جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۳۷- سال ۹۳۷ ۱۵۶۵

۱۵۴۰

۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۸- جنوری ۲۵- سال

شیر شاہ سے شکست کھائی

۱۵۴۱ ۹۳۸

۱۵۵۶ ۹۶۴

۳ ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر ۱- فروری ۴۹

۱۵۴۲ ۹۴۹

امروٹ میں پیدا ہوا سنہ مذکور میں شہنشاہ

۱۶۰۵ ۱۰۱۴

اکبر آباد میں انتقال۔

بادشاہان مغلیہ اور افغان میں یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اور سکوا وزیر ابو الفضل تھا جو ۴۷- برس کے سن میں راہ زن کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۱۶۰۵

۱۰۱۴

۴ ابوالنظر نور الدین محمد جہانگیر ۱- اکتوبر ۲۳

۱۶۳۸

۱۰۳۷

۵ شہاب الدین محمد شاہ جہان غازی ۳۱

۶ ابوالنظر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر

۱۶۵۸

۱۰۶۸ ۲۴- فروری ۵۵

۱۶۰۷

انتقال ۲۱- فروری ۱۱۱۹

نمبر	سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۸	۶۶۴	۱۲۴۴
۹	۶۶۴	۱۲۶۵
۱۰	۶۸۰	۱۲۸۶
۱۱	۶۸۸	۱۲۸۹
۱۲	۵۹۰	۱۱۹۵
۱۳	۷۱۶	۱۳۱۶
۱۴	۷۱۰	۱۳۱۰
۱۵	۷۲۱	۱۳۲۱
۱۶	۷۲۵	۱۳۲۵
۱۷	۷۵۲	۱۳۵۱
۱۸	۷۹۲	۱۳۹۸
۱۹	۷۹۶	۱۳۹۶

معمور دریا سے ایک کیا دی گئی
تمام آہولی اور شہر

من انتقال کیا۔

۱۵ ۱۳

۱۴ ۱۵

۱۵ ۲۱

۱۴ ۲۲

۱۴ ۲۶

۱۴ ۳۰

مہربین کسواسے کہ مہربان دکن گجرات

مالوہ جو پوربکھا لے اپنے تین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الاملا اور حکام کے ماتھے پر سے جو بظاہر وقت سے ازراہ سرکشی اطاعت بادشاہ دلی کرنے لگے فی الحقیقت سب نفعت سلطنت کے ہر صوبہ و ایر اپنی سرکشی سے خود مختار ہو گیا سلطنت سے اسکا انتظام نہ ہو سکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسپرین کرور سے زیادہ روپیہ خرچ کر کے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ماتھے سے جا چکا تھا پس گویا زمیندار ہی پد اسکا احوال کتب تواریخ میں مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہیں۔

۶ سکندریں لودھی

۱۴۸۸

۸۹۴

اسی بادشاہ نے

۱۵۱۶

۹۲۲

۱۵۱۶ء مطابق ۱۰۲۶ ہجری سلطان بابر سے شکست کھائی اسی سال بابر نے دلی کو لے لیا بس ابتداء سلطنت مغلیہ منظم شروع ہوئی۔

۱ انہیر الدین محمد بابر ۹ جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۳۷ سال ۹۳۶ ۱۵۲۵

۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۸ جنوری ۲۵ سال ۱۵۳۰

شیر شاہ سے شکست کھائی ۹۳۸ ۱۵۳۱

۳ ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ فروری ۴۹ ۹۶۴ ۱۵۵۶

امروٹ میں پیدا اس نے مذکورین شہنشاہ ۹۴۹ ۱۵۴۲

اکبر آباد میں انتقال ۱۰۱۴ ۱۶۰۵

بادشاہان مغلیہ اور افغان میں یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابو الفضل تھا ۴۷ برس کے سن میں راہ زن کے ماتھے سے مارا گیا۔

۴ ابوالظفر نور الدین محمد جہانگیر ۱۷ اکتوبر ۲۳ ۱۰۱۴ ۱۶۰۵

۵ شہاب الدین محمد شاہ جہان غازی ۳۱ ۱۰۳۷ ۱۶۳۸

۶ ابوالظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر

۲۴ فروری ۵۵ ۱۰۶۸ ۱۶۵۸

انتقال ۲۱ فروری ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

نمبر	سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۸	ناصرالدین	۶۶۴ ۱۲۴۴
۹	غیاث الدین بالین	۶۶۴ ۱۲۴۵
۱۰	کیقباد	۶۸۰ ۱۲۴۶
۱۱	فیروز شاہ غلیجی	۶۸۸ ۱۲۴۹
۱۲	سکندر ثانی	۶۹۰ ۱۲۴۵
۱۳	شہاب الدین عمر	۷۱۶ ۱۲۴۶
۱۴	مبارک شاہ	۷۱۷ ۱۲۴۷
۱۵	تغلق شاہ	۷۲۱ ۱۲۴۸
۱۶	سلطان محمود	۷۲۵ ۱۲۴۵
۱۷	فیروز شاہ ثانی	۷۵۲ ۱۲۵۱
۱۸	ابوبکر شاہ	۷۹۲ ۱۲۹۸
۱۹	ناصرالدین محمود شاہ	۷۹۶ ۱۲۹۳

اسی طرح ۱۱۰۰ء میں تیمور لنگ نے ۷۹۶ء مطابق ۱۲۹۳ء میں چور دریا سے انک کیا و لی کہ
 ۱۱۰۰ء میں قوم افغان ۷۹۶ء مطابق ۱۲۹۳ء میں انک تمام ہوئی اور شہنشاہ
 لنگ نے ۱۱۰۰ء برس کے سن میں انتقال کیا۔

۸۱۶ ۱۳۱۳

۱

۸۱۷ ۱۳۱۴

۸۲۴ ۱۳۲۱

۸۳۶ ۱۳۲۳

۸۵۰ ۱۳۲۶

۸۵۴ ۱۳۵۰

ستان کی منقسم ہوئے کسوا سٹے کہ حکام و کن گجرات

مالوہ جو پوربگال کے اپنے تئیں بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الاملا اور حکام کے ماتھے پر سے جو بظاہر وقت سے ازراہ سرکشی اطاعت بادشاہ دلی کرنے لگے فی الحقیقت سبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ وید اپنی سرکشی سے خود مختار ہو گیا سلطنت سے اسکا انتظام نہ ہو سکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسپر میں کرور سے زیادہ روپیہ خرچ کر کے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ماتھے سے جا چکا تھا پس گویا زمیندار خدائی اسکا احوال کتب تواریخ میں مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہیں۔

۶ سکندرین لودی ۸۹۴ ۱۴۸۸

اسی بادشاہ نے ۹۲۲ ۱۵۱۶

۲۵ھ مطابق ۳۲ ہجری سلطان بابر سے شکست کھائی اسی سال بابر نے دلی کو لے لیا بس ابتدا سے سلطنت مغلیہ جو طے شروع ہوئی۔

۱۱ ظہیر الدین محمد بابر ۹ جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۳۷ سال ۹۴۶ ۱۵۴۵

۱۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۸ جنوری ۲۵ سال ۱۵۴۰

برشاہ سے شکست کھائی ۱۵۴۱ ۹۳۸

۱۳ ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ فروری ۲۹ ۱۵۵۶ ۹۶۴

وٹ میں پیدا ہوا سنہ مذکور میں شہنشاہ ۱۵۴۲ ۹۴۹

۱۴ بادیون انتقال ۱۶۰۵ ۱۰۱۴

۱۵ امان مغلیہ اور افغان میں یہ بادشاہ سے بڑا گذرا اسکا وزیر ابو الفضل تھا جو برس کے سن میں راہ زن کے ماتھے سے مارا گیا۔

۱۶ مظفر نور الدین محمد جہانگیر ۱۷ اکتوبر ۲۳ ۱۶۰۵ ۱۰۱۴

۱۷ ماب الدین محمد شاہ جہان غازی ۳۱ ۱۰۳۶ ۱۶۳۸

۱۸ مظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر

۲۴ فروری ۵۵ ۱۰۶۸ ۱۶۵۸

انتقال ۲۱ فروری ۱۱۱۹ ۱۶۰۶

دروازہ عالیستان سنگی بہن ابین شہر و بازار جسے چاندنی چوک کہتے ہیں امر و سلاطین کے خانہ عالیستان بنے ہیں مسجد جامع اور مسجد نواب روشن الدولہ ہے اور اس زمانے میں قبل ازہنگامہ فساد عمارت عالیہ بہت خوب بنتی تھی ہر چند سارے شہر کی بازار سواد و بازار کے بہت تنگ بہن دارا لامارت بھی جانب کنار غریبی ہے تین طرف سے دیواریں سنگ سرخ کی بہن جس کا دور ایک میل ہے جہانگیر بادشاہ کی سلطنت میں نواب علی مرداخانہ دیر سے جہن سے کرنال سویل کے فاصلے سے نہر آب شیرین شہر میں لائے وہ زمانہ خلافت افغان اور ایرانیوں تک جاری رہی بعد اسکے بالکل خشک ہو کر نیک ہو گئی تھی لیکن مسئلہ مطابق مسئلہ احمد سرکار نے پھر اس سے صاف و درست کر دیا جس کا آج تک چشمہ فیض جاری ہے سارے شہر اور اطراف سرسبز و شاداب ہوتا ہے اس کے آب شیرین سب سیراب ہوتے ہیں۔ غرض بلد شمالی ۲۸-۳۴ طول بلد شرقی ۷۷-۸۰ ہے فاصلہ کلکتے سے ۹۷۶ میل ہے۔

وہاں کے راجہ اور مورخین اہل اسلام نے بنیاد اس کی ابتدا سے مسئلہ مطابق مسئلہ ضبط تحریر کیے ہے یعنی سلطان محمود غزنوی نے اسے لے کر غارت کیا لیکن بعد عہد ویشاق پھر راجہ کو داگداشت کر دیا تھا اور سلسلہ ریاست پہلے قوم افغان سے شروع ہوا اور انکی سلطنت لشکر کشی شاہ بابریہ پٹیہ پیمور لنگ تک برقرار رہی اور یہ بادشاہ بادشاہ شمالی غنی ہندوستان کو بر بادوی سلطنت چنگیز خان ہلاکو تک غلبندی دیتے رہے۔

سنہ عیسوی

سنہ ہجری

نمبر

۱۲۱۰

۶۰۷

۱- تاج الدین بیٹا

۱۲۱۰

۲ آرام شاہ

۱۲۱۰

۳ شمس العین التماس

۱۲۲۹

۶۳۳

۴ فیروز شاہ

۱۲۳۵

۵ ملک دوران سلطان رحمہ

۱۲۳۵

۶۳۷

۶ ہرام شاہ

۱۲۴۲

۶۴۴

۷ علاء الدین مسعود شاہ

خواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہیں۔

ہندوستان کے ۲۲ صوبے دار اسطنت صوبہ شاہجہان آباد و دلی ۲۴ میل کا طول اور تقریباً ۲۰ میل کا عرض جانب شمال لاہور ملک پنجاب جنوب اکبر آباد اجمیر شرق۔ ملک اودھ اور بہت بلند پہاڑ حائل ہندوستان شمالی ہیں جانب غرب لاہور و اجمیر اور موافق تحقیق ابو الغضل صوبہ داخل اقلیم سوم ہے اور خاص دریا گنگ اور جمین انگر سر شیبہ اسی صوبے میں ہیں اس صوبے کی آب و ہوا معتدل ہے اور برسات میں اکثر زمین سیلاب ہو جاتی ہے اور بعض مقام میں ۳۰ فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ ۱۔ سرکار بن ہین۔ دلی۔ بد اوٹن۔ کون۔ سنہل۔ سہارنپور۔ ریواڑھی۔ حصار۔ فیروزہ۔ سرہند۔ ان سرکاروں میں ۲۲۲۔ پرگنہ ہیں اور زمین رو سے مساحت جغرافیہ ۱۶۔ ۱۰۔ ۵۴۶۔ ۲۱۰۔ ۵۵۵۔ ۱۱۰۔ ۱۶۰۔ ام۔

۱۔ نام مطابق مسئلہ المہجری تمام ملک شرقی جمین اور مقامات جو گردشہر اور بہت سے مقام شمال شرقی تحت حکومت سرکار و ولندارا انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق روس کے متعلق سرکار موصوف ہیں مثل ماچھڑی۔ راجہ الور۔ راجہ بھرت پور۔ اور اور حکام کی ریاستیں جو بالفعل خود مختار مگر باطاعت و حکومت سرکار ہیں اور ملک شمالی غربی ریاست جمین و جنوب دریا سے تبلیغ متعلق سرکاران سکھہ وغیرہ بیشتر تھا اور انکی جانب غیب کو یا ملنے اور مافوق مداخلت سرکار ہیں اسکے سوا فوج نظامت لدھیانہ فیروز پور میں ہتی ہے اور اس صوبے میں ضلع بریلی قدیم ملک روہیلکھنڈ شامل ہے اور اور خاص شہر بھی مثل بریلی سرہند۔ سہارنپور۔ انوپ شہر۔ میرٹھ۔ حصار سرہند۔ پٹنالا۔ بد اوٹن۔ اور سنہل حال کون جو قریب ۹۰ میل طول اسی طرح عرض میں ہے بالفعل متعلق سرکار ہے۔ اس صوبے کے آدمی خوبصورت زور آور ہندو یا اہل اسلام اور سکھہ وغیرہ ملے ہوئے ہیں اور تقریباً ۲۰ میل کے دور میں ہے جسکی بالفعل خرابہ سے ظاہر ہوتا ہے اور دلی جدید شاہجہان آباد ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے اسطرح نام مطابق مسئلہ کنارنجاب غرب دریا سے جمین واقع ہے ۲۰ میل کے دور میں بنوایا ہے اسکے محکمہ شہر بنا ہے اور کے

اپنی کے لب و لہجہ سے بہت خوش ہوئے بلکہ تعجب ایک دن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے
 فی الجملہ کچھ خلافت دستور پیش آئے تھے معقول کیا اور تادمت میام ولایت کہی و ہانکا و پچھ
 نوش نفرمایا صاحب مقدم تھے محتاج مجبور تھے اور اگر کہین اتفاق ضیافت ہوا تو کہا
 پر اگر خافرمائی دوسرے یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب میں جانب خلافت متوجہ نہ ہوئے
 حالانکہ اکثر غریب و مان سے خالی نہیں پھر سے ہن مثل حسین علی لندنی یا مولوی محمد امین
 سفیر شاہی بعض آپکے ملازمین نے وہاں سکونت اختیار کی صاحب عیال بھی ہو گئے ہیں
 لکھنؤ سے پہلے پہل جو لندن گئے میر حسین گئی صاحب علم تھے اوسکے بعد میر عبد العلی جانی خلیل
 مرزا محمد علی فطرت میر حسن علی یہ زمان سابق کا حال ہے کہ چاند سمندر میں دیکھ کر داخل لندن
 ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم میں مسافت راہ ریل و جہاز دخانی سے رہ گئی ہے اور غلاب
 ہے چند روز میں اس سے بھی کم مسافت رہ جائے مگر ان سب جانے والوں سے راجہ رام موہن
 رائے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالے میں ایسا کوئی نہیں اس کمال کے
 ساتھ ۱۳ زبان کے علم میں بحث و مناظرہ علمی کر سکتے تھے ہندو میں شی کا ہونا ادھب میں کی
 بدولت موقوف ہوا بموجب شاستر اچانی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ دلی کے وکیل ہو کر گئے تھے
 اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے نکالتے مگر پایا کے بند ہوئے
 سے جب ملک فیس میں گئے مر گئے اور یہ امر خود اپنی نمود و نام کی راہ سے کیا تھا نہ کچھ طمع
 دیا سے کس واسطے کہ محتاج تھے۔

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

دارالخلافہ شاہجہان آباد تواریخ انگریز کے پرنسپل کی کتاب

مشہور ہے کہ امیر طیو رخصا کی کرتے تھے اور مطیع بادشاہ بلج و بخار تھی اتفاقاً ۲۳ بنی فاطمہ کو قید کرمان سبھی
 دی بادشاہ نے خطاب کیا ان سے مقابلہ ہوا یہ غالب آئے تاہم ایک نوبت سلطنت چھوٹی خواب میں جناب
 رسو لکھنؤ ۲۴ خرمے انھیں عنایت فرمادی وہی ۲۳ سلطنت تھی جس پر خاتمہ ہوا رطب تھے وہ شاد
 ابد اسو انہماک تھی ہن اور خرمہ پڑشاہ اب پھر خشتا ہو جائے گا و اللہ علم خیر ہو آخر یہ تاریخ انگریز کی سیطر

دکتر

اور مشہور ہوا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید میں ہو رہے تھے کہ وہ اپنے والد کے مقابلے میں
ہو گیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کھلکھلے میں

۴۔ مادہ غفر و روز و شعبہ شہادتہ احزاب ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء بمبئی گورنمنٹ ریکارڈ میں جہاز
دو ویں نے لنگر کیا جب یہ خبر دیکھا تو بیگم مبارک پھوپھا فرط محنت و دسرت سے بغیر بار ہو کر
سبکو حکم استقبال ہوا پہلے صلیح السلطان و کنز الدولہ نے جاکر نذر دی پوئشاک و غفر و لوائی
صافیت الدولہ سید جواد علی خان و مرزا محمد عسکری خان بیٹے مرزا رفیع افغان کے بھی بالقرض
کھلکھلے گئے تھے اور ملازم بھی جانسز سے مرزا محمد عسکری خان کو بغیر سجدے کر پوئشا صلیح السلطان
نے سبب و رد و بائیں بیان کیا کہ اگر دریا سب جو ہم تھا پہلے جہاز سے جتنے مسافر تھے سب اتر گئے
جہاز و دو ویں سلطان کو حکم ہوا جب ۱۔ بمبئی جہاز سے مرزا محمد عسکری خان کی کشتی کراہی پر لی
مرزا ولی عہد بہادر اہم ہو کر گھاٹ سے اترے جسے جنرل صاحب کے صاحبزادوں نے نذر دی
گلے لگایا۔ دوسرے جنرل مرزا فریدون بیٹے نذر دی کمال محبت سے اونکے گلے میں ہاتھ
دال دیا پھر ان مینوں شاہزادے کے گاڑی پر سوار ہوئے سوار سلطان جواد و سوار بی بی
تھے بڑی دھوم دھماکے سے قریب ۴۔ بجے داخل کوٹھی ہوئے بادشاہ اوسوف خواجہ صاحب
کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوئی قریب شام اپنے خاص محل میں داخل ہوئے
مجھے سب سے سب سے شہادت ایزدی میں کیسے داخل نہیں۔

۵۔ لندن میں غریب الوطن جا کر اکثر ملازمین نے خیر و بری کی ازراہ نمک و امی بہت سافقتان کیا
قلیل میں عبادی الشکور رہ گئے مثل نواب قلی بیجان اور شیخ صاحب و بہار الدین ملازمین پٹنا
مع اپنے مخصوص عین راہی حج خانہ کعبہ ہوئے بعض ملازمین نے اپنی نمکالی سے آپکا بدن
و دولت پھوپھا و امرو کہ شریعہ جناب عالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ کیا اکثر صاحبان ولایت
ملاقات مرزا ولی عہد بہادر ہوئے ہیں مگر سب خوف بادشاہ ازراہ اطاعت تامل کرتے ہیں
... ..

ان کے لب و لہجہ سے بہت خوش ہوئے بلکہ تعجب ایک دن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے
 فی الجملہ کچھ خلاف دستور پیش آئے تھے مقتول کیا اور تادمت قیام و ولایت کہی و ہانکا و بھیج
 نوش نفرا یا صاحب مقدمہ ورتھے محتاج مجبور تھے اور اگر کہین اتفاق ضیافت ہوا تو کہا
 پراکتفا فرمائی و ورتھے یہ بھی بہت تعجب کہ اس عالم شباب میں جناب خلاف متوجہ نہ ہوئے
 حالانکہ اکثر غربا و مان سے خالی نہیں پھر کے ہن مثل حیرن علی لندنی یا مولوی محمد اعلیٰ
 سفیر شاہی بعض آپکے ملازمین نے وہیں سکونت اختیار کی صاحب عیال بھی ہو گئے ہیں
 لکھنؤ سے پہلے پہل جو لندن گئے میر حسین گئی وہ صاحب علم تھے اسکے بعد میر عبد اعلیٰ جاسی خلیل
 مرزا محمد علی فطرت میر حسن علی ہر زمان سابق کا حال ہے کہ چاند سمندر میں دیکھ کر داخل لندن
 ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم بین مسافت راہ ریل و جہاز دھانی سے رہ گئی ہے اور غائب
 ہے چند روز میں اس سے بھی کم مسافت رہ جائے مگر ان سب جانے والوں سے راجہ رام نوٹن
 راے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالے میں ایسا کوئی نہیں اس کمال کے
 ساتھ ۱۳۔ زبان کے علم میں بحث و مناظرہ علمی کر سکتے تھے ہندو میں شمس کا ہونا اونھ میں کی
 بدولت موقوف ہوا بموجب شاستریا بی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ دلی کے وکیل ہو کر گئے تھے
 اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے نکالتے مگر پارسیا کے بند ہوئے
 سے جب ملک فیس میں گئے مگر گئے اور یہ امر خود اپنی بنو و نام کی راہ سے کیا تھا نہ کچھ طمع
 دنیا سے کس واسطے کہ محتاج تھے۔

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

وارانخلافت شاہجہان آباد تواریخ انگریزی پر صیاب کی کتاب

شہر ہے کہ امیر ظہیر خاں کرتے تھے اور مطیع بادشاہ ملیخ و بخار انھو اتفاقاً ۲۳ بنی فاطمہ کو قید کر لیا سچا
 دی بادشاہ نے عتاب کیا ان سے مقابلہ ہوا یہ غالب آئے تھانکہ نوبت سلطنت چھوٹی خواب میں جناب
 رسول محمد ان ۲۴ خرمے انھیں عنایت فرما دی ۲۳ سلطنت تھی جس پر خاتمہ ہوا رطب تھے وہ شاد
 ابتدا سے انتہا تک تو ہیں اور خرمہ پہل شاداب پھر خشک ہو جائے گا و اندھ علم خبر ہو کہ تواریخ انگریزی سچا

اور مشہور ہوا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید ہو م پر پھر روانہ ہو گئے تا اینکه اورنگ زیب
ہو گیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کلکتہ میں

۲۶۔ ماہ صفر روز و شنبہ ۱۱ مئی مطابق ۲۹ ستمبر ۱۷۵۷ء بجے گارڈن ریجنہ میں جہاز
دووی نے لنگر کیا جب یہ فروہ جاوید مجمع مبارک پہنچا فرط محبت و سرت سے بغیر ارہو کر
سبکو حکم استقبال ہوا پہلے صلیح السلطان و کٹرالدولہ نے جا کر نذر دی بوشاک صفر بدلوئی
عنایت الدولہ سید بہادر علیخان مرزا محمد عسکریخان بیٹے مرزا رفیع انشان کے: بھی بالقرض
کلکتہ گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوئے مرزا محمد عسکریخان کو غیر سجدہ کر پونچھا صلیح السلطان
نے سبب ورود باطنی بیان کیا کنار و پاسب ہجوم تھا پہلے جہاز سے جتنے مسافر تھے سب اتر گئے
جہاز دووی سلطان کو حکم ہوا جب ۲ بجے جہاز سے مرزا محمد عسکریخان کی کشتی کراہی پر لی
مرزا ولی عہد بہادر باہم ہو کر کھاٹ سے اترے بڑے جبرئیل صاحب کے صاحبزادوں نے نذر دی
گلے لگایا۔ دوسرے جبرئیل مرزا فریدون نجفی نذر دی کمال محبت سے اونکے گلے میں ہاتھ
ڈال دیا پھر ان تینوں شانہ ادرے کے گاڑی پر سوار ہوئے سوار سلطانی جلوہ سواری میں
تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوئے: بادشاہ اوسوف نوا خاص محل
کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوئی قریب شام اپنے خاص محل میں داخل ہوئے
میچ گئے سلامت آئے۔ منیت انرو دی میں کیو دخل نہیں۔

لندن میں غریب الوطن جاگنا اکثر ملازمین نے خیر و بری کی ازراہ ٹکوری بہت ساقطان دیا
قلیل میں عبادی الشکور رہ گئے شل نوابہ یقینخان اور شیخ حس چیدہ ہمارا لٹا ملازمین بچا
مع اپنے مخصوص میں راہی حج خانہ کتبہ ہوئیں بعض ملازمین نے اپنی نکمکالی سے آپکا دین
دولت پھوڑا مٹو کہ شرعیہ جنا بعالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ کیا اکثر صاحبان ولایت نشان
امانات مرزا ولی عہد بہادر ہوتے ہیں مگر سبب خوف بادشاہ ازراہ اطاعت تامل کرتے ہیں
کشتگوئے زبان انگریزی سے سبب معاشرت صاحبان ولایت ہمارت ہو گئی ہے بیجو صاحب

بہت غنیمت ہوا اگر نہ سارے کلکتہ کے قرضدار ہو جاتے حاکم کو چاہیے کہ اپنے مدخل و منخرج پر خود متوجہ رہے دوسرے کے بھروسے پر نہ رکھے۔

یہ ایک جملہ مقررہ برہیل مذکور زبانی افتتاح الدولہ جب یہ کلکتہ میں حاضر حضور تھے کہ ایک دن میجر صاحب ٹرنٹ لائے برہیل مذکور پہلے کہا آج کے جو تھے دن مرزا دل عہد بہادر داخل کلکتہ ہونگے اور نواب گورنر جنرل بہادر معرفت جنگ بہادر مرزا برہیل قدر کو امان دیتے ہیں ۱۵۔ لاکھ سالانہ اوزکا اور ۵۔ لاکھ سالانہ جنا جالیہ کا اور ۴۔ لاکھ نانہارا اوکا مقرر کرتے ہیں چاہیے کہ اسپر راضی ہوں اور یہ ہنگامہ فساد و موقوف کرین اسکا جواب کچھ اور ہر سے نہ آیا دیکھیے کیا منظور ہے نواب خاص محل نے پسین سے جواب دیا جو شخص آپ کے گھر آئے قید ہو لوٹا جائے اور طرح سے برباد ہو اسکا لاکھ روپیہ اور جو تباہی کئے گئے اس کے واسطے اس قدر انصاف شرط ہے جو اب یادہ صاحب شیر ہے اب سنتے ہیں کہ مرزا برہیل قدر اپنے حال پر رونے ہیں اور تہمتی لکھتے ہیں اب کون سنتا ہے یہ زبانی اون لوگوں کے ہے جو ان کے پاس سے آئے ہیں آج اسے ہند کا امینہ سے ہی حال رہا ہے نواب شجاع الدولہ سے تصور کرنا چاہیے کہ صوبہ عظیم آباد بہت دیتے ہیں مصالحتہ کیجیے اسی طرح جنرل اوٹرم صاحب معرفت مرزا علی رضا کو کچھ کم دیا بھیجا کب کہیںے نا۔

سرکار شاہی سے محبت نامہ گیا کہ جنرل اوٹرم صاحب نے ۱۵۔ لاکھ روپے مقرر کیے تھے اس میں قید عین حیات تھی بعد ان سپہ خرابی ویربادی کے یہاں آپ کے پاس آئے یہ دوسری صورت تخفیف نکلی موافق قانون عدالت نالابڈل چاہیے غرض بہت تصریح سے لکھا گیا اور وہ راضی نامہ جسے پہلے طلب کرتے تھے وہ بھی گیا اب اخبار سے معلوم ہوا کہ صاحبان پارلیمنٹ نے اسے جبری سمجھ کر قبول کیا اب پھر جو پارلیمنٹ کھلی دیکھا چاہیے کیا انصاف ہوتا ہے مولوی مسیح الدین خان کو عہد و سفارت سے محض بخوشی خاطر نواب گورنر جنرل موقوف کیا اور رنجو مرزا ولی عہد بہادر علی اکبر خان شیرازی ٹھہرے اور ۱۵۔ کروڑ کی نالابڈل پارلیمنٹ میں چاہتے ہیں جس کا سو وہ ۱۵۔ لاکھ روپے ماہوار ہی ہوتا ہے اس میں سے وٹل کروڑ بابت قرضہ زمانہ نہیں و حال کی تفصیل مفصل معلوم نہیں اگر دعوے پیش ہو دیکھا چاہیے اسکا انصاف کیا ہو چکا

ناگوار خاطر سمجھ کر تھپاپاس میں تشریف لائے شاہنشاہ نے پھر ان سے ملاقات چاہی انھوں نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا بالافتاق تجویز یہ ہوئی کہ اپنے انجمن سرکار سے بذریعہ تار یا اس صلاحت کو پونچھیے تو بہتر ہے اور اسے جواب بھیجی کہ ہم اس امر خاص میں کچھ نہیں کہہ سکتے اگر تمھاری ملاقات ہو جاتی تو باعث بہدائی کا تھا کچھ قیامت تھی یہ سن کر نواب صاحب نے غرض حال مرزا ولی عہد بہادر شخص واسطہ ہو گیا کہ ہم جس سلطنت کے متوسل قدیم ہین نیماہین اونکے اور تمھارے صفائی قابل نہیں لہذا ملاقات نکر نیک جب مرزا ولی عہد نے یہ پیام کہلا بھیجا کہ بے اطلاع ہماری از خود یہ پیام بھیجا بہت سے کلمات غتاب خان موصوف کو فرمائے اور اپنے پاس آنے سے منع کر دیا اور شاہنشاہ کو بھی اسکا بہت مالال ہوا چنانچہ مشیر اسکے ہر روز مرزا ولی عہد کو کہانے کو جاتے تھے شاہنشاہ سے صاحب سلامت ہوتی تھی بہت اشتیاق دلی پایا جاتا تھا اوس دن سے جب اٹکی گاڑی کو دیکھتے تھے دوسری طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنا منہ پھیر لیتے تھے بعد اسکے مرزا ولی عہد بہادر عازم ہندوستان ہوئے داخل مصر ہوئے اور دلا سے سب متبرکہ جنرل صاحب روانہ کلکتہ کیا اور ایک تاج مرصع ملوار ولایتی اور موتیوں کا لبادہ اپنے واسطے رکھ لیا جب مصر پہنچے ارادہ کلکتہ کیا ایک خیر خواہ نے مفصل لکھ بھیجا کہ بھی آپ مصر میں توقف فرمائیں تو بہتر ہے مبادا ایسا نو خدا نخواستہ مثل بادشاہ سیلان میں بھونچو بکھر حفاظت صاحبان عالی شان میں ہو جائیں اس جہت سے وہیں چند سے توقف کیا۔

رونق افروزی بادشاہ قلعے سے کوٹھی موجی کھولے میں

کئی مہینے سے خبر برآمد حضرت قلعہ سے مشہور ہو رہی تھی جب خطوط کا مکملہ آئے تھے چلے اون اخبار کو غلط العوام جانتے تھے کسو اسٹیل کہ نظام فقط بھر و سا خدا پر تھا یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ امحضر ازراہ صلاحیت کیا ہے اور خود بادشاہ کی صہرو بی بی بے اختیاری کا حال تو ظاہر ہے کبھی اپنے اختیار و حکومت میں کسی طرح کا خیال یا منطہ بدگانی خاطر اقدس میں نہیں گذرا اس میں بھی بھلا صحت جناب باری تھی اور فوج باغی سے کچھ دور تھا کہ شل دلی یا لکھنؤ انکے واسطے بھی کچھ کرتے اگرچہ اسباب ایسے ہوئے تھے مگر تقدیر نے بچا یا خلاصہ و علیے مظلومان درجہ اجابت ہو

کالے رومال غم کے موافق اپنے دستور کے ہلاتی تھیں اور سفیر سلطان روم کے صحیح مسجد میں مع تابوت دفن کیا یعنی سپرد خاک تادمت معینہ کی مگر کسینے اسکی خاکہ نہ کی کہ وہ ان سے کسی اکٹہ مشرقہ میں لیجا کر دفن کرتے اور یہ جگہ بھی کچھ قدرت خدا سے ملی وگرنہ معلوم نہیں کیا صورت ہوتی سارے شہر پارس کے خاص و عام یہ سانحہ دیکھ کر ناست و فوسوس کرنے لگے تھے اور خبر قصدا پر جو صدمہ تھا اوسکا کیا بیان ہو۔

جنرل صاحب کو اس صدمہ روحانی سے شدت عارضہ فرمتہ زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ ۱۱۔ تاریخ شہر جب سنہ الیہ کو انتقال فرمایا اوسب طرح انکے بھی جنازے کو بہ اہتمام شانہ اوٹھایا گیا جسرت و ناست سیکو اس مرگ ناگمانی کا زیادہ ہوا انکو بھی آغوش مادر گرامی میں مدفون کیا شہنشاہ نے چاہا کہ انکی عورات کو تقرب ماتم پر سے میں بلوئیں تاہم نماز اولی عہد سے بھی ملاقات ہو بلکہ بدل منظور تھا کہ جناب ملکہ سے انکے باب میں بخوبی سفارش کریں اور بطریق دوستانہ ازراہ بلند نامی سمجھائیں لیکن انکے مشیران خاص نے اسے مناسب وقت بنانا اس احتمال سے کہ ہم متوکل سلطنت انگلشیہ کے ہیں مبادا انکو ہماری طرف سے مظنہ خلاف پیدا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا بہر حال انکی اطاعت چاہیے غرض ظاہری کہاں بھیجا کہ موافق دستور سند چالیس دن کا صاحب نام کمین نہیں جاتے انشاء اللہ بعد مرور ایام حاضر ہونگے اس عرصے میں ایک صاحبزادی خورہ سالہ ۴۔ برس کی جنرل صاحب کی اوسنے بھی وہیں وفات پائی وہ بھی وہیں مدفون ہوئی۔ جب یہ خبر وحشت اثر حوادث ناگمانی کلکتہ میں گوش ہوش حضرت سلطان عالم بیہوشی وہ کس زبان سے بیان کیا جاوے ایسے صدمات عظیم کا قلب بشری مشکل سے تحمل ہو سکتا ہے گاؤں بھڑا صبر و شکر کیا چارہ ہے۔

مرزا ولی عہد بھادرنے تصرف مال عم نامہ ارجا تو لوی مسیح الدینچان نے عرض کیا حضو مالک و مختار میں اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جاوے تو بہتر ہے یہ نہماشش ناگوار خاطر ہوئی حواشی نے اوسپر اور حاشیہ لگایا آخر نوبت باطلاع عدالت ہوئی مولو بصاحب نے تحریر بادشاہ اپنی مختاری کی مبین کی اور ۳۔ ہز روپیہ عین المال عدالت میں جمع کر دیا بادشاہ کو عرضداشت کی توجہ خاص فرمیں ہوئی کہ امور سفارت میں تمہیں اختیار مباد و ملت لئے دیا ہے مرزا ولی عہد اسے

وہی ہم نے مشافقت گاڑی تھک کی۔

آٹھویں دن کے بعد یہ حضرات منتظر و عندہ سلطانہ چون روزہ دار گوش ہوش پر ہے کہ فتنہ اخبار فساد ہندوستان کو چہ کچہ کا شمشع شایع ہو سکے اور اہل شہر میں ایک ظلالِ عظم پر پناہ ہو گیا اور خاص و عام کو اس فتنے سے ایک ہشک اور شہادت ہو گئی یعنی یہ فساد و بخلین کی بدولت ہوا ہے اور ان حضرات کو بھی عجب طرح کا ہراس اور یاس نکل پیدا ہوئی کہ حالات غیر میں اس حالت بے بسی و بے اختیاری میں دیکھیے ہم غریب الوطنوں پر کیا گذرتی ہے اور انجام کار کیا ہوتا ہے۔ من درجہ خیالیم و فکاک درجہ خیال۔

انتقال حبیب اللہ علیہ الرحمہ و جرنل صاحب شہر پارس میں غیرہ سو اسخات

خلاصہ بنا بجا یہ بہت متشکر و مترو و مین کہ اب نظام چارہ کار و علاج معلوم کہ حصول سلطنت دنیا کا یہ حال دیکھا معلوم ہو اشد خدائیں اور بالفرض اگر اسکا حصول بھی ہو تا تو جو اسکے مستحق ہیں انھیں ہوتا خدا مناسب ہے کہ اب چاکر دولت ایمانی عامل کیسے بننے لگائے جس سے ہوا ازراہ مشرکت برج خانہ کعبہ ہو جیسے نظام ہراس خدشہ فتنہ سے بھی نجات متصور ہے معدود خاص سے تشریف فرما ہو میں جب پارس میں بچہ بچین آلام روحانی سے علالت مزاج بڑھی آخر ۲۰ تاریخ شہر جادی الثانی ۱۲۸۸ مطابق ۱۲۸۸ انتقال فرمایا اوس وقت نماز سے خبر وفات لندن بچہ بچہ جرنل صاحب مرزا ولی عہد بہادر مع ملازمین مرکب دومی سے تشریف لائے یہاں کے حکام نے حکام لندن کو کمال بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی نے ہماری سلطنت میں انتقال کیا ہمیں ہر حال میں رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب ہے ایمان سے کچھ جواب شافی نہ گیا مگر وائے وزراے سلطنت اور شاہنشاہ نے اپنا نام و نمود و بلند نامی سمجھ کر موافق دستور کے بڑے تکلف و دھوم سے اٹھایا کہ قابل یادگار ہے و زراے سلطنت ارکان و اعدا و رئیس شہر ہزارا بلباس باہ ساتھ ہوئے چند قدم جرنل صاحب پیادہ چلے گئے جب شدت ہم و ہم سے طاقت نہی وزیر اعظم نے انہی گاڑی میں بٹھالیا پھر اور سب بھی گاڑیوں پر سوار ہو کر ہزار مار عایا سے شہر پیادہ ساتھ تھے ہزاروں میم کو ٹھونہر سے

جنرل صاحب مرزا ولی عہد بہادر مولوی مسیح الدین خان سفیر شاہی بہ شکست گھاڑی میں سوار ہو کر
چلے جب گھاڑی جنا بعالیہ مقام فرود گاہ خاص پر پہنچی۔ ہم ہم جو زبان ہندوستانی سے تھیں
تعمین استقبال کو آئیں بعد اواسے سلام شانہ مقام خاص میں لے جا کر شکست کر سونے پر ٹھہرایا
اب آراشکی وزینہ زینت اس دولہن کے شاہی کسے اور ہر کردار خاص کی کس زبان سے بیان
کیجائے جس سے سننے والوں کی موجب شکستیں ہو اور غلبہ شوق نظر رہے بڑھے بعد چند دقت
کے انہیں سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ کو خبر کی ماکہ دوران لباس سادہ غیر تکلف سے
رونق افروز ہوئیں اور بعد اواسے سلام زینت بخش کرسی عدالت ہو میں جنا بعالیہ نے اشرفیہ
نذر کی گذر زمین و صاحب حاضر الوقت پشت سر جنا بعالیہ مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوئے۔
جنرل صاحب آداب سلام زانو سے اوجھے بجا لائے نذر دی پشت دست پر اپنے بوسہ دیا۔
تھے کہ جناب ملکہ نے کمال عظمت سے مصافحہ فرمایا یہی صورت مرزا ولی عہد کے واسطے ولی
سفیر شاہی ہم چلوے شانہ زانو کے بیٹھے شروع کلام دریا سے شور سے ہوئی فرمایا تم بھی
جہاز پر سوار ہوئے ہو عرض کی ہمارے شہر میں ایک بہت چھوٹا دریا گزرتی ہے کبھی اوس میں
اتفاق سواری کا نہیں ہوا جب بیان خدمات جہاز اور تکلیفات کا ہوا بہت ترجم اور مبالغہ
کیا پھر ذکر مکانات ولایت ہوا کہ اگر غیبیہ ہوں میں حکم انکے دکھانے کا دونوں اسکے بعد فرمایا
میرے دس اولاد ہیں بعض انہیں سے گوارے سے نہیں نکلے لیکن پرسن آف دیس ہیں
ولیعہ ابھی لڑکا ۱۲ برس کا ہے اگر اجازت ہو تمہارے سامنے آوے عرض کی بسم اللہ میں
بھی مشتاق ہوں کئی میم جا کر آئیں جنا بعالیہ نے اپنی گودی میں جنا بعالیہ بہت پیار فرمایا
اور فرط محبت سے اپنے گلے کا مارا انھیں بچھا دیا اتفاقاً وسط مار میں ایک عطر دان مرصع بھی
تھا جناب ملکہ نے اسے پونچھا عرض کی اس میں عطر رکھتے ہیں اور بروقت رخصت دوست
حسب معمول عطر اس میں سے دیتے ہیں پس اس وقت جناب ملکہ کے خیال میں گذرا شاید یہ
لوگ بسبب خشکی راہ کے رخصت ہو چاہتے ہیں فرمایا انھیں بہت تکلیف ہوئی تھوڑی سی سیر
استراحت کر کے جانا یہ ملاقات اجمال ہوئی بعد ہفتہ عشرے کے تفصیل حال ملاقات ہوگی سب
بہ نامساعدت ایام نافر جام تھی کہ صورت ملاقات بفر داسے قیامت تھری بعد استراحت کے

جب یہ خبر کلکتہ میں پہنچی صبح کو بہت سیرے سکریٹر اعظم مع توپ و کمپنی کے کمرہ پر
 اپنی آکر کھڑے ہوئے یہاں گورنر کے پاس ۱۲ پہرے تلنگے کے تھے وہ بھی طیار ہوا اپنی حد پر
 کھڑے ہوئے گورنر تنہا جا کر اونسے پرسان حال ہوئے کہا کہ سرگروہ باغی ہمارے ملک کا حق
 اسلحہ حرب تمہارے شہر میں لکڑیٹھہرا ہے اسکے سبب سے ہمارے سب زن و مرد قتل بے گناہ
 ہوئے ہیں ہم اوسے گرفتار کر کے لیجاؤ گے جواب دیا اسکے پاس اسلحہ حرب نہیں ہے اور ہمارا
 ٹمکٹ رعیتی اوسنے پایا ہے اور زہنا قدم اپنی حد سے نہ بڑھانا ورنہ لندن ہماری ولایت
 سے دور زمین ان ہمارے چالیس تلنگوں کو چل تن ابدال سے کم نہ سمجھنا عرض اس میں بت
 گفتگو ہوئی آخر سکریٹر تنہا خان موصوف کے گھر میں تلاشی اسلحہ لی یہاں بکے پاس آلات جنگ
 ربانی تھی اور جو کچھ تھے کوٹھے پر پھینک دیے تھے صاحب تلاشی لے کر چلے گئے خان صاحب
 کی جان بھی باطمینان رہنے لگے بعد اسکے اکثر صاحب کلکتہ اپنی سرحد پر کھڑے ہو کر انھیں
 دم دیتے تھے یہ بھی جواب درست مردانہ وار دے کر دیتے تھے جب کلکتہ میں سبکدوشات ملی یہ
 بھی ٹمکٹ عدم فراحت گورنر کے کمرہ وار داخل کلکتہ ہوئے خلاصہ ۴ دشمن چہ کند چہ مر با
 باشد دوست یہ کیفیت اوکی زبانی مندرج ہوئی یہ لوگ ہمیشہ تاحین حیات صاحب اے اور
 رہے قلعہ ہوئے حالانکہ اوکی اوقات کو علاقہ جو خیر ہوا تھا و کچھ کم تھا سرکار نواب مرشد آباد
 جو صورت گذری ظاہر ہے۔ رام پور چند ور کے واسطے گئے وہاں کے نواب سے نہ بنی آخر
 احسان خینخان نا اتفاقی مظفر حسینخان سے کر بلائے متلے گئے بعد شرف زیارت وہیں انتقال کیا۔
 مظفر حسینخان نے ۱۸۷۱ء میں انتقال کیا اسی علاقے پر جو جاوڑا تھی اولاد وازواج پر
 سہم شرعی جاری ہوا اب اولاد سبھا خینخان میں فقط رضا حسینخان و اگر حدیث خوان باقی ہیں۔

ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ و ام اقبالہا سے حسب ریخ خطوط لندن

اب لندن کی کہانی سنا چاہیے کہ صورت ملاقات جناب ملکہ معظمہ یہ ٹھہری کہ جناب عالیہ لہا
 مصری یا عربی سے تشریف لے چلیں مگر وہ صاحب ضر حضور جناب ملکہ معظمہ مثل کا لہجہ سب و
 رہنمائی باقی کوئی اور صاحب سوا سے عورات کے نہوگا چنانچہ جناب عالیہ مع مقرران خاص

موقوف ہوئے اور پھر کوئی مقربان شاہی سے محرک ایسے امر خیر کا نہوا اور نواب بجا ہلدیو
نے قلعہ سے نکلنے سے ایک مہینے کے عرصے میں بادشاہ شریف لائے بظاہر ساری محنت اور
حسن خدمت و رفاقت کا ثمرہ جاتا رہا الگ الگ الدولہ کو ۲۰ ہزار روپے انعام مرحمت ہوئے تھے
مگر انھوں نے نہ لیے موقوف بروقت رکھا بادشاہ نے اسے اتھانہا ایک کی مرضی پر رکھا
مگر حال دنیا اور اہل دنیا کا دیکھ کر خاطر اقدس کو زیادہ تر باعث افسردگی اور ناسف کا ہوتا
یعنی شہر نعل چلتی یاس و مایوسی سمجھ کر باطلات تحصیل سمجھے کنارہ کش ہوئے مگر مصلح السلطان
انجم الدولہ محض اپنے خلوص ارادت و عقیدت خاص سے یکہ تازہ رہے رفاقت شاہی سے
ہاتھ نہ اٹھایا اور لکھنؤ میں جیسی اونکے گھر کی بربادی ہوئی ظاہر ہے بعد اطمینان کلی اپنے
بیٹے کی شادی کرنے لگے تو آئے بعد انصرغ کلکتہ گئے وہاں انتقال کیا باغ اور کرشننگاؤن
وغیرہ لکھنؤ میں باقی ہے بیٹے کو تنخواہ باپ کی سرکار شاہی سے ملتی ہے۔

آب حیرت افزا مقدمہ مظفر حسین خان یہ ہے جسے بگوش ہوش سنا چاہیے اور تماشاے قدرت
کو دیکھنے شہور ہے سخی کی ناؤ پر دان چھتی ہے سخی حبیب اللہ و لوکان فاسقا۔ جب پردگیان
عصمت مآب دستور مظہم و ونون صاحبزادوں کی نسبت سے مرشد آباد میں فراغت کر کے روانہ
کلکتہ ہوئے راہ میں حکم سرکار بگوش ہوش خان میں بھونچا کہ جہان ملین گرفتار کیے جائیں اور
بے تامل مدارج اعلا سے پچاسنی پراس وار دنیا سے بھونچیں اسکا سبب یہ ہوا کہ سرکار کو گمان
تو یہ ہوا کہ فساد تمام ہندوستان میں جس سے ہماری ساری فوج نے بغاوت پر کمر باندھی۔
جواب بلوچک جنرل سلیم صاحب کاغوا میں نے لکھا عرض اسی حالت مضطر روپاس کلی میں
متحیر تھے اتفاقاً ایک حضراء میں جانب اللہ پیدا ہوا کہ تم جلد ریل پر سوار ہو کر چند نگر فراس
ڈانگی عمل شاہنشاہ فرانس میں چلے جاؤ وہاں کوئی صورت گرفتاری پیدا نہوگی اور بھجے پر
از نکاتلاشی تھانہ دار آیا اسے کچھ دے کر رضا مند کرو یا خلاصہ حب و مان گئے پہلے و مانگے
فاضل سے ملاقات کی اس کے ساتھ وہاں کے گورنر کے پاس جا کر اپنی سرگذشت بیان کی اس
آفت ناکمانی سے آگاہ کیا اور موافق وہاں کے قانون کے ایک کوشی ۱۲ سو روپے کی مولی
اسکا کٹ ملا مان پا کر اس گھر میں جا بیٹھے۔

سے سہراوات کرتے ہیں خلاصہ ایک ہفتہ عشرہ تک طب سرج کی نشد و سنجی رہی جب اس سر
سپریم کورٹ میں ہوئی حکام نے غدر مصلحت وقت میں کیا بعد اسکے صورت عاقبت تبدیل
و بغیض جو دہشت پیدا ہونے لگی پہلے بہت دنوں تک جب روند گورون کی انسر کے ساتھ
پہرہ بدلنے آتی تھی سنگین جھپو کر ہر ایک کو جگا تی تھی تم سوتا ہے یا مر گیا اور ذات شاہی
کے واسطے نام زندان کیا کم تھا اگرچہ نذر بند تھے مصلحت وقت سے معاذ اللہ اگر اختیار میں
بد معاشان سرکار آؤ بعد فتح کیا صورت ہوتی یہ بھی مصلحت خدا اور بقائے نام خاندان تھا
اور تعلق نظر اور سب تکلیف کے اک قلعہ میں نہیں لیجا سکتے تھے اس جہت سے خاصہ طعام
میں کیفیت آب سرد تھی اور ہر افسر اور گورہ ہر ایک کو کس چشم پر غصہ دیکھ کر رہ جاتا تھا
یعنی اس خیال سے ہماری قوم کی فعل وقوع خود انکی قید سے ہوئی ہے آخر رفتہ رفتہ بعد تحقیقات
اور ظہور حال تنبیہ ہوئی چنانچہ پہلے بھی کونسل ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر کو خدا بخشہ جو کچھ
منظور ہو کیجیے مین مرتبہ با نفاق مجبور بھی مشورہ بنو اگر خداوند عادل نے اسے ہونے دیا
یہ زبانی اون متمدین کے ہے جو قلعے میں شریک حال تھے۔

نواب مجاہد الدولہ امیس حلبیس قہار زندان مقرب خاص ہوئے ہزار روپیہ دریاہ ملتا
اور رفع زیر باری کو ایک مرتبہ ۲۲ ہزار عنایت ہوئے اتفاقاً نحوست ایام سے نول ہزرگان
صادق آیا۔ نزدیکان راہیں بود حیرانی۔ وہی تقرب دینے تکلفی باعث جواب نظر رحمت الہی
اور آثار و فراسن سے پہچنی سمجھے اس عرصے میں انکا جوان بیٹا داماد نواب معظم الدولہ لکھنؤ
میں مر گیا یہ سب اسباب بر خاستہ خاطر کے ہوئے آخر وہ مہینے کی خصیت سے کھلنے سے اپنی
کوٹھی میں رہنے لگے۔

جب میدان مقربان شاہی سے خالی ہوا و الفقار الدولہ الکا الدولہ مرزا کاظم علی
مسابوق الذکر بایہ نقوق پر چھوٹے انکی جہت سے امر خیر ہوا کہ کسی سومونین محتاجین الجبہ
کے واسطے علی قدر حال وظیفہ شاہی مقرر ہوا کہ باعث افتتاح و انجام مرام ہوا چنانچہ
منشی میر محمد شفیع آون سکو تنخواہ دیا کرتے تھے جب نڈوی کلکتہ سے آئی تھی آخر حرکت دعا
مومنین سے بادشاہ قلعہ سے رونق افز و زکوٹھی قیام ہوئے بعد اسکے نظر بختیافت یہ سب مختصر

ہو سے اب پارلیمنٹ قدیم سلطانی برہم ہوئی دوسری جدید برپا ہوئی خود انفقار الدولہ نے
محمد جاد بھائی نواب نشاط محل حاضر حضور ہو سے مرزا کاظم علی سوارون میں نوکر تھے اتفاقاً
قلعے میں ملازمین حاضرین سے ایک دوا ساز کی احتیاج ہوئی اور یہ خبر کوٹھی قیام قدیم میں
مشہور ہوئی مرزائی مذکور نے نظر بخدا متنا سے دلی سے کمرہت باندھ اور رنگ اپنا سے زمانہ دیگر
اس اسیری کو مفتاح فلاح بجھ کر قیاب خدمت سلطانی ہو سے انجام کار خدا نے اونکے اس
ارادہ صادق بن برکت دی طیب الدولہ بھی قلعے سے چلے آئے تھے اس جملہ شرعیہ سے کہ
مجھے قلعہ میں رہنے کو اختیار منع آتا ہے مسیح الدولہ بروقت ضرورت بدستور سابق حاضر ہوتے
رہے جب تک کہ صحیح رہے آخر اپنے عارضہ فرمنہ سے انتقال کیا میر احمد سوداگر کے باغ میں دفن
ہوے بشیر الدولہ سب سے پہلے مرچکے تھے خلاصہ سب کو یہ گمان تھا بلکہ بمنزلہ یقین کہ یہ قید فرنگ
ہے یہاں سے نجات تا حین حیات معلوم نہیں دینی اس قید کو قید وزیر علی خان سمجھے ہوئے تھے۔
اس مدت قیام قلعے میں مزاج اقدس اعلیٰ بسبب اختلاف آب و ہوا اور ذرات صبح
جادو اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلعہ چلا گڑھ ہوئی اور شاید سوار ہونے کو تبدیل ہوا گو کہا ہو
مگر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تصریح بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو بواسطہ میر صاحب
لکھ لکھنو آئی تھی اور اس مدت قیام میں جب سرج کی ضرورت ہوئی میر صاحب طلبہ پایا
چنانچہ بذمات ۶ لاکھ بیسہ اوہین سے کچھ صاحبات لکھنو کو مع تحائف بھیجے علی قدر حال
سب کو تقسیم کیے مگر اس بلوہ فساد سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا جس طرح شیرازہ جلد کتابت مگر
متفرن ہو کر ہر کس و نا کس کے ہاتھ بڑھاتا ہے بادشاہ نے اپنے عطیہ عالیہ کا کچھ خیال کیا
مبدو فیاض سے بخل نہیں ہوتا بہر حال سب دعا گوئے شہمت و اقبال شاہی رہنے میں اور اپنی
جاگیر میں بسر اوقات کرتے ہیں۔

نواب ولد محل کا حکمتہ میں انتقال ہوا ۲۵ ہزار روپے تعمیر مقبرہ کو عنایت ہوئے منظور تھا کہ
تاہوت کو کرنا سے معلیٰ روانہ کریں مگر اتفاق نہوا۔

آحسن الدولہ حواجر جس وقت کہ بادشاہ داخل قلعہ ہوئے یہ بھی عوارض عارضی سے قلعہ
شاہی کے قلعے رہ گئے راہی کرنا سے معلیٰ ہوئے وہیں اب تک مجاور ہیں اندوختہ سرکار شاہی

کانپور میں ملاقات بادشاہ چٹا تھی توئی عذر ناسازی مزاج کہا گیا کشتنر صاحب کو بہت ناگوار ہوا اب حکومت آنے لگی بہر حال کسی مخبر نے مفید نے میجر صاحب کو یہ خبر چھو پچائی ایسے خدشے اور دوسرے جب گذرے میجر صاحب نے نواب گورنر جنرل سے عرض حال کیا کہ بغاوت و سرکشی سپاہ باغی کی مظاہر ہے ایسا نہ ہو کہ بادشاہ معذور کو لیجی کر اپنا سر پرست بناوین پھر ہم سے کچھ نہ ہو سکے گا لہذا اگر چند سے قیام بادشاہ قلعہ میں ہو تو بہتر ہے۔ نواب معظم الیہ نے ہاں مستصواب اسے میجر صاحب اسے منظور کیا تھا ازراہ مال اندیشی اور خارج سے اکثر معتبرین لکھنؤ کو بھی راجہ کا جانا فقیر بنکر اور بادشاہ کے پاس جانا اور عدم منظوری بادشاہ پنجابی معلوم ہوئی تھی۔ زبان اوں کے جنھوں نے بحث خود دیکھا تھا۔

عرض بعد کئی دن کے فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق مقرب خاقان مرزا جعفر اوں کے بھائی شریک حال ملازمین شاہی ہوئے بعد کئی مہینے کے جب عوارض لاحقہ سے اونکا خال غیر ہوا مردہ بدست زندہ ہو کر کوٹھی موچی کہولہ میں آئے دو مہینہ دن کے بعد مر گئے میر احمد سوداگر کے بلغین فن ہوئے جب لکھنؤ سے چلے تھے اکثر دوستوں سے ازراہ قفل کہتے تھے کہ ہماری شہت استخوان مشتاق خاک جلکتہ ہو رہی ہے بہر حال اپنے حقوق ولی نعمی سے اوں کو بادشاہ نے اونکا دار باہر اوں کے عیال کے واسطے مقرر کر دیا تھا بعد اسکے اونکی بی بی نے بھی انتقال کیا اب سوا سے مرزا جعفر کے کوئی نہیں رہا۔ مرزا آغا جان اوں کے بڑے بھائی نے بھی وہیں انتقال کیا لکھنؤ کی املاک امام باڑہ وغیرہ بہت دعا مانگ مانگ کر نوا یا تھا وہ بھی گیا گذرا اسکے بعد انیس الدولہ بھی عذر بار در کے کوٹھی قیام میں چلے آئے دیانت الدولہ ناموافت نواب مجاہد الدولہ سے اور کم اتھانی بادشاہ سے اور اپنی منہ زوری سے توفیق چہری راہی عتبات عالیات ہوئے بعد شرف زیارت پھر کلکتہ آئے۔ باریاب شرف ملازمت ہوئے جب مر گئے اونکی نفیس بربیل لکھنؤ آئی اپنی کربلا میں مدفون ہوئی۔ کئی لاکھ کے نوٹ گورنمنٹ کے تھے کچھ تلف ہوئے اونکا وصی دار اب خواجہ مراد تھا اسکے اختیاریں کر بلا تھی ہر عین کی پانچویں کو مجلس عزاجھی ہے میر غور شید علی نفیس تخلص بیٹے میر انیس موم کے پڑھتے ہیں کچھ اونکے واسطے بھی ملتا ہے کر بلائی راحت سلطان بھی رخصت ہو کر روانہ شہد مقدس ہوئی۔ نہر روپیہ اسے عطا

ایک مدت ہوئی تھوڑے سے آتش بھپائی بھی ہوئے صاحبات محل میں عجب کھرام مچا تھا اور حالت یاس و بیم میں تھے کہ دیکھیے اب کس بلا میں گرفتار ہوتے ہیں کوٹھیاں ماتم سہرا ہو گئی تھیں اسکے بعد سچو صاحب نے سبکے نام کتاب میں مندرج کیے کہ اپنے سوا کوئی آدمی غیر باہر سے نائے پاوے اور جائزہ ہر ایک کا ہونا تھا شام کو ہما زوریا کی طرف آکر لشکر کر کے تمام شب رہتا تھا سبہوں نے خوف سے اپنے ہتھیار و ریا میں پھینک دیے تھے۔

جب وہ یوسف کنگان زندان مصر میں داخل قلعہ ہوا گورے اور ہر افسر نے زبان طعن و تشنیع کھولی اور شکایت قتل و قمع زن و مرد و اطفال جو ہر مقام ہندوستان میں ہوئی تھی اور اپنی زعم باطل میں فقط انکا باعث سمجھے ہوئے تھے اپنے دل رختہ کے پھپھوے پھوڑتے تھے خلاصہ یہ کہ ایک طعام خاصہ بادشاہ تک نہ پہنچا آخر مصلح السلطان نے سچو صاحب سے کہا کہ مجبور بن کر اب و طعام نہ بنا آپ کے خلاف قانون بھی نہیں ہے جب حکم نواب گورنر جنرل ہوا خواں طعام گئے گورے نے تلاش کے واسطے ہاتھ کھانے میں ڈال دیا بادشاہ نے بکمال غیظ وہ خاصہ شجران افسر یا خواں پھر آئے مصلح السلطان نے پھر صاحب سے کہا کہ اب ۱۲ پہر گزرنے میں حکم ہوا گورون کے سامنے خواص بادشاہ تلاش طعام لیا کریں۔

احسان بخشان کو کرکڑ قید میں آٹھ دن تک کھانا نصیب ہوا فاقہ کیا پھرے کا گورہ کہتا تھا جتنے سہ ضروری ہیں سب میرے سامنے کرو اس غرض سے میں جب بیڈن صاحب سکرٹری اعظم اور صاحب نے دوسرے کرے کی اجازت دی لیکن سب سے زیادہ یہ امر عجیب ہوا کہ سچو صاحب اور سکرٹری صاحب نے اسے پوچھا کہ تم راجہ ماننگ کے بادشاہ کے پاس آئے سے واپس ہو جسے کہو اگر تمہارے واسطے بہت بُرا ہو گا اس میں سب طرح سے زمین آسمان جھکائے سنگین بندوبست پچاسی۔

وغیرہ سے بھی ڈرایا عرض کی حلقہ بھی مطلق نہیں معلوم اور اگر قتل منظور ہے ہم بھی موجود ہیں پھر دیکر نہ کیا ضرورت ہے ہم اپنی جان سے ہاتھ دھو کر آئے ہیں غرض تو اترا سی خبر کی تصدیق چاہی وہی جواب صاف دیے گئے بظاہر غالب ہے کہ یہ خبر باعث بلا سے ناکامی ان کے واسطے ہوئی ہو ورنہ سبب یہ ہے کہ سچو صاحب سے ملاقات نہ ہوئی تھی اور بادشاہ نے کانپور سے صاحب کوئی ملاقات سے کنارہ کیا تھا چنانچہ چیت کشتہ پنجاب لائس صاحب بھی

کی جگہ کٹاری الاؤ بادشاہ سوار ہوئے پھر صاحب اور ٹون پھر دو بروٹھے نواب مجاہد الدولہ
 پھو پھو بادشاہ کے مسلح سپاہیوں بیٹھے ایک افسر انگریز نے ہانا میں بھی پہلو میں بیٹھوں نواب نے
 منع کیا نزل اوب ہے کہنے لگا پھر کہاں بیٹھوں کہا کوئی بخشش پر ایک خواہش نے ہانا کٹاری
 کے چپے کھڑا ہو ریانت الدولہ نے کہا آج یہ مقام ہم غالباً دن کا ہے یہ نواب مخاطب عشرت الدولہ
 جو ان نور سیدہ ملازم مجاہد الدولہ بھی ان کے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سواری کٹر الدولہ
 سے فرمایا ہماری جان اب تمہارے اختیار میں ہے اور مسلح السلطان سے فرمایا میرے گھر سے
 خبردار غرض کچھ سوار چاہو سواری میں ہوئے قلعے کے مکان مجوزہ میں داخل ہوئے رات اسلحہ
 کر بائی خدمتگذار شاہی بیتاب و بیقرار ہو کر قلعہ کے دروازے پر پھونکی گورون نے روکا سنگین
 سے دھمکایا اس عورت و سیرت تے جواب بہت سخت دے کہ ہم خود یہاں اپنی جان دینے کو
 آئے ہیں دھمکانے کیوں ہو گولی مارو میں ہرگز ہانسنے نہ سر کوئی غرض درانہ بادشاہ کے پاس
 چلی گئی امیر الدولہ بھی افتان و خیزان پھونچے اور سدن بادشاہ کے پاس نقطۂ آدمی حاضر
 رہے بعد کئی دن کے ۲۴ آدمی ہر خدمت کو اجازت ہوئی تفصیل خدمت۔

حضور عالم ناز فر لقیہ پڑھ کر پوشاک بدل کر باہر برآمد ہوئے احسان حسینیان مع احمد علیخان متبٹھے
 میرنجان رفیق قدیم یہ سب جہاز پر سوار ہوئے میرنجان سے تلوار مانگی انھوں نے مجھنجا کر دیا
 میں پھینک دی توپ میں ڈانٹ دے کہ احسان حسینیان کو اور کئے سامنے کھڑا کیا پوچھا ہم کس
 جرم و خطا پر اسکے منرادار ہو سکے ہیں کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے میں گت کرتے ہم تم سب کو اس
 احاطے میں تھے توپ سے ہر چار طرف سے اور اوپر سے زمیننا تمہنا سمجھا حالت سکرات میں رہے
 ۱۲۔ سو آدمی مجموعہ اس وقت احاطہ کو ٹھہریں تھے سوائے عداجات محل وغیرہ۔

جب بادشاہ سوار ہو گئے فوج مع توپ اپنے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہے کو ٹھہریں
 شمار کر کے کھم گئی اور ہر روز ان سب کا جائزہ لیا جانا تھا محلات میں ہر طرف قیامت کبر
 برپا ہوئی۔ شاگرد پیشہ خوف و جان سے ہر طرف کی دیوار میں پھاند کے بھاگے اور تبدیل
 لباس فقیہ بنکر ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے میں راہ غیر متعارف سے ننگے بھوکے پیاسے بچان
 و خیزان لکھتے پھونچے انہیں سے بہت سے باہرین گرفتار ہو کر کلماتہ گئے فید ہوئے ہر ایک کو اسطے

پیدا ہوں تو عقلا سے صاحبِ مہم کیونکر نہ اس کے سد باب کی تدبیر کریں یا اسی طرے نازل ہوئے
 رہیں چنانچہ بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان نجومی کہتے تھے کہ ہندوستانی اپنے ان فوج نے مجھے
 عرضداشت بادشاہ کی لاکر دی مگر بادشاہ نے بتا کید و تمید فرمایا کہ زہار ایسے امور رکھا
 و فساد کا میرے سامنے پھر ذکر نہ کرنا میں بہانہ سرکار کی قید میں ہو کر ایسی حرکت کروں اپنے گھر
 میں نجیب کبھی مجھے ایسا خیال فاسد نہ گذرا بہانہ ایسی حرکت کا مرکب ہوں۔

غرض ۲۳۔ ماہ شوال ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۵ء پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ شہر کلکتے سے کوئی
 شخص باہر نہ نکلے پاوے اور جو جائے تلاشی کے لئے قریب صبح صادق تھی کہ لشکر ان شاہی
 نماز گزار متوجہ و مشغول نماز و اوراد و صبح گاہی آجوا چاہتے تھے اور اکثر خواب غفلت یا عینِ دل
 میں سلطان اپنے اپنے بستر آراگاہ پر اور رہتے تھے کہ ناگاہ دو چالیں گوبرہ ۴۔ سو برقدار نے
 احاطہ خاص کوٹھی کو ہر چار طرف سے گھیر لیا ۱۲۔ توپیں بڑے پھاٹک پر اور چار چار اور
 دو نو پھاٹک پر لگا کر متاب ہر توپ پر روشن میجر ہر برٹ صاحب ٹون میجر کو بیٹا صاحب
 بے تکلف بے باکانہ داخل کوٹھی ہو کر درجہ اول کوٹھی میں کرسی نشین ہوئے اور تین جہاز جنگی
 سمت دریا لگا دیے اور ہر توپ پر متاب روشن تھی بادشاہ غسل کر کے مشغول نماز تھے۔

کنز الدولہ مصلح السلطان کریمین والابی لگائے آئے بادشاہ سے صورتحال عرض کی بادشاہ
 نے بعد فریضہ نماز تبدیل پوشاک فرمائی حامل قرآن شریف کو حامل کیا ناوار دھوپ دست
 مبارک میں لے کر فرمایا میجر صاحب کو بلالو میجر صاحب بلال ناسخ غرور سامنے آئے اس کے سبب
 یہ تھا کہ اسکے پیشتر کبھی بادشاہ نے اُسے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آکر
 خبر خیریت پوچھ کر چلے جاتے تھے اب اس حکومت پر آئے کہا حکم خواب گوزن جنرل یہ ہے کہ آپ
 چند سے قلعے میں ہماری حفاظت میں رہتے تو بہتر ہے فرمایا میجر اسیر بے گناہ پر کس جرم پر قید
 جدید ہوتی ہے بہانہ بھی تو میں تمھاری قید میں تھا سو یہ قرآن ہمارا ایمان ہے ہم قسم بخدا
 بدل کہتے ہیں کہ بخیر اجماعت و فرمانبری سرکار زہار زہار کوئی امر فاسد متھو کر کبھی نہ تھا اور
 نہ ہے جو دشمن سرکار ہوا اسے اپنا دشمن جان و مال و آبرو جاننے میں خیر اب اگر یہی منظور
 ہے ہم اللہ حکم حاکم لیکن جہاز پر سوار نہ ہو گا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا تو اب گوزن جنرل

پہرہ دینے ہیں اور جتنے صاحب ہیں فوج کے خوف سے رات کو جہاز و نیرات سرحا کرتے ہیں اور جتنے جہاز و لایا تھا سے دور و راز کی لنگر گاہ میں ہیں وہ سب باہر نہیں جاسکتے ہیں سو اسے جہاز و دوی یا ڈاک سہکار کے۔

آپ مرتبہ حال صحبت حضرت سلطان عالم کا سنا چاہیے کہ آخر ماہ ذیقعدہ مفصل احوال کلکتہ کھلا کہ ماہ مبارک میں عزاج اقدس بہت ناساز ہو گیا تھا جب شافی حقیقی نے شفا کے کئی عطا فرمائی انھیں ایام غدر میں غسل صحت فرمایا ملازمین کو خلعت و انعام ملا نذر و نیاز و دسترخوان وغیرہ اوسی شب ہوا۔ مگر یہ کسی خیر اندیش کے ذہن ناقص میں نگذرا کہ مبادا اس جشن شاہی سے حکام عالی شان کے خیال میں گذرا ہو کہ بظاہر جلیہ صحت ہے اور باطن میں ہمارے غدر و فساد کا جشن و شادی کیا ہے سب اپنے خواب غفلت میں بیہوش و بیخبر رہے اسکے سوا اور کئی امر ایسے ہوئے جس سے سرکار کو مظنہ بد ہوا اسکی تدبیر مناسب وقت بھی تھی جو عمل میں آئی چنانچہ بکھر و خانی مال بادشاہ جو لکھنؤ سے پھونپا تھا بادشاہ نے ہزار روپیہ خرچ کر کے دست کر دیا تھا حضور عالم او سپر اکٹھ سوار ہو کر تقریباً گیارہ لاکھ تک جایا کرتے تھے ایک تہ اندیش نے عرض کیا ایسے وقت فساد میں آپکا متواتر اتنی دور جانا اچھا نہیں مبادا سرکار کو احتمال آپکے کلبجائے کا ہو دوسرے یہ کہ فرانس سے ہمیں دریافت ہونا ہے کہ کیا عجب ہم سب چندر کے واسطے نظر بند ہو جائیں پس مناسب اور صفائے قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ خود نواب گورنر جنرل سے عرض کیجیے کہ اس شور میں ہنگامہ فساد سے جو سارے ہندوستان میں برا فرشتہ زور رہا ہے ایسا نہ کو کسی صورت اتہام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب ہے کہ ہم چندے تازہ ہنگامہ آپ کے قریب کسی کو بھیجیں اگر رہیں تو بہتر ہے۔ یہ بھی حضور عالم اور خود بادشاہ نے گوارا نہ کیا فرمایا دیدہ و دانستہ از خود قید و رنگ میں اپنا چھٹنا نہ کیا ضرور ہے امر خلافت ہار شاہی منتر لکھنے بھی ہر اسکے سوا نواب مخدومہ عظمیٰ نے کئی لاکھ روپیہ بنگال بنگ میں دیا تھا پہلے خود قصور و انگلی لکھنؤ کو کیا تھا پھر اپنے دیوان ٹکینٹ راسے کو اسکے زیر منافع لینے کو بنگال میں بھیجا کہ مجھے ضرورت اپنے ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکھنؤ کا کمر تقسیم تنخواہ بد معاشان سرکار کی نیکی خلاصہ جب ایسے اسباب ظاہری اپنی نامحسوس اور پافیل

واقع ہوا وزیر اسے سلطنت ورعایا و موکلان و اکثر ممبران نے اسے کسی وجہ سے چھوڑ دیا۔ تاہم باقی تمام رعایا نے غیر متحسن و خلاف جانکر اظہار اپنی رائے کا کیا و وزیر اسے سلطنت رعایا سے ملکر اس جماع کو موقوف کر کے تجویز اجماع جدید کی حالانکہ حسب قانون بعد ۔۔ برس کے یا ۵۰ برس میں حکم شاہی سے مناسبت ہو س آف کا منقذ و موقوف ہو کر نئے بھرتی ہوتے ہیں پس ان میں سے ایک خاص و ان خاص عام نے مشہور کیا کہ ہمیں چار سبب سے خارج کیا جائے۔ ہم اپنے نزدیک اصلاح حال و نیکنامی و عدم زیر باری سے کار سمجھتے تھے اول لڑائی میں بینا تھی کسو اسنے کہ ہمیں و مانگی تجارت سے صنعت کلی حاصل تھا پندر کڑور کی مشہوری و چاہت و ہمت آتی ہے اور اسقدر انیون و غیرہ ہم و مان لیجا کر بیچتے ہیں۔ دوسرے جنگ ایران و اسے اسکے کہ کسی برس تک لڑیں نقصان عظیم اودن و بن اور پھر صلح کر لین کسو اسنے کہ لینا آسان تاکہ سلطنت نام مشکل اسکے ہوا اور سلطنت کے والی کب رخصتی ہو گئے کہ ہم دوسرے کی سلطنت چھین لین میسر سے وہ امور جو خلاف مذہب و ملت کسی کے ہوں اودنکا جاری کرنا اچھا نہیں کہ باعث ناراضی خاص عام و بدنامی سلطنت ہے۔ چوتھے نفع خلیل موہوم پر مملکت اودھ کا لینا خلاف ہمد و میثاق اور سبب ساقط الاعتباری سرکار ہے۔

تخلیصہ تجویز اجماع جدید میں ایک و کسی آدمی زیادہ نسبت سابق شخص ہو سے نااہل ہے کہ اکثری میں اجلاس جدید ہو ویکہ چاہیے کہ اسے جواب اس اجماع است کی مقدمہ خاص اودھ میں کیا پڑتی ہے۔ آئندہ دن اور چہ خیالیم و فلک اور چہ خیال۔ شور اسے خاص مام بہت خوب ہے لیکن وزیر اسے سلطنت کو بہر صورت اختیار ہے۔

بادشاہ کا اور حضور عالم و غیرہ کا قلعہ میں جانا وغیرہ۔
شہر شوال مطابق ششہ اعجب واک انگریزی بند ہوئی خبر کلکتہ بالکل مسدود ہو گئی۔ ارکان و دولت شاہی اور صاحبات محل مضطر ہوئے بہت سے دوسرے اور خیالات بدہر ایک کو گذرنے لگے آخر قاصد بطبع ذریعہ لاپس روانہ کلکتہ ہوئے اور یہ بھی سوار سنا گیا کہ گورنمنٹ نے یہ منظرہ دیکر نظر باخیا پٹنالن متعلقہ قلعہ اور باگپور سے ہتھیار لے لیے سپاہی فقط گزرتے

۱۸۵۷

روپے سالانہ کا تجویز کیا ہے عرض کیا اس آپ کے ارشاد کو کچھ سند اور خیر اطمینان موکلوں کے واسطے لازم ہے بس اس وقت موافق اقرار صاحبان عالی شان یہ تحریر ہوئی مختار شاہی نے اسے پارلیمنٹ میں بھیج دیا اور وزیر اسے سلطنت کو بھی گذرانی یعنی انہماک دعوین سے ہے احمد لکھنؤ کے ہمارے موکلوں کی بے قصوری کلی ثابت و ظاہر ہے اسے وزیر اسے سلطنت اور اہل انصاف نے بھی مستحسن جانا۔

جناب عالیہ نے بضرورت خرچ لابدیا یا مناسب وقت سمجھ کر ایک ہار جواہر دو لاکھ روپے کو کونٹا ام ڈیواری کے ماتھے بچاؤ انھوں نے اپنی عروسی کو لیا۔ یہ خبر لندن میں اخبار سے معلوم ہوئی۔

۱۲ جنوری کو مجلس الدولہ نواب مہدی قلی خان۔ جرات علی خان کو نوکر و نوکر کے کٹاؤں ہر دے کر کھلایا۔ آدمی ہزار خرابی امر کر رہے کہتے ہیں کہ یہ فکر برعکس ہوئی بل چاہ کندہ را چاہ در پیش ہے جب تسلط و اختیار کلی جنرل صاحب کا ہو گیا اور مختار شاہی بھی رو براہ ہنوسے میرا و لا علی مذکور مایوس و ناکام ہو کر ایک عورت ملازم جنرل صاحب سے آشنائی کر کے کلکتہ آئے حاضر حضور و مشورہ منظم ہوئے پچاس روپیہ ماہواری مقرر کرنے لگے رخصتی ہوئے انھیال سے جو کلکتہ میں آئے ان کے دو سو مجھے سفر لندن سے اتنے مگر تکیہ احیہ حضور عالم کی کبھی کبھی کفالت خرچ فرماتی تھیں مگر نسبت لکھنؤ کے بہت تکلیف سے گذرتی ہے۔ شاید وہیں انتقال کیا۔ زبان حکام حتمی البتہ صورت فلاح رہی۔

اوسے اخبار میں یہ بھی مندرج تھا کہ لارڈ ڈالہوز لیٹ صاحب اوسے علالت و ناسازی مزاج میں ایک صاحب فرانس ہیں۔ ڈاکٹر مسجن صاحب ان کے معالج ہیں اوکلی میڈیاں پرستار ہیں اس جہت سے انڈین گورنمنٹ میں جوابدہی کو اتنا جانا بیٹھتا محکمہ پارلیمنٹ میں دشوار ہے جب تک کہ صحت کلی نہ جو جنرل سپین صاحب بھی بسلاست ولایت نہ پہنچے انکی کھربھو چکر یہ صورت نہ ہوئی۔ وعاے غرامے مومنین لکھنؤ خالی گئی۔

خلاصہ اجلاس پارلیمنٹ ہوا مگر نحوست تقدیر رعایا سے اووم سے پہلے مقدمہ جنگ چین اور ہنگامہ فساد بندر بوشہر ایران درپیش ہوا بعد فیصل و قال تنازع کلی میان صاحبان ہوس آف کانٹر

بجائے مہربانیوں کے کمال احتیاط سے میل فرمائے بعد ۳۰ بجے کے رخصت ہوئے۔
 ۱۹۔ ماہ مذکور کو شاہنہاؤ سے مع ملازمین خاص سر دفتر اسے کھانے کی ملاقات کو بگاڑ دی مین
 تشریف لے گئے بعد اسکے رائٹ آئریل بی بی ٹرکٹس صاحب کو طلب فرمایا دوسرے دن چیرمین
 ٹرکٹس سیٹ انڈیا کمپنی شاہنہاؤ کی ملاقات کو آئے اور طریق ضیافت بہت تکلف
 سے ہوا۔

خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہنہاؤ سے تشریف فرما تھے صاحبان سکرٹرنے راہ میں استقبال
 کیا اور چیرمین نے پھاٹک لگے اور جب گاڑی فروگاہ پر پہنچی سب صاحبان باہر آکر استقبال
 کیا اور سب سے سونے لپٹی اور گاڑی کھڑے رہے جب تک شاہنہاؤ سے گاڑی سے اترے اور وقت
 چیرمین ہم پہلو سے مہراولی عہد اور ڈپٹی چیرمین جنرل صاحب کے پہلو بائی اور صاحب بعض آگے
 ہاتھام اور دوسری کو مقام اجلاس تک لے گئے غرض کمال اعتناء و احترام سے جو فراخ و اس
 خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پیش آئے اور خوبی اور آراستگی اور زیب و زینت مکان اور
 شیشہ آلات اور کھڑے سے تصویریں اور آئینہ اور میز کرسی و کچل۔ کورنج۔ طلائی۔ و نفیر اور سب
 لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو تھے بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے۔

صاحبان عالی شان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدین خان انگریزی میں بات
 کر سکتے ہیں کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہیں مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت خوش ہوا
 فرمایا ہم میں سے اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہیں خلاصہ پہلے ہر صاحب سے
 بنا لیا گیا ہو پھر معافہ معمولی ہوا۔ پہلے حال سفر اور کیفیت سواری ہماز اور صعوبات راہ کا ذکر
 ہوا مثل حال ہری دوستان قدیم جس سے زیادہ مزید شگفتگی خاطر شاہنہاؤ کی ملاقات کا ہوا بعد اسکے
 مکان میوزیم مذکور میں سب گئے کہنے میں کہ دور احاطہ مکان خاص کا ایک میل سے کم تھا
 اور آراستگی اسکی نسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین باخشیہ اور تصویریں
 خاندان عالی شان اودھ کی اور کتب عربی فارسی۔ عربی۔ قلمی۔ عجائب روزگار سے جو
 اقلیم ہند میں کسے نہ دیکھی ہوں اور کمرہ ضیافت میں فواکھات میوہ جات تر و خشک گلہ سہ
 مریض کاروبار صاحب تکلیف وہ حاضری کی ہوئی انتظام نشست عالی قدر مراتب ملازمین خاص

وساجت سے عرض کیا منظور خاطر ہوا آخر بنا چاری عرض کی کہ اب بنائے مقدمہ تھہ
سے جاتی ہے اور شفقت و عرقریزی مسکیر سی برباد ہوئی جاتی ہے مین نے صاحبان
موصوف سے وعدہ کیا ہے ان غمازون کے لگانے بچھانے سے کار سرکار ابر و خرابی بچا
اور اوٹکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہو جاؤں جنرل صاحب نے
فرمایا مبادا سبقت ہماری ملاقات سے اس قدر ہمارا احترام نہ ہو تو موجب ہماری شکستہ دل کا
ہو گا عرض کی یہ ذمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئیگی خلاصہ بعد اسکے
بنایہ ٹھہری کہ اس تاریخ معینہ کو موقوف کرو اور دن اور وقت مقرر کرو خان موصوف نے ٹپی
صاحبان موصوف کو مذر علالت مرزا جنرل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کئی مرزا عرض کیا جا
۱۶ جنوری روز جمعہ شہداء جنرل صاحب مرزا ولی عہد ملازمین خاص سے بکلوں تمام
ہر لی ہوس سے سوار ہوئے گاڑیاں اور ٹھین پہلے مین مولوی سید الدین خان پیر برہنہ
سوار ہو کر انڈیا ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشا بیون کی بہت تھی۔

جب گاڑی شاہزادوں کی انڈیا ہوس کے پھانک پر پھونچی کسی صاحب پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ
انڈیا ہوس کے استقبال کو آئے سی آف ٹیب اپر ڈپر پوٹ سکرٹری چیرمین کمرہ دربار مین لیجے
کنرل سیکس چیرمین دربار اڈومیٹگلکس ام بی ڈپٹی چیرمین وغیرہ بمبئیل ہرنہری رائسن۔
کنرل آفیس ٹیب برڈ صاحب۔ کہتان اسٹوک پرنس صاحب۔ ایٹ میگنانن صاحب۔
منتظر شاہزادوں کے تھے صاحبان عالی شان بعد مبادا سلام شاہزادوں سے بنگا کیڑے
ممبران دربار پہلے دالان مین لے گئے جہاں مالک دربار بیٹھے تھے مشاعت کر کے ٹھہلا با۔
بعد اسکے میزیم یعنی عجائب خانے مین سب باتفاق گئے جہاں اجسام جانوران ہندوستان
زمان قدیم مثل کالالاسل تھے اور تصویرین شاہنشاہ فرس و ملکہ فرس جو چند روز سے انڈ
ہدیہ آئی تھیں اور تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تا زمان حال آؤسکے بعد دخل
کمرہ نظامت ہوس جہاں بیاری انسیافت اقسام العلمہ و فواکھات بیوہ جات وغیرہ کمال سن
تکانت سے آہستہ تھے بائیمہ صاحب فصیحائے لندن سے جریمیس ملول سکرٹری کورٹ آف ٹرنٹر
کمیس صاحب ڈپٹی سکرٹری اور امراے عظام سب جمع تھے بعض فواکھات شاہزادوں نے

بجاطر میزبانوں کے کمال احتیاط سے میل فرمائے بعد ۲۰ بجے کے رخصت ہوئے۔

۱۹- ماہ مذکور کو شاہنہاد سے مع ملازمین خاص سرزفر اسے کلے کی ملاقات کو بگاڑ دی مین
تشریف لے گئے بعد اسکے رائٹ آنریبل بی بی مل ٹرکٹس صاحب کو طلب فرمایا دوسری دن چیرمن
ٹرکٹس ایسٹ انڈیا کمپنی شاہنہاد ورن کی ملاقات کو آئے اور طریق ضیافت بہت تکلف
سے ہوا۔

خطوط ولایت سے ہوا کہ جب شاہنہاد سے تشریف فرما تھے صاحبان سکرٹرنے راہ میں تھپال
کیا اور چیرمن نے پھانگیا اور جب گاڑی فروود گاہ پر پہنچی سب صاحبین باہر آکر استقبال
کیا اور جب دستور توڑا تو گاڑی کھڑے رہنے پر جب تک شاہنہاد سے گاڑی سے اترے اس وقت
چیرمن ہم پہلو سے مرزا ولی عہد اور ڈپٹی چیرمن جنرل صاحب کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے
باہتمام اور رہبری کو تمام اجلاس تک لے گئے غرض کمال احتشام و احترام سے جو فراخ اور اس
خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پس آئے اور خوبی اور آراستگی اور زیب و زینت مکان اور
شفیہ آلات اور گل رستے تصویریں اور آئینہ اور میز کرسی ونگل۔ کو بیچ۔ ملائی۔ و نقرہ اور سب
لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو تھے بیان سے باہر ہے دیکھنے سے اقلق ہے۔

صاحبان عالی شان نے پہلے میزبان صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدین خان انگریزی میں بات
کر سکتے ہیں کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہیں مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت خوش ہوئے
فرمایا ہم میں سے اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہیں خلاصہ پہلے ہر صاحب سے
بفانگیر ہوئے پھر معافہ معمولی ہوا۔ پہلے حال سنکر اور کیفیت سواری ہماز اور صعوبات راہ کا ذکر
ہو مثل حال نرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب فکلی خاطر شاہنہاد ورن کا ہوا۔ بعد اسکے
مکان میزیم مذکور میں سب گئے کہنے میں کہ دور احاطہ مکان خاص کا ایک میل سے کم تھا
اور آراستگی اسکی نسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین باضیہ اور تصویریں
خاندان عالی شان اودھ کی اور کتب عربی فارسی۔ عربی۔ فلمی۔ عجائب روزگار سے جو
اقایم ہند میں کسینے نہ دیکھی ہوں اور ذکرہ ضیافت میں فواکھات میوہ جات تر و خشک کا دستہ
مرفوع کار و بان صاحب تکلیف وہ حاضری کو ہولی انتظام نشست علی قدر مراتب ملازمین خاص

روحانی سے اس شدت حرارت تابستان میں مزاج شاہی زیادہ تر جاوہ اعتدال سے منحرف ہوا ان وجوہات سے کچھ نہ بن پڑا سو اسے اسکے کہ خود کلکتہ میں قیام فرمائیں اور جبریل صاحب مرزا ولیعہد کو اپنا جانشین و قائم مقام و وارث سمجھ کر تھوڑے سے ملازمین سے روانہ ولایت فرمایا بس پہلے آپکی حضور میں عرض حال ضرور ہوا کہ آیا مدت دراز سے اس سرکار شاہی سے خلاف عہد نامجات ماضیہ آج تک کوئی امر سرزد ہوا جو باعث انتزاع ممالک محروسہ ہوا۔

جواب۔ مجھے بھی وزیر اسے سلطنت کے حکم سے یہ امر کیا ہے خان موصوف نے عرض کیا کہ اگر مطابق بدششم عہد نامہ حضرت فردوس منزل اہالیان سرکار کرتے تو البتہ اتنا مقام نیکیا نہوتا جواب دیا کہ مجھے اس عہد نامے کو کب منظور کیا ہے عرض کیا کہ اگر بروقت جلوس سلطنت حضرت جنت مکان یا حضرت سلطان عالم مجدد اکوئی اور عہد نامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہد نامہ سابق چلا آیا ہے اور وہ عہد نامہ تھا جو بابت ۱۶۔ لاکھ روپے نفعہ دوم دیا حضرت فردوس منزل ہوا اسے اہالیان سرکار نے محض بیاس خاطر جایون بطریق فرض مؤید قبول فرمایا ہے غرض اسی گفتگو خاص سے صاحبان موصوف نے تامل فرمایا مختار نامہ طلب کیا اور بعد مطالعہ تحریر مختاری کو منظور فرمایا بعد اسکے شاہزادوں کی ملاقات کا ذکر ہوا کہ جب تشفی شکستہ ولون کا ہو گا جواب دیا کہ اگر ہم پہلے سبقت ملاقات کر نیگی موجب توہین سلاطین متفقہ میں ہو گا لیکن اگر وہ پہلے تشریف لائیں خلاف اخلاق نہو گا اور ہماری ولایت کا دستور بھی یہی ہے پھر ہم اونکے مھمان ہونگے عرض کی کیا مضائقہ بڑی عزت و احترام سے پیش آئے اور ہر سوال کا جواب شافی بکشا وہ پیشانی دے کر رخصت کیا۔

خان موصوف نے یہ کیفیت خاص جبریل صاحب سے عرض کی اور تاریخ دن وقت خاص ملاقات تعیین ہوا دوسرے دن صاحبان موصوف نے ایک جلد کتاب بلوچک جبریل سلیم صاحب جسدین خرابی بے انتظامی ملک او وہ مندرج تھی بھیج دی مع چٹھی انگریزی یہاں مخرب اور حرفیون لئے آتش افروزی کی کہ پہلے سبقت ملاقات آپکی شان و منزلت کے خلاف ہے مرزا ولیعہد کے فرمانیے جبریل صاحب کو بھی تامل ہوا۔ ہر چند خان موصوف نے بہت منت

مدت طولانی خانات زمان ماضیہ جو پارلیمنٹ کہو فی جناب ملکہ معظمہ شہکار کو شریف فرما ہونی
 نصیب یہاں جنرل صاحب مولوی سید الدین خان بزمڈن صاحب سبب وجوہات سابقہ الذکر
 حالت سکوت میں تھے منتظر حکم شاہی اس عرصے میں فرماں شاہی محررہ ۱۱۰۱ بتیج الثانی
 مفید مطالب جو پہلی مرتبہ سنگد گوشہ گین میں جا کر بیٹھے اختیار کالی جناب صاحب مولوی صاحب
 میر میر دوست صاحب کو بواب بنائے کار اور مشورہ یہ تھا کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس سے
 غرضمال مشورہ کار ناچاہیے کہ محبت تمام ہو اور انکا پہلے مکھن ناظر دہانی اشمیر دریافت کرنا
 بہتر ہے کسواسے کہ بعد انفصال بھی انھیں کی سخت حکومت و اختیار میں رہیگا بظاہر راہ دستی
 و صورت آشتی باقی رہیگی چنانچہ ایک دن میر صاحب مولوی صاحب اور انکے پاس گئے صاحبان
 مالیشان کمال انان و پاسداری سے متوجہ حال ہوئے انھیں خانات کی باتوں میں
 سفسہ اختیار کرنے ایسے سفسہ و راہ کے ہوئے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اکثر ہونٹ و نوٹین
 فیما بین سرکارین و یمنین جو مدت سند سے نفس کا بچہ تھا لیکن تجویز مالیشان سرکار و ولندہ اسے
 وہی نفس کا بچہ فعل نفس و باب معلوم ہوتا ہے جو منتظر عالم باعث تحیر و تعجباب کیا ہوا کہ انہیں
 مالک محررہ شاہی آیا کس طریق نوٹین ماضیہ سے ہوا ہے چنانچہ ہر وقت استفسار صاحب
 بزمڈنٹ لکھنؤ نے بواب صاف دیا کہ فقط حکم قطعی خواب گورنر جنرل سے قبیل اسکی نہیں ہونی
 ہے اس کے بعد بادشاہ حالت سرسبکی و مبہر و سامانی میں مع عیال فخر اس اور جماعت قابل
 دازین ہمارا رکاب سے شدت حرارت موسم تابستان میں جلا سے وطن اختیار کر کے نکلتے
 شریف لائے خواب گورنر جنرل نے وہی جواب فرمایا کہ جسے ایک حکم صاحبان کورٹ آف
 ڈائرکٹرس اور انھوں نے پاسداری کرن کہیں سلطنت ایسا حکم قطعی جاری کیا ہے اب
 یہ بتائیے قدرت اور امکان سے بجا ہے اور قطع نظر اسکے باہر سب سے یہ ہوا کہ مولوی صاحب
 خانات مہول قدیم سے چلے آتے تھے خانات تہہ و قرب منزلت اس نامہ ان مالیشان کے
 مالیشان کہہ رہے تھے وہاں سے بجا ہے چکر کو کمر موجب تعجباب جمیع مالیشان
 ہر دورہ و نذرانہ و بیوت کہ و رو کھاتے ایک دینی و از ہم سرکار شاہی کہ نسبت زمانہ شاہیہ
 مذکور کیا جاوے تو نظر عالم میں نسبت ایک اور خبر ار کے بھی نہ تھا کہ کسی پسایت ہونے سے

دو نوٹن شاہزادوں کی صاحبانِ معصومہ اور ان کا شاہزادوں کے
گھر آنا اور احوال جو خطوط النذرین سے معلوم ہوا

۱۱۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو ایک بکرمز اسکندر شمس جرنل صاحب مرزا دلیمہد بہادر قصر بلوری
شاہی اجلاس جلوس خاص جناب ملکہ معظمہ و ام القیام مقام سیدنہم بن تشریف فرما ہوئے
۱۲۔ گاڑیاں سواری خاص اور ملازمین کے واسطے منگو این نواب جعفر علیخان نواب علیعلیخان
نوریش نواب احمد علیخان رئیس رام پور و غنشی ہرنخواجہ سر۔ باقی جلوس سواری سرور کی
کثرت اہل شہر سے بڑا ہجوم ہوا تا شاہے عجیب سمجھ کر سب جمع ہوئے۔

اوس مکان عالی شان کی رفعت و عظمت و نقش نگار بقلمون عقیقی و شغافی جسے دیکھ کر
آئینہ کو حیرت آجائے اور زیب و زینت و آرائش اور آرائشگی موزون تہرسم کے لوازمات
سے برکات تمام جسکے مشاہدے سے حیرت و تعجب ہو کہ کبھی کسی نے کہا کہ یہاں یا فتنہ خیالی ہیں
بھی ایسے پریشان کارستانی ندیکھا ہوگا اور نہ شاہوگا زبان مانعہ میں شعر مشہور شاہجہاں آباد
کے واسطے لکھا تھا و منحصر ایسے مکان کے شایان ہے اور اسکی مجموعہ خوبی و زینت قابل

دید ہے شاید ہر چیز کا بیان زبان حال سے ممکن نہیں مگر تراویدہ و بوسعت راندیدہ
شہید کے بودمانند ویدہ، خلاصہ فرس پیمینہ فالین کشمیر جسکے واسطے میں انقلاب کار زرد و زرخ
تھا جرنل صاحب ازراہ آداب ایمانی پاؤں رکھنے سے تامل تھا ایک بڑی نہر آب اوسکے
ضمن میں جاری اسکی تجوی بیان سے باہر ہے اس طلسم دنیا کے دیکھنے سے شاہزادوں کو
کمال تفریح و مسرت حاصل ہوئی اتفاقاً جرنل اوٹرم صاحب سے بھی وہیں ملاقات ہوئی۔

برنڈن صاحب کے واسطے سے تعارفات ظاہری طریق سے ہوئی ایک بخت مرزا ولی عہد
کہتے تھے کہ ایک دن جرنل اوٹرم صاحب اکیلے چھتری ماتھے میں سے کرکٹ پلیر آئے خبر کہلا بھیجی کہ
اوٹرم جیسے تمھارا ملک لیا حاضر ہے جب سامنے گئے مثل دستور ولایت شاہزادہ سمجھ کر کھڑے
رہے کرسی پر نہ بیٹھے ہر چند فرمایا کہ مثل ملاقات لکھنے میں آنا چاہیے مگر قبول نہ کیا بعد اسکے
مرزا ولی عہد نواب ہرنو علیخان باہم قعر چکے وہاں تماشہ ارغی و ساوی و ونو دیکھ کر مرزا

ملکوسی رہا اب واکہ امت اور پر خاست پہرہ بعض مکانات خاص سے کہے اور اوسى مجسٹرم
مین نمھاری ملاقات شاہی بھی بطریق زمان ماضیہ بشرط منظورى خاطر مندرج نھی اوسکا
جواب قدر عالت مزاج اقدس کیا۔ بعد اسکے بقما سٹنشی امیر علیخان بطریق دوسنانہ
ازراہ بے تکلفی ہوئے اور تین دو پہر شاید سرکار سے بعلت مکانات دسیے گئے اب اختیار
قبضہ سرکار میں آہن۔

خطوط ولایت سے سبب اس تحریک اشتیاق ملاقات کا معلوم ہوا کہ صاحبان کورٹ آف
ڈائریکٹرس نے تجویز کیا تھا کہ اگر بادشاہ اور نواب گورنر جنرل بروقت ملاقات نصیب کہیں
مقامات خاص کابلے مدخلت و مشارکت غیر کے ہو تو بہتر ہے مگر یہ صورت نہ ہونے پر چنانچہ منظور ہوا
نے بھی اصلاح حضور عالم صورت ملاقات ٹھہرائی تھی لیکن بادشاہ نے کسی طرح نہ مانا
اسمین گفتگو کے گستاخانہ بادشاہ سے پالسا فحہ ہوئی آخر کنارہ کش ہوئے۔

مصلح السلطان انجم الدولہ اپنی بیٹی کی شادی کو جو میر یوسف علیخان کی بیٹی بیٹے اودکی
بھانجی سے ٹھہری تھی بادشاہ سے فرصت طلب ہوئی اور اسکے دو مقدم اپنی مان کا دبدار
آخری منظور تھا مگر سب احکام منع غربت کیا اور اس باب خاص میں کچھ حرمت بھی ہوا آخر
اپنے مختار کو لکھا کہ تم ام ضروری سے فراغت کر لو میرا مانہو گا۔ یہاں اودکی مان حسرت دیدار
مین مرگین اور بیٹی بھی بعد شادی کے مرگئی خلاصہ میں ملازمین خاص نے اودھت لکھنؤ کے
آنے کی کی بالطبع ناگو اور خاطر اقدس ہوتا تھا اودھو آ یا پھر نہ گیا۔ چنانچہ شفا الدولہ مصاحب
خاص بسبب عالت مزاج رخصت ہو کر لکھنؤ آئے پھر نہ گئے سبب بھی ایسا ہوا تھا اہتمام الدولہ
حیدر حسینخان باجائز لکھنؤ آئے تھے پھر سنا اسکے خیال اپنی خانہ بربادی کے جب بادشاہ تلے
سے منع انخیزد و لئی نہ مقیم مین تشریف لائے ان دنوں نے عسر خد اشت مشد
قد ہوسی کی حکم ہوا۔

اخبار لندن میل سے

مختار شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈائریکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات

انہی ملاقات بھی نکی مزا صاحب لکھنؤ آئے بعد اس کے کلمتہ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلمتہ کیا کئی مہینے
ملک بنارس میں مولوی گلشن علی تمیم سرکار راہہ بنارس رہے پھر کلمتہ پھر کچے اندون کہ آد
قلمہ میں نشر و پراکھتے تھے مصلح السلطان سے عرض حال کیا پشش سلطان نے قہر ہوا پھر روز اپنے
گھر میں مجلس کرتے رہے ایک دفعہ پانچ ہزار روپیہ بھی سرکار سے عطا ہوا عایدا ستا جانتے کو ملا
مگر اتفاق نہوا میں انتقال کیا۔

پھر عہدہ تجلیہ سفارت حضور عالم سے منظر حنیفان کلمتہ کو خلاف مرضی بادشاہ مقرر کیا چند روز
ماور سے ایک دن صاحب سکرٹرا عظیم کو کوئی کلمہ گستاخانہ جواب میں دیا ناگوار گزارا ضرور
ہو کے انکو لو صاحب کشف الہ آباد نے وقت خصت و دستا نہ سمجھا یا تھا کہ تم مطمئن ہو ورنہ سے
غیبت جانو بادشاہ کے روزگار کے کبھی تمہی ہونا خراب جاؤ گے انکو طبع نفسانی کب چھوڑتی
نھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ ڈانکی مفارقت الیسی ضرور روز انکی گوار
نہ کی بلکہ کیا عجیب انکو اجازت گورنمنٹ سے ملتی کس واسطے کہ کلمتہ سے باہر بے اجازت نہ جاسکے
تھے اور بالفرض اگر جاتے بھی تو اور دن سے کیا ہوا تھا جو انہی ہوتا۔ انجام کار توبہ ہونا تھا
جو ہوا پیسا پیسا چینی بھرا دیا۔

حاجی توکل کالندن سے کلمتہ آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہار

حاجی توکل خواجہ مراد علی جہاڑی جانا بلیہ سے حسب حکم مع شقہ خاص جناب موصوفہ
کلمتہ پھر کچے باریاب شرف ملازمت ہوئے خلوت میں عرض حال ولایت مشرق و جانبان کیس جو
مخالف ولایت لائے تھے گزرائے نواب خاص مخلصا جہ کو دیے بانی کوئی احوال مفصل نہ لکھا
کہ کیوں آئے پھر وہ لکھنؤ میں آئے۔

۲۴ جمادی الثانی مطابق ۶ فروری روز جمعہ محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہار حسب شرف
حضور شاہ میں گدرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین در باب مکانات چترنزل وغیرہ تجریر فرمایا
تھا کہ بر خنداز کو تو ال نے بہت تشدد سے و ساعت میں مکانات شاہی کو خالی کر دیا جو
مختص قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نہ کی اوسکا جواب

سبحان اللہ وہی اب تو مرگ کھلا سچ ہے ۴ امور ملکیت خویش خسروان دانند اٹل شہور ہے جو دینے تھے وہی دو۔

۱۔ حضور عالم نے آقا سبحان جدید الاسلام کو ہنگال سابق قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو مغربین و متدین گورنمنٹ جان کر ولایت بھیجے کو جو وزیر کیا کہ یہ معرکہ کابل و قندھار میں سرحد میں بہت جنگ نام اور لہذا بھی گئے ہیں اور اکیس سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہیں دستور ولایت سے خوب واقف ہیں نہ ہر روپیہ ماہواری کا فیشن سرکار سے پانے ہیں لیکن طرفین سے کسی سبب سے نہ ہوتی۔

۲۔ جنرل محمد عثمان بیٹے نواب روشن الدوار کے اکبر آباد سے کلکتہ پابند منصب سفارت شاہی گئے کھوسا سٹے کہ اپنے ایام خانہ شہینی میں زبان انگریزی سے واقف ہوئے تھے اور حکام کے نزدیک بھی ادب کے طریق رفتار نسبت ہندوستانوں کے فی الجملہ پایہ اعتبار میں تھا لیکن بادشاہ نے خیال خدمات مانعہ حضرت ملکہ متزل مناسب وقت بخانا اس جہت سے نوبت ملازمت بھی نہ ہوئی تا کہ ہم پھر سے داسور و پیہ کی زیر باری نہ کر کے آئے جانے میں نہ ہوئی زبان میر محمد رضا دار و نہ جنرل صاحب۔

۳۔ نظام الدولہ سید جان بیٹے نواب محمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے غلوں سے محبت سے گئے تھے ایک دن سید حسین شہید مطوب شاہی کو پنجابی سے انہی کا مٹی میں سوار ہو کر جاتے تھے کہ داخل در دولت ہوں داربان نے منع کیا کہ آپ کے اسٹے حکم مانعہ ہونے کا نہیں ہے لشکر ہوئی۔ آخر یہ دماغ ہو کر پھر گئے پھر حضور عالم سے نصحت ہو کر کانپور چلے آئے ہر چند بادشاہ نے فرمایا کہ ادب کے واسطے ممانعت نہیں تھی لیکن وضع داری پر کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبت عبت زیر بار ہوئے۔

۴۔ نواب باقر بیہ خان بیٹے نواب محمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان نجم سلطانی کی معرفت چاہا کہ پھر رسوخ حسن خدمت سرکار نواب خاص محل جتائین کیجیے چنانچہ انکی معرفت کچھ فروخت طلاقیہ مناسب نسبت اور ون کے ہوا و سوسور و پے انکو بھی ملکیت خرچ ہجما کر دیے اور بعد شریعت فرمائی بادشاہ کلکتہ پھر نواز و ام سفر سے کر خوانہ کلکتہ ہوئے جب تا کام پھر گئے

انہی ملاقات بھی نکی مرزا صاحب لکھنؤ آئے بعد اس کے کلمہ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلکتہ کیا کسی تہنیت
 ملک بنارس میں مولوی گلشن علی تمیم سرکار راجہ بنارس رہتے پھر کلکتہ پھونچے اندرون کلکتہ
 قلعہ میں نشر و پراکشت تھے مصلح السلطان نے عرض حال کیا پٹنن سلطانہ قمر ہو پھر روز پتے
 گیمہ میں مجلس کرتے رہے ایک دفعہ پانچ ہزار روپیہ بھی سرکار سے عطا کیا گیا تہا جائے کو ملا
 مگر اتفاق نہ ہوا وہیں انتقال کیا۔

پھر عہدہ تجلیہ سفارت حضور عالم نے منظر حنیفان کینوہ کو خلاف مرضی بادشاہ مقرر کیا چند روز
 مامور رہے ایک دن صاحب سکرٹرا عظم کو کوئی کلمہ گستاخانہ جواب بن دیا ناگوار گزارا ضرور
 ہو سکے انکو لو صاحب کشتہ آلاہ آواز دے وقت غصت و ستائہ سمجھا یا تھا کہ تم مطمئن ہو جاؤ
 غنیمت جانو بادشاہ کے روزگار کے کبھی مٹنی نہ ہونا خراب جاؤ گے انکو طمع نفسانی کب چھوڑتی
 تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ کی انکی مخالفت ایسی بغور و راز کی گئی
 نہ کہ بلکہ کیا عجب انکو اجازت گورنمنٹ سے ملتی کہ سو اسٹیل کے کلمہ سے باہر یہ اجازت نہ آتے
 تھے اور بالفرض اگر جاتے بھی تو اور وں سے کیا ہوا تھا جو انہی ہوتا۔ انجام کار تو یہ ہونا تھا
 جو ہوا پیسا پیسا چینی پھر اٹھایا۔

حاجی توکل کالندن سے کلکتہ آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہار

حاجی توکل خواجہ سراسے حبشی عہدہ ای جبا علیہ سے حسب الحکم مع شقہ خاص جناب موصوفہ
 کلکتہ پھونچے باریاب شرف ملازمت ہوئے خلوت میں عرض حال ولایت شہر و جاہان کب سا جو
 مخالفت ولایت لائے تھے گزرائے نواب خاص مخلصا جہ کو دیے باقی کوئی احوال مفصل نہ کھلا
 کہ کیوں آئے پھر وہ لکھنؤ میں آئے۔

۲۴ جمادی الثانی مطابق ۲ فروری روز جمعہ محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہار حسب شہر
 حضور شاہ میں گزرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین در باب مکانات چتر نزل وغیرہ تحریر فرمایا
 تھا کہ بر قنداز کو توالی نے بہت تشدد سے اور ساعت میں مکانات شاہی کو خالی کر دیا باجو
 مختص قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت غفلت ناموس شاہی کی نہ کی اسکا جواب

سبحان اللہ وہی انبؤ مرگہ کلا سچ ہے ۱۴ امور ملکیت غولین خسروان دانند مثل مشہور ہے جو دیتے تھے وہی دو۔

حضور عالم نے آقا سبحان جدید الاسلام بن مال سابق قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو مغربی زمین و معتد بین گوئرسٹ جان کروا لیت بھیجئے کو تہیز کیا کہ یہ معرکہ کابل و قندھار میں سرکار میں بہت نیکنام اور لندن بھی گئے ہیں اور اکین سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہیں دستور ولایت سے خوب واقف ہیں نہار روپیہ ماہواری کا پیشن سرکار سے پانے ہیں لیکن طرفین سے کسی سبب سے یہ صورت نہونی۔

جنرل محمد سخاں بیٹے نواب روشن الد واکے اکبر آباد سے کلکتہ پابند منصب سفارت شاہی گئے کس واسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی میں زبان انگریزی سے واقف ہوئے تھے اور حکام کے نزدیک بھی اور انکا طریق رفتار نسبت ہندوستانوں کے فی الجملہ پایہ اعتبار میں تھا لیکن بادشاہ نے خیال خدمات ماضیہ حضرت ملکہ منزل مناسب وقت بنانا اس جہت سے نوبت ملازمت بھی نہولی تاکہ کام بھرے ۱۵ سوریہ کی زیر باری۔ فیر کے آنے جانے میں نہولی۔ بانی میر محمد رضا دار و ثمرہ جنرل صاحب۔

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے خلوص محبت سے گئے تھے ایک دن سید حسین شہر معطوب شاہی کو بخیر ہی سے انہی کا مرضی میں سوار ہو کر جاتے تھے کہ داخل در دولت ہوں و اربان نے منع کیا کہ آپ کے واسطے تم حاضر ہونے کا نہیں ہے لنگو ہوئی۔ آخر بد مانع ہو کر بچھ گئے پھر حضور عالم سے رخصت ہو کانپور چلے آئے ہر چند بادشاہ نے فرمایا کہ انکے واسطے مانع نہیں تھی لیکن وضع داری پر حکام فرمایا پندرہ ہزار کے عبت عبت زیر بار ہوئے۔

نواب باقر علیخان میسرے بیٹے نواب معتد الدولہ نے بشیر الد واکے مرزا فدا حسین خان منجم سلطان کی معرفت چاہا کہ کچھ رسوخ حسن خدمت سرکار نواب محاسن محل صفا میں بھیجے چنانچہ انکی معرفت کچھ فروخت طلا قیمت مناسب نسبت اور وں کے ہوا و سوریہ و پے انکو بھی مکلفیت خرچ سمجھا دیے اور بعد از شریعت فرامانی بادشاہ کلکتہ بھرنے اور ازاء سفر دے کر روانہ کلکتہ ہوئے جب ناکام پھرتے

تم سے بہر حال اطمینان خاطر ہایوں ہے۔

ایک حکم نامہ جلیس الدولہ کو اور مولوی نور الدین احمد کو بتا کید و ترتیب کو اغذات اور مستعد ہونے کا رد و بار سرکار میں نقطہ ۱۲۔ ربیع الثانی ۱۱۸۷ھ روانہ ولایت ہوا۔

بعدروانگی جناب عالیہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھیجا کہ مابعد ولایت قبل نے سبب علالت مزاج سفر و بایسے شور مناسب نہ سمجھا کاکاتمین رہنا بہتر جائے جناب عالیہ جرنیل مزاولیہ بہادر کو نمبر لہ ذات خود و سمجھ کر کج بجاغت ہمارا ہی قلیل روانہ ولایت کیا ہے لازمہ محبت یہ کہ جو مقتضائے شفقت قدیم اس سلطنت عالیہ کا چلا آیا ہے اراکین سلطنت با حسن طریق پیش آئینے کہ موجب تشکین شکستہ دلون کا ہوگا۔

نواب گورنر جنرل بہادر نے اس کا جواب بکمال تہذیب بھیجا کہ نیاز مند گوروانگی اقربا سے فریب اس والا دو زبان سے مطلق آگاہی نہیں ہوتی لہذا بموجب اہما سے شریف حکام سلطنت ولایت کو درباب حفظ مراتب و پاسداری بخوبی لکھا جاتا ہے کہ سید طرح کی تکلیف نہوگی۔ کہتے ہیں کہ قبل از روانگی جناب عالیہ اس خیال سے محبت نامہ نہ بھیجا کہ شاید کسی حیلہ ظاہری روانگی منزل مقصود میں توقف ہو جاتا۔

جس دن سے حضور عالم کلکتہ میں خبر فیاب پابوس شاہی ہوئے جو مقتضائے تدابیر امکان بشری تھا عرفری اور جانفشانی سے قصور نکلیا لیکن چارہ تدبیر بشری بہر حال تقدیر سے مجبور ہے خلاصہ دستور معظم نے محض اپنی حسن رسائی ظاہر و باطن سے بعض ہوا خواہان روانہ ظاہری اور تعارفات کار آمدنی اکثر حکام عالی شان کلکتہ سے پیدا کیے اور صاحب کمر و عنقہ اور نواب گورنر جنرل بہادر سے مقام خلوت میں ملازمت بھی حاصل کی اور بالفعل بعدربائی قلعہ ہر پستہ میں صاحب سنگر ٹرکے پاس جانا لازم پڑا اور بے اجازت سرکار میں جا بھی نہیں سکتے وہی صورت فہمائش جنرل اوٹرم صاحب بادشاہ سے رہی اور طبع سحر کے نشیب و فراز و تبا سے توضیح عرص کیا لیکن یہ عجوبہ دیت مرضی قدس سے بالاتر نہیں ہوتا اس جہت سے معذور ہو کنارہ کش ہوئی جس قدر کشمیری منصہم کار و بار سلطانی ہوئے اور آخر کار زوال الفقار الدولہ وغیرہ کے سمجھانے سے بادشاہ نے راضی نامہ دیا اور لاکھ روپے ماہواری پر راضی ہوئے

ایک فرمان اردو میں جنرل صاحب کو اس مضمون سے کہ تمہارے ساکت و خاموش رہنے سے اور عدم توجہی نسبت مرزا ولیعہد بہادر اور بعض مروج عوام کا شور و غوغا میں داخل ہونا۔ اور اشارات بعض مقدمات خاص سے سراسر باعث استعجاب و حیرت کا ہوا لہذا لازم ہے کہ حسب الحکم نیا جو تبصرہ لکھا ہے بجا لائیں اور جو لوگ غیر متدین اور نصیحت جلدروانہ کلکتہ کر و مابدورات کو جو کچھ مناسب وقت تھا وقت روانگی سب طرح سے تمہیں نوجوئی سمجھا دیا ہے اور مرزا ولیعہد بجا سے تمہارے فرزند کے ہن کس واسطے کہ بھتیجے اور بیٹے میں کچھ فرق نہیں۔ اور غالب ہے کہ وہ بھی ازراہ سعادت مندی تمہاری فرمانبرداری سے باہر نہ نکلے کہ سراسر موجب میری خوشی کا ہے جو اب کتاب بیو بیگ بہت تفریح و توشیح سے لکھ کر بھیجا ہے چاہیے کہ موافق تحریر مقدمات مندرجہ کے ہر مقدمہ کو انجام بخوش پاننا اور اگر احیاناً کسی مقدمہ خاص میں جواب دہی سے عاجز ہو اسے حضور اقدس پر عمل رکھنا یہاں سے اس کا جواب شافی جائے گا۔

محبت نامہ اور ایک جلد کتاب جناب ملکہ مظفرہ ام القیام کو بھیجی ہے وزیر اعظم کے واسطے سے گذرانا اور ایک جلد خود وزیر اعظم کو اور ایک شاہزادہ پرنس البرٹ کو دینا اور زمین سو جلد اور بھیجی ہیں جیسے قابل اور مشتاق دیکھنا دینا۔

ایک انگریز جلیل القدر خاندان عالی مندرجہ زبان فارسی و اردو و کمال متدین اور زمین مقرر کر جو اپنی طرف سے کسی طرح کا دخل و تصرف نہ کر سکے اور ۴۰ لاکھ روپیہ جو آگے بھیجے ہیں واسطے مصارف لابیات روزمرہ کے اس کے صرف بجا کا خیال رہے فقط

ایک عریفہ اردو میں جناب عالیہ کو کہ آپ بہر صورت مالک و مختار مابدولت ہیں۔ اور توضیح بعض مقدمات کی تھی۔

ایک فرمان مرزا ولیعہد بہادر کے واسطے مشوراطاعت و فرمانبرداری جنرل صاحب اور ملاقات عائد ولایت میں۔

حکومت مولوی مسیح الدین خان کو کہ تمہاری بیوی اور بہر خاستہ خاطر سے باعث استعجاب خاطر اندس ہوا لازم ہے کہ سب مقدمات کو حسب الحکم قبول ان مقصود کمال دیانت و امانت خیر خواہی لکھا ہے جسے بجا اگر مستعد بجا آوری و کام نظام ہیں اور کسی طرح کا خدشہ اپنے دل میں نہ کر

جرات علیخان جو سبب تک کہتے تھے زخم سے قاتل کے پیچھے رہ گئے تھے میر سے باقر علی خانی
 تاندا سے ہمارے تھے شیخ علی امجد مر دمن جہانگیر خواجہ سر اولیٰ کی تجویز سے پانچویں ہزار
 پاری بارشاہ سے منع شدہ۔ اسلئے اندس کو فتنی میر باقر علی معتمد نواب منبر الدولہ کو امین بجکر
 مختص تحقیقات کو ہمارے پیچھے کہ تم جاؤ گے ہم خود دیکھو اور لوگوں کو کون کون اشخاص شہنشاہ سے
 ولایت کو جاتا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ فتنی میر اولیٰ کا جانا مثلاً رخصا طر تھی کسو اسے کہ اسکی
 کردار سے خوب واقف تھے غرض فتنی ہی نے ہمارے جا کر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھ سے اور بیان
 جرات سے میر صاحب کو پوچھا ہے جواب دیا یہاں تو نہیں ہیں میں جہان ہم ہیں فتنی جی
 بھی تم کھا رہے ہالاکہ او کو کہتاں جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کرنا تھا اور میر صاحب کو
 ہمت سمجھا چکے تھے کہ ازبر اسے خدا میرا نام نہ بتانا ورنہ میرا کام بنا کر جہاز سے گانا خلاصہ
 امور سے درگزر کرنا بہت غرض بعد کسی دن کے شیخ جی میان جرات بہت بیار ہوئے میان کو نشہ
 خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ بھوکے لندن سے منہ موٹا سوئے
 ہزار خرابی کا لکھ آئے وہاں تک کام پور لکھتے تھے یہ سب کچھ میان جرات اچھے نوکر شریک ہمارے
 جس طرح مذکور ہو اوائل قافلہ سلطان ہوئے۔

جب حال صحبت امیر مولوی مسیح الدین خان نے یہ دیکھا تو اسے وہیہ کرا پیے گا گھر کے کرمیہ وہیہ
 اور اپنی آبر و عزت کو ڈوبے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے مقتضائے شرافت و ایمان
 یہ ہو کہ بدل و جان نکمائی نکمائی سے ہر امر کو بجا لاؤں اب حال صحبت کا یہ ہو گیا ہے مبادا
 میر سے واسطے کوئی صورت الزام بدنامی سے پیدا ہو لہذا ایسی صحبت سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر
 پہلے عرض حال کرنا بادشاہ سے مناسب تھا اور ابھی میر سے اس خراج استدراج کہ لکھتے تھے کچھ جاؤں
 پس اگر چند فرمیں یہ سب کچھ ہو چکا تو اس سے غرضت میں کیا کرونگا۔ خلاصہ ان دوسو سو
 بادشاہ کو عرض شد ارسال کی اس عرصے میں ہجیر بڑ صاحب نے اپنی جد و جد سے ہاک وکی
 سید عبداللہ بھی کنارے رہے اس کے پیشتر یہی داخل صاحبان کو نہاں رہے بلکہ وہیں رہتے
 تھے بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوئے طلحہ الدولہ بھی الگ ہو گئے ان پہلے کے
 میر جنر علیخان نواب صورت کے دابا و پیش ہوئے ان کے حال سے بھی ہر شخص واقف تھا جن

سے جب یہ حال دیکھا باعث توسش خاطر ہوا اور فرمان بادشاہ متواتر احکام مختلف کو بھیجی گئے اس سے اور زیادہ تحیر ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہار سے بھی لوگوں کی جہت سے اختلاف ہونے لگے خلاصہ بہر صورت عافیت تنگ ہوئی لیکن جنرل صاحب از بسکہ جناب عالیہ کی اطاعت سے زیادہ مثل جنت مکان کے کرتے تھے بجز سکوت کے کچھ نہ فرماتے تھے آخر کار مشر و حایہ عبید بنیال بادشاہ کو لکھا اور رفتہ رفتہ صورت نفاق خانگی بھی پیدا ہوئی اور اختلاف آرا سے شہر انیم و جدید کھل گیا حامدین اور منافقین جو در کہیں اپنی گھات میں لگے ہوئے تھے وہ شہادت کرنے لگے ایسے مقدمات کی زیادہ توضیح کی کچھ احتیاج نہیں کس واسطے کہ اسی اختلاف نے لکھنؤ سے لندن دکھایا بعد اسکے جنرل صاحب نے مسیح الدین خان کی بہت دلجوئی فرمائی اور عرضداشت ان سب حالات اور کیفیت ملازمین اور صلاح کار اور مشیران خاص کی بادشاہی روئی کی اور تکلیف خرچ لابیات کو بھی لکھا۔ مرزا ولی عہد بہار نے ہدایا سے تحفہ حضرت کو ارسال کیے اور باقر علی اور ہر فرجی پارس کی کلکتہ بھجوا دیے۔

فرمان و حکمتا جمات پادشاہ لندن کو

جب متواتر عرضداشت مختلف نیزگی احوال کی نظر اقدس سے گزری ہر ایک کو لندن و حکمتانہ تا کہید تبلیغ روانہ ہوا اور جواب کتاب بلو بک جنرل سلیمین صاحب مشغور خرابی و بد نظری سلطنت تیسرے کلمی بھی بھیجا چنانچہ ایک جلد پڑکھت جناب ملکہ مظہر ام اقبالہا کے واسطے مع محبت و مہربانیاں مضمون ظاہر ہی یہ تھا کہ بعد حمد و ثناء موافق دستور زمانہ شانہ اور بیان شکریہ اس سلطنت نسبت اسلاف کرام اس خاندان اور کچھ احوال انتزاع سلطنت اس وقت لکھنؤ انگریز بہادر کا بیچنیر لارڈ وٹو وزیر صاحب برطیق احوال مظنون صاحبان ریڈنٹ لکھنؤ اور بریاوی و خرابی مالی و اسباب خانگی اور تباہی و پریشانی رعایا اور مہمان شہر اور آوازہ وطن ہونا اپنا اپنی اس بے خبر و سامانی سے اور نسبت علالت مزاج خود کلکتہ میں رہ جانا اور جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولی عہد بہار کو مستغاثہ کو بھیجا اور جواب بلو بک جسے صاحبان پارلیمنٹ اور ارکان دولت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں یہ سب توضیح تمام لکھا گیا۔

جبرائیل علیہ السلام جو سبب تک کہ چشم غم سے قافانے کے چپہرہ گئے تھے میر سے باقر علی بابی
نابند اسے جہاز چھوٹے شیخ علی امجد مروسیں جہانگیرہ خواجہ سہ اولیٰ کی بیوی سے پانچویں ہفت
پایسی بادشاہ نے برقع خندہ نہ خاندہ اس کو فتنی میر باقر علی متہد نواب مندرالہ ولہ کو اس میں سمجھ کر
مختصر تحقیقات کر جہاز پر بھیجا کہ تم اپنا کچھ خود و یکجو اولیٰ لو گوان کو کوان کوان اشنا اس شہنشاہ سے
ولایت کو جانا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ فتنہ میر اولیٰ کا بیانا مثلاً رناتلہ تھا کہ اس سے کہ اس کے
کردار سے خوب واقف تھے غرض فتنی بی سے جہاز پر بنا کر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھ سے اور میان
جبرائیل سے میر صاحب کو پوچھا جینے جواب دیا میان تو زمین میں بیش جہان ہم میں فتنی ہی
بھی ہم کھارے جانا لکھ او کو کہ پتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دیافت کرنا تھا اور میر صاحب کو
بہت سمجھا چکے تھے کہ ازبر اسے خدا میران نہ جانا اور گرنہ یہ اسارا کام بنا کر دیاسے جانا لکھ صاحب
امور سے ارگندہ کرنا بہت غرض بعد کسی دن کے شیخ بھی میان جہاز بہت پیار ہوئے میان کو نشہ
نمارش نے بنان سے ٹٹک کیا شیخ ہی قریب مرگ چھوٹے لندن سے منہ موٹا سونے سے
ہزار خرابی کا لکھ آئے وہ سنہ زکام بار لکھتو بنیتے چھوٹے میان جہاز اپھنے نوکر نشہ کپ چار بار
جس طر تہ کو رہا او نل قافانہ سلطان ہوئے۔

جب حال صحبت انھیں مولوی مسیح الدین خان نے یہ دیکھی تو اسے وہ چہ کر ایسے کا گھر لے کر ملکہ رہے۔
اور اپنی آبر و عزت کو ڈر سے کہ بادشاہ نے مجھے ختم کیا ہے یہاں تک فرمایا ہے مگر خدا کے شرف و ایمان
یہ کہ بدل و جان نکلیں الٰہی نیک نامی سے ہر اد کو بکریاں اور ان اب حال صحبت کا یہ ہو گیا ہے ہمسارا
سے۔ واسطے کوئی صورت الزام بنامی سے پیدا ہو لندا یہی صحبت سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر
پیش غرض حال کرنا بادشاہ سے مناسب اور اچھی دیر سے اس خراج اس قدر ہے کہ کلمتہ چوٹی باون
پیس اگر چند درمین چہ سب ہو چکا تو اس سفر غربت میں کیا کرو نکلا۔ غلام احمد ان و سوسون سے
بادشاہ کو عرضنداشت ارسال کی اس عینے میں پیچیدہ و مناسب اپنی جہ و جہد سے ہاگ ہوئی
سید عبداللہ بھی کہتا ہے۔ یہ اسکے پیشہ پر بھی داخل صاحبان کو نہایت ہوئے تھے بلکہ وہیں رہتے
تھے بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوئے بلعین الدولہ بھی الگ ہو گئے ان سبب سے
میر غضنفر علی خان فراب صورت کے داما وہیں ہوئے انکے حال سے بھی ہر شخص واقف تھا جملہ

جرات علیخان جو سبب تک کہ چشم زخم سے قاتل کے پیچھے رہ گئے تھے میر سے باقری جہاں
 ناخدا سے جہاز چھٹے شیخ علی امجد مردوسن جہانگیرہ خواجہ سراؤن کی بنوین سے پانچویں ہر زخمی
 پاری بادشاہ نے شیخ قدس شاہ قندس کو فتنی میر باقر علی معتد نواب منورالدولہ کو اور مین جملہ
 معضیاتیات کو جہاز پر بھیجا کہ تم جاؤ کچھ غم نہ دیکھو اور لوگوں کو کون کون کون اشخاص شخصہ سے
 ولایت کو جانا ہے اسکی وجہ یہ بھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا مثلاً درخاطر تھا کسوا سے کہ انکے
 کردار سے خوب واقف تھے غرض فتنی جی نے جہاز پر جا کر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھ سے اور میان
 جرات سے میر صاحب کو پوچھا میں جواب دیا یہاں تو زمین ہیں لیکن جہاں ہم ہیں فتنی جی
 بھی ہم کھا رہے ہاں لاکھ اونکو کہتاں جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کرنا تھا اور میر صاحب کو
 بنست سمجھا چکے تھے کہ از براے خدا میرا نام نہ بتانا وگرنہ میرا کام بنا بگڑ جائے گا خلاصہ ایسے
 امور سے درگزر کرنا نہ غرض بعد کسی دن کے شیخ جی میان جرات بہت بیمار ہوئے میان کو شدت
 خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ بھوکے لندن سے منہ موڑا سوڑ سے
 ہزار خرابی کا لکھ آئے وہاں سزا کا حکم دیا کہ تیرے چھوٹے میان جرات اپنے شوکر نہ کر کے چار بار
 جس طرح مذکور ہو او اعلیٰ قافانہ سلطانی ہوئے۔

جب حال صحبت امیر مولوی سیح الدین خان نے یہ دیکھا تو اسے وہ یہ کراہیے گا گھر کے کراہیہ ہے
 اور اپنی آبرو عزت کو ڈر ہے کہ بادشاہ نے مجھے مختار ممالک فرمایا ہے مقتضائے شرافت و ایمان
 یہ کہ بدل و جان نکم لالی نیک نامی سے ہر امر کو بجا لاؤں اب حال صحبت کا یہ ہو گیا ہے مبادا
 میر سے واسطے کوئی صورت الزام بنامی سے پیدا ہو لہذا اسی محبت سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر
 پہلے عرض حال کرنا بادشاہ سے مناسب تھا اور ابھی میر سے اس خراج اس قدر رہا کہ کلکتہ پہنچ جائے
 پس اگر چند روز میں یہ خبر ہو چکا تو اس سفر غربت میں کیا کرونگا خلاصہ ان وسوسوں سے
 بادشاہ کو عرض نہایت ار سال کی اس غرض سے میں ہجیر ہو صاحب نے اپنی جد و جد سے ہاگ وکی
 سید عبداللہ بھی کنارے رہے اسکے پیٹیر بھی داخل صاحبان کو نہا ہے بلکہ وہیں رہتا
 تھے بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوئے بلطیس الدولہ بھی اکٹھا ہو گئے ان سبب سے
 میر عزیز علیخان نواب سورت کے دبا و پیش ہوئے انکے حال سے بھی ہر شخص واقف تھا جملہ

صحن خانہ میں چل قدمی کیا کرتے تھے پس وہ افسلہ ہراس گشت کو جو اہل ازبکین متوجہ کے تھے
بازار میں اسباب خریدتے پھرتے تھے وہ بھرا سپہین غل مچاتے تھے نسل اپنے شہر کے بہتر تھے
کہ تمام شہر ہندیکے بھرا ہوا ہے ڈوٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ ہمیشہ اپنی اہل
قیام لندن میں کسی بچہ کے رونے کی آواز نہیں سنی پکارنا اور چلانا کیسیا یہ تزلزلہ
آب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام باعتماد ہے۔ یہاں ہندو تھے اور شہر
پاؤ تخت شاہی میں اوس سے زیادہ ہوتا مگر نو کوئی استقبال کو نہ نکلا۔ شاید یہاں بہت
خیال میں آئے ہین کہ حکام نے استقبال مناسب وقت بنانا ہو دوسرے عجیب برڈ کی توجہ
جسکی تصدیق خاص و عام نے اتفاق کی اور رعایا سے خاص شہر دار سے مزاج سمجھنا
اور منصف ہین کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہیں کرتے تیسرے سبب یہ تھا کہ جناب بادشاہ
وام اقبال اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسے بطرح اور بھیج دیا گیا
ہوے ہون والہ علم یہ امور سلطنت ہین اسکے سوا بسبب قریب عشرہ عجمیہ اقبال اور
کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی سیح الدین خان نے متواتر عرض کیا کہ پہلے حضور نا کہ شہر
تھہرین قدمی اہل شہر ہو کر حکام کو بطریق مناسب تکلیف استقبال و ون اور یہ امر عجیب و شوار
نہین اکثر صاحبان عالی شان کی چٹیاں میر سے پاس ہین بہر حال منظور خاطر ہوا اور ایک اور
امر ہو کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا
جلسے الدولہ اوسے لیکر گئے پھر منشی نے عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا
مناسب حال نہیں اور اگر یہی منظور ہے تو اس کے جواب کا انتظار کیجیے غرض اب اختلاف آرا
اور آپس کا خلاف ہونا شروع ہوا۔ اقبال نے یہاں سے پہلو تھی کی۔

بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

بعد پندرہ دن کے روانگی قافلہ شاہی کی جب جہاز مسافہ ہندوستان سوئز کو جانے لگا۔
چنانچہ شخص اور لندن کے بھیجنے کی تجویز ہوئی ایک میرا و لا علی منجاہ شاہی لکھنؤ و جنون نے اپنا
خطاب فرزند علی خان کو گوئی کے نفع اشتباہ اور نفع منافع خاص کے واسطے دے دیا کہ اتنے

شروع ہوئیں اور صاحب کمال غور سے سنتے تھے بعد مختصری دیر کے شاہزادے اور محکمہ کھڑے ہوئے اور بہت اخلاق سے پیش آئے صاحبان عالی شان بھی اسی غلطیلم ذکر پر سے ہوا تو ان کے سر جھکا کر نصحت ہوئے پھر اسکے بعد اور صاحب آئے اسی طریق سے بات بات کی نصحت ہوئے شاہزادوں کے ہتھیار سے تہذیب اخلاق ظاہر تھی۔

۴۲۔ بنگہ ۳۰۔ میرا اس شہر کی حالت خدمت جناح عالیہ ہوئیں برٹن صاحب کی بی بی اور ایک اور میرا چودت تک کا پور میں رہی تھی یہ دونوں مترجم تھیں جب میرا آئین جناح عالیہ جنگل پر ٹھہرے اور خاص عورتاں مقرر لباس فاخر پہنے دو شاہے بھاری اور محو تھیں لباس جناح عالیہ سب سے زیادہ عمدہ زیب گوش ہوش دو بیکلیاں تھیں اپنے بیٹی اور چوڑے سے بہت اشیاء تھیں اور حسن صورت بہت اخلاق سے ہم سے پیش آئیں لیلہ دی بار نوک سے فرمایا افسوس ہے کہ میں تم سے انگریزی میں بات نہیں کر سکتی یہ محبت بھی رعبہ ساعت تک رہی اس عرصے میں دونوں شاہزادے بھی اگر شریک محبت ہوئے اندہی مان کر پہلو میں بیٹھے۔

تین حکیم باغ منشی ساتھ تھے۔ شاعر سے محبت عال وقت خاص حکما ہے۔ رسید فرود کہ ایام غم نخواہد ماندہ چنان ماندہ و چنین نیز غم نخواہد ماندہ اگر کچھ غم و افسانہ کچھ تو ابی محبت بھی لندن میں قابل یاد کردہ ہے مگر افسوس ہے کہ اسکا انجام کار نہوا۔

سو تھمب ٹن سے روانہ ہونا لندن میں بھونچنا

قافلہ شاہی ۳۰۔ گشت وقت شب مل بن ۲۰۔ دو کچھ شنبہ کو ریل چورڈا نخل لندن ہوا اور اسکا اہتمام سے پڑہ داری سواری ہوئی۔ اہل شہر نے ہجوم کیا ہر چند پانچہ دو کچھ لیکن کوئی دیکھنے نہ پایا جب سراسر سے پلٹنے لگے تو گون جسے شش دستور ہند سر پر ہاتھ رکھ خدا خدا فک کہا ایک سکاڑی اور جہاں ۲۔ درجہ دوم باقی دو اور درجہ سوم کی تھیں ۱۱۰ آدمی ساتھ تھے پان سو صندوق بار ہزار روپیہ کرایہ وراثت صاحب ستم سر کو دیا جب داخل بارلی ہوس جو شاعر عام جدید متاثر ہوئے تو بیک برنسوک سے ۵۰ ہزار روپیہ کرایہ ساڑتہ کالیا اور مالٹو فریوس محکمہ ریکھتے جو اس سے عمدہ و مثل ہزار سالانے کا تھا علیا پاستدو باجوہ مرزا ولی عبد جبریل صاحب کو کسی نے مذکور کیا اگرچہ

محسن خانہ میں چل قدمی کیا کرتے تھے پس داخلہ شہر اس گشت کو ہوا ملازمین مترجم کے ساتھ
بازار میں اسباب خریدتے پھرتے تھے وہ بھرا اسپین غل مچاتے تھے شل اپنے شہر کے بہتر ہونے
کہ تمام شہر تہذیب کا بھرا ہوا ہے ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ مجھنے اپنی آمد
قیام لندن میں کسی انجو کے رونے کی آواز نہیں سنی پکارنا اور چلانا کیسی یاد تھا تمام شہر میں
آب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ تمام باخشاں مذہب اپنے تھے کہ شہر
پانچ تخت شاہی میں اوس سے زیادہ ہوتا مگر نہ کوئی استقبال کو نہ نکلا نہ سبب بہت
خیال میں آتے ہیں کہ حکام نے استقبال مناسب وقت بنانا ہو دوسرے عیبر برڈکی تو ضعیف و
جسکی تصدیق خاص و عام نے اتفاق کی اور رعایا سے خاص شہر دار ستہ مراد چہ صہ بین
اور منصف ہیں کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہیں کرتے تیسرے سبب یہ تھا کہ جناب کا معظاہ
وام اقبال ہوا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اس سبب اور بھی بہت سی باتیں
ہوے ہوں واللہ اعلم یہ امور سلطنت ہیں اسکے سوا سبب قریب عشرہ عویم جہاں بیدار
کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی سیح الدین خان نے متواتر عرض کیا کہ پہلے حضور نا کہ شہر
تھہرین فدوی غل شہر ہو کہ حکام کو بطریق مناسب تکلیف استقبال و ون اور یہ امر تجھ دشوار
نہیں اکثر صاحبان عالیشان کی چٹیاں میرے پاس ہیں بہر حال منظور خاطر ہوا اور ایک اور
امر ہو کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا
جلیس الدولہ اوسے پیکر گئے پھر نشی نے عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا
مناسب حال نہیں اور اگر یہی منظور ہے تو اس کے جواب کا انتظار کچھ غرض اب اختلاف آرا
اور آپس کا خلاف ہونا شروع ہوا۔ اقبال نے یہاں سے ہلوتی کی۔

ایسے دوست صادق کالے لبوسے لیکن تم مستفید ہو گے کہ کس حیلہ و حجت ظاہری سے لیا اوسکا جواب دیجئے ہیں کہ رعایا کے ملک اودھ سالہا سے وراثت سے حکام اودھ کے جبر و تعدی میں کجیاؤں کی عاقبت و سختی کے واسطے بننے لے لیا ہے ایسا الناس اویسے ہم شہر پو فرض کرو کہ اگر بادشاہ فرانسس کوئی اور بادشاہ جو سلطنت انگلستان سے زبردست ہو عہد شکنی کرے اور سخت و تاج ملکہ مغلیہ دام اقبالہا لے لیوے اس بہانے سے کہ اوسکے ملک میں بنے انتظامی جوئی تم گوارا کر کے بلکہ تم اوسکا جواب دو گے کہ ہم آپ سمجھ لیں گے اور تصور کرو کہ اگر کوئی تمھارے گھر میں مداخلت کرے یا کوئی ہمسایہ زبردست تمھارا گھر کرچیں لے آیا اسے گوارا کر دے بنے بائفاق جواب دیا نہیں۔

بعد اسکے میجر برٹونے کہا ایسا الناس۔ جسے حفاظت و ماضی کو چاک نرستان کے واسطے خون اپنا حال جانا اسواسطے کہ جو رو بدعت سے رو سیون کے اور سپر کرور مار و پیہ خرچ کیا اسبطر کب گوارا کر دے کہ سرکار کپتانی انگریز بہا اور بادشاہت اودھ کو لے لیوے اور مملکت اودھ ملک تلجیسیم دیا و نہمین ہے جو بادشاہ و باؤنگا چا ہارسی ملکہ مغلیہ کا ہے سمون نے جواب دیا نہیں بھروسے کہ آیا تم اس جبر و سبک کا انصاف نہ کرو گے میں تم سے چند مدت انصاف رکھتا ہوں اور یہ خیال ان عالیشان تم سے اعانت و ادما و چاہا ہے پس اگر تمھیں اعانت و ادما منظور ہے میرے ساتھ میرے خزانہ کو خلاصہ سمون و خزانہ کہا اور اس نشان پسندیدہ ہو بہت شمعج اور مقبول ہوے۔ میرے صاحب نے یہ داستان زمان سلطنت حال بیان کی اگر مقدمہ راجہ بیت سنگہ بنارس با اعانت جنگ پیگو اور نیپال لارڈ مانٹا صاحب بیان کرتے تو اس سے زیادہ آہنجاب ہونا گراں جو نتیجہ انجام کار ہو کیا فائدہ تھا اگر اسکا کافی الحقیقت انصاف ہوتا تو خزانہ کھنا صادق آتا۔

میرے جبر و نیپال بہادر رئیس سموت مرزا علی اکبر خان بہادر اوسکے منشی حیدر خاں گریب و مرزا سی حافظ صدر الاسلام مرزا سی مولوی غلام خان وکیل ناگپور سید ابلاہیم ناگپوری یہ سب لندن کے شاہزادوں کی ملازمت کو آئے تھے جناب عالیہ مرا کے دربار اول کے کمرے میں نشر و بیعت کی تھی یز چاروں بطورت اورٹ پر دے کہ تھے بالانٹائی کی راہ اونھیں مکرون کے کہ وازون سے تھی۔ چنانچہ رات کو لوگوں نے ملازمت نہا ہی لیکن اورٹ کے حامل ہونے سے راہ پناہی اور پناہی واری

کی تھی کہ اگر دروازے کھڑے کے کھلی جاتے تو بھی کچھ نظر نہ آتا۔ پس جناب عالیہ نے لوگوں کو ہوا سے اپنی شکایت گوارا کی اور اجازت جانے کی دی آگے قنات کا پردہ کر لیا اور جھلمیاں و نارت بند رہی تھیں دروازے پر خواجہ سراسر گرم حفاظت رہتے تھے اور بعض اوقات محلدارین باہر آتی جاتی تھیں اہل شہر اس فریج کے دربار ہندوستانی سے بہت متعجب ہوتے تھے اور ہر وقت گرد مکان کے ہجوم عام رہتا تھا سب ملازم و شالہ پوسن نظر آتے تھے اور قنات خانہ ملازمین کو خالی کر دیا تھا اندر سے کمرون میں معززین رہتے تھے نوکر جا کر دن بھر بازار وں میں پھرتے تھے۔ یہ وہ بات مرغ وغیرہ نوکامات مول لیتے تھے ٹوون میں روپیہ رکھتے تھے۔

۲۲۔ اگست مطابق ۲۱۔ دیکھو روز شنبہ شہور ہو کہ صاحبان عالی شان جو معززین ہیں اور سیم شاہزادوں و جناب عالیہ سے ملاقات کو آئیں گے دروازے پر جمیع انہوہ خلاف ہو ایکس سوا سے زمیندار جاگیردار اور امرا اور اغرا سے ولایت دوسرے کو اجازت حضور سی ہوئی اور بعد ۳ بجے دکنو و ملازدار پایا اور ۴ بجے ملاقات جناب عالیہ۔ اسپن کثرت لوگوں کی عمارت کے سامنے بہت سی ہو گئی اور پروگیاں عصمت کے دروازے پر خط فارسی انگریزی لکھ کر لگا دیا کہ گورے اندر داخل نہوں۔ جو بدار عہدائے شہری رو پہلی سے کراہتاں کو کھڑے ہوئے پرنٹن صاحب جس صاحب مترجم حاضر ہوئے اور وائے امر کے سیکو اجازت داخل ہوئی۔ اور دربار بالا خانے پر جو کوسو سٹے کہ شاہزادے وہیں تشریف رکھتے تھے اور ملازمین زمین پر کھڑے ہوئے صاحبوں کی رہنمائی کے واسطے جب ۳ بجے پہلے سحر بر صاحب شاہزادوں کے پاس گئے اور وقت دو نوں شاہزادے کمرہ خاص میں ٹہل ہے تھے مرزا ولی عہد کا لبادہ کار چوبی طلا سے مغرق سرخ رنگ کا جرنل صاحب کا آبی رو پہلی تاج شانہ ملکل بجواہر سر شمشیر ولایتی مغرق پرنٹن کلف زیب کفر بھی خواجہ سرے عیسیٰ بیچے کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میر صاحب اوسکا نام لیتے تھے وہ کمال تہذیب سے سلام کر کے دوسرے کمرے میں جا کر ٹھیکتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر ونگل پر بیٹھے اور صاحب کرسیوں پر اس مجمع میں ارل آف مارڈوک اور اوٹلی لیڈی مارک وائے کونٹ لیسٹن اوٹمرل آسن گفٹ سر جارج میل سر جارج جرنل پالکٹ اے لکھنؤ جو زمان جنت مکان میں رزیدنٹ تھے اور اوٹلی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئی جرنل صاحب اور جرنل پالکٹ میں باتیں ہندوستانی

مساوات میں جلوہ افروز ہوئیں اور وقت سبب خاص سامنے۔ اتفاق چاکر کر انہیں اجڑا کہا
جیسے حالت سرت و سرور میں کہتے ہیں ایک شخص غمیر کو چنگ بخش پر جا بیٹھا اوسے اویسٹ
اونار ویا میجر بڑو صاحب نے عرض کیا اندر و صاحب کو تو ال شہر سلام کرتے ہیں حضور جیل
سے ہاتھ نکال کر موافق رسم ولایت مصافحہ فرمایا بعد اسکے مسافرت راٹے کر کے راجل یارک
ہوٹل پہنچے سلاطین و اعلیٰ جوہین کاروانسرا سے ولایت بہت عمدگی سے آہستہ دتی ہیں جس میں
امرا سلاطین اور تہذیبی ہین گھر سے زیادہ آرام ملتا ہے نہ مل سراسے خرابہ ہندوستان۔
اسکے بعد اندر و صاحب اور امرا سے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی داد و خواہی کو
کیا تھا استقبال شاہزادوں کے لیے جہاز پر گئے جنرل صاحب مرزا اولیٰ عمد سے ملاقات ہوئی پھر
جہاز سے اتر کر چار گھوڑے کی گاڑی پر سوار ہوئے میجر بڑو صاحب اسی گاڑی میں پیشرو بنے
جنرل صاحب تماشے خلق پر کم متوجہ ہوئے مرزا و بعد کا قدموزون تقریباً ۱۶۔ فیٹ۔ ۱۶۔ انچ۔
کاٹن لاغرا۔ برس سے زیادہ سن شباب نہیں معلوم ہوتا تھا۔ گندم گون۔ روشن چشم صاحب
قہنہ کا معلوم ہوتے تھے انکے عم نامہ ادراجوان قومی اکیل پوشاک دونوں کی بہت عمدہ
شامانہ جواہر پیش ہلہ بنے تھے خلعت اعلیٰ تشریف آوری کی منتظر تھی متعجب ہو کر سمجھوں نہ تھا
کہ مرزا و بعد عدم واقفیت سے چپ و راست دیکھنے لگے جنرل صاحب نے منہ پر ہرگز موافق و سوار
ہند ہاتھ سلام کا پیشانی پر رکھا پھر داخل سرا ہوئے۔ راہ میں خواص گس دان تھے۔ یہاں بھی
اوس سے زیادہ کثرت از و نام بھی میجر بڑو صاحب و نوشاہزادوں کو سرا کے کوٹھے پر بیٹھے
سب مخاطب ہو داستان اودوم زبان میں بیان کیا یہ امر خاص اس تصریح سے کسی ہندوستان
نہو سکتا۔ الحق کہ وہ اپنے حق خیر خواہی سے ادا ہوئے۔

بیان میجر بڑو صاحب

ایمان اس۔ میں کلمہ مجاہدینہ تعالیٰ اور جنرل صاحب مرزا و بعد کی سروس کیا ہے
کہ حضرات تمہارے بہت ممنون و مشکور ہوئے جو تم اس خوبی سے پیش آئے اور کمال سرت
ولی سے نئے خرا کہا لیکن تم پوچھو گے کس سبب انکا آنا ولایت برطانیہ میں ہوا اور اپنا واسطہ

سکھ بریجنا بعالیہ جہاز و دوی پر سوار ہوئیں عجیب معاملہ پیش آیا کہ تندی و شدت ہو اسے
 اوسوقت جہاز کو طلاطم تھا جہاز بعالیہ اپنے لباس خاص سے اوجھ کر سطح جہاز پر گر پڑیں۔
 صاحبون نے چاہا کہ دوڑ کر اعانت کریں لیکن بسبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے
 بہتر خرابی عورت کی اعانت سے خاص کرے میں داخل ہوئیں اس قافلے میں کسی بہ
 منشیان و قلم مشغول اپنی تحریر کتابت میں تھے جب جہاز سے صندوق بار کنارے اترے
 پوٹ پر گروام میں رکھے گئے جنہیں منشی سے خالی کر رکھا تھا اور حسب الحکم گورنر خزانہ
 جناب ملکہ معظمہ اسباب کو بہت احتیاط سے اوتار انحصار پر مٹ نہ لیا فرش خواب اور اسباب
 باورچی خانہ کثرت سے تھا ایک مسخرہ بھی انکے ساتھ تھا جس سے سب ہنستے تھے۔ نوکر شاگرد
 ختم پتے اسپین غل و نشور مچاتے تھے اس عرصے میں بوجہ سواری جہاز بعالیہ کے کچھ نہ ہوئی
 اس جہت سے منظور ہوا کہ بالکی میں سوار ہو کر اتریں گاڑیوں پر سوار ہوں جو کنارے کھڑی
 جب ۳ بجے دو گاڑیاں بہت عمدہ چار کھوڑوں کی حسب الحکم کو وال شہر آئیں اہل شہر شائق
 سواری تہزاروں جمع ہوئے کنار دریا سے جہان گاڑیاں کھڑی تھیں فرسٹ قالین بچا دیا
 تھا جہاز کے آگے خواجہ سرا ارکان دولت صفت بستہ قاعدی سے کھڑے ہوئے جب ماں جلو س
 سواری ہو چکا فئات پر وہ بھی جس سے فقط عکس و صورت ملفوف پارچہ مثل عورات مصر
 معلوم ہوتا تھا انکے پانون میں خراب تھی لیکن جوئے مغرق بھاری سنہرے زیب پاتھے
 خوب چمکتے تھے جب گاڑیوں پر سوار ہونے لگیں ایڑیاں نظرائی تھیں قرینے سے معلوم ہوا کہ یہ
 دونوں بیبیان مقرب خاص ہیں جب گاڑی میں سوار ہو چکیں اوٹ پر دے کو جلد جہاز سے
 اوتار اودھون طرف پر وہ کیا اسمیں بوجہ سواری نمود ہوا سیتون سے باندھ کشتی پر اوتارا۔
 پہلے رنگ کا مغرق بوجہ کا پر وہ تھا۔ سرخ بڑا چھاتہ مغرق پہلو سے بوجہ میں تھا اوسمیں وہ
 عصمت تاب پر و لٹن تھی جسپر کبھی نظر نا محرم نہ پڑی تھی چوہدار عصا سے نقرہ و طلا ارکان
 دولت بااداب شائستہ پیش پیش جلوہ سواری میں تھے اوسوقت اہل شہر تہمتی عکس ظل
 جہاز بعالیہ کے رہ گئے خواجہ سرا ملازمین بدستور ہند سرگرم اہتمام تھے کسیکو گاڑی کے پاس آنے
 دیتے تھے پھر اسی طرح گرد گاڑی کے پر وہ کیا اسمیں وہ ہاے اوج اقبال شہزاد نرج

۲۰۔ رے فضل خدا سے نجات پائی۔ ۲۱۔ اگست مطابق ۱۸۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۰۔ بجے شام کو لکھنؤ
سوتھمبٹن یعنی جنوب لندن میں پھونچے یہ دو نو بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن واقع ہیں
اس شہر میں تجارت خاص ابریشم و قالین وغیرہ ہوتی ہے، ۲۲۔ کوس کا فاصلہ لندن سے
راؤنڈشلی ہے ریل پر ۲۔ گھنٹے میں لندن پھونچتے ہیں۔

نٹشی میر رنج منشی میر حسن کے بیٹے ملازم حنت آرا سکا ضعیف البنیان اکثر لکھنؤ میں ہیں
ضعف موی سے رہتے تھے وقت رو اگلی کر لیا میں جب اس مولف کتاب سے ملاقات
ہوئی کہا کہ تم قصہ عمر لندن نکرنا تمہارے قوسے بہت ضعیف ہیں صدات ہزارہ دور
نہ اوٹھا سکو گے بلکہ اپنے بیٹے میر محمد شفیع کو بھیج دو تو مناسب ہے وہ جوان ہے تحمل مشقت ہو گیا
خیال میں نہ آیا میں سو روپیہ در ماہہ کا لالچ کیا پہلا خط سیلان سے آیا کہ مرض اسہال ہو گیا
امید حیات منقطع ہو چکی ہے آخر ۱۳۔ ذی الحجہ ۱۱۵۰ مطابق ۱۵۔ اگست مقام جبرالٹر میں جنازہ
پر انتقال کیا بعد غسل و کفن جہاز کور و کا چھوٹی کشتی پر نفس کو رکھا غریب رحمت کر دیا جہاز
صاحب کو اونھوں نے وصی کیا تھا بادشاہ نے میر محمد شفیع کو سرفراز کیا خطاب دیا کچھ دنوں
ملازمین جدید و عا کو و صاحبات محل لکھنؤ کی خدمت روانہ کئے اختیار میں رہی اب کلکتہ میں حاضر ہوئے

۱۸۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۰ یہ سب احوال لندن مولف کتاب نے از روئے
خطوط لندن جو مسیح الذینان اپنے عم نامدار محمد خلیل الذینان کو
بھیجتے تھے بندے کو وہ خطوط دیکھا دیتے تھے سمعی نہیں بلکہ
اور خود مسیح الذینان نے کتاب لکھی ہے اوس میں سب احوال
بتصريح تمام ہے

اخبار میں لکھا ہے کہ ہمارے جہان جہاں جہاں اور عورات پر وہ نشین تھیں سب طرف سے
بند تھا کہ شخص نامحرم نہ جاسکے و تو میں مرتبہ گانے کی آواز آئی غالب ہے کہ مرثیہ پڑھا ہو گیا

روپے لکھنؤ میں پائے تھے۔

حاجی صاحب سوئزر سے چھوٹی کشتی پر مصر یون کے ساتھ روانہ ہوئے راہ میں پہاڑ سے ٹکرائی کشتی ڈوبنے لگی تین سو تیس آدمی و غنہ غریق رحمت ہوئے حاجی صاحب نے وقت ڈوبنے کے ایک سہرہ زر نقد کمر سے کھول ناخدا کو دیا اس نے اپنے ساتھ چھوٹی کشتی پر سوار کر لیا ہزار خرابی کنارے چھوٹے اس وقت وہ روپیہ تصدق جان ہوا اگر نہ یہ بھی سکے ساتھ ڈوبتے وہاں سے اونٹ پر سوار ہو تین دن میں مدینہ منورہ چھوٹے پھر جد سے آئے ایک تاجر دوست قدیم کے ساتھ حج کو گئے بعد قراغ عدن میں آئے جب جہاز سوئزر سے آیا سات سو روپیہ کرایہ دے کر کلکتہ آئے شرف ملازمت خاقانی حاصل کی ساری کہانی سفر تبصریح بیان کی پھر لکھنؤ آئے عبال سے ملے۔ ایک دن امام باڑہ نواب حسین الدولہ میں مجلس عزاک میں منین جمع ہوئے اپنی ساری داستان سفران بہتر بیان کی۔

غرض قافلہ شاہی نے مصر میں پندرہ مقام کیے فی الحقیقت خشک راہ ہوئی عباس پاشا سے مصر قافلہ شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدین خان سے ملاقات ہوئی منظور خاطر ہوا کہ شاہراہوں سے ملاقات کیجیے اور طریق ضیافت و مہمانی فراخ و حال ہو لیکن صاحبان کے خدشہ توہمات سے مناسب وقت بنانا بلکہ وہاں کے بالیوز کو کچھ خدشہ گذر اتھا رفع کیا گیا ۲۹۔ ذیقعدہ وہاں سے ۸ بجے زیل پر سوار ہوئے شام کو سکندریہ میں چھوٹے یہ مسافت تین گھنٹہ کی ہے معرفت خداینجیق تاجر کاروانسرائین اوتربے ۴۔ ذیحجہ چار شنبہ بعد دوپہر کاروانسرائے چلے ۴۔ بجے جہاز انڈس پر سوار ہوئے اوسیدان جرات علیخان میراوا لاسلی ہر فرجی پارسى وغیرہ مع مرسلہ خزانہ خرچ چھوٹا کچھ راہ رکاب ہوئے ۶۔ ذیحجہ شنبہ کو بعد ان کے مالٹہ میں ٹنکر کیا خوبى حسن عمارت عالیشان شہر قابل دید تھی لیکن اس شہر میں ہر شے ہر قسم کی ہت خوب ہے لیکن گراں حد سے زیادہ چار گھنٹہ رات گئے وہاں سے انگراوٹھا کر ۱۲۔ ذیحجہ ۱۲۔ روز جمعہ حیرانہ میں چھوٹے یہاں عمارت عالیشان کو پہاڑوں کو تراش کر بنایا ہے اور رنگ برنگ کی ٹنگاری اور نقش کا کچھ کھدوے ہیں نسبت مالٹہ کے یہاں ہر شے کو ازراہ پایا۔ ۳۔ دن کے بعد یہاں سے چلے اس دریا میں طوفان عظیم اٹھایا بسکو تین غصہ ہو چکا تھا

عدن سے لنگر اٹھایا ۱۵ ذیقعدہ شنبہ کو بعد ۱۰ بجے سوئز پہنچے

جب چھوٹے دودھی پر قافلہ بنا ہی سوار ہوا تھوڑی دور چلا اتفاقاً خاسدان حسین پیش
جواہر پیش بہاندر جناب ملکہ مظہرہ دام اقبالہا تھے میان خلیفہ کے آدمی کی نفل سے سمندر میں
کر ٹپا کتا رہے پھونک پھر علیس الدولہ حاجی توکل میان خلیفہ - نواب ہمدی قلیخان - میان
الاس کپتان برنڈن کشتی پر سوار غوطہ خورے کر گئے بہت سے ہاتھ پاؤں مارے سنپایا -
ناکام پھر آئے - اخبار کلکتہ سے اسکے خلاف سنا گیا کہ یہ سب فریب تھا و اشد علم -

سوئز کے پنج گھر میں پچاس روپیہ یومیہ کرایے میں جا کر اوتارے ۱۶ ذیقعدہ یکشنبہ کو درگاہ
دن رہے کروئیک ڈاک پر سوار ہوا ۱۷ دو شنبہ وقت دوپہر داخل مصر ہونے ہوئے
کاروانسرا میں ہانسور و پیچے کرایے کا گھر لے کر اوتارے اس مسافت کا فاصلہ ۲۴ کوس ہے
۱۹ ذیقعدہ یوم پہار شنبہ ابراہیم پاشا کے مکان میں اڑھائی سو روپیہ کرایہ دیکر اوتارے و من دن
ایک مصر میں رہے مقام منبر کہ مشہور حسین مہینے بموجب ایک وایت کے سر فہرست جناب
سید الشہداء ۲۷ دن ہے دوسرے فرار جناب زمین خانوں - نذر محمد بن ابی بکر جو حاکم مصر
ہوئے تھے جناب عالیہ و ان نثرین لے گئیں - مجلس غراک - ایک جگہ اکا دن روپیہ دیکر
پر پچیس روپیہ نذر چڑھائے - رات کو مراجعت کی و نفل مصر ہوئیں -

شیخ محمد علی ذاکر و ہسم و اعظ

شیخ محمد علی ذاکر و اعظرافات جرنل صاحب میں گئے تھے لکھنؤ میں اپنے خیال کو نواب حسین
کے سپرد کر گئے تھے خود نفل تھے کہ جب ایام حج خانہ کعبہ قریب پہنچے میں نے اپنے نفس پر
حکومت کر کے خیال کیا جیف ہے کہ تو خانہ کعبہ سے پشت کرے اور منہ سمت لندن یہ لوگ سپاہ
استر و ادانی سلطنت کے جاتے ہیں تو کس امید شفاعت عبسوی پر جاتا ہے اسکے سواراہین
کچھ صورت خلاف مزاج بھی گزری تھی بہر حال جناب عالیہ اور جرنل صاحب سے عرض کیا مجھے
خصت حج ملے ایام حج قریب ہیں آپ کے واسطے بجزو قلب اوقات خاص اور مقامات
خاص میں وعا ملگوں کا دوسرو پیچے نان راہ عنایت ہوئے - سوئز سے زحمت ہوئے و نفل

لنگر اوٹھایا خضریٰ مین جا کر ارکاتی مین لنگر کیارات وہین گذری شدت ہوا اور ملاطمت حرکت
 جہاز سے حال عورات ہندوستانی نادیدگان سفر کا دیگر گون ہوا ہر ایک کا مادہ فاسد بیجا نہیں
 آیا حق بجانب ہے اول یہ کہ خلافت موسم ہے ضرورت کوئی صاحب بھی عازم ولایت نہیں ہوتا
 بلکہ مشیر سے تنقیہ مزاج کر لیتے ہیں کہ مادہ فاسد سے باعث فساد نہ ہو مگر یہ امور دافعت اور
 اطمینان سے ہوتے ہیں اس میں یہ قافلہ مجبور تھا روزروانگی لکھنؤ جو صدمہ ہوا البیاسی ہوا
 روح پریش آیا کہ وطن مالوت سے چھوٹے ایسے روز بد کی گاہ ہے کو خبر تھی جو بیسیان کبھی لکھنؤ
 کسے دریا چہ گوشتی مین سوار حکومت نہ ہوتی ہوں وہ دفعہ صورت بجز محیط و یکھین و عجباہ
 غرض وہ شب اسی اضطراب و کرب مین گذری جس سے کوہ ہماز لنگر اوٹھایا خلیج بنگال سے
 داخل آب سیاہ ہوا کہ سو اسٹیم آب اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ۱۰ اشوال روز یکشنبہ بعد
 وہ پہر داخل احاطہ مدرس ہوا اجنا بعالیہ اور جرنل صاحب کلال ایسے مشاہدات نادیدہ سے
 دیگر گون ہوا چاہا کہ فصیح غریمت فرما مین کس واسطے کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن ملازمین کی
 فہمائش سے چار و ناچار مال کا سمجھ کر راضی برضاے الہی ہو مین اور بیسیان ولایتی جو جہاز
 مین تمھیں اونکسے دیکھنے سے بھی فی الجملہ شک مین خاطر و اطمینان نہ ہو مگر مرزا و صاحب
 بہادر کا مزاج بسبب موت شباب جو انی جادہ اعتدال سے منحرف نہوا بلکہ ان مشاہدات
 کو تماشاے عالم سمجھتے تھے۔

۲۲۔ اشوال وقت صبح جہاز سرانڈپ سیلان مین پھونچا مین دن تک انتظار جہاز چین مین
 رہا جو تھے دن ۹۔ بجے جہاز آیا ۱۰ بجے ۲۴ کو لنگر اوٹھا یا۔ ۱۱۔ شہر ذیقعدہ کو عدن مین پھونچا
 اتفاقاً منساخا کر وب قافلہ شاہی دفعہ جہاز سے سمندر مین گر پڑا گورون نے فوراً رسیان
 جہاز سے پھینک دیں جہاز کو بخشی کیا یعنی روکا۔ کپتان نے دوبر مین سے دیکھا سیاہی سر کے
 بالون کی نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تھا گورے چھوٹی کشتی مثل باد صحر کے گھر
 پھونچے ایک ساعت کے بعد جہاز پر سے سے باندھ کر کھینچتے تھے کہ دفعہ رسی ٹوٹ گئی پھر
 ڈوب گیا سارجن اور گورے پانی مین کو ڈبوئے زندہ جہاز پر جہاز پر لائے جہا بعالیہ نے
 خوش ہو کر مرار روپیہ انعام دیا کپتان نے اونھیں گورون جو اس کو دیدیا و سیدن شام کو

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا فی الحقیقت مرثیہ احوال ہے اور اسکا بھیجنا نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور خاطر اقدس ہوا نواب خاص محل سے مہر خاص طلب فرمایا نامناسب اور خلاف تہ شاہی سمجھ کر غدر فرمایا کہ یہ درپردہ گداہی ہے اس قدر تو میں اپنے ماتھے سے کرنا کیا ضرور ہے مہر سب سے بہتر ہے بادشاہ نے مہر بہرٹ اور کرنل کو پنا صاحب سے فرمایا آپ اس وقت مصلحت میں جا کر میری تمہارے آیتے جب دو نون صاحب نشریٹ لائے فرمایا جب حکم نواب گورنر جنرل ہم مامور ہیں تعمیل حکم بادشاہ میں بہتر یہ ہے کہ مہر عنایت فرمائیے اور وقت مجبور ہو کر عرض کیے۔

جب قصیدہ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا حکم ہوا جو بادشاہ طلب کرین بے تامل بھیج دو چنانچہ دو لاکھ روپیہ طلب ہوئے بادشاہ کو صاحبات محل کا فساد میں لٹا معلوم ہو چکا تھا وہ روپیہ لکھنؤ مع تحالفت بھیجا اور حسب الحکم ہر ایک کو ملا۔

بقدر رفع الحکامہ فساد اکثر صاحبات محل مع مرزا قمر قدر کلکتہ گئے بعض حسب الحکم بادشاہ بھیج دیئے آئے سرکہ سے نوٹ جالی ہر ایک کو ملی بدستور زمان شاہی جاری ہوئے ہر ایک صاحب اختیار ہے بادشاہ کسی کے مزاحم حال نہیں ہوئے سب دست بدعائے خیر ہیں۔ نواب گورنر جنرل نے ازراہ علوم ہمت نسبت بادشاہ فرمایا تھا بقدر بادشاہ طلب کرین لیکن بعض اہلکار کم ہمت اور مقربان خاص نے خیر خواہی سے عرض کیا مبادا یہ روپیہ نخواستہ عینہ سے بروقت وصول وضع کیا جائے اس جہت سے بقدر ضرورت طلب پر قناعت فرمائیے۔

پاب چوتھا

قافلہ سیلانی راہی لندن ابتداء سے روانگی کلکتہ تا مراجعت
مرزا ولی عہد کلکتہ میں

۱۔ سنو ال سب چار شنبہ ۱۲ شوال مطابق ۱۰ جون ۱۸۵۸ء بمقام جہاز خانہ مسماۃ بنگال قافلہ
شاہی ۱۰ جون ۱۸۵۸ء روز چار شنبہ ۱۹ جون وقت ۱۲ بجے کارٹون سے ریویر جہاز لے

لگی ہیں گھوڑیاں اوسمیں کہ پر یاں پر شاہ پیر
دلا اک مطلع خوش برج فیل خوش میں انشا کہ

وہ گاڑی ہے سواری کی کہ جیسے جرج عظم ہو
الا اے کلک کھنٹے میں نہ تو سوقت کچھ کم ہو

مطلع و صفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سے کہیں کم ہو
فلک کوہ و شکوہ کنبہ اصغر سیر صورت
وہ خرطوم اوسکی اسود ہے گھٹا ساونکی جیسی ہو
وہ دندان اوسکے جیسے شمع کا فورمی اندر پیر ہو
بلندی اوسکی ایسی ہے کہ جیسے جرج کی عظمت

جو چاروں بھٹیلان اوسکی بہین تو ابر تک تم ہو
وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلفند بلی کا پیر خم ہو
مقابل میں عدو کے اڑو باجسطر ج سے خم ہو
ویا ظلمات کے رستے میں ذوالنورین باجم ہو
سیاہی ایسی جیسے مشک ناتاری کا عالم ہو

در عرض حال خود

ترا میں کترین اک مدح خوان ذات انور ہو
جو دامن تیرا بکڑا ہے تو پوزی و شگیری کر
جو مار و کچھ میں چارہ جلاؤ مج نہ ہے یہ
نرن و فرزند اسباب ریاست مال مزر و دولت

نرمی لطف و عنایت کا نہ سایہ مجھے اب کم ہو
کہ ہر جاؤں کہوں کس سے جو میرا کام ہر دم ہو
ہمارے حق میں جیسی ہونہیں شکاؤں نہ کہ کم ہو
نثار راہ ذی شوکت ہو اب دل کو کیا غم ہو

مطلع

اعانت خرچ کی اسوقت میں کیوں نہ حاتم ہو
یہ چھوٹے چھوٹے بچے نفی جانین بچ گئیں بیشک
مقدم سب پہ ہے تیری راہی بیخبط ہوں میں
دل شاہ اودھ دیتا ہے تجھ کو یہ دعا ہر دم
رہے حکم حکومت ملکہ عالم کی دنیا میں ہر

میرا ہر دم ہو ارطب اللسان نواب اکرم ہو
یہی ہے آرزو مجھ پر عنایت اب نہ یہ کم ہو
اکسی تیرا سکے مہر و مہ پر بھی مقدم ہو
وے اے اختر ناچار میں تاثیر ہر دم ہو
وزیر ملکہ انگلت طہر دم شاہ و خسر ہو

ایام جمعیت و کامرانی بخت و شادمانی مدام بکام باد

وہیں یہ مطلع خوش جویش کلک فکر سے بچا
عجب ایسے مطلع کا صلہ تحسین ہر دم ہو

مطلع

سکندر جاہ و کیا کوشش نوشیروان عالم ہو
ارسطو فہم و افلاک نش خاتم سے ہم خم ہو

در صفت شمشیر

وہ شمشیر مصفا ہے کہ جو ہر جبکہ انجمن ہیں
جہان میں سرکشوں کے حق میں حکم کا کام ہیں
غضب سے گرنے میں بدان میں وہ وحدت ہو کثرت
تمھاری کرج کا سایہ صبا پر گر چہ پڑ جائے
نکل آئے میان سے وقت رزم و جنگ مجدم
جو قبضہ ہوے سورج کا تو بھل سب مبیہا ہو
اگر تو کھینچ لے گھوڑے پر اوسکو اسے فلک شست
عدو ن کے لیے بھلی کا کام اوس سے عیان ہے
خشبہ ان خصال گل رہیں جلتے رہیں دشمن
ولا انک مطلع خوش و صفت توسن میں فہم کرتو

وہ دھار او سکی ہے جیسے تار کا صابون لک و دم
سطیعوں کے لیے نہر لبین کی دھار ہر دم ہو
ضیفم ہو نہ جن ہو نہ پری ہو اور نہ آدم ہو
ہوا کی جان کو ڈورا اسنی تلوار کا سم ہو
یہ ٹھہرے سامنے کوئی تھمتن ہو کہ رستم ہو
سراب کھکشان جبرخ اس قبضہ پہ ہر دم ہو
تری کرج فرنگی سے سیر افلاک تک خم ہو
خربون کی دھارے دست صیف صاف ہو دم
الم پر ہوا الم بدخواہ دولت کا یہ عالم ہو
جو جویش رحمت مدوح ہے ذرہ نہ وہ کم ہو

مطلع

بہلا وایا پری با عور یا صرصر ہو آدم ہو
کسے گڑھسوار اوسکو کہ ناپ آسارے عالم کو
بس اک سر پٹ ہو اوسکا ہندو چین و شہ فر
وہ آہو چشم ہے اور کان جیسے آم کی بھاکین
وہ ہم جیسے ہرن کے کھروہ پیش پس بری صورت
جوے لو تھہ میں بانی نہ چلتے وقت وہ چھلکے
فنا اک مات سے اوسکے مد و پختہ تن ہو جوین

ادب میں وہ زستان کام میں مجبلی عالم ہو
بجمال اتنی نہیں گراک قدم وہ حکم سے کم ہو
فرنگستان ہو روم و شام ہو یا آسمان آدم ہو
ہر اک آنکھ ایسی جیسے نشہ اک بوتل کا ہر دم ہو
کہ جیسے مور وقت رقص مراد دم سے با ہم ہو
اشارہ ہو تو مچکے چار جامہ ہر رخ کا خم ہو
کسانوں کی زمین کے واسطے سم دانہ ہر دم ہو

در صفت گاڑی

قصیدہ حضرت سلطان عالم واسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے

جب حضرت سلطان عالم رونق افروز قلعہ کلکتہ ہوئے تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر کی شان میں انشا فرما کر بھیجا تھا اوسکی نقل بھی عبرت الناطقین سمجھ کر مندرج کتاب کی ہے یہ بھی صورت انقلاب زمانہ ہے وہ یہ ہے۔

قادر و الجلال ریاض دولت و اقبال ابریکہ آراے سلطنت و شہت رونق بخش ہر رشوکت و عظمت را باہم ہے سیاح عنایت خویش بدام شکفتہ و خندان و محضر زمان دارو۔
بجہد ہر ہمیر ہر پیر بختی و محتجب نہ اندر خلص دیرینہ چند شعر و مدح ذات بابر کات آن سید و صفات انشا ہو وہ براسے ملاحظہ عالی ارسال میدارم کہ قبول افتد ز سپہ عزم و شرف۔

قصیدہ در حکم نزع مضمون سلالم

مشیر خاص شاہنشاہ انگلستان کبر و بر
وزیر صاحب تدبیر و باتوقیسیر و باہمت
سپہ سالار و سالار سپہ آصف منش خاتم
نگین باقی ہے نام پاک کے کیا اسپر و شن ہوا
ارسطو اسے دکر اسے عدل و رستم تن فریدون
سمن برہو سہی قد ہو وزیر ملکہ عالم
کر و میدان میں ادنیٰ پیر زال کوزہ بخت اسکو
جہان دار و جہان بخش و فلک بخش مانت
ہلال مہر ماہ و کوکب و نور نجم و ہتاب و
سپہ رفعت و اوج سماء نور ہند و ستار
سر آراے ہفت اقلیم و حکم شاہ انگلستان
ظفر یاب و ظفر ہو ظفر کردار و فواج ہو
نہایت فکر میں تھا مدح خوان شکو کہ یکبار

تھیں فرمانروا کے ہند و ستور عظیم ہو
قلم دار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو
بڑے جنرل بہادر صاحب سیف اور حاتم ہو
سپہ جاہ و مہر جرج و مہر اسم اعظم ہو
بہادر اور حرمی ہو اور معزز اور مکرّم ہو
جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو عظیم ہو
نگاہ تہرے دیکھو جو رستم ہو وہ بیدم ہو
تم ایسی عید ہو عیسے نفس ہو رشک حاتم ہو
قمر قدر و مہ بدر و صبا سے شمس و عالم ہو
عقیل و نکته فہم و نکته سنج و بدر عالم ہو
سنان دست سلطان جہان ہو رشک ضعیف ہو
علمدار خود و عدل و ہمت ہنس عالم ہو
ندائے مانع غیبی سنی تو آج خورم ہو

جب چٹھی چیٹ کشتہ در جواب براسنور و صاحب کے پاس گئی اسی صورت سے لکھو آئے گلستان ارم میں کازنگی صاحب ڈپٹی کشتہ نے رو بکاری کی علیہ نے اونکے واسطے جلیانی نہ تجویز کیا گجراج سنگہ نے کہا یہ عزت دارین و مان انکا بھیجنا مناسبین اگر جائین گے بیڑیان پڑ جائین گی کھڑی بھیرین و مان سے رہائی پا جائین گے مفت میں بدنامی ہوگی مقرر حکم چیٹ کشتہ رہنا چاہیے چنانچہ اسی وقت حکم چیٹ کشتہ آیا کہ انھیں چھوڑ دو جہان چاہین چلے جائین عرض کی ہم کہاں جائین ہمارے مکان سب کھد گئے حکم ہوا انکا آٹا سرک پر پھینک دو۔

عرض و مان سے افتان و خیران فرنگی محل میں اپنے نسبتی بجائی کے مکان میں آئے بعد اجازت حکام اور چٹھی صفائی کرنل ایبٹ صاحب روانہ کلکتہ ہوئے حضرت سلطان عالم کو بھی اسے مال خاطر اس ہنگامہ فساد کی جہت سے اور کچھ منیتر سے بعض کے لگانے بجھانے سے ہو گیا تھا مگر بگواہی صاحبات محل صفائی حاصل ہوئی اور موافق حصہ رمادی ملازین ہمارا ہی انکے بھی دسٹے وظیفہ شاہی مقرر ہوا کچھ روپیہ بھی تعمیر مکان کو ملا انکے سامنے جواہرات اور اسباب سلطانی جو چیٹ کشتہ نے انکی تحویل سے قبل از داخلہ فوج باغی اپنی حفاظت سے کلکتہ بھیجا تھا وہ بھی انکے مقابلے سے سرکار سے ملا اور ہندو نور قدیم انکے سپہ ہوا جب لکھنؤ سے صحت الدرد و غیرہ کلکتہ گئے اپنے رسوخ و خیر خواہی سے بھر بھر صاحب کو ۱۱ نام بد معاشان لکھنؤ لکھوادیے انکا بھی نام نامی اوسمیں شامل کروا جب موجود تھا نے متواتر اسی رو بکاری کی کیسی طرح انھیں چٹھی صفائی نہ ملی نقطہ عشرہ منبر و مان رہ گیا بادشاہ نے اسے فرمایا کہ میں تم سے کیسی طرح ناراض نہیں مگر جب تک صفائی نہ ملے گی میں اپنے پاس نہیں رکھ سکتا مجھے مصیبت اور صدمات قید قلعہ یاد ہیں چار و ناچار پھر لکھنؤ آئے جب بہان کے حکام سے عرض حال کیا وہی جواب صاف پایا اسی جہت سے انکو پٹنہ سرکار سے نالا بلکہ مفسدین کے ہاتھ سے گھر میں رہنا مشکل تھا حکام کو انکی طرف سے گمان خزانہ و فیضہ کی اسبہ یعنی انکو معلوم ہے اپنی خیر خواہی سے نہیں بتاتے۔ ہر چند انھوں نے بد طرح سے عرض کیا مگر یہ منظر فاسد حکام سے نہ گیا خلاصہ سرکارین سے یہ ناکام رہے۔

لیکھ نو مہرٹہ اہم جملات کو اسباب ملامیر و اجد علی کو مہرکار سے لکھ کر وہیہ انعام ملا و مہرٹہ نے ایک دوست کے سہجھانے سے نوٹ کلکتہ لیا اس جہت سے زر حمل پر۔ ہزار بابت تو فہرست بہت سے دیہات زمینداری خرید کیے صاحب نصیب ہیں ہر وقت میں اچھے رہے۔

محرکہ اختتام راجہ مینی ماوہو بخش اور بالاجال احوال مفتاح الدولہ

راجہ مینی ماوہو بخش بہادر تعلقہ نظامت بیواڑہ اپنی بات پر منتقل و نابت قدم رہا مہرکار انگریزی سے کسید طرح رجوع ملی اور جناب عالیہ کی رفاقت سے ماتمہ نہا وٹھایا اگرچہ دامن کوہ میں رہ گیا تھا اور ان کے ساتھ جانے کی کسک اجازت ملی مجبور تھا آخر کئی سو آدمی پہلے بیوں سے فوج مہرکار سے لڑ کر بڑی بہادری سے مارا گیا اور اپنے علاقے سے بھی مع عیال موزاوار ہو کر چلا گیا تھا چنانچہ بعد از فتح نظام کی مہرکار انگریزی سے اس کے متعلقین کی بسر اوقات کو کچھ علامہ ماسہ باقی فرق ہو کر تقسیم ہو گیا۔

مفتاح الدولہ کا احوال یہ ہے کہ جب جناب عالیہ کی رفاقت سے اور مرزا برہیس قدر کے تھما سے میان راہہ مجبوری خضعت ہوئے سمدہیم پہاڑ پر کنڈنگ فوج کے پاس آئے سپرد و پٹی خیر الدین احمد خان ہو کر قید ہوئے اظہار دے کر پہرے میں روانہ فیض آباد ہوئے اور ایک کاغذ لکھ کر افسر سپرے کو دیا فیض آباد میں براسفورٹ صاحب ڈپٹی کمشنر نے رو بکاری کی الٹا کھانا کا مکان رہنے کو ملا اور حکم دیا کہ بے ہاری اجازت کہیں نہ جانا پھر سپرے صاحب جیلنٹ پولیس کے پاس حسب الطلب گئے فرمایا دور سے کوہار سے ساتھ چلو اور تم قدیم ٹھکانہ اراپنی مہرکار کے ہو اپنی عرضی لکھ کر جناب عالیہ کو بلو بھیجو عرض کی میری کیا مجال ہے اور وہ لیونکر میرے لکھنے سے چلی آئینگی نہانا آخر عرضی اس مضمون کی لکھوائی کہ جناب ملکہ معظمہ ام القیاس سنا سکوا مان وئی ضرورت کیا ہے از انجملہ آپ کا بھی قصور معاف ہو آپ بے تکلف تشریف لائی کہ یہ طرح کا اندیشہ نہ کیجیے مہرکار سے آپ کے فراخو حال تنخواہ منور رہو جا لگی جہاں چاہتے رہیں بلکہ کیا عجب ہے صورت قیام خاص او دھرمین ہو جائے اس عرضی کو اپنے گورنر سے کہے گا جناب عالیہ کے پاس روانہ کیا گروان سے کچھ جواب نہ آیا نہیں بھرتک صاحب کے ساتھ دو پر

اور ملکہ جہان کو تنہا سے سپرد کیا اور سبکی دار و فکلی دمی اور نواب خاص محل کی مان کو بھی
تم اپنے پاس رکھو اور شہزادی کو گود میں لے کر بہت پیار کیا اور وعدہ کیا تمہاری تنخواہ بھی
ہو جائے گی پھر فرصت کیا۔

میر واجد علی کے پاون مین گھوڑے سے گرنے میں چوٹ آئی تھی اس جیت سے چہین کشتہ
کے پاس بنجا سکے صاحب بیکور کلکتہ تشریف فرما ہوئے مونٹ گومری صاحب رونق افروز
ہوئے نشی رام دیال تحصیلدار نے اس اتہام سے کارنگلی صاحب سے کہا کہ داروغہ نے اور
محلات مانگیہ کو بھی اپنے گھر میں چھپایا ہے پس چاہیے کہ ان کے گھر پر ڈور جائے سب اسباب گھر
سے لوٹ لائے صاحب نے کہا تم ڈور لیجاؤ مگر ان کے گھر پر نہ لیجانا موجب بدنامی کا ہو گا اس سلسلے
کے چٹھی جنرل اوٹرم صاحب ان کے پاس ہے تحصیلدار نے کہا کوئی نہ پوچھے گا میرا ذمہ ہے
چنانچہ ایک دن ولیم صاحب مارنٹس صاحب کپتان اور خود تحصیلدار مع ایک کپتانی گورہ آئے
داروغہ اور چٹنی آدمی اوس مکان میں تھے سب کو قید کر لیا دوسرے دروازے سے گورے نواب
خوڑو محل سلطان محل کے مکان میں بیک چلے گئے بہت سا اسباب اوس مکان کا لوٹ لیا
کارنگلی صاحب نے اگر کہا حکم جیت صاحب یہ ہے کہ انکا اسباب کیسے طرح لوٹنا چاہیے ان کے اسباب
پر فہر کر لو ہم نواب گورنر جنرل کو لکھتے ہیں جیسا حکم آئے گا عمل کیا جائے گا گورے جو لوٹ رہے
تھے اون پر خفا ہو کر کچھ اسباب ظاہری اون سے چھین لیا اور جو پہلے سے لے چکے تھے اون کی اس
رہا میر واجد علی نے چٹھی جنرل اوٹرم کی دکھائی ولیم صاحب نے نشفی کی مگر محلات میں جا کر
خاکرو بن وغیرہ سے تلاشی کروا کے سب اسباب لے کر نکال دیا۔ سب محلات احاطہ فقیر محمد خان
میں گئے دہان بھی پہرہ رہا۔

دوسرے دن کارنگلی صاحب چٹھی چہین کشتہ لائے بہت نشفی کی پہرہ گورون کا اٹھا دیا
اسباب پر فہر کر کے کو توالی میں رکھوا دیا۔

جب میر واجد علی چہین کشتہ کے پس گئے بڑی خاطر کی نواب گورنر جنرل کو چٹھی لکھی وہاں سے حکم
استرداد اسباب آیا اور چہین کشتہ نے بھی وہی حکم دیا کہ اوٹرم صاحب کے داروغہ کو چٹھی دیکر بتایا
کیا یہ وہی لوٹ نہیں فوج نے اسکی پہل کی کہ یہ حق سپاہ ہے ہم ہندو نیگے مگر پھر ازراہ ہر ورس

کچھ زبور سمیون نے لباس سادہ پہن لیا اور ایک طوفی گلو جڑاؤ بھلیان کا نون کی اوپر گھیر لیا
دستی لے لیں اور داروغہ کی پیش میں سوار ہو خست ہو بین فقط ایک گارڈ بیالی حفاظت
گورہ گیا بعد اسکے بد معاشوں نے ناخبر ہو کر گھر کو گھیر لیا داروغہ نے پھاٹک پر قفل لگا دیا کہ
مبادا پورن کر کے داخل ہوں بسکو قتل کر نیکی اور گارڈ کو ٹھٹھے پر چڑھا دیا کہ سب طرفت گولیاں
مارو بد معاش سمجھے کہ یہاں فوج ہے رک رہے پورن نہ کر سکے۔ داروغہ کو یہ خیال گذرا کہ
اگر سرکار سے ملک نہ آئی یہ بد معاش کیونکر باز رہیں گے۔

جب بیسیان لشکر جنگ بہادر میں پھونچیں اپنا احوال جبریل سے کہا وہاں سے دو پلٹن اور کئی
صاحب اس مکان پر آئے اوس وقت صحابہات محل اور عورات کو سوار کر کے لشکر میں جہان
بیسیان تھیں پھونچا دیا۔ جنگ ہارنے علیحدہ خیمے میں ان سب کو اوتارا۔ بہت خاطر داری کی
ہزار روپے دعوت دے بھجے۔ چم نے جنگ بہادر سے داروغہ کی ملاقات کروائی۔ بعد اسکے
کمانڈر مخفی سے ملاقات کی اونھوں نے محلات کی بہت تشفی کی۔

قیصرے دن داروغہ معرفت آر صاحب جبریل اور برہم صاحب کے پاس حاضر ہوئے صاحب نے گھر سے
ہو کر انکا مزاج پوچھا بہت تسلی کی فرمایا لاکھ وہیہ سرکار سے نہیں انعام ملے گا اور اسی پرورش
ہو گی کہ تمھارے وہم و خیال سے باہر ہو۔ داروغہ نے محلات کے واسطے عرض کیا کہ جاگیر
و تنخواہ نوٹ وغیرہ سب انکو ملین اور بہر صورت انکی رعایت کی جائے پھر آر صاحب کے فسرنا کہ
انھیں ایک چٹھی لکھ کر دی جائے تاکہ اکیہ حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص فرقہ سب باہر سے
میرزا جبریل داروغہ کے مکان پر سجاوے اور جو انکے متعلق ہوں انکو بھی نہ سناوے سوا
یہ خبر خواہ اور متوسل اور حفاظت انگریز بہادر میں ہیں اور ایک چٹھی بنام افسران گورہ دی
کہ جہان آر صاحب میں پھر گورن کا مفکرین پھر محلات کو لشکر جنگ بیا در سے منع اسباب وغیرہ
کو لہ گنج میں مقرر اور محبوب خواجہ سرائون کا مکان آر صاحب نے خالی کروا دیا وہاں جا کر
رہے پھر گورہ کر دیا۔

بعد تین دن کے میرزا جبریل علی مرزا قمر قدریٹے سلطان عالم کو سے جبریل اور برہم صاحب کے پاس گئے
صاحب نے حسب معمول تنظیم و فکر میں اور بہت سے کلمات تشفی ارشاد کیے اور فرمایا حسب محلات

سوار ہو کر جلد چلے گئے جب پچاسی دیکھ کر منہ نواب نے نفس طلب کی جواب دیا کہ تم اسے شہید بنا کر قہر پر مباد کیا کرو گے ہماری باعث نکلیت ہو گا بعد اسکے قلعے میں گر دیا اوٹکے حبال کی سیراوقات کو کچھ کمر کار نہ مقرر ہو گیا ہے۔

اسیران فرنگ کا بچنا اور رسوخ میر واجد علی کا ہونا

جب گورے قریب کوٹھی جنرل مارٹن محمد باغ چھوٹے دار و نہاد واجد علی نے اون بیبیوں اسیر کو جو فوج باغی کے ہاتھ سے محض قدرت خدا سے بچ رہی تھیں نواب محسن الدولہ کے مکان واقع گھر پالی میں بھیج دیا تھا پلٹن نادری کے تلنگے قیصر باغ سے بھاگ کر وہیں اپنے پڑا کو آئے سپاہیوں نے کہا یہاں محلات علیہ علیشاہ اور عیال دار و نہاد میر واجد علی ابن اہم نے اوترنے دینگے تانگون نے نانا ایک چپراسی نے دار و نہاد کو خبر کی اونہوں نے جلد بیبیوں کو تال دروازے میں چودہری جگتا تھ کے مکان میں بھیج دیا اور دونوں کے گروہوں نے مکان نواب محسن الدولہ واقع پنا بازار پر آکر گویا انہاں ہمارے شروع کیں خصوصاً میر مکان میں یہ بیبیاں تھیں گویا آن لکھیں۔ وہاں سے ملے منصور نگر میں جہاں نواب خرمعل سلطان محل اور بہت سی عورات محل تھیں بھیج دیا نواب خرمعل نے احتیاطاً بیبیوں کو علیحدہ کوٹھی کے کمرے میں رکھا اور اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ لپکا کر کھایا یا کرتی تھیں اس وقت کہ مباد کسی ماما لونڈی کو خبر ہو جائے۔

جب احمد اللہ شاہ نے درگا حضرت عباس میں آکر مورچہ کیا وہ قریب منصور نگر متصل سکونت صاحبات محل تھا۔ میر واجد علی نے بیبیوں سے ایک چٹھی لکھوائی جسے ہم میر واجد علی دار و نہاد کے مکان بن بن ہیان بھی بد معاش چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں جو صاحب اس چٹھی کو دیکھے فوراً مع فوج آکر محلوہاں سے لپکے دار و نہاد سے ایک شخص کو روک دے کر مع چٹھی بھیجا۔ رام میں قریب اکبری دروازہ زواں سر پالی پلے وہ چٹھی دی۔ وہ دو لپنی اپنی لے کر آئے۔

نواب خرمعل نے بیبیوں کے واسطے کشتی بھاری پر پناہ دی اور سادو لہ اس کے ہنگو آئیں۔

اور تین لکھنؤ کے ہیں گراں کون پونچھتا ہے پیشتر جو کچھ ہونا تھا ہوا۔

گرفتاری نواب جان بہادر خان بریلی

زبانی مرزا امراؤ جان پر ہے کہ نواب بہادر خان رئیس و حاکم مستعار بریلی کسی بہار کے جنگل میں ۱۱-۱۲ دسمبر سے چھپے بیٹھے تھے کسی گوندے نے جا کر خبر لی جنگ بہادر کے پاس آئے اونٹنے پہلے مقدمہ خوان پونچھا بہت سی تشفی کی سہیل صاحب کے سپرد کر دیا اونھوں نے جاہا کہ اپنے نہیں ہلاک کریں صاحب کے کہا اپنے تھیں امان دی ہے خاطر جمع رکھو جب لکھنؤ میں دیکھا ہوئی کرل پیر و صاحب پونچھا تھے مدت تک سرکار کانگ کھایا عہد و جلیہ پر مامور رہے اس سن پیری میں کیوں ایسی سرکار عالیشان سے بغاوت کی جو ابدیائے ہمارا ملک آبادی چھین لیا تھا تمھاری فوج نے تمھارا سامنا کیا جب تم بھاگے تمھارے باغیوں نے ہر نام مستحق ریاست سمجھ کر حاکم کر دیا ہم اسے عنایت خدا سمجھے کہ اپنے حق کو چھوٹے جہانک ہو سکا بچا یا اب تمھارے قابو میں آئے اختیار ہے صاحب کے کہاج عملداری سرکار ہوئی پھر تمھیں ملک کو بخوشی کیوں نہ دیدیا کہ ماطع نفسانی نے پناہ سرکار بھی یوں کسی ملک نے ہی ہے غرض لکھنؤ سے حکم ہوا کہ تمھاری رو بکاری خاص بریلی میں ہو لی چنانچہ سوار پیدل کے پہرے میں مقید ہو کر بریلی گئے حکام نے بعد رو بکاری بھانسی بخونہ کی حکم سنایا اور بھگتی کہ ہم اپنی بخونہ لکھنؤ گورنر کو لکھنے میں جیسا وہ حکم دین عرض کیا میرے سب اظہار بھی بھیج دیکھے انکا ایک گواہ بھاگ گیا دوسرا حوالہ میں رہا قصہ مختصر آخر حکم بھانسی آیا سو بھارا م جو انکا نائب تھا اسے بھی بھانسی ملی اسے شاہجی نے خوب لوٹا تھا جب وہ بریلی سے بھاگ کر ملک اودھ میں آیا تھا ایک دوست بریلی کا کہتا تھا جب نواب کو چوک میں بھانسی کو لائے خلقت شہر کی تمانے کو جمع تھی صاحب شریع اور صاحبان عالیشان بھی آئے تھے نواب اور صاحب شہر سے خوب تعزیر ہوئی جب صاحب کشتہ خاموش ہوئے نواب نے کہا اب دیر لگانا کیا ضرور ہے حکم حاکم مرگ مناجات ہے حسب دستور چلا دے نواب کی مشکین باندھ کہہ دے اوتارنے کو کچھ منع کیا فرمایا ایک ہاتھ انکا لکھنؤ صاحب دوسرا اور صاحب مے پیر فرما کر چلا کر روئے اور

صاحبوں کی جو واسطہ اور بیواسطہ ملی تھیں دکھائیں اپنی حفاظت بمبئیوں اسیر قریب باغ کی بیان کی کہ میر واجد علی میر انائب تھا میرے مشورے و حکم سے کوئی امر اوشے از خود منہ نہ نہیں ہوا تعجب انصاف سرکار سے ہے کہ اس لاکھ روپے کے انعام کا میں نہراوار تھا یا وہ خلاصہ اوس دن سے جیل خانے سے فرج بخش کیے کرے میں یا رام رہنے لگے سرکار سے کسی روپیہ خرچ ہو یہ بھی مقرر ہوئے۔ کئی خدمتگار بھی خدمت کو رہنے لگے۔ کسی پہننے نہایت بکرا رہی آخر بخیر بھانسی ہوئی رجب مراحہ اپیل ہوا جارج کیمبل صاحب جو ڈسٹریکٹ کسٹرنے حکم بھانسی منسوخ کر کے حکم دیا ہے شور و باجہ زبردستہ بین کو جو قریب کلکتہ ہے روانہ ہوئے۔ میان راہ جہاز سے اونٹن کر کہیں بھاگے تھے پکڑے گئے۔ حکم دائم الجیس ہوا۔ کہتے ہیں اسی جزیرے میں دوکان بسراوقات کی تھی اب شاید وہیں مرنے۔

اجمالی جناب عالیہ مرزا جلیس قدر

ایک مصور انگریز ایک صاحب کیم سرکار مرزا جلیس قدر کی تصویر کھینچنے کو نئی کوٹ میں گئے ان صاحبوں نے ملاقات کی باداب شاہی تصویر کھینچی اور کہا حکم سرکار یہ ہے کہ آپ کو فیض آلا بالکفو۔ جہان رہنا منظور ہوا اختیار ہے تنخواہ فراخ و مال ملے گی اور وہی عقلم و احترام شائمان عمل میں آئے گا مگر کثرت ملازمین آپ کے پاس نہ ہونے پائیگی اگر آپ تشریف لیا میں گئے ہاں بھی موجب نیکنامی و تفاخر ہوگا۔

جناب عالیہ نے جواب دیا کہ جب کسی کو ذکر کر کے سلیکے وہ روپیہ کس مصرت میں آئے گا مجھے رہنے میں یہاں کیا فضا ہے آئندہ خدا کو اختیار ہے۔ اس کے بعد وہ صاحب خست ہوئی اور تصویر سرکار میں آئی۔ جنگاہ اور نے عرض کیا کہ یہاں سے آپ کا جانا آپ کی مرضی پر موت ہے ہم بھی اس امر خاص میں دخل نہ دینگے اور نہ اس کے خلاف ہے ہو گا آپ باطمینان تمام رہیے کیسے اندیشہ نہ کیجیے جو لوگ کہ نام آوران لکھو تھے چلے آئے سوائے مرزا علی بیگ جسے مرزا جلیس قدر کو پرورش کیا تھا سوا اب وہ بھی وہیں مگر کین معتبر ہیں کہتے ہیں کہ یا نسور وہ یہ ماہواری لہجہ کی سرکار سے ملتا ہے مرزا جلیس قدر اب صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ اکثر رویا کرتے ہیں اور

جنگ بہادر نے مرزا امرا و جان سے بہت نشیب و فراز و نیاہم ازراہ تہدید و تہفیم سمجھا کر یہ صورت ٹھہرائی کہ جناب عالیہ اور مرزا برصغیر میں باطمینان تمام اور آرام سے یہاں تشریف رکھیں مگر فوج بد معاش جو نیکو کام اپنی سرکار کی ہوئی ہے کسی کو بیان نہ کیجئے اور آج کے اندیشے کو اسلئے کہ فیما بین سرکار انگریز بہادر اور ہمارے درابطہ دوستی اور یکجہتی ولی ہے ہم انکے دشمنوں کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہیں انچہ قلم و ملک میں نہیں رکھ سکتے۔

مموخان شادان و فرخان مع فوج باغی چلے آئے اطمینان سے کہ جناب عالیہ نے میرے واسطے اجازت لی ہوگی۔ میان راہ ایک گھاٹی پر ہم بہادر بھائی ہمارا جہ جنگ بہادر کے مع ایک پلیٹن پڑے ہوئے تھے مانع راہ ہو کر فقط مموخان کو بلوایا بھیجا یہ باطمینان چلے گئے جب ملاقات ہوئی کہ ماتم بیان ٹھہر و ہم جنگ بہادر کو لکھتے ہیں جب حکم آئے گا جائیے گا غرض نظام ہر نظر اور باطن میں مقید کیا جب ہمارا جہ جنگ بہادر خود تشریف لائے عزت سے ملاقات کی اور پوچھا آپ نے کسی صاحب یا سیم کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے کہا حاشا کبھی مجھے ایسا امر نہیں ہوا یہ سکر جواب دیا تم مطمئن رہو یہ باتیں کر رہے تھے کہ جیل صاحب کان افسر تھوڑی فوج سے کسی پہاڑی قریب پر تھے لباس عربی پہنے تشریف لائے خالص صاحب کو بے کر روانہ لکھتے ہوئے۔

فوج باغی جب بن سرکی ہو گئی فوج انگریزی سے مقابلہ کیا کئی ساعت تک لعنت پہنچ کر لڑکر سب جنگل کو بھاگ پہاڑ پر کسی نے جانے نہ دیا سو اسلئے کہ ہر گھاٹی پر فوج تھی مگر فوج باغی کی عجب شکل جنگلی بنی ماش کی بن گئی تھی کسی کے پاس کپڑا دست تھا فقط بندوق تلوار تو سداں سنگین رہ گئی تھی کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی ملازم رہے تھے شیخ سنگھ بن سالدار وغیرہ بھی گرفتار ہوئے ۲۱ جادی الاول روز شنبہ ۱۲۸۶ ہجری مطابق ۱۲ مارچ ۱۸۶۹ء یہ اسیر و خل جیلخانہ لکھنؤ ہوئے موافق دستور ایک کرتہ رنگین ایک کلمی ایک بھرچہ فی کس ملا سب جدا جدا قید ہوئے۔

جب مموخان کی رو بکاری ہوئی بہت صاف صاف جواب دہی دیے بہت سی چٹھیاں بھیجی

طرفین سے نوب چوٹ چلی آخر گاڑی سے اتر کر گئے بعض صاحب اس اہتمام سے میان راہ سے پھر گئے مذکور اشرفی تین سے کم ۹ سے زیادہ تھیں اسکے بعد پھر کچھ زیادہ ہو گئی تھیں سب اہل و بار ۲۵۰ تھے مینے سے سلسلہ انتظام کر سیون کا درہم و برہم ہو گیا مقدمہ ختم ہو گئے۔ جب نواب گورنر جنرل بہادر رفیق افروز ہونے اور مدیترح سلامی توپ و بانڈیوں کی مدینہ کشتہ بہادر فرو ہم نویسی سے ہر ایک کو سلام کروانے کے نذر دلواسے جاتے تھے اور فیتہ و زمین راجہ کو خافت پرتکلف میں قیمت مرحمت ہوا۔ باقی کشتہ تیان خلعت کی فاسٹائیٹ صاحب نے گئے حکم دیا کہ آج دیر ہو گئی کل سب کے مختار اگر ہر ایک کے خلعت لپیٹا میں ابد اسکے دربار پر خاست ہوا۔

شب جمعہ کو روشنی آتش بازی بڑا کھانا ہوا اور لارام کی کوٹھی سے چتر منزل تک سب سوار آتش بازی تکلف انتظام سے تھی۔ ۲۹۔ اکتوبر روز شنبہ مطابق غرہ ربیع الثانی نواب گورنر جنرل بہادر شریف فرما سے کانپور ہوئے۔

کمانڈر انچیف بہادر اپنے لشکر میں رہ گئے نواب گورنر جنرل کو اہل شہر نے ہزاروں عرضیاں برسبیل ڈاک گذر مین حسب سرشت ہر ایک کو جواب آئے گا۔ اولادیں مورچہ حاضر دربار بنولی چیف کشتہ فرزند حیدر شکوہ شاہزادے کی دلجوئی اور خاطر بہت کی کسوٹے کہ مقصود تھے اور بیل کارو مین بحفاظت سرکار رہے تھے۔

گرفتاری علی محمد خان فموجان

مختصر یہ ہے کہ جب جناب عالیہ داخل نگر کوٹ ہو پھر مومو خان پہلی صحبت میں کہان جناب بار سے گفتگو مناسب کر چکے تھے اس وقت سے فوج باغی حوال کو جنگل میں رہے بعد اسکے جناب عالیہ کے پاس بمرو زدن مرد ملازم شمر وہ باجارت جاتے پائے جب خبر ہوئی کہ جنگل جناب عالیہ کی ملاقات کو آیا پاتے ہیں مرزا برہیس قدر خود سوار ہو کر چلے داخل خیمہ ہوئے کریم پور بھیجے جنگ بہادر اس سبقت کے بہت شکر گزار ہوئے مرزا برہیس قدر نے کہا کہ آج ہم کس حال سے آپ کے پاس پھر پچھلے آپ کو اختیار ہے اور مرزا امرا و جان حاضر رہینگے

ذو غیرہ عطیہ اسکی معرفت ہوئے تھے اہل دربار کی کرسیاں آگے کبھی تھیں بعد اسکے لائٹھا
اوٹھ کھڑے ہوئے کچھ ارشاد کیا سکرٹر صاحب نے اسکا ترجمہ سیکو سنایا کہ تم سب حفاظت و حمایت
جناب ملکہ مغلیہ وام اقبالہا میں ہمیشہ سنئے اور تمھارے خاندان عالی شان سے ایک رولڈ
قدیم چلا آیا ہے بہت تمھاری عزت و توقیر سرکار کرنی ہے اور کرگی۔ پس لازم ہے کہ تم
سرکار کی غیر غواہی نکاحی فرماؤ واری میں مستعد و سرگرم رہو۔

مرزا دارا سھوت سے کچھ طول سے بیان شکریہ چا نا اپنی تقریر میں خود اوکھے سکرٹر صاحب
نے روک دیا نواب محسن الدولہ نے فقط ایک ہی کلمہ اخیر پر خاتمہ کیا کہ ہم سچاں برس سے
خیر خواہی سرکار کرتے چلے آئے ہیں آج تک مجھے کوئی امر خلاف نہیں ہوا کچھ اور سرکار
ہیں سکرٹر صاحب نے ان سب کا ترجمہ کیا بعد اسکے کشتی سنہری گوٹے کے ہار کی عطر سنہری گلو ریا
پان کی آئین۔ لائٹھا صاحب نے درجہ اول کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائی نمبر دوم کو سکرٹر صاحب
نے نمبر سوم کو فاٹ ساہٹ صاحب نے دیے ہار جب ملے اپنے ہاتھ میں لے کر ہر ایک نے
پہن لیا تب رخصت ہوئے۔ دربار خاص برخواست ہوا اسلامی بانڈا اور توپ ہوئی۔

دربار عام نواب محترم الیہ

۲۶۔ اکتوبر روز چار شنبہ مطابق ۲۸۔ ربیع الاول ۱۲۔ بجے دوپہر دن سے پہلے اہل و قرائن
صاحبان پیشین راجہ تعلقدار معززین رئیس شہر جناب سلطان العلماء سید نقی صاحب بیٹے
جناب سید العلماء مرحوم خیمہ گورنری سے بہت دور اپنی سواری سے اونٹن کڑھے ایک بجے
سٹی مجسٹریٹ کو تو ال شہر اور انصران پولیس نے اگر انتظام و اہتمام کیا سبکی سواری کو بہت دور
ہٹا دیا سواریوں کو حکم قطعی دیا کہ کیسکو گاڑی پر سوار نہ آنے و بعد اسکے چوہدار اگر سبکو لگایا
ہر ایک درخیمہ پر اپنا ٹکٹ دکھا اپنی کرسی ٹکٹ پر بیٹھ جاتا تھا اکثر بڑے آدمی صاحب وثیقہ
خوبی حواس خمسہ سے ٹکٹ برات اپنے گھر بھول آئے تھے بجانے پائے بعض نذر اشرفیوں کو
پڑھتے عمداً ٹال گئے اونکے واسطے حکم قطعی ہوا کہ کبھی دربار میں حاضر نہون پیش از دربار کسی
انگریز گاڑی پر سوار چاہتے تھے چلے جائیں سواروں نے منع کیا جب نمسانا

بیڈن صاحب سکرٹریا بین طرف لکھنؤ انجینٹ بیٹھے مصاحبان خاص اگر بیٹھے جب توپ جلجلی
بیڈن صاحب بموجب تحریر فردا سہم نویسی مرزا قمر قدیم کے پاس آئے روبرو دے گئے شانہ ادا سے
لئے بہ آداب شاہی چھوٹے ہاتھ سے جھک کر تسلیم کی لاکھ صاحب کے کمال شفقت سے ہاتھ بکڑ کر
نوافن اونکے قد کے جھک کر مصافحہ کیا بعد اسکے کھٹے علیخان مرزا دار اسطوت محمد علی مرزا
سلیمان قدر حسن علی شاہزادہ جنت مکان اونکے بعد مرزا غورم نخت بجلی علیخان مرزا عظیم الشان
محمد تقی مرزا رفیع الشان تقی علی مرزا شاہزادہ فردوس منزل ہر ایک اوسید طرح روبرو گیا
اور پھر اپنی کرسی پر اگر بیٹھا نواب محترم الیہ سے اوسید طرح پیش آئے۔

بعد اسکے محسن صاحب اوٹھے نواب محسن الدولہ۔ داماد فردوس منزل نواسہ حیدر مکان
جبکی خیر خواہی سرکار میں اس ہنگامہ فساد میں حکام عالیہ شان پر ثابت ہے۔ عظمت الدولہ
خونین حضرت سلطان عالم۔ نواب سرفراز الدولہ داماد جنت مکان۔ نواب امتیاز الدولہ۔ میرزا الدولہ
نظام الدولہ۔ اقتدار الدولہ۔ غنظہ الدولہ۔ خیراز الدولہ۔ حشمت الدولہ۔ مرزا ابوتراب خان
محمد تقی خان سکے بھانجے نواب محسن الدولہ وغیرہ ان سبکی نیم قد فقیہ ہو کر مصافحہ کیا۔
اسکے بعد درجہ سیوم فاٹ سائٹ صاحب سکرٹری جین کشترا اوٹھے نواب ممت از الدولہ۔
مرزا ایدار نخت پسر مرزا غورم نخت۔ جلیل الشان۔ مرزا محمد اکبر علی۔ پسر مرزا عظیم الشان۔
نواز مرزا۔ شاہ مرزا بہادر مرزا بیٹے مرزا اہایون نخت۔ سعید الدولہ محمد زکی علیخان۔
احمد حسن خان۔ کلب حسن خان پسر نواب کلب علیخان۔ امام علیخان۔ آفتاب علیخان۔ امیر الدولہ
علی حسین۔ شمس الدولہ۔ پسر نواب رکن الدولہ محمد حسن خان۔ اقتدار الدولہ بیٹے نواب
کاظم علیخان۔ محمد تقیم خان پسر شارق الدولہ۔ اکبر علیخان عم نواب محسن الدولہ محمد عباس
داماد رکن الدولہ۔ مرزا علیخان پسر محترم الدولہ۔ محمد سلیمان مرزا پسر غنظہ الدولہ۔
زکی الدولہ پسر اقتدار الدولہ مصمصام الدولہ ابوالحسن خان پسر حیدر الدولہ۔ حمید الدولہ پسر
حشمت الدولہ۔ یہ سب اوسید طرح آگے گئے اور ہر ایک سلام کر کے اپنی کرسی تکٹ پر جا کر
بیٹھا کسو اسطے کہ یہ سب پوتے نواسے شاہی درجہ سیوم کے تھے ایک بنگالی معززین بنگالہ
مرشد آباد سے لاٹ صاحب کے ساتھ آیا تھا وہ بھی داخل زمرہ کرسی نشینان تھا اور خیریت

وزیر خاص نواب گورنر جنرل بہادر

۱۵۱

۲۴- اکتوبر سنہ الیہ مطابق ۲۶- بریج الاول سنہ الیہ ۲۰- بجے دن کو دربار خاص ہوا چنانچہ
 ۲۱- شخص خاص مقرر آقرباے شاہی منتخب ہوئے خیمہ عالی شان نصب تھا فرسٹ قالین عمدہ
 اوسکے طول بین کریاں دورویہ سرے پر شہر می منداوسپر گرسی پرنکلف کارچوپی رکھے مسند
 کے پہلو دو اور کرسیاں اوسکے پیچھے دو اور وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوئے خاندان شاہی
 صاحب کیم لباس دربار پر نکلتے پہلے درخیمہ پر جا کھڑے ہوئے چیف کشترنے صحت اولہ
 سے پہلے مرزا قمر محمد علی علیخان نواب محسن الدولہ کو بمراتب خلوت میں بلا لیا پھر باہر
 نکلے۔ بیڈن صاحب سیکرٹری نے، شہنشاہ ارون کو ایجا کردہ ہنی طرف بٹھایا مسن صاحب
 ڈپٹی سکرٹری نے درجہ دوم کو جبکہ نام فرد میں تھے فاٹ سائیٹ صاحب سکرٹری چیف کشترنے
 درجہ سوم کو جبکہ نواب ممتاز الدولہ وغیرہ تھے صاحبان نظامت لکھنؤ دست چپ کر سونہر
 کارو گورون کا احتشام کو کھڑا ہوا۔ پولیس کے افسر اہتمام کر رہے تھے چیف کشترنے بیکار
 اہل دربار کو بیکر ٹائل دیکھا سب کا لباس موافق دربار شاہی تھا لباس انگریزی کی سبکو ماما
 تھی وگرنہ اکثر صاحب تہذیب خیز تھے جاتے صحت الدولہ نے نوابیہ مرزا کا نام فرد شہنشاہ ارون
 سے نکال دیا لاہ صاحب اذبحو خبر ہوئی کرنل ایٹ صاحب کے پاس اپنی تحریرات صدر زمان
 حضرت خلد منزل بھیج دی۔ صحت الدولہ پر چشم نمائی ہوئی درجہ شہنشاہ ارون میں نام قائم
 ہوا انکا یہ شخص شاکی رہا۔ امام علیخان آفتاب علیخان گلاباس پرنکلف
 جیسے پاسیہ تھا کسواسطے کہ زوار بھی تھے چیف کشترنے نواب محسن الدولہ سے پوچھا یہ
 بطرح دربار شاہی میں آتے تھے کہا اسی صورت سے چپ ہو رہے نواب ممتاز الدولہ نے
 بفاخر چاندی کی کرسی لائے صاحب کے واسطے بہت تکلف کی بنوائی تھی چیف کشتربہادر
 خلاف مرتبت سمجھ کر مانع ہوئے اور کچھ الفاظ زبان بر صیبی کے بھی ازراہ لعن فرمائے۔
 خلاصہ جیب ساڑھے چار بجے نواب گورنر جنرل بہادر برآمد ہوئے نوپ سلامی کی چلی۔ سلامی بانڈ
 ہوئی۔ یعنی خدا جناب بلکہ معظمہ نام اقبالہا کو سلامت رکھے غلبیم کو کھڑے ہو گئے دہلی

مقتظر آمد نواب محتشم الیہ پل کے انتظار کھڑے ہوئے تھے اوسوقت تاامی قوب پہنچی
 اوسکے بعد ۶ گھوڑے کی کھل ہوئی گاڑی میں لائٹ صاحب اونکے پہلو میں لیڈی کوٹنر
 نمودار ہوئیں لائٹ صاحب سب طرف بکشاؤ پیشانی ماحولہ فرماتے جاتے تھے جب پہنچ آئے
 سبزی عربی گھوڑے پر سوار ہوئے سر جان کیمبل صاحب جوڈیشل کسٹمر ہم پہلو سے لیڈی صاحب
 ہوئے۔

جلوس سواری یہ تھا آگے دوسرا ڈریگون گارڈ پہلا تریپ پنجاب ۱۔ قوب ایسی ۳۵ رجمنٹ
 پیدل شاہی کاویٹنگ پہلا رسالہ پنجاب۔ پہلا رجمنٹ پیدل سکھ۔ ۲۵ رجمنٹ پیدل شاہی
 کاویٹنگ انکے پیچھے کونٹرا ماسٹر اور کئی افسر بھی پاؤسی گارڈ گوٹے کی جی گاڑی کلنی لگی
 سر پر باندھے اونکے پیچھے جو بدار جلوس وغیرہ نواب محتشم کو دست راست کمانڈر انچیف دست
 چپ چیف کسٹمر سر ہوپ کرنٹ بیڈن صاحب سکریٹری اعظم اونکے پیچھے گاڑی لیڈی صاحبہ
 اونکے ساتھ اسٹنٹ جنرل اسٹنٹ کونٹرا ماسٹر بریڈ میجر اود صاحبان نظامت اقلیم
 کے صاحبان فوج ۱۲ ہاتھی ایک عود نقرہ پرنکاف اونکے بعد پاؤسی گارڈ دوسرا ڈریگون
 پہلا رسالہ سکھ ۲۳۔ رجمنٹ شاہی توپین ایسی اوپریون کل ۳۲۔ رجمنٹ شاہی پیدل دوسرا
 بریگیڈ پلیٹن ریفیل رسالہ شعلو۔

سڑک پر اہتمام دور باش برقدار پولیس تھا۔ سواری جیٹرک جدید بھی بھون سے ہو کر نکل
 اسبواسٹل اس سڑک کا نام کیننگ روڈ رکھا سڑک کے دونوں طرف اہل شہر کا جو جم تھا
 سنے سلام کیا لائٹ صاحب نے سر پر ہاتھ رکھا پوشاک سفیری پہنے تھے بھی بھون سے قوب
 سلامی کی جلیب بیل گاڑ کے پاس بچو بچے سفیری سلامی ہوئی جیٹر نزل بارہ درمی شارع
 عام پر اکثر ارکان دولت راجہ تعقدار سوار اسب صفت لیڈی کھڑے تھے جب قریب آئے
 سبھون نے گھوڑوں سے اتر کر سلام کیا قریب کوٹھی دکنشا اقبال سے شاہی نے پرانا بادشاہ
 سلام کیا۔ رخصت ہوئے۔ لائٹ صاحب داخل خمیہ ہوئے۔ پھر قوب سلامی چلی۔

اور اپنی قابلیت سے خدمت کلبکٹری اور اہتمام ممالک محروسہ اور انتظام شہر کو اکثر مقرر ہوتا تھا اس نہنگانہ فساد میں بھی اسی عہدے پر بد معاشان سرکار اور ذربار نے منصوب کیا تھا اور فوج باغی ہر امر میں بسبب قدامت اور واقفکاری کے راجہ سے علاج و مشورہ کر لیتی تھی جب شہر سے بکے ساتھ یہ بھی بھاگے جب اشتہار امان کار سی ہر شخص عام کو انہی گھرانے کا ملا۔ یہ بھی ذلیل سرکار ہوئے اور اپنے گانون پر قابض و متصرف ہو کر کتنی بین بیجروں سے محتاجیت پور کے دیہی پر شاو سر رشتہ دار کی عداوت سے یا بعات طلب زر و نیا رو بکاری کہتاں آ رہا۔ کے قتل نہیں بچھو دہر دیے گئے کئی بیٹے نک اشد مصائب میں قید رہے اپنے جینے سے تنگ آ گئے خلاصہ موافق تحریر رپورٹ صاحب چیف پولس حکم صدر قلعے انکے بھانسی دیئے کا آیا۔ وار و ضمیر و اجد علی اور میر جسو کہتے ہیں کہ پہنے کیفیت انکی مابین خود و خدا سرکار سے کئی منظر بہ صورت جب خون ناحق ثابت ہوا یکم اکتوبر روز شنبہ ۱۲۸۴ مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۴ء اسیر کو در دولت پر اسی مقام پر لائے جہاں پیرک آ رہا صاحب کو قتل کیا تھا اب وہاں انکی لاٹ بہت تکلف سے بنوا دی ہے پتھر پر تاج وغیرہ کندہ ہے جب دھنور ٹی محبٹر سٹ آئے۔ ہزار تماشابین شہر جمع تھا راجہ نے اپنے ماتھے سے گلے میں بھانسی ڈالی تختہ کھینچ لیا کام تمام ہو گیا ڈیڑھ روپیہ کا کفن دے کر وہاں برابر لاٹ کے خاک میں ملا دیا اب ڈنوں کا مزارع بڑی عدالت میں ہو رہے گا۔ استعجاب سب کو ہے کہ کلمہ فرما کر کبھی حکم قصاص جاری نہیں ہوتا ورنہ پہلے صاحب کم کو قتل کرنا چاہیے فاعمبرو۔

رونق افروزی نواب گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف بہار اور

رائٹ انریبل سی جی لارڈ کیننگ بہار اور کمانڈر صاحب کمانڈر انچیف بہار اور ۲۲- اکتوبر روز شنبہ ۱۲۸۴ مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۴ء بجے صبح کو رونق افروز شہر ہوئے ہزاروں تماشابین شہر اور حکام عالیشان نظامت و فوج لباس و روی پر تکلف پہنے اسلحہ حرب سے آراستہ ناکہ چار باغ پر استقبال کو گئے۔ ۶ بجے پہلے کمانڈر انچیف بہار اور اب مصاحب سوار گھبی برائے سر ہونپ گرانٹ اور ونبغیلہ صاحب چیف کشتراور کئی افسر

اکثر صاحب جو بلی گارو میں محصور رہے خدمات سرکاری پر مامور ہوئے علی قدر حال سکون تھا
 ملا مکان بھی بدے اونکی املاک کے ملا تانی مال و موال ناست بھی ہوئی چنانچہ جیکب پسنر
 کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ملا اونھوں نے گرجہ بنوایا۔ مطیع اخبار کیا۔ کسی کو ٹھیکان نہ ہوا
 کسی برس تک دوکان خوب چلی۔ جب مر گئے اپنے گرجے میں دفن ہوئے۔ نسبتی بھائی اڈے
 مختار کار ہوئے۔ کسی مہینے کے بعد سب گیا گذرا ہوا۔ مینی کو ایک کوٹھی دی تھی وہ مع اپنی
 مان اوس میں رہتی ہے۔ گوینا صاحب نے بلی گارو سے نکل کر ٹیکا کام جانا بازی کا کیا تھا ہاں ہزار
 روپیے انعام ملے مگر نسبت حکومت سرکار اڈے کم سمجھ کر روانہ ولایت ہوئے۔ ریس صاحب
 نے انکا احوال بہت تفصیل سے لکھا ہے اب مختصر یہ ہے کہ صاحب مع کنوجی لال دو ہرات کا
 ہندوستانی لباس پہنا ہوا ہندوستانی تھیاری لگا کر پہلے جنرل اوٹرم صاحب کے پاس
 گئے اور خیال احتیاط اپنی بی بی کو بھی خبر ملی۔ رخصت ہو کر چلے گئے تالا پ۔ کہہ مورچے سے
 نکلے دمان سے کچے پل چوک سے ہو کر کربلا کے کہیں کنارے۔ کہیں نہر میں اتر کر بدستواری
 تمام مورچوں سے گذرے اور پیر کر پار چلے سیدھی ماہ بنی کی لی جہان کمانڈر انچیف کا لشکر تھا
 میان راہ کسی گاؤں سے شکل سے گذرے ہندوستانی جوئے سے، پانون میں چھالے پڑ گئے
 اون سے لوہے لگا بہر اذرا بی جب لشکر بنی میں اوسی حالت سے رو بروے جنرل بہادر
 پھونچے بڑی تعظیم و عزت سے پیش آئے۔ دوپہر کو عالم باغ سے ایک ٹینگ اڑا کر حالت نیم
 سے اہل بلی گارو کو اپنے سلامت پھونچنے سے آگاہ کیا و گرنہ سیکو یقین انکے بارے جاننا ہو چکا
 تھا۔ اس سفر فروشی سے سرکار سے ۲۵ ہزار روپیہ انعام ملا۔ معرکہ سندیلہ میں مولوی محمد کے
 مقابلے میں زخمی بھی ہوئے۔ پھر نو اب گینچ۔ ستیا پور۔ مین ٹوٹی کشتربا سٹنٹ روکر
 روانہ ولایت ہوئے امیدوار عمدہ جاہلہ ہوئے۔ ۵۰ ہزار روپیہ انعام دمان سے پھیر
 اودھ میں آکر ٹوٹی کشتربا سے اونکی رحم ولی سے رعایا بہت شکر گزار ہے۔

راجہ جے لال سنگھ کا پچھانسی پانا

راجہ جے لال سنگھ نصرت جنگ بیٹا راجہ غالب جنگ دشمن سنگھ بہت قابل صاحب لیاقت

مکان میں مقید رہنے بعد کئی مہینے کے جب اطمینان کلی سب طرف سے ہوا مصلحتاً غلیخان کو رخصت کیا اپنے مکان سعادت گنج میں آئے وہیں ہزار خرچ کو ملے جس سے سامان ظاہری کچھ درست ہوا۔ ۵۔ سو روپے ماہواری اور کئے بیٹے کے نام مقدر ہوئے اب شاید پتہ سو سے زیادہ ملے ہیں حضرت سلطان عالم کی سلطنت میں فقط ۴۰ روپے ماہواری ہزار خرابی ملے تھے۔ ۶۔ ہر سے کی قید میں رہتے تھے جب حکام عالی شان نے بہت سمجھایا اور کئے عذرات بار بار کچھ جواب شافی دیے۔ اور سن سے آج کلک تاج نمازیہ فرق مبارک ہوا انکی بڑی بیٹی کی شادی نواب ممتاز الدولہ کی صاحبزادی سے ہزار خرابی ہوئی ہے صاحبزادی سناؤنیہ ہے مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ شاہزادہ سلامت اپنے گھر آئے ہزار روپے ماہواری کا پنشن سلطان خزانے سے جاری ہوا۔ اور نمون ملے ۷۔ ہزار روپے ماہواری قیدیہ تمخواہ کا سرکار میں دعوے کیا جو انکے جد امجد کو ہمیشہ سے ملتی تھی۔ کو اند اسناد مع خطوط نواب گورنر جنرل کبھو نواب گورنر جنرل سپین کیے آخر نو سبہ ولایت پہونچی اس خیال سے کہ پانچا میں مقید اندازہ حفاظت رہے ہیں۔ اس عرصہ میں مرزا حیدر شکوہ روانہ کر بلا سے مغل ہوئے مشہد مقدس میں جا کر انتقال کیا بعد اسکے سرکار سے پانسو ماہواری اضافہ ہوئے متعلقان جد امجد پر اور انکے عیال پر بھی ابدال سے سرکار سے تقسیم ہوئی اگر وہ جیتے ہوتے ہزار روپے معینہ میں ۷۔ سو آپ لیتے تھے چار سو میں سب کو تقسیم کرتے تھے اس پانسو کو بھی خود لیتے انکی عین حیات تک گھر کی بامارت فی الجملہ عورت تھی اب بڑے بیٹے جو مرزا دلیہد کہلاتے تھے دام اسراج الدولہ میں انھیں کے ایک مکان میں رہتے ہیں مکان مفتی گنج اور زمین لایا آغا باقر خان بسبب بد چلنی اور قرض کے مہاجنون کے ماتھے آیا۔

جنرل مرزا سکندر شہت کاشہزادہ وغیرہ سپرد دار و نیمہ سپردا جہد علی ہوئے تھے میرزا کورائٹ حضرت سلطان عالم کلکتہ جا کر پھونچا آئے۔ زیر نقل دامن عمر نامدار پر در میں باتے ہیں۔

۱۵۔ ماہ فروری ۱۸۵۷ء مطابق ۱۱۔ رجب روز شنبہ ۱۲ شعبہ ۱۲۸۵ شمسی کو مانٹ گری صاحب چیف کسٹرن بہادر دست لاہور شریف فرما ہوئے صبح چار شعبہ ۱۲۔ رجب ۱۱۔ فروری ونگینیلہ صاحب کسٹرن بہار چیف کسٹرن لکھنؤ ہوئے روز شنبہ کو دربار کیا پھر دو روزہ نظامت میں آئے ہیں اور شریف لکھنؤ

دیتے ہم اونسے بہتر نہ عرض کر سکیں گے پھر پھر علیخان سے کہاتم جنرل فوج ہوا تھا جواب دیا
جس طرح باغبان سرکار نے بادشاہ وزیر بنایا تھا مجھے جنرل کرو یا تھا اگر آپ بخوبی دریافت
فرمائیے کہ کسی معرکے میں میں نے میرے مددگار ہو کر کسی کا خون ناحق نہیں بہایا ہم سب مثل بت
اونکی اختیار حکومت میں تھے جو چاہا کیا ہم ہر طرح بے بس رہے۔

غرض بعد رو بکار ہی کے انکار پورٹ پنشن معائنہ کیا گورنمنٹ نے منظور نہ کیا املاک شہر میں
ملی کچھ لوٹ شاید سب اوقات گورہ گئے ہیں۔ ہر طرح سے برباد ہوئے۔ وکالت حسین آباد
جو نسلا بعد نسل منقرض ہوئی تھی عدالت سپریم کورٹ میں نالین ہوئی کچھ شذوال نہوئی تو سب
امام باڑہ نواب محسن الدوایہ نواب ممتاز الدوایہ کو انور سے وراثت مقبر فرمائی۔

قطعہ تاریخ قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۲ شعبان ۱۲۸۶ھ
شیخ بہادر علی شیخ صالح شاعر ہندی

شرف الدولہ فلک مربہ ہمنام طویل	صاحب خلق و جہان منت فیاض و سیم
چون بدرگاہ ضیا بار جناب عباس	شد نقیب ستم لشکر دار و لیس
ماند بے گور و کفن جسم شریفش ہر خاک	شدر و ان روح بطبعش سوز فردوس نسیم
آرستہ آرسے شہد از عنایات خداداد	کفن از حلقہ بود غسل ز آب تسنیم
ز فرم کہ ہم ازین واقعہ شد چشم بر آب	پشت محراب دو تا گشت ازین رنج عظیم

بدل چاک رفم کرد شجاعت تاریخ
شد یہ پوسن جسم از الم ابراہیم

جب شاہ جی خیر آباد بھونچے وہاں بھی نواب کے عیال کی تلاش کی لیکن نپایا۔

بعض احوال مختلف بعد معرکہ لکھنؤ

جب حضرت سلطان عالم نے لکھنؤ میں اپنے صاحبزادے کا احوال لوٹ و عمارت کما سنا دوا
روپے اور زبور روح سخاوت ہر ایک کے واسطے عنایت فرمایا۔ یہاں اوسے بطر ہر ایک کو ملا
شاہزادہ محمد علی علیخان مرزا جید شکوہ ہمایون شکوہ عالم بانج سے میرزا حسین کپتان کے

ہرگز موسیٰ باغ شاہ جی کے پاس لے گئے شاہ جی انہیں فتوح غیبی سمجھے ایک چھوٹے ٹٹو پر سوار کیا لیکن جب وہ ٹٹو بار وزارت نہ اٹھا سکا تو پکی ٹیڑی پر بٹھا کر اپنے ساتھ درگاہ لے آئے لاکھ روپیہ زر نقد طلب کرنے لگا نواب نے کہا دو لاکھ دو لاکھ بشتر لے کہ میرے ساتھ اپنا آدمی کر دو فقیر نے کہا تو خیر خواہ نصارت ہے اب بھی اونسے ماتھ نہیں اٹھاتا جانتا ہے گورے سارے شہر میں پھیل گئے ہیں میرے آدمی کو اپنے ساتھ لے جا کر ٹٹو اڑے گا خود او کی حفاظت میں ہو جائے گا نواب نے کہا میں مجبور ہوں تمہیں اختیار ہے۔

خلاصہ روز جمعہ ۱۲ شعبان جب کاننگلی صاحب گورے لے کر کوٹھون پر سے ہو کر داخل درگاہ ہوئے شاہ جی بٹھا گئے و نظام جو نواب کے سہر برنگی تلوار لیے کھڑے تھے اونھوں نے دوڑ کر پوچھا کہ اس اسیر کو کیا حکم ہوتا ہے کہا مار ڈالو واجب وہ دو نو نامر دازلی پھرے نواب نے عنایت علی خد کو بازو سے جو شن جلد اوٹار دیے کہا یہ میری نشانی میرے گھر چھو پنا دینا او سے خوف سے نہ کھا کیا کہا دیکھ وہ میرے قاتل چھو پنے یہ کہہ کر پہلو سے مہر ناز کو کھڑے ہو گئے ایک نامر دے زندیق دوسرے نے تلوار ماری مقام سجدہ پر گر پڑے سسک رہے تھے اس عرصے میں کاننگلی صاحب آئے عنایت علی سے پوچھا یہ کسکی نفس ہے کہا نواب نے ف الدولہ محمد ابراہیم خان کی کاننگلی صاحب نے خاک و بون کو حکم دیا سب لاشوں کو اٹھا کر صاف کر دو غرض بلا درجی خانہ درگاہ میں لے گئے ہونہار اور نفس مقتولین پیوند خاک کر دیا۔

جب عنایت علی نے نواب کے عیال کو یہ خبر چھو پنائی قافلہ عورت میں مشورہ مٹھ پر پاپو خصوصاً انکی بیٹی ناکتھڑانے اپنا سر چھوڑ ڈالا پھر سید طرح رونی بیٹی کسنڈی چھو پنی و ماتھے خیر آباد چھو پنا لہذا سلطان کا گوری میں رہ گئے تھے جب کار سے اشتہار امان جاری ہوا شہر و اندرون غلام رضا خان نے اپنی نیک نہادی سے اپنا خط مع حکمنا مسلمان بھیج کر سکو شہر میں بلوایا امانت و کفالت اونکے خرچ کی بھی کی صد آفرین او کی ہمت عالی پر مقدمات ماضیہ جو فیما بین گذرے تھے او پر حلاوت بھیجی۔

جب ولیم صاحب نے نواب کے بیٹوں سے رو بکاری میں کہا تمہارا باپ متوکل سہر کا تھارسل و رسا کل بون موقوف کر دیا تھا جو اب دیا اسکی باز نہیں اگر اونسے ہوتی غالت سے کہ جو اسٹانی

بیٹھے تھوڑی دیر میں مجلس اسے ملکہ منزلہ میں اسراحت کو گئے بچہ کے گولے شام سے برس رہے
 تھے اتفاقاً ایک گولہ اسی کو ٹپکی کی چھت پر گر ابھی ان سرور پارہ نہ باہر نکلا کہ صحن خانہ میں
 کھڑی ہوئیں منشی قدرت اللہ نے کہا اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں اور چلیے جو اب دیا
 تمہارے گھر میں آگ لگی ہے جلد جا کر خیر لو۔ منشی کہتے ہیں جب اپنے گھر گیا کسی کو نپا یا معلوم
 ہوا کہ بچہ کے گولے کے خوف سے گھبرا کر چلی گئیں ہیں بعد اسکے چاہا کہ کچھ مال دنیا سے لین کر
 میں اب ساگر و عبدالغیر اتھا کہ اندھیرے سے اندھ جانا مشکل تھا مابوس ہو کر باہر نکلے چہ راغ
 جا کر چاہا کہ پھر جائیں دیکھا کہ نواب تن تنہا سرسبز دروازے پر کھڑے ہیں انکے پیچھے قافلہ
 عورات جمع ہے مجھ سے فرمایا چلو بیٹے عرض کیا۔ ہزار روپیہ تحویل میں موجود ہے ایک ایک
 اوڑھن ہم سب اوٹھا لیں گے کہا ایسے وقت میں خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے غرض اسی صورت
 سے گلیوں سے ہو کر شاہ گنج میں میر معین کیدان کے گھر آئے پھر رات رہے سچان قمر الدولہ
 کے بیٹے کو بلوا کر کہا کہ داروغہ عاشق علی سے جا کر کہو کہ اپنے خیال کے ساتھ میرے کو خنجر کو
 بھی لیتے جاؤ۔ کس واسطے کہ وہ کہاں نوکر رکھ چکے ہیں عرض کیا حضور اور کا مزاج جانتے ہیں اگر
 حضور خود شریف پہلین اور اسے فرمائیں تو بہتر ہو گا نواب انکے ساتھ اکیلے چلے آئے اور
 کمال منت داروغہ سے کہا انھوں نے بد رفتاری جواب سخت دیا کہ ہم تمہاری رفاقت میں تباہ اور
 برباد ہو گئے یہاں تک ہماری ثوابت بھونچی اور میرے عیال پہلے جا چکے ہیں اس وقت نواب عجب
 حالت پاس میں مابوس ہو کر غیر شاہ گنج میں آئے بیسیان انکے آئے کے بیشتر گھبرا کر موسیٰ باغ
 کے ناکے سے کسکی کانوں میں چلی گئی تھیں اس وقت نواب زیادہ مضطرب ہوئے آخر دہانے
 کشمیری محلے پہنچے ہو کر چلے۔ اس عرصے میں صبح صادق ہوئی جب چوراہے پر پہنچے اتفاقاً
 درگاہ حضرت عباس کی طرف سے کئی تلنگے چلے آئے تھے جب انکو برابر سے گذرے نواب انکی بات
 دیکھ کر کہنے لگے یہ گوئند ہے کہ میں جانا ہے نواب نے یہ سنتے ہی قدم کو تیز کیا پیچھے سے ایک تلنگے
 نے بندہ وق ماری نواب زمین سے لپٹ گئے اوسکے بعد دوڑ کر رفیق الدولہ کی سبیل سے بند
 دروازہ کی جا کر لپٹ گئے دروازہ بند تھا پھر کر۔ نال کا پتہ نہ تھا میں تمہارا آگ ندی اور
 پھینک دیا۔ اس میں چادر سے گر پڑی تلنگوں نے پچا ناکا وا دیہ تو ہمارے بھاگ نواب میں

لے کر وسط میں ٹھن کا بیٹنگلہ بنوا دیا اس جہت سے کہ مرزا کام بخش انکے باپ و مان و فن تھے جب وہ روانہ کر پائے تھلے ہوئے اونکے بیٹے سے ایک مہاجن نے نیلام کروا کر اپنے قریب سے میں لے لیا دیا کے اوس پار بھی جو داخل حصہ پارٹ سے سب کند گئے زمین چھاؤنی نندیاؤں جتیز کرشن نیلام ہوا ۲۳ ہزار روپیہ کو خریدی اگر اسکا تردو کرتے باطنیان اوسکے محفل سے بسر اوقات کرتے۔ انکی بد معاشی سے کاس گئی ایک مہاجن نے لی ہے حسین آباد کی شکست رنجیت کی ہمہ طاری ہوئی اوسکی تولیت نواب حسن الدولہ نواب مناز الدولہ کو سرکار سے ملی مصارف امام باڑہ بدستور جاری ہوا مگر انکے اختیار سے ہر کچھری میں علمہ بنگالی کشمیری۔ کھتری۔ قصبائی مامور ہوتے۔ اہل شہر بہت کم ہزار ماہر طرف چلے گئے۔ باقی مہاجی بے اسبابی سے رہ گئی۔ عمارت سرکار میں گنجی اسٹن ہزار ماہر دور کی ہوئی۔ اکثر اہل و ثنائی باجارت سرکار روانہ عقبتا عالیات ہوئے۔ معافی شہر سے فی الجملہ کثافت نسبت سابق کے بہت کم ہوئی وسعت شہر کون سے اور اکثر محلوں کے کند گئے سے فی الجملہ تہ کھل گیا دباکی بھی وہ شدت نہیں ہوتی۔

قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

۲۶۔ رجب روز ستہ شعبہ جب جنا بعالیہ سوار ہوئیں پہلے شرف الدولہ کے گھر میں اوتارین فرمایا تم بھی میرے ساتھ چلو اب کسی طرح میں نہیں ٹھہر سکتی عرض کی حضور شریف فرما ہوں غلام بھی فوج جمع کر کے حاضر ہوتا ہے اشرفیاء نذر کی دے کر رخصت ہوئے اقربا اور قریبان نواب کے کہنے اپنے ایسے وقت میں یہ نذر لٹا کیا سمجھ کر چو ابدیا کہ فوج باغی اور ہر شخص مجھے توسل سرکار چتا ہوا اور ارکان دولت کی بھی موافقت کا حال ظاہر ہے بس یہی حیا سازن ان بیباکوں کیوں کیوں آئے کافی ہے میرے نزدیک اپنے گھر میں رہنا بہتر ہے اگر کار گرفتار کر لی میں اپنی مجبوری ہر امر میں ظاہر کروں گا جو کچھ مجھے گدرا ہے پس میرا جانا بھی باعث ثبوت حق بجانب ہو جائیگا اور اگر میں بلایا تا دوستی و خیر خواہی باغیوں کی ثابت ہوتی۔

اس عرصے میں رات کے دس بجے عبدالباستان خان آکر کہنے لگے حضور شریف فرما میں ہوتے ہیں مع عبال جاتا ہوں نواب نے ۳ ہزار روپے دیکر رخصت کیا بعد اسکے حاضرین محبت کو

کئی گرجے تکلف طیار ہوئے ہیں۔ مکان فرمیشن طیار ہوا ہے نواب ممتاز الدولہ۔ نواب
صادق بلخان غیر فرمیشن عجیب و غریب سمجھ فرمیشن ہوئے کئی درجے طے کیے ہیں۔ اپنے برادران
ایمانی کی بہت تکلف سے ضیافت کی۔ جتنے مکان خام وغیرہ تھے سب سمار کر دیے کوٹھیوں کی
دیوار احاطہ موقوف کر دی کہ مانع ہوا ہوتی ہے وسعت میدان میں گھاس لگا دی کہ بعد
برسات بجاتی ہے موتی محل کے پاس فرما کی کوٹھی تھی اسے سمار کر کے دریا پر ایک پختہ
طیار کیا ہے دریا کو دو لنگھانہ قدیم سے تاشوتی محل و دونوں کناروں کو ماہی پشت ڈال رکھا کہ
کہ دریا شل نہ ہو گیا ہے ایک ریل کاپل زیر دلکشا بنوا دیا ہے۔ چا۔ باغ قدیم بین اسٹیشن ریل
بہت تکلف سے بنا ہے۔ ریل کلین دفعہ آمد رفت ہوتی ہے ایک فیض آباد۔ دوسری کاپور
ٹیسری بریلی مراد آباد۔ کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ اسٹیشن پرشل بازار ہر چیز ماکولات وغیرہ
ملتی ہے مسافریں سب دست بردار رہتے ہیں۔ دلکشا اور محمد باغ کی جانب ۲۲ گاؤں ہوا
زمین کر کے چھاؤنی فوج و وکپ کی طیار کی ہے شارع عام کی سڑک کے دونوں طرف دخت
لگا دیے ہیں جسکے سایے سے بہت آرام ملنے والوں کو ملتا ہے۔ کئی سو خاکروب نوکر ہے سب
شکر کون کو دو نو وقت صاف کرتے رہتے ہیں۔ کنار دریا کے سڑک جو حسین آباد تک ہے دونوں
آپاشی ہوتی ہاں ماباڑہ نواب صف الدولہ کو حصص جعین کیا اور سب طرح سے آراستہ ہے ۱۵ سو
فٹ تک گرد قلعہ کے میدان کر دیا ہے دامن سے دو سڑک بہت وسیع کی ہیں ایک کر بلا سے
نال کٹورے سے عالم باغ تک دوسری چار باغ تک دونوں سڑک کاپور سے ملی ہیں مکان بڑی
جسین نواب ک محل رہتی تھیں اوسین میگنرین قلعہ بھی جھون کو بھی شامل کر دیا ہے۔
امام باڑہ کے گرد کے جتنے مکانات عالی شان اور محلے تھے اسین آباد داخل حصار قلعہ ہوئے
بچ محلہ سنگی محل حسین باغ وغیرہ جتنی عمارات عالی شان میان حصار تھی سب ہموار زمین ہوئی
جو ک گول دروازے سے حد حصار ہوئی۔ نواب محسن الدولہ کا مکان دھس سے باہر تھا چا
امام باڑہ مرزا حسن رضا خان مسجد حسین جمعہ جماعت ۷۰۰ یا ۸۰۰ برس تک ہوئی ہموار زمین ہوئی
مینا بازار میں قبر شاہ مینا نظر گئی اور کئی قبریں قدیم داخل حصار زمین امام باڑہ آغا باغ
لحد کر برابر ہو گیا مرزا جدر شکوہ شاہر اسے نے پختہ حصار کی اجازت سے قطعہ زمین امام باڑہ

آباد ہوئے مگر پھر موقوف رکھا۔

آرامشگلی شہر

حکام عالمی نشان صفائی و آرامشگلی شہر پر متوجہ ہوئے چنانچہ پہلی گیارو کا جتنا احاطہ محیط کیا تھا وہیں جھانکیان جتنی کوٹھیاں جو مثل خرابہ اور کثرت کو لون سے مثل غربال ہو گئی تھیں ان سب کو اوسط طرح بدستور رکھا طیاری اور آرامشگلی کو مناسب وقت بنانا بظاہر عبرت الناظرین رکھا ایک کمپنی گورہ رہتی ہے افتادہ زمین پر باغ و دشت جنگلی یا بھول کے لگوادیے ہیں۔ ہر طرف سے شکر آمد رفت کر دی ہے پہلی گیارو سے تا دگستا میدان صاف کر کے ہر طرف سے دو نوں طرف دشت صبح و شام آبپاشی مقرر ہے ہر نالہ و نشیب پر پل بنوا دیے ہیں جب لکشا کو مرث طلب دیکھا سمار کرو یا حیات بخش دار الشفا و نور بخش رعد خانہ سلطانی خورشید نیکو نکروالی کوٹھی ہر ابوالقاسم خان کی کوٹھی حضرت گنج۔ مکانات نواب ملکہ عہد امام باڑہ نواب جرازالدولہ۔ مبارک منزل۔ شاہ منزل۔ موتی محل۔ کوٹھی ولارام۔ حاضری باغ۔ بادشاہ باغ سکندر باغ۔ چتر منزل۔ فرح بخش۔ بارہ درمی سر راہ اندر حسن مقبرہ جنت مکان جنت آرام گاہ ٹیڑھی کوٹھی۔ مکان جرنل مرزا سکندر شہت۔ کوٹھی نواب روشن الدولہ۔ چو لکھی۔ فیض باغ۔ امام باڑہ غلام حسین۔ بشیر الدولہ۔ حسن الدولہ۔ دیانت الدولہ۔ کوٹھی غنابت باغ۔ نواب مبارز الدولہ۔ اسکے سوا بہت سی کوٹھیاں بن گئی ہیں۔ اکثر اسمیں سے سران الدولہ دراجہ تعلقدار وغیرہ نے مول لین اور نو تعمیر بھی کیں چنانچہ بادشاہ باغ جو راجہ بنجاوہ سنگھ کے اہتمام میں ہے۔ لاکھ میں طیار ہوا آٹھ ماہ ۳۰ ہزار روپیہ کورا جہ کچھ تھلے نے مول کے لیا اور راجہ سبکو آراستہ اور درست اپنے طور پر کیا ولارام کی کوٹھی بھی کسی راجہ نے خریدی فیض باغ راجہ اور تعلقداروں کو تقسیم ہو کر لااوسکی مرث حسین جو رہے درست کر دی چو لکھی حضرت سلطان عالم نے اعظم الدولہ سے چار لاکھ کو لی جب نیلام ہوا ساہ جی نے ۱۲ ہزار کو لی اوسنے نواب وزیر مرزا نے چالیس کو خریدی ایک کوٹھی جو اسمیں تھی راجہ منوانے لی۔ غرض گو کہ گج سے جانب مغرب صورت شہر قدیم باقی ہے اور جانب مشرق مثل چھاؤنی اور شہر ہے انگریز

اوسکا شمشہ بھی نہیں ہے۔

صاحبان بنشین شاہی کی رو بکار می ہوئی بعد تحقیقات اور منت سماجت اور موافقت اہلکاروں
پھر خواہ سبکی خزانے سے جاری ہوئی اکثروں کی زیر تجویز رہی بعض کی صدر سے نامنظوری
آئی بعد کسی مہینے کے موافق دستور ولایت انگلستان بہت نامنی راہداریاں اکٹھا کر کے
رعایا کے گھر پر ایک روپے سے چار روپے تک اور اہل پیشہ پر تین روپے سالانہ تجویز ہو کر تحصیل
ہوایہ امر جدید رعایا پر بہت شاق گذرا مگر حکم حاکم سمجھ کر ہر طرح سے دبا ہوا۔ بعد اسکے سلطان
سے محصول پر کمات موقوف ہوا اور بعد دو برس کے دوسرا ٹکس بھی موقوف ہو گیا۔

موقوفی مستاجر می کار کپنی و عملداری سلطانیہ

کئی مہینے کے بعد مستاجر می عملداری سرکار کپنی انگریز بہادر الزام مسعود ہندوستان سے تجویز
ارباب پارلیامنٹ ولایت موقوف ہوئی ہر چند حقوق قدامت اسکا مستلزم تھا سلطانیہ ہوئی
چنانچہ ایک دن جب کہ سرکار مسعود امر سے رعایا نے شہر تحصیل والی بارہ دہری چوک میں
جمع ہوئے شہنشاہ جناب ملکہ مظفر دام اقبالہ پاڑا گیا حکام نے سبکی اطمینان کی کسیکو جبروت
بکلام نہ ہوئی مگر نواب معین الدولہ نے کہا کہ ہم سب رعایا سے سرکار و ولایت اسطرح و فرمانبردار مگر
شہر رسید مظلوم واجب الرحمہ میں حفظ معنائ عزت و آبرو کے امیدوار ہیں بروقت عدالت
حکام نے ظلمات تشفی فرما کر رخصت کیا۔

ایک دن ایک رات فرح بخش کنار دریا عملداری سلطانیہ کا جشن ہوا شہر و الدولہ ملائم
نان سے اپنے امام باڑہ واقع گھر والی میں جہان - محرم کو خانہ می حضرت عباس علیہ السلام
ہوا کرتی تھی ضیافت صاحبان عالی شان فوج و نظامت کی بڑا کھانا اور خوب ناچ رنگ
مہبت شراب ہوئی وقت رخصت مارگوٹھ و دیگر نصیب قطع چیت صاحب اس جلسے میں تھے بعد اس کے
وہ امام باڑہ وغیرہ مسافر ہو کر داخل قلعہ ہوا۔

پھر سہا جی نے اپنی بی بی میں اسطرح ضیافت سبکی کی اوسکے بعد راجہ مانگیا نے خبر مل کلا بندھنا
بھی اس جلسے میں شریک ہوئے پھر کہیں ہوئے ضیافت نکلیا اگرچہ پہلے شہنشاہ سے امر اجبر

جب سلطان العلماء کا کوری سے گھبرا کر قصبہ موہان میں چلے گئے عیال اور متعلق کو علامہ صفدر خان کے گھر میں چھوڑ گئے جب عرضی کی حکم داخلہ شہر ہوا کسی نہیں نکاملاک قدیم ضبط سرکار رہی بعد خرابی بصرہ ایک دن محکمہ کاریگی صاحب میں گئے مکان قدیم ملا لیکن بیت المال اور خزانہ ہزار ہا جگہ غلام۔ مزار اوصی علیخان کے بھائی نے نیلام میں سات سو روپیہ پر مول لیا خاطر خواہ بیچارہ نفع ہوا۔ بعد اسکے سرکار سے ۷۰ سو روپیہ ماہواری کا پیشن دہمی نسلا بعد تسل مفسر ہوا رجوع مسائل شرعیہ اثنا عشریہ انھیں سے متعلق ہوئے۔

سید نقی صاحب بیٹے جناب سید العلماء کنی مینے سے وطن مالوت نصیر آباد میں جا کر رہے تھے بعد فتح آئے مسیحی تحسین علیخان میں جمعہ جماعت بدستور ہونے لگی مقام استعجاب یہ ہے کہ جب جناب مجتہد العصر سلطان العلماء نے مقلدین راسخ الاعتقاد سے اپنی بیعتدوری اور عدم شرکت بدستور کا استہساو چاہا چند فقرے مومنین نے حسبہ اللہ اوس پر مہر گواہی کی ابرارے دومی الاقتدار اگرچہ اپنے حال میں گرفتار تھے سینے پہلو تھی کی بلکہ بعض امرا جو خیر خواہ اور معتدین سرکار تھے اور کیفیت واقعی بیان کر سکتے تھے سمجھا سکتے تھے لب بھر رہے واہ۔

شرف الدولہ علامہ رضا خان اجملت کار فرمائی سرکار برصغیر ۱۱۔ دن تک تارہ والی کوٹھی میں مقید ہو کر حالت سکران میں رہے یقین بھانسی دینے کا ہو چکا تھا لیکن اوزکا عمل خیر کام آیا۔ گورے کاظمین ۲۰ میں انھیں مارے ڈالتے تھے جب انھوں نے دو مائی کاریگی صاحب کی دنی جان بچی۔ مگر مشکل سے بجات پائی اوچل پڑی یاوری قسمت سے سرکار سے مستاجر می اور کار فرمائی پر سر فراز ہوئے جب کاظمین گورون سے خالی ہوا پھر اوسکی طیار می اور مجلس صبح کا بدستور ہونے لگی عشرہ محرم میں درگاہ حضرت عباسؑ بھی انکی ضمانت سے کھلی فی الحکمہ اوسکی طیار می بھی کی اسباب سب لٹ گیا۔ علم خاص جس سے بنے درگاہ ہوئی تھی اوسکا کہ میں نشان نہ ملا امیر الدولہ میر ہمدی نے کچھ شیشہ آلات وغیرہ ہمیں صرف جان کر درگاہ میں چڑھا دیا اب باجارت بادشاہ پیارے صاحب نبیرہ نواب عنایت علیخان مرحوم کو دیا اس جہت سے کہ انکی حقیقی بہن منجیا محلات بادشاہ تھیں اب وہ بھی مر گئیں۔ حکمتہ میں جو نذر نیاز درگاہ ہوتی ہے پیارے صاحب کے اختیار میں ہے وہ طیار می اور نذر نیاز جو عہد دولت میں ہوتی

اسی قصبے میں گوروں کے ماتھے سے مارے گئے اور میربادی نواسے نضرالدولہ کے مارے گئے
میر صاحب کی نعش کو جلا دیا بعد اس معرکے کے اونکی قبرزائے برباک بلع میں بنوادی ہے
وجہ اسکی یہ ہوئی کہ گوروں کے نزدیک ملارین دراز صورت مقرر محرمک ہما و جہاں ہوسے بہ نہ
جانتے تھے کہ مذہب شیعہ زمان غیبت امام میں جہاد حرام ہے۔

امان سرکار واسطے خاص و عام اور رعایا کا شہر میں آنا۔

۴ شعبان روز یکشنبہ سے لکھنؤ میں منادی امان ہوئی قتل و غارت رعایا موقوف ہو حکم
عام ہوا کہ رعایا اپنے گھر میں آباد ہوں اور اور جو نہ آئے گا اور سکا گھر ضبط ہو کر نیلام ہو جائے گا
پہلے مدت امان داخلہ شہر ۹۔ ماہ اپریل تک دسی اور متواتر اشتہار دیا کہ جسکے گھر میں اسباب
بیلی کار و یا اسلحہ حرب ہو داخل سرکار کرے پھر باغیوں کے واسطے اور جو لوگ شہر سے نکل گئی
شہر چلے گئے تھے مدت امان انھیں ایک مہینے کی ہوئی اور حکمائے معرفت کہتاں آ رہا
زمیندار و غلقدار وغیرہ کے حاضر ہونے کے جاری ہوئے جنرل جنگ بہادر مع اپنی فوج کے روانہ
فیض آباد ہوئے مال غنیمت جو اونکی فوج نے لوٹے اور سکا حساب شمار نہیں ہو سکتا بعد اسکے
جنرل اوٹرم صاحب روانہ کلکتہ و نقل ممبران سپریم کونسل ہوئے رائٹ مانٹ گومری صاحب
چیف کسٹنر و دم ہوئے میجر کارنگی سٹی مجسٹریٹ انتظام کیانشی میر قربان علی منشی قدیم بدینور سائت
بحال ہوئے احمد یار خان نھانہ و احسین آباد و افریاسے محمود خان کو تو ال مقتول کو تو ال شہر
مارٹن صاحب ڈپٹی کسٹنر ایٹ صاحب سپرنٹنڈنٹ کسٹنر فاٹ ساٹ صاحب سکریٹری نظامت کہتاں
ہٹ جن سن صاحب میٹری سکریٹری جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کسٹنر انڈیپنڈنٹ بھی لینے
دیوانی اور عدالت و دفون۔ کہتاں و سٹین صاحب اور اکثر صاحب روانہ ولایت ہوئے
ولیم صاحب صاحب خزانہ ہوئے۔

آہل و عیال اور صاحبان نشن جدید جو کئی متل شہر سے چلے گئے تھے بعد حکم امان پہلے عرائض
ارسال کیے اور بموجب حکمائے سرکار ہر ایک بندہ و بچ و نقل شہر ہوا حسب سررشتہ ہر ایک کی و بکار
پہ تحقیقات ہوئی سارے ٹیکٹ امان ملا اور ہر ایک سے جرمانہ ہندو حال لیا گیا۔

پونچھ میں کئی فوج باغی سے تھمارے کانوں میں سپہ یا میرن چنانچہ بیہ فوج عالم باغی سے
اس نتیجہ میں آئی کوئی۔ بیس استقبال کو نہ گیا محض بھونک دیا جسے کہ ازراہ تھمڑی سا نثر ہو
یاد رہنا یا سہ شہر اور باغیان کو اپنے قبضے میں رکھا ہے۔

خداوند جب بڑا نا اعلیٰ قبضہ ہوا ۱۶-۱۷ آدمی اس قبضے کے مارے گئے لشکر نے باہر بڑی کٹری
پر جا کر پڑا دیا اور سو فستہ قاضی دسی علیخان وغیرہ لشکر میں جا کر حاضر ہوئے کہ ان انسر نے شکر کیا
کی تم بڑے باغی ہو مگر وہ پہلے ہمارے خیر نہ لی اب آئے ہو جب ہم تمہارے سر پر چھو بچا اس
غضب قاضی صاحب مذربند ہوئے لکھنؤ آئے بعد کئی مہینہ کے بڑی تحقیقات اور رو بہ کار رہے
نجات باقی۔

۱۸-۱۹-۲۰ روز شنبہ لشکر سے گورے سکینہ وغیرہ بستی میں لوٹ کر آئے نفی یاد خان احمد علیخان
وکیل عدالت کا پورہ دوسری محمد خلیل الدین خان کے گھر کو خوب ضمانت کیا مگر ہر ایک کھڑے ہوئے
ناموس کیا اور سو فستہ کیا عجب تھا کہ اکثر رئیس مقتبہ سے غیرت لڑ کر مارے جاتے۔ صاحبان لکھنؤ
جتنے تھے ان کے آئیے سمجھوں نے اپنے ہزار روپیہ کی قیمت کے ہتھیار نالاب کنوون میں کوٹھنوں
زمین میں کھیت باغ میں بھینک کر گزار دیے تھے۔ عند وقوعی۔ پانڈان سہی۔ زیور۔ زرقند۔
رکھ کر جا بجا پڑے ہیں گاڑ دیے تھے چنانچہ بعد فتح برس دن تک ہتھیار سب قسم کے اس سینی سے
چھکڑو پھر بارہو کر داخل سرکار ہوئے۔

احمد علیخان وکیل مذکور کو حکم طبعی بھانسی کا دیا گیا تھا اس جہت سے کہ رانا راؤ پٹوہرا کے دربار
میں حاضر رہتے تھے عجب تعصبات میں پھنسے تھے کہ ہندوؤں اپنے سایہ سے ڈرتے رہتے اور اپنی
نجات سے پاس کلی ہو چکی تھی اپنے مرشد کے گھر چھپ رہے انھوں نے بھی اپنا حق پیر کا ادا
کیا جب تیج سرکار ہوئی میجر صاحب انکا بڑا دوست تھا جس کا ذکر باب سفارت میں ہو چکا وہ اس
عدالت میں سینہ سپر ہوا اپنے ساتھ باغرت صاحب جج کا پورے پاس لے گیا اور بڑی شد و مد
سے رو بہ کاری کی اور صفائی دلو کر بدستور پھر عہدہ قدیم پر بحال کر دیا انھوں نے بعد انتقال
نواب علی شاہ کئی ہزار صرف کر کے اور کا مقبرہ بنوا دیا۔

میر محمد نفی فاضل حاجی المحرمین زائرانہ معصومین شاکر و رشید خیابان میرزا علی صاحب محدث

کہ فوج گورہ آج پونجی۔ قصبہ میں قتل و غارت ہو رہا ہے میں بیستے ہی ایک قیامت ہو گئی
 نہراہ آدمی کا سیل مثل موج سمندر طلائع میں آیا ہر طرف شور و فریاد الفیاض برپا تھی۔
 ایک دوسرے کو پکارتا تھا اکثر جاہل ہتھیار بند آگے آگے بچھے قافلہ عورت ننھا اسپین کسے لگے
 کہ ان عورت کو ہم بیان مار ڈالیں مگر آگے چلے بعض فمیدہ منے کہا اس خون ناحق کرنے
 سے کیا فائدہ یہ بیان ارہر کے کہتے ہیں چلتی تھیں اور ہر کھوٹی سے اونچا لگتی تھیں غلام
 و وساعت تک اس میدان میں سی صورت رہی جب لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے میدان
 خالی ہوا اور فوج گورہ نے قصبہ سے ہو کر ایک نالہ پر پڑا دیکھا ابھر کوئی نہ آیا سبکی جان میں
 جان آئی اگر ایک بزن اس شہر میں چلا آتا بڑی لوٹ ہوتی اور سیل خون بہتا۔

معرکہ غارتگری خاص قصبہ مذکور

جب رعایاے شہر شرفا خجا امرامحالات مع مجتہد العصر سلطان العلماء وغیرہ کا کوری بھر چکے
 ہر گھر وضع و شرف احاطہ خرابہ احاطہ بنیہ خانہ باغ میں آدمی قتل و یک کے بھر گئے وہاں کے
 رئیسوں نے بھی خدا ترسی رحم دل یا تعارف شہر سے کسی طرح کی چشم پوشی نہ کی سب کو اپنا مھمان
 کیا کئی دن تک غلہ بسبب کثرت آزد و نام خلافت کے بمشکل میسر آیا لیکن یہ بھی رئیسوں کے
 خیال میں آیا کہ ان شہر والوں کی بدولت ہم پر بھی غواہ و غواہ ٹچہ آفت آویگی چنانچہ جناب
 مجتہد العصر اپنے اہل بیت خیل خانہ مولوی محمد خلیل الدین جان ہوئے تھے لیکن عجیب سہاگ
 و پریشانی سے کہ قلب مومن اور کا حال یکجہ کفر و بداندیشی کر سکتا تھا اتفاقاً بعض زوجہ خاص سے
 اپنے قافلے سے صحبت و داخلہ بزن گورہ بنجوت ایک کہتے ہیں چھپ رہی تھیں کسی کو جرات نہ تھی
 کہ اونکی خبر کو گھر سے باہر نکلے۔ آخر میر محمد حسین اونکے نسبتی بھائی بہنار منت و وساعت کہاراں گولی
 لے کر اونکی خیمہ بس کر چلے یہاں جناب مجتہد کا عجیب و صد مدد روحانی تھا آخر سب سلامت پایا
 لے آئے کہارون کو افہام دیا۔

ایک اور بھی سبب اس قصبہ کی خرابی کا ہوا تھا کہ جب فوج انگریزی کسی تریے سے گذرتی تھی
 وہاں کا زینہ دار ہتھیار لے کر کے گمان آخر کو نذر دیتا تھا عرصہ حال کر کے امان پاتا تھا کمان اس

ہوتا الیہ مشہور ہو جاتا والہدا علم۔

احمد اللہ شاہ جب باڑی پھونچا پھر جمعیت مجاہدین چاشت خور جمع کر کے مستعد جنگ جہاں
کے ہو ۱۔ تو اب منازا الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زر خرچ جہاد لیکر چھوڑ دیا
بعض امرا نے بخوف غارتگری شاہجی کا پیالہ بھی پیاجیت بھی کی جب محمدی پھونچا اپنا سکہ
جاری کیا فیروز شاہ شاہراوے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشمش و لوہے سے تنہا اہل
پورائے مین لے گئی اپنی نخوت غرور سے تنہا مع دو مین سوار کے گیا بہت بھر دسم اپنی کرامات
کا رکھتا تھا راجہ کی گڈھی کے دروازے پر جا کر کھڑا ہوا اچھا ٹانگ بند تھا نگو لا سخت گفتگو اپنے
ولوہے سے کرنے لگا چار نے زند سے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹ کر سرکار مین بھیجا بڑی
خیر خواہی ثابت ہوئی انعام و جاگہ فراخو حال ملی لشکر کذا فی جو کہی کو س کے فاصلے پر تھا
باد ہوا لی ہو گیا زکثیر و اسباب غارتگری جو اس مدت مین ماتھا آیا تھا اور سکا امین تپانہ لگا۔

خاص بیان راہ قصبہ کا کوری

۴ شعبان روز جمعہ ناکہ مئے خیدر گنج مبارک باغ نواب منور الدولہ اور بارخ مستعد الدولہ ملو کہ
دیوان بہادر سنگہ مین کئی دن پڑا مقرر قانچاے شہر مع عیال و اطفال بسیر و سامان جا کر رہے
رات بھر ناکہ شہر سے نہار با آدمی کی قطار نا صبح منقطع نہوئی ایک ساعت رات باقی تھی کہ نہار نا
سکلہ راہی کسمندی اور کا کوری ہوے اہل فوج سب کسمندی گئے بعض نے راہ کا کوری
لی ناکہ سبے باغات قصبہ تک نہار بازن و مرد و نسل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عروس تازہ داماد
اقتان و خیران اپنی ساس نند کے حلقے مین ماتھا پانون مین مندی ابھاری جو نہ پہنچے
بہت مرد و زن اپنا ہج لونڈیوں کی پیٹھ پر سوار نہار نا ہتھیار بند مگر جنگ ناویدہ عورت ہر قدم
پر ٹھوکرین کھا کھا کر بڑے پانچون مین او بھگ کر گئی تھیں اور سب کے خیال مین کا کوری مقیم
امن و امان تھا کسو اسطے کہ روساے قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگون کو تعارف تھا غرض جو
ہونگے کہ دفعۃ کا کوری سے آواز بندون کی آئی سب کے کان کھڑے ہوے مگر بخوف خیال نہوا
آپسین اسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعۃ ایک باڑھ چلی اور کھیت وائے اپنے کانون مین پکڑے

کر ایسے کی حویلی میں تھا جب بھوئیے گھر میں آئے۔ اپنی جہالت و حماقت سے انھیں
تینچیم مار بیٹھا۔ انھوں نے اس کا قیمہ کر دیا نفق کو ہزار خرابی اوس نہنگاے میں نواب
ملکہ جہان کے باغ میں معلوم نہیں کس طرح سے دفن کر دیا اب نشان قبر بھی مٹک کی
جست سے معلوم نہیں ہوتا۔

فتح وغیر وزمی صاحبان عالی شان با اقبال

۱۴ شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالی شان آشوب شہر سے مٹھن ہوئے اور خس و خاشاک
بد معاش سے شہر پاک ہوا فتح وغیر وزمی نصیب اولیائے دولت ہوئی منادی عمل سہ کار
کپہنی انگیز بہادر ہوئی ۱۵ دن تک شہر برابر لٹا سواے نال دروازے کے جہان جہان
رہتے تھے اور سعادت گنج بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکالی ہو۔
یا خود سرکار کو اودن سے دیکھ کر منظور ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سہ
نیپالی گوروں سے کوئی جگہ محفوظ نہ رہی تھی یا کوئی صاحب کی بدولت امیر اور شرفاء کے گھر
بچ گئے اور اس مدت غارت گری میں صاحبان فوج بھی کمر بستہ رہے اور جب کوئی شخص
صاحب کے پاس داد و بیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہو کر چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ
درگاہ حضرت عباس ۱۶ میں کئی سو عورت پردہ نشین جا کر چھپی تھیں گوروں کے ہاتھ سے
بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کر کے ہر ایک کے گھر پہنچا دیا اور ایک
ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو دہائی شہر کا من پارچہ شست و شو درگاہ میں آکر
چھپے تھے وہ سب کپڑے نئے اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک مہاجن نے گوروں
کے ہاتھ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اس طرح سے بکا الا علم خاص درگاہ جو وزن میں
تیرہ سیر تھا دات کا اودے رہے درگاہ سے نکلنے دیکھا کہ صحن میں زیر درخت فوت تک آیا
پھر کہنے اوسکا نشان غم کیا شرف الدو لہ غلام رضا خان نے اوسکی بڑی کوشش کی کہتا
تھا کہ میں ہزار روپیہ دوں گا جسے پایا ہو نا اوسے مفتاح الدو لہ بھی دے کر رضی تھے مگر مطلق
اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لے گیا کسے پاس رہا اگر کسی کے پاس ہندوستان میں

ہوتا البتہ مشہور ہو جاتا واللہ اعلم۔

آحمد اللہ شاہ جب باڑی بھونچا پھر جمعیت مجاہدین چاشت نور جمع کر کے مسعود جنگ جہاد کے ہو۔ ۱۔ نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زر خرچ جہاد و لیکر تھوڑا دیا بعض امرا نے بخوت غار ملگری شاہ جی کا پیالہ بھی پیاجیت بھی کی جب محمودی بھونچا اپنا سکھ جاری کیا فیروز شاہ شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشہ من و لوہے سے تنہا اہل پورائے مین لے گئی اپنی بخوت غرور سے تنہا مع دو مین سوار کے گیا بہت بھروسہ اپنی کرامات کا رکھتا تھا راجہ کی گدھی کے دروازے پر جا کر کھڑا ہوا اچھا تک بند تھا نگو لا سخت گفتگو اپنے لوہے سے کرنے لگا چار نے زندے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹ کر سرکار مین بھیجا بڑی خیر خواہی ثابت ہوئی انعام و جاگیر فراخو حال ملی لشکر کذا فی جو کہی کو س کے فاصلے پر تھا باوہوائی ہو گیا زر کشیر و اسباب غار ملگری جو اس مدت مین ماتھے آیا تھا اوس کا کہ مین تپانہ لگا۔

خاص بیان راہ قصبہ کا کوری

۲ شعبان روز جمعہ ناکہ نئے حیدر گنج مبارک باغ نواب منور الدولہ اور باغ مسعود الدولہ ملا کہ دیوان بہادر سنگھ مین کئی دس ہزار اشرفا پنجابے شہر مع عیال و اطفال مسیر و سامان جا کر رہے رات بھر ناکہ شہر سے ہزار ہا آدمی کی قطار نا صبح منقطع نہوئی ایک ساعت رات باقی تھی کہ ہزار ہا لشکر راہی کہ منڈی اور کا کوری ہوئے اہل فوج کے سب کہ منڈی گئے بعض نے راہ کا کوری لی ناکہ سے باغات قصبہ تک ہزار ہا زن و مرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عروس تازہ و اماں اطفال و خیران اپنی ساس مند کے حلقے مین ماتھے پانوں مین مہندی ابھسا رہی جو نہ پہنے بہت مرد و زن اپاہج لونڈیوں کی پیٹھ پر سوار ہزار ہا ہتھیار بند مگر جنگ ناویدہ عورت ہر قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کر بڑے پانچون مین او بھجھ کر گرتی تھیں اور سب کے خیال مین کا کوری مقیم امن و امان تھا کسو اسٹلے کہ روسائے قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگوں کو غارت تھا غرض بڑے ہونگے کہ دفعۃً کا کوری سے آواز بندون کی آئی سب کے کان کھڑے ہوئے مگر بخوت خیال نہوا آپس مین اسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعۃً ایک باڑھ چلی اور کھیت واسے اپنے کانوں مین پکڑے ہوئے

کر ایسے کی حویلی میں تھا جب بھوئیے گھر میں آئے۔ اپنی جہالت و حماقت سے انھیں
تینچہ مار بیٹھا۔ انھوں نے اس کا قیمہ کر دیا نغش کو ہزار خرابی اوس نہنگامے میں نواب
ملکہ جہان کے باغ میں معلوم نہیں کس طرح سے دفن کر دیا اب نشان قبر بھی ٹٹک کی
جست سے معلوم نہیں ہوتا۔

فتح و فیروز می صاحبان عالی شان با اقبال

۳۔ شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالی شان آشوب شہر سے ملٹن ہوئے اور خس و خاشاک
بد معاش سے شہر پاک ہوا فتح و فیروز می نصیب اولیاء سے دولت ہوئی منادی عمل سہ کار
کپہنی انگریز بہادر ہوئی ۱۵۔ دن تک شہر برابر لٹا سواے نال دروازے کے جہان جہاں
رہتے تھے اور سعادت گنج بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکال ہو۔
یا خود سرکار کو اون سے دیکھ منظور ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کو لوٹ سے بچے مگر سکہ
نیپالی گورون سے کوئی جگہ محفوظ نہ رہی تھی یا کوئی صاحب کی بدولت امیر اور شرفاء کے گھر
بچ گئے اور اس مدت عارت گری میں صاحبان فوج بھی کمر بستہ رہے اور جب کوئی شخص
صاحب کے پاس داو و پیداو لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہو کر تلے جاتے تھے منع کرنے سے چنانچہ
درگاہ حضرت عباس ۲ میں کئی سو عورات پر وہ نشین جا کر چھپی تھیں گورون کے ہاتھ سے
بہت آبر ویزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کر کے ہر ایک کے گھر بھجوا دیا اور ایک
ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سود ہوئی شہر کاغ پارچہ شست و شو درگاہ میں آکر
چھپے تھے وہ سب کپڑے لئے اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک مہاجن نے گورون
کے ہاتھ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اس طرح سے لٹا لٹا علم خاص درگاہ جو زن میں
تبرہ سیر تھا دات کا اوسے سبے درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن میں زیر وخت فوت تک آیا
پھر کھینے اوسکا نشان ندیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی بڑی کوشش کی کہتا
تھا کہ میں ہزار روپیہ دوں گا جیسے پایا ہوا اسے مفتاح الدولہ بھی دے کر رضی تھے مگر مطلق
اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لے گیا اسکے پاس رہا اگر کسی کے پاس ہندوستان میں

دوسری شہبان روز جمعہ دو پہر تک یہ ماجرا نا آخر گورے کو ٹھون سے داخل اور گاہ حضرت عباسؑ ہوئے پھیل گئے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مرد نے اغلوں میں ہاتھ دسے کر محبوب گنج تک پیادے آئے وہاں سے گھوڑے پر چڑھے کچھ سوار لنگے مرید خاص جو انہیں غبار تھے ہاتھوں پر سوار نہ کہ موسیٰ باغ سے لڑتے ہوئے نکلے پیچھے فوج انگریزی اٹھا تائب میں سرپ شام شاہ جی کسمبندی کے نالے کے اوسپارہوے وہاں سے فوج انگریزی پھرائی۔

رعایا سے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھ مر ہو گئی سیطرت بھاگ نکل رہیں جل بہن کر رہ گئی اتفاقاً جو سیطرت بھاگ کر بچا اوسے پیچھے پھر کر اپنے ساتھی کو زندہ کیا مان سے بچے خاندان سے جو روٹھ کر رہ گئی جب جان بچی۔ ہر ایک کا نام لے کر پکارتی پھرتی تھی اس میں شب تار پاک ہو گئی صبح میں ٹھوکرین کھا کر رہ گئے ایسا ذابا لند۔

رعایا سے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سکوا اپنے قتل دیے غرقی کا لقمین ہو گیا کسی کو کچھ نہ بن پڑا سوار اسکے کہ شہر سے بھاگین ہر محلہ و کوچہ کو چہ قیامت برپا تھی عورات پر وہ نشین یہاں ہجوم بلوگ عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات خورہ سال گو دین کے کر نکلیں فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سوا سے سمت غریب کے وہ نہ کہ نہ سیدر گنج اور دوسلی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر نہ بولا اور نہ کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام میں خلافت را سے صبا جان مالیت ان ہوا افسران فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا پھوڑ بن مگر خیرل او ٹرم اور نواب گورنر خیرل بہادر کے نزدیک دنگدز کرنا ہنر تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی تھا مگر جو مقابلہ کرے وہی جیت سے رعایا سے بے گناہ کی جان بچی اور ہر وقت تحقیقات ہنرمین پانچ قصاص میں آئے مگر گورنر نے اس پر بھی نہ مانا جو سامنے آیا یا جسے گھر میں پایا مارا بعض نے گھر لوٹا جان بچائی عورات صاحب غیرت اور ارمکیان بن سیاہی گوروں کی صورت دیکھتے ہی کنوون میں گر کر مر گئے بعض جیتی نکلیں۔ بعض عام ہو گئیں۔ ہنرمین ہم کے گورے سے سلطان دولہ واما دولہا سوار الدولہ نے گئے میر محمد زکی فوجوان اہل گرفتہ پونا حکیم بندہ حسین خان مرحوم باورپی ٹولہ

اسی طرح اس مور کے سے پندرہ سو سوار شہسہر کی طرف سے بھاگے تھے حیدر گنج نوبتہ ہو کر
سعادت گنج چھوٹے بعد اسکے شاہ جی پھر کر درگا حضرت عباسؑ میں آئے ایک مورچہ قائم کیا
دوسرا سعادت گنج کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھ کر ترہا ہی پڑ گئی۔

بھوٹون نے میدان خالی پا کر جدہستی کے باغ میں اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت بھوکے
ہوئے ایک ہندو فقیر اس باغ میں رہتا تھا اس سے جنس کھانے کی مانگی اس نے ایک
ہندو رستوگی مہاجن جو اسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرف آباد اپنے گھر لے آیا اور جو جنس گھر
میں تھی انھیں دی یہ اپنی جان بچا کر گھر آنا قیمت سمجھا پھر پھر جنس باغ سے حیدر گنج۔ نوبتہ
سعادت گنج تک مینہ گویون کار عایا پر برستار نا ہر گھر شک چاند ماری ہو گیا اگرچہ بہت
کم ز عایا اپنے گھر میں رہ گئی تھی۔

غیر شعبان چشتیہ کو گور سے چوک۔ فرنگی محل۔ نخاس۔ کاظمین۔ منصور نگر تک پھیل گئے
اور مورچہ کاظمین پر کر بلا سے دیانت الدولہ۔ دلی دروازے میں قائم کیا ایک مورچہ شکر سے
گھنٹہ بیگ کی گدھیا پر قائم کیا مقابل درگا حضرت عباسؑ چنانچہ جب کو بیاض صاحب
مورچہ پر آئے شاہ جی نے شکر سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قائم کیا وہ دونوں طرف سے گویان
برس رہی تھیں اس عرصے میں گور سے رعایا کے کوٹھنوں پر سے ہو کر گھر میں اور کر کوٹھنے لگے
میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر زیر و بار کر بلاتا تھا کو بیاض صاحب مع دو ہمسر کوٹھے
پر سے اترے پونچھا ختم باغی ہو عرض کی ہم رعایا سے سرکار میں ایک گھر ڈرامیر باقر علی کا پسند
کر کے لے لیا اس کی قیمت دینے لگے انھوں نے دلی اس عرصے میں میر آغا کے ایک گولی زبردست
لگی جان پکی اتفاقاً قدرت خدا سے اسی وقت جراح بھی مل گیا ہزار خرابی صحت ہوئی۔
کو بیاض صاحب پر انکی بیکیسی و غربت ثابت ہوئی پہرہ گور سے کا انکے گھر پر کر دیا کہ لٹنے بنائے۔
گامرید فتح سرکار زیجر کارنگی صاحب مع ناظر کو توالی انکے گھر میں چلے آئے سارا اسباب گھر کا
لوٹ کر لے گئے بہت سی داد و بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک گھر مینا بازار میں تھا وہ مسافر گھر
داخل وہیں قلعہ بھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد میں تھا نصف سے زیادہ داخل شکر
شارع عام ہو افتاب بارہ درعی باقی رہ گئی ہے۔

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ناچار رانا آخر گورے کو ٹھون سے داخل درگا حضرت عباس ہوئے پھیل گئے قریب عصر شاہ جی کو زیر دستی دومرید نے بخلون میں ہاتھ دے کر محبوب گنج نامک پیادہ لے آئے وہاں سے گھوڑے پر چڑھے کچھ سوار تلنگے مرید خاص جو ہنما خیار تھے ہاتھیوں پر سوار ناکہ موسی باغ سے لڑتے ہوئے نکلے پیچھے فوج انگریزی شاقب میں قریب شام شاہ جی کسمندی کے نالے کے او سپار ہوئے وہاں سے فوج انگریزی بھڑائی۔ رعایاے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھ مرگئی کسیطرت بھاگ نکلی وہیں جل بن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسی طرح بھاگ کر بچا اوسنے پیچھے پھر کر اپنے ساتھی کو نہ بکھانا مان سے بچے خاوند سے جو رو ٹھٹ کر رہ گئی جب جان بچی بہر ایک کا نام لے کر پکارتی پھرتی تھی اس میں شب تار پاک ہو گئی صبح میں ٹھوکر بن کھا کر رہ گئے ایسا ذاب اللہ۔

رعایاے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سکوا اپنے قتل دیے غرقی کا یقین ہو گیا کسی کو کچھ نہ بن پڑا سوار اسکے کہ شہر سے بھاگین ہر محلہ کو کوچہ بکوچہ قیامت برپا تھی عورات پر وہ نشین میان ہجوم بلوا عام آگے آگے اونسے وارث پیچھے قافلہ عورات خورہ سال گودین سے کر نکلیں فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سوائے سمت غریب کے وہ ناکہ سے حیدر گنج اور دوسلی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھرنہ جللا اور نہ کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام میں خلافت را سے جیا جان عالیہ ان ہوا افسران فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا پھوڑ بن مگر جنرل اوٹرم اور فواب گورنر جنرل بہاؤ کے نزدیک دنگیز کرنا ہوتا تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نہ تھا مگر جو مقام بلہ کر کے دوسری جگہ سے رہایاے بے گناہ کی جان بچی اور خبر وقت تحقیقات بمبر میں پانچ قصاص میں آگے لکر گورنر نے اسپر بھی نہ مانا جو سامنے آیا یا جسے گھریں پایا مارا بھڑی نہ کھڑوٹا جان بچائی عورات صاحب غیرت اور لڑکیاں بن بیاہی گوروں کی صورت دیکھتے ہی کتوون میں گر کر مر گئیں بعض بہتی نکلیں۔ بعض غلام ہو گئیں۔ بنہرے میں بم کے گولے سے سلطان وولہ داماد لڑا اب منور الدولہ مر گئے میر محمد کی فوجوان اجل گرفتہ پونا حکیم بندہ حسینی خان مرحوم باورپی ٹولہ

اسی طرح اس امر کے سے پندرہ سو سوار شہسہر کی طرف سے بھاگے تھے حیدر گنج نواب تہہ بکر
سعادت گنج پھونچے بعد اسکے شاہجی پھر کر درگا حضرت عباسؑ میں آئے ایک مورچہ قائم کیا
دوسرا سعادت گنج کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھ کر تڑا ہی پڑ لگائی۔

بھوٹپون نے میدان خالی پا کر جیسے ہستی کے باغ میں اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت بھوکے
ہوئے ایک ہندو فقیر اس باغ میں رہتا تھا اس سے جنس کھانے کی مانگی اس نے ایک
ہندو رستوگی مہاجن جو اس کے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرف آباد اپنے گھر لے آیا اور جو جنس گھر
میں تھی انھیں دی یہ اپنی جان بچا کر گھر آنا قیمت سمجھا پہر پھر حبش باغ سے حیدر گنج۔ نواب تہہ
سعادت گنج تک سینہ گولیوں کا رعایا پر برستار ہا ہر گھر رشک چاند ماری ہو گیا اگرچہ بہت
کم رعایا اپنے گھر میں رہ گئی تھی۔

غیر شعبان چشتیہ کو گور سے چوک۔ فرنگی محل۔ سخاس۔ کاظمین۔ منصور نگر تک پھیل گئے
اور مورچہ کاظمین ہر کر بلا سے دیانت الدولہ۔ دلی دروازے میں قائم کیا ایک مورچہ شکر سے
گھنٹہ بیگ کی گدھیسہ پر قائم کیا مقابل درگا حضرت عباسؑ چھپا پھر جب کو بیاض صاحب
مورچہ پر آئے شاہجی نے ہلکے سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قائم کیا دو نوں طرف سے گویا
برس رہی تھیں اس عرصے میں گور سے رعایا کے کوٹھوں پر سے ہو کر ہر گھر میں اندر کر لوٹنے لگے
میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر زیر دیوار کر بلا تھا کو بیاض صاحب مع دو افسر کوٹھے
پر سے اترے پوچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایا سے سرکار میں ایک گھوڑا میر باقر علی کا پسند
کر کے لے لیا اس کی قیمت دینے لگے انھوں نے نہ لی اس عرصے میں میر آغا کے ایک گولی زہر بن
لگی جان ہی انفاقا قدرت خدا سے اس وقت جراحت بھی مل گیا بہتر خرابی صحت ہوئی۔

کو بیاض صاحب پرانگی بیکسی وغیرت ثابت ہوئی پہرہ گور سے کانٹے گھر پر کر دیا کہ لٹکتے بنائے۔
مگر بعد فتح سرکار میجر کارنگلی صاحب مع ناظر کو توالی انٹے گھر میں چلے آئے سارا اسباب گھر کا
لوٹ کر لے گئے بہت سی داد و بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک گھر مینا بازار میں تھا وہ سہاڑہ
داخل دہس قلعہ بھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد میں تھا نصف سے زیادہ داخل شکر
شمار عام ہوا فقط بارہ درمی باقی رہ گئی ہے۔

مراجعت کمانڈر انچیف لکھنؤ

کمانڈر انچیف سپہ سالار فوج بوٹھہی سے لکھنؤ داخل ہوئے رمنہ سلطانی اوسپار وریا کے مقیم خیم ہوئے باقی فوج کو سرحد ملک پر جا بجا چھوڑ آئے جنرل ہیرو صاحب در اس عمر کے بین نسبت اور حکام کے بسبب ایمان دینی رئیسوں کے اور ان کے مقلد امراتیب سے پیش آئے بہت نیکنام رہے خصوصاً افضل حسینیان رئیس فرخ آباد کی جان و عزت فقط صاحب مدوح کی امان سے بچی و گریہ دائرہ حلقہ پھانسی سے کبھی باہر نہ ہوئے حکام صدر کو اسی باب خاص میں بہت مناظرہ رہا بعد تصحیح تمام صاحب در کا ایک وجہ پایہ منزلت سے ترقی کا گھٹ گیا بعد چند روز کے پھر اپنی منزلت پر آئے چیف کمنڈر لکھنؤ کو کرسیب عارضہ لاحقہ ولایت کا جانا بہت ناگوار ہوا کسواسطے کہ وہ قدر شناس شرفاے شہر تھے اور ولایت چھو چکر متوفی ہوئے یہ بھی تاثیر زمین لکھنؤ ہے کہ جو ایسا حاکم ہو اوسے قیام نہ سکے جس طرح اکثر ایسے صاحب آئے پھر بہت جلد چلے گئے۔

داخلہ فوج انگریزی شہر میں تسلط رعایا کا شہر سے بھاگنا شاہ جی کلنکنا

۳۰۔ سلج جب روز چار شنبہ فوج انگریزی نے پہلے جانا کہ عالم باغ سے گڑھی کونرا ہونا کہ حیدر سے داخل شہر ہو جائے پلٹن جنگ بہادر عیش باغ سے چلی احمد اللہ شاہ سرائے محمد الدولہ سے فوج لے کر عیش باغ میں جا چھو نہا خوب تلوار چلی کہی سو بھوٹیہ مارا گیا آخر باغ سے اونھیں ہٹا دیا وہ سب سمٹ کر کنار شہر آئے او دھر سے فوج انگریزی آئی تھی ومان بھی شاہ جی ل کھول کر لڑے فوج انگریزی کونہر سے اسپار اوڑنے ندیا شاہ جی کی طرف سے تین چار توپ بھی چلی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا پہلے حملہ پورن میں سوار بھاگے وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ تین دن رات سے حقیقت میں سوار ہر طرف دوڑتے رہے اندر خود شاہ جی بھی فوج کو گھیر کر لائے تھے سب معیت تازہ ملی تھی بہت سخت سست کہہ کر غیرت دلائی تھی تحمل و قمع سے ڈرایا تھا مگر ادن نامردوں کے واسطے گوز پر گوز تھا پہلے مقابل ہوئے اوسکے بعد بھاگے۔

پہاڑ پر قصد چڑھنے کا کیا حد ملک پنجاب سمجھ کر فوج انگریزی آگے نہ بڑھی مگر نہ اوس میدان
بد معاشوں کا کام تمام ہو جاتا بلکہ جہاں گناہ مشکل پڑتا۔

اجمالی منشی میر قربان علی اور میجر کارنگی صاحب سٹی مجسٹریٹ

منشی میر قربان علی ساکن دہلی پور گنبد کا احوال من اشمس ہے اور میجر کارنگی صاحب سٹی مجسٹریٹ
ان دونوں سے غیب لکھنؤ میں جہاڑو دیدی صاحبان اخبار نے کچھ کچھ احوال چھاپا مگر میر
بیاروم پر بخور خلاصہ جب منشی مذکور اور میجر صاحب بعلت جعل خرید فروشہ رو بکاری توپی کشن
میں دہرے گئے میجر صاحب باطمینان تمام تشریف فرما سے ولایت ہوئے جہاڑو کے رہنے کے
تھے یہاں کے لوگوں کا احوال مثل ولایت کشمیر وغیرہ ظاہر ہے پھر کلکتے میں بامید تری ہندو
جلیلا آئے اور اصلاح لکھنؤ میں بھی مامور ہوئے منشی جی بعد روانگی میجر صاحب اپنے
وطن مالوٹ میں بادشاہت کر رہے تھے طائوس بیگم منعمالات شاہی ان کے ساتھ لکھنؤ سے
چلی گئی تھی خلاصہ بعد ثبوت جرم ۷۰ برس کی قید منشی کے واسطے بخور ہوئی جلیلا نہ الہ آباد
میں گئے جب انھوں نے پہل کیا ۳۰ برس اور بڑھے دس برس ہوئے میجر صاحب کی تفتیش
کو کسی صاحب امین لکھنؤ آئے ان کا قصاص منحصر بولایت رہا نوکری سرکار سے ترک ہوئی
اگر ایسا صاحب مول نوکری سے ہر طرف ہو جائے اسے نوکری کی کیا پروا ہے۔

اب سنئے ہیں کہ کسی صاحب کی رعایت دہروریش سے منشی جی کے واسطے بہت سی تحفیت
عذاب ہو گئی ہے کہ پڑے بدلتے ہیں پانگس پر سوئی ہیں فی الجملہ ان میں جلیلا نہ قیدیوں پر حکومت
بھی ہے طائوس بیگم بھی کسی مرتبہ اولی خدمت میں مستنید ہوئی کسی لاکھ کے قانون بنداری
نگینے میں مول لیے ہیں جب سرکار سے فرقی ان کے گھر کی نقد وجنس کی ہوئی ۲۲ لاکھ
کا تخمینہ ہوا تھا۔ بس اتنی حساب ان کی منیب کا بھی ہو سکتا ہے۔ عیان راجہ بیوان۔
لکھنؤ کی بربادی سے ہزاروں بن گئے۔ مگر دیکھا جاہیہ یہ بیت المال کیونکر سہ سہری
کرتا ہے۔

تھے لیکن شامین نہ ادھر نہ اودھ نہ تھے اور نہ سرکار کو اونکا کچھ خیال تھا مگر وہ حاضر ہونے لگے۔
نواب نور الدین عرف نادر مرزا صاحب نے یقین ہو گیا تھا کہ صاحبہ حکمتا سرکار پر بھی حاضر نہ ہوئے معلوم
نہیں کس خواب و خیال میں تھے بعد از غزالی بصرہ آئے طالب و یقین ہوئے وکیل مالی کورٹ میں
کیا آخر نوبت بولایت پہنچی۔ سبھون نے بامید اجراء سے مبلغ خطیر منوائی بہت سے ہاتھ پاؤں مار
خاک اورانی کچھ نہ ہوا آخر استقال کیا اسکے وثیقہ کے عدم اجراء میں سبکو حیرت ہے نسبت عدالت کا
رکسان بیرونی جو اپنا بچاؤ سمجھ کر رفاقت و ہمراہی جناب عالیہ میں ہو گئے تھے مرزا کو چاہے سلطان
بھائی بہادر شاہ ولی نامدار او۔ بالارا و پیشوا۔ نواب محمود خان نجیب آبادی۔ احمد اللہ خان
شفیع اللہ خان۔ نجیب آبادی۔ مظہر علی خان رئیس کامونہ۔ ولی داد خان رئیس بالا گڈہ۔
سیدی بہادر شاہ غلام قادر خان رئیس شاہجان پور۔ غایت اللہ خان رئیس پہلی محبت وغیرہ

پھونچا کمانڈر انچیف کا بھاگنا جناب عالیہ کا کوٹ میں

غرض جب کمانڈر انچیف جنرل کلائیڈ بہادر فوج قاہرہ بلکہ ہراک سے لڑتے بھڑتے قریب بڑی
پھونچے فوج جنگی مع زمیندار تعلقدار و وسعت تک خوب لڑی جب فوج انگریزی نے دھاوا
کیا نہ تھہر سکی۔ حدود و نیپال جنگل میں ہر طرف متفرق ہو گئے جنگ بہادر نے اپنی حدود پر
اور جا بجا گھائیو نہر پر بے ٹھکانے تھے مگر اس قافلہ مور و ملخ کو نہ روک سکے طرح دے گئے
اوسوقت جناب عالیہ تھاک کے تلسی پور کی گڈھی اچھا میں دو تین دن تک رہیں وہاں سے
ساری پہاڑ سے ہو کر نئے کوٹ میں پھونچیں جو کہ بھول پر ہے جہاں نواب آصف الدولہ کی
ایک بارہ درمی بنی ہوئی ہے۔

جب جناب عالیہ ساریسے آگے چلین جنگ بہادر کا خط کہتان نرنجن مانجھی کی معرفت سمجھو نکا
آیا کہ آپ انگریزوں سے صلح کیجیے یا یہاں کارہنا اختیار کیجیے ہے نفع اپنے شریک حال جنگی
یا کسی طرح کی اعانت وادہ اور نہ کو کا واسطے کہ ہم انگریزوں سے کسی طرح کا تقابلا نہیں کر سکتے
باکسی اور طرف چلی جاتیے آپ کو اختیار ہے موخان نے اوسکا جواب دیا کہ نہ میں مسلح
منظور ہے اور نہ تمہارے ملک میں قیام منظور ہے اور نہ کسی طرف جائینگے ہمیں ہم انگریزوں سے

۱۱۱

بھی ساتھ تھے صبح کو بھراون بھی پنجین اب ہفت بھی اگر کچھ سوار انگریزی بھی پھنپتے بے تکلف
 گرفتار کر لیتے اسکا سبب نہیں معلوم حکام نے کیون اسکا خیال نہ کیا اور ایسی خبر عظیم سے
 کسوجہ سے غفلت کی راجہ مردن سنگھ زمیندار نے بہت تخری سے ایک چوپال رہنے کو دیا
 اور خود حاضر ہوا جناب عالیہ بہت بھوک تھیں کھانے کو کھلا بھیجا جو ابدیابک چکے گا بھیج دیا
 جایگا اور پھر گستاخانہ کھلا بھیجا ہم ٹکوں کو نکر جگہ دین اور نہریک ہوں تم ہر جگہ مثل منڈک
 اوجھاتی پھر وگی اور پیچھے انگریز مثل سانپ لہراتے پھر نیگے خلاصہ باڑی ہو لڑ خیر آباد پھر پھیر
 ہر بر شاو ناظم قسمت اول خیر آباد مولوی عمار الدین عرف مولوی محمد ناظم سوان باڑی جو
 سندیلے بن لڑتا رہا اور بڑی نمود سے مارا گیا پھر دسٹنہ خبر آمد جناب عالیہ تین کوس سے استقبال
 کیا تیری وہوم و نام نقارہ و نشان جلوں سواری سے مرزا بندہ علی بیگ کے امام ہارے تین
 اونارارہ میں نقارہ کو دواہر اخیرات کیسے جب داخل شہر ہوئے تو پین سلامی کی چلین۔
 ومان صلاح یہ تھہری کہ بریلی کو چلین اکثر دن کا رجمان یہ ہوا کہ ابھی اپنے مالک محروسہ
 میں توقف مناسب کسواسٹے کہ سالی کہ نکوست از بہار سن پیدا است جب اور گزیر گا۔
 نہریگی اور کمین نہاہ نکلے گی ملک غیر میں مجبوری چلے جائینگے بعد اسکے محمود آباد راجہ
 انواب بلخان کے گھر میں مہمان ہوئے پھر بھولی راجہ منوال گدھی میں رہیں ومان وکیل
 راجہ ہروت سنگھ سوانی حاضر ہوا عرض کی ہم آپ کے بہر حال شریک فرمانبرداری ہیں این
 احتمال راجہ منوال کا انگریزوں سے ساز کا ہے پھر ومان سے وکیل کے ساتھ داخل ہوئے پھر
 اور متوجہ انتظام ممالک محروسہ اور حکمرانی چند روز میں جتنے لکھنؤ سے بھاگے تھے اندرونی و
 بیرونی مع سپاہ جنگی سب جمع ہو گئے اور ملازمین قدیم و جدید مع میگات محلات اور امرا اور غایا
 وغیرہ آجھونچے اور جتنے اہل حرفہ تھے اور اہل بازار مع اجناس از خود جمع ہوئے مثل لکھنؤ چک
 آباد ہو گیا اسکے سوا زمیندار اور تعلقداروں نے بے طلب زر تحصیل بھیجا شروع کیا ایسی رت
 بہیت کسی تسلط سلطنت میں نہوی تھی اس زر تحصیل کی عدم رسی پر کیا کیا لڑائی اکثر ضلع
 میں رما کرتی تھی اس امر میں سب کو شہاب تھا کہ ایسے وقت انتظار و مایوسی و قطع امید
 اس طرح آمدنی ملک کا بہیت پھونچنا عرض اس مدت قیام میں جنسا مان امارت شاہی تھا

آحمد اللہ شاہ نے تلنگے سوار جمع کر کے فیروز شاہ سے کہا تم بچے پہل سے دناؤ کرو میں حدیث باغ سے کرونگا وہاں بھی جنگ بہادر کی بلین سے خوب تلوار چلی جب اونکی اور کنگ آئی شاہ جی بھاگ کر مخاس میں آئے گور سے چوک بھیلی والی بارہ درمی۔ اکبری اور واز سے ناک پھیل گئے پھر شام سے رات بھر بچے گولون کا مینہ برسنارنا مگر قدرت خدا سے شہر میں دو تین آدمی ضایع ہوئے۔ آگ بھی کسی کے گھر میں نہ لگی اور اگر کہیں لگی بھی جلد بجھ گئی خلاصہ رعایا سے شہر بیگناہ ہر طرح آفت سے باوجود بے کراہی سے کھینے مقابلہ نہ کیا نسبت دلی کے وہاں سب رعایا سے ہمدردی مانی پر کمر باندھی تھی آخر سیکڑے بجالا تباہ ہو جو اس مضطر ہو کر بے اسباب مال و زہد مثل مور و ملخ جانب سمت مغرب ناک نہر کا کور می کا نگر آباد۔ کسمندھی کی راہ لی وہ دن وہ رات کچھ قیامت سے کم تھی۔ شاہ جی گھبرا کر ہرنانک سے فوج کو لاتے تھے کیسے پانون نہ ٹھہرنے تھے اور گور سے کے نام سے بھاگنے تھے حالانکہ سب صاحب تہتیار اور کارزار ہندوستان دیکھے ہوئے تھے اسکے سوا گلیوں سے کتے شہر کے معلوم نہیں کہاں چھپ رہے تھے کوئی پرندہ آسمان پر نظر نہ آتا تھا ہر کوچے سے وحشت برسنی تھی اور خون ناحق آکھو آتی تھی اور عورات پر دہشتیں کو پر دے کا کب ہوش رہا تھا وارث مسلمہ آگے عورات چادر اوڑھے چھپے چلنے تھیں

جناب عالیہ کا شہر سے نکلتا

روز تہ شعبہ ۲۹۔ رجب ۱۰۸۰ مطابق ۱۶۔ مارچ ۱۸۶۸ء فریڈام جناب عالیہ مع برہمیں قدر حالت باس کلی میں ہمیش میں سوار ہو میں چار توڑے اشرفی کچھ جواہر پیش بہا بنانی مفتاح اور کسی دن ہینہ تلنگے تبصر باغ سے مٹوان کے کہنے سے زمانہ کروا کے آپ جواہر خانے میں اگر کنبیان مفتاح الد ولد سے لے کر جیتے سند و فچے باقیانہ تھے سب بے گئی تھیں اوس میں سے کچھ ملا باقی نہیں معلوم کیا ہوا اور موخان نے کسے دیا جسکی قسمت کا تھا گیا اور آج تک کیسے پاس اوسکا نشان بھی نہ آا اگر کیسے پاس ہوتا تھا البتہ کہ ہر طرح سے کھلیجاتا یا گوند سے کب اس سے غافل رہتے۔ عرض نہا کہ موسیٰ باغ سے سواری نکلی حلقہ عورات گرد و پیش تھا موخان گھوڑے میر ہندی مع اپنے عیال احمد حسین حکیم حسن رضا صاحب عدالت بہرہ پیا وہ کچھ سوار تلنگے

عہد مینان کہے تھیں بے فوج سمجھ کر نسل مناجان گرفتار کر کے ایجا مین اگر صاحبان عالمین
کو یہی منظور ہے تو حسب سرشتہ اپنے اس اقرار کو تحریر فرمائیں انجیل خدا پر مہر کروین اور
بادشاہوں کی اوپر گواہی بھی نسل بادشاہ مصر وغیرہ ہمارے واسطے سند کامل ہوا سکاجوا
مرزا علی رضا نے دیا سبحان اللہ کل دنا و اہو گاہ امزنا تریاق از عراق آج آپ جانتے ہیں
فیصل بوجا و مصر اور ولایت کے بادشاہ کیا آپ سے قریب ہیں گویا نواح لکھنؤ میں ہیں
مموخان نے کہا اگر گواہ بعد المشرقین پر ہیں جنگ بہادر نو شریک حال ہے وہ اپنی گواہی
اور ذمہ از روئے قسم کر دے کیا مضائقہ یہ سننا بھی ہمارے واسطے کافی ہوگی بعد اسکے سوال و
جواب طرفین سے قطعی ہو تو فہم ہوا مرزا علی رضا بھی مایوس ہو کر اپنے گھر چلے آئے سمجھے کہ
نظام ہر اب ہم سبکی آہل دہلیگیر ہے دیکھیے اس آفت سے خدا کیونکر بچاتا ہے۔

اوسکی صبح کو شہر میں منادی ہوئی کہ رعایا بدحواس و پریشان ہو سب گورے مارے گئے
تھوڑے سے فیصہ باغ میں ہیں وہ بھی تمام ہو سہ جاتے ہیں مگر اس منادی پر کسی کے کان
پر جون بھی نہ لگی۔

شب شبہ حسین آباد میں مفتاح الدولہ اور حکیم حسن رضا نے اپنے ایک دوست کو بلا کر
مہر طفر اجنگ بہادر کی وکالتی اور کما مموخان نے لکھی افسر متحدہ اسکی تصدیق کو بھیجے ہیں خدا
چاہے تو یہ عورت بچات، اچھی شکل ہے مگر پھر جو اسے روزہ شبہ تک دریافت کیا ہے اصل
محض بلکہ سراسر جعل و فریب تھا۔

غرض صبح کو فوج باغی نے ہر طرف سے جمع ہو کر گانگھاٹ سے دنا و کیا اور لافرتی سے
کوتے چلے کہ ہم آج گورون کو مارے لیتے ہیں فیصہ باغ بھی خالی کر دئے لیتے ہیں وگرنہ کیا
سنہ نہ کھا یٹنگے جب یہ خبر جیسا بے لایہ نے سنی کہ فوج نے دنا و کر کے بادشاہ باغ لے لیا چار
توپن بھی چھین لیں اب کوئی دم میں فیصہ باغ بھی خالی ہوا جاتا ہے اسپر بڑی خوشی
ہوئی پھر خلافت اسکے خیرائی کہ گورون نے دنا و کیا ساری فوج ہر طرف بھاگی ہو رہے سب
چھوٹ گئے بڑا نام ہار بھی لے لیا جامع مسجد کے گلدستے اور امام باڑے کو کھٹہ سے گورے
قصاب کے پل تک گولیاں لگاتے تھے اب قریب ہے کہ داخل حسین آباد ہو جائیں۔

کبھی نہ سوتی چنانچہ انھوں نے تین مرتبہ اپنی حکومت مستعار میں عرض اپنے حال کی لکھی اور
 چھار ڈال جناب عالیہ ومان سے مجلس اسے حسین آباد میں گئیں ومان سے پھر غلام رضا کے مکان پر
 مگر رات کو ساہی کے مکان قدیم میں رہتی تھیں شام تک جتنا علمہ شاگرد پیشہ تھا سب جم
 ہو گیا مومنان مجلس اسے حسین آباد میں رہے اور یہاں چوک تک پہرے حفاظت کے کوئے
 ہوتے تھے۔

پیام جنرل اور مرم صاحب جناب عالیہ کو

زبانی اہلکاران دربار جیسی یہ ہے کہ پہلے قیصر باغ میں جنرل اور مرم صاحب نے پیام معرفت مرزا
 علی رضا کو توال بواسطہ شرف الدولہ جناب عالیہ کو بھیجا کہ ممالک محروسہ سرکار سے موافق
 عہد دولت نواب شجاع الدولہ نے گاہ بٹلے کے لڑائی ہو قوت کرو ہم ان باغیوں کے نکالنے
 کی تدبیر کر لیں گے اور مسافران لندن و کلکتہ کو بھی بلوادیگے یہاں خود غلط ایسی بات کہ
 سنتے تھے بعض اسے فریب و خدع سمجھے۔ بعض نے جانا کہ اب یہ مغلوب ہو چکے ہیں جب ایسی
 باتیں کرتے ہیں خدا نے چاہا تو ہم انھیں نکالے دیتے ہیں اسکا جواب معقول نہ گیا اسی شش پنج
 میں رہے یہ وہی صورت ہوئی جس طرح قبل از معرکہ یکسر صاحبان عالی شان نواب شجاع الدولہ
 سے کہتے تھے کہ آپ ہم سے وہ بے غلیم آباد بھیجے مگر قاسم علی خان کے شریک نہو جیسے ومان شیرکار
 اور قند بن خاص نواب مرزا علی خان نواب سالار جنگ نواب مدار الدولہ تھے وہ بک سنے تھے
 اسے بھی عجز سمجھے تھے بعد اسکے دوسرا محبت نامہ غلام رضا کے مکان میں آنحضرت سے آیا کہ
 اب ہم زمان واجد علی شاہ بدستور سابق تمھیں تمھارا ملک و نیگے ملز و جہان ہو اوس مکان میں
 رہو جب ہم فوج باغی کو بھگا یں تو نہ بھاگنا اوس مکان میں رہو جانا تیسرا پیام آخری اور سوت
 آیا جب جناب عالیہ مہمان خانہ نواب حسین کہ اب سرکار سے تمھیں صرف ۲۵ ہزار روپیہ دیا ہے
 لے گا اور چارہ سی جو کہ نہ نامہ لایا تھا اسے زبانی کلمات تشفی حسب حکم صاحب کے اور کئی مددات
 بھی لکھ کر آئے تھے کہ انہر اپنی ٹھکر کے پیچیدہ و اسوقت مومنان اور ارکان دولت نے سمجھ کر
 اسکا جواب دیا کہ یہ وقت مقابلہ و مقابلہ ہمیشہ سے خدع و جھوٹ طرفین سے جائز ہے بعد اس

قیصر باغ میں فوج کا داخل ہونا جناب عالیہ کا نکلتا۔

۲۶۔ رجب روز شنبہ پھر طرغین سے لڑائی شروع ہوئی دوپہر کو گوردن نے ناکہ چار باغ سے چاٹا مکہ امین آباد سے پہلے آئین ہر طرف سے فوج جمع ہو گئی تھانے آئے پانی
۲۷۔ رجب روز یکشنبہ دوپہر کو گوردن سے پہلے امام باڑہ جنت مکان میں آئے کچھ باغی مقام میں سمجھا کر وہاں چھپ رہے تھے بعض مکان کی چھت کو باروت سے اوڑا دیا اور تھکے گرنے سے کئی آدمی وہاں سے گر گئے پھر وہاں سے بشیر الدولہ کے امام باڑے اور صہیل سے ہو کر سپر قیصر باغ کے دروازے پر آئے اس پھاٹک کے سامنے بڑا دھس دسے کزنند کھودی تھی برج بنا کر اوس میں توپیں لگائی تھیں پہلے گولہ انداز بھاگے توپیں بھری تھیں کاشکے اونٹین داغ کر اوڑھ گئے مومخان نے جب یہ خبر سنی مستعجب رہا ہو کر اپنے جان نثاروں سے اوٹھ کھڑے ہوئے لیکن معشوق محل کے مکان سے کہنے آگے قدم نہ بڑایا آخر باپوس ہو کر پھراے۔

وقت صبح شرف الدولہ حاضر حضور جناب عالیہ ہوئے سبکی صلاح یہ ہوئی کہ اب جناب عالیہ کا یہاں سے نکلتا مناسب ہے نواب تاجمان پر سوار ہو سید ہے اپنے گھر چھوٹے قیصر باغ میں سب سے پہچم کے پھاٹک پر باغ کے جو نواب روشن الدولہ کی کوٹھی کی طرف ہے جو کم کیا پھاٹک مقل تھا تلنگون نے گولیاں مار کر اسے کھولا نکل کبوتر و فتنہ سبکے سب بھڑکھڑا کر باہر نکلے ہر طرف اڑ گئے میر واجد علی کو داخلہ فوج انگریزی کا معلوم ہو چکا تھا صبح کو جناب عالیہ سے کہنا یہ اشارہ بہت سمجھا یا اسکا جواب بڑے استقلال سے دیا مومخان کو اپنی خوبی فہم سے نشہ اسی طرح کا تھا یہ کہہ کر سوار ہوا اپنے گھر چپکے چلے آئے۔

جنرل اوٹرم صاحب مع صاحبان کوٹھی جنرل مارٹن میں جلسہ کمیٹی میں تھے کہ دفعۃً خبر پونجی کہ بیجو صاحب دوکپنی گوروں کی لے کر دلکشا سے پہلے دیوار رمنہ ٹوڑ کر حیات نجین کی کوٹھی میں آئے وہاں سے میر فدا حسین کہپتان کے مکان میں ہو قیصر باغ تک جا چھوٹے اور اسے آگے سے کچھ دیوارین مکانوں کی سائی پر س مینس گراتے جاتے تھے جب گوردن سے باغ کے پھاٹک پر پھونچے کھڑوں سے پھاٹک توڑ داخل باغ ہوئے ہر روشن پر پھیلے چاندی کی

اور خلعت و اہلباتی راجہ تیز کرشن مہاراج کے بیٹے کو دیار سوم خدمت جو زمان تہذیب الدولہ سے اسے دولت راسے کی بدولت پیشکش سرکار مقرر تھا وہ بھی دیا مصروف کار و بار مستعار ہوئے جان بھی بچی گھر بھی لیٹنے سے بچا۔

بعد فتح و تسلط سرکار مہاراجہ اور راجہ تیز کرشن سے بگڑی و دونوں متحدہ ہو گئے جب حکام سے مہاراجہ بہاری لال کو صفائی زمان ماضیہ حاصل ہوئی سرکار سے ۱۱ ہزار روپیہ خرچ کو لے آئندہ کو امیدوار پرورش کیا عہدہ اکثر اسٹیشن بنو بیڑی انھوں نے قبول کیا مگر حکام کو بدل اپنی رعایت منظور ہوئی اور از رو سے انصاف محرک حق دیوانی زمان گذشتہ راجہ تیز کرشن سے ہونے پہلے جا کا کہ اسپین تصفیہ ہو جائے نہو آخر نوبت بعدالت پہونچی بعد خرچ اخراجات حقوق و کلا سے عدالت دو سو ماہواری پر تصفیہ ہوا ڈگری ملی نامہ مدت جین جات راجہ تیز کرشن دیا کرین چند روز تک دیا اس کے بعد تیز کرشن کا احوال سبب آوارگی غراج اور خرچ الغریات نوبت بگدا لئی پھونچی مضطر ہو کر جے نگر بھی ہوا آئے مکان خاص بازار کا نشان نہ رہا۔

بھوانی گنج اور گاؤ خانے میں مکان وسیع بنوایا تھا یک گیا ۱۸ لاکھ روپیہ کے نوٹ سرکاری مہاراج جہان گذشتہ کے پاس تھے سو اسے مالیت خانہ وغیرہ اوز کا بھی نشان نہ رہا کہاں گئے اور کیونکر خرچ ہوئے اب شاید راجہ و گجے سنگھ کچھ کہالت فوت لایموت کر تو ہیں ان کے گھر کی دولت کا سب کو تعجب ہے کسی کی فہم میں نہیں آتا۔

فوج انگریزی کا ورپا کے پار جانا اور شہ گامہ قتل ہر طرف ہونا

۲۔ رجب کو گورے ماتھیوں پر سوار مع توپ اور گارو سواروں سے دریا کے پار اترے سپاہ باغی ہر طرف سے دوڑی اور ہر جگہ پرک کر بھاگی۔ رعایا بھاگ کر شہر میں اسپار آئی۔

تفصیل فوج انگریزی اہم راہی کما نڈ پڑھت

۵۔ فصلیئر۔ ۱۳۔ لائنٹ انفنٹری۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۳۔ فصلیئر۔ ۲۵۔ ۳۶۔ ۸۔ ۲۲۔
مائی لنڈرس یعنی کوہی ملک اسکاتلنڈ کے رہنے والے پچھے گھنگرے والی۔ ۵۴۔ ۶۰۔ نقل

کیسے کہ جو اب ندیا شیخ ابن ابی شیبہ شریک ہمارا ہی شیخ فضل علی ڈاکو نے کہا ہم انکے ساتھ
جائیں گے مگر جہاد کا نامہ موخان نے کہا بسم اللہ انکے ساتھ اور سوار جاتینگے پھر ۱۱ برس
کے سوار حمید اللہ خان کے ساتھ ہوئے گوروں کی باگین لین کوئی نہ چھوچھا سب گروہوں
روگئے فقط اسے جاگروں میں چھوچھکر ۱۲ پٹنچے خالی کیسے کسی آدمیوں کو مار کر چھڑا
رضی بھی نہوا فوج باغیہ میں دادواہ کی وہوم بھی اور جو کام اسے کیا وہی شیخ
احسان اللہ بیگ نے بھی کیا موخان نے دونوں کو وصال دیا۔

گوروں نے ۹ نوپین بم وسیل کی بادشاہ باغ سے فیصلہ باغ اور وحسن گنج کی طرف سے
لگا کر شام سے مار شروع کی جب فیصلہ باغ میں گولے برس گئے فوج بہادر نے بھاگنا شروع
کیا پھر فوج انگریزی نے دھاوا کر کے اوس طرف پل آہنی کے مورچہ لگا یا بعد اسکے کہ بلا سے
فیصلہ الدین جیدر سے امام باغ تک اپنا عمل کر لیا بہت سی رعایا اوس پار کی بے گناہ مار گئی
مگر قویہ نواب علی خان کے امام باغ میں لگی تھیں اونکی فوج کا پڑاؤ بھی اوس طرف تھا پھر فوج

سامنے حیرت افزا فوج باغی

۵۔ رجب روز شنبہ ۱۲۴۸ھ مطابق ۲۰ فروری پلٹن گرائی کے تینگے کی ہمایونی سے سو روپے
میں سے ۱ روپے کم ہوئے ایک لڑکے کو چوری کی علت سے پکڑ کر موخان کے پاس رو بکری
کو لائے حکم ہوا اس لڑکے کے وارث سے جا کر یہ روپیہ لے لو اسے کہا میرا باپ مرزا ابنایا بیگ
محلہ اشرف آباد میں رہتا ہے میرے ساتھ چلو دلوادوں میں تینگے مسلح اس کے ساتھ آئے
تیرن صاحب کبدان کے بیٹے سے گھر کا پناہ پوچھا بنیاد علی بیگ کا کون سا گھر ہے بتایا
جب باہر آئے ماجر ایساں کیا انھوں نے کہا حاشا میں اس سے واقف نہیں گفتگو ٹھہری آخر
مرزا کو گرفتار کر کے لے چلے۔ مرزا علی حسن جوان رعنا بھر دستے اسکے شیر کچہ تلوار لے کر چلا جب
پل اشرف آباد پر پھونچا جو شمشیر جرات اہل گرفتگی اور محبت بدری سے پکارا پھر پوپا کے
بدلے لپچا پوپا ہی ڈرے ایسا نہو پیچھے سے شیر کچہ داغ دے دفعتہ کسی تینگے پھر پڑے باقی اونکو
لے کر آگے بڑھے اس جوانا مرگ نے شیر کچہ کو آگ دی نہ چلا گھر کرناے کی طرف چلا تلنگون

کہنے لگا نواب ملا ہوا ہے، ہوا سٹے چلا گیا پھر ساری فوج کے پانوں اور ٹکڑے گئے ابھیر
لازم ہے کہ آج اپنا مورچہ بیان رہے، دوکل ہم دواؤا کر گئے اور جسے ہمارا ساتھ دینا منظور
ہو اچھا اچھا گران ٹیل جو ان اگاہ ہو جاوے چاہئے ایسی دو پلٹن جنگی جدا کین انھیں
اپنی کوٹھی کے قریب رکھا اور سب سے قسم نہ بھاگنے کی لی۔

جب یہ خبر سرکار میں پہنچی اہلکاروں سے مشورہ ہوا کہ یہ رالی فسخ کر لے گانگوں کی
شرارت سے شرمی فوت پڑ جائے گا رہا سبست میں نہا ڈالے گا۔ پس جتنی فوج اس کے پاس
ہے طلب کرنا چاہیے یہ بھی اقبال صاحبان بالینان لکھا کہ اسپین ہر روز بلکہ ہر وقت ایسے فساد
چلے جاتے تھے اگر اچھا نا ایک بنا تا تھا دوسرا اپنی بد نفسی سے بگاڑ دیتا تھا غرض نصف
شب کو چوہدری طلب فوج کو گیا کہا کہ تم ہر جس قدر کے نوکر ہو یا شاہ جی کے۔ فوج نے جواب
کہ ہم ہر جیس قدر کے نوکر ہیں چوہدری نے کہا حکم سرکار زبانی مموخان یہ ہے کہ اس وقت ہمارے
پاس چلے آؤ سب اس کے ساتھ چلے آئے۔ اور نکا مورچہ گرد قیصر باغ کے ہوا۔

شاہ جی یہ حال دیکھ کر مضطرب ہوا جتنے تلنگے ان کے ساتھ رہ گئے تھے اور نکا پہرہ گرد کوٹھی کر دیا
صبح کو فوج انگریزی نے دواؤا کیا کوٹھی پر بم کے گوسے مارے شاہ جی مع اصحاب بھاگ کر
شہر میں سرسے متوالدولہ من اور سے کچھ زخمی بھی ساتھ تھے اسے بفر لہ قلعہ سمجھی گلابین
چھوٹی ٹوپ لگا دسی پہرے کھڑے کر دیے۔

گورون نے دریا سے گوفنی پر پل باندھ کر ایک نرن اور سار اور نار اوجریاؤن کا مورچہ لے لیا
دوسرے بڑا لے موضع بھٹولی علی گنج چاند گنج میں جا کر عمل کیا اور اوسیدن بادشاہ بلخ اقم
ر منہ سلطانی لے لیا پلٹن دہنے بائیں مع بہادر علی محمد دم بخبر کپتان ہنکا پڑاؤ مان تھا یہ
انیا اسباب چکر چکے گئے گورون نے وہ لوٹ کر توپیں بم کی لگا دین اور اوسیدن تقریباً آٹھ سو
آدمی جان سے گئے زخمیوں کا شمار نہیں مموخان اس وقت بد عواس جو سے تھوڑے سے دست
لے کر دھس پرا کر کھڑے ہوئے دیکھا گورون کا اسباب چکر والی کوٹھی سے بار شاہ بان کو چلا آتا
سواروں کو بلا کر پراجا یا حمید اللہ خان جو بریلی سے آیا تھا پڑا ہوا مشہور تھا اسے حکم دیا کہ
تم سوار اپنے ساتھ لے کر جاؤ پھر پکار کر کہا کون کون ان کے ساتھ جاتا ہے جو بہادر ہو جاوے

بنیے چھپ کر جو قریب قریب عالم باغ تھے رات کو رسد چھو پجاتے تھے ۶۔ سیر رو پہلے کا
اٹناج کر چلے آتے تھے سید طرح اور غریبا جان جو کھم کر کے ماکولات وغیرہ کا پنور سے لا کر بیچتے
تھے بعض جیو سٹاچ پرچہ اخبار بھی دیتے تھے اسی رسوخ سے اکثر دن کا بھلا بھی ہو گیا سیرکار
سے کام بھی ملا۔

ایک دن کچھ مجروح گور سے کرائچی چھپ کر سیر سوار بنی کے ٹوٹے پل پر چہہ باندھ کر بلاست نکلا
چلے گئے سیر اتر چھار سالہ جس کا پڑاؤ کر پلا سے سیر خدا بخش میں تھا ایک دن کئی سے سوار طیار
ہو کر بنی گئے وہاں کے تھانہ دار اور کئی برقداز کو مارا گودام سرکار میں جو کھانے کی خیر بٹائی
وغیرہ جو مالوٹا تار بقیہ کو جا بجا سے توڑا ایک صاحب کئی سواروں سے شرک پر ملا سوار
بھاگ گئے اوس صاحب کو مارا کر اوس کا سیرکار میں بڑی بہادری سے بیکر گئے اوسکی کرج
کرتی۔ انسرون نے بیل اسنے کہا میرے قتل کرنے سے کیا لادن خالی ہو جائے گا میرے پار
اشرفیان ہین لے لو نا نا کہا بعد تمہارے قتل کے سوا ہمارے کون لے لگا تمہارے ہاتھ سے
لینا کیا ضرور ہے۔

روز شنبہ ۱۹۔ رجب مطابق ۶۔ مارچ فوج انگریزی دلکشا سے پل باندھ کر اوس پار چنت کے
اوسری جانب جنوب گورون سے مورچہ باندھا فوج باغی نے قریب کوٹھی جنرل مارٹن مورچہ
قائم کیا توپ چلنے لگی اور ایک مورچہ بخت خان نے چکر والی کوٹھی کی طرف لگایا اور اپنے
نصف کپ سے اجر یا بن مورچہ کیا یوسف خان مموخان کے بھائی کو حکم ہوا تم اپنی فوج
لے کر لگ کر کو جاؤ شرف الدولہ غلام رضا کو حکم رسد رسائی کا ہوا اوس وقت خواجے والے ماکولات
ترو خشک لیکر جا چھوٹے طرفین سے خوب لڑائی ہوئی لگی۔ اس عرصے میں فوج انگریزی جو
سلطان پور سے آئی تھی وہ بھی شریک معرکہ ہوئی نواب شرف الدولہ ہاتھی پر سوار ہوا فوج
دواو سے کوچ کرال پر مقابلہ ہوا ایک بم کا گولہ نواب کے ہاتھی سے ہوا ایک سالدار
ہمراہ رکاب پر گر کر مر گیا نواب یہ سانحہ دیکھ گھر گھر سے فوج نے بھی اپنی راہ لی مگر ایک صاحب
کاسر فوج کے ہاتھ لگیا اوسے بقتا عزیز دروازہ اکبری کیا احمد اللہ شاہ فقیر جو چکر والی
کوٹھی میں آکر رہتا تھا اوسے بھی نکل کر مقابلہ کیا اپنا مورچہ کو کرال پر قائم کیا فوج باغی سے

کبھی سر نہ اٹھائے گی کسواسطے کہ جنگال احاطہ فوج میں تلنگے نصف سے زیادہ رعایا سے اودوم ہے غلقدارون کی سرکوبی کو کافی ہونگے فقط مقابلہ شاہ وہلی رہجائے گایہ اسنے بھی ممکن ہے اور آپکی فوج بھی ساتھ ہوگی ووسبب سے ایک توبہ کہ یہ ساختہ وپرداختہ آپکی ہین دوسرے مخالفت مذہب ہے کہ انجام کار سہولت ہو جاوے وگرنہ بظاہر بڑی خرابیاں اور نقصان سرکار اور بدنامی منصور ہے کسواسطے کہ مقابلہ محض جاہل وکور باطن وناعاقبت اندیش ونا فہم ہونے ہو چکا۔ غرضی کو پڑم کر فرمایا تمکو کسے بھیجا ہے عرض کی قسم ہے اوس خدا کی جسے مجھے پیدا کیا فقط جو کچھ میری عقل ناقص میں گذرا اوسے گستاخانہ عرض کیا آپ خود دریافت کر لیجئے نہ کسی کا نوکر نہ منسل ہوں فقط خوشناسن شہر میں فرمایا بعد میں مہینے کے اسکے جواب کو میرے پاس نا چنانچہ صاحب نے اوس عرضی کو روانہ کونسل کلکتہ کیا بعد ہفتہ عشرہ کے یہ سنگسار فساد برپا ہوا۔

معرکہ عالم باغ

۲۳۔ رجب کو دوسری فوج نے عالم باغ سے نکلتے قبل از داخلہ فوج سلطان پور جو رڑقی چلی آتی تھی قریب کوٹھی دگشا و محمد باغ مورچے قائم کیے اسطرف سے بھی فوج جمع ہو کر گئی رڑائی ہوئی گورون نے محمد باغ کو ہر چار طرف سے گھیر لیا تجیب تلنگون کے مورچوں پر گورون نے ایسا مادا کہ گشتوں کے پٹے کر دیے۔ اکثر باغ کے کنوون میں گر کر مر گئے۔

ایکدن فوج انگریزی قلعہ جلال آباد سے نکلتے پور بھونچی جو قلعے سے ایک کوس ہے فوج باغی جو وہاں تھی پہلے مقابلہ کیا بعد اسکے بھاگی گورون نے قصبے میں جا کر مرغ اندا بکری۔ بھیڑ۔ اور سامان کھانے کا لیکر چلی آئی وہاںکی رئیس عورات اطفال کو بے کربادہ پاسا کھوکے جنگل سے ہو کر گرتے پڑنے امین آباد کی دو گانوں میں آکر پڑے جنگو اہل شہر سے کچھ تعارف تھا اونکے گھر جا کر بھان ہوئے۔

ایک دن گورے قلعہ سے ۵۔ کوس علاوہ بیواڑے میں جا کر رسد قلعہ وغیرہ بقیہ وکے کر لائے وہاں کے عامل اور زمیندار کو بھی پکڑ کر عالم باغ میں جپین کشتہ کے سامنے لے گئے مفید ہوئے۔

دوسرے دن افراد نامہ رسد رسانی دے کر نجات پائی

صاحب نے مجھ پر بڑی عنایت کی اور غیر فوج کا پور و فیض آباد پونچھنے لگی میں نے کہا جو کچھ
 ہے آپ بھی سنتے ہیں میں بھی سن رہا ہوں کلام تم سے ایک بات پوچھتے ہیں بشرطیکہ سچ
 کہو اب ہم اس سرکرہ درپیش ہیں کیا صورت کارین میں نے کہا یہ امور سلطنت میں جیسا حکام
 اپنی مصلحت وقت سمجھیں لیکن میں گستاخانہ عرض کرتا ہوں کہ بظاہر سارا ہندوستان
 دشمن سرکار جان و مال ہو گیا ہے اس صورت میں جو سرکار کا خیر خواہ متحد و ذارت ریاست ہر
 مقام ہوا و سکا ملک اسے دیدہ بیکے اور آپس عبال و اطفال سیدھے کلکتہ چلے جائیے جب تک
 کہ ولایت سے لگ بھونچے یا ہندوستان میں کسی معتد کی فوج جرّار آپ کے شریک ہو جائے
 یا ایسی قوم نوکر رکھیے جس سے انتظام بہولت ہو سکے پھر اپنے دشمنوں کی سرکوبی کیجیے اس صورت
 غالب ہو کہ میں خونریزی نہوا اور یہ نہ گامہ از خود موقوف ہو جائے اور اگر غصہ و غضب سے کام
 فرمائیے گا ظالم و مظلوم کے مساوی کرنے سے اعتبار سرکا جاتا رہیگا پھر اصلاح و آبادی ملک
 محروم رہے تالیف مشکل پڑگی اور اگر پیمان کے حکام پر بھڑو دیجیے گا ان سے ایسا انتظام کبھی
 نہ ہو سکے گا بلکہ میدان خالی دیکھ کر ہر سردار و حاکم آپس میں نفاق و حب جاہ سے کٹ مر گئے
 اور پھر تنگ و کمزور ہو کر آپ سے ملتی حمایت و اعانت کے ہونگے کہا تمھاری رائے صاحب
 اور اکثر ہمارے صاحبوں کے نزدیک بھی طرح وینا مناسب ہے لیکن گیس صاحب نے نیشیل کشن
 کی رائے اس کے خلاف ہے کہتا ہے جب ولایت سے ہماری فوج آنگلی ہم دفعہ سارے ہندوستان کو
 زیر و بر کر دینگے اس وقت سلی گار و بین سامان اذوقہ کمی معینے کا جمع کیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

حکایت جنرل لارنس صاحب

اس طرح ایک مرد منس جوان دیدہ جو قافلہ شاہی کے ساتھ لندن بھی ہوا آئے تھے مصر سے بیار
 ہو کر پھر آئے اوسنے ایک دن جنرل لارنس صاحب کو عرضی اس مضمون کی دی کہ میری عمر اسی
 برس سے زیادہ ہو چکی ہے نظر میں آمد فساد ہندوستان جو کچھ میری عقل ناقص میں آبا ہے
 عرض کرتا ہوں بشرطیکہ کہ حکام عالیشان بغور مامل انصاف سے سنیں کہ ایسے ہنگامہ فساد میں
 اگر اہلیان سرکار مصلحت وقت سمجھ کر واجد علی شاہ کو بدستور کجاں فرمایا میں جنہی رعایا اذوقہ

انتظام بریلی کی یہ صورت ہوئی کہ نواب خان بہادر خان مدت تک عہدہ جلیلہ سرکار پر ڈپٹی یا صدر اعلیٰ رہے تھے سرشتہ انتظام سے واقف تھے تحصیل ملک بخوبی جاری رہی فوج جنگی خزانہ میگیزین لوٹ و قتل کر کے ولی چلی گئی تھی اور انھیں حکمران سرکار سمجھ کر رہنے دیا ان کے بدلے ہمعوم اپنے پٹھان رو پیلے پہلی بھیت کے رکھے جو ہمیشہ سے نامی بھاگنے کے تھے اپنے نزدیک سپاہی سمجھ کر رکھا فوج انگریزی جو فیضی تال پہاڑ سے اتر رہی تھا بلکہ ہوا کئی مرتبہ شکست بھی دی فی الجملہ میدان انھیں کے ماتھے را جب مراد آباد اور ملک اودھ سے فوج چھوٹی ہوئی۔ ہزار ہا کاغذوں خاص ہوا اور اپنی برادری اپنی نامی سے کی اگر صاحبان عالی شان سے بموافقت باطنی کرتے غالب سے کہ یہ صورت خرابی کی نہ تھی۔ ہر چند نواب ہوسف علی خان را پور نے انداء برادری دوستانہ سمجھا یا لیکن نشہ بنگ دماغ سے نہ اترتا۔

نواب محبت خان کی اولاد و نیشنل سرکار دولہدار لکھنؤ کس عزت و آرام سے تھی فوج باغی کے ماتھے سے ننگ ہو کر اور ازراہ حق برادری فی الجملہ روٹی کا بھی سہارا سمجھ کر رہی گئی وہاں ننگ حکومت دیکھ کر ان کے نشہ ہرن ہو گئے اگرچہ پہلے خان بہادر خان اپنا شرک رباست سمجھ کر بغیر استقبال کر کے داخل شہر کیا اپنا مہمان ناخواندہ سمجھا اور باطن میں متوسل سرکار جانکر کھڑکارا اپنے شوخی خاص میں داخل نہ کیا اور نہ بخوبی صاف ہوئے نامت تمام صورت نام ننگ بھی پیدا نہ ہوئی بلکہ اذین سوراندہ و زنان سوراندہ ہوئے جب سب کے ساتھ شہر سے بھاگے حکیم محمد عثمان طبیب معقول بہت نیکو بہت شاکر و رشید حکیم مرزا محمد علی اپنی شانہ اعمال و فضائے گوروں سے مارے گئے۔ بانی خانلہ بہادر خرابی لکھنؤ پہنچا بعد تحقیقات درویشی کے سرکار سے کچھ نیشن مادام حیات ہو گیا واد و فریاد سرکار سے بہت کی۔ حکمتہ میں بھی خبر نے جا کر عرض حال کیا صورت اول پیدا نہ ہوئی۔

حکایت کپتان بہیر و ننگ صفا

ایک سوار صاحب سوار کپتان بہیر و ننگ صفا نقل کرتا ہے کہ قبل از درغلہ فوج باغی ایک دن

میں بھونچے اور موضع و ہر ہرہ میں مصاحب علی زمیندار سے لڑائی ہوئی دوسری دن اوسے
 مومنان سے اگر اپنی تعریف کی اور کہا چوہری مصمصام علی سلیم پور میر صفدر علی عامل حیدر گڑھ
 قمر الدین حسین عامل کشائین گنج وغیرہ بوجہ ساز ہونے سرکار انگریزی کے پہلے بھاگ گئے
 نہ لڑے میر اکبر علی وغیرہ توپ بر حیدر گڑھ میں بڑی بہادری سے مارے گئے اور مینے باوجود
 نہونے توپ کے ایسا معرکہ کیا اگر میر سے پاس توپین ہوتیں ایک کو بھونچتا مومنان نے دو
 توپین میگرن دو پلٹن نجیب خلعت ۱۱۔ بارچہ چٹکھ واری کشائین گنج حیدر گڑھ وغیرہ دسے کہ
 حکم دیا کہ ان ثلاثہ کو جاتے ہی زندہ لانا یا سہیچہ دینا اور جو فوج آوے اوسے سید راہ ہونا
 کہتے ہیں کہ امانی صاحب نے میر محمد حسین خان ناظم سلطانپور کو باخفا پیام بھیجا کہ اگر فوج سرکار
 کی آئیک راہ میں تم مانع نہو گے اور جدا نہو جاناو گے تمھیں سرکار سے ۲۵ ہزار روپیہ کا دارما
 نسلابعد نسل سے جایگا انھوں نے اوسوقت کے نشہ نخوت مستعار سے اسپر کچھ اعتناع نہ کی بلکہ
 احتمال عجیباً اور بعض کہتے ہیں فی الحقیقت پہلو تھی کی سپر انگاد و سواہوار می گانشن ہر کار سے ہوا و اللہ اعلم

خبر شکسہ فرخ آباد و بریلی

فرخ آباد میں یہ صورت ہوئی کہ جب فوج انگریزی کانپور سے بھونچی فوج جنگ نے سامنا کیا بعد کئی دن کے
 رو و بدل کے بھاگے گو دام سرکار جنین طاقتہ ہر قسم بانات محل کشائی وغیرہ اسباب سب لوٹا توپین لیکر آوے
 اوترے اور لکھنؤ چکر عیش باغ میں پڑا دیا جتنی بانات محل وغیرہ لائے تھے رعایا کے ماتھے کوڑیوں پہنچی -
 نواب فضل حسین خان رئیس فرخ آباد وہ بھی گنتا دام فوج باغی ہو گئے تھے آخر کچھ نہ بن پڑا ابوس ہو کر رات کے
 مع میاں استاذ دہری لیکر اسپار دیا اتر کسیدو بریلی کو گئے ایک گوجرہ نے اوسوقت انکی کوٹھی میں جا کر انکی
 لکھنؤ کا اسباب خاک سیاہو گیا صبح کو فوج سرکار دیا کیش کلند کو کس رعایا پہلے قسم کی تیھار کی تو بھونچی لاکھنؤ کی
 نواب فضل حسین خان بریلی گئے وہاں سے نفا ہو کر بوئدی میں جا کر شریک حال خانقاہ مفرور لکھنؤ
 ہوئے جب سرکار سے امان مطلق ملی سبکے ساتھ یہ بھی آئے نواب کے عیال فرخ آباد گئے اور
 روکاری و تحقیقات کی نواب کو حکم ہوا قلم و سرکار کے ملک سے نکلیا میں چنانچہ بحفاظت سرکار
 مقیم کہ معظیہ ہوئے جنرل میر و صاحب کی بدولت بچے اسی جہت سے وہ درجہ اعلیٰ سے اپنے کچھ فوج
 ملک کم ہو گئے پھر اوسی درجہ پر ہو کر حیف اودہ ہو کر بسبب علالت مزاج ولایت گئے۔

ہے ہاتھوں میں ہندوئی لگائے شریک محفل ہوئیں۔

مرزا برصیس قدر باہر برآمد ہوئے پہلے نواب شرف الدولہ نے تذروی اور اسکے بعد غزنو بایا اہلکار
افسران فوج نے تذروی خلعت ہونے لگے عبدالرحیم قوم قصاب وارو فتح جواہر خانہ جو بعد
معزولی مفتاح الدولہ ہوا تھا صاحب علی خزانچی قوم جو لاسپہ کولی چودہری باغبانان جسے
پھولون کا سہرا بنایا تھا میر کاظم علی وارو فتح میگنیزین جو آتشبازی لایا تھا اور اسکے وکیل کو
یوسف خان وارو فتح نوجوان جسے ۲۱۔ غیر سامی کی چھوڑوائی تھی محمد بنام آتشباز کو وہ آتشبازی
لایا تھا ہر ایک کو دو شالہ رومال ملا اور وقت لوگوں نے عرض کیا کہ عجیب ماجرا ہے کہ پہلے
خلعت بڑے اہلکاروں کو دینا مناسب اور اسکے بعد چھوٹی امت کو عرض رات بھر خوب جلسہ با
محلات کو کھانا تک نہ ملا سمجھوں نے اپنے گھر سے منگو کر کھایا بازار سے۔ یہ دعویٰ انتظام
تھی کشمیریوں نے یہ غزل گائی ۷ غیرت مناسب ہر جس قدر گوہر نایاب ہر جس قدر
آبدھر نقدیرے چسب حال پڑا۔ چھوٹا ہے تھے اب لکھنؤ جشن شادی خوب ہے ہر جس قدر
دو پہر دن تک یہ محبت رہی سہ پہر کو سب رخصت ہوئے جانا بے لکھی جو لکھی ہیں شریف لائیں۔

خبر شکست میر جہد کھینچان وغیرہ

غرض جب کہ خبر آئی کہ جنگ بہادر کمانڈر انچیف کو رکھ اور فوج گورہ نے شکر اموی لاکر
میر جہد کھینچان ناظم سلطان پور سے لڑائی کی وہ ٹھوڑے سپاہیوں سے فوج انگریزی پانچ سو
بندھوئے تک پہنچی آئی راجہ مہین علیخان محبوب لڑا زخمی بھی ہوا تاب نہ لاسکا راہ گریز اختیار کی
مموخان نے حکمتا جات بنام راجہ مادھو سنگھ غافلدار گتہ ۱۰ بیٹھی کو اس مضمون کے بھیجے کہ تم ازراہ
تک حلال سندراہ فوج نوے معلوم ہوا انعام ساز رکھتے ہو اور حکمتا سے سب کے حاضر ہونے کو جب
ہوئے سب کو بہانہ حال اول مرحلے میں بخوبی کھلکھاتا تھا بانفاق ہمزبان ہو کر یہ جواب دیا کہ ہم
اپنی اپنی حد و پرستی الوہ سے روکنے میں ہرگز قصور نہ کریں گے چنانچہ گزینش سنگھ غافلدار رام نگر
دھندھی شمس علی عامل سندیلہ وغیرہ انہیں سے کوئی حاضر نہوا اور فوج انگریزی کا ذکر
نہایت لڑائی ملی آئی اس پنج میں ہر جگہ لٹکا تو پر لڑائی بھی ہوئی پھر بیٹھی اور گشتا میں گنج

اونکو دمی اونھوں نے اگر کہا ہمارے شہد سے جا کر اپنا کام کر آئے مموخان و مبدنم خبر منگوواتے تھے کہ انگریز جیتے ہیں یا مر گئے۔ مگر تواتر خبر آتی تھی کہ ابھی زندہ ہیں۔ ایسے مدبران ریاست ہوئے تھے واء۔

جنرل اوٹرم صاحب کو اسیران فرنگ کا احوال معلوم ہونا

خلاصہ جب اسیران فرنگ مرسلہ راہہ نونا سنگہ محمدی سے آئے میر واجد علی نائب مختار مدارالمہار دیوان عام علی محمد خان کے سپرد ہوئی جس طرح سے قتل آر صاحب بین بیان کیا گیا اور قبضہ کیا چنانچہ فقط قدرت خدا سے ہو اگر تبیب آر صاحب کو لے گئے انکو کیونکر چھوڑ جاتے۔ بہر حال اسکی صورت زبانی امنت رام یہ ہونی کہ پہلے میر واجد علی کو بھی سبقت لی خبر تھی کسواٹیلے کہ انجام کار کا یہ حال معلوم تھا اسی حقیقت سبکو نشہ اس ثروت و حکومت ناپایدار دنیا سے دوں کا ہو گیا تھا ایک دن میر سے ایک دوست نے ازراہ عاقبت اندیشی سمجھایا کہ تم کس نکر و اندیشہ غفلت میں سو رہے ہو اگر کسی صورت سے ان اسیروں کو بچاؤ گے صورت عاقبت بجاٹ ورفاؤ فلاں نیکنامی غیر خواہی سرکار انگریزی بے منت حاصل ہوگی وگرنہ تم پر سے زیادہ آفت آئیگی ہم نے نکو خبر کر دی ہے خبردار ہو اگرچہ اسوقت بظاہر بہت مشکل اور جان جو کھم معلوم ہوتا ہے میر کو بچنے رنگ و بار ویکہ کہ علی محمد خان اور جناب عالیہ کو سب طرح کے نشیب و فراز سے اور گرم و سرد سے سمجھایا کہ اگر یہ اسیر بچ جائیں گے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کی بھی اسی بہانے سے قلعہ کلکتہ سے لائی ہو جاوے اور یہ امر کچھ جدید نہیں ہے خواب شجاع الدولہ نے دو صاحب اسیر کو بڑی عزت سے رکھا قید سے نصرت کر دیا تھا یہی امر باعث و خوف شفاعت و نیکنامی کا ہوا۔

میر و دست محمد خان کابل لے گئے جو اسیران فرنگ سے سلوک کیا ظاہر ہے بس یہ ہے کہ نواب شہنشاہ محل جناب عالیہ سے لڑکر شہر میں کسی مکان میں اونٹھ جائیں یہ بی بی بیان اونکے ساتھ چلی جائیں اس پر دسے میں افشار ناز نہوئے پاسے گا وگرنہ کسی صورت سے انکی جان اور نہ حاجت کزوالوگی نیچے گی۔ چنانچہ ایک دن جناب عالیہ شہنشاہ محل سے خوب لڑائی ہوئی کہ خاص و عام کو چہ و بازار تک مشہور ہو گئی کہ اور انکے آشتا ہو کر قہر پانچ سے اونٹن سب پر کھل گیا اور اسکی صبح کو شہنشاہ محل

رسالہ وارنے روپیہ لے کر تلنگون کو منع کرو یا منع نہ ہو گیا۔

بعد ایک مہینے کے غلام رضا خان کسی چال سے مموخان تک اور میر واجد علی سے ملے مئی ۵ نہر ار مموخان ہزار روپیہ میر واجد علی کو دیے مموخان نے خلافت گنجیات دیا کہ سب سے پہلے قتل کے شہر میں رسد غلہ کم آتی تھی غلہ گران ہو گیا تھا پھر خیر روز میں مموخان اور غلام رضا خان ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے ہر روز اچھا کھانا کھوا کر لاتا تھا اور نواب کے ساتھ دسترخوان پر نوشیاں ہوتا تھا جب گورے بشیر گنج میں آئے غلام رضا نے امر او مرزا کو اپنا کارندہ کر کے رسد رسانی فوج کو بھیجا انھوں نے تقسیم رسد سے تلنگون کے بہت سے کھانے غلام رضا نے ازراہ خیر خواہی سرکار پندرہ ہزار روپیہ کا غلہ اپنے پاس سے خرید کر بھر دیا۔

جب جنرل اوٹرم نے اخیر دہاد کیا کسی طرح سے رسد نہ بھونچ سکتی تھی سمجھوں نے انکار کیا مگر غلام رضا خان نے اقرار کر کے بخوبی رسد بھونچائی فی الحقیقت یہ بڑا کام جان جو حکم کا تھا مسلمانوں کو نان خمیر می ہندوؤں کو پوری مٹھائی بھونچائی اور دس ہزار کا غلہ قیصر بلوچین ملکہینہ والی بارہ درمی کے بچے بھر دیا تھا وہ کسی کو کانا نصیب نہوا اسے گورے سکھ وغیرہ نے نوشیاں کیا۔

خلاصہ باوجود محبت جمع ہونے اس قدر فوج جنگی زمیندار تعقدار سما کہ محروسہ کے پیل گار و کسٹیلر خالی نہ کر سکے آخر مہاراج بالکشن نے نظر خیر خواہی سرکار انگریزی تعقداروں کو سرکار سے رخصت کر دیا اس جیلے سے کہ اگر یہ لوگ اپنے علاقے پر بن جائیں گے رہا اسے وصول زر تحصیل کیونکہ ہوگا بظاہر تعقدار شمر وہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے مگر اس کا جواب صاف یہ ہے کہ ان کوئی مہینے کے مقابلے سے کیا اوتے ہو سکتا تھا کہ اب ان کے رہ جانے سے توقع ہوتی عجیب قدرت خدا ہے کہ گو مار زمیندار اور مقابلہ جنگ انگریزی واہ۔

غرض جب اٹالیاں سرکار تھکے اور مضطر ہوئے آخر صلاح یہ ہوئی کہ کوئی تہیہ راسی کی جائے کہ سب انگریز پیل گار و مین بن مارے مر جائیں کوئی شخص ایسا جو جو مان جا کر سب کنوؤں میں زہر ڈال دے کہ اپنے اقدار جانے کا نہ کیا مگر شہدوں کے انسر نے نہایت کام ہمارا ہے سب کو گلو بہن عنایت ہو مموخان نے پانچ سیر کھیا شہر سے تلاش کر کے اور غلام رضا خان سے پانچ سیر گلو

محل حضرت خلد منزل میں بسبب قرابت کے فروکش ہوئے سلطان بہو صاحب نے مارے خوف کے جناب عالیہ سے کہا اچھی بات میں محتاج ہوں مجھ سے انکی خدمت کیا ہو سکے گی سرکار سے دوسرا مکان انکے رہنے کو ملے تو بہتر ہے اس جہت سے ایک اور مکان علیحدہ اونکے قریب تجویز ہوا۔ ہنہار دعوت کے آئے کسی دن کے بعد مرزا بلاتی داما و شاہ ولی اور مرزا کو چاک سلطان بیٹے بہادر شاہ کے مکہ گنج میں آئے اونکے استقبال کو مولوی میر محمدی اتالیق نواب جہرا زادہ ولد نواب ممتاز زادہ بہادر گئے۔ اشرفیان نذر دین مولوی زود دین اور کو قیصر علیغ میں لائے ہنسور پر دعوت کے اور کئی کشتی پوشاک پارسیہ فید کی جناب عالیہ نے وی چتر منزل رہنے کو ملا پھر مشہور ہوا کہ انکار ہنا متصل در دولت اچھا نہیں۔ یہ صاحب حوصلہ اور ولی الغفرم ہیں ایسا نہ توخت شاہی پر بیٹھ جائیں اس خیال سے ۴۰ کمینی تنگہ حیلہ حفاظت بطور نظر بند مقرر کیں اور تانگے سوار جو اونکے ساتھ آئے تھے اونھیں نوکر رکھا۔

احوال متفرق اہلکار اور امیران و رہبر جہیسی وغیرہ

جب فوج باغی داخل لکھنؤ ہوئی پہلے لوٹ نظامت کی ملٹنوں سلطانی ٹکڑاؤں نے شروع کی کسواسطے کہ یہ گھر کے مجیدی تھے شہر کے ہر وضع و مشریت کو چھوڑ دیا تھا جب بڑے آدمی اور روپیہ والوں کے گھر تک ہر ایک نے مضطرب ہو کر ایک صورت اپنے بچاؤ اور حفاظت کی نکالی ازاں خلیفہ شرف الدہ ولد غلام رضا خان عرف راسے جگنا تھا اپنے گھر واقع نال دروازے میں دروازہ بند کر کے بیٹھے اور خانیہ خان کو بلا کر ہنسور روپیہ دیے دوسرا اپنی حفاظت کو متعین کروائے مگر فوج باغی کب مانتی تھی اور کا گھر لوٹنے کو آئی اونھوں نے بھاگ نہ کھولا تلنگوں نے کہا محمود خان کو تو ال اور انگریز انکے گھر میں چھپے ہیں بے تکلف گولیاں ماری شروع کیں اونکے سپاہی بھی رندوں سے گولیاں مارنے لگے۔ کئی تانگے مارے گئے جبہ تعبیر ملٹن اختری اور بول میں بھونچے او سبوقت دونوں بلین طیار ہو کر گھر کھودنے کو آئیں۔ غلام رضا نے معرفت اپنے وکیل کے ہزار روپیہ سید بزرگات احمد رسالدار کو بھیجے اور کہا اچھا کہ آپ میری جان اور آبرو بچائیے اور احمد اللہ شاہ کے پاس نذر اور ایک تاج بھیجا

۱۱۱

توہین دینے کو کہا کسی نے ندین۔

ایک دن پرچہ اخبار ملکی آیا کہ تمام زمیندار گروہ پیش عالم باغ یا قریب کا پورے سب انگریزوں کے گئے ہیں اور ان کے پاس حاضر رہتے ہیں اور سو قسٹے سبکو ترو و جو پھر یہ صلاح ٹھہری کہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ سب زمیندار گروہ پیش کے اور ان سے ناموافق ہو جائیں پس تب میری ہے کہ جو قیدی جلت گوئندہ گری ساکنان نواح عالم باغ گرفتار ہیں اور انھیں چھوڑ دے کہ اگر انگریز دیکھیں گے وہ زمینداروں سے کھٹاکے جائینگے اور اگر زمیندار دیکھیں گے وہ بالآخر ناخوش ہو کر وقت اپنا پا کر بھاگ جائیں گے۔

ابلاغ حکم واسطے زمیندار اطراف عالم باغ بنی ہفتہ سول آباد وغیرہ

عرضیاں تمھاری ملاحظے میں گذرین جو تمہیں اطاعت و فرمانبرداری اور شرکت کھاناں فرنگ کی واسطے جانبری کی مصلحت کی ہے اور وقت مقابلہ سرکار کے بہت خیر خواہی کرو گے جب حضور سے بل لڑنا شروع کرینگے چچا کر کے سبکو قتل کر کے حاضر حضور ہو گے اس بات کو دریا کر کے حضور کو بہت خوشی ہوگی شاہنشاہ ظفریہ دینداری اور رعایا گہری کا یہ ہے کہ جس جیلے سے ہو سکے گا کافروں کو تیغ کرنا بہر صورت خاطر جمع رکھو کہ جب عہداری سرکار پنجابی ہو جائے تمہیں جاگیر اور بہت سارے پیرے گا مگر اپنے کام سے غافل نہ ہونا اور ہر وقت اپنے تئیں مورد عنایت و مراحم خسروانی سمجھنا یہ کہ کوئی پس قیدی کو قتل نہ کرے جو محبس میں تھے سچا پس قطعہ دے کر چھوڑ دیا اور مطلب اہلکار سرکار اور اس چھوڑنے اور ابلاغ حکم سے یہ تھا کہ انگریز ہندو پکڑ لینگے زمینداروں کو بھانسی دینگے اور زمیندار دیکھ لینگے خیال ایمان آجائے گا تو شاید بروت لڑائی ایسا کرینگے اور پاس بجاظاہر کار ہے گا اور کسی کو بھانسی ہوئی باقی زمینداروں کو یہ خیال ہوگا کہ ہم نے ساز کیا اور انھوں نے یہ کیا پھر اس وقت پھر جائینگے ہمارے مطالب حاصل ہوگا۔

چھوٹے شاہنشاہ فرور شاہ

فرور شاہ شاہنشاہ مع دوسو سوار پانٹولنگہ ہر اہی نخت خان سے شہر میں آئے سلطان بہت

جھنڈی ایک تعویذ باندھ کر لٹکانی تھی اسی نشانے پر گولے آتے تھے آخر اوس جھنڈی کو
 دمان اڈا کر لیا وہ بھی حقیقت گوئندے کامل تھے مگر یہاں اسپر بھی کسینے کچھ خیال نہ کیا ایک دن
 ہر کارہ خبر لایا کہ فوج فرخ آباد کی بھاگ گئی اور فیروز شاہ بخت خان رسالہ ار بھی مع فوج
 کب بھاگنا فتح علی کے مالاب پر پھونچا ہے موغان اور جناب عالیہ نے میر ہمدی وار دفعہ اخبار
 ملکی کو بلا کر کہا کہ کب بخت خان ایسا قریب پھونچا تھے خبر ملے ہم کیا جانیں کہ یہ فوج غنیمت ہے
 یا ہمارے شرنیک ہونے کو آیا ہے ایسی غفلت اچھی نہیں نہر ہار بار و پیہ اخبار پر کیوں فوج ہوتا ہے
 پھر افسر و ملک و لو اگر کوڑ کیا بموجب تجویز و مشورہ بخت خان کو حکم ہوا کہ تم شہر میں نہ آؤ و مین
 تھرو تمھارے حق میں بہتر ہے مگر وہ کب سنتا تھا اپنا کب لینے چلا آیا نشہ غرور میں مست ہو رہا
 تھا اوسکے کب میں ۵ نہر اتر لنگے ۵ ضرب توپ ایک ہوٹ ۴ چوبیس بی میگیزین ۵۰ بھی
 ۳ سو عورات اشرف رعایا سے دلی و فرخ آباد اسے تھیں جنہیں سے بہت سی اوسے چوڑی تھیں
 بعد میں دن کے جناب عالیہ نے بخت خان کو بلوایا شل اور افسر دن کے اوس سے قسم لی نہ نہایا
 ۶ روپے مہینا تانستج عالم باغ تمھیں ملے گا اور بعد تانستج ۱۲ اوسنے قبول نہ کیا جو ابدیا کہ ہم
 موافق دلی کے تنخواہ لین گے اور اگر نوکر نہ رہیں گے شہر کو لوٹ لینگے کہی دن تک اسکا جھگڑا
 رہا آخر جناب عالیہ نے فرمایا تم نے دلی میں کیا کیا جو یہاں کر و گے بلکہ یہاں بھی تمھاری جبت
 سے فوج بیدل ہو کر تمھارے پیچھے بھاگے گی اسکا پھر کوٹ ہو افسر دن نے بھی وہی تجویز کیا
 مگر جب شہر کی لوٹ کو مناسب دم کھا رہے غرض دو سالہ رومال کا خلعت ۵ نہر اڑ عورت کے
 ملے انکا مورچہ قلعہ جلال آباد پر ہوا اس عرصے میں دوسور انگریز بخت خان سے خفا ہو کر دم دو
 ضرب توپ علیحدہ ہو کر چکر والی کوٹھی میں جا کر اوترے اور کہا ہم اسکی اطاعت نہ کریں گے اور نہ
 سرکار کی نوکری بلکہ چلیے جاؤینگے۔

دما وہ جنرل اوٹرم صاحب عالم باغ سے

ایک دن جنرل اوٹرم صاحب نے عالم باغ سے دما واکیا کہستان امر اوسنگہ اور افسر بول کی ملنے
 کے مورچے جو متصل کانون بھدرک نے قلعہ جلال آباد تھی اونکی توپ سے گئے فوج میں ملے

۶۔ جانب مکان انجم الدولہ۔

۷۔ جانب مکان روشن علیخان۔

۸۔ طرف دروازہ رکاب گنج۔

۹۔ طرف پل آہنی۔

۱۰۔ طرف پل پختہ۔

۱۱۔ عقب بلی گاروسرنگ کھودی پھر اوسے پاٹ دیا۔

غرض یہ سرنگین مع باروت طیار ہو چکیں حکم ہوا جہان جسکا پہرہ ہے دمان خندق دوسر
برج رند دے کر طیار ہون اور سکاروپہ سرکار سے ملے گا چنانچہ پلٹن کے کپتان نے قسمل
حکم کیا افسر اور تنگے یہ لاث زنی کرنے لگے کہ اب فقط پانسو گورہ عالم باغ میں ہے ہمارا کیا
کر سکتا ہے اگر ہانچ لاکھ آدے اوسنے بھی کچھ نہ سکے گا۔ ایسے دس غیرہ طیار ہو گئے ہیں اور
اس طیار میں معرفت میر عابد علی ایک لاکھ ستر ہزار اور چالیس ہزار معرفت رسالہ دار
اور کپتان نو ملازم خراج ہوا آئیں بھی خوب خرد برد ہوئی۔

لطیفہ یہ ہے کہ ایک سپاہی پلٹن بول نے اظہار کیا کہ میں ہومان چون عالم باغ کو فتح
کر دنگا اوسے اپنا نام بجز نک بلی مشہور کیا کہنے لگا مابیر نے مجھے جواب میں کہا ہے کہ تو ہی
سب گورون کو مارے گا اور برج میں قدر جہان ہے دمان درخت پر ایک جھنڈی لگا دے
گورے کہی دمان نہ آئینگے غرض اوسنے ددار کا دس کے باغ میں مقام کیا اوسکی سواری
بڑی دھوم سے نکلنے لگی۔ ایک دن اوسنے ہر پلٹن سے ایک ایک کپنی کے کرداد کیا اتفاقاً
عالم باغ کے دروازے پر بھونچکا زخمی ہوا تنگے سرکار میں روئے آئے کہ ہومان جی عالم باغ
میں بھونچ گئے گورون نے مار دیا اوسکی ٹوپی اوس جھنڈی چر رکھ دی آخر معلوم ہوا وہ
گوئندہ تھا اس فریب سے جھنڈی نشانہ بم کے گولے کے واسطے لگا دی تھی فی الحقیقت
اوسی مقام پر گولے برستے تھے۔

اس طرح ارکان دولت نے کسی ہندت بنارس کے نوکر رکھے انھیں قیصر باغ کے مقام نارت
کے پیچھے ایک مکان رہنے کو دیا جہان وہ اپنا حساب کیا کرتے تھے انھوں نے بھی ایک

اور ان کا نیلام کیا پھر ان میں سے مولا نے لیا

دوسرے دن جب فوج باغی سپاہ کو کربلی خدا یا خدا نے ناکہ کر با پتیلین شہر پہنچا
لی رکھی تھی جو پانچ گیارہ سو پانچ سو تیرہ تھیں کراچی پر اور پانچ گیارہ سو تیرہ تھیں شہر پہنچا
تھا اور بقرہ لے کر لایا تھا یہ جواب دیتا تھا یہ تھا۔ نئی جوتیوں کے صدقہ دینے سے جنت میں لایا گیا ہے

جب صاحبان مالیشان کا قیام مستقل عالم باغ میں دیکھا اور استاد اور ابھی کہیں مرتبہ
پیش کیا تھے مالیان سرکار کو یہ خیال ہوا کہ مہاراجا صاحبان عالی شان و مطرنت کے آئے گا
نصف درمین لہذا مناسب ہے کہ قیصر باغ سے نوٹھی جنرل مارٹن اور کربلا سے تال کٹورے کے
پل تک اس پل خندق اور کوچہ بندی ہو جائے تو بہتر ہے اور دروازوں پر برتن بنیں اور
جو مکان سے آئے ہوں ان میں زمین بنیں میر عبد متوسل محمود خانہ استاد اونگے لڑکوں کے انکو
کلمہ دروغ سہری شمشیر حضور جمیل بھی ہوئی تھی وہ میر عمارت اس سب کے ہوسہ چنانچہ ایک
خندق غیر جنرل کی کوٹھی سے ظہور بخش کی کوٹھی تک دوسری چو لکھی سے روشن علیخان
کے مکان تک تیسری گجھی خانے سے ظہور بخش تک جانب شرق قیصر باغ سے شکر خاص بازار
تک پہنچے دروازہ کوٹھی قیصر پسند جانب مغرب ایک واسطے سرنگ کاٹنے کوٹھی شکل سینہ
کے نیچے بصراح پلٹن سالی پر سن میسر سے پھر کہ اگر سرنگ بھی آوے تو آئے نہاوسے اور
درگاہ سنگہ کپتان اس پلٹن سے لے کر سرنگ مخفی بھی نکالی تھیں کہ جب کوئی انگریز مع فوج آوے
اور آوایا جاوے اپنے نزدیک یہ گویا سد سکندری بنوائی تھیں حالانکہ ہزار ماروپہ آہیں صرف
ہوا اور اسے کچھ نہوسکا۔

تفصیل سرنگ

۱۔ سرنگ جانب دروازہ چھپی بازار۔

۲۔ زیر دروازہ کوٹھی تار سے والی۔

۳۔ طرف مکان بشیر الدولہ۔

۴۔ جانب دروازہ لال تارہ دری۔

۵۔ جانب دروازہ تاج بیگم۔

انکی خدمت کی بہت عزت سے رہے جب زحمت لیکر لکھنؤ لے انتقال کیا انکی بنین نامکھنڈ
جوان ہو گئی تھیں اور انھوں نے، موسیٰ کیا انگریزی سرکار، شہادتات بھی کیا مگر ناد مرزا
نے لکھدیا کہ یہ ہے پانی تھیں اور کا حصہ بھی ابراہیم صاحب پر۔

دواوہ عالم باغ

ارکان دولت اور افسران فوج باغی نے کورٹ کیا کہ گل دواوہ کر کے عالم باغ کو لے لو
ہندو مسلمان نے قرآن شریف اور گنگا اوتھالی بیج کو نواب مہمان احمد علی ٹبرے بھل سے یہ
اپنی جان نثار دوسرے فروش ناکہ کر بلا سے ہاتھی پر سوار جلال پور ویدوار کر بلا بھونچے دانسے ہاجان
پر سوار ہوئے گرد و ملحق جان نثار ان تھا توپ کے مورچے پر بھونچے خوشامد کرنے والوں نے
اقرینہ ہاوری کی شروع کی اور ہر قدم پر زیادہ الفاظ خوشامد کہتے جاتے تھے اور شہیدی کو
رکتے تھے کہ ہم آگے بھاگے دینگے ہم جان نثاروں کا حضور تماشا سر فرشتی کا دیکھیں اور باہر
اپنا بچا منظور تھا کہ ہم نشانہ لگے ہو جائیں۔

عرض جب ابد ہر سے صفت آہستہ ہو کر مقابل عالم باغ کھڑی ہوئی اودھر سے ایک کپنی
دونو چٹا سوار باہر نکلے طرفین سے کئی دقیقہ تک گولی گولہ چلتا رہا جب ابد ہر سے سواروں
نے دواوہ کیا لئی سوار گریزے اودھر کے سوار بڑھے ایدھر کے بھاگے توپ بھی بند ہو گئی انبیکھنے
خس کی پیش میں سوار کر بلا کے دروازے تک آئے پھر دوان سے ہاتھی پر سوار ہو کر دوسرے
بھونچے۔ تاکہ سوار جو میدان سے پھرا ہلکاروں کو نام بنام کا لیان دیتے ہوئے اپنے پڑاؤ پر
پہونچے نواب مہین الدین بھی مع جماعت مومنین احاطہ کر بلا میں سیل پر بیٹھے رہے جب زبان بزد
پھر سے نواب کو اپنی حاضر ہی دے کر گھر گئے ہزاروں خود اپنے دوائے مالکولات نزدیک یہ بلکہ
بروت دوائے بھی ہانڈی برتن کی پیسے مورچے پر پکارے پھرتے تھے یہ حال دیکھ کر تلنگے تعجب
کرتے تھے کہ ہم دلی سے قیسہ خاتے سے نکلے چھٹا کجبر تآ مسیر نہواہان ہر مورچے پر بازار لگا رہا
خدا یا رخاں خیر خواہ سرکار انگریزی میر واجد علی کے پاس نوکر تھا، انھوں نے سیدہ امیر
مسا جو نکی خدمت کو مقرر کر دیا تھا اور نے فوج باغی کے ۳- سو جوڑہ جو تہ فولا یا جب بھاگی تھی

دو گونش و یک بیانی سے پھونچا راہ میں زمینداروں نے شکار کیا ناظم ٹوک ڈوٹے میں آئے
وہاں بھی نہ ٹھہر سکے ٹانڈے آئے۔

جب یہ خبر شکست سرکار میں پھونچی ناظر مرزا وثیقہ دار سرکار دولتدار بہت میر دوست علی
سکے بھائی ناظم چارلٹن ٹلنگٹن جنگلی ایک رسالہ تو پوچھا نہ راجہ مان سنگھ بہادر اپنی لگاتار
لے کر روانہ ہوئے کہ قبض آباد سے سامان جنگ درست کر کے ہفتہ سال فوج انگریزی میں بپالی
کرینگے وہاں راجہ کے درغلانے سے فوج نے غمناک ہو گئی گھیر لیا کسی دن تاک ناظم گرفتار
و مقید رہے آخر خبر اخراہی کی کچھ لے دے کر صورت معاملہ ٹھہری اور طیارسی امر و زفر و امین
جنگ کہ کام تمام ہو گیا بھگیاون نے سید مارا سنا اپنے گھر کا لیا ناظم مت ناظر مرزا شریک حال
جنا بھالہ بونڈی میں جا کر ہوئے جب یہاں بھی شکست ہوئی سب کے ساتھ بہار کی طرف بھاگے
جب کوئی صورت نہ بن پڑی اور سرکار سے مطلق امان بخشی ہوئی اس وقت مفرورین آجس
ہو کر ذیل امان سرکار ہوئے اس وقت میر ہند کیستان ناظم میر دوست علی بھی حاضر ہوئے
اپنی خیر خواہی کرنل صاحب مذکور بیان کی۔ کلکتے سے اونکی چٹھی بھی آئی بعد تحقیقات کے
کئی مہینے ردیکاری بعد لکھنؤ سے نجات پا کر روانہ ہوئے ہر چند حکام اور ہم سے انکی رہائی بہت
دشوار تھی مگر اس وقت ریگی انکے کام آئی و گرنہ بھانسی سے ہرگز نہ بچتے یا اور کوئی صورت
جلائے وطن کی ہوئی کرنل صاحب سینہ سپر ہوئے اور نواب گورنر جنرل کو اونکے باب میں بہت
کچھ لکھا۔

میر ہند کیستان کے واسطے اس چلہ دے حسن سلوک کے دوسور و پیہ ماہواری کا پشٹن
مقرر ہوا مگر حکم محکم یہ بھی ہوا کہ میر محمد کیستان جا کر اپنے وطن میں رہو کہیں اور نہ جانا۔
ناظر مرزا کو واسطے حکم نامہ طلبی کیا جب نہ آئے وثیقہ دار سرکار ہوا پھر آئے درخواست کی
ردیکاری کلکتہ میں ہوئی۔ استحقاق وثیقہ ثابت مگر انکی جبری نہیں ثابت۔ ناظر مرزا کی تفسیر
تھی کہ انگریزوں کی جان یا خطا تو نہ پڑے جس ہی روز مگر اون ہندوستانوں کی جان بخشی
ہرگز نہ دنگا جو سیطرح انگریزوں کی سازش میں مشتبہ بھی ہونگے اندھا پھر علا آخر نوہت
بولایت پھونچی وہاں سے بھی وہی صورت خاص ہوئی مایوس کر ام پور گئے فوائے کسی نہیں

باہمی کو باطلاتھنا احمیل ٹال دیا اور جب کوئی راجہ ملنے زن ہوتا تھا کہ تم رعایا سے شاہی تھے
 نسل اور ون کے شریک مال ہو سے جواب شنائی دیا کہ بادشاہ جسکے ہم ماتحت تھے اسے ابتدا
 عہداری انگریزی میں نامین سپرد سرکار گورنمنٹ کر کے حکم قطعی دیا کہ زہار سرکار غیر سمجھ کر کسی
 طرح کی بغاوت نہ کرنا پس پہنے سرکارین کی فرمانبرداری کی اسکا حال گنہس صاحب نے اپنی
 کتاب میں مفصل لکھا ہے مگر وکیل راجہ بھی دربار برہمچسپی میں دریافت حال کو حاضر رہتا تھا
 خلاصہ جب گورکھپور میں یہ ظلم رعایا سے غریب پر ہوا اور اسکی داد و دید اور راجہ نیپال تک پہنچی
 مہاراجہ جنگبہا در مختار کار سپہ سالار سے صورت امتحان قرار پائی وجہ اسکی یہ ہوئی کہ مہاراجہ
 جنگبہا در کسی برس اسکے پیشتر لندن جا کر دہانکے دستور سلطنت سے خوب واقف تھے اور
 مہمان نواز جانکر سرکار سے بہت عزت و توقیر ہوئی تھی انکے جانے کی کیفیت اکثر اخبار کالکتہ
 میں تپتی ہے غرض دو کپہ تلنگتہ تو پوچھا نہ لے کر شریک حال سرکار و ولندار ہوئے اور
 عہد و پیمان جو وہ ڈانڈہ ملک اودھ مع نقد و تنیس لوٹ وغیرہ سرکار سے اونکا مفہور
 ہو چکا تھا چنانچہ ویناٹیلو صاحب شہر بہرائچ اور برٹو صاحب کلکتہ گورکھپور کے پیشتر سے پانچ ہزار
 جان نثار مہاراجہ بلرام پوریت و دوسو جوان مردان و سوز و نہایت جبری دوسرے فرشتے اونکی
 محافظت کو اور ہر طرح مدد دہی کو ہر وقت دہر حال اونکے شریک کوششیں ہمراہ تھے
 مع کہیں راجہ جنگبہا در گورکھپور سے مقابلہ و استیصال فوج باغی شروع کیا ہر کیفیت
 جب ناظم لی فوج کنڈائی سے مقابلہ ہوا کسی جگہ تھوڑا بہت حرکت مذہبی سے لڑے پھر جنگ
 ناظم علیہ میں آئے وہاں بھی نہ ٹھہر سکے ہر چند اسے کچھ درست کیا تھا بس ایک طلاطم حشر
 برپا ہوا جتنے ملازم تھے سب لوٹ پر تھکے ناظم ہاتھی پر سوار دیا کے پار اوٹھ کے کنارہ بانگ
 فوج جنگ بہار پہنچا کرتی چلی آئی اور شہر کی رعایا جو ظالمون کے ہاتھ سے چلی ہوئی تھی
 اپنے کوشٹوں سے پنہرا دتی تھی ان سب کے حواس کھو دیے تھے بھاگنا شکل پڑا تھا ہزاروں
 دریا میں ڈوب کر مر گئے سیکڑوں اس کثرت سے کشیتوں پر سوار ہوئے کہ سبکدے ڈوبے۔
 انہارون رہنے پنے کا مال ذاتی ہر شخص کا جو لکھو سے لے گئے تھے چمکڑے اونٹ پر بارہ گنا تھا
 جہان تھا وہیں رہا دو فون طرف دنیا کا اکثر کہ دستہ اور گناہا سیکڑو تھے دن جان بچا کر فیض آباد

چہم سپاہ و غیرتہ وغیرہ پر تقسیم کیا جاتا تھا شیشہ آلات، ظروف چینی، چاسے پانی اور کھانے کے فرنیچر تو ان کے اسبابِ بوجہ میں نہ آتا تھا۔ اگر بڑی جوہر صاحب کی کوٹھی میں تھا چکر پور بار کر کے فیض آباد بھیجا اور انہیں جسے بچہ ناظم کے گھریا، ایجنٹسنگ لوٹ کر اپنے گھر لے گئے۔ انہیں جتنا اسباب تھا سب، ان کے بعد دفعہ سنا بھی اس قدر اسباب کا کہیں نشان بھی نہ ملا معلوم ہے کہ کمان گیا کئے اس کی یاد دہشت کچھ تھی سب نے روپیہ تحصیل سے منت و یا جب ناظم نے عرضی سرکار بریلی میں بھیجی خلعت سرفرازی مع خطاب و قرب الدولہ عنایت ہو پیکر و شرفاً محتاجین لکھنؤ و قہرستان مست جا پہنچے ہر ایک کو خدمت و حضرات مغلیہ مفلوک کالی لبنی توپی سر پر لٹھ و لابی لہر بن باندھا جاؤں گے یہ فرقہ خاص خدا سے ایسا دان چاہتا تھا موافق دستور و لایٹ نہ کہ شمشیر زرد سکہ بنامش خواندہ ناظم نے انہیں بہت عزت سے نسبت ہندوستانیوں کے رکھا حالانکہ مقدمہ معزکہ بکسر نواب شجاع الدولہ بھی مشہور و معروف تھا اور طیارسی سنگھ بن وقارہ و دھن کی ہونے لگی نہارام زور کی روٹی ہوئی اس ناظم کا نشہ اقبال حد سے زیادہ خلل و مانع سے بڑھا اور اپنی صحبت میں اکثر اُڑتے تھے کہ صاحب شیرازی فوت بازار دہشتہ صاحب تخت، قوتاج ہو گئے ہیں خدا نے حالات پائین میر سے واسطے ایسی صورت نکالی ہے اس عرصے میں تو ان پر چاکہ وکیل مہاراجہ مرہٹا، پھار وزیر اعظم و سپہ سالار ملک عیال سے کوئی صورت موافقت نہ کی گئی۔

آپا اسی یاوری اقبال سے صورت ادبار پیدا کی کہ فوج باغی اور حلیہ فرقہ سپاہ نو ملازم تھے بہت سے باغیانہ ایمان سے غریب مظلوم پر دستِ تقدیر اور کیا آخر غربانے حالت یاں میں رجوع حاکم مستقیم حقیقی سے کی۔ ہر چند ناظم نے اسکا بندوبست جتنا ممکن تھا کیا ایک نئے سنا جب دیگمیل صاحب کشتربار و شیراز کچھ نے بہ حال دیکھا اور راجہ و گنجے سنگھ بلرام پور کی حبت سے فوج باغی کے ماتھے سے مع چند صاحب بجات پا کر باہمی گئے ۲۰۲۔ کوس گورکھ پور سے اور تینے بھرتک مہمان راجہ رستہ بہت احسان مند ہوئے ان کے ایک خیر خواہی نہ بکمالی راجہ کی یہ تھی کہ مدتِ بلوے میں کاتھنوت فرید کر کے بابت زرافسا و شیرکار الہ آباد بھیجا کیے اس حبت سے زیادہ تروق اور مقبول اور مضر بن سرکار شیراز میں ہوتے اور نبطا ہر شرارت فوج

ہم تم سے کہیں گے چنانچہ جب جواب با ثواب آیا ناظم نے پالکوں میں سوار کر اپنے سپاہیوں کی حفاظت میں قریب اعظم گڑھ چھوڑ دیا وہاں سے سلامت اعظم گڑھ چھوڑ چکا جتنی شکریہ ناظم کو بھیجی اور پانچ ہزار روپیہ انعام۔ ناظم نے وہ پانچ ہزار روپیہ بھیر دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمیں اس روپیہ کی کچھ احتیاج نہیں۔

جب اس کیفیت خاص اور ناظم کی جانفشانی سے بڑے صاحب ڈپٹی کمشنر گورکھ پور مطلع ہوئے انہیں کہلا بھیجا کہ سات لاکھ روپیہ ہمارے خزانے میں موجود ہے تم یہاں چلے آؤ اس سے لیکر سارے علاقے میں اپنا بندوبست کر لو۔

بہر حال سرکار تم سے مطمئن ہے انکو اس غرور و ناپایداری بے ثبات دنیا کا ایک نشہ بفرور ہو گیا تھا اور اسکا جواب کچھ بے اعتنائی سے لکھ بھیجا اور سوت صاحب کو اسے ایک خدشہ پیدا ہوا کہ شاید یہ سب سے صاف نہیں جب ناظم نے ہزار سپاہ کی جمعیت سے گورکھ پور کو کوچ کیا خلیل آباد میں کوس ومان سے ہے چھوٹے بڑے صاحب مضطرب ہو کر ہزار فوج اور کرانچی خزانہ لے کر اہی اعظم گڑھ سے راہ میں مقابلہ ہوا فوج ناظم غالب آئی بڑے صاحب خزانہ چھوڑ دیا۔ کوس لشکر سے ہٹ کر جا پڑے سپاہ کم حوصلہ ناظم خزانہ کی کرانچیوں پر گری کہ پہلے اس روپیہ کو خلاسی مرو و نہر تقسیم کریں کہ برجن غازیان ہے اور دشمن کہیں سے مطمئن ہو گئے۔ صاحب نے انکی خبر غفلت سن ایک آن واحد میں آڑے بڑا کشت و خون ہوا وہ سو سپاہی ناظم مارے گئے صاحب مع خزانہ اور مشر مشولین بے کر چلے گئے۔ ناظم کیہ سو اور فوج انگریزی میں گھر گئے کیسی طرہ راہ گریز گاہ نپالی فوج انگریزی نے انھیں مطمئن نہ پہچانا ورنہ اسی وقت انکا کام تمام تھا۔ غرض جب فوج انگریزی خزانہ لے کر اپنے شکر میں آئی ناظم ہزار خرابی اپنی فوج کدائی سے آکر لے۔

جب وہاں سے گورکھ پور میں آئے یہاں میدان خالی ہو گیا تھا رعایا غریب تھی انھوں نے اپنا بندوبست کیا جیلانی نے کئے بند ہون کو چھوڑ دیا۔ انکے پافون کی بڑیاں کٹوا دیں انھوں نے کہا ہم سب آپ کے پسینے پر اپنا لہو کرائیں گے اور زمین سے الٹ کر کسی تھے سیکڑوں خالین خالچے سوتی ادنی بنتے تھے جو شخص جس کام کو جانتا تھا اسی پر مامور ہوا جیلانی نے بین میگزین رکھا مجموعہ ۸۔ یا ۱۰۔ نو بہن ہو گئی تھیں اور ۲۵۔ ہزار بندوچی نوکر رکھے اور کئی موسو اور ۲۶۔ ہزار روپیہ روپیہ

کیا ہے اور ہر طرح سے اذکار و دعا سے اور تمام مال و اسباب انگیزی و دنیا پر ہمت
میں رکھا ہے اور کما و کلیل قدیم لکھنؤ سے سارا احوال شروع و جاہر دیو بخش کو لکھا تھا۔ بے فکر و
ایسے آدمیوں کے نزدیک رہنا خالی از نقصان نہیں ہند اور کما و کلیل اگر لکھا کہ ۱۰۰۰ روپے
اور کما و کلیل واجب اور لازم ہے اور قصہ خانہ زاد کا پہلے اسکے قتل منع کیا۔ یہ بعد اسکے
قدم آگے رکھو نگاہان سے حکم وادبتر چنانچہ جیب فوج تعلقدار کو روپے ۱۰۰۰ دیا اور بخون نے لڑنا
مناسبت نہ تھی۔ روپیہ خاں غلیان اور محمد مرزا چکلا دار ساندھی کو زندان سے کریم بخش کیا۔

تسلط مستعار میر محمد حسنیان ناظم غصبی گورکھپور اور اونکی شکست

میر محمد حسنیان ناظم کو نڈہ و بھڑکچ زمان شاہی کو تسلط مستعار گورکھپور پر بخش پاور سی اقبال
سے ہوا اگر افسوس یہ ہے کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ سمجھے اور نہ انجام کار کا خیال کیا اور اونکی
خود پسندی نے انھیں خراب کیا اصل صورت یہ ہوئی کہ جب لکھنؤ میں شاہ گاہ نسا و چھانسی
اور ہاتھام و انتظام مفیدین اور حقیقات ہریان مہاں مہد و فساد اور صاحب لاء سے اور اولی الغرم
کے شروع ہوئے پسند کو مخالفت و ترسان ہو کر لکھنؤ سے باہر نکلے کہ مبادا کوئی تباہی بھی
جاسوس سرکار میں کسی جیلے سے گرفتار کروا دے ہند انساب و قسطنطنیہ و بتر چنانچہ
جب ٹانڈے چھوٹے و مان اپنی اولی الغرمی اور چالاک سے مہاجنون سے ازارہ و مہالہ
یا کچھ و مہاکا روپیہ لے کر گئی سو سپاہی نوکر رکھ کر گورکھپور کا میدان خالی دیکھ کر چلے اور اونکی
رمایا ہمیشہ سے غریب اور کمزور رہی ہے اور جب سے حملہ آرمی سرکار ہوئی ہے کئی پشت سے
ہتھیار حبس کے نام بھی بھول گئے ہیں بلکہ بیان کا دستور یہ ہے کہ غبنے آلات فائر ان کشمکش
کے ہیں و کلام کر کے شام کو شمار کر کے سپرد تھانہ کر دیتے ہیں غرض پہلے ناظم نوکر نوکی اپنی
کاؤنٹین کنار دریا جا کر رہے اتفاقاً جب بول کی پلٹن نے بغض آباد میں بلوا کیا تھا
کرل لی تہہ صاحبہ و پیرت اپنی ہم اور تین بچوں خود سال سے ایک خدمتگار کسی حکمت
سے بدعا شون سے سلامت پارو یا کے اوتار کے ارہر کے کھیت میں چھپ کر بیٹھے تھے سہا خاں
ناے یکہ بندہ ملازم ناظم اودھر سے گذرا چاہتا تھا صاحب کو تو پہچانے اسو پہلے کہ میر

تحصیل تحصیل لٹھوں کے روانہ کیا ہے اس واسطے تم سے صلاح کی جاتی ہے کہ تم اپنی فوج
 لیجا کر زندہ یا شاہ جی کا سر لاؤ چنانچہ احمد علی داروغہ حسین آباد مع اپنے کپ اور کئی ضرب توپ
 لیکہ گئے جہاں شاہ جی اترے ہوئے تھے اور سبھی توپیں لگا دین اور حکم دیا کوئی آوے
 تم بھی مارو اندر نہ آنے دو جب افسروں نے اندر جانے کا قصد کیا شاہ جی نے روکا کہ سب
 گنہگار لڑائی توپ بند و ق کی طرفین سے رہی کسی افسر کو جو صلہ و ماوے کا نہوا غرض
 ۱۱۔ وں تک محاصرہ کر کے شاہ جی کا دانہ پانی بند کیا رسد اندر بنجانے پانی تھی بعد اسکے تلنگے
 جو محاصرہ کیے ہوئے تھے افسروں سے منحرف ہو کر رات کو شاہ جی کو شیش محل و دولتی نہ قدیم
 میں لائے دو دن تک بان ٹھہرے پھر مورچہ متصل کر بلا واقع گدھی کنورہ اور کنوسی پر کیا
 موخان نے فوج سے کہا ہم تمہاری تنخواہ اندینکے یہ تمہنے بہت بُرا کیا اسپر ٹھوڑے سے تلنگے اور
 سواروں نے نوکری چھوڑ دی اور شاہ جی کو ومان سے چکر وال کوٹھی میں لے گئے شاہ جی کا
 ارادہ فیض آباد جانے کا ہوا

تقرر تحصیلدار و عمال ملک فرخ آباد پر

ایک دن شورہ خاص ہوا سب اہلکار جمع ہو کر کہنے لگے برجیس قدر بادشاہین اور افضل حسینی
 نواب فرخ آباد ولسرہ رانار او بھی وہی لکھنپور فرخ آباد اس ملک او وہ میں متاقل تھا
 ومان کسی تحصیلدار کو بھیجا جا ہے اگر وہ از خود دین قتل و قمع کر کے لینا چاہے چنانچہ
 تحصیلدار نظامت تجویز ہوئے اور ایک کپ کامل مع پانچ ضرب توپ اونکے ساتھ ہوا ۱۲
 پارچہ کا خلعت پاکے روانہ ہوئے اونکے ساتھ دس ہاتھی ۳۰۔ اونٹ دس چھکڑے ایک خیمہ
 دو چوہدار دس چپر اسی مقرر ہوئے جب وہ ساٹھوی پھونچے راجہ ہر دیو بخش تعلقہ ارکٹاری کو
 طلب کیا وہ ابتدا سے بلوے سے شریک پنج و راحت سنا جان عالیقتان ہر اس میں رہے تھے
 اور احوال لکھنؤ کا معرفت اپنے وکیل کے مفصل معلوم کرتے رہے تھے خان مذکور نے سرکار میں
 عرض کیا کہ یہ تعلقہ ارانگریزوں سے لاسے اور بہت سی ہیمل و انگریز فرخ آباد کو موضع کھسورہ
 اپنے دیہہ زمینداری میں چھپائے ہیں اونکی حفاظت کو شیو سنگھ لالہ بخش اپنے چچا کو مقرر

خاص محل

۲۴ دلدار محل

۲۵ دلدار محل

۲۶ خورشید محل

۲۷ سلطان محل

۲۸ خورشید محل

۲۹ ملک جہان

۳۰ تاج محل

۳۱ مونس سلطان

۳۲ آجھے صاحب مصاحب خاص محل

۳۳ منجھو صاحب مصاحب ملک کشور

جمع

۳۴ ملک

جب یہ صورت ہوئی آخر تنگ ہو کر اکثر مہاجن و رعایاے شہر اس ظلم و ستم سے احمد اللہ شاہ کے پاس فریاد کو گئے کہ ہم پر جو ظلم ہو رہا ہے اگر اہ صاف ہوئی کمین اور چلے جاتے اگر نواب سے نالش کرتے ہیں جواب دیتے ہیں کہ مومنان کے کام میں مجھے کچھ دخل نہیں اگر اونکے پاس جانے ہیں کوئی شنوائی نہیں کرنا ہمیں طلب زر کے اب کہانے روپیہ لاؤں۔ پہلے تلنگون نے لوٹا اب خود سرکار لوٹتی ہے۔ فقیر نے جواب دیا کہ اگر کوئی نوکر مومنان۔ یوسفیان کا دوڑ لائے جسکے مکان پر وہ غوراً ہمیں خبر دے یہاں سے تلنگے جا کر گرفتار کر لائینگے اس پر ساجی نے پراس ہر کار سے مخبری کو نوکر رکھے کہ جب کسی رعایا کے مکان پر دوڑ جائے فوراً خبر کو دینا کچھ ہمیں دن یا ایک مہینہ تک یہی صورت ہے کہ جب کمین و ڈی جاتی تھی تلنگے پکڑ لائے تھے اور یوسفیان و تلنگون کو دیکھ کر ہجاگ جاتا تھا آخر مومنان سے فوج سے صلاح کی کہ بہادر علی اچھا نہیں شاہجی مقدمات ملکی میں دخل دیتے ہیں تھکے پلار غیرہ اپنے طور پر مقرر کرتے ہیں انکے انبیاج یا قتل کی تدبیر کیا چاہیے کسواسے کہ اہی نجش اپنے منشی کو بہرام گھاٹ پر واسے

دربار چھپوئی لالہ مع ہواہر۔

منشی بانی پرست و نقد و جوش۔

منشی راجہ گندن لالہ۔

منشی الدولہ۔

حسین آباد مع چاندی سونا۔

قلعہ صاحب خاص سلطان عالم۔

آغا علی خان سپہ سالار الدولہ۔

ابنم الدولہ۔

رحمن الدولہ۔

مہاجن لکھنؤ بطور سردار۔

مشیر الدولہ ہمارا راجہ بالاکرشن کے بیٹے سے ہے ایک طلب حصول نوٹ۔

بجائیا نیٹے مل وغیرہ دالون کے پاس جمع رہے۔

اہل حرفہ مثل گوٹے والے تمباکو والے بنگ فروشن باقی اور رعایا سے شہر۔

آمنی ملک ہنگی۔

اسباب کوٹیرجات سلطانہ فقرہ و طلا وغیرہ۔

بشیر الدولہ۔

دیانت الدولہ۔

احسن الدولہ۔

داروغہ عاشق علی۔

باسن محل۔

مفتوح محل۔

لک

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

م

مع ایک ٹوپ لکھنؤ آیا رانا راؤ نے محبت نامہ مرزا بر جیس قدر کو لکھا کہ ہمارے تھکاوے کچھ نہایت
 نہیں ہماری فوج بھاگ کر بیان آئی ہے اور اسے توہین کیا جین بھیج دو اس امر پر سرور زین
 شورا ہوا کہ توہین کیسے طرح دینا مناسب ہے کس واسطے کہ اسے قوت ہو جائیگی اسکا جواب کیا
 کہ ہمارے تھکاوے کچھ متاثر نہ ہوگا توہین ہے آپ بیان آئیے متعلق ہو کر عالم پان پر دواوہ کر کے
 انگریزوں کو مار لین بعد اسکے فوج کشی کا پور پر ہو تھکا۔ مقصد وائلن کر دیا جاسے گا اس
 جواب سے رانا راؤ مستغنی ہوئے اور شیو پری میں ۱۰ ہزار فوج نوکر رکھی۔

۱۱ قاسم خان رسالہ ۱۵۔ رسالہ جو فوج مقرر مرار کے لینے کو فرخ آباد گیا تھا واما کی ریاست
 بھی فوج باغی کی بدولت خاک میں مل چکی تھی بروقت مراجعت رانا راؤ نے اپنی اس ناخوش
 خاطر سے ارادہ اٹھائے روکنے کا کیا کہ مقابلہ کر کے توہین چھین لین مگر خان مذکور نے سخت گفتگو
 کی اور متعدد مقابلہ ہوا رانا راؤ نے طرح دی خان مع فوج ہمارا ہی داخل لکھنؤ ہوا کسب مرار
 میں ۱۲۔ ہزار مل گئے ۵۰ توہین تھیں پار والی کو بھی میں پڑا ہوا اور وہ سپرد عبد اللہ ایچان
 رسالہ وار ہوا اور کما مورچہ قلعہ جلال آباد میں مقرر ہوا۔

بعد اسکے جب شہر میں لوٹ ہونے لگی اور چودھری مہا جنون پر موخان نے ناکید کی کہ مہا جنون
 نے دس روپے سیکر افٹ مول بے مین اور بہ لوگون کو دم دینے ہیں کہ ملکیت میں بھی انگریز
 نہیں ہیں اور ملکیت پھر اسی روپے پر بیچ لیتے ہیں انکو بہت فائدہ ہوتا ہے کہ ڈروپے
 اسے لینا چاہیے ورنہ سکو لوٹ لیا جائیگا جب سب مہاجن جمع ہوئے غدر کیا کہ روپیہ نہیں ہے۔
 کس طرح مقرر نہ کیا قریب لاکھ روپے کے سبے مل کر دیا مگر اس پر بھی ناکید طلب زر چلی گئی۔
 اہل و ثائن سے بھی روپیہ طلب ہوا اور جناب عالیہ کا حال یہ تھا کہ تمام کو کھون میں گردنات
 لگا کے اور محلوں میں بھی خود چلی جاتی تھیں جو روپیہ چاندی سونا اسباب ماتھے لگتا تھا
 نکال میں بھیج دیا کرتی تھیں اور باہر شہر کے بھی موخان یوسف خان وغیرہ نے لوٹ
 بھاگ بھی تھی غرض رعایا سے شہر طرح سے لوٹی گئی تھی تفصیل صفتہ زبانی یا تو تھی یہ سند ہے
 چنانچہ علیخان ناظم آف اسٹان سکے بھائی۔

قیام الد و لکھنؤ شہر چنہ منونی اشرفی مسک زر نقد لاک۔ جو اہر

ماتمہ صاف کیا اسکی سرکار میں مالش ہوئی آخر نواب نے اسی الزام سے اونکے کیسے ان کو
موقوف کروادیا۔

اس عرصے میں جناب عالیہ نے ارکان دولت کے سمجھانے سے رحم کھا کر نواب منور الدولہ
کو قید سے چھوڑ دیا دوسرے دن افسر پھر پکڑ لائے لیکن بسلاست گھر آئے دوسرے قیسرے
دن خائف و ترسان ہو کر دربار جناب عالیہ میں سلام کو آیا کرتے تھے اور مرزا ابوتراب خان
اسپہ واما کو گھر میں رہتے تھے۔

گو اغذوٹ سرکار خیکے پاس تھے اکثر دن کے کارندوں کے ہرکانے سے فیصد و من پندرہ
روپے بریجے ملکاتہ میں لکھنؤ اور جہان جہان فساد و ہوا تھا و مان کے نوٹ لینے کی سرکار سے
مافیت ہو گئی تھی اس پر بھی بہت سے مہاجن لکھنؤ کے اسکی خرید میں ساجی بن گئے اور
مالک محتاج ہو گئے۔

جنرل اوٹرم صاحب کاسمت کانپور والہ آباؤ بیبیوں کے ساتھ چاہا

جب جنرل اوٹرم صاحب قافلہ بلی گارولے کر کانپور پہنچے اسوقت نانیا راوٹے گوالیار سے
مع فوج کپ مرار کانپور پہنچ کر دوسرا ہنگامہ برپا کیا تھا اور گولہ طرغین سے چل رہا تھا
وہیں کو گھیر لیا تھا بیبیان پر حال دیکھ کر بہت پریشان ہوئیں کہ عجیب ماجرا ہے ایک بابا
سے خدا نے نکالا دوسری بامین پڑے۔ اسوقت بیبیوں کو ہمارا دیا کے اوتار دیا یہ
خبر شکر انار اونیچپور چورسی پھیلنے لگی وہاں لوگ جمع کر کے مع فوج شیوراج پور کے کھاٹ
اوترے جو قریب کانپور ہے۔

کمانڈر انچیف نے اپنی فوج کے کئی بزن کیے ایک پورب - دوسرا کچھم قیسرہ مقابل میں
رکھا جب مقابلہ دونوں بزن میں ہو پہلوی مارنا شروع کیا نانیا راوٹاب مقابلہ جنگ لاسکا
مع فوج مرار بھاگا اوسکا ذکر تفصیل سے اپنے مقام پر آئے گا۔ غرض جب ہر طرف فوج ہاگی
رانار اونیچپور ۵۔ ہزار سپاہ کے یہ خبر سننے ہی بھاگ کر صاحب شگہ چودہری کی گتھی میں
آئے اونیچپور میں پڑے رہے اور کپ مرار مع بخت خان سپہ سالار تین توپیں اور ٹین جنرل

نقل عجیب سیانہ خاصہ

۱۱۱

جب فوج انگریزی نہری سے داخل مکانات شاہی ہوئی رہا باغریا جو وہاں رہتی تھی سب بھاگ کر شہر میں جا بجا جا کر رہی اتفاقاً ایک غریب اپنے گھر میں رہ گیا تھا وہ کو گوروں کے ڈر سے باہر نہ نکلا قریب شام گھر سے باہر نکل کر گیا ۴ گورے اس کے گھر میں چلے آئے۔ عورتیں ایک دالان میں کھانا پکاتی تھیں گوروں نے ویگی سے خشکاروٹی۔ گوشت۔ ساگ دال۔ اپنی کرتیوں کے دامن میں رکھا ایک کتے نڈے میں گرم گرم پیچ چادروں کی تھی اسے ایک گورا اٹھا کر پیچھ کر بیٹھے لگا کہ وضعتہ فوج میں ہو گئی ہو اگر وہ دوسرے چلے گئے اس گورے کی پاٹ سے ہسانی گر پڑی گھر کی بی بی نے اسے اٹھا لیا ۱۳۔ اشرفی اور کئی روپیے تھے شکر خدا بچا رہا جب گھر کے میان آئے ان کے ساتھ رات کو شہر میں آئی۔

آبہ طرح ایک شخص شام کو حضرت گنج سے چلا آتا تھا دو ٹنگوں نے اسے گوندہ کہہ کر پکڑ لیا چند اسنے داد و بیداد کی نسبتاً مختصر یہ کہ دو روپیے پر تصفیہ ہوا ایک روپیہ اس کے پاس تھا دیا دوسرے دینے کو گو کہ گنج بیجا آب عظیم اللہ خان کی کوٹھی کے نیچے چھوٹے ایک تنگے کے گولی لگی گر پڑا دوسرا اٹھائے کو جھکا اسے دوسری لگی اسنے دونوں کمرے ۳۱۔ اشرفی کئی روپیے لے لیے اور بڈن دونوں لے کر اپنے گھر آیا صبح کو نحاس میں ۶۔ روپیہ کو بندوں چچا اور اپنے گھر آکر حین سے رہا۔ ایک دن گورے گھر آکر بیلی گار دے نکلے خواب ممتاز الدولہ کے عنایت باع میں آئے جو سامنے آیا نشانہ تنگ کیا ایک نیل گاؤ کئی بٹے کر یا ہر نکلے فیلخانہ زبید تنی سے کسی دوکاندار سے پھر شاہ پیر جلیل کے ٹیلے پر بیٹھ کر راہ گیروں کو گولی مارنے لگے۔

ایک دن گورے گو کہ گنج میں چلے آئے دوکاندار بھاگے اونکی دوکان سے جو چیزیں کھانکی تھیں لیکر مداری کپن کی مسجد پر بیٹھ کر نوش جان کیں آپس میں سمیٹنے لگے میان محترم کے گھر سے بہت مرغ جنگی پکڑ لائے محبوبین خان نواب مناظر اپنے گھر میں رہ گئے تھے مسلح رہتے تھے مارے گئے۔

تجربوں کی بلٹن جسکا پڑاؤ نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باع میں تھا گوروں کے آنیے دن کو بھاگ جانے تھے رات کو پھر اپنے پڑاؤ پر آکر رہتے تھے ایک دن سپاہیوں نے اسباب فراشناہ وغیرہ

کر گیا جب اس سے یہ حکم بھونچا وہ ۴۰- کمپنی ایک کمپنی کچھ سوار ایک فوج سے کر چلے تین طرف
 گیا دو اونٹ مادہ گاؤں پچاس بھیڑیں پکڑ لائے اور ظاہر کیا کہ میں نے انگریزوں کو مارا گورے لائیں
 اوٹھا کرے گئے باقی جو ملائے آیا اب پھر جاتا ہوں ایک دو سالہ ایک رومال پانسور و سپہ
 اور جو اسباب لائے تھے انکو دیا گلا برا سے اپنے آئین کی بڑی بہادری کہہ رہا تھا حالانکہ وہ
 اسباب رعایا کا لوٹ لائے تھے یا خود مول لے لیا تھا۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ نانا راؤ نے کانپور پھر لے لیا اور یہاں آیا چاہتے ہیں عالم باغ سے بھی
 تھوڑے سے گورے چلے گئے ہیں ارکان نوز دولت نے یہ صلاح کی کہ اب عالم باغ کو خالی کر دیجیے
 کس واسطے کہ فوج انگریزی مع اسباب اور بی بیوں کے الہ آباد گئی ہے چند گورے دھمی جیسا کہ
 وغیرہ ایک سو کئی شمار میں رہ گئے ہیں پھر قصد کانپور کا کرنا کہ وہ ملک قدیم ہے ماتمہ سے بنائے
 پاوے ابلاغ حکم بنام نفعدار اطراف اضلاع جو پور بریلی رسول آباد وغیرہ جاری ہوا
 کہ فضل خدا سے بلی کا روستہ ہو چکا چند انگریز گورے بجان بچائے مع جواہرات و زرخیر لیکر کانپور
 کی طرف بھاگے ہیں جو انکو زندہ یا سر لائے گا جاگیر و نجات و انعام بہت سا پائے گا اور ایک
 سال کا پیسا بھی معاف ہوگا۔

نانا راؤ و لٹمنائے میں اترے تھے اونھوں نے نگاہ اشتہ فوج شروع کی چنانچہ فوج مفرد
 دہلی وغیرہ قرار کا کپ نوکر کھ کر قریب دو ہزار یہاں آئے تھے اور صرف تنخواہ وغیرہ اس روپیہ
 پر تھا کہ قریب لاکھ روپے کے جواہر رہن اور فخر و خست لکھنؤ کے مہاجنوں کے ماتمہ ہوا تھا
 اور دو بڑی توپیں اور کچھ فوج اس سرکار سے طلب کی جب نعلی ناغوش ہوئے اور اکثر اونکی سپاہ
 نے شہر میں لوٹ شروع کی اسوقت سرکار سے حکم بھونچا کہ تنھاری فوج شہر کو لوٹتی ہے اسے
 شہر سے باہر رکھو اونھوں نے جواب دیا ہماری تنھاری دونو ٹوٹی ہے یہ بات خلاف طبع سرکار ہوئی
 اسکا کورٹ ہوا کہ آج اونھوں نے یہ بات کہی ہے ایسا نہ ہو کل کوئی مقور ریاست میں ڈالیں۔
 انکار ہوتا مناسب میں افسروں نے کہا اسکی کیا اصل ہے نکال دیے جائینگے مگر مہمان سرکار این
 یہ امر خلاف ریاست ہے اس جہت سے یہ امر ملوثی رہا۔

تبرکھلی رہی اہل شہر نے قرینے سے پہچانا تھا اوسکے بعد اونکی اولاد نے نوادی اونکا پیش بھی سرکار سے جاری ہوا مرزا جدر شکوہ کہتے تھے کہ نواب کو ہیضہ ہوا تھا دو تین دن میں فی الجملہ طبیعت ٹھہر گئی تھی ساجبہ تم سے بخنی حلوان کو طلب کیا تھا اونھوں نے ایک ران بیل کی بی بی میں لے منع کیا کہ ازبراسے خدا اسکی بخنی نہ بنو اتانا اوسی گوشت کی بخنی پی بود چند دقیقہ کے کہنے لگے زمین و آسمان مجھے زرد معلوم ہوتا ہے آخر ہلاک ہوئے۔

راجہ تلس پور بیمار تھے وہ اپنی قصا سے دلکش میں گئے اوسی صبح کو گنگا دین ہرکار بیل گارو کو خالی ہونے کی خبر سرکار میں لایا تھا کہ جتنے مکانات شاہی ہیں سب سے فوج انگریزی چلی گئی ہے موخان نے اسے دور و پے انعام دیے میر واجد علی مقبرہ جنت آرام گاہ پر گئے دیکھا کہ ہزاروں آدمی بیل گارو کو لوٹ رہا ہے۔

نانا راونے قبل از داغ فوج انگریزی ہرکار سے مقرر کیے تھے کہ جب فوج بیل گارو سے مہرٹ بڑھے مجھے خبر کرنا اور اپنا اسباب چھکروں پر بار کر کے مستعد بھاگنے پر ہو رہے تھے۔

آوسیدن ناما قبت اندیش غافلون سے اخبار شتاعت مشہور ہوئے کوئی موخان کوئی جنابا سے عرض کرتا تھا انگریز فوج سے بھاگ گئے اب کبھی لکھنؤ کا ارادہ نہ کرینگے جنرل لیگ صاحب نے اسطرح قلعہ بھرت پور کو چھوڑ دیا تھا کوئی کہتا تھا ایک جیٹی جناب ملکہ مغلیہ دام اقبالہ کی ولایت سے آئی کہ بجز دیکھئے حکم جیٹی کے لکھنؤ کو چھوڑ دو کوئی کہتا تھا نانا راونے فوج لے کر کانپور گیا ہے اسو اسٹے یہاں سے چلے گئے کوئی کہتا تھا جمعہ ہوا انواج منبر پوس نہیں کے دیکھنے سے چلی گئی۔ خوشامد سے کہتے تھے سب جنابا علیہ پر تابد خدا انگریز پر قہر خدا ہے اب کبھی ادھر کا رخ نہ کرینگے یہ اقبال حضور ہے اب چین سے سلطنت کیجیے۔

میسرین یہ خبر آئی کہ جنرل مارٹن کی میسیون کے پاس لاکھون کا جواہرات بیش بہا ہے اور اب ہانے جمع کر کے لیے جاتے ہیں اگر کوئی سدا رہا ہووے سب مال تحبیں لامے موخان نے سیکرٹ سب انسران مخرج بھی سے کہا جو یہ اسباب اور میسیون کو پکڑ لاسے چہارم اسباب اسکا ہے سولے معافی جاگیر و انعام کے اوسونت فتنی گلاب اسے فتنی سبیل سنگھ جیٹن بلٹن نادری جو ہا فتنل سنگھ دیال تھانہ دار کے ساتھ ہے اسنے عرض کی کہ اگر سبیل سنگھ کو حکم ہو وہ فوراً فتنل حکم سرکار

رہ گیا تھا وہ سب لٹا ہزاروں کتابیں انگریزی لینن فی سن ایک۔ وہیہ آتشبار اور ہتھیار یوں
لے لے لین و توہین لاشیں جابجا پڑی تھیں اور احاطہ گرجا میں مقتولین کی قبریں تھیں ایک
بڑی سڑک سمت شمال جانب دریا پہاڑ کوٹھی رزیدنٹی سے اوڑا کر چلے گئے تھے وہ فقط جا کر
رہ گئی تھی بلکہ پہلے پنجبرساہی جو لوٹ کو دوڑے جاتے تھے ۱۵ آدمی اس کے اوڑنے سے اوڑے
تھے اوسیدن کوٹھی سلطانی جو چترمنزں فرج بخش وغیرہ میں تھے سپاہ باغی نے شمول جلی گا
کر کے لونا شروع کیا ہر چند سرکاری لوگوں نے منع کیا ایک نے لٹا مثل خیمہ پینہ و نشیہ آلات
طرز و چینی مہی فقر و طلا وغیرہ مفتاح الدولہ نے جا کر لیا کہ بہ مال سرکاری ہے کیوں لوٹتے
ہو گولی مارنے کو مستعد ہوئے

جب فوج باغی کو ٹھونکا اسباب بھی لوٹ چلی رزیدنٹی کے کوٹھیوں کے کھودنے پر مستعد ہوئی
کئی مہینے تک وائلی لکڑی کھود کر جلالی شہر کے تماشابین بھی خیر خواہان سرکار و صاحبان
و فیقہ و پیش جوق جوق کئی مہینے جتنی کوٹھیاں اور مکان احاطہ رزیدنٹی میں تھے سب گے
اور گولیوں سے غرابال ہو گئی تھیں مگر کوٹھی گنبد صاحب بیجا پٹن اور ایک درجہ کوٹھی علیخان
فی الجملہ لائق سکونت معلوم ہوتا تھا اور ہر کوٹھی کے جلو و خانے میں وسعت اور گنجائش ہزار ہا
آدمی کی تھی بشرطہ کہ سامان رسد وغیرہ خراب نہ ہو جاتا اور گڑوہر کوٹھی کے خندق و سڑنگ
بھی دی تھی غرض صاحبان فہم کے نزدیک مقام عبرت یہ ہے کہ اسی احاطہ رزیدنٹی میں ایک دن
نواب مظلم الدولہ کے چھاتے اور حقہ کی منافعت میڈک صاحب کے کی تھی اور زمان سابق میں اسی
احاطے سے مرزا وزیر علیخان نواب ناظر محمد حسین علیخان کو نہ لجا سکے تھے آج اوس احاطے کی
صورت مثل خرابہ دکھلائی معلوم نہیں کل کو سنی صورت دکھائے گا ۵۔ مہینے تک صاحبان لاشیں
مع کثرت بیم و اطفال وغیرہ اس بند زندان میں رہے اور پھر کس عظمت و شان بہادری سے
لاکھوں میں سے سلامت نکلے چلے گئے ۵۰ این کار از تواید و مردان چنین کنند

رکن الدولہ نواب محمد حسن خان ۲۱ صفحہ ۱۲۱۸ مطابقت نومبر ۱۳۰۴ء مرض اسہال سے جلی کارو
میں مر گئے اور زیر دخت برگت برابر قبر شہید مرگڑے اونکی قبر پلداروں نے پورے پچھو کھودی
تھی فوج باغی نے اوسے و فیقہ خزانہ سمجھا کھو ڈالا اتھالاش کفن میں نظر آتی تھی کئی دن تک

بعض کہتے ہیں ہضیمہ وبائی ہو ابھر صورت اس صاحب عالی شان کے مرنے سے صاحبان عالی شان کو ہڑا صد مہ ہوا بڑے بہادر خیر خواہ ولسوز سرکار تھے اور سر فروش جناب نواب ملک مغلہ دام قباہ نے اونکی بی بی کے واسطے ہزار ہونڈ سالانہ یعنی دس ہزار روپیہ نصر فرمائے اور اونکے بیٹے کپتان ہنری مارٹن ہوٹلک جو اپنے باپ سے خوبیوں سے کم نہیں ہشت سالانہ ۲۰ ہزار ہونڈ مقرر ہوا فوج میں بھجوا دیا اور مرتبہ امارت میں بارنٹ ہوئے از روئے اخبار۔

روز و شب ہر صبح انسانی مطالب ۲۹ نومبر ۱۸۴۷ء قبل از طلوع آفتاب سپاہی جو مقابل پہلی گاد ہو رہے ہر تھے انھوں نے موافق معمول گولیاں ماریں اور دھڑے جواب نہ آیا بلکہ ایک سال معلوم ہوا پہلے حیران تھے مگر کبھی جرات آگے قدم بڑھانے کی نہ پڑی ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگا نہ کسی شاید کہ ہلنگ خفتہ باشند اگر ایک پاسی نہ رہی نواز جرات کر کے جا کو دیا۔ وہاں بھونچکر نہ رہی بجائی بس یہ آواز صور اسرافیل سنتے ہی جتنے نامزد تھے سب مورچوں سے غل مچاتے مثل مور و ملخ پہل گاد میں پھیلے اور رعایا سے شہر محتاجین باسید و ستیابی قسمت آزمائی غولہ سمجھ کر گئے لوٹنے لگے ہر چند وہاں سوا سے پس خوردہ اور فضلہ اسباب کے کچھ نہ تھا مگر انکے نزدیک یہ بھی داخل فتوحات تھی تھا گو وہاں میں غلہ نکتہ ناقص کیڑوں کو پڑا بڑا رہ گیا تھا وہ سب مال مفت سمجھ کر لوٹا تو پہلی چوٹی بڑی جا بجا مورچوں پر باز میں بن گاڑ کر ناقص کے چھوڑ گئے تھے ہر سپاہی کی ملپٹن نے پہچان کر اوٹھا لین اور کیسی خوشی سے لے گئے جیسے گویا آپ لڑکر میدان سے آئے تھے ہزاروں گولے گولیاں شیشہ کی اور سلیمین لین اور کئی آلات غیر متعارف ڈاک گھر میں تھے یہ سب داخل سرکار ہوئے۔

کنوٹ سے صندوق باروت اور بچکے گولے نکالنے لگے اس احتمال سے کہ شاید روپیہ ہو گا لطیفہ یہ ہے کہ ایک تانگہ کیم گا گولہ اپنے دو نوپا نون میں رکھ کر رکھانی سے توڑنے لگا اتھا قچوٹ سے لوہے نے آگ دی دھت وہ پھٹا پہلے وہ تانگہ کرہ تار میں اوڑ گیا اور کئی آدمی پاس کے زخمی ہوئے بڑے صندوق چوٹی تہ خانے میں سامنے برآمد سے کے اور بہت سے ثبات کے بورے بیسوں کے بھرتے ہوئے ان میں روپیہ سمجھ کر آپس میں لڑنے لگے جب پیسے دیکھے بانٹ لیے پائین باغ میں اسباب چوٹی وغیرہ نکتہ و فن و مال جان کر چلا گئے تھے اس کا خاکسترو و تک دورہ بین دیکھا اور ہر کوئی میں متفرق اسباب چوٹی نیز کرسی کو بیچ نہائی۔ الماری شیشہ آلات ظرو و جینیسی آہنی ٹن جو

تو بین مورچہ کو بدستور رکھا جب آدھی رات گئی بان اور بجم کے گولے متصل برسائے لگے گلاب
بھی خوب چلا ہائیں تاکہ کہ جتنے سپاہی پہرے پر تھے سب بھاگے میر واجد علی نپو جنگلہ پر سوتے تھے
اوٹھ کر چشم خود دیکھا یقین ہو گیا کہ گورے اندر چلے آئے وہاں سے وہ بھاگ کر جہان بی بیان
تھیں تھیں اگر کھڑے ہوئے کہ انکو بھی بچا دیتے اور آپ بھی اونکی بدولت پیچھے خاص مکان کے سب
مکاندار بھاگ گئے خزانے کے پہرے والوں نے روپیہ لوٹ لیا بھاگے جو فیصر باغ میں تھے وہ محل
میں جا کر چھپے زبڈی مرد سب ایکجا ہو گئے ہزاروں باغ سے باہر بھاگ گئے علی محمد خان بدو اس
ہو کر تو یکضاجہ کے پاس بیٹھ رہے اس عرصے میں گو کہ گولی از خود موقوف ہو گئی لڑائی ختم گئی۔
سبکی جان میں جان آئی راہری بہادری۔

۴۔ برج انسانی روز رکیت منہ مطابق ۲۲۔ نومبر ۱۸۵۷ء اسی راہ کنار دریا سے بموجب حکم جنرل صاحب
دفتر بی بی بیان اطفال صاحبان فوج پیدل و سوار تو پونجا نہیلی گاروسے ۶ بجے صبح کو سنگر باندھے
نکلے اور اپنا اپنا اسباب بغد زبردشت ہر صاحب کے کندھے اور سر پر تھا اور جسے نہ اوٹھا سکے
اوسے بموجب حکم وہیں چھوڑ دیا تھا اور ابد ہر جا بجا پاس ہزار آدمی کا مورچہ تھا اور ہر طرف سے
گولیاں برستی تھیں لکڑی کے سب محفوظ رہے فقط ایک بم کے پانوں میں گولی لگی تھی اور وہ بہ
سب منہ دیکھتے رہ گئے ایک بہادر کی چراوت روکنے کی نہ پڑی اگرچہ بظاہر حکم سرکار سے تامل کیا
تھا اسی جیلے کو غنیمت سمجھتے۔

غرض اوس دن قافلہ نہیلی گارو اور اطراف جنرل مارٹن کوٹھی و لکشا میں رہا بدھ کے دن عالم باغ میں
اور جب نہیلی گاروسے نکلے تھے اوسکے بیشتر تو پونکو خراب ناقص کر کے زمین پر ڈال دیا تھا باروت
کے پیسے صندوق جا بجا کنوؤں میں ڈال دیے تھے چشتیہ ترک شارع عام سے سیدھے کانپور گئیں صاحب
کے ساتھ گولہ میں غنیمت بھی محفوظ رہے۔

شاہزادہ مصطفیٰ علی خان مرزا جید رشکوہ ہمایون شکوہ مرزا جہان قدر وغیرہ صاحبزادہ مرزا سکندر
حشمت جنرل صاحب عالم باغ تک لائے جتنی میم تھیں سب کلکتہ بھیج دیے گئے اور لاہور میں
اور بہند و ستانی آیا وغیرہ بھی حسن خدمت مع انعام و فراخو حال رخصت ہو کر چلے آئیں۔

۵۔ نومبر ۱۸۵۷ء جنرل ہوسی لاک صاحب اور سب محنت و مشقت شاقہ عالم باغ میں مر گئے

تھا پھس گیا تھا دہین رہا اور دفعۃً نکل ہوا کہ کورون نے ملنگون کو کھیر لیا ایک مجیب جبرائیل تھا کہ
 زیر زینہ برآمدہ کوٹھی ایک گڈا اسی حکمت سے کھودا تھا کہ جو ملنگو اوپر سے نیچے اترادہ مارا گیا ہلکا
 کہ وہ ملنگو دہین ایکجا مارا گیا اور کوٹھے پر ۶۶ کام آئے اور جو بھاگ کر نیچے وہ شاہ منزل چھوٹے
 اب سب کو یقین ہوا کہ عنقریب فیصر باغ بھی لے لینگے اور وقت سب فوج جنگل بھاگی۔
 بہر حال ۲۴ ربیع الاول مطابق ۱۱ نومبر ۱۷۷۷ء صاحبان عالیہ شان کی فتح ہو چکی تھی کوساٹے
 کہ ساری فوج بھاگ گئی فیصر باغ میں شمر دہ رہ گئے تھے راجہ مانسنگہ راجہ مادہو منسنگہ عیش باغ
 میں چھوٹے۔ خلاصہ ابد ہر باغیوں کا یہ حال تھا اور ہر صاحبان عالیہ شان کو یوم اور پھون کے
 پہچانیکا ارادہ تھا۔ شاید ایسوجہ سے نال کیا ہو اور خوب یقین ہو چکا تھا اور ان بہادر و فکی
 ساری قلعی کھلی تھی کہ جب چاروں گے پھین نکال دینگے۔

خالی ہونا بلی گارو کا

خلاصہ صاحبان عالیہ شان نے قبل از خالی کرنے بلی گارو ایک اشتہار چھپنزل میں لگا باکہ ہم
 مکانات شاہی بلی گارو وغیرہ مقبوضہ و مفتوحہ کو نہ اس فوج باغی کے ڈر سے اور نہ اس حال کم وقت
 کے خوف سے چھوڑتے ہیں بلکہ محض اپنی خوشی خاطر سے مناسب وقت سمجھ جائے ہیں۔ جس
 جو انمرد بہادر کا بھی چاہے اپنی بہادری سے ہمارا سردار ہو اور ہماری لڑائی کا تاشا دیکھے اور
 اسی مضمون کا اشتہار کانپور میں بھی سبکے گوشہ زد کر دیا تھا کہ اوہ ہر جہت مخالف لاکھوں سے ہے اور
 اسکے پیشتر مجموع خزانہ اسباب تحفہ میگزیں۔ وغیرہ ماتھی اونٹ چھکڑے کر انہی پر بار کر کے کنا
 در یا موتی محل کے رمنہ سلطان گنج سے احاطہ کوٹھی جنرل مارٹن میں باطنیان تمام چلا جاتا تھا۔
 بعض اہلکار نو دسی الاقدار نے مقابلہ اور سردار ہونیکو کسکار کو بھی کر منع کیا تھا کہ انکا چھپا کر ناسنا
 وقت نہیں یہ تو از خود چلے جاتے ہیں اور باطن میں اپنا رسوخ اور خیر خواہی سرکار انگریزی کتاب
 کیا چاہتے تھے بلکہ مستحق انعام اور مشین فراخو حال تھے مگر دنیا سے ناکام پہلے چلے گئے۔
 اور سون شاہی نے کچھ قریب سے دریافت کر کے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ بلی گارو عنقریب خالی
 کر کے انگریز خود چلے جائینگے کی بطرح کا آپکو نقصان نہوگا چنانچہ بلی گارو موتی محل خالی کر دیا اور

لیکھ میرزا علی کو دیا وہ پچیس تیس قدم آگے بڑھا جاتا تھا نواب سنع اپنے جان نثار بچھے چلے جاتا تھے بشیر الدولہ کئے مکان کی طرف سے ارادہ دیا وہ کاکیا او دھڑ سے گرا ب توپ چلی پھر کسید کا آگے قدم نہ بڑھا بھاگنا شروع کیا نواب بھی مع اپنے یار غار بھر کر چلے آئے۔

جنابا علیہ نے اپنی سواری برہیس قدر کی منگوائی ملیاری بھاگنے کی کی اوسوقت مموخان اور افسروں نے سمجھایا کہ ہم تھوڑی دیر میں فتح کیے لیتے ہیں آپ کیون گھبرا تی ہیں آپکے چلے جانے سے سبکو ہراس ہو جائیگا کھرب لٹ جائیگا پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی۔

حاجان مالیشان نے ایک نشان جو قریب چینی بازار نصب کیا تھا اوسے فوج باغی نے لیا تھانچہ پنجب مقبرہ جنت آرام گاہ میں رہ گئے تھے اور گولے بم کے محل میں متصل چلے آتے تھے چنانچہ باجم کے گولے محل میں ٹوٹے باقی کا شمار زمین اوسی رات کو ہر کارہ خبر لایا کہ مقبرے کے نیچے سنگ اتی ہے چٹنے سپاہی مورچہ مقبرہ پر تھے وہ سب بھاگے آتے ہیں بلکہ سب بھاگ گئے میر ہمدی اوستا اور احمد حسین اتالیق تصدیق خبر کو گئے زیر قدم کھٹ کھٹ کی آواز کے بھاگے محمد قاسم رسالہ ارادہ رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ بھی گئے اب یقین سنگ کے آئے کا ہو گیا پھر سائی برہنہ تیس کے سپاہیوں نے اوس سنگ کو کاٹ دیا گورے نے اودھ سے بدو ف ماری ابد ہر سے تلنگون نے گولیاں ماریں دو نو گر پڑے محل میں ہل چل پڑ گئی۔ رات بھر بم کے گولے برستے رہے موتی گل کے سامنے جو انگریزی توپیں لگی تھیں اوسنے فوج باغی کا ناک بین دم ہو گیا تھا ابد ہر قیدی وغیرہ مورچے بناتے تھے وہ ایک دم بین گرجا تھے تو بین ابد ہر سے بھی جھانکی باندھ کر لگائی تھیں ایک سورج جھنکار دوسرا کالہ کچھو۔ تیسرا کالا لاک۔ چوتھی کوہ لرزان۔ انکا گولہ بھی برابر سے چلا لیا مگر انگریزی گولہ اندازاً آواز پر گولہ مارتے تھے چنانچہ ایک گولہ اندازے مشست باندھ کر ایسا گولہ لگایا کہ در دولت کی چھت پر سیاہ تصویر بنی اوسکا ماتھ اوڑ گیا صبح کو ہر کارہ خبر لایا کہ گوروں نے تارے والی کوٹھی لے لی محمد قاسم یعقوب خان کو حکم ہوا کہ تم جاؤ کوٹھی کو چھوڑاؤ اگر یہ کوٹھی نہ چھوٹی پھر کیسے کچھ نہو کے کاسب کار خانہ دہم برہم ہو جائیگا اگر اس میں کوشش کر کے بہت سا انعام پائو گے چنانچہ صبح سے خوب لڑائی رہی پھر خدا جانے کیا ہوا گورے ان خود کوٹھی چھوڑ کر چلے گئے جب باغیوں نے بالکل قبضہ کر لیا اوسوقت گوروں نے دناؤ دکر کے باغیوں کو گھیر لیا ایک

آومیوں کے مجمع میں گرتا تھا زمین میں دھنس جاتا تھا یا کوٹھی کی تخت یا دیوار پر گرتا تھا اگر اس کثرتِ بارش میں نقطہ آومی مجروح اور دوجان سے گئے باقی کسیکو صدمہ نہ پہنچا اور گوئندہ انگریزی ہر روز ہر طریق سے بکڑے جاتے تھے قید ہوتے تھے زندقہ و پیراشرنی اونکے پاس ہوتا تھا چھین لیتے تھے اور اکثر کوٹھنگے جھنجھلا کر گولی مار دیتے تھے ایک گوندہ کو چتر نزل میں قتل مشاہدہ صاحبانِ عالیشان جو دورِ بین سے دیکھ رہے تھے تلذیبِ خبر پر گولی سے مار ڈالا اسے لوگ کراوات سمجھتے تھے یعنی جب اونے خبر دی کہ فیصلہ باغ میں بہت شہرہ لوگ رہ گئے ہیں اور سب بھاگے جاتے ہیں اور چتر نزل کی کوٹھی سے بہت سے لوگ سبز پوش ہر مقام پر دورِ بین سے نظر آتے ہیں یہ کیا اسرارِ غیبی تھا کسو اسٹل کہ مفتاح الدولہ بھی کہتے تھے کہ فی الحقیقت مجموعہ ۲۰ آومی سب رہ گئے تھے واللہ اعلم۔

ٹنگے سوار بھاگ کر عیشِ باغِ آغا میر کی سرا۔ طبع آباد۔ کشا میں گنج بھونچے۔ احمد اللہ شاہ بھاگ کر نواب علی نقی خان کے مکان۔ گاؤ گھاٹ میں گئے۔ باقی ٹنگے شہر سے دس پندرہ کوس نکل گئے۔ شاہی سنے اسبابِ بارہری نواب پر قبضہ کیا اور فقیری بڑا مار کر نواب کے کہنے لگا قبل قتل بعد اسکے انگریز قتل طلب یہ تھا کہ میں صاحب کراوات ہوں فوج نے جرحیں قتل کو بادشاہ کیا مجھے کیا پہلے سب فوج قتل۔ بعد اسکے رعایا کہ میرے شریک و بن نہوئی۔ جرحیں قتل میرے بیٹ کی بعد اسکے میں اپنی کراوات سے سب گورے اور انگریز کو قتل کر دیتا جو میرے شریک ہوتے و بیج جاتے اگر کوئی انسر یا ٹنگے شاہی سے کہتا تھا کہ آپ دنا دے کو چلیں نانا کہتا تھا جب جرحیں قتل اور اسکی ماں میرے قدم پر سر رکھ لی بیعت کر لی اوسوقت جا کر سبکو ایک دم میں قتل کر ڈنگا۔ واہ۔ تو کار سے زمین را نکوساختی۔

جب فوج انگریزی نے تارہ والی کوٹھی سے فیصلہ باغ سے فوج بھاگ محلاتِ محل میں ظالم چڑھ گیا بنا بجا بہ سنے اوسوقت مرنے پر کریمانہ سید الشہداء کا نام حلقہ عورات میں شروع کیا جب نواب یہ حال سنا علم لے کر باہر آئے اور کہا جسے مرنا ہو میرے ساتھ چلے اوسوقت فیصلہ باغ میں قتل کیا۔ سو آومی تھے اذنین سے دوسو مرنے کو طیار ہوئے میرے صفر علی نے نواب سے عرض کی کہ علم سید کے ہاتھ میں ہونا چاہیے میرے رضا علی اپنے وکیل کو آگے کیا کہ یہ سید ہے بہادر بھی ہے چنانچہ علم نواب سے

باہر پہلے گئے کہیں پیچھے پھر کر نہ کیا آخر ہزاروں گالیوں کے چوتھے پڑنے لگے وہ سب سنتے چلے گئے
 کسی کے کانوں پر جون بھی نہ لگی۔

جب صاحبزادے محل سے فارسی مردوں کا یہ حال دیکھا باہر نہہرہ لڑیہ پریشان حال دامن بڑی پہنچے
 اپنی پستل کمر سے لے کر ہاتھ میں لیے ہوئے باز خفیف مثل پاندان وغیرہ اشیاء بیش قیمت
 بقدر محل وقت بد اوٹھائے ہر شخص سے بوجھتی تھیں کیوں بھائی جب گورنر کے محل میں آئیں ہم
 اس دروازے سے کس طرف کو جائیں جہاں علیہ سے اس وقت حالت یاس میں مرزا حسین قدرد
 ہر گاہ پوشاک سنبھڑائے اور اپنے حاضرین سے کلمات یاس فرماتی تھیں کہ مہین فوج جنگی چھوڑ کر
 چلے گئی پھر ارکان دولت نے تجویز کیا کہ اگر شاہجہاں علیہ یہاں سے شہر میں جا کر کسی مکان میں رہیں تو
 بہتر ہے مگر خود شاہجہاں علیہ نے نہ مانا نہایت قدم رہیں باہر سے بھانک میں نقل دلو اور با اوں سیکولین ہوا
 کہ عسوقت و حاجات محل قیصر باغ سے باہر نکلیں بے شہر فوج باغی کے سب آکر دے گئے کہہ کو
 لوٹ لینگے ایک ترکا پھوڑ لینگے۔

غرض صبح دوشنبہ سے شام چار شنبہ تک حالت سکرات رہی بلکہ شنبہ کو علی محمد خان نے پھر علم اوٹھا
 اور قرآن مجید کو پیش کیا مہین اور عین بازار کر اوٹھایا ایک ساعت تک کلمات یاس نہ مانا
 کہتے رہے کوئی سے امان تو قیلم قرآن کو بھی نہ اوٹھا آخر آبدیدہ ہو کر قرآن اور علم کو بھرے میں رکھ دیا
 کیا کے دماغ میں خال آگیا تھا کہ امین سے کوئی انجام کار کو نہ سمجھا اگر بسب فوج مطیع حاکم وقت
 ہوتی اور عدل اور انصاف سے پرورش دیا جاتے ناخبر نہ اوٹھاتی تو کیا عجیب کہ یہ روز بد نہ دیکھتی
 م و دشمن تو ان حقیر و بیچارہ شہر وہ۔

یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ گورنر سے جو موتی محل سے ہم کا گولہ برسا رہے تھے جنرل صاحب نے حکم دیا تھا
 کہ اس تعداد پر گولے لگانا اگر قیصر باغ خالی ہو جائے بہتر نہ لایا نہ بہت ہر وار ہو جانا اسکا شاہد حال خود
 گورنر کا کلام ہے کہ انھوں نے پکار کر بیان کے سپاہیوں سے کہا کہ ہمارے بات یاد رکھو گل ایچھ
 ہم قیصر باغ میں حاضری لکھائیں گے یا اپنی ولایت چلے جائیں گے اسکے سننے سے صاحبزادے محل کو زیادہ اضطراب
 آج حضرت خدا کو دیکھا پانچویں کہ ہم نے گولوں سے زوار دو لکھنا نہ قدیم مثل غریب ہو گئی تھی
 اور قیصر باغ میں ہر مکان پر عین برس رہا تھا ہوا میں تھوڑا سا دھواں رہا کہ بہت جگہ جاتا تھا اور اگر

بہت ہوشیار تھے احمد اللہ شاہ بھی اپنی سپاہ سے دور دور اترتا رہا حضرت گنج مین نکر اگرے کا اور کے
 دہنے ہاتھ مین لکاز غمی ہو کر بھاگے پھر گورے لڑتے فوج باغی کو بھگاتے موتی محل مین آئے۔
 جنرل اور مہتمم ہوا دہنے اپنی فوج نے پہلے گارو تھے واما کیا موتی محل تک میدان صاف کر دیا
 کوڑیے کو جھاڑ ڈالتے ہیں مورچے باغیوں کے اور ٹھہ گئے جب چتر منزل مین آئے ایدہر سے کمانڈر
 ہو یا ایک صاحب اور فوج سے لڑ رہے تھے دونوں جنرل سے ملاقات ہوئی اور سید بھی عجب
 معرکہ طریق مین سے ہوا اور چتر منزل سے دیکھا تاکت کمانڈر پنچیت کے لشکر کا پڑا اور پڑا نصرت باغ کو
 کھڑو کر سر تک لب دریا نکال کر ایک درجہ تا مین فوج بخش اور چتر منزل دریا مین رہتا تھا ہمار
 زمین دوسرے درجہ ہو گیا اور تھنے واسطے سجاو گو کہ فیض باغ کے ہوا اور دیکھ دیے مین تو مین جھانکی
 باندھ کر موتی محل مین لگا مین اور گلاب بازنا شروع کیا پھر میدان فیض باغ تاکت کوئی تیرہ گھنٹہ
 گولے بھجے موتی محل اور پارہ کی کوٹھی سے فیض باغ مین علی الاصال آئے لگے فوج باغی جو
 ہر طرف پھیل ہوئی تھی جابجا متفرق ہو کر گوشہ مین مہوڑیڈھنے لگی صاحبان عالی شان کو نشانہ
 یہ ہوا کہ بچوں اور مہتمم کو پہلے گارو سے نکال کر لچا وین گورے ایک دفعہ پورن کر کے اور دلت پر پہ
 پکار کے کہنے لگے بھاگ بھاگ کھو لو ہم آچھو نچا ایک توپ دروازے پر لگی تھی اس کے گولہ انداز بھاگ
 اتفاقاً بشیر الد ولد کی دو کانون مین ایک بھٹیڈارہ گیا تھا ایک شخص اور بھی راہی پیدا ہو گیا
 یہ حال دیکھ کر وہ توپ جو پیشتر سے بھری ہوئی تھی اس سے دوڑ کر مناب دی دھتے سالنے سے
 گورے گر گئے ان دونوں نے پھر چھپر دھت مین دیکر داغ دیا اسفلک کا کچھ خیال کیا نا داغ
 تھے حرارت آگ ہے توپ ہل گئی خود بج گئے فیض باغ مین گورون کے منہ پھر گئے اس سے
 مین حضرت گنج سے ایک پلٹن جو سیکے پہلے ولی سے آئی تھی آچھو نچا اور سبے چھے سے کرای گورے
 سید سے رمنہ مین چلے گئے۔

دو شبہ کو جب نواب نے یہ حال باغیوں کا دیکھا اپنے جان نثاروں سے نشان محمدی فیض باغ
 سے اور ٹھاکر فیض جہاد ایمانی باہر نکلیے ہندو مسلمان کو غیرت دلائی کہ جسے حمت غیرت مذہب ہو
 اس وقت مین اپنی جان کو عزیز نہ کرے جب باہر کے جلاوطنانے مین علم ہے آئے غیر از قاسم مین
 عبادی لشکر ایک تھا بلکہ جتنے تھے حسب محل صاحب کے دو تھی نے کی کھڑکی سے سید سے سہر بھاگ

لی اشتر فی شاہ جی کے پاس اور ایک عرض بھیجی کہ تمہارے تلنگے ناحق درپے میری جان کے ہو گئے ہیں چاہتے ہیں کسی حیلے سے مار ڈالیں محض مجھے بہانہ کرتے ہیں بغیر اس کی عنایت کے میرا بچنا دشوار ہے امیدوار ہوں ایک پروانہ امان عیادت ہو اس کے واسطے سے میری جان بچے گی شاہ جی نے پروانہ بھیجی پھر اگر اپنے کاروبار میں مشغول ہوے پھر تلنگے متعرض نہوے۔

شاہ جی نے بہت اسباب روپیہ اشتر فی ہر طرح سے لیا مگر نہ اور کا خرچ معلوم ہوا اور نہ اس کا قیام کسی کے پاس معلوم ہوا سب ظلمے اپنی گردن پر لے گئے۔

محاربات مکانات شاہی

جب فوج انگریزی میدان دلکشا میں پھونچی رات کو پورن داروغہ کے مکان میں ٹھہر کر
 بشتہ اور پل نہر کا باندھ کر صبح کو نواب مبارک الدولہ کے مکان میں پھونچی جو کچھ وہاں لکھا
 تھا لوٹا اور نواب بیشتر اس ہنگامے کے شہر میں چلے گئے تھے گاؤنوں اور محلے جو قریب نہر تھے
 سب میں آگ لگا دی سارا شہر روشن ہو گیا تھا اور فوج باغی ہر مورچے سے کچھ لعنت بھیج
 کر ٹھہر کر بھاگتی اور مٹی کی جگہ آتی تھی اور گورے ہر جگہ غالب ہوتے جاتے تھے۔

جب صبح ہوئی تھی سترک جو گورون نے قریب خورشید منزل بنائی تھی تلنگون سے لڑائی شروع ہو گئی جب گورون نے سکندر باغ لینے کا ارادہ کیا خورشید منزل سے گولے اور گولی کی مار پڑنے لگی سکندر باغ میں اور شاہ نجف میں دو ہزار تلنگے نجیب سکھ ٹھہرے تھے باڑھ بندوں کی اور موتی محل سے گلاب نوپ کا پڑنے لگا مگر گورون نے بڑی بہادری سے سکندر باغ کو گھیر لیا اور پھانک سے اندر باغ کے دواوہ کیا تلنگے جب گھر گئے راہ کسی طرف سے بھاگنے کی ناپی عرض میں اگر گر کر مر گئے اور جو دیوار سے پھاند کر نکلے مارے گئے مگر بڑا کھیت پڑا ۲۲۱- افسر وستانی جان سے مارے گئے ۳۴۵- زخمی نیم جان بچے اعلیٰ سے تھوڑے زندہ رہے باقی مر گئے اور ۱۶- ٹوہر سے ۱۰- تک ۱۰- افسر جان سے اور ۳۳- زخمی ہوئے اور کمانڈر نجیب بھی زخمی ہوئے اور جنرل بنل صاحب کے بھی گولی لگی۔

پھر فوج انگریزی چوڑے کے صہیل بھونچے حضرت گنج گامی اس محبت سے کہ وہ ماوے کو سپاہی ہر طرف

میر واجد علی منصور نگرین نواب خور و محل کے پاس اسی بند و بست کو گئے تھے وہ نوا و سوقت اپنی قسمت سے پہنچ گئے اور جناب عالیہ اور نواب سے بھی اس امر میں بڑی کدک مگر شاہی نے سننا کہ ایسی رعایتوں سے فتح میں دیر ہوتی چلی جاتی ہے غرض اس دن تلنگے صبح سے آئے تھے آخر آرمہ صاحب وغیرہ کو شاہ جی کے پاس لے گئے صاحب موصوف سے جانا کہ تلنگے آچھونچے آپ اس مکان سے ازراہ ہوتی باہر نکل آئے شاہ جی نے آرمہ صاحب سے کہا تم تندرست اور بہت طیار ہو کچھ قید میں تکلیف نہیں ہوئی و گرنہ ڈیلے ہو جاتے اور مکان بھی سب طرح سے میسر کر دی۔ اسباب سے آہستہ تھا تعین کون اس طرح کے آرام سے رکھنا تھا اور مکان نام بناؤ صاحب نے کہا میں نہیں جانتا لیکن ایک شخص مشہور دار و فہم اور مجدد ارتھا وہ اکثر میرے پاس آتا کرتا تھا تلنگوں نے کہا بہتر یہی ہے سچ بتا دو و گرنہ ہم تمکو مار ڈالینگے غرض جب قریب تارے والی کوٹھی چھونچے اور شاہ جی بھی متواتر یہی کہتے گئے آخر ایک تلنگے نے صاحب کے بازو میں گولی ماری اور کہا اب بھی خیر ہے تم نام اور مکان کا تعین ہم چھوڑ دیں گے و گرنہ مار ڈالیں گے صاحب نے کہا میں بھلاؤ نہیں جانتا خلاصہ چاروں اھاجون کو محاذی محسن کو ٹھکی قریب شکر شارع عام واقع دروازہ سیاہیلی قیصر بلع کا رڈ الاکھنڈا جس کا وقت بڑی بہادری سے کلمات سخت تلنگوں کو کہتے جاتے تھے وہ جیسا ظالم ابدی ایک گلی مار کر ٹھہرتے تھے کہ نہیں بہت سی تکلیف زخم ہو اٹھ گویاں کھا کر گرے اسکے بعد پانچ دن تک میر واجد علی کی تلاش رہی وہ روپوش ہو گئے تھے دیوانہ انت رام چھپ کر جان بچا کر بھاگے شہر میں پھرتے پھرتے ایک دن عیش باغ چھونچے جہاں راجہ در کے لوگوں کا پڑاؤ تھا راجہ صاحب بھی سدھے چلے گئے تھے و گرنہ تدبیر ہو چکی تھی کہ ایکوٹ میں یہ سب کہا روں کی ڈاک میں شاہ گنج کو روانہ ہو جائے اور غیر متعارف کو مستی کی گھاٹ پر سے چنانچہ دوسور و سپہ کی کشتیاں بھی عبور کو مول لے چکے تھے اور شاہ گنج تک برابر ڈاک مارا اور سپاہ کی بٹھادی تھی بلکہ اس سے زیادہ تدبیر کی تھی کہ پاسیوں سے عقب کوٹھی قابل روشن آمد و آمد شکر لہو کران میر ونگو و کلاٹ کان بجایا گیا اور اس نے راز نہائی کو کھول دیا اور اس کی دشمن کاٹھ بھد و قوم تلیل اکثر سپہ چکر پٹینامی اور باغی تھت حال اپنا چھوڑ چکیا اس کو جلد وین ۱۲ سالوں معاف ہوا اور نام نیک خیر خواہی سرکار میں مندرج کتاب اور زبان زد حکام ہوا میر واجد علی نے پانسور چوچے

مشورہ پچانے اسیران فدرنگ کا پھر اوز کا قتل ہونا

قبل از داخلہ فوج انگریزی ہمارا کہاندر انچیت بہادر دیوان انت رام دیبل راجہ مان سنگا اور
 داروغہ میر واجد علی بن مشورہ ہوا کہ جب تلنگے تھا گینگے غصہ میں اگر بارہ بیچت بھکار صاحب
 وغیرہ کو ضرور مار ڈالیں گے پس کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ فیصلہ باغ سے انھیں نکال دے اور
 اسکی پرہیز کہ جب آر صاحب کی پلیٹیں متعین علاقہ راجہ بہادر بھی دیوان بھی سے کمال خصوصیت سے
 دوستی ہو گئی تھی اس وقت سے ازراہ جن دوستی اور اپنی شرافت سے ہمہ تن متوجہ ہوئی ہوئی ہائی
 کے ہوئے تھے مگر تدبیر تقدیر سے کبھی پیش نہیں جانی غرض بہر دو نومو خان کے پاس سے اور
 کہانگو آر صاحب کا مار ڈالنا یا بچانا مسئلہ ہے جوابدہی الیوم ہی پانہر راجہ علی نے کہا کہ اس
 مکان سکونت میں تلنگوں نے صاحب کو دیکھ لیا ہے ایسا نو کہ زبردستی چھین کر لیا کر مار ڈالیں
 دوسری جگہ رکھنا چاہیے مومو خان نے کہا اس میں جو نم مناسب سمجھو اس وقت داروغہ نے نجیب جو
 پرہیز تھے کہا کہ مکو ہم سو سو روپیہ دین گے انکو دوسرے مکان میں لیجاو وہ رہتی ہوئے اور
 دیوان انت رام سے یہ صلاح ٹھہری کہ جب فیصلہ باغ سے پنکل آوین تم گدھی شاہ گنج میں
 انھیں بھجوا دو رہائے الہ آباد کو چنانچہ داروغہ نے مال اندیشی سے اپنے عیال کو پہلے نکال دیا
 اور پانہر آدمی راجہ کے قریب امام بارہ نواب ملکہ رہا نہ اگر کھڑے ہوئے اور پانہر آدمی و دو ولیبان
 طیار کین اسباب بھی لہجہ فقط اسیروں کے سوار ہونے کی دیر تھی بیچے خان سپاہی ساکن خبر آہ
 نے کہا شاید راء میں کوئی تلنگو میں ٹوٹے ہم دیوبن کے ساتھ نجیب میں گے اور اسنے خفیہ حاکم
 مومو خان سے یہ ماجر اکہد یا کہ آر صاحب کی تدبیر نکالنے کی ہو چکی ہے آپ سے ازراہ خبر خواہی میں
 کیا ہے اور اس بیچانے تلنگوں سے بھی جا کر یہ راز اکہد یا مومو خان نے کہا اچھا یہ کیا کر رہے ہو
 سب برائے ہوئے ہیں ایسا نہو اسی پہلے سے ہم تم سکون زیر رخ کے ڈالیں انھوں نے جوابدہیا کہ ہمیں
 بہر نجیب باری اجازت کے انھیں فیصلہ باغ سے علیحدہ رکھنا چاہا ہے مومو خان نے کہا آج ملووی
 رکھو کل لیجانا بعد اسکے شاہجی کو مفصل خبر چھوچی اسنے تلنگے بول کی پلیٹیں کے بھجوا دیے اور
 نے اگر نبد و تعین مومو خان اور شرف الدولہ پر کھدین اور کہا آر صاحب کہ ان سے داروغہ

اور گورون کے سر کا پچاس اور حکم دیا کہ جتنے پل پختہ نہر پر ہیں سب گرادیے جائیں اور نہر پر پنا
باندھو اور پلٹن نجیب دکنگہ کو حکم دیا کہ گرد باغات عالم باغ میں اپنا پڑاؤ کر کے مورچہ قائم کر دو۔

مخاریہ و ماوہ عالم باغ فوج کا جانا فوج انگریزی کا محمد باغ و دکنشا سے آنا

۱۵۔ ربیع الثانی روز یکشنبہ سنہ الیہ کسی رسالے جنگلی چالان تلمنگہ و نجیب نظامت ملازم قدیم وجدید
کلاکٹر راجہ جے لال سنگھ لے کر آئے کر بلا سے میر خداجنٹن الماس علیخان باغ واروغہ عاشق علی خاں
خاص محل مصلح السلطان اور جو باغ قریب تھے اور مرزا احمد علیخان کے باغ میں جو پارکے
گاؤں میں ہے اور کنار شہر شہرتہ باندہ زندگشی کی اور جا بجا توپیں لگائیں۔

۱۶۔ روز دوشنبہ صبح کو فوج باغی طیار ہو کر کنوسی جلال پور کے میدان میں مقابل عالم باغ
جا کر کھڑی ہوئی تھوڑے گورے او دھرنے دو توپ اسی لیکر نکلے دو ساعت تک دور سے
کچھ رو بدل ہوا کی آخر ناکام پھیر آئے، ۱۷۔ شنبہ کو اوسید طرح پھر سامنا کیا۔ فی الجملہ نسبت کل
کے اچھے رہے اور گورے بھی حد سے زیادہ نہ بڑھے اب فرینے سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی کو ناکہ
کر بلا سے داخلہ نہر منظور نہیں کسوا سے کہیلی کار تک شہر سے گذرنا مشکل ہو جاوے گا۔

۱۸۔ ربیع الثانی سنہ الیہ مطابق ۹۔ نومبر عیسوی فوج انگریزی عالم باغ سے دکنشا ہو کر پہلی کار
گورنہ شاہی سے یا شارع عام سے جاے ایک سوار خبر لایا کہ گورے بڑھتے آتے ہیں فوج باغی
بچھے ہٹی آتی ہے۔ راجہ ماننگہ نے تصدیق خبر کو اپنا ہر کار بھیجا وہ بھی خبر لایا سچ ہے فوج بہا
بھاگتی چلی آتی ہے یہ سنکر راجہ جے بھی اپنا سامان چلے جانے کا کیا اور دولت بر طلاطم ہو گیا
مموخان نے ہر چند فوج کو مع افسر روانہ کیا مگر جو گیا خدا کے فضل سے اپنا بھاگ لیکر آیا ایک اور
ہر کار خبر لایا کہ محمد باغ گورون نے لے لیا وہاں کی فوج بھاگ آئی اور جہان انگریزی تلمنگہ میں
وہ سب کچھ ٹھہری توپیں بھی لگائیں جب گورے انکی طرف بڑھے انکی صورت دیکھ کر بھاگے
کوئی سامنے نہ ٹھہر سکا یقین ہے دو پہر تک یہاں اور شہر میں گورے داخل ہو جائیں یہ سنکر مموخان
نے بجا ہدالہ ولد احمد علیخان عرف چھوٹے میان کو بلوا کر کہا کہ پل نصیر آباد جو دلی سے آیا تمھارے
پیر دہے تم اوسکے افسر ہو پہلے وہ لوگ سات روپیہ کی خواہ پر رضی تھے اب اونسے ۱۲۔ روپیہ کا

یہ سنتے ہی راجہ مادھو سنگھ بہادر تعلقہ ارگڑہ امیشی دوپہر اسپاہی اپنے لئے کمر بٹور دیا دوسے کے
باجو پنچے اور فوج باغیہ ابھی کوچ نہ کرتے پائی تھی کہ بنی اور غیر وز گنج کے میدان میں لال مارا
سنگھ سے لڑائی شروع ہو گئی سرکار میں خبر آئی کہ لال مادھو سنگھ نے دو بزن گوروں کے کانڈے
بڑی بہادری کی ایک بزن رہ گیا ہے وہ پیچھے ہٹ گیا ہے وہ بھی مار لیا جاتا ہے کوئی امرطرس
کا نہیں ہے۔

انفرن میں یہ خبر سنتے ہی بہت محسین و آفرین کی مانند رہا ہر دھوم مچی اور دراصل مان یہ حال گذرا
کہ کسی گاؤں میں آکر پھر راجہ کے لوگوں نے لڑائی شروع کیا تھا گوروں نے چار طرف سے گھیر لیا
راجہ مادھو سنگھ جماعت خلیل سے راہ بجنور سے بھاگ کر چلے گئے بعض کہتے تھے یہ غلط ہے وہ لڑو
ہیں بعض کہتے تھے وہ غیرت سے مر گئے پھر خبر آئی کہ ۵۰-۵۰ آدمیوں سے اپنے گھر گئے ہیں اگر سرکار
سے کمک نہ جائی کیسی طرح زندہ نہ آسکے گا یہ خبر سنتے ہی راجہ مان سنگھ بہادر نے ازراہ دوستی ہر کار سے
خبر کو پیچھے اتارے راہ میں دیکھا کہ راجہ دوین آدمی سے چلا آتا ہے وہ لوگ راجہ مان سنگھ کے مکان پر
لے آئے مادھو سنگھ نے قسم کھائی کہ جینک میں گوروں کو نہ ماروں گا کھانا نہ کھاؤں گا نہ پانی پونگا۔
آخر جنہوں نے سمجھا یا کہ اگر کھانا نہ کھاؤ و وہ بی لوجب طاقت نہ ہوگی تلوار کے زور و قوت سے
لگاؤ گے غرض منجمالت سے دو دن تک کچھ نہ کھایا وہ اسکی پیچھی کہ ایسی مار پڑی تھی جسکے عجب
اور خوف سے اس درست تھے اوپر کے دل سے کہتے تھے کہ پھر لڑنے کو جاؤں گا سب گوروں کو
مار لوں گا مگر بعد اسکے پھر جنبش بھی نہ کی سچ تو یہ ہے کہ جو تعلقہ ارگڑہ میں آئے یا خوب لڑا دوبارہ
لڑنے سے جی چورایا معلوم ہوا کہ گورے عالم باغ سے اور کمک کو پھونکنے تو بین چھین لین چھپ
ٹانگے داخل شہر اور کباندرا جمیعت عالم باغ میں داخل ہوئے۔

تھوڑے سے گوروں نے جا کر تعلقہ جلال آباد میں داخل کیا وہاں پلٹن نجیب سہ بندی تھی اپنی
جان بچا کر نکل گئی گوروں نے کئی دن تک تعلقہ میں دھس باندھنے کی طیاری کی پھر معلوم نہیں
کس بہت سے موقوف رہی۔

ہر روز مموخان کو خبر ہوتی تھی کہ آج گورے ورسوکل میں سو داخل عالم باغ ہوتے جاتے ہیں
اس خبر پر وہ اپنے مموخان نے اشتہار جاری کیا کہ جو سرانگرنہ کھالاوے سو روپے انعام پائے گا

لاؤ و خانم سید ہی اپنے گھر جا کر بیٹھ رہی ایک مہری کہتے ہیں مروانہ باغدم کرکھانا لینگنی دوسری
 خوت سے نہ گئی مسینہ جشن کو حکم ہوا تم بھی اپنے گھر جاؤ جو ابد یا مینے ان شاہزادوں کو پالا ہے
 انکے پاس رہو گی یہ خصوصاً جبریل بہادر کے خاص محل کا تھا اگر وہ اپنے پاس شاہزادوں کو کہتے ہیں
 کہا ہیکہ آفت آتی مگر سگی مان نہ تھیں آپ سوار ہو کر چلی گئیں اپنے ساتھ انکو کیون نہ لینگین۔
 جب دوسری رات موتی محل میں ہوئی جبریل اور تم نے حکم دیا تمہارے آدمی ہین مع رسد
 میگزین و اسباب سب بلی کار دین چلے جائیں حسب حکم جتنے گورے تھے بلی کار دین چلے گئے
 سپاہ بہادر نے جب یہ حال دیکھا اور سنا کہ فضل انہی سے رات بخیر چلی گئی اور ابھی تک سب
 قیصر باغ میں پہنچے ہوئے ہیں باوجود اس اتل قلیل سپاہ خاص بردار اور کچھ لوگ راہہ ہشتنگہ
 اور راہہ گورنیشن سنگہ پشیل ٹوٹی کے آگے اور جمالت سے غدرات بار و پیش کیے جانا بعالمیہ
 اور ارکان دولت نے مصلحتاً طرح دی استیصال سے کہ موجب شکستہ دل کا ہو گا اس معرکے میں
 ۱۱۔ افسر ابرہہ کے اسے گئے اپنے حق تک سے ادا ہوئے باقی مجروحین اور فتولین کا حساب میں
 اور بعض امراءے حضور دل خانہ نشین بھی بعد دریافت نمبر امنیت وقت تلہ پہاڑی سگڑ بھلائی سے
 حاضر حضور جانا بعالمیہ ہوئے اور سپاہ بہادر پھر بہت دور اپنے مورچوں پر قائم ہوئی اور مقابلہ عالم طبع کا
 کبھی خیال نہ کیا کہ وہی ناکہ کا پور ہے بلکہ اکثر یہ کہتے تھے کہ وہ میدان میں ہے اسی گھرے کھرے
 سے لینگے البتہ بلی کار کا شکل ہے کہ وہ شہر میں ہے مگر عجیب اس امر کا ہے کہ سب مورچوں سے
 فوج بھاگ گئی تھی قیصر باغ میں سوائے ۶۰ آدمی کے دوسرا ہتھیار صاحبان و مالیشان کے کیون
 ایسے وقت میں مختلف کی کچھ تفصیل معلوم نہیں یا جانا بعالمیہ کو توفیق ہوئی اور وقت خود بلی کار
 میں چلی جاتین پنہوا اور تم صاحب کو بلوایہ پتھرین لیا خوب بات ہوئی مگر شہر طے کہ تو خان انہر
 تسلط نہو تاں کیا عجب ہو کوئی صورت نکلتی۔

۶۔ تاریخ ماہ جنر سنہ ۱۲۲۲ شمیر شہاد شاہی کو خبر ہوئی کہ گورے بلی کار دین چلے گئے خود
 یکہ دشمن اوٹھا کہ نام سب بیان شہر دین اکبلا وادار و گکاچی کرامات آج دکھا کر اوکو بھگتا
 یہ کہہ کر موتی محل ۱۲۔ کی امکان خالی ایک گورہ زندہ تھا مگر ایک مردہ گورے کا لاد اسکا سر کاٹا
 جب فوج منے سا کہ شاہ صاحب کے اکیلے دادا کیا پیچھے سے چھوٹی شاہی کے ہاتھ میں نہ ستر تھا

گر قتاری صاحبزادہ مائے جنرل مرزا اسکندر شہت

گورے جب جنرل مرزا اسکندر شہت کی یورپی پرائے سپاہیوں نے پہلے پھاٹک بند کر لیا تھا جب جلوہ خانے میں آئے طرفین سے گولی چلنے لگی صاحب میر داروغہ خواجہ سرے حبشی محمد مرتضیٰ خان حکمت الدولہ کا بیٹا میر صفدر علی میر نواب مخدوم بخش تمندار وغیرہ یہ سب ملازم و رفیق جنرل صاحب پارکے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوئے مگر ۱۲ آدمی دریا کے کنارے کی کوٹھڑی میں چھپ رہے تھے جان سے بچے تین دن تک بے آب و طعام رہے جب باہر نکلے دریا میں کود پڑے گولیاں ہر طرف سے پڑنے لگیں یہ تیر کر اوسار ہوئے ایک گولی نہ لگی سپاہیوں کے مورچے پر دہرے گئے و دولت پر آئے بعد تحقیقات چھٹ گئے باقی سپاہی بھاگ کر دریا میں گرے گورے داخل مجلس ہوئے و دونوں شانہ اوسے اور صاحبزادی اور حنیہ حبشی لاٹو و خانم داروغہ محل اور خواص یہ سب ۲۴ تھیں کیو جان سے مارا جنرل اور مرم صاحب کے سامنے لے گئے اونھوں نے شانہ اودن کی بہت نشئی و بجوئی فرما کر کوپر صاحب کے سپرد کیا اونھوں نے کاریگیل حسا کے حوالے کیا اونھوں نے میجر گبسن صاحب کے خانسا مان کے گھر میں بغیر ہرہ رکھا اب سرکار عالی کی بہت مروانہ اور رحم رعایا پروری کو دیکھا چاہیے اور حفظ خاندان رئیس و عدل و انصاف کو بجا لات سلوک فوج باغی اور اہلکاران جدید سرکار بر حبسی۔

غرض یا موت علیخان نواب ناظر رونے ہوئے جانا عالیہ کے پاس آئے عرض حال کیا جانا عالیہ نے میر واجد علی سے ارشاد کیا کہ راجہ مان سنگھ سے جا کر کواسکی کچھ تدبیر کریں داروغہ نے کہا کہ ابھی راجہ نے شیرداز سے پروانا دیا تھا اونکے سو آدمی مارے گئے بڑی جرات و بہادری کر چکے ہیں اب بہت خستہ و پریشان ہو رہے ہیں اسوقت کیونکر جائیں گے اور کیا تدبیر کر سکتے ہیں فرمایا تم حکم بھونچو و جب راجہ سے کہا جو ابدیا مجھ سے کیا ہو سکتا ہے نہیں معلوم اونھیں قید کیا یا مار ڈالا اب کسی مجال ہے جو دمان سے لاوے۔

جب عورات کے سمجھانے سے شہزادون نے کھانا نہ کھایا آخر لاٹو و خانم اور دو مہری باجارت با کھانا لینے کو نکلیں مورچوں سے بچ کر جانا عالیہ کے پاس آئیں مفصل سرگذشت بیان کی کیسے نشا

اور افسر رگی کو گھسی تھی اور اسکے عوض روزِ دُعا خلیہ جنرل بہادر کو با جمیع خور و زار اور وزیر عبد اور سیکر
دولت بین طاقت اور ایک ولولہ پیدا ہو گیا تھا

اوس دن مورچہ مظفر الدولہ کے حکمان کی طرف اور کوٹھی ارنگی صاحب بن تھاہیل کا روستہ
و بادا ہوا اوتھہ گیا چند منزل بن عمل ہو گیا صبح کو جو بزرگ و بزرگ صاحب کے ساتھ سے موتی محل
میں رہ گیا تھا اوس سے کوئی چلنے لگی نہ۔ ۹۔ بکے نواب شرف الدولہ در دولت پر ایک جانب
اور تر کر کھڑے ہوئے نوپ ننگوالی اور ہر کروں نے نوپ کٹائی طرفین سے گولہ چلنے لگا ایک بم
کا گولہ نوپ پر گرا گولہ انداز زخمی ہوئے باقی بھاگ گئے نواب ازراہ بہادری آگے بڑھے۔ گورے
دو پہر کے ہوتے ہی بٹھہر گئے نواب کے زخمی ہونے سے فوج کو بہت ہراس ہوا قیصر باغ کے لوگ
مارے دہشت سکین مارے مر گئے دن بھر لڑائی رہی اور ہر مرزا دالی کوٹھی سے گورے مارے
ہتے دروازے کی نوپ کے ایک ہونٹ انگریزی ٹوٹ گیا قریب جھیل شاہی میدان بن رہ گیا
ایک نوپ قریب موتی محل کے ٹوٹ گئی ہونٹ کو ٹنگے صوبہ سنگہ کے اوتھہ لائے نجیب دوسری
نوپ کے لائے کی فکر میں تھے جب جھیل کز قریب نوپ کے جانے تھے گورے گولی مارے تھے
کوئی تدبیر بن نہ پڑی تھی عجیب تماشہ ہوتا تھا اس طرح رات بھی گزری حیدر جنرل اور بزرگ
دو لاکھ فوج جنگ نظامت نفاذ از بندار راہ کے بیچ میں سے داخل ہوئی گار دہوے قریب
دس ہزار بد معاش و بیاہن ڈوب کر مر گیا بیس ہزار سو گار و ہیل رعایا شہر سے بھاگ کر
دس کوس جا کر دم لیا اور سب وہی خوف تھا کہ فوج انگریزی ہمارا بچھا کرتی چلی آئی ہے
فوج انگریزی مجموعہ کلا مات شاہی میں شل سیل بھیل گئے شل مرزا دالی کوٹھی موتی محل
انصرت باغ چند منزل فرج بخش بارہ امام امام باڑہ نواب قادیان محل کمرہ سر راہ بنا بعالیہ کوٹھی
بھیل سین امام باڑہ مظفر الدولہ حسن علیخان کوٹھی عظیم اللہ خان جھیل سنچو آہنی اور مکانات جو
ملے ہوئے تھے جب گورے چینی بازار سے پھرے ایک سپاہی نجیب نو لا زم نے جرات کر کے کہنا
کو برابر سے تلوار لگائی گھوڑے سے گر پڑا مارد سکاٹ کر علی محمد خان کے پاس ہدیہ لایا۔ ۱۰۔
انعام دیا کہ انصا جی اپنا حق سمجھ کر لے لیا جب رو بکاری ہوئی سپاہی نے داو ویداد کی
انصا جی ہوا کہ کیدان کی تنخواہ سے کاٹ کر اسے دیدینا۔

ساتھ چلیں اور اس امر میں سب حیران تھے کہ اس دن گورے فیصلہ باغ میں نہایت جہاں پہلے ان
طبع سے خالی ہو اور اس دن چلے آئیں جہاں نہارون ہوں چنانچہ اس دن تمام تعلیم یافتہ
سے تیار چلی پہنچے ظاہر پہنچا فتح الدولہ کہنے ہیں جب میں نے دیکھا کہ فیصلہ باغ بالکل خالی ہے۔
اور سوقت ملا پور کے راؤ کو بلو اچھی اور سکی سپاہ کے جا بجا پھرے کر دیئے۔

دوسری صبح کو تین توپیں جو چینی بازار کے پھاٹک پر تھیں گولہ انداز سب بھاگ گئے تھے مگر
ایک لڑکا جو ان سپد زادہ فقط اپنی توپوں سے توپ کے تخت کے نیچے چھپ کر رہ گیا تھا اور توپ میں
چھترہ دیا ہوا تھا جب گورے سامنے آئے تو اب بھی کمال دلیری سے اسے اپنے جان نثاران خاص
کوٹھے سے اتر کر اداں توپوں پر آکر کھڑے ہوئے تھے اوس لڑکے نے تینوں کو دغا باری سے چلیں۔
و فتنہ چھترے سے کہی گورے گر پڑے سکسن ٹوٹا اور لٹے موتی محل کو پھر گئے اوس وقت ایک بلی گولی
نواب کے بازو پر لگی۔ نواب نے دوشالہ رومال اوس سپد کو دیا اور آپ ہنس میں سوار ہو دو لڑکے
بھونچے۔ یہ امر گاہ باشند کہ گورے کے نادان میں حساب کیا جاتا ہے۔

جنرل اوٹرم مضامین لے گئے تھے سے فرمایا کہ میں نیارم سترہ جلی گارو کا بنا دو وہ نادان وقت تھا
شیر دروازے سے ہو کر لیچلا اور زخمیوں کو غشی راہد بال کے مکان میں چھوڑا جنرل آگے آگے
گھوڑے پر سوار پیچھے گورے سکسن باندھے چینی بازار سے منگل سین کی کوٹھی کے نیچے ہو کر چلے۔
عجب کام دلیرانہ و مردانہ کیا کرنا جو درازنگ دو نوں طرف سے گولی برس رہی تھی کسی خاصہ
نر کے سپد سے خط مستقیم چلے گئے۔ فی الحقیقت بہادری و جو اندری میربدانوں کی ہی ہوتی ہے
جب قریب مکان عظیم اللہ خان بھونچے کہتان بارلوک بلین کا مقابلہ ہوا اوسکا وہاں مورچہ تھا
خوب لڑائی ہوئی دوسو ٹانگے سپاس گورے مارے گئے جب جنرل بہادر بیل گارو کے پھاٹک پر پہنچے
پہ آواز بلند کیا کہ خبردار گولی نمازنا ہم اوٹرم ہے آ پھونچا یہ سنکر گورون نے جھٹ پٹا کس سرعت
سے مٹی ہٹا کر ایک پٹا کھولا جنرل بہادر داخل بیل گارو کس شان و شوکت سے ہوئے اوس وقت
مصورین کی خوشی کیا بیان ہو مازہ جان سب میں آئی باجے بجنے لگے شاد بانوں کے جھونکے
باتفاق کھانا کھایا اور حیرت یہ ہے کہ کسی صاحب کے گولی نہ لگی چنانچہ مصورین کہتے تھے کہ جس میں
جنرل لارنس صاحب مارے گئے عجب طرح کا شائق تھا گویا سارا احاطہ ماتم سر ہو گیا تھا اور سب گویا

پھر کھڑا نہ تھا نہ قدرت خدا کر رہا تھا افسر بایں سو گورے دو توپیں آگے تین افسر گھوڑوں پر دو کالی کرتے ایک سرخ کرتی پہنے سب آگے سکسن باندھے دو نون طرف بیکارمی شاگرد و غیرہ رسن بستہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے قدم با قدم کس اطمینان سے چلے آتے ہیں۔ پیچھے کراچی ان میگزین ڈولیان مجر و حین کے دھڑلے تھین اور جلوہ خانے کے کونٹھے سے دو نون طرف سے مینہ گولیوں کا برس رہا تھا مگر گورے صاحب سر جھجکا لے بندہ وق ہاتھ میں بیسے چلے جاتے تھے جب مقابلہ در دولت پر پھونچے مد گولے مارے دیوار جلوہ خانہ بھٹک گئی اور سونٹ بکو یقین داخلہ فیصر پانچ ہو گیا ارکان دولت جنا بعالیہ کو سمجھا کر مجلس اسے چوکھتی میں بے گئے کہ مقام امن ہے۔

خلاصہ احوال روز جمعہ تازہ وال روز سنہ شنبہ جو گذرنا قابل بیان نہیں اگر جنرل اوٹرم جسطرح پہلی کار کو جاتے تھے بعد ان تین گولوں کے فیصر پانچ میں چلے آتے اور میدان میدان خالی اور فتح کر چکے تھے مگر معلوم نہیں کیا وجہ تھی اور کس جہت سے یہ خیال نہ گذرنا خلاصہ فیصر پانچ میں سواے ۹۰ آدمی اور سپاہی کے دوسرے تھا صاحبات محل سردار پابرہنہ باہر نکل پڑے ہر چند جنا بعالیہ نے منع کیا کیسے نہانا اور شہر پر وہ کہاں رہا تھا پھر جنا بعالیہ نے صاحب محل خزانچی سے فرمایا کہ بر جیس قدر کو سوار کر کے موٹے کپڑے بھڑا کر اپنے گاؤں اجریہ میں لیجاؤ نواب نے منع کیا کہ نہیں مناسب میں ہے سب بیدل ہو جائینگے جنا بعالیہ سر کھولے دعا مانگ رہی تھیں کہ خداوند ہا ہم بیگناہ ہیں تو غروب جانتا ہے تو ہی ہمیں اس آفت سے بچائیگا صاحبات محل کوئی اپنے داروغہ کے سواری شکار ہی تھی کہ ہم بھاگ کر کہیں چلے جائیں اور سنے کہا سواری کا کیسے ہوش ہے اور کہاں کہاں ہیں کوئی کہتی تھی سردار پابرہنہ شہر کے باہر نکل چلو کوئی غصن میں پڑی تھی کوئی کہتے سے جبران تھی انہیں سے بعض پہلے سے نکل کر۔ کوسی گاؤں میں جا کر ہی تھیں غرض پھر سر آہ و فریاد و بکاکی دھوم مچی تھی موحان کو گالیان کو سننے و سنی تھیں کہ خدا ۱۱ سے غارت کرے اسے ہم بکو تباہ اور قتل کروایا کوئی دل کھول کر جنا بعالیہ کو ٹھن و شبنغ کر رہی تھی کوئی اس میں کھلے مگر رو رہی تھی جنا بعالیہ نے مضطرب ہو کر محبوب خواجہ سر کو حکم دیا کہ سب بیگمات بھاگ جانی ہیں اور کون بلاش کرو اور بانی عودہ گئی ہوں وہ ہرگز باہر نہ جائے پابریں جب ہم بھاگینگے ہمارے

بڑا نام و نمود بدقتی پہ جب راہ بین مقابلہ ہوا خوب لڑے پچاس گور سے حضرت گنج کے
 پورب کے پہاٹک سے آئے نواب ملکہ عہد کے خاص برداروں نے دارا بجا بھان نواب
 نافر کے حکم سے دونوں طرف کو ٹھوچہ چڑھ کر نوب مینہ گولیوں کا برسایا پچھم کا پہاٹک بہت
 استحکام سے بند کر دیا تھا گور سے واپس آئے پھر سے خوب مار پڑی پھر حضرت جنت مکان کے
 امام باڑے مین آئے سمجھئے کہ بڑا پہاٹک ہی و رہا ہی ہے ایک توپ بھی پہاٹک پر تھی گولی اڑا
 بھاگ گئے تھے مفتاح الدولہ نے اپنی اریوں کو حکم کیا توپ پر کیل لگا دو پٹی لگو سیٹ ۱۱
 جب گور سے پھر سے مین آئے ایک شخص مینے کہا یہ قبرستان ہے مرنے کے لئے ہن قصر سلطانی
 آگے ہے گور سے و مان سے باہر نکلے کچھ اوس توپ کا خیال نہ کیا اوٹرم صاحب نے فرمایا کہ آج
 بیل گا رو مین جا کر کھانا کھائیں گے۔ کئی ساعت تک وقتی محل مین ٹھہرے پھر دوا کیا کچھ گور سے
 چتر نزل مین آئے ایک بلٹن نجیب و مان بھی تھی بھاگ کچھ سپاہی و با مین توپ پر کچھ چکر
 چھپ رہے یہاں بھی قریب دو سو کے مارے گئے۔

بارگاہ سلطانی سے گولے پڑ رہے تھے جنگی سب بھاگے مگر بشیر الدولہ کے دروازے پر ایک باریکا
 لڑکا خدا بخش نام اور ایک سپاہی نوہ ملازم توپ کو بٹھکا اور ایک خاص مینے لکیر توپ مارنی شروع
 کی جب چینی بازار سے آئے تھے اوسا طرف اڑتے تھے جو پڑ کے مٹیل چکے آتا تھا اوسے نشانہ
 کرتے تھے یہاں تک کہ اب مارے کہ گورون کو آئے ندیا پھر گورون نے پشت سے آکر توپ کو میلیا
 در دولت پر دو توپ مین تھیں اونسے پیا لون مین کیلین ٹھونک دین اور وہ لڑکا بھاگ کر چکیا
 پانسو چھیون بڑی جرات سے مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے ایک صاحب قریب در دولت
 مارا گیا عرض ہر طرف ہر مکان شاہی مین ہنگام کارزار گرم تھا سب گور سے رنہ شاہی سے
 مکانات شاہی مین پھیل گئے یہ ۲۵۔ ماہ ستمبر ۱۱۷۵ ع تھی کہ جنرل اوٹرم اور جنرل جوی لاک ہار
 داخل ہل گارو ہوئے محصورین کورات کو گوندے سے آند و نملہ معلوم ہو چکی تھی اوسوقت سب کا
 مارے خوشی کے عجب حال تھا کوئی شکر خدا بجا لاتا تھا کوئی آپس مین صرافہ گور سے جا بجا ناچتے تھے
 باجے بجاتے تھے۔

مفتاح الدولہ کہتے ہیں کہ مین بروقت داخلہ فوج انگریزی مقبرہ جنت آرا سگاہ کے کوٹھے پر

تو پونہر آچھو بچے کو لہ انداز سب بھاگ گئے مگر یہ دونوں انساہنی تو رسی سے نہ تھے وہ مردانگی دیگر
 مارے گئے گوروں نے تو پون کو کھینچ کر نہر میں گرادی بلکہ جرنل بہادر نے جب یہ حال دیکھا تا بحال پر سوار
 سیدھے دولہتر اکو تشریف لے گئے انسروں نے بھی اپنی راہ لی باقی سب فوج ہر طرف تفرق ہو گئی
 گورے پہلے عدم بلدیہ عادی سے پیش بلع کی شکر پر پہلے سلام حسین کی مسجد پر بنی بخش خان
 سنگے بھائی بادکھن خان زمیندار بھلو اتوا اپنے جان نثار سر فرید خان سے زمان تھے مقابلہ انجوب
 تلوار چلی۔ طرفین سے خون ناصن خاں کے گھر میں بہا آخر وہاں لڑکھڑکھ مارے گئے ایک نام کر دیا
 تھل حسین خان اونکے بھائی یعنی ہو کر بچے اس عمر کے میں پانسو اوہر کے مارے گئے سوا اوہر کے جس
 شہر میں ملازم ہو گیا بازار میں دوکانین بند ہو گئیں رعایا نے اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے پھر
 گورے گھبرا کر پیش بلع سے شکر میں آباد پر آئے تیلیوں کو مارا انگٹوں سے دونوں طرف سے
 گویاں ماریں مگر وہ چپکے ٹولی بانڈھے چلے جانے تھے اتفاقاً اوہر جسے موخان گھوڑے سوار
 تھل تلوار ہاتھ میں کھینچے وہ بچے کو سوار کاک کو آتے تھے ہر چند فوج کو دکا سامنے تو پ بھی گئی
 بہت سادہ کھایا کایاں بھی بدین ایک سے نسا بکے پانون اونٹ گئے گوروں نے جب بھیڑ سواروں کی
 دیکھی گھبرا کر تو نہ جانے کی طسرت چلے موخان نے اونکا پیچھا کیا اکثر گورے انھیوں پر تھے
 گویاں مارے جاتے تھے جب گورے ہر طرف خائے کے پل کے قریب دوراچہ حسین گنج پر پہنچے
 جرنل اور ثم صاحب دوسری بزن سے برہری پورن داروغہ ساکھو کے جنگل سے چلے آتے تھے وہاں
 دونوں بزن سے ملکر فندہاری بازار کی راہ لی ہر طرف خائے کو آگ لگا دی راہ میں جو سامنے آئے
 کیا رعایا نے چھپ کر اپنے کو ٹھون سے ڈھیلے پھر مارے گوروں نے مسجد فدا حسین کبیراں میں پہنچ کر
 کھانا کھا یا تھوڑے سے خوشخامہ سلطانی میں گئے جتنے شہر جانور وغیرہ تھے سبکو مار ڈالا انہی بخش
 داروغہ کو گولی ماری ایک ماوہ شیر نے گورے کو زخمی کیا بھاگی چلی گئی فوج باغی کے سوار دن
 اپنے گھوڑے چھوڑ دیے سیکڑین خزانہ سب وہاں رہ گیا گوروں نے آگ لگالی پھر چوڑے کے سبیل میں
 آئے جتنی چھاؤنی تھی سبکو بلا دیا بہت سے سوار تلکے گھبرا کر دیا میں دوسرے ایک کشتی عبور پاس
 کثرت سے چڑھی کر اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبی۔

راجہ مانڈک بہادر نے ہر کار سے سے شکر ساکھو کے جنگل کی راہ لی تھی اس خیال سے کہ اکیلے لڑنے میں

شام تک ہزاروں نجیب سوار جنگی فوج ملازم جنگ ناپیدہ کر بلائے میر خاندان بخش سے کنار نہر ہو کر
 سیدھے اپنے گھر کو چلے گئے۔ اسلئے ناکہ چار باغ پر توپ لگی تھی اور حکم قطع تھا جو اوپر سے بھاگ گئے
 اوڑاؤ و جناح عالیہ نے راجہ مان سنگھ بہادر کو اس جانفشانی و جان نثاری پر خطاب فرزند می و پا
 خلعت ووشالہ و مال اور بلبوس خاص اپنا ڈوپٹہ عنایت کیا اور فوج کی بہت قدر یعنی
 اور فرمایا بعد فتح بہت روپیہ جاگیر و دیگر خوش کرونگی اور انھوں نے عرض کی کہ میں قریح کچھ اور اس
 سرکار کا ہون میں بھی چاہتا ہوں کہ روپے و خض و قیعدق ہو جاؤں اور حق تک سے اور اپنے
 اوسیدن شام کو گوروں نے واداکر کے عالم باغ لے لیا۔ رات کو فوج بھی ومان رہی بہانکی
 فوج جننی ومان تھی بھیک کر باہر نکل آئی اور یہ وہی عالم باغ ہے جسے فوج پھر لے سکی۔
 بہت دنوں تک ہاتھ پاؤں مارے۔

۵۔ جعفر جمعہ ۱۰ بجے جب حاضری لکھا چکے فوج طیار ہوئی و بزن کمر ایک پشت چار باغ ساکو
 کے جنگل کی طرف سے گیا جسکے ساتھ تہزبل اور ثم صاحب تھے و ویر مسید ناکہ چار باغ کو کئی سو
 مویشی پیش رو رکھے یہاں تہزبل حاتم الدلہ لہذا مستقیم چار باغ پہنچے رفقا سے خاص اور افسران
 فوج جنگی و دار و پیدل ایسے بیٹھے تھے اور سپاہی کئی دن کے ناشے سے مرچے بازھے ہوئے تھے
 جتنے پونڈوز کے کھیت و وون طرف منہ کے تھے سب صاف کر ڈالے تھے ہر سپاہی کا پیٹ بھول کر
 مشک ہو گیا تھا جب کھیت والوں نے بہت سی وادید اور کی جرنل بہادر نے بڑی ہمت نفس پاکر
 تین سو روپے اور انھیں عنایت فرمائے غرض یہ سب اجماع کشیر اوس ناکہ کو ناکہ سوزن سمجھا بیٹھے
 اور تھکے کہ ہم ہزاروں سکا اور اس تنگ کوچے سے کیونکر بسلاست گورے پج کر نکلیں گے۔ اس طرح
 امین آباد تک و وون طرف کے کوٹھہ مکان پھر راہ سپاہ اور افسران نام روئے بھرے ہوئے تھے
 اور مقامات امن سمجھا بیٹھے رہے تھے کہ جب فوج ایدہر سے آئیگی و وون طرف سے مار پڑے گی اور
 دو بڑی توپیں ناکہ پرنل کی طرف لگائی تھیں ایک پر میر خجف علی دار و قہ تو پچاندہ و دوسرے پر
 مرزا امام علی ایک صوبہ دار تو پچاندہ اپنے اسلحہ حرب سے مستعد کھڑے تھے کہ فوج سامنے سے بزن گوروں
 نمود ہوا ایدہر سے و وون توپیں چلیں گورے موافق اپنی قواعد کے رہنما کے ساتھ زمین پر لپکتے
 گولے اونپر سے گزر گئے اور بعد فیر کے گورے نسل عقاب جھپٹ پڑے تیسرے حملے میں نسل بانو صر

محمود خان کو تو ال کو ۲۵۔ محرم ۱۱۸۷ مطابق ۴ ستمبر کنول ہمارے مع اونکے ہمراہی مسیہ
 ناہر سمن صاحب، زندہ جاوید لائے ہاتھی، سواری سیر جو کہ شہر کرتے در دولت پر لائے وہ بھی فخر
 انجمن اسیروں کے تھے اور یہ ایک چٹمان کے گھر جا کر چھپے تھے وہ وہ بھائی تھے ایک نے بطبع
 دنیا سرکار میں خبر کی محمود خان کو تعجب نہ رہا تھا شہر کے شیعوں کا دشمن جانی تھا اور اپنی حکومت
 مستعار میں بہت سی دولتیں دی تھیں اور بے محسن قتل سے کوئی بات نہ کرتا تھا اپنی حکومت پر
 نازان تھا اور بہت سال دنیا شہر سے ہر طرح سے لونا تھا مگر اس روز بد کی خبر تھی انکا حال
 بہت چھپ چکا ہے ظالم کا انتقام اسی دنیا میں ہو جاتا ہے۔

محارہ عالم باغ و واخلہ فوج انگریزی شہر میں مکانات شاہی غیر میں

غرض ۳۰ مئی شہر صفہ روز چار شنبہ ۱۱۸۷ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۸۷۴ بعد ۲ ساعت زوال سس
 سے جنرل اوٹرم صاحب جنرل ہوئے لاک صاحب جنرل بل صاحب بہادر سے بارہ دوسے کے
 میدان میں فوج باغ سے مقابلہ ہوا ایدہ کثرت سپاہ مجموعہ جنگی نو ملازم گومار بعض زمیندار راجہ
 اقبالدار وغیرہ سواری پیدل نو پیمانہ ناکہ چار باغ سے عالم باغ اور میدان جنگ تک تقریباً ہم فاصلہ
 تھے طریقہ میں سے چلتے بڑے زور شور سے نوپ چلتے گئی جب جنرل اوٹرم قریب چھپنے دھاکیا
 نوپ اور دوسرے چست اور ہرے سست ہنگ چلتے لگی۔ ۵ بجے عالم باغ تک چھپنے کے وقت ایدہ
 نے مارے آسمان کو گویہ لیا اندھیرا ہو گیا بڑی زور شور سے منہ برسنے لگا کہ جل جل سب تھک گئے
 نوپ طریقہ میں سے چلتی رہی۔ پس یہاں سے نکلے اور سواریوں کے پاؤں اونٹوں سے بھاگے نوپ
 مودخان اور جیتنے افسر تھے سب میدان سے ہٹ کر ناکہ چار باغ گیا اور ہر اسان ہو کر ایدہ شنگہ
 بہادر کو یاد آیا وہ جمعیت ۵۔ یا ۹ نہرا آدمی سے آئے مقابلہ کیا فوج تلوار بھونکی گور سے بھی بہت
 مارے گئے ایدہ بھی قریب دو ہزار کے جان سے گئے جب قریب غروب آفتاب ہوا اور ظلمت
 ایدہ سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور مینہ بھی نہ تھا فوج انگریزی میں جو کل نیم فوج ہو میدان
 وسیع متاثر عالم باغ کنوسی میں پھلوں کر پائے اس میں چٹمان تک احاطہ فوج کیا اور پیمانہ
 ہر طرف بکٹ کھڑے ہو گئے فوج پر پانہ سے نارت بھونچوں سے محفوظ رہے

آئینہ میں قریب بنی کے جب توپ انگریزی چلی تلنگے جو ابدھر سے گالیان دیتے جاتے تھے وہ
بھاگے بموخان اونہین گالیان دیکر غیرت دلاتے تھے اسوقت تلنگے چکے سر جھکا کر چلے جاتے
تھے جب یہ صورت ہوئی بموخان اور جنرل صاحب اپنے گھر سے نوج انگریزی لئے قریب بنی مقام
کیا اور اس نوج نے بھاگ کر عالم باغ میں پڑاؤ کیا۔

اس خبر سے شہر میں قیامت برپا ہو گئی رعایا مایوس ہو کر بھاگنے لگی۔ تلنگے سب پہلے بھاگنے پر
مستعد ہوئے جناب عالیہ نے رات کو انہیں کو بلا یا پھر کورٹ ہو صبح کو ڈرگاہ شاہ فقیر ۱۲۔ رسالے
بجانب میندار وغیرہ مندر باب نوج انگریزی کو چلے جب پھونچے لڑائی ہونے لگی طرفین سے توپ چلتی
تھی صبح سے پہر دن چڑھے تک برابر کا مقابلہ رہا جب شاہ جی اور ۱۲۔ رسالے نے دباؤ کیا کسی
کرانچیان اکیچا کھڑی تھیں اونپر سوار چار پڑے گرد کرانچیان کے جو لوگ تھے بھاگے۔ سواروں نے
لوٹ شروع کی۔ کرانچیان کھو لئے لگے کئی گورے آڑ میں کھڑے تھے گولیوں مارنے لگے دو تین سوار
گئے سیکے پانون اوٹھ گئے شاہ جی ایک ماسے پر کھڑے تھے اڑھین گر پڑے سوار بھاگ کر عالم باغ میں
آئے گورن نے پیچھا کیا مگر میندار اور تلنگوں نے روکا بول کی بلڈن کے تلنگے خوب اڑے نصرت
باج سو تلنگہ سوار مارے گئے مگر وچہ قائم رہا۔

قتل اسیران علیائی و محمود خان کو تو ال وغیرہ

قبل ازروانگی نوج باغی جب عالم باغ کو جانے لگی اوسیدن در دولت پڑ قربانی ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱،

حکم دیا مکان عمدہ میں لیجاؤ اور پانون کی پٹریاں کٹوا دو۔

غرض داروغہ میر واجد علی نے نگینہ والی کو ٹھہری تجویز کی مرزا حسین علی داروغہ جاسے خانہ کو بلوایا سامان جاسے پانی وغیرہ منگوایا اور سب اسباب غنیمت کی انگریزی رکھوایا تلنگون نے اپنا پہرہ نہ اٹھایا ہر چند داروغہ اس تدبیر و فکر میں رہا کہ انکا پہرہ اٹھہ جاسے یا قاتل سے اسکی بدلی نہو اور نصیحت کیجھہ دیکر موافق کر لیا جاسے مگر یہ تدبیر بن پڑی تلنگون نے نہ مانا۔

پھر غل ہو کہ فوج انگریزی نے پل باندھ لیا اور تراجا ہستی ہے فوج جلد روانہ ہو چنانچہ پلٹن انگریز نادری ڈول کا سٹرو وغیرہ جو کانپور سے بھاگ آئی تھی اور گونا گوارہ ہندار پلٹن بھربار وغیرہ میر محمد بن قاضی خان کے ساتھ روانہ ہوئی قریب کنار گنگ ایک لڑائی میں ہوئی آخر ساری فوج وہاں سے بھاگ کر بنی میں آکر ٹھہری تھوڑی سی عالم باغ چلی آئی اس خبر سے شہر میں ہلکا ہڑاسا دی گئی گئی کہ سب مایا میسالی کیجا گئی چاہیے کہ سب ملکر عالم باغ میں جمع ہوں کافرون کو مار بن کسواٹے کہ یہ معرکہ دینی ہے مگر شکر خدا اکا کہ اہل شہر سے کوئی گلیا مگر افسوس دشنام بخیر ہے کہ بعد مناسط سرکار ظالم و مظلوم ایک گھاٹ اترے۔

ایک اور شہر دیا گیا کہ خباص عام بگوش ہوسن سنیں کہ ان کافرون نے جب دلی کو فتح کیا وہاں سیکو میتیا پنجوڑا۔ میرٹھ۔ دلی۔ کانپور وغیرہ میں اونکے بچے ہم مارے گئے سپٹن تھکے بھی بال بچے مار ڈالے جائینگے پس یہ مقام غیرت ہے کہ اپنی آنکھوں کے سامنے عورات بچے بایکجا کر لیں ہوں اسے بہادر ویکور سے پاسو سے زیادہ نہیں اگر انھیں مار لو پھر تمام عمر میں سے رہو۔ ۱۲۴۴۔ اٹھتا جا بجا شہر میں لگائے گئے اور پلٹن بول ان شہر کو پناہ روانہ ہوئی۔

جب گورے قریب انجینگ پونچھ شدت بارش میں اور پٹن پٹن کی کسی پنجیوں کی ۱۲-۱۳ رسالہ روانہ ہوا اور اسی شدت بارش میں مموخان جنرل صام الدولہ یوسف خان ایک گاڑی پر سوار مع پاسو سوار رولی فوج کے دیکھنے کو سب عالم باغ میں جا کر ٹھہری مموخان نے میر واجد علی سے کہا تم سب چلو اور انھوں نے کہا مجھے تلنگون کی گالیان سننا منظور نہیں اگر لڑنے کو چلتے ہو جاؤ میں بھی چلتا ہوں اور اگر جھگڑنے کو جاتے ہو میں نہیں جاتا مموخان نے کہا میں فوج کا جائزہ لینے کو بیٹھا آؤ وہی ہوا تلنگون نے فوج کو تاروں کا لیاں دیتے چلتے جاتے تھے وہ اپنے چپکے مسجد میں جا بیٹھے تھے۔

یہ باتیں تھیں کہ پھر خبر آئی کہ گورنر نے دوبارہ لکھنؤ کا پلن باندھا لکھنؤ پر سوار سپاہ آئے چلے
 ہیں اور اسپاہ گورنر کا بکٹ کھنڈا ہوا ہے راہ گیرین سے مزاحمت کرنے میں کوئی آئے جانے
 نہیں پاتا تو پھر اسپاہ جاری جھانکی میں لگی ہے اور سکا گولہ اور سپاہ نہیں جاسکتا اور جو حکم سنا
 کاشی پر شاہ و عامل ہنڈیہ کے گیا کہ تم جلد جلد واپس چلو اور پل باندھتے مدد و فوج متا لے میں
 رکھو وہ ابھی تک نہیں آئے بظاہر حیلہ کرتے ہیں اسپاہ فوج کم ہے گورنر سے جب آئیگنٹے مقابلہ کر چکے
 جلد اور فوج روانہ ہو ورنہ حیلہ گورنر سے اور آئیگنٹے پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

اس بات کا کسی دن کورٹ رما کوئی کہتا تھا وہ پلڈن جا کوئی کہتا تھا انہیں پھر خبر آئی کہ جڈہ
 نامی ساکن وضع عبور علاقہ دہریہ کا وکیل بنا کر کئی انگریز اور میم اور ایک فشی بطورین شخصہ پکڑا ہوا ہے
 اس تفصیل سے ۱۶۔ نومبر ۱۸۵۷ء کپتان پارک اور وکیل ملیم بیٹی مس سبزی جکسن جیٹا سرمنٹ اسٹارٹ
 جکسن صوفیہ بیٹی کرشن صاحب کشن خیر آباد لفٹنٹ جی جی سر جٹا میجر ای مارٹن وغیرہ۔ آدمی
 تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہیں پکڑا۔ ٹنگے پکڑا لائے ہیں اور راجہ ہر پر شاہ و ناظم نے پکڑ کر بھیج دیا
 اور اپنے بھائی کو ساتھ کر دیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ امر سچ ہے جانتی پر شاہ و ان کا بھائی پکڑا لیا
 ہے اور وکیل راجہ میجوری ان کے ساتھ ہے۔

جب محرم ۱۲۸۷ھ میں گج و لیان ہل میانوں میں آٹھ انگریز گورنر و دولت پر آئے ملنگون نے مجرم
 کیا کوئی کہتا تھا ابھی مارڈالو کوئی کہتا تھا یہاں کیوں لائے وہاں مارڈالو تا معلوم ہوا کہ راجہ
 دہسیرہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب دلی کا رہنے والا کوٹھی شکر کی رکھتا تھا
 ایک گورہ چہا کر شان ایک میم ایک مس جکسن جیٹ کشن لکھنؤ کی سگی بھتیجی ہے ان سکویر و اجعلی
 وارو ٹیڈے ایک مکان میں اوتاراپہرہ ملنگہ خلی مقرر کیا پھر کورٹ ہو اسپر ادا زمین کپتان ہیر فیلڈ
 کا بھائی لکھنا تھہرہ ملنگہ امر اوٹنگہ کپتان بازو لوہا ٹیپ کو خان میر و اجعلی ایک جانب تھے نواب
 شہنشاہ محل نواب خور و محل نے ازراہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجیب ماجرا ہے کہ و اجعلی
 مع اہل و عیال کلکتہ میں قید اور صاحبان عالی شان اونچیں عزت و توقیر سے رکھتے ہیں تم ان
 اسپر وٹ کے مارڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور بدلت قید رکھا ہے پس تم خود قتل و اجعلی ملکشاہ چاہتے
 نواب نے کہا پھر یہاں قتل کرو با عزت و آرام سے رکھو اسے صیانت سرزن سے بھیج دیا گیا اور

تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامزد بزدل تلوار نوکری مکتا تھا کہ اگر بیان گورے آئیگی
 ہم بھی دل کھول کر تلوار کرئیگی یہ سب ذبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علیخان کو تین پٹا لہن نجیب ملین۔
 خلاصہ اس طرح کی لڑائی ہو کر تھی سرنگ بھی اور ڈرائی بھی کبھی دہر بھی کئی میزبان بھی ہنگ
 رہا بیچ سے لڑنے سے لڑنا مشکل ہے جہاں یہ فوج منتظم برسوں کی تعلیم یافتہ یون غیر منتظم ہو جائے
 اسی فوج سے تو صاحبان عالیہ شان نے تسلط تمام ہندوستان میں کیا کیا بلکہ یہی فوج سوگند و ستان
 کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی تھی دوسرے سب ایمان سے ماتھا دٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی
 تھی جسے ست چھوڑ دی تھی دل کی وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی۔

ایک دن بلنگون نے موخان سے کہا ہے اور انگریز سے سرنگ بن خوب باتیں ہوئیں اسطرت
 سے ہم سرنگ بن جاتے تھے اسطرت سے وہ سرنگ لاتے تھے یہاں تک کہ ہماری اونکی سرنگت باہر
 ٹوٹی اور بین ایک صاحب تھا جسے کسی ہندو قین مارین اس کے نہ لگیں اونے کما سے نکھر امون
 ہننے نکھوٹل فرزندون کے پرورش کیا بہت سارے پر صرف کیا برسوں قواعد سکھائی عزت دی
 آدمی بنایا تم قاتل ہماری ہم اند بچے کے ہوئے جسے تمھاری کیا خطا کی تھی غیو لب دیان الحقیقت
 تم سچ کہتے ہو مگر ازراہ انصاف غور کرو کہ جسے سرکار کہنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستان میں
 جس سے مقابلہ ہوا جس نے کہا دیسا ہی کیا صدمہ مالک فتح کیسے کہی کچھ فدر نہیں کیا اب تم اپنے
 قول سے پھرے ایمان لینے کے ارپے ہوے چربی کے کار توں ہماری خرابی ایمان کے نگواں ہے
 جبر کیا جیسے یہ صورت دیکھی اس وقت مجبوری ایمان کے واسطے بلکہ جسے یہ خطا ہماری یا تمھاری
 ہے اس طرح گفتگو رہی آخر پانچ چار اے سرنگ کھودنے کے وہ صاحب کمر چلا گیا۔

ایک دن ایک شہر سوار پرانہ شاہ دہلی در جواب عرضی مخدوم نجبن کپتان لایا اسمضمون سے عرضی
 تمھاری مشغول گناہ فرنگ ملاحظہ اندس میں گدڑی مابدولت و اقبال بہت شاد ہوئے لکھنؤ کو
 صاف کر کے فوراً آباد کروا نہ ہونا تو قف نہ کرنا ان کا فرون کے فریب میں نہ آتا یہ شکر سب
 تو پنہانوں میں حکم ہوا کہ آج شہر شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلی یہاں تک کہ توپ
 برجیس سے بھی سلامی چلی فوج میں جشن ہر خیمے میں ہو رہا تھا باجے اگر تری سب جاتے تھے اسپین
 گلے ملتے تھے کہتے تھے کہ فیصلہ جلی بکار دکر کے سیدھے آباد چلے چلو۔ واہ تو کار نے زمین را کھوٹا

یہ باتیں تھیں کہ پھر خبر آئی گورون نے دوبارہ لنگکا پہنچا ہندو لکھنوت پر سوار اس پار آتے جاتے ہیں اور اس پار گورون کا بکٹ کھڑا ہوا ہے راہ گیروں سے مزاحمت کرنے میں کوئی آئے جاتے نہیں پاتا تو پھر اس پار ہاری جھانکی میں لگی ہے اور کاکولہ اور سپار نہیں جاسکتا اور جو حکمنا رہنما کاشی پر شاد عامل نہڈیہ کے گیا کہ تم جلد جلد وہاں بھجو پنو اور پل باندھنے مذ و فوج مقابلہ میں رکھو وہ ابھی تک نہیں آئے نظام حیدر کرتے ہیں اس پار فوج کم ہے گور سے جب آئیگے مقابلہ کر سکیں گے جلد اور فوج روانہ ہو ورنہ جب گور سے اتر آئیگے پھر کچھ نہو سکے گا۔

اس بات کا کسی دن کورٹ رہا کوئی کہتا تھا وہ پلٹن جاو کوئی کہتا تھا انہیں پھر خبر آئی کہ جس نے نامی ساکن وضع عبور علاقہ دہریہ کاویل بنکر کئی انگریز اور نیم اور ایک منشی بطورین تحفہ پکڑا لایا ہے اس تفصیل سے ۱۶ نومبر ۱۸۵۷ء کپتان پارٹک اور اوکلی ٹیپو بیٹی مس میری جکسن جیٹا سرنوٹ اشارٹ جکسن صوفیہ بیٹی کرسٹن صاحب کشف خیر آباد لفٹنٹ جی جی سر جیٹ میری مارٹن وغیرہ آدمی تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہیں پکڑا۔ لیکن پکڑا لائے ہیں اور راجہ ہر پر شاد و ناظم نے پکڑ کر بھیج دیا اور اپنے بھائی کو ساتھ کر دیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ امر سچ ہے جانتی پر شاد اور نکا بھائی پکڑا لایا ہے اور ویل راجہ بھجوری ان کے ساتھ ہے۔

جب محرم ۱۲۸۷ھ میں گجراتیوں نے میانوں میں آٹھ انگریز مذکور در ورت پر آئے تھانگوں نے مجبور کیا کوئی کہتا تھا ابھی مارڈالو کوئی کہتا تھا یہاں کیوں لائے وہیں مارڈالو اتنا معلوم ہوا کہ راجہ دہریہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب دل کارہنے والا کوٹھی شکر کر رکھتا تھا ایک گورہ ہمارے شان ایک میم ایک مس جکسن جیٹ کشف لکھنوت کی سگی بھتیجی ہے ان سکونیر و اجعلی واروٹھ سے ایک مکان میں اوتا رہا پھر لنگکے خلی مقرر کیا پھر کورٹ ہو اسرار احمد حسین کپتان میر فدر کا بھائی رکھنا تھے سنگھ امر او سنگھ کپتان بارو صاحب کو خان میر و اجعلی ایک جانب تھے نواب شہنشاہ علی نواب خور و محل نے ازارہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجیب ماجرا ہے کہ و اجعلی شہنشاہ مع اہل و عیال کاکہ پرنسپل اور صاحبان عالی شان انھیں عزت و توقیر سے رکھتے ہیں تم ان اسیروں کے مارڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور بدلت قید رکھا ہے پس تم خود قتل و اجعلی شہنشاہ پکڑ کر نواب کے پاس بھیجے بغیر قتل نہ کرو باعزت و آرام سے رکھو اسے صلیو سرزن سنہ بھی بھیج دیا اور

تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نام و نیر دل تلوار ٹوک کر کہتا تھا کہ اگر یہاں گورے آئینگے ہم بھی دل کھول کر تلوار کر نینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے، ہمدرد علیخان کو نین چالنجب لین۔ خلاصہ یہی طرح کی لڑائی ہو کر تھی سرنگ بھی اڑا دی گئی تھی دہر بھی کئی مہینہ تک ہی آنگ رہا ہے لڑنے سے لڑنا مشکل ہے جہاں یہ فوج منتظم ہسوں کی قیادت یافتہ یون غیر منتظم ہو جائے اسی فوج سے تو صاحبان عالی شان نے تسلط تمام ہندوستان میں کیا بلکہ یہی فوج سوگند دینا کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی تھی دوسرے سبے ایمان سے ماتھا اٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی تھی سبے سبے جھوٹے دمی تھی دل کی وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی۔

ایک دن تلنگون نے موخان سے کہا ہے اور انگریز سے سرنگ بین خوب باتیں ہوئیں اس طرف سے ہم سرنگ بین جاتے تھے اس طرف سے وہ سرنگ لائے تھے یہاں تک کہ ہماری اونٹنی سرنگ تیار ٹوٹی اور ہمیں ایک صاحب تھا جس نے کسی بند و قین مارین او سکے نہ لگیں او سنے کہا اے نکو امون جس نے ٹکوشل فرزندوں کے پرورش کیا بہت سارے پیہ صرف کیا برسوں قواعد سکھائی عزت دی آدمی بنا یا تم قاتل ہماری میم اندر بچے کے ہوئے جس نے تمھاری کیا خطا کی تھی غیور لب و باقی الحقیقت تم ہیج کہتے ہو مگر ازراہ انصاف غور کرو کہ جس نے سرنگ لکھنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستان میں جس سے مقابلہ ہوا جو نہیں کہا ویدسا ہی کیا صدمہ ملک فتح کیے کبھی کچھ مذر نہیں کیا اب تم اپنے قول سے بھڑکے ایمان لینے کے رہے ہے چربی کے کار توں ہماری خرابی ایمان کے ٹکڑے ہے جبر کیا جس نے یہ صورت دیکھی اس وقت مجبوری ایمان کے واسطے بگڑے بس یہ خطا ہماری یا تمھاری ہے یہی ہر طرح گفتگو ہی آخر پانچ چار آئے سرنگ کھو دینے کے وہ صاحب کچھ چلا گیا۔

ایک دن ایک شہر سوار پر دانہ شاہ دہلی در جواب عرضی مخدوم نجمن کپتان لایا، مضمون سے عرضی تمھاری مشغول گفتار فرنگ ملاحظہ اندر میں گذری مابعد دولت و اقبال بہت شاد ہوئے لکھنؤ کو صاف کر کے فوراً آباد کرو دانہ ہونا توقف نہ کرنا ان کافروں کے غریب میں نہ آتا یہ سرنگ سب تو سنا نون میں حکم ہوا کہ آج شہر شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلی یہاں تک کہ توپ باری بر جیس سے بھی سلامی چلی فوج میں جشن ہر خیمے میں ہو رہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے آہستہ بہ آہستہ گلے ملتے تھے کہنے کہنے فیصلہ پل لگا کر کر کے سیدھے آباد چلے چلو۔ واہ تو کار سے زمین را نکو س

کسی کی جرات نہ پڑی باجے بجاتے مع اون چٹھ توپ کے جنھیں گورے توڑ کر چھوڑ گئے تھے
 شہرین لاف و گدازات بکتے ہوئے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۱۸۵۷ء میں ہوا۔
 جب بد معاش اپنے زعم باطل میں بشیر گنج کی لڑائی فتح کر کے آئے پہلے بیل گارو کے واپو کا
 ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ آٹھ میل گنج پر پچھتہ توپ بہت بڑی قریب
 مسجد پہلو انخان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے دھس جھانکی باندھ کر لگائی اوسکا لقبہ
 وگولہ بڑا تھا اور شور تھا کہ اسی توپ سے بیل گارو میں بہت حیران و پریشان ہو کے ماریجائے
 ہیں اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ وزیر بندار وغیرہ پنجیوں کی جہت سے بہت سخت
 ہو گیا تھا امجد علی خان بلوچ نے اپنا پڑاؤ میر حسو کے مکان میں کیا تھا اور خبر گیری تمام اپنے
 مورچہ پاس قریب کی ہر دم لیتا تھا نواب علی خان کی گومار کا پڑاؤ لطف علی داروغہ کے مکان
 میں تھا اونسے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر چھاتیہ سپاہی قریب
 پانسو کے ہر وقت صبح و شام حاضر رہتے تھے اور سیکولفین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آئے پرنچوٹو کا
 ایک دن ڈنر گورے دو صاحب بیل گارو سے نکلے توپ پر چلے آئے یہ سبکے سب بھاگے کچھ بدحواس
 ہو کر دریا میں ڈوبے کچھ قریب کے مکانوں میں ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ دس آدمی داروغہ
 مذکور کے مکان میں چھپے تھے کام آئے پھر کسینے ہتھیار نہ پکڑا گورون نے توپ کو توڑ ڈالا تیس
 گولہ اندازہ مارے گئے امجد علی خان ساکن سندیلہ نے بابو پور پنچند کے مکان سے آٹھ گولیاں
 ماریں گورے زخمی ہو کر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی لاسن مع ٹوپی پڑی رہ گئی
 تھی اوسکا سر امجد علی خان نے پکڑ لیا اور اگر نواب سے کہا کہ سب فوج بھاگ گئی تھی مگر غلام نے چار
 رفیقوں سے جا کر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگے یہ سارا گنیز کا ہے نواب نے
 اونکی مستعدی و بہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علی خان نے سرکار سے اپنے نوکر و ملکوتی ہتھیار
 دلوائے اوسیدن شہر میں غل ہو گیا کہ سب گورے بیل گارو سے نکل پڑے پچھتہ توپ کو توڑ ڈالا۔
 ایک گردو توپ کا اوٹھا کر لے گئے اب ارادہ فیصلہ باغ میں آئے گا ہے بس یہ سنتے ہی فیصلہ باغ میں
 بھاگ پڑی غول کے غول تلنگون کے اپنا اسباب باندھ بھاگنے لگے چنانچہ علی نے حکم دیا بھاگے
 فیصلہ باغ کے سب بند کر جب راہ میں بندھو میں صاحبات محل سر کھول کر واماٹنگے لگیں غرض کوئی نہ

بعد اسکے خبر آئی کہ گور سے نواب گنج ناک آکر پھر کانپور کی طرف چلے گئے مگر اسے میں ٹھہرے
ہیں رمان دہس بناتے ہیں جب وہ بن چکے گا پھر کچھ نہیں ہو سیکے گا کسو اسلئے کہ وہ پہلے سے
نصاب اور بھی سخت و دشوار ہو جاوے گا حکم ہوا فوج جاوے وہ دہس بنانے نہادین آفریز
پلٹن اختر می ناوری سو پر سنگ خان علی خان نواب جرنالہ دہلوی نے پانچاٹھ مگیز بن اور سٹاپلن
نچب لیکر روانہ ہوئے شہر سے عالم باغ تک ایک میلہ فوج کا ہو گیا تھا کہ ناگاہ اودھ سے
سنگے ہزاروں شتر قطاراً و نچب شتر پرے ہمارے بھاگے چلے آئے ہیں جب عالم باغ میں آکر ٹھہرے
مموخان نے ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہاں تک آئے اور یہ فوج کہاں تک
جا چھوئی اگر راہ میں ہو کہنا جلد شیر گنج چھو چڑاؤ سنے عالم باغ میں انسرون کو حکم بھیجا کہ ابھی
یہاں سے روانہ ہو جاؤ مگر اب یہاں سب بھوکے ہیں جینک ہمارے پیٹ کی خبر لیجا لیگی ہم مرنے
سجائیں گے مموخان یا بیگ صاحبہ خود جا میں۔

بعد اسکے مموخان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے نوکر ہو
اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہیں تو خواہ بھی وہی دینگی اوسوقت مموخان
نے لاچار ہو کر دہلی ہزاروں سپاہی عالم باغ میں بھیجے میر محمد حسین کھاکھڑے علی صاحب بیکو چشمہ
کر دیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد شیر گنج سے روانہ ہو یہاں سے بھی فوج تازہ دم ہو کر
جایا لی چنانچہ بعد ۱۰ دن کے روز چار شنبہ پھر لڑائی ہوئی تو پین ٹھپٹ گین گور سے مکر واسے کو
پھر گئے آفریز اسبطر لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے۔ مگر سو پر سنگ خان
پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس مور کے میں ہزار سے زیادہ مارے گئے۔

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر بادشاہ بھگت اور گور سے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک بادشاہ
سے اتفاقاً آٹھ گور سے ٹھوڑے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سننے ہی فوج بہادر لڑو الوں کے پیچھے تھیں
کے آگے کر داری کو گئی اسباب جو گور سے چھوڑ کر چلے گئے تھے لوٹاؤ دہس کی کلدوسی نوکر و دہس کی
چوکی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ دلی اور برعین قندر ہے کہ گور سے از خود کانپور بھاگ گئے
بعض کہتے تھے ہمارا اقبال پھنسیاؤ کہو دیا ہوا بعض کہتے تھے بھیا چلے چلو گور و نکو مار کر کانپور سے لکھا
بہن کہتے تھے بھاگے کا پچھا کر وایا نہ کو مدین وہ چھپے ہوں اوٹھ کر مار لین غرض وہاں سے پھر آگے

کسی کی جرات نہ پڑی باجے بجاتے مع اودھ چھ توپ کے جنھیں گورے توڑ کر چھوڑ گئے تھے
شہر میں لاف و گدازات بکیتے ہوئے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۱۷۵۷ء میں ہوا۔

بادشاہ نے اپنے زعم باطل میں نشیر گنج کی لڑائی فتح کر کے آئے پہلے بلی گار روکے واپس کیا
اور وہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسماعیل گنج پر کچھ توپ بہت بڑی قریب
بجھ کر پلو اسخان جہاں واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے وہیں جہانکی باندھ کر لگائی اوسکا لقب
ٹولہ بڑا تھا اور شہر تھا کہ اسی توپ سے بلی گار و میں بہت حیران و پریشان ہو کے ماریجاتے
ہیں اوسکا مورچہ پسند ہوئے سپاہ راجہ وزیر میندار وغیرہ نجیوں کی جہت سے بہت سخت
ہو گیا تھا امجد علیخان بلوچ نے اپنا پڑاؤ میر حسو کے مکان میں کیا تھا اور خبر گیری تمام اپنے
مورچہ کے قریب کی ہر دم لیتا تھا نواب علیخان کی گواہ کا پڑاؤ لطف علی داروغہ کے مکان
میں تھا اوسنے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہتھیار سپاہی قریب
پانچ سو کے ہر وقت صبح و شام حاضر رہتے تھے اور سب کو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آگے نہ چھوڑے گا
ایک دن فوج گورے و صاحب بلی گار و سے نکلے توپ پر چلے آئے یہ سبکے سب بھاگے کچھ بدو جس
ہو کر دیا میں ڈوبے کچھ قریب کے مکانوں میں ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ دس آدمی داروغہ
مذکور کے مکان میں چھپے تھے کام آئے پھر کسینے ہتھیار نہ بکڑا گورون نے توپ کو توڑ ڈالا تیس
گولہ انداز مارے گئے امجد علیخان ساکن سندلیہ نے بابو پور بھند کے مکان سے آٹھ گولیاں
بارہ گورے زخمی ہو کر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی لاش مع ٹوپی پڑی رہ گئی
غی اوسکا سر امجد علیخان نے کاٹ کر نورا کر نواب سے کہا کہ سب فوج بھاگ گئی تھی مگر غلام نے چار
دیفون سے جا کر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگے یہ سرانگہز کا ہے نواب نے
اودھ کی مستعدی و بہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علیخان نے سرکار سے اپنے نوکر و ملکوتی ہتھیار
دلوائے اوسیدن شہر میں غل ہو گیا کہ سب گورے بلی گار و سے نکل پڑے کچھ توپ کو توڑ ڈالا۔
اب کدو نوپ کا اودھ کر لے گئے اب ارادہ قیصر باغ میں آئے کہ ہے بس یہ سنتے ہی قیصر باغ میں
بھاگ پڑی غول کے غول تلنگون کے اپنا اسباب باندھ بھاگنے لگے جناب عالیہ نے حکم دیا بھاگے
قیصر باغ کے سب بند کر جب راہین بند ہوئیں صاحبات محل سر کو لکڑیاں مانگنے لگیں غرض کوئی بھاگ

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کی طرف چلے گئے مکرار سے من ٹھہرے
ہیں رمان دہس بناتے ہیں جب وہ بن چکے گا پھر کچھ نہیں ہو سکیگا کسو اسٹلے کہ وہ پہلے سے سخت
نصاب اور بھی سخت و دشوار ہو جاوے گا حکم ہوا فوج جاوے وہ دہس بناتے بناوین آفرین
پلٹن اختر می سوری سوہر سنگھ خان علیخان نواب جبراز الدولہ توپخانہ میگزین اور سپلائن
نجیب لیکر روانہ ہوئے شہر سے عالم بلغ تک ایک میلہ فوج کا ہو گیا تھا کہ ناگاہ اودھ سے
تلنگے ہزاروں شتر قطاراؤں نجیب شتر بے ہمار بھاگے چلے آئے ہیں جب عالم باغ میں آکر ٹھہرے
موخان نے ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہاں تک آئے اور یہ فوج کہاں تک
جا چھوئی اگر راہ میں ہو کہنا جلد بشیر گنج چھو پخواہ سنے عالم باغ میں انسر وں کو حکم بھیجا کہ ابھی
یہاں سے روانہ ہو جاوے اور ابداہم سب بھوکے ہیں جب تک ہمارے پیٹ کی خبر نہ لی جاگی ہم مرنے
سنا میں گے موخان یا بیگ صاحبہ خود جا میں۔

بعد اسکے موخان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کھلا بھیجا ہے تم ہمارے نوکر ہو
اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہیں تو خواہ بھی وہی جنگی اوسوقت موخان
نے لاچار ہو کر ۲۰ ہزار روپیہ عالم باغ میں بھیجے میر محمد حسین کلاکڑ نے علی الحساب بکوٹہ شہر
کر دیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہاں سے بھی فوج تازہ دم ہو کر
جایاگی چنانچہ بعد ۱۰ دن کے روز چار شنبہ پھر لڑائی ہوئی تو بین ٹھٹ گینن گورے مکرار سے کو
پھر گئے آفرین اس طرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے۔ مکرار سے سنگھ کی
پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس موقع کے میں ہزار سے زیادہ مارے گئے۔

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ایدھر بھاگی اودھ گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک ملاکہ سبط
سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سننے ہی فوج بہادر لڑیو الوں کے پیچھے بھاگ
کے آگے مکرار می کو گئی اسباب جو گورے چھوڑ کر چلے گئے تھے لوٹا دہس کی لکڑی توڑ کر وہی کی
جو کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ ولی اور جیس قدر ہے کہ گورے ان خود کانپور بھاگ گئے
بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہے ہنر و انکو مٹا دیا ہو بعض کہتے تھے جیتا چلے چلو گور و نکو مار کر کانپور سے نکالو
بہن کہتے تھے بھاگے کا پچھا کر وایا نہ کو کہیں وہ چھپے ہوں اوٹھ کر مار لین غرض وہاں سے پھر گئے

اور باطنیان روٹی کر رہے تھے کہ دفعہ سامنے سے فوج انگریزی نمود ہوئی۔ آگے پیشرو کسی
 مویشی رکھے آن پھونچی زیرِ چہرہ تو پسکو رکھ لیا افسران جنگ نادرہ وغیرہ منتظم نے سامن
 شرک کا چھوڑ کر توپوں کو شرک کے دہنے بائیں کھینچا۔ اس خیال سے کہ ہم دونوں طرف سے ان پر
 مار کر نیگے ومان دونوں طرف سے پانی سے دلدل ہو گئی تھی یہی توپوں کے جا کر پھنس گئے
 اور پٹنگین اس عرصے میں گورے سر پر آ پھونچے یہ سب سر پر پانون رکھ کر بھاگے ان سے پہلے سواروں
 کے پانون اونٹوں کے اور چوڑے صطبل میں اکروم لیا تھوڑی سی فوج ان سے ہٹ کر کچھ فاصلے
 پر آنا وہ کارزار ہوئی جب آگے والوں کا یہ حال دیکھا یہ بھی سب بلکر بھاگے نواب جہاڑا دلہ
 نے جب یہ حال دیکھا پٹن میں سوار ہو داخل دولتسرا ہوئے تھوڑی سی فوج جنگی اپنی چال
 سے دم لیتی ہوئی لکھنؤ پھونچی عبدالہادی خان کے ساتھی جو زیادہ کامل الایمان تھے اپنی حرار
 جہاد ایمانی سے سیدھے ولی کو گئے اور یہ خود حاضر حضور نواب ہوئے فرمایا خالصا تم بھی بھاگ
 جہاد راہ خدا سے منہ پھیرا جو دہری منیر صلی علیہ وسلم نے اچھے جان نثاروں کے پھر آئے۔
 زمینداروں کی گوبار سے پہلے پھونچی لشکر مجاہدین میں آنا جو فی انتظام رسد سے کسکو چار ٹکڑے
 بھی منیر ہوا مگر محمد حسین کلکٹر خان علیخان و س ہارسپاہ سے نواب گنج میں رہ گئے۔
 فوج انگریزی نے اونام اگلین کردارہ اور گاؤں جو قریب شرک تھے خوب لوٹا اور قتل و قمع
 کیا ہر چند غریب رعیت بچرم سمجھ کر ہر گاؤں میں کچھ رہ گئی تھی باقی سب طرف بھاگ گئی تھی
 جب یہ صورت ہوئی افسروں نے کہا جلد زبیر اسکی کیا چاہیے وگرنہ شہر ایکدم میں آکر رہیں گے
 پھر سب منہ دیکھتے رہا جاتے اسکے سننے سے سب بدحواس ہوئے دم بخور رہ گئے۔ میرد اجد علی نے
 اون سے کہا تم عجب بات کہتے ہو جس کا جواب دینا ضرور ہوتا ہے ہم کیا خاک زبیر کر گئے کسوا سٹے تم سب
 جنگی ہوا لڑنا لڑنا تمہارا کام ہے اسکی تدبیر تم کر سکتے ہو مرنے دت عمر بھی تمہارا نہیں باندھنا لڑائی
 دیکھی اب تم خواہ بھاگو یا لڑو یہ سب عزت تمہارے ماتھے ہے ہمتو بہر حال گئے گذرے ہو سکتا ہیں
 ننگوں نے کہا تم افسر ہو آگے چلو تم تمہارے ساتھ ہیں وار و غم گئے کہا تم کپتان ہو پانسو پانچ سو
 اپنے جنرل فوج کو ساتھ لویا خود جاؤ لڑو اگر ہم جاوین ٹکوا کسوا سٹے نوکر رکھا ہے جس کا جو کام ہے
 وہی خوب کرتا ہے اسے سنکر افسر بہت بکڑے کلمات بیودہ اہلکاروں کو سنائے گئے۔

سننے ہی محلات اور فوج باغی میں ایک تھا کہ عظیم شہر گیا جنرل مسام الدولہ کو حکم
 تم فوج لیکر گھاٹ پر سدا کو جاؤ جنرل سدا رہا افسر فوج سے کہنے تھے ایک دوسرے پر
 تھا غرض اسی جملہ و غفلت سے رات دن گزرتا تھا خبری و تو پہنچا نہ ہو۔ پہلے پہلے
 ہوئی و بھی پہلے میں آج کل کرتی تھی اس عرصے میں محمد مرزا کیدان کا تھا نہ بشیر کا
 تھا خبر آئی کہ فوج انگریزی سپہ کمانور یا دست کر کے بل باندہ کر اس پار اور تہا پہنچا ہے اور
 روکنے کو جلد فوج جاسے تو بہتر ہے چنانچہ جنرل سدا در خود شریف فرما رہے مگر فوج ازالہ
 اسٹنٹ و گنڈنگ فوج تھے بجائے اپنے روانہ کیا پر چند و کچھ علیل بھیجی اور اس سفر میں
 تھے سے باہر میں نکلے فوج اپنے بجائی کے کہنے سننے سے گئے۔ میرزا حسین کہتاں ادا دے
 بجائی میر محمد حسین کلکٹر عبدا الما و نجان مند باری رفیق بنی اس فوج اپنے جو شہاد ایاں سے
 سب تیز دند و جست ہو کر گئے۔ اتفاقاً ایک دن گھاٹ پر بارش شدت سے ہوئی۔ سدا
 یہ سردسا ان خوب اتہر ہوئی اور وہ فوج انگریزی نے فرسٹ پا کر سپہ بخوبی باندہ دل پا کر
 پہلے ایک بڑی فوج لگائی تھی اس کے گولے سپہ تہ بندم سکتی تھی اور شرف الدولہ غلام خان
 حکم سرد سانی کیا ہوا۔ بھر بھر جب حکم موفان امر اور مرزا مقرر ہوئے۔
 پھر پرہ اخبار لڑائی کا آیا کہ گھاٹ پر ایک ساعت تک خوب لڑائی ہوئی جب بند شدت کے برتنے
 فوج سپاہیوں مگر سپہ بھی کرتی پٹنی لڑتی ہوا و دھیک کی ہوئی پر دو کوس گھاٹ سے ہٹتی
 آئی۔ ایک بلع میں آکر پھر خوب لڑی پھر مینہ اس شدت سے برسنے لگا کہ فوج میں کچھ مال
 نہ لے جا سکا متفرق ہو گئی اسپہن گولے بہت مارے گئے۔ باؤ کر کے کروار و گاون میں چھوٹے پھر
 اونے گھاٹ کو چلے گئے۔

فوج باغی کے جب پانڈان نہ ٹھہر سکے فوج سب طرفت بھاگی بہت دور ہو گئی افسر شہر گنج میں
 رہا و جب بجا باقی تہ میں اپنا پڑا لگا لگا جراتا ادا اپنے خیمے میں اترے جانتے تھے کہ میں
 انہم انکے ساتھ آیا ہوں اب لڑائی کا لڑنے کا کام ہے چنانچہ چاہا میں پنجاب میں دوسرے دن ایک
 گوند سے فوج سے کہنا کہ فوج انگریزی اچھی بڑی دور پڑی ہوئی ہے تم جنہا بغراغت
 اپنی ہوئی کہ تہ نہیں کر سکتے یہ سب اونکے قریب میرزا اگر اور غنیمت سمجھ کر نہائے روئی کے نکلے

مسند نشین کیا ہے اسوجہ سے ۱۲ لیتے ہیں تنے ابھی کچھ کام نہیں کیا انھوں نے کہا ابھی ہم کچھ نہ لین گے بعد فتح کے ۱۲- لین گے اور اگر وہیں نوکر نہ کھو گے ہم دفعۃً شہر لوٹ لینگے بعد اوسکے اوزک پڑا وحسین آبا و شیش محل و دتخا نہ کی کوٹھی کلاں میں ہوا۔

ناناراؤ کے وکیل کل مع خط آنا

ناناراؤ کا وکیل آیا ایک خط مضمون کا لایا کہ اگر اجازت ہو ہم تمہارے شہر میں آؤں خابقا نے اجازت دی راجہ جہ لال سنگھ کلکٹر کو حکم ہوا کہ ۲- اونٹ ۲۹- چھڑے ۱۰- گاڑیاں- بین بکس ہاتھی پیکر فچور جو اس کو جاؤ نانا راؤ جیا سنگھ جو ہری کی گڈھی سے عین ہند بارش میں مع عیال شہر کو چلے نصرت جنگ دوسو سوار دو ہاتھی ہوضہ نقرہ دو فستہ سوار سے پیشوا کی کو گئے اور حکم جناب عالیہ دتخا نہ شیش محل میں اتارا اوسے آراستہ کر دیا تھا اور ۱۰- شطرنجی و سن چاندنی و سن پلاگ کئی کرسیاں شیشہ آلات وغیرہ بقدر ضرورت مع تصویرات بھیج دیا۔ ۵- تاریخ شہر فوجیکہ پٹا ہجری نانا راؤ داخل شہر ہوئے انھیں توپ سلامی ہوئی حسب احکم میر واجد علی خیر و عافیت مزاج کو گئے دوشالہ روناں خلعت پایا اور کہا ہماری ۲۱- ضرب کی سلامی ہوتی مضائقہ تھا اگر نہ کچھ احتیاج سلامی کی تھی انھوں نے کہا ۲۱- ضرب کی سلامی فقط بادشاہ کے واسطے معمول ہے یہ کیونکر ہو سکتا خلاصہ اسی وجہ سے سلامی مع قوف رہی جناب عالیہ نے پھر خلعت تجویز کیا خلعت خانے سے نکلا۔ ۲۵- ہزار روپے دعوت کے اور خلعت اس تفصیل سے تباہ زرین شمشیر و سپر مالہ مروارید و ہنگامی مرصع الہس کمنہ مروارید نورتن مرصع و مستند مروارید دوشالہ روناں پر بن زرین کارلباؤ و کمربند شالہ سب مع ساز و زین نقرہ ہاتھی ہو دج نقرہ اس سبکو پہلے جناب عالیہ نے دیکھ لیا۔

خبر آمد فوج انگریزی کانپور سے

اس عرصے میں ہر کار متعینہ گھاٹ کانپور خبر لایا کہ گورے اگنیوٹ میں سوار سپاہریا کے آگے گھاٹ اپنی فوج کے اوترنے کا دیکھ کر چلے گئے تدبیر فوج کی اوتارنے میں ہیں یہ خبر

خوشی خوشی سے حضرت محل کو خبر دے رہے تھے کہ آج شام تک بلی گار و خالی ہوا جاتا ہے وگرنہ
 پہر رات تک نہ کوئی نہرق نہیں جانا جالیہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور رنج بھی رہا کہ ہمارے تلنگے اندر رہے
 ہوئے ہیں دیکھیے کیونکر کہتے ہیں صبح کو میرا جد علی نے اپنے خیر کو بھیج کر مفصل خبر منگوالی کہ نہ
 کوئی تلنگہ اندر ہے اور نہ کوئی خزانہ تک گیا ہے فقط دیوار خزانہ تک جا چھوئے ہیں میرا صاحب
 یہ خبر جانا جالیہ سے کہی اور خچین بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے سب جھوٹ و فریب ہے۔ بعد اس
 تحقیق کے تلنگوں کا اندر جانا بالکل غلط ٹھہرا زخمیوں کا پرچہ آیا ۲۲۰ مارے گئے۔ لاشیں
 چھٹکین ۵۰ اسمک رہے ہیں۔ بس اس دوا سے سے تلنگے ایسے بدحواس ہوئے جس سب کے
 چھوٹ گئے اور کہتے پھر نے تھے جب تک جنرل صاحب مومنان بنجائیں گے ہم اکیلے دوا نہ کر سکیں
 ہمیں کٹوائے دینے ہیں آپ گھر میں چین کر رہے ہیں۔

ایک شخص یہ خبر لایا کہ پٹن لبوزن ڈفل ہوٹ وغیرہ آمد کا پتہ کہتی ہے کہ اگر سرکار میں طلب
 فرمائے اور دوا دے پڑھیجے دیکھیے ہم کیا کام کرنے ہیں جب قدر شرمندگی سے دھوکا کا پتہ زمین اور
 ہے وہ سب مٹ جائیگا ایک دم میں انگریزوں کو نسل کو نیگے بلی گار دے لینگے اور بوقت سرکار کو
 تنخواہ دے یہ بات سنکر جو فوج بلی گار سے بھاگ آتی تھی اس کے کان کھڑے ہوئے۔ جانا جالیہ
 سے آکر عرض کیا ہم سنتے ہیں جنہی فوج کا پتہ سے بھاگ آئی ہی آپ نے بلوایا ہے اس میں
 دغا سے کسواٹے منہ سے سنا ہے کہ انگریز نے اونہیں اپنی فوج ملا دی ہے کہ تم پہلے بھاگنا فوج بھی
 از خود بھاگ جائیگی جب وقت پانا رہا مست پرفضہ کر لیا ایسا ہو وہ پلٹیں انگریز شریک ہوں ہم
 اور خچین شہر میں نہ آئے دینگے ہم سکواڑا لینگے اور اگر وہ مصافحہ میں پہلے سے قسم اقسام کر لیں
 ہمارے پاس آویں یہ بات سنکر سیکے کان کھڑے ہوئے جانا جالیہ کو استعدا زائد شدہ و علی جان ہوا کہ
 مرزا جس قہر کا باہر کا کلنا سو قوت کر دیا عرض تا حتم خان رسالہ دار ۱۵ رسالے کا اونکے
 پاس گیا کہا اگر تم مصافحہ ہو پہلے افسروں کے پاس چلو بعد قسم کے شریک حال ہو چاہئے وہ سب مٹی
 ہو کر تارے وال کوٹھی میں رہے تو ان گنگا اوتھی کہ ہم بدل و جان تمہارے شریک ہیں انگریز
 سے ہرگز ساز نہیں رکھتے پھر دانا سے حضرت باغ میں چاندی والی بارہ درسی میں آکر تنخواہ کا کور
 ہوا کہ ہم ۷ روپہ تنخواہ خچین دینگے افسران آمد کا پتہ دے کہا ہم ۱۲ لینگے افسران بکھڑے کہا جئے

رکھ کر بھاگے۔

اوسوقت تماشائی لشکر زن ہوئی کسی قسم تھی کہ ہم نہ بھاگینگے معلوم ہوا نکل کے دواوے پر بھی پہنچا
 بھاگو گئے دوسرے دن ہر پلٹن در سالہ اپنی جگہ پر تیار ہوا سید برکات احمد جنرل فوج باغی
 مع اپنے رسائے و فوج بلی گار و پرتل ہوئی چلی ہو گئی بجا ہوا لشکروں نے جانے ہی بلی گار و
 کو گھیرا ہر طرف سے شاہ جی بھی برائے سیر سوار ہو کر آئے کہنے لگے یہ دواوہ ناحق ہوتا ہے جب تک
 میں نہ کوں گا پسین نہ ہو گا یہ کہہ کر چلے گئے تلنگے ہم نہا دیو کہتے ہوئے بلی گار و پرتلے مگر سوار و نو بچہ
 خدا کی فضل سے خاص بازار سے آگے نہ بڑھا کہ دفعہ توپ دواوے کی چلی اور سبھو سے یہ کہہ کھا
 تھا کہ جب توپ چلے بے فتنہ دواوہ اگر بن اور سرنگ بن آگ دین مگر نہ اوڑھی اور تلنگے قریب
 دیوار بلی گار و جا پھونچے دیوار کھودنے لگے کچھ تلنگے گرجہ کی طرف سے کچھ خزانے کی طرف سے
 آگئے مموخان کے پاس ہر کارہ خبر لیا دواوہ پسین ہو گیا گورون سے سنگین چل رہی ہیں خزانہ
 و میگرن پر تلنگوں کا قبضہ ہو گیا سب گورے سمٹ کر امیر مرزا و لائی محل کے بھائی کے مکان میں
 چھپے ہیں مدو جلد بھیجے ایک کمپنی بول کی پلٹن کی اندر ہے اور سب تلنگے ہم کے گولوں سے
 بھاگے چلے آئے ہیں ایک جمعدار اسی پلٹن کا مموخان اور شرف الدو کہ کو گالیان و بنا ہوا آیا
 کہ یہ سب لے ہوئے ہیں ہم کہے جاتے ہیں دمان کوئی نہیں جاتا یہاں مسد پر بیٹھے تکیہ لگاتے
 پاو رہے ہیں ہماری کمپنی کے تلنگے اندر چھپے ہوئے ہیں یہ کہہ کر دمان بھاگ کر
 آیا تھا اسکا نشانہ تھا کہ کچھ روپیہ اس قریب سے لیجیے اوسوقت میر واجد علی نے بیس روپیہ لے
 دیے اور کہا کہ علی محمد خان اور نوا ب صاحب بھی دواوے کو جائینگے اور مدو بھی جاتی ہے اب ہم
 بہت اچکے آرام کر دکھانا کھاؤ جا کر یہ سنکر وہ چلا گیا اتنے میں خبر آئی کہ گورون سے لوہا چل رہی
 ہے اور صوبہ سنگ کہتان کے تلنگے اندر ہیں مدو نہیں جاتی بھوکے پیاسے تلنگے اڑ رہے ہیں نہ باہر
 نکاسکتے ہیں اور نہ ٹھہر سکتے ہیں اور کہہ رہے ہیں میگرن اور خزانہ ہم کر بھی نچھوڑینگے کسی کو
 سے حصہ نہینگے پہنے جان دیکر خزانہ لیا ہے بعض کہتے تھے چلو پہلے خزانہ و میگرن لے لو حصہ
 ملیگا بعض گالیان دیتے تھے ہم کون دیں ہم لڑے کیو اسطے ہیں اور ہر کارے و مدو خبر لاتے تھے
 سب گورے مارے گئے تھوڑے سے رہ گئے ہیں وہ اوہر سے گولیان برہا رہے ہیں مموخان کیسا

ملاطم پڑ گیا جسکے دل کا پٹنے لگے جرنل حسام الدولہ شرف الدولہ کو بلا یا مشورہ ہوا لیکن اوسوقت
 بدحواسی سے بہ حال تھا کہ کہا کچھ چاہتے تھے منہ سے نکلتا کچھ تھا پھر افسر طلب ہوا انکے سے
 زیادہ جو اس باختہ تھے مگر نظام ہرجوئی کو کہنے لگے رانا رانا اور اسکی فوج نامزد تھی شہر میں تائے
 پاسے ہین کچھ خوف نہیں ہم اسی دن کی خوشی مناتے تھے کہ گورے میدان میں ہمارے مقابلے
 میں آئیں جیسا چنٹ پر مارا ہے اوسیطرح اکیڈرزمین مار لینگے گورے بہت تھوڑے ہین لعنت
 خدا کی فوج جنگی کانپور سے بھاگ آئی نواب اور جناب عالیہ نے فرمایا بروہب بانی ہین اب گورے
 قریب شہر آجھو بچے اسکی کیا تدبیر ہے کسی کو انکے روکنے کو بھیجو جیون نے جان چوراکر کہا ہم تو
 خواہ مخواہ جائینگے مگر یہ نظامت کے لوگ مثل پلٹن نامہ سی اختر سی بارلو وغیرہ خواہ سہر کا دین
 انکو بھیجے کہ یہ اپنا کام تو ہمیں دکھائیں ہماری ہر بات میں برابر سی کرتے ہین اور مقابلہ اور ۱۲- روپے
 منخواہ مانگتے ہین نظامت والوں نے کہا کہ تم چکے رہو تمہارا پہلا نمبر ہے لڑنا تمہارا کام ہے جانا
 کیا جب تم جواب دیدو گے اوسوقت ہم جائینگے ہم اس گھر کے قدیم منگوار میں جان نثار سرفروں
 ہین عرض اسیطرح کی تکرار کر کے بانی بناتے رہتے جانا کون تھا آخر نصرت جنگ اچھے ال سنگھ
 بمجبوری اپنی پلٹن بیکرنا کہ شہر پر گئے اور جا بجا بلایے حوالی شہر میں لوگ بٹھا دیے رات دن دند
 پھرنے لگی۔ مگر فوج ہمارا ایسی غیرت دار تھی اونہیں سے ایک بھی نکلیا کوئی کہتا تھا جنگی جائیں
 کوئی نظامت۔

ہر کار مفصل خبر لایا کہ پلٹن لمبونڈن زلزل ٹل کا شٹر گلکس فد حسین رسالہ دار دو سرفر سواروں کا
 مع تو بچا نہ یہ سب قریب شاہ درہ کانپور سے آکر ٹھہرے ہین اور گورے ابھی تک درباے گنگ سے
 اسپاڑمین آئے ہین اسپرہ نامزد کہنے لگے بھائیو اگر کل دنا دکر کے پہلی کار دے لیا انگریزوں کو مار لیا
 جان اور انجان سب بچے گا ورنہ جب اذکی ملک کانپور سے آجاگی پھر کیسے کچھ ہو سکے گا افسر
 نے جواب دیا ہم حاضر ہین ہا کو سیطرح اپنی جان عزیز نہیں پھر سنے باتفاق قسم لی مسلمان نے
 قرآن ہند دئے گنگا۔ برہمن گنگا جلے آ یا مسلمانوں نے قرآن اڑھایا ہندو نے گنگا۔

افرض اوسکی مسیح کو دنا دھوا بھی افسر اسے دلی کوٹھی میں حبس تھے کہ دفعہ پہلی کا
 سے ایک بم کا گولہ آیا کوٹھی کی چھت پر ٹوٹا افسر کھڑے ہو گئے سہر پاؤں

انکا ایک بیٹا بھی مر گیا تھے نواب نے چاہا کچھ مین مدد کر دے ان اپنی غیرت سے قبول نہ کیا پھر دیا اور کسی عزیز کے شرمندہ احسان ہو کر ایک صاحب انکا بقدر کفالت پوئید دیا کرنا تھا بامید اشتاد اندھا ہسی مین اپنی گذران کیا کرتے تھے اور بظاہر صاحب عدالت کے خلاف ہوئیے صورت بجات مشکل معلوم ہوتی تھی آخر احمد علیخان کویل عدالت اور منبر صاحب نے ایک صورت نکالی اس عرصے مین نواب غور و محمل نے کر بلا سے پوٹ سن محبت ماوری سے ۶ ہزار خرچ کو باب رمانی مین بھیجے اور کسی زمینے کی رو بکاری کی بجگم صدر کچھہ تخفیف زندان ہوئی آخر چیری ثابت ہوئی صاحب عدالت کو بسبب نامہمی مقدمہ الزام ہوا مستحق پائے اپنے وثیقے کے ہوئے ایک لکھ لکھی ہزار سب ملے پھر سنان امارت درست ہو گیا خلاصہ پھر شرف بہتبات عالیات ہوئے پھر لکھنؤ آئے اپنی دونو بیٹوں کی شادی فرز احمد شکوہ شانہراد سے کئے دونو بیٹوں سے شادی کر کے چلے گئے مزاج مین سکنت و غرور امارت بہت تھا اور اپنی توانا بلایت علمی کو سب سے بہتر سمجھتے تھے آخر انتقال کیا دو بیٹے مین آپس مین بہت اتفاق رکھتے مین ایک صاحب کر بلا بھی مشرف ہو آئے صحبت بہت مقول ہے لوگ انکی حلن کی ہر طرح سے تمزین کرتے مین خلاصہ یہ ہے کہ اس ہنگامہ فساد مین سب بر خود غلط ہو گئے تھے تسلط صاحبان غالب شان کا یقین تھا جب طرح سے چاہیں بیان کریں۔

خبر شکست رائار او وغیرہ

آخر ماہ ربیع الاول ۱۲۰۸ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۸۰۳ء خبر آئی کہ رسالے اور ملپٹن کانپور سے بھاگے چلے آئے ہونا رائار نے شکست پانی فوج انگریزی عقب فوج مفرد و چلی آتی ہے کہ وہ کہ داخل نواب گنچ ہوئی ہوا اسکے پیشتر ایک سوار لیغار کانپور سے چلا آیا سیدنا نواب کے پاس حاضر ہو کر چپکے سے خبر شکست کہی کسیکا و یقین ہوا احتمال کذب را جب پر پچہ اخبار آ یا یقین ہوا۔ اصرار لال سنگھ نے جناب عالیہ سے عرض کیا غضب ہوا جو فوج لنگہ وغیرہ ناکجات شہر متعین تھی وہ بھی گورون کی آمد سے مارے ڈر کے بھاگ چلی آتی ہے لیکن جتنے میر سے ہمراہی تھے وہ ٹھہر گئے مین اس صورت مین کیا عجب ہوا یا سب کچ کو گورے داخل شہر ہو جائیں پس یہ خبر سننے ہی آپ

یہ کھڑک چلا گیا سقے نے جانا ایسا سوہ لشکر میں جا کر خبر کرو دی پرتین چھلا کر ذرت گرجا اور نور مانج
کو سیدھا بھاگا بھوکے گھاٹ سے اتر کر اسپار یا خدا سے بچا یا جیسا اوس صاحب نے کہا تھا۔
اسی طرح ایک چپراسی ڈاک انگریزی نقل کرنا ہے کہ سبدن فوج انگریزی داخل کانپور ہوئی
تھی میں گوشہ ترک پر رسوائی طیار کر کے جا رہا تھا کھاؤں کہ وقت ایک صاحب گھوڑا پھینکے میرے
پاس آ گئے لگا ہم بہت بھوکا ہے ہم اپنا کھانا دو میں نے دال روٹی سب اٹھا دی پانی پیکر
بجھے کہا بنا دو ہم کھان ماری گئیں جسے کچھ خوف نہ کرو یہ کھڑک روئے لگا کھا ماری ہم بھی ماری
گئی ہے بیٹے کہا اسی طرف جہان وہ کنواں ہے یہ نہ کر صاحب اسی طرف چلا گیا۔

اولاد نواب مستبد الدولہ

نواب محمد علی خان عرف ننھے نواب کا گھر پہلے فوج باغی نے خوب لوٹا کر تار کیا چاہتی تھی مابو
جلت ساز و چھپانے بہم و صاحب کے گھر اناراف نے سردار امیر سمجھا فوج سے بچا یا جب انتظام کا پورا
ہوا ہزار خرابی بہت سی رو بکاری کے بعد چھوٹے اپنی بے جرمی طرح سے ثابت کی وثیقہ
پر منظور جاری ہوا روانہ مقدمات عالیات ہو کر محاورت اختیار کی بعد کئی برس کے وہین انتقال
کیا گھوڑ و وڑ کا بڑا شوق تھا ہر سال بمبئی میں آیا کرتے تھے پھر چلے جانے لگے۔

نواب دولہ خورشید اور بھانجے نواب مستبد الدولہ اس جرم پر دہرے گئے کہ انکے دروازے پر
ایک بہم ماری گئی تھی مگر بد وقت رو بکاری سب اہل بازار نے بانفاق گواہی دی کہ یہ افسوس
کانپور میں تھے اور کسی طرح شریک فوج باغی نہیں ہوئے۔ عرض جان بچی وثیقہ جاری ہوا۔

نواب نظام الدولہ سید علی خان اس نہ گائے میں لکھنؤ چلے آئے تھے جب کانپور گئے ہزار خرابی
بعد کئی برس کے وثیقہ جاری ہوا۔ ایک وجہ اور بھی تھی کہ یہ فرشتہ بھی تھے اس جہت سے اس
فرقہ خاص میں طریق حسن باوری ایک دوسرے پر شرط اختیار لازم ہوتا ہے۔

نواب باقر علی خان یہ بھی لکھنؤ چلے آئے تھے اور سب کے ساتھ جان بچا کر بھاگے تھے بد وقت امان
لکھنؤ سے رفتار ہو بسواری توڑے ہزار زلفت کانپور گئے حاکم عدالت نے بعد رو بکاری کے مفید کیا
گھر کا اسباب ضبط ہو کر نیا دم ہو گیا کئی بیٹے نہک تیر رہے بہت سی حکایت اٹھائی اسی فیصد میں

نالے سے نکل کر ان سب کا ستیاناس کر دیا گو شہر کے آگ لگا دی بعد تسلط نہ ہزار کو بچھا
دی بعض اولیٰ العزم اپنی حماقت سے لکھنؤ تک لینے کو آئے مگر قبضہ نہ کر سکیں اور واپس چلے گئے
میں خود تمہارے پاس حاضر ہوں اتنی دیر کا ہم کو تکلیف راہ اٹھا کر آئے بعض لکھنؤ
کے صاحب بھی آمادہ الہ آباد کے ہوئے بشرطیکہ خزانہ اور فوج سرکار سے ملتی۔

نقل عجیب

جب کانپور میں ۳۰ ہزار آدمی نے پھانسی پائی ہزاروں بھاگے ہزاروں بچ رہے ہر ایک
کی صورت بھات مختلف ہوئی از انجملہ یہ سبیل مذکور ایک متفرق رہنے والا لکھنؤ کا وہ بھی بیکار تھا
جس کے ساتھ جا کر نوکر ہوا جب تکست ہوئی ایک شخص کے گھر میں چھپ رہا بعد کسی دن کے جناج
لے گیا نام میرے گھر سے چلے جاؤ۔ ایسا نہ کوئی گوئندہ سرکار میں خبر کر دے مجھے تمہاری جنت سے
پھانسی ملیگی یہ سبق مضطر ہو کر نواب گنج کی شکر پر چلا جاتا تھا اتفاقاً ایک صاحب امیر اسوار
نواب گنج سے آتا تھا اس سے پوچھا کہ کون ہے کہاں جاتا ہے اس نے کہا لکھنؤ میں میان احمد علی
کی سبیل کر لیا پر نوکر تھا فرخ آباد میں میرا بھائی ہے اس کے دیکھنے کو جاتا ہوں کہا تو جھوٹ کہتا تھا
تو رانا کا نوکر تھا ہر خدا سے عذر کیا اس نے اپنے ساتھ لا کر گورون کے پہرے میں دیا کہا ہم آج
تیسرے دن تجھے پھانسی دینگے اس نے کہا میرا تصور کیا ہے کہا تیری قوم مسلمان نے ہمارے ہم کو پھانسی
دیگناہ مار ڈالا ہے اس نے کہا میں نے تو نہیں مارا کہا ہم تمہاری سب قوم کو پھانسی دینگے ایک کو
بھی پھونکے اگر تیرے خدا میں کچھ طاقت ہوگی ہماری قید سے چھوڑا دے گا اس نے کہا میں ہے
اب میرا اسلام اور میرا سیاسی ہے غرض اس کی مشکین باندہم بگھی کے نیچے درخت کے بٹھا دیا کھانا پانی کچھ
نہایت میرے دن میں شدت سے برسنے لگا اسی وقت بیوگل کو بچ ہوا جتنے گورے سیکھ تھے متوجہ
طیاری سفر ہوئے اسی وقت سقے نے منہ اپنا آسمان کی طرف اٹھایا اس کے ہاتھ کی رسی جو سبیل
کو گر رہی یہ ہزار خرابی شیشم کے درخت پر چڑھ کر ایک ٹہنے سے لپٹ کر بیٹھ رہا جب گورے اسے اگر
دھونڈھنے لگے نہلا۔ مابوس ہو کر چلے گئے تھوڑی دیر میں کو بچ ہو گیا تھوڑی دیر میں ایک سائے
سی صاحب کا اسی درخت کے نیچے ٹھہرا اپنا سر اٹھایا اسے دیکھ کر کہنے لگا یہ کوئی سٹری سوداگی ہے

ہر شخص پانچ پانچ روپیہ مالک کو دیتا تھا کہ مجھے پہلے اوتار دے کسو اسطے کہ یہ سب نامزد
لکھنؤ کی نوٹ نہ والا مال ہو چکے تھے جانتے تھے اپنے بچوں میں بھونچک خدے آرام سے روٹی کا
مبادارامہ بین کٹ جائیں۔

فوج انگریزی کانپور تک پہنچا کرتی تھی آلی جب میدان خالی پایا صوبہ دار کے نالاب برادر
کیا احمد علیخان کو کیل عدالت کانپور اور کئی مہاجرین شہر خیرل ہوئے الگ صاحب کے استقبال کو
شرک پر کھڑے ہوئے سلام کیا مہاجرین سے استفسار حال کے حکم رسد رسائی کا دیا اوکلی صبح فوج
بمقور گئی رانا راؤ اور بعض گھروں کو لوٹ کر آگ لگا دی از بسا گورنمنٹ کی راہ سے بہت بھوک
تھے اشیائے ماکولات بازار پر گرتے اوکلی قیمت بھی دسی ٹیکسٹ رانا راؤ ۱۵ جولائی شائع
ہوئی ۱۶ کو صاحبان عالی شان نے بندوبست شہر کانپور کیا تبس ہنگامہ یہاں سے گرم ہوا جسے پایا
بے تحقیق رو بیکاری بے تکلف پھانسی دیدیا اسطے کہ شعلہ نافرقتوں میں یگانا مٹنے جگر جلا دیا تھا
کئی نہر کی نوبت پھانسی کی بھونچکی اکثر اپنے تئیں بے تصور جاکر رہ گئے بھاگے نہر ارون گرفتار
ہو کر پھانسی دیے گئے از انجملہ اعظم علیخان کو لوگ بالفاق کہتے ہیں بے تصور تھے شریک باغیوں
کے ہوئے تھے اور اپنے تئیں بے تصور سمجھ کر بھاگے تھے پہلے پاشتی جو کچھ لینا تھا لیا نقد و جنس سے
بعد اسکے پھانسی دی ہر چند او دو بیدار اپنی بے حشری کی کشتیاب سرکار نے از راہ عدالت
کو نقد نوٹ جو اسکے خیال کی نام تھے دیے کہ اپنی بسر اوقات کریں۔

مقتحور میں پھانسی شروع ہوئی کسو اسطے کہ دنگلی رعایا اور ناعاقبت اندیشوں نے اپنی جبل آب
بلائی تھی اور چودہری جتنا سنگیہ کے بھی لڑکے ماسے گئے تھے۔

بنارس میں پلٹن انڈیہ اور فوج سے کچھ فساد ہوا چھاؤنی سکور میں لیکن راجہ کی جت سے
صورت امان ملی مگر استیصال باغیوں کا ہوا اسکے بعد پلٹن لکھنؤ آئی انپورہ باغی سے مل گئی۔
آلہ آباد میں سب سے زیادہ پھانسی دی گئی کہ ایک مولوی نے محمدی جھنڈا لٹھا کے تمام رعایا کو
باغی بنا دیا پہلے حکام فوج قلیل سے قلعہ بند ہوئے فوج باغی نے خزانہ سرکاری لوٹ کر سیدی راہ
ولی کی لی دریا باد کے پٹھان رعایا وغیرہ نے ملکر کچھ خزانہ لوٹا اور پھر جہاد پر کمر مہم مقابلہ کیا
شل مشہور کم زور مار جانے کی نفاذیہ نہ سمجھے ہر کس عورت سے مقابلہ سرکار سے کرتے ہیں آخر فوج

مستعار کرین مگر کوئی نہ ٹھہرا ناگاہ خبر آئی کہ فوج گورہ اڑا باد سے آن پھونچی ہے اسکا سبب یہ ہوا تھا کہ قبل از داخلہ کہی ہو میم بچے وغیرہ انکے دام بلامین گرفتار تھے اور جنگ کی کو قتل نہ کیا تھا فقط بندگان میں رکھا تھا اگر اپنی حفاظت میں رکھتے کیا عجیبے روز بد نہ دیکھتے۔ بلکہ ایک دن ان سب کے لباس کثیف دیکھ کر حکم کیا وہ بیونسے افکا لباس سفید دلواؤ و مگر میم گوندن کے ماتھے ہر طرح سے باخفا چٹھیان اپنے احوال گذرائی لکھ کر بھیجی تھیں چنانچہ ایک دن دو گوندن مع چٹھی پکڑے گئے۔ بس یہی ان سبکی فضا کا باعث ہوا بالار اؤ مع فوج جنگی و نو ملازم مقابلہ فوج گورہ نہ ہو سے یہاں رانار اؤ نے جھنجھلا کر ان سب اسیران بیگناہ کو بزار دولت زیر تیغ کیا اس جرم پر کہ تم نے اپنی فوج کو ہمارے قتل کو بلایا و گرنہ ہم ہر گز تمہیں قتل نہ کرتے قید میں رکھتے میم نے مات لباس میں بہت مساعدر سہاجت کیا کسینے لٹا اور نہ کوئی انجام کار کو سمجھا کہ قتل عورات و اطفال کس ملت و مذہب میں جائز ہے اور بالافرض اگر قتل بھی ہوے تو لندن خالی نہو جائے گا اپنی موت یا دبا سے اس سے زیادہ نرم جانے ہیں یہ بھی نہ سمجھے کہ امیر دوست محمد خان کابل کے سطرگ اپنی حفاظت میں عورات کو رکھا مرد پر محافظ کر دیے تھے ہر طرح اگر یہاں بھی صورت سفالی ہوتی کیسی نیکنامی ہوتی اور صورت رفاہ بھی حسب وخواہ ہوتی پس جب یہ صورت نہوئی سرکار کے حق بجانب ہوئی جتنا غصہ اسکی پاداش میں سبکے واسطے کرتے بجاتھا۔

غرض بابین مستحور و سرسول مندر ارجی گورون سے مقابلہ ہوا ایک ساعت تک لڑے اس کے بعد فوج جدید جنگ نادرہ سپاہ ہوئی اور مرتے کبھی میدان کی لڑائی کی قابلیت نہیں رکھتے خلاصہ کانپور سے ۱۲۔ کوس تک فوج ٹھہرتی مقابلہ کرتی بھاگتی چلی آئی اس عرصے میں بالار اؤ کے پاؤں میں گولی لگی پین چٹھیاں کانپور میں پھونچ کر قدم نہ ٹھہر سکا بھجور کو بھاگے اس بہانے سے کہ دانا اپنی ہقوم لیکر آتے ہیں یہاں فوج میں طلاطم ٹپ گیا جانا کہ رانار اؤ بھاگ گیا سبھون نے سیدی اپنے گھر کی راہ لی بلکہ جو بھجور تک چلے گئے انھوں نے رانار اؤ کا گھر لوٹا اوستے جب یہ صورت فوج کی دیکھی کچھ نہ بن پڑا انگٹا سے اتر کر فچو چور اسی میں آکر ٹہرا۔ چودھری کے یہاں جو رہنما فچو چور اسی کے تھے۔

جب فوج مسرور باغی گھر لوٹ چکی ہر گھٹ سے عبور کرنا شروع کیا اوست وقت گھاٹ پر کثرت سے

آخر ملنگون نے ایک خط جعلی اسمی آغا محمد حسین شیرازی کو لکھا کہ چیل صاحب میں رہتے تھے جیسے تھے
نواب نے کانپور سے بھیجا ہے کہ تم فصل احوال نواب بنورالدولہ و ممتازالدولہ کا لکھو کہ کیونکر بنائیں اس ملت
جعل سے نواب ممتازالدولہ کو الزام دیکر گرفتار بلا لیا اور مرزا محمد حسین کو لوٹ لیا میر واجد علی نواب کے
بڑے ساعی ہوئے جنابا علیہ نے کپتانوں سے سفارش کر کے بڑی جلد و جہد سے چھوڑا یا جناب
حاضر حضور جنابا علیہ و مرزا جہیس خدر ہوئے دو اشرفی نذر دی نواب سعیدالدولہ نے اپنے بیٹے
سے بھی نذر دوائی دوسرے دن چھوٹی و لاہتی بندوں اور ایک تلوار مرزا جہیس خدر کو دی۔
چند روز میں فضل خدا سے جنابا علیہ سے ایسی الفت ہو گئی کہ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے موصوفان کا دیر افکار
گذر اچھا علیہ نے انکی پہلی سے نسبت مرزا جہیس خدر کی تجویز کی مگر کوئی رسم عرفی مقرر نہ ہوئی
جمع خراج را اور سارے شہر پر حال و وقت و نسبت کھل گیا۔ ایک دن کسی انگریز نے کسی رومالی تحفہ
لائے اور ہر روز ایک تحفہ لیکر آتے تھے خالی ہاتھ نہ آتے تھے موصوفان نے انتہا سے وقت ناگوار
لیکے خارجہ کھڑے تھے۔ انے بن ترق کیا بلکہ تجویز کیا انکے ساتھ فوج کے کہیں مجبور یا چاہے مگر خراج
لے جانے دیا بدستور اپنے پاس رکھا کہ جب موصوفان کو خلعت زیادہ بڑی اور بہت خارجہ کھڑے لگا
جنابا علیہ کو سمجھا یا یہ بٹوے روپیہ والے ہیں ان سے بھی کچھ بھیجے مگر نہ بھجھا کاد جلتا نہیں معلوم
موت واجب نواب کو یہ کھٹکا ہوا اور اسے بھی راہ و رسم دنیا سازی بڑا یا چاہا موصوفان جب کچھ پائل ہوئے
نواب نے جاکر انکے بازو پر اشرفی باندھی جب اچھے ہوئے اپنے کچھ تلوار ایک و لاہتی بہت عمد ایک
ہو بڑی تیغ میر واجد علی کو دی اور بہت دنیا داری سے کہا میں تم اپنا جوتیلنگے ہمارے دشمن جاننا
ہیں انکا کہنا سننا کچھ سوار ہمارے ساتھ کرو و موصوفان نے دس سوار قیادت کر دیے بہت ورت کچھ

فوج انگریزی کا الہ آباد سے چھوڑنا شکست انار او کا ہونا

انار او شہر کانپور اپنی عیش عشرت پنج رنگ میں مشغول تھے اور دن پندرہ نہر اور ہوا و
مثل تگہ بند سی غم کی بھر فی جنگ نادر و خانہ مست ٹوٹے مارے کچھ لکھتو کچھ اطرات جو انکے رکھ رہے
تھے فوج جنگ سوار و پیدل و توپخانہ بھی تھی انکی غفلت و سرکشت فطرت و کیا سیدی بزماتہ فطرت و کیا
تھی بلکہ منظر و آواز اگر سنئے نواب یا کوئی اور صاحب یہ مصلہ اولو انفرم ہاتھ لگایا سے نواب سے اپنا حاکم

کہ یہ انکی بنائی ہیں اور مکان کرایے میں اپنی حفاظت میں رکھا ان سب نے اپنی داڑھیاں بڑی ہادی
تھیں کرتے مشائخی پیش گریبان پہنتے تھے سر پر عمامے بادامی ہاتھ میں تسبیح زیتون بڑے دانوں کی
بہر صورت جان بچی۔

احوال ولیہ الدولہ عرف مرزا حیدر

فوج باغی لے چا کہ مثل نواب منورالدولہ ولیہ الدولہ کے بھی گھر کو لڑیے یہ پہلے باخبر ہو کر آج
رفقا اور ملازمین تنہا ہر گز دیکر مسلح گھر میں بیٹھے رہتے تھے ایک مہینے تک خاموش بیٹھے رہے
یہ سامان جنگ دیکھ کر کبھی کسی کی جرأت نہ پڑی کاشکے منورالدولہ بھی یہی صورت کرنے وہ نواب
زیادہ شکاری تھے مگر مزاجت مشکل ہے ہر شخص سے نہیں ہو سکتا بعد اسکے حسب الطلب سرکار میں
گئے چنانچہ ہر روز واسطی طرح مسلح مع رفقا جایا کرتے تھے جہان اور امرا اہل ثقیفہ صاحبان پیشین
بیٹھتے تھے جابجا علیہ نے انکے واسطے نظامت صوبہ الہ آباد تجویز فرمایا تم فوج لیکر جاؤ وانا کا بندوبست
کرو انھوں نے عذر عدم واقفیت مالی وضعف تواضع سن پیری و پیش کیا موقوف رہا بعد اسکے
جب جنرل اوڈرٹ صاحب دہاکے کو آئے اسکے سات دن پیشتر انھیں خلعت جرنیل پٹالین نجیب
لمچکا تھا جب بھی انھوں نے عذر کیا تھا کچھ پیشرفت نہوا خود بھی کسی مورچے پر نہ گئے اور نہ کوئی
انسر نذر دینے کو آیا بہت غنیمت سمجھے خدا نے بہر حال بچایا۔

احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر

جب فوج باغی لکھنؤ میں آئی نواب ممتاز الدولہ مصلحت وقت سمجھا عنایت باغ جو گولہ گنج میں
تقریب بیل گارو تھا وہاں سے اپنے قدیم مکان گنگسی سوکل کے تالاب پر مع اسباب جا کر رہے چند روز
بروہن سن رہے تلنگون کے شہر سے بچے مگر یہ کب ایسا گھر چھوڑنے عنایت باغ سے کچھ اسباب لوٹ کر
لے گئے بعد اسکے نواب نے کچھ خرچ کر کے افسران فوج سے ایک گارو سوار اپنی حفاظت کو متعین
کر دیا باخرچ یومیہ انھیں ملتا تھا ورنہ پڑیل شہریت قند کی رکھو ادھی تھی مجاہدین مرد و خدا
نجوی سیراب ہو جاتے تھے مرزا قاسم بیگ داروغہ عنایت باغ ضریح لقرہ لاکھ روپیہ کی توڑ کر کے آ

تواریخ اودہ

الائے تھے اور پہلے پہلے اپنے آپ کو لیا تھا اسکے سوا فی تانگہ ۱۲ اور وینچہ سوار ۳۰۰ روپیہ کپتانی
 بجای کر لیا پانچویں رسالہ ارہزار روپیہ، اہواری لیا کرتے تھے اس کا حساب کچھ نہیں
 ان وجوہات سے حجازہ پہلی گارڈ کا طول مختص اپنا مقاصد سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ بعد
 خالی ہو جانے کے سرکار کی غرض سے کچھ نہ ہوگا تانگہ گین کے پاس فقط بندوق تو سدان افسر کے
 پاس نشا کرت کہ زمین بڑھ گئی تھی ان بلاؤں سے سوا شہر پر ایک اور آفت سادی نازل تھی کہ
 ابتدا سے ماہ شوال ۱۱۸۵ء سے ہوا یہ شہر شہر پر ایک اور آفت سادی نازل تھی کہ
 اس ہنگامہ میں کئی سبب سے بڑھ گئی تھی ایک کثافت شہر کو چھ بازار ایک کے متصل ہوا شہر ترقی
 پہلی گارڈ سے شہر پہلی آتی تھی انھیں مقتولین جو پایہ مرد و نماز انتساب ہرج اسد اور ان بار
 لی بوالہبے احتیاطی عوام ماکولات میں لکھوں کی کثرت یہ سب اسباب ترقی و قیام و باکی
 ج باغیہ دغاویں تھیں کہ ایک کو جیتا پھوڑتی پس جب ایسا خون ناحق کا دیا ہوتا اور خدا
 در رست سے تسلط صاحبان عالیشان ہو جانا توقع تھی کہ رعایا جتنی بچی یہ غبار اپنر نکلتا اور
 شہر کی رکھنے برابر زمین کر کے اسی صورت کرنے کہ کبھی گھاس تک نہ جیتی ہی مصالحت
 باری تھی کہ محصورین بلا موت نکل گئے خدا نے غرامے رعایا اور بے گناہوں پر رحم کیا کہ
 و دکھائی اور حکمت و فضل باطنی کو وہی خوب جانتا ہے اب صاحب بعیرت اس امر خوا
 رونا مل دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔

مرزا محمد تقی خان نیمبرہ نواب امیر الدہ احمد نیک جان وغیرہ
 شہنشاہ پہلے کو پہلے اہل و فلاح و متوسلین سرکار سے شروع کی چنانچہ ۲۵ ذی الحجہ روز دوشنبہ
 ہجرت شہادت بھائی سلطان مریم بیگم صاحبہ اور جوزف جو ہانس اور گدا ما و چوڑا
 رو کو مرزا علی رضا کو اوال اور محمد قاسم نے قید سے چھوڑ دیا وہ دولت گنج حسن علی خان
 ان میں جا کر رہے راجن صاحب بھی اسی مکان میں تھے پوشیدہ پہلے حسین بخش
 ان تھے تلنگے خوب نوٹ چکے تھے مگر جان سے بچے تھے پھر وہاں سے مرزا محمد تقی خان

مگر نواب پر شان گذرنا تھا یہ بھی سمجھتے تھے کہ دیری بھلائی کو کہتے ہیں نواب شرف الدولہ بھی
بظاہر خوف فوج اور باطن میں اپنے کینہ ویر نہ سے طرح دیتے تھے ارکان دولت بھی انکو ایک
رقم سمجھتے ہر سے تھے فی الحقیقہ اگر یہ سب بدلتا جیسے اپنی ناپاہری بنے گئے تھے اگر مرے پر کربا نہ ہوتے
خوب نامور بنتی بڑا کھسان پڑتا۔

ایک دن تلنگون نے بہت سخت سختی کا کہ راجہ طلب کیا نواب کی چھاتی پر ہانگ کا پا پر کھڑا
ایک تلنگیہ چڑھ بیٹھا۔ کہتے تھے ہم تجھے ایسی سختی سے مار ڈالیں گے تبیح سے تائیت تنگ کی
تھی حالت پاس ہو گئی تھی کہ اسے جان نہ بیگی۔ ہر چہ تلنگون کو ہر روز بہت کچھ دیا کرتے تھے
آخر شرف الدولہ جرنل موخان اور چھوٹی است کو بحساب رسدی دیکر مستعد سفارش جناب عالیہ
بقول چوہدر و زو خندل کند کار پیش۔ ان نے پہلے تماشاً دیکھا کچھ سفارش جناب عالیہ سے
سجناات و نوائی۔ نواب نے بود و باش مرزا ابوزاب خان کے گھر میں اختیار کی دو مرتے میسرے دن
جناب عالیہ کے سلام کو جانے تھے۔

جب سپاہ باغی نے حرم آزادی ظلم و تندی سے ماتحت نہ اٹھایا سب کو قیدیں ہو کر کیل گارو کبھی ان سے
خالی نہ ہو گا یہ اپنے واسطے فتوحات غیبی سمجھ کر مانتے ہیں وگرنہ یہ فوج جنگی ملنگیہ سوار تو پنجاب سے پاس ہزار
گو بار مالک محروسہ ایک لاکھ پچاس ہزار پانسو کوئی مہینے سے اولمچی ہوئی ہیں ہر شکل کو مثل شکل
داخلہ نہشت و باوا کر کے رہ جاتے ہیں اور ہر جمعہ کو بعد نماز شاہ جی کر جو باد پر باندھ کر بجاتے تھے
اور بد کے دن پہلی گارو سے و باوا ہو کر ماتحت ہزار باطلوم و بیگناہ کا خون ناحق ہوتا تھا اور
ہر روز و باوا سے ہر ایک نیا ندر و زمینیں ہوتا تھا کہتے تھے ہم کیا کریں سب انگریز سے ملے ہیں اور
ہر طرح کی لوٹ سے ہر شخص بالمال ہو چکا تھا لاکھ ایک کو نصیب ہوا جب ایک سپاہی مارا جاتا تھا
وہ مسر اوسکا مال لے لیتا تھا اگر کوئی اپنے کا خون یا راہ میں مارا گیا اگر کا خون میں بجو نہ زمیندار
نے چھین لیا تو نہ سپاہ لاکھ روپیہ مزارانہ منہ نشین ہٹھرا یا تھا اگر چہ وہ یکشت نکلا مگر کو کچھ نہا ہی
جو چہ منزل میں تھیں جنوں اسباب چاند، سوسے کا تھا بھلا ہوتا تھا مثل عرضہ انکی بالکی پانگ۔
مسری پانچ شانہ وغیرہ ہر قسم کا نقشہ گڈ و ٹرم کر دیا ہوا اسے کمی مہینے تک لوٹا کیسے سرکاری
پھر سے کو وقت لوٹ باہر نہال دیتے تھے وہ سب لاکھ پچاس تھیں کہتے تھے خزانہ سرکار جو ہر سال

بچا کر مکملہ درمکان درمکان چھپتے پھرتے بظاہر بد معاشوں سے جان بچنے کے واسطے
 بیسے منشی میر باقر علی نے مفتاح الدولہ سے جا کر کہا کوئی صورت نواب کے جان و مال بچنے
 کی ان ننگوں کے ماتھے سے نکالیے وگرنہ ہر طرح سے برباد و تباہ ہو سے جاتے ہیں کب تک
 اسے چھپتے پھرتے اور کہاں جاسکتے ہیں اونھوں نے اپنی رحم دلی نیکنامی نیکنامی سمجھ کر
 سید برکات احمد رسالہ دار کو سب طرح سے سمجھا کر کچھ دیکر رضامند کیا جب خاطر جمع ہو چکی منشی
 جی سے کہا نواب سے کہئے اپنے گھر چلے آئیے۔ دوسرے دن صبح کو رسالہ دار کو اپنے ساتھ
 نواب کے پاس بے آئے پھر نواب کو در دولت پر لائے جنا ب عالیہ کو نذر دلوائی خلعت و دشالہ و مال
 ملاہت سی تشفی فرما کر رخصت کیا دربار میں نسل اور ادا جاسے لگے فی الحقیقہ بظاہر باغبان کی زیادتی
 شر سے صورت عافیت معلوم ہوئی مگر مخالفت و نرسان انجام سے رہے افسر بھی اپنی گھاتین لگو ہو
 جب رسالہ دار گولی سے مارا گیا نواب مایوس ہوئے کہ جو کچھ دیکر رسالہ دار سے صورت عافیت
 کی پیدا ہوئی تھی گئی ۱۲۔ دیکھو روز سہ شنبہ نواب مالیت نواب سمجھا تقریب سیوم رسالہ دار میں
 مع رفقا با اسلمہ جا کر شریک فاتحہ خوانی ہوئے افسران فوج اپنے تعصب مذہب اور خلعت باطن سے
 وقت پار پہلے ڈھاڑی سے چھپرے شرع کی تقریر بڑھی آخر افسر کہنے لگے ہمیں خوب معلوم ہے کہ
 تمہارے مورچہ اسماعیل گنج سے سب کچھ بلکہ ڈال قلمی عام کی بھی جلی کار وین جاتی ہے شے اپنا
 مورچہ سیوا سنے و مان کیا ہے بظاہر ہمیں دھوکا دیتے ہو اسی قبل و حال سے نواب کو گرفتار کر لیت
 پیادہ پا اپنی پلٹن میں لیچلے اویس وقت اونکی خوش نصیبی سے جنا ب عالیہ کو خبر پھونکی چوہدرے
 اگر کہا انھیں اور کہیں نہ لیجا و در دولت پر سے آؤ جہنگ و مان پھونچیں راء میں بہت صورت
 خلاف پیدا ہوئی منشی جی نے اونکا ساتھ کچھ پورا وہ بپالائش میں آگئے جنا ب عالیہ نے فرمایا
 انھیں ہمارے مکان میں رکھو غرض جان نامہ کچھ مکان میں رہے پھرے تلنگے کے تھے ہر روز
 افسر اسے گفتگو و اطاعت و اگر تھی تھی لاکھوں مانگتے تھے رفقا سے جان نثار جو ساتھ تھے سب بھاگے
 فقط منشی جی آسمان غار رہ گئے مگر یہ بھی ہانستے تھے اگر نواب سے جدا ہو جاؤ گنا جان بھی نہ بچیں
 افسر سے کچھ ساؤ کر لیا تھا وگرنہ لال باغ میں انکا گھر بھی خوب لٹا نواب افسر دن کو جواب خط طائر
 و حرکت نہ ہو جس سے دیتے تھے منشی اپنی چال سے ہا کر جواب دیتے تھے اگرچہ وہ مصلحت نہیں نہوتا تھا

از سبب تعارف لکھنؤ نواب مظفر الدولہ اجل گرفتہ کے گھر اور یہی بہانہ قتل نواب کا ہوا شہر میں شہرت ہو گئی کہ صوبہ اودھ نے خزانہ بھیجا ہے دربار شاہی آہستہ ہوا ارکان و دولت حاضر ہوئے سفیر نے غدر شکنی راہ عرض کروا بھیجا بادشاہ دو پہر تک منتظر رہے خاصہ ہر شخص اپنی طمع نفسانی سے چاہتا تھا کہ دربار شاہی میں واسطہ سفیر بن آئے نواب زینت محل کے وسیلے سے تھلے میں ملازمت سفیر ٹھہری اوس دن دربار عام پر خاست ہوا مجلس میں سفیر حاضر حضور ہوا بادشاہ چاندی کی پلنگری پر بیٹھے تھے ڈور سے لگا کر تہ پہنے دولائی اوڑھے سفیر آداب سلام بجا لایا نذر دمی عرضداشت اشرفیان نذر کی گذر آئین بادشاہ نے ہنسل سے عرضداشت مزین بہ خط خاص فرمائی کہ فرزند ارجمند مرزا برجیس قدر بہادر شاہ اودہ آفرین ہو کہ چھوٹے سے سن میں تیرے بڑا کام نام کیا آئندہ پیچھے سے تمھارے واسطے مہر خطاب بھیجی جاگی خاطر جمع رکھو جو ملک قدیم تمھارا تھا اوس سے زیادہ عطا ہو گا بعد اسکے وہ عرضداشت و غلطی عنایت ہوئی رخصت کیا دوسری ملازمت میں باقی اسباب ماندہ تاج وغیرہ سب گذرانا اپنی خوش نصیبی سے رسید بھی اوس دن مل گئی ورنہ بڑی خرابی ہوتی۔

شب سہ شنبہ رات بھر فوج انگریزی سے اس کثرت سے بینہ ہم کے گوئون کا برساکہ اہل شہر کو یاس نکلی ہو گئی دو گھنٹی دن چڑھنے لگی کو گورون نے کشمیری دروازے سے دھاوا کیا داخل شہر ہو گئے یکدم سمر کے باغ میں مورچہ کیا چاندنی چوک بھی لے لیا پھلر ہستہ ہستہ ہر مقام میں بھاگا جب یہ بدورت ہوئی فوج باغی نوک دم سی بھاگ اہل شہر نکلے ان کے ساتھ سفیر بھی اپنی جان بچا کر بھاگے۔ ۲۰۔ محرم ۱۱۸۷ھ بادشاہ قلعہ سے مقبرہ ہمایون میں آئے اسکا ذکر تفصیل معہ کہ دلی میں آئے گا۔

عرض سفیر لکھنؤ پہنچا خرابی بعد طے منازل خوف ہم سلامت لکھنؤ آئے جناب عالیہ کی حضور میں رہ اسباب مرسلہ دمی اور جو کچھ بچا لائے تھے وہ داخل جواہر خانہ ہوا۔ عرض کیا دلی کا خاتمہ ہو چکا مومنان نے کہا اسکا ذکر نکرد فوج بیدل ہو کر بھاگیا گی۔

قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور اوکلی۔ مانی

نواب منور الدولہ کے گھر کا اسباب ظاہر ہی جب تھوڑا بد معاش لوٹ چکے اور نواب اپنی جان

بین و بچیں ہارے جاتے ہیں مگر امید و ارضائیت خسرو کے ہونے کی وجہ سے ہر ذی مسکراہ و حضور سے
میرے بزرگوں کے ساتھ رہی تھی وہی پرورش حضور کو میرے حق میں بھی پناہ ہے اور تجھے
تجھے دانتے خدام و ذوی الاثر تم کے گو کہ باقی حضور نہیں ہے حج و عمرہ شہادت گذشتہ ہوں سے
مگر قبول و مقدر ہے خود حضرت۔

تعمیل مشتاج الد و لد سے ایک کیسہ زین میر بہرین آبادی حرم حج محمد حضرت خلد نزل نہیں ہے
نامہ مر وادید گلو عم و جوزی انور تن سے۔۔۔ بزم گلی۔۔۔ صحت۔۔۔ بستند مر وادید۔۔۔
گفتہ مر وادید گلو۔۔۔ صحت۔۔۔ جمع صحت۔۔۔

ایک سو ایک ہشت فیاض سب سپر و سفیر ہوا اور کہ جب خطاب مرزا میر جس قدر کیا ہوا گئے غنت
پارچہ اور انعام بہت سا پاؤ گئے و نہر ار و سپہ خراج راہ سے ۱۰۰۰ سپاہی پلٹن جندرخان
کیدان ۵۰۰ سو اور و سپر اسی دو چو بد آ کر آئندہ ہر کار و اخبار و دفتر سو اور ۱۰۰ کسار ہم۔۔۔ نورش
مع خیمہ وغیرہ سب علمہ سفیر ہوا قدرت اللہ خان بیٹے میندو خان رسالہ اجنچین پروانہ شہ
دلی اخبار نویسی لکھنؤ کا ہجکا تھا وہ بھی سفارش نواب ساتھ ہوئے۔

۱۰۰ تیار شہر و کچھ شہر ہجری خیر آبادی راہ سے روانہ ہوئے، ۲۰ محرم ۱۲۰۰ء دل بچو بچے
راہ بین ہر منزل و مقام پر خوف لٹنے باریکانہ تھے ترمیدار ہر کانوں کا خو و خطا ہو گیا تھا، ان
سب طرف سے ہندو قریب مراد آباد بریلی و بلیج صاحب کے چھاپے کا تر خوف تھا چنانچہ پٹنلی و لاریج
اور آرا تہ پٹنلی اپنے رسوخ و خیر خواہی سرکار کے واسطے سفیر کو دوستانہ صرح دی کہ تم و بلیج صاحب
سے ملاقات کرو و ہشت آید بکا سمجھو اسکا نتیجہ اچھا ہو گا کیا عجیب ہے کہ کوئی صورت اصلاح تمھارے
سرکار کو واسطے بھی نکلے سفیر نے جواب دیا کہ یہ خیانت مجھے نہوگی مگر وقت مراحت البتہ مضائقہ
نہیں کہ اپنے موکل سے جا کر عرض کروں اور سمجھاؤں۔

غرض ان دونوں صاحبان عالی شان سے گڑائی پہاڑی پر پور ہی تھی فوج باغی کو براہ راست
ہو چکا تھا مستعد بھاگنے پر پور ہی تھی اہل شہر کو قید قتل و بربادی کا ہو چکا تھا یہ قافلہ کہنہ
سلہ شاہ ورسے بین وادرا ایک شخص کو دلی بھیجا جب پورشا کو تیرہویں گچھ فوج و جلوس کو مستقبال
سفیر کے واسطے حکم ہوا سفیر بڑی دہم و نام و تحمل سے راہ بین گولے گولے سے بچو بچو شہر کے

ملنگہ حسین آباد کو تو الی سپاہی ساتھ تھے کسی کو بندے نے یہ خبر مفصل فوج سے جا کر کہہ دی
پچاس سوار کو حکم ہوا سبکو گرفتار کر کے درویش پر ہے آؤ جب سوار بھونچے سپاہی جیتنے ساتھ تھے
صورت دیکھتے ہی بھاگے زینانی سواری کو درویش پر لائے احمد علی اور کو تو ال قید ہوئے
جب کورٹ میں رو بکاری ہوئی سبب عیال کے باہر پھینکے کا پونچھا کہ اگر خوف انگیز کیا تو مرگ
انہو سے کون سی صورت بنات عافیت کی نکال تھی یا حقیقت تھیں اون سے بلنہیں ساز
ہے اپنے بچاؤ کو حاضر رہتے ہو کچھ جواب شنائی نہ دیا اور جب ملاشی اسباب کی ہوئی کچھ مسرفہ
سرکار نہ پایا بلکہ جو اسباب ذاتی تھا وہ سب نصیب غازیان فوج ہو گیا دو مین دن کے بعد
جناب عالیہ اور نواب کی سفارش سے دو نوچھر کام پر بدستور مامور ہوئے۔ مگر فوج کو ان سے
کٹھکا ہو گیا۔

روانگی سفیر سرکار سمت دلی اور واپس لکھنؤ پھر آنا

جب فوج باغی ہندوستانی مرزا برجیس قدر سے مطمئن ہوئی اور فرمان شاہ دلی اور جواب خدا
فوج اسباب خاص میں آچکا افسران فوج امداد کان دولت میں صلاح ہوئی کہ دلی قدیم
سے دارالخلافہ ہے لازم ہے کہ کوئی شخص مقرر معقول سرکار سے تجویز ہو کر مع عرضداشت اور کچھ
ہدیہ بھی لیکر باعزت روانہ ہو چنانچہ جناب عالیہ نے مفتاح الدولہ سے تجویز معقول فرمایا انھوں
نے اس فقیر حقیقہ مولف کتاب سے کاماٹھے کہا مجھے کچھ نہ شاد کیا نہ منظور ہے آپ چاہتے ہیں
کہ دیکھوں حالانکہ اس سبب کمال کار آپ بھی خوب سمجھتے ہونگے مگر نظر نہاد و فلاح میرے یہ امر درست
آپ کو معلوم نہیں عباس مرزا بیٹے میرا احمد کے داماد مرزا الی بیگم مقرب جناب عالیہ تجویز ہوئی ہیں ابھی
جائینگے چنانچہ ہی صورت ہوئی۔ لبغارش مرزا الی بیگم عباس مرزا کو طلب کیا اور شاہ رومال کا
خلعت ہوا اور کہا تمہیں معتدوا میں سمجھا کہ بعد سفارت شاہ دلی بھیجتے ہیں پہلے انھوں نے نظر
باسباب ظاہر گذر گیا مگر پھر مرگ انہو سے سمجھا کہ قبول کیا تو اب شرف الدولہ باپ پر پختہ عیشت لکھا
حضرت ظل سبحانی علیہ الرحمۃ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ۔

اس خاکسار عقیدت نہاد کے کافران فرنگ کو یہ تیغ عید سے کیا چند کفار بد نہاد میل کار و مین باقی

ہر کر فوج انگریزی سے خوب لڑے اور بعض راجہ اپنی فوج لیکر لکھنؤ آئے اپنے پاس سے
خوراک دیتے تھے بعض کو سہکار سے بھی ملتی تھی اور یہ سب فوج ممالک محروسہ زمیندار
تعاقدار راجہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار پانے تھی اگر حقیقت اپنی لڑائی سے لڑتے بہت تھے
بشرطیکہ سپاہ باغیہ موافق ہوتی اور وبال رعایا نہ ہوتا۔

پچیسویں فرماں بہادر شاہ ولی اور امتیاز علی کورٹ فوج پاشی و عیسوی

۱۶۔ تاریخ شہر فروری چار شنبہ کو فرمان بہادر شاہ ولی وجواب عرضداشت سپاہ باغی یہ آیا کہ تمہیں
مرزا برجستہ در کو سند وزارت پر بٹھایا اچھا کیا مباد دولت بہت خوش ہوئے حسب دستور ۲۱۲۰
سامی ہلی اوسیدن سپاہ کو اپنے افسروں سے کچھ مظاہر سازش جانب مخالف پیدا ہوا اس
جست سے بعد تیل و قاتل صلاح یہ ہوئی کہ دو سپاہی پیدل سوار تو کو بچانے کے بھی دہل کورٹ
ہوا کرین اور ان سب جماعت سے ۱۲۔ اشخاص مشخصہ کو اختیار کئی دیا جائے کہ جس بات کو
یہ چار یار باتفاق کہیں وہ حکم جاری ہو چنانچہ اس اجلاس میں ایک صفت بن افسر دوسری
میں سپاہی وسط میں جرنل اور نواب صاحب بیٹھے تھے ایک دن صاحبان پارلیمنٹ نے یہ حکم دیا
کہ جو قوت حکم جرنل ہلی گار دے خالی کرنے کا ملے مہین نہار پانسو بیلہ ارٹے اوسکی صبح کو ہمس
خالی کروالینگے۔ دوسرے یہ کہ جو سپاہی سرکار کے کام پر مارا جائے پہلے اوسکا وارنٹ اوسکے
بدلے نوکر ہو اور اگر نہ ہو اوسکے عیال کی کفالت ذمہ سرکار ہو اور اگر کوئی شہر میں لوٹے حکم کورٹ
سے وہ مارا جائے یا اگر رعایا مارڈالے کورٹ سے اوسکا مواخذہ ہو۔ نواب صاحب اور جرنل نے
ان سب کو بطیب خاطر قبول کیا۔

ہر روز گویندے ہلی گار دے طریق مختلف سے پکڑے جاتے تھے اگر جہ تبدیل لباس میں صورت
سے ہوتے تھے اور انگریزی چٹھی نئے ڈھنگ سے چھپا کر اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت سے
اشتباہ سے بھی گرفتار ہو جاتے تھے اور طمع زر سے اپنی جان پر کھیلتے تھے۔

۹۔ تاریخ شہر دسمبر روز یکشنبہ عیال مرزا علی رضا بیگ کو قوال شہر اور محمد الدولہ میان احمد علی
مہتمم حسین آباد کے قریب پچاس مہین میانہ ڈولی کے باغ علی گنج سے روانہ ہوئے کچھ لوگ گاہ

مجھے ملے یہ باتیں انراہ فریب بگمیاہ اور موخان کی تحمیں اس واسطے کہ میرا ساز انگریزوں سے تیار ہے چنا ہوا یہ نے فرمایا میں اسکا جواب صلاح کر کے دوں گی مگر شرط تکمالی یہ ہے کہ ستیا دجا نقاشی سے ان کافروں کو قتل کر کے جلد بیل کا رو خالی کر دالو اور سوت جو کہو گے کروں گی بلکہ اس سے زیادہ اتنے میں کسی کپتان بھی آگئے راجہ کو خوب ڈانٹا کہ اگر تم یہاں آئے ہو اپنا مورچہ ہمارے ساتھ لگاؤ چنانچہ راجہ کا مورچہ شیر و رازہ اور اس صلیب پر بیٹھ گیا۔

حکمنامہ طلبی تعلقہ داران سائڈ سی سندیلہ وغیرہ

میں پروا سے ہمشون کے روانہ ہوئے کہ فضل خدا سے تیار ہے بہتر و وزیریک مابہ دولت و اقبال سے سند آبادی پر جلوس فرمایا اکثر تعلقہ دار اطراف و جوانب مع اضرب توپ واسطے سپاہ قلعہ فتح انگریزوں کے در دولت پر حاضر ہوئے انہما تحمیں بھی لکھا جاتا ہے کہ کوئی انگریز فوج اور ہلکا کسی گھاٹ سے تمھارے علاقے میں اور نہ نے پناہ سے جس طرح سے ہو مقابلہ کرنا اور بغور دیکھنے حکمنامہ ہدایہ فوج و توپ و دولت پر حاضر ہونا تاکید جانو۔

چنانچہ ایک پروانہ نرپ سنگھ باغی تعلقہ دار رہا دوسرا ہر دیو بخش سنگھ تعلقہ دار کشتری گہنہ سائڈ سی ضلع مالوانہ تیسرے دیو سنگھ تعلقہ دار راج پور پر گنہ ضلع مذکور کو گیا نرپ سنگھ نے دہر دھوت و سن افام اور عرضی سپاہی کو دھکے کروانہ کیا کہ پروانہ کرامت نشانی حضور شہر اجلاس مالی آیاسہ فراز و ممتاز کیا اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور اوج اداوت ولی پر فائز کرے خانہ زراو کی گنہی سے علاقہ انگریزی قریب نقطہ وریا سے گینگ در میان ہے اکثر ہر کارون سے خبر عور انگریزوں کی سنی جاتی ہے خانہ زراو کا آنا صلحت وقت نہیں ہے انشاء اللہ اگر کفار قصد عبور گنگ کرینگے اقبال ہر کار سے مقابلہ کر کے قتل کرونگا۔ واجب تمھارے کیا۔

ہر دیو بخش نے ۱۲ روپیہ دینے میں دن تک سپاہی کو رکھ کر رخصت کیا ہاکھن سنگھ مہندار بانگر موہیر غلام جعفر مہندار عثمان پور میر عالم علی زمیندار بانون علاقہ سائڈ سی بھیکیتان زمیندار بھولی علاقہ سلون وغیرہ حاضر ہوئے وجہ انکی غیر حاضری کی معلوم نہیں اور بعض ۱۲ جج شل لال ہنوت سنگھ کالے کانکر بابا گلاب سنگھ تعلقہ دار زول علاقہ سلطاپور وغیرہ ہمارا چکاہ اور

جواب۔ راجہ نے معرفت اتا پر شاد اپنے مختار کے جواب بھیجا کہ میں شہر اٹل سے حاضر ہوں گا۔
 پہلے یہ کہ شراکت تلنگان کی نہ ہو سے میں تنہا نیلی گاڑتے ہو کر لوٹا دوں گا۔ کوئی تلنگانہ بجز
 دست اندازی نہ کرے گا۔ میرے بیٹے میں بہت سے تلنگانے رہتے ہیں مجھ کو یقین ان کی
 غلامی کا ہے۔ تیسرے جتنی فوج میں لاؤں ہر کارا و سکار و پیا اور خرب و دست اسکے سوار زمین
 میں وقت حاضر ہونے کے تھیلے میں عرض کروں گا۔

حکم ہو اور وقت حاضر ہونے کے موافق تمہاری مرضی کے عمل میں آئیگا۔ قصہ مختصر راجہ ۴۔ نہار
 سپاہ کو ماتمہ سے حاضر ہوئے ۵۔ نہار۔ دو رستہ راج کھار بڑے بہادر ہوتے ہیں فقط تا اور باندہ
 ہیں اور وہ نہار پاشو نجیب وغیرہ زمیندار ساتھ تھے آلات حربی مثل لوکے کے تھے اور کی صورت
 یہ ہے کہ کھار مٹی کا مجوف بناتے ہیں وہ جہاں بھونچتا ہے بھونچتا ہے باروت اور میں بھر کر
 ایک طرف فلیتہ لگا کر تلخہ لگا رہی پر پھینکتے ہیں اور اسکے ٹکڑوں سے آدمی زخمی ہو جاتے ہیں چنٹ
 پر اگر ٹھہرے جب فوج اور کئی مضمون عرضی اور شہر اٹل سے واقف ہوئی گزری بہت برا بھلا
 کہنے لگی اور کہا کہ اگر بے مرضی و صلاح ہمارے آویگا ہم سب دے دی چلے جائیں گے اور کہیں گے کہ جو
 لوگ انگریز سے ساز رکھتے ہیں وہ سب برجیس قدر کے پاس جمع ہیں اور موت راجہ نے اپنا کول
 اور آؤ سنگیہ پیاں سنگہ زنگھنا تھ سنگہ گھنڈی سنگہ کپتانوں کے پاس بھیجا ۵۔ نہار افسر اور سید
 برکات احمد رسالہ دار کو جو جنرل فوج تھے بھیجوا دیے۔

بھر کورٹ ہو آخر حکم یہ ہوا کہ راجہ جے ال سنگہ نے پڑا کہ اگر آویگا سوا بے اطاعت کے وہ جہاں
 کیا کر سکتا ہے اسے بھی کوئی مورچہ دید یا جایگا شہر میں آنے دو عرض راجہ اپنی دہوم و نام سے
 در و دولت پر آئی حاضر ہو گیا علیہ و مرزا برجیس قدر ہوئے ۱۱۔ اشرفی نذر دین خاں و وشالہ راجہ
 مالہ راجہ نے عرض کیا اگر ارشاد ہو کوئی تیسرا نہ تو کچھ عرض کروں جناب عالیہ نے کہا مہو خان میرا جید
 میرے خیر خواہ ہیں خلاصہ عرض کیا یہ تلنگانے بلی کار و زمین خالی کر سکتے یہ فقط میدان کی لڑائی جاتے
 ہیں ہم لوگ گڑھی خالی کروائے میں شاق ہیں مجھے سیکڑوں گڈھی تلب خالی کر دالی ہیں
 بلی کار و کی کیا اصل ہے ایک دن میں خالی کروالو گنا شہر طیکہ کوئی سیرے ساتھ دلاؤںے کو چلے
 گرد و شہر طین ہیں اول یہ کہ بلی کار و کی ایک طرف فقط میرا مورچہ ہو دوسرے علاقہ نہیں آتا

منجملہ بیگم خواہر نواب۔

محکمہ بخش داروغہ۔

چندی۔ ہمارے گڑھ ہمارے دیوان قشی و نواب۔

اہل شہر سے بد نعایت۔

غلامیہ پر روپیہ پہنچنے پر فوج و غیرہ بین سمیت صرف ہونے لگا اور سرکار کو اسکے بے تکلف
نکلنے سے بڑی خوشی ہوئی مہموخان کی بھی بڑی قدر اس جہت سے ہوئی کہ مالک سیاہوید
ہوئے ایسے روپیہ میں خدا کیونکر برکت دیتا۔

زمیندار علاقہ دار مالک محروسہ مع فوج جو کک کو آئے

زمیندار علاقہ دار اطراف لکھنؤ مع فوج کو مار حاضر در دولت ہوئے۔

راجہ دیوی بخش سنگہ گونڈہ کاراجہ۔

آئندہ اور خوشحال غیرہ زمیندار علاقہ دار گوشائین گنج۔

راجہ سنگہ ارشن زمیندار سمروٹہ۔

سیچرام بخش زمیندار سمروٹہ وغیرہ۔

راجہ لال مادہو سنگہ بہادر علاقہ دار گڈوایشی۔

راجہ بیٹی مادہو بخش سنگہ بہادر علاقہ دار میواڑ۔

مشمت علی چودہری سندیلہ۔

مہر صاحب علی چودہری رسول آباد۔

رگناتہ سنگہ علاقہ دار کچور گاؤں علاقہ دلو بریلی۔

کلوخان کارندہ علاقہ دار نان پارہ۔

راجہ مان سنگہ بہادر کو کئی قطعہ حکم نامہ اس مضمون سے گئے کہ تم انگریز سے بیہوش سے لگ کر

تسے جیسا کہ تمام اسباب زر نقد کو اسرات اور کاتھار سے پاس ہے فوج سرکار آتی ہو تمہاری

برخ و بنیاد متادگی ورنہ جلد سرکار میں حاضر ہو۔

سکہ زبر سیم در چون مهر بدر پیر دین میرزا بر حبس قدر + ایضا - سکہ زوا فضیل حق
براشتر فی مهر و بدر + اختر سلطان عالم میرزا بر حبس قدر + خلاصہ خوشامد سے ہر سکہ سہ سو سکہ ہو کر
مگر اسرون کے نانا کہا کہ سکہ شاہ دہلی کا پڑ گیا پھر صلاح ہوئی کہ نہیں معلوم وہاں اسکا اور کون
سکہ پڑا ہے بہر حال قدیم سکہ شاہ عالم کا پڑنا چاہیے پہلے اس کے متعم مفتاح الدولہ ہوئے ہوں گے
آغا نجف کشمیری داروغہ نواب مشوق محل ۷۱ - ہزار پر اجارہ لیا نواب مشوق محل کا اسباب بچہ
اور اہلکاروں نے ملکر خوب لوٹا۔

جب قلعہ خیر روپیہ کی ہوئی شہر میں مالدار گھر تا کے پہلے وزیر خان محمد بخش داروغہ حضور عالم
پکڑ آئے اور پھر سختی کی کہ روپیہ بتاؤ جو اب دیا کہ تمام گھر نواب کا پلٹن نادری اختر فی زلوٹ لیا۔
ہماری دانست میں اب کچھ نہیں ہے غرض یہ دونوں قید ہوئے پھر گوئندے گھر کے بھیدی خبر
لائے کہ ہم نواب کا گھر کا حال خوب جانتے ہیں جہاں روپیہ ہے مموخان نے انھیں فیصد سات روپیہ
دینے کو کہے بعد اسکے رات کو مموخان راجہ جے ال سنگھ دوست خان حیدر خان بجائی مموخان کے
خبر کے ساتھ نواب کے گھر گئے محلسہ میں ایک صبحی کو کھدوایا پانچ لاکھ روپیہ نکلا۔ ماتھی جھکڑو
رکھ کرے آئے جابجا لیکھ سے مموخان اور راجہ نے عرض کی ہم سے زیادہ کون آپکا خیر خواہ ہوگا۔
ابھی اس سے زیادہ خیر خواہی کر نیکی بہت خوش ہوئیں تقریف کی خلف دیاراجہ محروم۔ نا
مموخان نے گوئندی کو ایک کوڑی بھی ندی اپنے عزیز و نکا و مان پہرہ کر دیا اس میں کچھ سب
مال مال ہو گئے اور نواب کے متوسلین کا نقد و جنس بھی سرکار میں ضبط ہو کر آیا جسکی تفصیل
موجب یادداشت مفتاح الدولہ یہ ہے مگر بعد فتح کے ان سب کو بھیک مانگتے دیکھا معلوم نہیں
اس چوری سرزوری کار روپیہ کیا ہوا۔

نواب کے گھر کا نقد و جنس وغیرہ۔
نقد ۱۴ - لک اشتر فی سمے - طلا، رظروف، نفروغیرہ و لکھ جواہرات و لک۔
متفرقات - لک۔

انچھے صاحب داماد نواب۔
میر احسان علی خان داروغہ دیوانہ نواب۔

در نہ اس سے زیادہ شہر لئے گا اور جو شرافتوں کی شکل میں سب خفیہ اگر تیرے سے ملے ہیں ان کو ہم بیک پہلے مار ڈالینگے۔ غرض کچھ بنا اور مہینے تک شہر ہر روز لٹا رہا۔

تعلقہ آرزاجہ جو کلک کو آئے تھے

سب سے پہلے فوج پر معاش کے ساتھ خان علیخان شیخ حسین علی کارندہ نواب علیخان تعلقہ احمد آباد سات تھرا گوار سے آئے چکر والی کوٹھی میں اترے درگچے سنگہ تعلقہ دار مونا وغیرہ پانسو سے بوجب کلنامہ مذکور شی محمد حسین قدوائی ۳۰ سو راجہ اٹھائے گا۔ ۳۰ سو میرا والا حسین نویندار رسید پور ۴۰ سو سے آئے۔

پھر انسران فوج نے حکم مذہر تعلقہ دارون کو بھیجا کہ جو سرکار میں مع اپنی فوج کے حاضر ہو گا زمینداری اوسکے پٹیت کو ملے گی فوج وہاں چھوٹکار اوسکی سیج و دنیا کو شادیگی اور جو حاضر ہو گا علاوہ معافی مستمر بعد مستحیل کار و جاگیر پائے گا۔

طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے اور لوٹ جائے نواب علی نقی خان غیرہ

جنا ابالیہ کے پاس زر نقد ۲۰ تھرا روپیہ تھا جب وہ خیرچ ہو چکا مفتاح الدولہ سے طلب خزانہ کیا عرض کی میں پہلے عرض کر چکا ہوں اور حسام الدولہ مموخان کو کوٹھ بھی لکھا دیا ہے خزانے میں سوائے چاندی سونے کے اسباب کے زر نقد نہیں ہے پھر یہی وقت خیر خواہی ہے تمہارے بزرگوں سے خیر خواہی ہوتی چلی آئی ہے اگر یہ سلطنت قائم ہے تو روپیہ بہت سا ہو جائے بہتر ہے اس وقت میں کام آؤ خزانہ بناؤ۔ ورنہ مموخان بہت تنگ کر گیا عرض کی میرے بھائی مال سب کار کی ہے خدا جانتا ہے خزانہ نہیں ہے البتہ اسباب چاندی سونے کا قریب ۳۰ لاکھ کے ہو گیا وہ حاضر ہے آئندہ کار قید یا قتل کرے بہر صورت میں حاضر ہوں پھر جناب عالی سے بہت سا سمجھایا آخر کنجیان اوسے لیکر صلاح ہوئی کہ نکال جایا کر وگر سکے کے نام کا پرے کسینے واجد علی شاہ کسینے ہمارا شاہ کسینے جو ان سخت کا نام لیا وہ ہے۔ نصارا پتہ تھرا خالی اگر انہو ان سخت سلطان دہلی ہوا بعض نے یہ کہا یہاں سکے بر جیسی چاہیے۔ وہ یہ ہے

دیکھا ہوتا ہوا جب مورچوں پر چھوٹے روٹی کے گٹھے جا بجا رکھے تھے ان کی آرمین دناؤ کیا زیر دیوار
 بیلی گارو بھونچک دیوار کھودنے لگے کہ اس راہ داخل ہو گئے جب اودھ سے ہم کے گولے کا مینہ
 برسے لگا نہزار تا قیام ہو کر جل کر بھاگے پھانک پر بیلی گارو کے ہزار مارے پڑے ہر کارمین و فوٹہ
 ایک ہر کارہ خبر لایا دناؤ پیش ہو گیا سب انگریز مارے گئے تھوڑے سے گولے ایک مکان میں
 چھپ کر گولیاں مار رہے ہیں اسباب سب دناؤ کاٹ رہا ہے کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسباب لوٹ
 سنے بچے ارکان دولت یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے آپس میں عید بھج کر گلے ملنے لگے نامرد تلووار پکڑ کر
 اکڑنے لگے موجھوں کو بل دیتے بیلی گارو کو چلے آپس میں مبارکباد دینے لگے کوئی کہتا تھا اودھ
 کھود کر بڑا مالاب بنایے کوئی مموخان سے کہتا تھا اسکا ستیج باغ بنوائے گا۔ دوسرا ستیج گنج
 کہتا تھا کوئی کہتا تھا برجیس گڈہ نام رکھیں گا دوسرا بھانگنے کی خبر لایا یہ سنتے ہی مطلقاً ہر گیس
 ایک دوسرے کے بھانگنے میں اوجھگر کرنے لگا کوئی کوٹھری کوئی چار پائی کے نیچے چھپنے لگا جو
 حکم جنا بعالیہ دروازے فیصلہ باغ کے بند ہو گئے گورون کی سند راہ کو تو پین لگائیں تانگہ نیچے
 بیان سے زیادہ مارے گئے بہت سے چھینچھلاتے غصہ کرتے گالیاں بکتے شہر کو چلے کیسکو گو مندہ
 کیسکو وثیقہ دار کھڑوٹھنے لگے دکانیں خراب بازار کی لٹنے لگیں سپاہی کو توالی کے جو خطے
 کو تھے انھیں گوندہ کمر قید کر دیا خانہ بھیج دیا مٹھائی جو گسی تھی کھاتے جاتے تھے اور کہتے
 تھے شہر دے سب وثیقہ دار مین انگریزوں کو خیر دناؤ سے کی بھونچاتے ہیں ہما جو جادو سے بھگو اتے
 ہیں اگر یہ لوگ رسد وغیرہ بیلی گارو میں نہ بھونچاتے انگریز فاقون سے مر جاتے خیر کیا ہم
 بیلی گارو خالی کروالینگے کہاں جاتے ہیں اور طرفہ ماجرایہ تھا کہ افسر نظام ہر لوٹ کو منع کرتے
 تھے گالیاں دیتے تھے اور اپنا حصہ بھی اون سے لیتے تھے۔

جب لوگوں نے خبر لوٹ مرزا برجنیس قدر سے عرض کی ایک دن سب افسر اور تانگوں کو بلوایا آپ
 کھڑے پر سوار ہوئے ۲۱ توپ سلامی کی چلی آہستہ آہستہ چلے سپاہ کو سمجھانے لگے کہ اسے ہما
 ہم تم سے بہت خوش ہیں خوب لڑنے ہو مگر مین ایک بات کا رنج ہے کہ تم شہر کو لوٹ رہے ہو اسے
 متو قوت کرو ورنہ سب رعایا بد دعا کر گئی افسروں نے وسیعہ سے عرض کی جنا بعالی اب شہر
 نہ لٹے گا تانگے جو اس وقت حاضر تھے کہنے لگے آپ ہمارے بیٹ کی خبر نہیں لیتے کہاں سے کہا میں تنخواہ

نواب سلطان جہان محل بھی انکی شریک تھیں کہما کہ تم طبعین سے اچھی رہیں تمہارا بیٹا بادشاہ ہو اسباب کہ مگر ہم سب سے وراثت ہوئی جاتی ہیں کل خون نگاہ ارادہ منہ ہے اب تمہیں انصاف کر دیکھو بادشاہ اور محلات وغیرہ جتنے کلکتے میں ہیں زندہ بچینگے یا سب بھانسی دیے جائینگے ایسی سلطنت کو جو بچھے میں تو الودنا بعالیہ سے برہم ہو کر ابدی معلوم ہو نہ سب ہمارا پڑا جاتی ہو بلکہ اس سلطنت کے ہونے سے ملتی ہو مختصر یہ کہ اس وقت اسپین ایسی ملی گئی تھی کہ جہاں باسیہ برجیس قدر کو بیکر اندر کے والا ان میں چلی گئیں۔

دوسرے دن جب افسروں نے یہ خبر سنی کہ کچھ کہا یہ سب محلات انگریزوں سے ملے ہوئے ہیں کیا سب جمع ہو کر یوڑھی پڑائے کہ ہوں کچھ عرض کرنا ہے جہاں بعالیہ چلن کے پاس آئیں حاضر الوقت نواب شرف الدولہ موخان میرزا بدعلی جو لوی میرزا دسی مولوی محمد حسن جو اہر پلیمان صاحب تھے اور ذوالناظر وادے پڑائے جاسے کے منع کھڑے ہوئے افسروں نے عرض کیا یہاں کے سب آدمی انگریز سے ملے ہیں اور ہمیں ہماری تمھاری خرابی ہے پھر کہیں ٹھکانا نہیں اب سب طرح بتانا واداکر کے چلی گا وہیں گھسی بنگلی رام چاہے توکل انگریز نہیں یا ہم نہیں جینک بیل گاؤں فتح نہ کرینگے تنخواہ نہ لینگے مگر شربت پانی وادے کے وقت پھونچنا ضرور ہے ہمارے برہمن پندت اپنے علم نجوم سے کہتے ہیں کہ برجیس قدر کی سلطنت کلکتہ تک ہے بڑا صاحب اقبال ہے اچھی ساعت میں گدی پر بیٹھا ہے اس ساعت سے پچاس برس تک ترقی اقبال ہے زوال نہیں جہاں بعالیہ نے فرمایا چپکے چپکے بائیں کرو اور محل بھی یہاں موجود ہیں اور ہمیں ساز انگریزوں کا پایا جاتا ہے انھیں اونکا قتل ناگوار ہے افسروں نے کہا جو ایسے محل ہوں انھیں محل سے نکال دو کسو اسے اونکا دودھ ہمارا دشمن ہے فرمایا بدستخند میرزا سب انکی اسٹے کی جاگلی بھی موقع نہیں ۲۰ جولائی ۱۷۵۷ء افسروں کے نام حکم چھوڑنا کہ سب افسر اپنی پلٹن کے کل چار گھنٹہ کی رات رہے بقواسد سکسٹین چلی گا بین جائیں اور اپنی اپنی مہنی کا افسر پادھو کے وقت وادے جو مارا جاسے تلنگا لائن اپنے عزیز کی نہ اونٹھائیے کہار ڈولی بے پیچھے رہیں وہ اوسپر اونٹھا لینگے اور چینیہ مٹائی کی ٹوکری دفت وادے کے ساتھ رہیں محل بازار ہر چیز موجود ہے۔

۳۱ جولائی کو سب فوج مع احمد اللہ شاہ فقیر وادے کو لیا ہو کر ملی شاہی کے آگے نقیب لہجہ تھا

انتقال چیت کشتن بہادر

جنرل لارنس صاحب چیت کشتن بہادر اول ورجہ قدیم کوٹھی نہ پڑتی ہیں مشنوا تخریتھے صاحب سکرٹر کو پر صاحب کچھ تحریر دکھا رہے تھے قلی باہر سے ڈور می ٹکھے کی کھیچ رہا تھا کہ رونگٹہ ایک کولہ قلی کے سر سے صاحب کے دونوں پاؤں پر سے ہو کر گوشت غصاب لیتا جا گیا باہر گر پڑا اس صدمہ ناگوانی سے تین دن صاحب جیتے رہے آخر ۱۱ جولائی ششہاء کو انتقال کیا گبنس صاحب کو اپنا قائم مقام کر کے کہتے ہیں کہ وقت آخر صاحب نے اپنے ملازمین کو بلا اپنا غنیمت ہم غنیمت چاہا اور رخصت کیا گرچہ تین دن ہوئے بعد ہفتہ عشرہ امنی صاحب جو ڈنشل کشتن ایک دن صبح کو مورچے دیکھتے پھر تھکے ناگاہ ایک گولی فضا کی آبی مر گئی محصور بن سکی گوٹرا صدر مراد حالت یاس ہو گئی کسو اسٹیلے یہ دونوں صاحب بڑے مدبر و منتظم تھے یہ بھی صاحب نے چیت کشتن گبنس صاحب کو قبول نہ کیا کسو اسٹیلے کہ وقت حار بہ صاحب فوج متفق و منقاد ہمدہ جلیلیہ ہوتا ہے صاحب سول یعنی نظامت نہیں ہوتا چنانچہ طریق سے کئی عجبیاں دودیاں اس باب خاص میں لکھی گئیں آخر گبنس صاحب مصالحت و فتنہ بچھا سٹوٹی ہوئے یہی صاحب تھا

وہابیوں کی کار و وغیرہ سوانحیات

ایک دن مشہور چاکر کل سپہ سون فوج باغہ پہاں ہمارے بہرہ وادار کیا احسانان محصور کو زیر نیغے گئے اور ومانی زمین کھود کر برابر دیلی اور جتیا کہ کیلی دوسرے کام پر متوجہ ہوئی اپنا کھانا پینا حرام کیا یہ کسو اسٹیلے کہ دن رات اس کے عرصہ سے یہی کار و فتنہ نہیں ہوتا یہ تو ایک گٹر کا کام ہے جب یہ گٹر و صاحبات محل ہوئی آپس میں کہنے لگیں کہ جس وقت یہاں سکا توئل کیا جتنے کلمہ تین تین ان کی جان کا ہیکر یہی ایک سنے کہا اوپر کیا موقوف ہے ہم تم بھی نہ بچنے کسو اسٹیلے کہ انگریزوں کا حال مثل گھاس کی جڑ کے ہے جتنا کا تو اتنا ہی بڑھتی ہے غرض نواب فتح محل ہمدی ہیکر نہ پڑاں نواب سلیمان محل نواب شکو محل نواب فرخند محل یاسمن محل محمود محل احمد کئی محل سب جمع ہو حضرت محل سے کہنے لگیں اور نواب محمد محل

پنلی گارو کے موزیوں کا

آخر میں چاندن اور رات تک طرفین سے منہ گولے گولیوں کا برستار باجمہ کے دن وقت عصر
 احمد الشہ شاہ نے دیا کیا پہلی گارو کے زیروار پھاٹک پر جا پھونچا اوسوقت محصورین پہلی گارو
 کہنے میں کیا اوسوقت ہم سب کو یقین اپنی ہلاکت کا ہو گیا کوساٹے سپاہی گور سے ہندوستانی
 جتنے یورو جو پرتھے کہی دن کے علی الاطلاق لڑنے سے تھک گئے تھے انھہ پانوں کی سبکست
 جاتی رہی تھی خصوصاً ہم کاحال غمناک اور سراسیمگی اوسوقت کے بیان سے باہر ہے سب کے سب
 تیغاً نیز تلوار صاحب کے خوف سے جا کر حچپین اور موت ہر ایک کی نظریں پھر گئی شاہ جی پھاٹک
 کی آڑ میں اپنے بھائیوں کو پکارا کیسے کہ میں اس حملے میں ان سب کا کام تمام ہے مگر کسلی جرات
 قدم سے قدم بڑھائی گئی و نعتہ ایک بھگت گولہ اوپر سے آیا لاچار کہتے ہوئے شاہ جی بھاگے
 بس محصورین کو یقین اپنی فستح و غصبت کا ہو گیا پھر پھر پھر سب کا دل پھاٹک پر گیا تازہ دم ہو گئے
 بعد کسی دن کے فوج پانسی نے غدار اپنی صرف میگزین جہاں کا کیا اگر ہم سب نعتہ اور ان
 بروقت ضرورت آہٹا ہین میسر نہ ہو گا اور نہ کچھ کام بن پڑیگا ہترہ تہہ کہ اب سرکار سے نہیں ملے
 بس اب غدارات بار و پہلوئی کے شروع ہوئے اور ہر روز وقت بدلے تانگے غول کے غول ہم ہمارے
 کہتے جاتے تھے تھیں تھیں بائار کی دوکانوں میں جا بجا مقامات میں من منفرق بیٹھے تھے وفالی داند
 بجا کر بھیجے گئے تھے تھیں تھیں سب کو گالیوں دینے تھے بہت سے جمع ہو کر ہوری پر آتے تھے مرزا
 برعکس ہمد کو مہل سے بااثر لٹنگے لٹکے لگاتے تھے کہتے تھے تم تھیا ہے باپ کی طرح غافل و بجا مان
 اپنے شہر والوں سے ڈرتے رہتا اگر تم خراب ہو جاؤ گے۔

ایک دن تلنگے نہیں روپیہ کا اسباب کھین سے لوٹ لائے موخان نے لے لیا اور وہیہ انعام دے
 آفرین و شایان کسی اس لوٹ کو داخل سرکار کیا اس طرح نواب ممتاز الدوار کے گھر سے لوٹ کر تقریباً
 پچاس ہزار روپیہ کا لائے موخان کو دیا اور کہا یہ منہ شہدوں اور اور گھروں سے لیا ہے اسکا
 انعام لانا غلامین رکھو دیا بعد اسکے نواب افسر و صاحب کے گھر کا اسباب لائے ہر چند صاحبان
 نے سمجھا یا کہ تلنگے پہلے اور دکان گھر لوٹ چکے ہیں یہ قدری دلیل انکی اوقات میری کو رہا ہر مونس

خلافت دیوانی، داراجہ بالکثرین کی یہ صورت ہوئی کہ انھوں نے پہلے بہت سارے سرپیش
کیا کسو اسلئے کہ وہ از روئے رقم سیاق نسبت نواب کے زیادہ تر غوغاںک تھے اور اپنی فہمیت
اور نفوذ آبرو سے افسران فوج کو بہت کچھ دیکھکے تھے اس جہت سے اور کما گیسر لوٹ سے
بچ۔ اتنا ناگرجب انکا نہ لینا خلافت دیوانی کا افسروں پر گہلا سمجھے کہ یہ اگر نہ سے۔ علیہ ہوسے ہیں
خلافت کو نالائقی ہے آج بہر صورت اونکو خلافت دینا چاہیے اگر نمانے گھر لوٹ لیجیے خیر
ہا۔ ا۔ ا۔ کہ ایک دوست نے مفصل آن کر کسی غرض جب اور بار میں آئے افسروں نے کہا یا
خلافت دیوانی کو قبول یا انکار کرو ہمیں معاف نواب دیکھیے انھیں کچھ نہ پڑا۔ اور خلافت نہ
تیسرا خلافت کو تو ولی مرزا علی رہنا بیگ۔ چوتھا میرزا حسین مہتمم روئے کو۔ پانچواں خلافت
جبر علی حسام الدولہ بہادر کو پھر مل اور بارہ مرزا برہنہ۔ فقہ حضرت کل شہنشاہ محل کو نذر کی
نشی کچھ ہی خاص امیر حیدر داروئے دیوڑھیات سیر واجد علی مہو خان، الملقب علی محمد خان
بہادر داروئے دیوانی من موی بعد چاروں کے اور چار خلافت نکلے ایک اخبار ملکی دوسرا اخبار
دیوڑھیات سیر، اخبار تحصیل چوٹھا دیوڑھیانہ کا واسطے مہو خان کے چنانچہ اخبار ملکی محمد حسنان
واما د نواب شہرت الدولہ کو حضور تحصیل محمد تقی بھنجان خیر سے بیٹھے نواب کو اخبار شہر میر واجد علی
سے آغا بخت تھے بانسرا رہا اخبار دیوڑھیات لیا۔

حکمران صحیبات تمام ارزینداؤں کے نام اس مضمون سے جاری ہوئے کہ ملک آبائی ہا
تہا سنے پڑے جاوے گا کیا دفع کفار فرنگ اب لازم ہے کہ باہم شریک ہو کر یا قیامدگان ہیل گارو کو
قتل کرو اور ہاوری دواشار اللہ اللہ سے پیشتر سے زیادہ پرویش ہوگی انعام و جاگیرات وغیر
اسلئے کا بلکہ جو اونکو قتل کرے گا نصف جمع اسلئے علانہ کی معاف ہو جائیگی۔

جبر علی حسام الدولہ کو حکم بھرنی ۱۳۔ پلٹن عجیب کا ہوا کہ فی پلٹن پانسو پچھتر عجیب بھرنی
ہوں چنانچہ خان علی بھنجان جبر علی کے بد سے جائزہ دیکھتے تھے اونکی غمخیز رہے۔

نمان علی بھنجان دو پلٹن پیارا صاحب بیٹھے میر یوسف داروئے میر عہد علی۔ امیر بھنجان۔
میرزا حسین جواہر علی بھنجان بلال۔ اعجاز علی بھنجان قائم علی۔ بہادر مرزا۔ صفر علی محمد حسنان
پہلے ۳ پلٹن جو نو کر پویش مہو خان نے کئی کئی بار ان کو قتل کر کے اپنی شوق بھرنی کیے۔

تجویز نائب دیوان و تقسیم خدمات وغیرہ واحکام کورٹ

الفرض باب نیابت و دیوان میں کورٹ ہو اگسینے جنرل حسام الدولہ کا نام لیا کسینے نواب اللہ
کا انکے نام پر سب گمنائے کہ اسے ہمیں ابھی سمجھنا ہے نواب شمس الملک نے مفتاح الدولہ سے
کہا کہ تم سب طرح سے لیاقت رکھتے ہو اس عہدے کے سزاوار ہو کیونکہ میں قبول کرتے عرض کی
مجھے منظر زمین پھر فرمایا عہدہ جنرلی قبول کرو تمہارے چچا قبائل الدولہ اگسینے جنرل بھی ہو چکے ہیں
تم سے زیادہ کون واقفکار ہو گا جب اسکا بھی انکار کیا پھر مستور ہو چکا کہ تمہارے نزدیک کون
اس عہدے کے لائق ہے عرض کی شرف الدولہ بھی ابراہیم خان سے بہتر کوئی اور نہ ملے گا اس
عہدہ جلیلہ کا نہیں ہے خلاصہ جب کورٹ میں نواب شرف الدولہ کا نام لیا سب نے اتفاق مانا
کہ انکی کارگزاری البتہ بریکنگ می مشورہ ہے جو ابراہیم خان نے کہا دو سنتی ہے اور کا
نائب ہونا اچھا نہیں تمام خان نے تعریف کی خلاصہ سچ کہ جب شرف الدولہ آئے موقوفان اس
بگڑے کہ بیٹہ میری مرضی کیوں بلایا پہلے مجھے عہدہ دیاتان ل شایع ہو جائے تو کیا مضائقہ
اس عہدے میں سب اسے ملکر کھڑی سنگہ صوبہ دار کو ملے آئے جو کل نفہ ہو گیا تھا بعد عہدہ مندرت
لموقوفان سے صفائی ہوئی اسے جب عہدہ دیا جان ہو حکام موقوفان شرف الدولہ کو اپنے ساتھ خاص
مکان میں لائے انہوں نے جانا بجا لیا کہ ۱۰۰ اشرفی نذر دین نواب حسام الدولہ نے اوشکر
بیگ صاحب کے ہاتھ میں رکھ دین بعد برکات احمد قاسم خان اولی تعریف کیے گئے کہ یہ بیٹے خیر
سرکار اور کارگذار ہیں انہیں بہتر کوئی اور ہماری نڈل میں نہیں ملتا آگے آپ کو اختیار ہے۔

شرف الدولہ نے عرض کیا میں قدیم سے اس گھرانہ دولتمخواہ ہوں بار بار سرکار بجا لائے گا گرفت
نیست نہ تو تھکے یہ کہہ کر رخصت ہوئے وہ اسکی پیچھی کہ اس دنیا سے حکومت مستحکم انجام والی
تو یہ ۱۰۰ زمینیں خوب سمجھے ہوئے تھے کہ یہ سب ختم ہوا اب وہی ثابت ہے لیکن صورت بخت
تو یہ ۱۰۰ زمینیں خیر تھے اور کیا تشویش سے خرد دھنے اور خوف آبرو دوسری سرکار کا
تو یہ ۱۰۰ زمینیں نہ تھیں کسی طرح کی بن نہ بنی تھی دوسرے دن جب خیر ہوئے
تو یہ ۱۰۰ زمینیں نہ تھیں کسی طرح کی بن نہ بنی تھی دوسرے دن جب خیر ہوئے

تو یہ ۱۰۰ زمینیں نہ تھیں کسی طرح کی بن نہ بنی تھی دوسرے دن جب خیر ہوئے

اسکا استخراج موقوف علم نجوم پر ہے۔ والہ اعلم۔ بضرورت لکھا۔

غرض اسوقت گرمی اس شدت سے تھی کہ مزار جیس تدر گھبرا کر اڑھ کھڑے ہوئے تاجمان پر
سوار باہر نکل آئے تینگے بجائے سلامی جنگی کار توں داغنے لگے مزار جیس تدر خوف سے دخل
محل ہوئے آواز بندوق سے ایک تھلک مڑ گیا تینگے سینہ زوری سے چاہتے تھے محل میں چلے جائیں
قاسم خان نائب رسالہ دار نے پہرہ کر دیا اسپر بھی کسینے مانا ناگمان کمپنی کھنڈی سنگہ صوبہ دار
کی کلمات الاطاعہ کہتی ہوئی آئی کہ کسے انھیں گدی پر بٹھایا ہے ہمارے صوبہ دار کی مرضی نہیں
مسند نشینی کیوقت ہمارے صوبہ دار کو کون نہ بلایا ہم اسے بادشاہ نہ کرینگے اور ہسی غصے سے اپنا
مور چوبیلی گارو سے اٹھالیا ہر چند افسروں نے سمجھایا مانا آخر بہت مت وساحت سے بٹھ کر
کہا تم خاطر جمع رکھو کل ہم تمھارے صوبہ دار بہادر کورضی کر دینگے۔ پھر شہر میں منادی ہوئی کہ خلوق
خدا۔ ملک بادشاہ دلی۔ حکم مزار جیس تدر کا اب کوئی کسیکو شہر میں نہ لوٹے ورنہ سزا پانگیا
ادھر یہ منادی ہوتی تھی اور ہر بدستور لوٹتے پھرتے تھے۔

دوسرے دن شہر میں یہ منادی ہوئی کہ جو سپاہی سوار پیدل گولہ انداز افسر ملازم شاہی خانہ
معتل ہو در دولت پر حاضر ہوا اپنے عمدہ قدیم بر بدستور کمال و مامور ہوگا اسپین جتنے اہل وثائق
وصاحب ہنر قدیم وجدید سب کے سب مسلح ہو کر دولت پر جان نثاری کو حاضر ہوے اگرچہ
ہر ایک بظاہر محض اپنی جان و آبرو سے آ یا کچھ سپاہی بھی جو بیل گارو سے باہر رہ گئے تھے مثل
سپاہ انگاشی وہ بھی بخوف شریک حال ہو گئی چنانچہ افسران فوج جدید و قاعدہ دست سے پہلے
ایک ترانہ لیا گیا کہ جینک تسلط و استظلام کلی ہو کوئی تنخواہ سہ کار سے نہ مانگے چنانچہ تو پچانے کے
لوگ اکثر مورچو سپر مامور ہوئے اونھوں نے بجایا تو پین قرینے سے لگا دیں اور دل کھولکے مستعد
جانتی ہوئے اور بڑے توپ نانک متکی چار بانع کے تو پچانے سے ہم اوجڑی بیل سے کھیچ کر
لے آئے کہ لوگ گنج کے مورچے پر لگائی آپس میں بڑا فخر کیا کہ یہ توپ ہم سے چل آئے انگریز سے نہ لاسکے
ایک دفعہ دو تین گولے اوس سے مارے اس کے بعد پھر نہ چلی۔ شاید اس کے پرکشتے سے نکلتی
ہو گئی تھی۔



طبیب سے معذور ریاست ہے اور بے حکم نواب خاص محل اور بادشاہ ہم کو نکاح جرات
ایسے امر کی کر سکتے ہیں۔

غرض یہ خبر پہلے محمد و خان شیخ احمد حسین نے سنی اور انھوں نے راجہ سے مرزا برجیس قدر کی واسطے
کہا کہ اس نے جو ابد یا فوج کو یہ منظور ہے کہ اگر باتفاق سب بیگمات محلات شاہی رنجی ہوں تو
البتہ مکان ہے اور سوت موخاں راجہ کو اپنے ساتھ خاص مکان میں لایا میر واجد علی کو بھی
بلایا اور سب بیگمات و مان جمع ہوئیں ذکر ریاست شروع ہوا۔ بعض نے کہا کہ جو کیا غرض اور
مطلب اگر راجہ علی شاہ ہوتے تو کیا مضائقہ تھا۔ بعض نے جواب شافی دینے میں تامل کیا
اور سکوت حضرت محل نے سب کے ساتھ جوڑ کے کہا کہ یہ لڑکا تمھارا ہے جیسا تم سب مناسب
جانو نواب غور محل نے ازراہ فراست کہا کہ اگر ہم تمھارے رنجی نامہ پر مہر کر دیں ملکاتہ میں
انگریز واجد علی شاہ کو مارڈالیں تو کیا ہوا۔ یہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ رعیش نہو جیسا تم خود
مناسب وقت سمجھو کرو۔ راجہ رخصت ہو کر چلا گیا حضرت محل مایوس ہوئیں موخاں نے پھر
راجہ سے سمجھا کر کہا کہ اگر یہ سب بیگمات مہر نہ کریں میں نے دو سو سو روپے نکالی ہے یعنی ایک
خطا حضرت محل کی طرف سے فسران فوج کی طلب میں بھیجنا ہوا پنانچہ اس خط کا جواب یہ آیا
کہ ہم کل زمین گئے لڑکے کو دیکھیں کس لیاقت کا ہے۔

۱۲۔ تاریخ شہر ذیقعدہ یکشنبہ ۱۱۸۵ مطابق ۱۵ جولائی ۱۸۰۱ء اتفاقاً اوسدن پانی شدت
سے برس گیا تھا بعد ۷ بجے شام کو فسران فوج راجہ کے ساتھ قصر النخاؤ میں آکر بیٹھے مرزا امضا
الملقب مرزا برجیس قدرت باجیان سواری حضور عالم پر سوار دستہ جلوس جنت آرا مکان پر آکر بیٹھے
افسروں نے بائیں شروع کیں کوئی کہتا تھا لڑکا بہت چھوٹا ہے کوئی کہتا تھا خوبصورت ہے
اس سے کیا کام ہو گا کوئی آوازہ کرنے لگا کہ تم عیش و عشرت سے محو ہو کر فاضل ہو جانا ہم تم کو
سلطنت دیتے ہیں پھر کہنے لگے ہم کسی سوال کرتے ہیں اگر وہ قبول ہوں تو ہم پیش کریں۔
پہلے یہ کہ بادشاہ ولی کو ہم اس باب خاص میں عرضداشت کرتے ہیں بشرط منظوری وہانکے
پر رئیس ہونگے خواہ بادشاہ عین یا وزیر تان فرماں شاہ وہلی رہے۔

دوسرے ہماری تنخواہ دو چاند ہو یعنی تین لاکھ ۷۰ پانا تھا اب اس کے ۱۲ ہوں۔

ہر طرح سے کوشش کرو کہ سرانجام ہو اور ایسے منتظم لوگ تجویز کرو کہ جس سے انتظام شہر ہو۔ چنانچہ بصلاح بگاریو بھیج کر مرزا علی رضا کو تو ال شہر کو میرزا وحید صاحب روزد کو بلوایا تاکہ ایک کہ تم بندوبست شہر بدستور مطابق کرو اور اوسید طرح مستعد و سرگرم ہو فوج بہادر سے منخواہ پاؤ گے انھوں نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کی فوج بہادر ایک طرف شہر کو مٹی پھر سے ہم انتظام شہر کریں جب تک کہ کوئی سال کم قرار نہ پائے پھر کس صورت سے انتظام ہو گا کہا ہم فوج کو منع کر کے بعد اسکے ایک ستہ فوج کا دستاں لٹنگے دو فسرانکے ساتھ کر کے عہدہ کو تو ال پر مامور کیا اس خیال سے کہ یہ اکثر اسسٹنٹ ملازم سرکار تھے شائد ملحقا ہے ملے ہوں باطن میں انگریزوں سے اس خبیثت سے محمد قاسم خان کو فسرطان کیا ایک کمپنی بچا ہوا اور بھی متعین کیے انھوں نے یہ جار و ناچار قبول کیا اگر انکار کرتے مارے جاتے اسکے پیشتر شاہ جہاں اولہ العزیزی سے مرہن بندوبست طفلانہ کر چکے تھے جا بجا اٹھائے بٹھا چکے تھے شہر کے مفلوک محتاج ناعاقبت اندیش نے قبول کیا تھا یہ قول مرزا کیا نہ کرتا۔ اب تلنگے متعین ہوئے جا بجا کئے اٹھادیے۔ شاہ جی سخت بدستور ہو چکے ہوئے مگر انکی بساطہ جدیدہ ناراکوٹھی کی اولٹ دی اسباب نہ ملایا ساہ جی کو زیر حیاں کندہ رکھ کر نکال دیا وہ تلنگے پاؤں بجا کر گھناؤنے سنگہ امر او سنگہ کی پٹن میں جا کر چھپ رہے۔

غرض پاپریمینٹ میں صلاح ملی کہ صاحبو تم مرہن کرنا بندوبست چاہتے ہو کبھی دنیا میں ایسا مرہن ہوا۔ اور اسکے پیشتر ابلاہجنت مکان کو تجویز کرنا تھا تو ان ملکہ عہد صاحبہ کے بیٹے مرزا واسطو کو بٹھا بیٹھے اور ان سے مذاکرہ ۲۰ لاکھ روپیہ مانگتے تھے مگر کیا معقول جواب انھوں نے دیا کہ اب شہر ایدو ولہ انگریزوں سے مقابلہ کر کے ہے کیا ہو سکے گا۔ جنت عبت ہم اپنی انیت سنگ کریں افسر و ن نے پھر راجہ سے کہا تم طبع سے واقفکار ہو کسی بادشاہ کے پیشہ کو تجویز کر دو جو طبع سے کیسے وقابل ریاست ہو بلکہ ابید علی شاہ غافل ہو۔

تو تھے دن بعد دواخلہ فوج جمعہ کو بہت سویرے صبح کو دواجلہ نواب خاص محل کی قیادت میں آئے تھے کہ مرزا نوشیروان قدیر سے بھائی مرزا ولید بہادر کے کہان مرہن فوج چاہتے ہیں اور تعین میں نہ نہیں ریاست کو مرہن شہر والدولہ داد و ندم سے جواب دیا کہ وہ لڑکا

کتیان سیوری داما وجہل مالی الہ آباد صاحب نشن دودھ دروپیہ بہت قابل شہر پر انگریزی
 مین کہنی برس سے مسلمان ہو گئے تھے صاحب زرڈینٹ کے پاس بھی بلباس ہندوستانی
 جاتے تھے اگرچہ ناگوار تھا اس شکل سے دیکھنا مگر کچھ کہہ سکتے تھے بہت زبان آور تھے نانگوں
 نے گرفتار کیا ہر چند چاہا محض اسلام بھی دکھایا آخر گھر سے مجتہد کے پاس واسطے تحقیق کے لیے
 راہ مین مارڈ والا گھر کہنی دن تک لوٹا غرض ایسے سواخت فلکی کو کہ مانناک بیان کر سکے
 دل اہل درو تاب نہ لاسکے گا۔ اعوذ باللہ من شر الکفار ومن غضب الجبار الواحد القہار۔

مسند نشینی مرزا برجیس قدر شاہ اوجھڑت سلطان عالم

خلاصہ احوال تفصیلی مسند نشینی مرزا برجیس قدر جو ملازمین شریک حال سے مشر و حاملہ معلوم ہوا
 یہ ہے کہ جب فوج باغی شہر کی لوٹ سے مالامال ہو چکی اور داد و بیداد مظلومان شہر حد سے گذری
 اور پہلے سے کوئی شخص رعایا سے شہر سے از رو خصوصیت جہاد ایمانی یا الطبع لوٹ فوج باغی سے
 نکلایہ امر بسبب تعصب مذہب کے اونپر بہت ناگوار و نشان گذر اشل شاہجہان آباد سے یک
 ہو گئے تھے۔ وہاں اہل تسنن بہت تھے وہ اپنے مذہب سے شریک ہوئے لکھنؤ مین کثرت شیعہ
 تھی انکے مذہب مین جہاد بغیر امام زمان حرام تھا کیونکہ شریک ہوتے اور یہاں کے اہل تسنن
 بھی ماہیت انکے جہاد خود رالی و خود پسندی سے شریک ہو کے واقف ہو چکے تھے پھر کیونکہ
 شریک ہوتے مگر سپاہ طعنہ زن رہی کہ ہمارے شریک ہوئے بغیر بروقت سمجھ لینے اب متوجہ امر
 ریاست پر ہوئے کہ کسیکو مستحق ریاست سمجھ کر بنام حاکم کرنا چاہیے کہ فی الجملہ ہم بدنامی سے بچیں
 بلکہ بظاہر نیک نام ہو جائیں چنانچہ پہلے راجہ جے لال سنگھ نصرت جنگ بیٹا راجہ غالب جنگ کا
 فوج حاضر ہوا اوسنے افسروں سے اپنے گھر لٹنے کی شرکایت کی اوسکی بہت خاطر جمع کی کہ اب
 وہ چند تھھارا بھلا ہو جا رہا کا خاطر جمع رکھو خلاصہ پہلے یہ صلاح ٹھہری کہ اولاد و نواسطہ بعلیخان کو
 مسند وزارت آجائی پر بٹھانا چاہیے جو اصل اس خاندان مین گذرے مین مگر رکن الدولہ نواب
 محمد حسن خان اسی توہمات سے داخل ملی گار د ہو چکے تھے پھر راجہ سے افسروں نے کہا تم قدیم مشیر
 ملکوار سے کار خیر خواہ تمہارا باب بڑا کار گذار تھا یہ کام دین و مذہب کا ہے ہمیں چاہیے بدل جان

ظاہری لباس وغیرہ مثل اہل اسلام تھا حسین بخش کے مکان میں آکر رہے فوج نے گھر کو تھر
چھوڑ دیا وہ خوف سے شہر میں روپوش ہوئی جوزف جو اس انکا دامع اپنی بی بی کو توڑا
میں قید ہوا اسکے بیٹے کی برسن کے راہ میں چھٹ گئے اسکی دانی اپنے گھر لے گئی ہزار خیر
مل اسکے بعد یہ بھی کہیں روپوش ہوا۔

نیل نامے کرانی چند برادر ملازمان و فاتر پل بازار ہمارا جہاؤ الہا پرانکی بھی ایک چھوٹی
سی کوٹھی اور چند مکان تھے مولوی بچے نامے ایک ہمسایے سے نہایت استعا و تہا اور ساک
بھی کرتے تھے اور گھر پران سب زن و مرد کی وضع مسلمان بنی تھی مولوی بچے نے ان سے
کہا کہ چونکہ ہم لوگ ولی دوست اور ممنون انوع پرورش آپ کے ہیں آپ سب ہمارے زمانہ سچے
میں آ رہے ہیں ہم سیکو آپ سے مزاحم ہونے دینگے یہ لوگ باعتبار اتحاد و ان اہل فساد کے انکے
مکان میں رہ گئے اور اپنا گھر مال اسباب و دست معتد جانکر انکو سونا تھا بلوہ ہوتے ہی مولوی
نے مع اپنے بیٹوں کے وہ سب اٹھارہ تھے ایک ایک سرکات کر یا غیون کو بنظر فروغ جہاد اپنے
بیدیا اور سب انکے مال و اسباب مکانات پر بڑی خوشی سے متصرف ہوا ایک لڑکا انہیں سے
کیسے طرح بچا تھا اسنے بعد فخر اپنا بدلا پایا۔

علم نظامت سرکار جا بجا پہلے روپوش ہوا جب فتنہ و فساد بڑھا اور ہر ایک کتبس زیادہ ہوا
ہر ایک تبدیل لباس و شکل ہو کر شہر سے باہر نکلا نصیبات دیہات بنکے دین بارہ کوں پر تھے
پیادہ پاہو کر جبا گے جان بچی نشی رام: یال وغیرہ پہلی کار وین چھپے بعض نے اپنی جان بچاؤ
باہر نجا سکے فوج باغی سے اشتی کی اور باطن میں گورندہ سرکار رہے کچھ خبرین جھوٹ سچ ملاکر
سرکار کو کسی صورت سے بھیجتے تھے اس نہال سے کہ شاید ہمیں جینہ برار و پروبال بعد فتح
بعض کامیاب ہوئے بعض ناکام رہے۔

کتب انگریزی نہار ناہر کوچہ و بازار میں نکل خس و خاشاک پڑی تھی تحین کس کی مجال تھی
اسنے اور ٹھیکے باتام انگریزی مارا جاتا تھا نہ و سکت خانہ جرنل مارٹن کالج اور نہارا
سلطانی جلد تھیں دیا تالاب میں ڈبو دیا ایک لڑکا ہودی کا گلے میں اپنے باپ کی نقش سے
پشاور دیتا تھا کئی دن تک ہر ایک سے پانی مانگتا کہ سینے خوف سے دنیا آخر وہاں سک کر

کہوان مٹھالی بہت کثرت سے بیچتی تھیں کچھ نر نقد بھی بہت دیا خلاصہ اکثر تفصیل ہر گھر کی
لوٹ کی لکھی جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے سپاہ باغی سے کسی گھر کو چھوڑا اگر باب نشا
سے بھی خاطر خواہ لیا ہو کہ میں : دوکاندار و سپر تاکید و دوکان کو لے کر گئے تھے جب وہ کہہ دیتے
تھے جو چیز چاہی لیلی یا کسی کو کچھ خیرات سی دیدیا اسکے سوار عایا سے شہر پر دانت پیکر رہا تھے
تھے کہ یہ بڑے خیر خواہ انگریز ہیں ہمارے جہاد راہ خدا میں شہر یکے میں ہوتی خلاصہ ہر گھر کو کچھ
میں طرف نہ گامہ فساد برپا کر دیا تھا اسکے سوا جتنے افسر تھے اکثر باب نشا سے گرفتار ہو گئے
تھے بعض لونڈوں سے گرفتار ہو گئے تھے۔

کرانی دفتر انگریزی عیسائی خوشیاں ۸۴۔ قلعہ بند ہوئے اکثر حسب الحکم چین کشنر بلی گارڈ
میں جا کر چھپے بعض دھان رہ کر نکل آئے اونکی قضا یا ہر لائی چنانچہ تاسیس خیر سر دفتر رزیدنٹ
جسے جنرل سائمن نے موقوف کیا اور کرنل ہیلی صاحب کے وقت سے نوکر ہوئے تھے کئی دن
بلی گارڈ رہ کر نکل آئے تھے انکا گھر ٹک پر تھا اثاب متصرف ہو کر تھا گے بی بی امین گئی تھیں
امین گنیں آپ خود کئی دن کے فائدے سے عیش باغ میں کچھ کھا رہے تھے تلنگے بکڑ لائے
روپیہ مانگنے لگے انھوں نے میرا نام علی رسالہ کے پاس کچھ امانت رکھی تھی اونکے گھر گئے
اونھوں نے تلنگوں کے خوف سے انکار کیا گو گنج سے جاتے تھے چوک سے کسی بہا جن سے
دلو اوین جب اتوجی کی مسجد کے پاس پھر کچھ کچھ سوار و تلنگے اپنائی کی دوکان پر بیٹھے تھے
آپس میں اشارہ کر کے گولی باری دوسرے نے تلوار باری کر پڑے خاکروب سے پاؤں میں رسی
باندھنا لے ہیں پھینکا کپڑے اوتار لیے انکی بی بی پٹیاں جب رات کو گھر سے باہر نکلیں
پہلے اہل محلے نے جو کچھ پاس تھا لے لیا ہزار خرابی بی بی کی جان بھی بعد فتح بلی گارڈ
ہزار کا نوٹ اونکے شوہر کا تھا ملا اوسی پر سہر وقت ترین این آخر گر گئیں مذہب عیسائی چلتا
کیا تھا قوم رزیل سے تھے زیور وغیرہ جسکے پاس رکھوایا تھا لوٹ کے بہانے سے گیا ایک بیٹی
کسی چٹان کے گھر میں رہی دوسرے بالسن انگریز ملازم نواب محسن الدولہ سے اغریب بیاہی
گئی اونے جلا جلا کر مار ڈالا پوتا بھی کسیکے پاس رہا اونے شاید مسلمان کیا مگر مفتو رہے۔
جوزف سارٹ سگے بھائی سلطان مریم بیگم کا اگرچہ مذہب عیسائی تھا لیکن ہمیشہ مٹی

ولید الدہلوی مرزا حیدر جمیعت ملازمین سے اپنے گھر میں مسلح و مستعد بیٹھے رہتے ہوئے کوئی نہ آیا۔

نواب امین الدہلوی کے گھر تلنگے چوکنے نہ آئے۔ گھوڑے صطبل سے کھول لیے پھر حضور منزل خاص مکان میں آئے جتنا زور و اسباب ملو کہ شرف الدہلوی تھا سب لیا انسان بہت حفاظت سمجھا رکھا تھا۔ انہماک و جلد قرائن شریف ملاحظہ و لایت تھے اور کابڑا امسوس ہے معلوم نہیں کسکے ہاتھ لگے۔ لیکن والدہ مرچن احمد علی خان کچھ مانع ہوئے مگر کون مناسبتاً خاصا عبات محل سے کتیرا ان ماما وغیرہ سے اسے چاؤ دین اور یہ ہے شرک پر نگلیں شاہزادہ صفوی اپنے داماد کے بلوغ کو جانی تھیں شرف الدہلوی ان کے آگے تھے تلنگوں نے روکا کہ تمام کہان بھاگے جاتے ہوا ہل بازار سے بمبست سمجھا یا سہا شرف الدہلوی نے دیکھ کر ڈر دیا ورنہ وہ تلنگوں کے راہ میں نواب علی خان کی گولیاں جابجا مارنے میں اور سے فی الجملہ عاقبت ہونی چھاپنے مکان چلے آئے۔

نواب ممتاز الدہلوی شیر اس قسود کے اپنے قریب مکان میں مع اسباب جاکر رہتے تھے ملازمین و درویشانہ خاص سے مسلح رہتے تھے کہ وہ وازہ شارع تمام پر تھا اور اپنی نیک نامی و مالیت قلمو سبب شربت کی منسل بھی رکھوائی تھی بعد کسی دن کے جب باغیوں نے اپنا ایک پارلیمنٹ یعنی ہاٹی مقرر کی اس پر ان فوج سوار و پیادہ و توپخانہ مارا کوٹھی میں بیٹھی دھلائے۔ اہل شہر چوکنے سے داد و بیداد و خانہ گری بیان کی کہ کیا خوب سپاہ بہادر نے ہمارا رخسار اور حمایت دین جن و حفاظت جان و مال عیاں کرنا مذہبی ہے صاحبان کیٹی نے بموجب اپنے انصاف نادرست کے بہت ہم کھا کر موافق ہر ایک کی درخواست کے گارو سوار و پیدل ہر ایک کے گھر پر غر کر کیا چنانچہ نواب کی گڑھی پر بھی گارو سوار و پیدل غر کر کیا اور کابو میہ خوراک و فرمائشات لوٹ سے زیادہ بھی ایک ننگی عنایت پہنچ گئے تھے کچھ لوٹ کر لے گئے اور اسکے بعد مرزا قاسم بیگ داروغہ جاکر ضحہ فقیر لکے پیہ کے جو غلام حسین داروغہ کے گھر سے ضبط ہو کر آئی تھی اور حضرت غلام منزل نے نواب خانہ کو عنایت فرمائی تھی اسے توڑ کر لائے بیچا لا کر نہ تلنگوں سے نہ بچتی اسکے سوا اور اسباب بھی اسے اپنے معظم الدہلوی نواب باقر علی خان نواب مجاہد الدہلوی کے گھر سے خوب سرخ و سفید سبب لہو لہا ہا لہو لہو لہو سے زور نواز بھی ملیا۔

نواب مکہ بہان کا گھر اس لوٹ سے محفوظ رہا اس جہت سے کہ وہ ہر روز ہندو مسلمان کو کھانا

کچھ اعتماد نہ کی فرمایا یہ نہ سگامہ لطف لانا ہے تھوڑی سی فوج جا کر اونکا آستین صال کر دی گئی بلکہ سہر
کے باہر اونھیں روک لیگی غرض جب احمد اللہ شاہ داخل صطبل نواب ہوا گھوڑے سے کھول کر
لیگیا سیطرح روز چہار شنبہ پہلے ۱۴۔ ۱۵ لنگے دو سوار نواب کے دروازے پر آئے سپاہیوں سے
کہا چھانک کھول دو جب داخل دولہا ہوئے اونکے ساتھ لٹچے فاقہ منست شہر فتوحات نصیبی سمجھ کر
لوٹنے لگے جتنا نقد و جنس لے تھہ آیا خوب لوٹا اور یہ سب جہیزہ صاحبہ آدمی حضور عالم تھا نصیب عدا ہوا
اور جس باب میں قیمت کو اوٹھانا سکے اس سے توڑ کر خراب کر دیا شیشہ آلات جھڑا آئینہ فانوس کو
توڑ کر تڑپ پر پھینک دیا ساری شکر شین دروازہ الداس ترانہ ہو گئی اور کئی دن پیشتر اس نہنگا
کے نواب نے تین مکان نواب معین الدولہ کے سعادت گنج میں بکرا یہ لیکر اوسین عیال نواب
اور عظمت الدولہ مضرالدولہ مرزا محمد تقی جان بھانجے مع اپنی والدہ اگر رہے تھے اما مبارک مفت تھا۔
جب عمدا رمی سرکار ہوئی کاننگی صاحب آئے جتنا مملوکہ نواب عظمت الدولہ تھا سب بیکر
چلے گئے ہر چند متواتر سرکار میں اظہار حال کیا سننا تقریباً کسی لاکھ روپیہ کا تھب بہار موصوف
اور سوقت فقط لنگی باز رہے بیٹھے تھے کپڑا تک بچھڑا تھا جب اپنا گھوڑا مامون صاحب کے ماتھے ہزار
روپیہ پر بیجا کپڑا نصیب ہوا مامون صاحب بھی اس میں کچھ نہ بولے ورنہ سرکار میں کہہ سکتے تھے۔
نواب منور الدولہ اپنے گھر میں متروست و شکست کے بیٹھے ہوئے تھے دفعۃً حال شکست
نتیجہ ہوئے پہلے باورچی تولہ میں مرزا بندہ حسن داماد بہاد الدولہ کے گھر مع افضل محل جا کر رہے بعد
اسکے میرن صاحب رفت محمد مرزا اپنے رفیق قدیم کے گھرات کو چھپ کر سعادت گنج میں جا کر رہے
افضل محل تنہا قریب مینا بازار غریبے محلہ کے گھر میں رہیں بعد تین دن کے ڈولی میں سوار ہو
کماروں کو بہت منت سماجت سے خاطر خواہ مزدوری دیکر مرزا ابونراب خان کے گھر میں گئیں
امجد علی خان اکیلا کہیں جا کر چھپے حکیم میر علی میر محمد نہرہ میں بھانک بند کر کے بیٹھے تھے سعادت میں
تائیکے چھوٹے بھانک کھلو اوغل ہوئے کہنے لگے تلاشی گھر کی دو بیان کوئی بی بی یا صاحب
چھپا ہے یا نہیں اس میں بہت گفتگو ہوئی اور دست بہمت کوتاہ دیکھ کر لوٹ پرستعد ہوئے کچھ نہ سنا
جو باہر تھا لیکر چلے گئے بعد کئی دن کے گھر کے بھیدی پھر اونھیں لے آئے اکثر مقام جو اونھیں
معلوم تھے بتائے کہ وہاں جو نکالے لیا کچھ اس میں سے اونکو بھی دیا سہرت بہا بہت زیادہ نقصان ہوا۔

سکولین و شیعہ دیتے تھے آتشبازوں سے باروت متباب لیکر جو چاہا کچھ قیمت دیدی پائین
 باغ کو بھی اسکول میں ایک انبار گھاس کا تھا اوس میں جا کر آگ لگا دی سا۔ شہر روشن ہو گیا
 میر باقر علی شاہ یکے پہل پر رہتے تھے اونھیں بیسے امام باڑے کے دروازے پر لاکر تاروان سے
 اکچو کر دیا بظاہر اون کا تصور کسی پر نہ کھلا خون ناحق سید کا انپر وبال ہوا نگلی نگلی تلوار ماتھے میں
 لیکر گلہ یون میں پھرتے تھے۔

جب سپاہ لوسہ کے پہل سے اسپارہ آسکی رشتہ نشاہی سے ٹیڑھی کوٹھی میں آئی پہلے جب نزل
 مرزا سکند حشمت کے ۶ گھوڑے خاصہ سواری کے کھول بیٹے یا فوت علیخان نواب ناظر نے سپاہ کو
 منع کیا تھا اسے فراحم ہو صاحبان عالی شان زندہ ہو گا مال ہی کوٹھی میں تھا سر دار بہرے سے کنبیان
 لیکر صندوق کھولے جو اونھیں تھا سب لیا ایک اپنا سو روپہ مقابل نقار خانہ دوسرا ظفر لدولہ کے
 دروازے پر لگا یا جس طرح جنس و چہر منزل میں فوج آئی صاحبات محل نے فریاد کا نعل چھایا کہ ہم
 سہ کار کی حفاظت کو آئے ہیں ہم سے کسی طرح کا خوف نہ کیجیے رات بھر یہاں رہیں گے صبح کو چلے جائیں گے
 اور باقی فوج بادشاہ بلغ موتی محل کوٹھی مرزا شاہ منزل خورشید منزل مبارک منزل کوٹھی صدخا
 حضرت گنج میدان دلکش احمد باغ میں اوتری اور چار شہینہ کو گو مار راجہ نقاد اگر گر و پینٹ لکھنؤ
 داخل ہوئی مثل راجہ نواب علیخان جہانگیر آباد و راجہ منو انواسہ راجہ صورت سنگھ جو دہری سندھ
 حشمت علی ملیج آباد محمد نسیم خان احمد خان بیٹے فقیر محمد خان سالہ اسکر کول ہار سے آکر داخل شہر ہو
 اور سہ گرم اپنے مورچہ پر ہوئے۔

جب محسن الدولہ کو خبر دیا خلیج پنجنگ گل کے دن دوپہر کو نواب مرزا علی بقدر محبوب خواجہ سہر لکھنؤ
 سوار کی خدمت نگار سے سعادت گنج نصیر ہو مان ہو کر تہہ چور چور ہی میں لال شاہ زمیندار کی گدی
 میں جا کر اترے ہر چند بہت سی تکلیف مالا یطاق کئی مہینے تک مثل زندہ زندان اٹھائی جنہاں
 کہ تہہ چلی گار دنہوئی فوج باغی کے شہر سے محفوظ رہی اس جہت سے کہ جناب عالیہ نے بس بظاہر
 جرنل حسام الدولہ فوج کو منع کر دیا تھا ہر چند کہ اونھوں نے کئی مرتبہ وہاں کے جانے کا ارادہ کیا
 مرزا عباس علی بیگ نقل کرتے تھے کہ میں رات کو جبکی صبح فوج داخل شہر ہوگی نواب کے پاس
 حاضر تھا عرض کی کہ یہ حسب صہ سواری جو سر راہ بند ہے ہیں اگر کہیں اور جا کر بندہ ہیں تو بہتر ہے

بھی ہر پار غار میں ہو اوقت تھی ہر ایک تغافل و نازان اپنے خاندان عالی شان پر کرتا تھا
 یہ بھی زبانی مرزا حیدر شاہ کے تحریر کیا خرابی ہندوستان انھیں باتوں اور آپس کی نا افاقہ
 ہوتی چلی آئی ہے۔

جب مجھے بھون کے سرنگ میں آگ دی سارے شہر میں زلزلہ ہوا جیسا کہ آباد کی بڑی ٹپ
 کے چھوٹے کا قدامت ذکر کرتے ہیں ہر شخص خواب غفلت سے جو کار ووازے کی زنجیر چلے گئے تھے
 سامان سے اپنے جوڑے جدا ہو گئے نہ ہتھیار نہ تختے نہ تلے نہ ہتھیار کے آسمان میں ہوا ہو کر اڑنے
 لگے شیشے کے پتھر ٹانوس جہاں آویزاں تھے بلکہ اسی بارہ ہزار کیون جاہ میں جو کہ ہاں
 میر خدا بخش میں آنا شہر کی قدر و قیمت پر سے دمان کے سب جھاڑ پھٹنے لگے چران گھروں کے
 بجھ گئے خاص تاجہ میں جتنے مکان قدیم تھے سب گر پڑے سوائے کوٹھی جدید جو مرزا خورم بجھ گئے
 بنوائی تھی گودام میں جتنا ذخیرہ تر و خشک سامان اڑائی مثل ذخیرہ مور سلیمان جمع کیا تھا سب
 برباد ہو گیا ایک گورہ شاید غفلت یا نشہ کی بہت سے رہ گیا تھا جل نہیں کر کیا تھا کسی
 میرا اپنے تانے سے راہ میں چھٹ گئے ہندوستانیوں کے گھر میں آئین دمان سے سرکار میں
 زبانی لپٹاں مفتاح الدولہ۔

جب صبح ہوئی پہلے شہر کے ڈرتے ڈرتے بچے بھون کے پناہ گاہ پر بھونچے دیکھا کہ شہر گاہ کے اڑنے
 سے ایک پٹ چول سے اوکھڑ کر دوسرے پٹ پر جا پڑا ہے آدمی کے جھانکے کی راہ ہو گئی ہے شہر
 ڈرانہ داخل ہوئے پھر غلغلہ شہر کے ہر محلے سے پھونچے خوب لوٹے ہوئے جمعہ کی شام تانبے اسکے
 سرکار سے کسی راجہ کے سپاہی آئیے سوین شہر و قلعہ تھی۔

خدا از نیل کے ناخن ندے بعد اسکے شہر سے اپنی خیر ہری سے زیادہ بڑھے دو توپ لیکر مقابل ہو رہے
 ہیں کار و ہوا سے ایک مورچہ ہر کے تکیہ پر نشی التفات سینچان کے نیچے پر لگایا دوسرا درخت اعلیٰ کے
 نیچے مقابل اسپتال اور سرگرم آسمانی ہوئے ہر خدائی لڑکوں کی ازراہ ہیو وگی تھی مگر غم حیرت
 سیکو تھا اور شہر و نکاد داغ اور نشہ خراوت آسمان پر چھا اور زبان طعن و تشنیع ظرافت سے سب پر
 لکھو ہے پھر ناجائز سرکار اپنی قوم کے ایک پلٹن بھرتی کی شہر میں جس امیر کے دروازے پر گئیے
 وہ ہمارے زلفہ نے اپنی خیر دم خورندہ کرنے لگے حلو پوری مٹھائی دوکانوں سے لیکر کھائے پھر

مشکین باندہ متہ پر رومال باندہ دیا تھا یہ زیبانی مرزا حیدر شکوہ کے لکھا اب شاید نجات
اپنی شان کے سمجھیں غرض حسن باغ کی طرف سے جتنے محصورین تھے با انتظام حلقہ فوج میں
نوبین آگے پیچھے رکھے نکلے اور سیم کو توپوں کی ہٹیوں پر بٹھا دیا تھا ایک آن واحد میں شاہزادہ
کے مکان کے دروازے سے داخل حصار پہلی گارو ہو گئے دفعۃً ایک توپ چلی تھی ۴۰ آدمی ملازم
گولہ انداز وغیرہ راہ میں اپنی جان کے خوف سے بھاگے آسمین دو چار صاحب یا گورے بھی تھے
شہر کی گلیوں میں پھنس گئے مارے گئے انکے نام مفصل نہیں معلوم فوج باغی بابا جو بونہر
تھی متہ دیکھتی رہ گئی بلکہ اس وقت سب خواب غفلت مرگ میں اپنے بستر پر پڑی رہی اور مجبور
چلنے توپ کے سرنگ بھی بھون میں آگ دی ایک گورا شاید اپنی ہمار سی سے رہ گیا تھا
فی الحقیقت بڑا کام کیا۔

جب گاڑی مجوسین کی زیر کوٹھی ضیافت رزیدنٹی ٹھہری کسی گھنٹے تک کھینے خبر نہ لی قریب
صبح میجرنگ صاحب آئے ان سبکو بالاخانے کے کمرے میں لے گئے سب کیواسطے پلانگ بچھوائے
بڑی خاطر دلجوئی کی انکے آدمیوں کو حکم دیا کہ گودم سے صرف ضروریات لے آیا کرو اور نہیں
سمجھایا کہ یہ امر سنا ہے فقط مصلحت وقت سمجھ کر کیا ہے ورنہ معلوم ہے کہ تم سب گناہ ہو اور یہ بھی کہا
کہ اپنے آدمی بھیج کر اپنے اشیاء ضروری کو نکلوا بھیجیو چنانچہ پہلے خواب محمد حسنان کا آدمی باہر
نکلا وہ کب جاتا تھا بعد اسکے ایک نید لازم مرزا حیدر شکوہ بہت قسم کھا کر نکلا وہ بھی نکلیا۔ اب
میجر صاحب کو انکی طرف سے شک گذرا کہ شاید کچھ خبر یہاں کی رانا راؤ کے پاس بھیجی ہے اس
خیال سے انکے پاس نہ آئے دوسرے دن گورے ان سب کے پلانگ لے گئے بالاخانے سے نیچے
کے کمرے میں آئے وہ حقیقت میں مجلس تھا تاہم ایک دنہایت بدبودار کسی دن تک اسی حال میں رہا
کوئی پرسان حال نہوا اتفاقاً میجر صاحب کو لی سے مارے گئے ایک اور میجر قائم مقام ہوئے وہ
انکے پاس آئے بہت باخلاق پیش آئے پہر ایک صورت رحمت پیدا ہوئی جب بریل اور ثم صاحب
داخل حصار ہوئے ایک دن ان سب سے ملاقات کی اور فی کس خرچ کو ڈیرم سو روپیہ دیے۔
ہر ایک نے اپنا لباس تہ تکلف درست کیا گورے جو جرنل مرزا سکندر شہت کا گھوڑا لائے تھے
نیلام سے بکھایت ہر چیز ملی لیکن مقام ناسعہ پر شہ کہ اس حالت یاس و گرفتاری بے بسی میں

مورچوں سے چلتے دیکھا شہر شخص اپنی جان بچا کر ہر طرف مھار سے جس طرف سے ممکن ہو نکلا
 بھاگتا جا رہا تھا۔ دالے تھے رو گئے دو ہزار سات سو مجموع سپاہی تھے پانسو گور سے چار سو سے
 زیادہ میم اطفال غور و سال انکے سوا تھے کسو سطلے کہ اطراف اضلاع کی میم پناہ بھاگ کر کھنڈوں میں
 تھیں۔ سب طرح لٹا جان اضلاع بھی جو بھونچ سکے تھے باقی اہل دفتر کرانی سکھ۔ پنجابی۔
 پنجتھ۔ تھیکے نکال لائے۔ سوار بر قنداز اور شاگرد پیشہ زندگی مرد۔ مزدور۔ کچھ۔ گھوڑے میل وغیرہ
 اور سوت عجیب طرح کا تلاطم ہو گیا تھا انگلشی سپاہی جنین گھر سے بلا کر جا بجا مورچوں پر مار کر دیا تھا
 وہ سب اپنی جان بچا کر ہر طرف سے بھاگے۔

حمود خان کو تو ال جمیت بر قندازوں سے داخل امام باڑہ ہوا اچھا ٹک میں قفل ڈلوادیا بر قنداز
 جو اڑنے لگے تھے اور خون نے لکھنؤ عیش باغ میں سوا بند روں کی لڑائی کے دوسری آنکھ سے
 دیکھی تھی اس ہنگامہ کو دیکھتے ہی سرخ گڑھی پٹکے کو بھینک سفید گڑھی رکھ لی جو گھر سے
 لے گئے تھے اور تنخواہ انعام پیشگی پا چکے تھے اور سرکار نے بندوق و دیگر جنگی شہور کر دیا تھا
 اور جینے کو تو ال کے ساتھ تھے متقاضی تنخواہ پیشگی ہوئے کو تو ال نے دم دلا سے میں رکھا نام
 کو گھر کے قفل توڑ باہر نکلے قریب پانچ ہزار کے نوکر ہوئے تھے سات روپیہ کی تنخواہ کا ایک مہینہ
 پیشگی پا چکے تھے ہزار روپیہ تنخواہ کو تو ال کے ہوئے تھے خطاب بہادری شمشیر ولایتی کمزین پانچ
 ملی تھی کارنگی صاحب اپنے رفعت شہادہ کو ان سے قسم قرآن شریف کی لی تھی اور خون نے بر قنداز
 وفاتہ کر نیکی قسم لی تھی فاقہ مسنون نے طبیح سے قبول کر لیا تھا کسو سطلے ہر ایک اپنے گھر میں
 اڑیاں رگڑتا تھا اور پیسے پر کوئی نوکر نہ رکھتا تھا کو تو ال نے بیشتر سے اپنا نقد و جنس جینے اعتماد
 تھا کھو دیا تھا مگر بعد عملداری بھی یہ حال صاحب مال ہو نیکاسر کار پر نہ کھلا کارنگی صاحب یا
 قربان علی کا حال کھلا تو کیا ہوا اب دونوں چین کر رہے ہیں غرض جب رات ہوئی پشت
 مسافر خانے کی کھڑکی سے تبدیل لباس کر کے سکری حملہ جینا اپنے مہاجن کے گھر آئے وہاں
 قیسرے دن سخاس میں اپنی زندگی کے گھر رہے پھر کو پیلے والوں کے سر پر ٹوکرار کھٹکے تاک
 سے بیچ آباد چھوٹے کرم خان چھان کے مھمان ہوئے ایک دفعہ پوشیدہ کانپور بھی ہو آئے۔
 جانتے تھے کہ جس دن عملداری سرکار ہوئی میں بدستور مامور ہو گا شہر والوں سے اپنا انتقام

وہ سوار باغی کہتے تھے اس آمد فوج سے ہم میں دم باقی نہ رہا تھا ایک دوسرے کو ہم ملاست کر رہے تھے کہ یہاں مہاجرین نشان چڑھانے آئے تھے قریب تھا کہ تلنگون کے پانون اٹھ جائیں مگر جب یہ نینوں گورے سپاہ کے سر سے بسلاست گزرے اسے وہ تلنگون نیک سمجھو سیکڑل پہاڑ ہو گئے دفعۃً سواروں نے یمن و سیا سے سبقت کی اب زبانی فوج یہ ہے کہ جب ہم مقابل ہو کر آگے بڑھے دیکھا کہ ہیک صاحب گھٹی پر ہماری طرف چلا آتا ہے سوار ایدھر سے جھپٹے اوستے گھٹی جھگڑائی دفعۃً فوج جا پڑی باہم مل گئی سرکاری توپ بچلنے پانی اب جنگ متاعہ ہو گئی صاحبان عالیشان نے جب گھوٹ لکھایا چاہا کہ اسٹیل گنج میں پناہ لیں وہاں نہ جاسکے اختلاف رائے ہوا فوج باغی نے گنج کو اپنی پشت پر کیا دھننے بائیں پشت سے توپ بندوق چلنے لگی جب پانون نہ ٹھہر سکے اور نظام فوج بکڑ گیا یوکل رحبت کیا گورے و تلنگون کے پانون گویا زمین گیر ہو گئے باغی آنکر مل گئے لوہے کے پل تک بڑا کھیت پڑا لاش پر لاش گرنے لگی کپتان انڈرسن اپنے رسالے میں لکھتے ہیں ۱۱۱- گورے جان سے مارے گئے ایک سبب اور بھی ہوا کہ راہ میں کہیں مقام ٹھہرنے کا نہ پایا سوار ملے ہوئے دہانے چلا آتے تھے برقعہ از سب کھام کہیں معلوم نہ دے بڑی توپیں چھٹ گئیں گھوڑے مشکل سے اونٹن جدا کیے گئے صاحبان عالیشان باگٹ گھوڑے پھینکے مرزا سلیمان شکوہ کے مکان سے دفعۃً جھمار دھس پیل گار دین ہو رہے پھر کہیں پچھا پھر کہ نہ دیکھا جو صاحب یا گورہ مجروح تھا شکل سے پھونچا راہ میں کسی طرح کی کمک نہ پھونچی و گرنے پل سے باغیوں کو تازہ دم ہو کر روکتے۔

غرض لوہے کے پل تک سوار پچھا کرتے چلے آئے جب اسٹیل گنج کی طرف بڑھے پیل گار د اور قطعہ چھٹی بھون سے توپ منہ پر پڑنے لگی پھر آگے کسی کا قدم نہ بڑھا جتنے کل کے شہر میں پھیلے فوج باہم اور پلٹن گھاٹ سے داخل عمارات سلطانی ہوئی احمد اللہ شاہ راہ میں بہت مگر م تھا پانونین گولی لگی بہت فخر و مباہلات اپنی تیغ و بہادری کا کرتا تھا رصدا خانے کی کوٹھی میں اور ٹراووفت اہل تنجیم غلبہ فوج باغیہ کا یہ تھا کہ لوہے کے پل تک مرتجہ بن عترب میں اونکی پشت پر فوج سرکار کی جب لوہے کے پل سے باغی بڑھے انکی منہ پر ہوا پھر کوئی صورت فستج ہوتی۔

جب عوام پیل گار دینے پہن گامہ شکست منا اور باہر سے سیکوٹر سپریمہ داخل ہوئے دیکھا توپ کو دو

چنانچہ انکا اتفاق ظاہری دیکھ کر ہر ایک نے اطاعت کی اور باطن میں متروک رہے اور اپنی خطا کو سپاہ گوار نوکر رکھی۔

راجہ مان سنگھ نے عرضی چیت کشر کو بھیجی کہ میں مطلع و فرمانبردار سرکار ہوں لیکن ان باغیوں سے طاقت متبادلہ نہیں رکھتا جہاں تک ممکن ہے اپنے جان و مال سے حاضر ہوں کسی میم اور حساب کو ابھی تک چھپایا ہے جیسا حکم ہو دستخط ہوتی کہ تمھاری خبر خواہی ثابت مجھوسین جہاں پناہ چلے جاتے چنانچہ انکی حفاظت میں ہر ایک عملداری سرکار میں سلامت پہنچ گیا فوج باغی نے قریب سے دریافت کیا کہ راجہ باطن میں سرکار سے موافق ہے کچھ سمجھا کر چپ ہو رہی کہ یہ خبر دوست بہن صاحب فوج صاحب غور میں شاید کوئی فساد نازہ برپا ہو جاوے ابھی درگزر کرنا چاہیے جب اپنا اختیار کامل ہو گا سمجھ لینگے۔ حکومت فیض آباد دیکر حلی آئی۔

روزہ شنبہ، ۲۰ شہر ذیقعدہ مطابق ۳۰۔ جون ایک گوندہ نے چیت کشر سے خبر کی کہ، کہہنی تلنگہ دو توپ اپنی ایک رسالہ علی گنج عید ہنومان جہاں میں لکھنؤ سے دو کوس پر آچھو پنا ہے باقی فوج مشرق میں میگزین نواب گنج کو ایک دوسرے کے پیچھے چلی آتی ہے یہ سب تقریباً ۱۵۔ نہر اور ہونگے کسوا سٹے کہ اور رسالہ ہندوستانی پٹالن بول الن شیر و تو پنا ہے اسی درگزر دان ۱۵۔ رسالہ ۱۲۔ رسالہ پٹالن ملازم شاہی کپتان بیگمنس بارلو بنوری آر پٹالن گھن گھور۔ آخری نادری میر ندر حسین کی یہ سب باتفاق آتی ہیں چیت کشر نے شکریہ جو یہ کیا کہ ابھی تھوڑی سی فوج قریب چھو پنا ہے قبل از دہلہ شہر سے روکنا چاہیے چنانچہ تین سو سوار سکھ ۱۲۔ سو برقت نازہ سکھ تین تلنگہ و کورہ ۱۱۔ بڑی توپ بیل واپسی ۱۵۔ صاحب میجر کارنیگی محمود خان کو توال باقی کرانی اہل دفتر کے سب مسلح کچھ ہاتھی و تیراتی گھوڑ و تیر سوار ہرات رہے رز بڈنی سے چلے جب لوہے کے پل پر چھو پنا مسافروں سے حال تعداد فوج پو پنا اوتھون نے کہا تھوڑی قریب باقی کثرت ادوٹلی مثل سیل نواب گنج تک پھیلی ہوئی ہے آخر آٹھ سین یہ صلاح ٹھہری کہ یہاں سے پھر جائیں مبادا صورت خلاف پیدا ہو آخر ازراہ توری آگے بڑھے دم صبح کو کرا ل تہی پر چھو پنا رہا کچھ نشان فوج پنا یا گوندہ سے پر خفا ہوئے اوتھون نے عرض کی اوس باغ میں باغی اوتھوے ہیں کمر بندی کر رہے ہیں بس یہ سنئے ہی تین گولے مارے اوسوقت کرا ل

سپاہی حبشی جو در دولت پر حفاظت کو بہت اہم سام الدولہ تھے کہما کہ فوج فیض آباد وغریب سے
اگر انھیں جلد خبر پہنچائی جلی آنگلی جنیک انھیں ہم روک سکتے ہیں انھوں نے کچھ مناسب
سنجھ کر منع کیا کہ خبردار ایسی حرکت نہ کرنا خلاصہ چیف کسٹرن نے مفتاح الدولہ سے جائزہ خواہر خانہ
لیکر ۲۲ صند و فوج خواہر ۳۰ تاج شاہی مکمل بچواہر کئی توڑے اشتر فی تخت شاہی ہتھیار میں
پرتکلف مصرت شاہی لیکر مفتاح الدولہ حسام الدولہ مع الدولہ گورون کے پھرے میں
لیکر چلے صاحبات محل نے اپنی نادانستگی سے شور وادیل برپا کیا جو بادشاہ کا گھر لوٹے لیے جاتا
ہیں چیف صاحب نے فرمایا فوج باغیہ کے خیال سے ہم اپنی حفاظت میں بیٹھے جاتے ہیں وگرنہ
یہاں رکھنے میں احتمال بر بادوی وغارتگری کا ہے اور کیسے اسکی حفاظت ہو سکیگی فی الحقیقت
یہ بڑا احسان چیف صاحب نے کیا اور نہ زبان بر حبیبی میں یہ سب غارت ہو جاتا اور
اگر کلکتہ بادشاہ کو بسلا مت ندیا جاتا۔ ان کو ٹھہرون کی طیاری آمد سنگل خاطر خواہ بادشاہ کا گھر
ہوئی اور اس اسباب کے نیلام سے منشی صفدر کا کوٹکر بچلا ہوتا نا خلاصہ مفتاح الدولہ سے تحقیقا
کو ٹھون کی کی مگر ان تینوں صاحبوں کو اس قید سے نفع و نجات تھی گورون کے پھرے سے
گھبرانے تھے آپس میں بات نہ کر سکتے تھے ایک دوسرے سے علیحدہ بیٹھے تھے آخر جب رات ہوئی
بسلا مت پھر آئے۔

معزکہ جنیت و خاص لکھنؤ

جب فیض آباد میں ہر چھاؤنی سے فوج باغی آکر جمع ہوئی زر خزانہ سرکار سے الامال ہو گئی
ہر ایک نے چاہا کہ سیدھی اپنے گھر کی راہ لے افسروں نے کہا کہ تم علداری سرکار سے کہان
بھاگ کر جاؤ گے کسی دوسرے کی علداری تو جیسے سو ا اسکے کہ اپنی سزا سے اعمال میں گرفتار
ہو کر ہر ایک کسی جزیرے کو روانہ کیا جا بگا مناسب یہ ہے کہ اپنا سنگرنہ توڑو مگر محبت باندھ بادشاہ
ہندوستان کے ظل حمایت میں چلکر ہو کہ مرگ انہوہ موجب عافیت نیکنامی اور نئی حکومت
و اختیار بھی بانی یہی گناہوں کی صفحہ کی صلا ح ہوئی کہ ولی جہو بعض نے کہا کہ اگر ولی جہا ناما
سے لکھنؤ ہو کر چلو اور مالک عمر و سب کے چنے راجہ ہیں اون سب کو اپنا شریک کرنا چاہیے۔

تھوڑی دور گئے تھے ایک صاحب کو گھوڑے نے گرا دیا اونکے شانے میں چوٹ آئی زمین
 کر پڑے چار پائی پر دو صاحب دو سوار نواب گنج لائے تھوڑی دور اور چلے تھے ایک اور صاحب
 گھوڑے سے گرے اونکا ماتھہ مجروح ہوا جب کنارہ باہو پہنچے صبح ہو گئی بیفائدہ آگے جانا پار
 اوتر نا بھکھر پھر آئے زبان قریبان یگ جو تھیلدار کے ساتھ تھے۔

کسی چھکڑے صاحبون کے اسباب کے چھاؤنی مسکوڑے سے نواب گنج کی سرزمین بھونچے پاشی جو تھیلدار
 کو ساتھ تھے بھیدہ عدم رسی تنخواہ اسباب چھکڑوں سے لے کر چلے گئے۔

ایک دن کپتان ویٹن صاحب نے چاناکچھ سوار لیکر فوج باغی پر شیخون مارین اپنی ٹوپی دار بندوں
 کو چھوڑا رنجاک جاٹ گئی دوسری ٹوپی چڑھائی وہ بھی خالی گئی شگون بد بھکڑ بندوں ماتھہ سے
 لپچھٹک دی فسخ غریمت کیا۔

میر اکبر علی ساکن کنتور نے دو پٹالن سہ بندی نوکر رکھے فوج باغی کے ساتھ نواب گنج کے ایک
 باغ میں اوتر سے احمد شاہ فقیر بھی بارادہ فاسد بادشاہت لکھنؤ فوج باغی کے ساتھ تھا
 افسروں سے کہنے لگا یہ دونوں پٹالن بروقت بھونچنے لکھنؤ فوج سے تھپڑ پڑین کیا کر دے پس تھپڑ
 اسنے عہدہ پیمان لیلو ایک گارو تھکونکا کہیدان کے بلائے کو گیا اتفاقاً وہ دو ہزار روپیہ آگے
 رکھے سپاہ کو چھ بانٹ رہے تھے زر نقد اونھیں عید کر کے لے آئے احوال پوچھا کچھ نامل کیا
 دوسرا گارو گیا سپاہی ادھو فوج بھاگے گارو اونکا اسباب تیار لیکر پھر آیا آخر قریب سے معلوم
 ہوا کہ کسی امرائے لکھنؤ سے میر اکبر علی کہ ہزار روپیہ واسطے نگاہداشت دو پٹالن لے آئے تھے
 کہ ہم باغیوں کے ساتھ آئیں گے اونھیں غافل پاکوٹ لینے پھر فصل احوال نہ کھلا کہیدان کو
 سید غریب سمجھ کر چھوڑ دیا بات بہت خوب خفی اگر بن پڑتی +

چیت کشن کا قیدہ باغ سے بادشاہی کو ٹھون سے اسباب لانا

روز یکشنبہ ۱۲ مارچ ماہ ذیقعد ۱۲۸۵ ہجری مطابق ۲۸ جون ۱۸۶۸ء دیر کو چیت کشن
 میرنگ صاحب اور کسی افسر پر قنداز کہنی گورہ دو توپین لیکر داخل قیدہ باغ ہوئے اسنے
 کہ بادشاہی کو ٹھون سے جو اسباب عہدہ اور زمین قیمت کیا ہے لیا میں اور اپنی حفاظت میں بہتر

تعلیٰ ہوا اوسکے بعد کہ شیتونپور اسلحہ حرب اسباب ضروری بازار کر کے مع جنرل صاحب روانہ ملک سے
 ہوئے بالا جی راؤ اسکے بھائی رانا راؤ نے ارادہ خیانت اور فرسخ عہد کر کے حکم شلک توپ دیا
 اوسنے منع کیا کہ دغا موافق غریب کے گنگا سے کرنا اچھا نہیں اسکا انجام بہت برا ہو گا نہ مانا
 جب توپ چلنے لگی اور شتیاں دریا میں بیٹھیں گئیں بیڈیاں گود میں بچے لیے صاحب جو کنار
 دریا شیتونپور سوار ہو نیکو بائیں ان کھڑے ہوئے تھے سبھوں نے فریاد دغا بلند کی اور فوج سپاہ
 باغی کا قتل کرنا ایک طرف تلوار پر تلوار پڑتی تھی دوسرے طرف سے گولیاں برستی تھیں ہندوؤں کا
 یاس سے ہر ایک سے تلجی ہونا ایک ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈنا وہ بیان سے باہر
 اگر ایک سوار رحم سے بچا تھا دوسرا گولی مار دیتا تھا ایک عجیب جبرایہ تھا کہ جو شیتونپور سے دیا
 بین کو داؤد بگیا ابدھر سے جو گیا پایاب تھا جنرل صاحب کی لشتی اسباب الہ آباد چھوٹی
 راہ میں فقط دو کشتی کو زینداروں نے لوٹا۔

نواب محمد علی خان عرف نیمتے نواب کے گھر کو فوج نے غوب اٹھا چاہتی تھی مارڈالین کس واسطے
 کہ پہلے انھوں نے شاید بعض بیڈیاں اور صاحب کو اپنے گھر میں چھپا یا تھا لیکن بیش پوائے رئیس
 و امیر جان کر منع کیا اقربا سے نواب معتقد والدہ کو والد اہل وثیقہ سمجھ کر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت
 و جان بچانلی اسنے صورت عافیت و آشتی پیدا کی رعایا سے شہر کو امن دی خزانہ ملک شری سے
 لاکھ روپیہ لیکر فوج کو انعام دیا حکمائے تحصیلدار اور زینداروں کو بدستور انتظام و حفاظت راہ
 کے روانہ کیے جب رانا راؤ اس مدت قیام میں اپنی غفلت و نااندیشی سے عیس و عشرت لغویات
 لاطال میں مشغول ہوا فوج باغی بیدل ہوئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا۔

فساد و خاص لکھنؤ

قبل از چھوٹنے فوج باغی نواب گنج میں چپ کشتی سے صاحب بہ سوار تلوار میں کھیچے آدھی
 رات کو نواب گنج چھوٹنے میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانکلی چیر ہے لاؤ اور خود
 کرسی اور موڑ ڈھونپ بیٹھے اور بھیجی فرمایا کہ ہم جا کر کرل گنج میں نو پختہ کرنے کے لینے تحصیلدار
 نے عرض کیا یہاں سے چھاؤنی، کوس ہے وہاں سے گھاگر مہج میں بعد ایک بجے جب کچھ کھانکلی

وصی علیخان کے تھانے پر تھے وہ آدمی اور نکلے بھی مارے گئے لیکن تھانہ واریج گیا دوسرے دن تھانہ ہل صاحب نے فتنی راہ دیال کو حکم دیا کہ وصی علیخان کو خط بھیج کر بلو اوجب یہ عذر کر کے نہ گئے دوسرے دن ایک سوار حکماءہ انکی طلب کی لا یا لکھنؤ میں رو پکاری کو آئے حکم چھاپسی یا مگر وسیٹن صاحب جو مدت سے انکے حال سے واقف تھے سیدہ سپہو کر انھیں بچا یا بجات دلوای اپنے گھر آئے۔

بلوہ فاکا پیور

فی الحقیقت عجب سرح کی آندھی کالی آئی جیسے تمام کرہ ہندوستان کو گھیر لیا مجموعہ دل ظالمین کا ایک امر ہو نا سوائے خالق کے کار شہر ہی نہیں ہے کس واسطے کہ وہ دروے سلطنت سلطانی ان چکا ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل میں بصیرت ہے خلاصہ ۲۰۔ پٹالن ایک تیسرا سالہ کانپور میں تھا اور تو پٹانہ جب فتنی لی خیر چھاپسی کی سنی سبکو اپنے قصاص لینے کا یقین ہو گیا کچھ بن نہ پڑا سو اس کے کہ طریق رفتا اپنے اخوان اشیاطین کا اختیار کرین دفعہ وہاں بھی بلوہ کر دیا بنگلون میں آگ لگا دی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان جزو کل چھوٹی بڑی بیبیان ولایتی خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ اسی طریق سے پس آئے جبکا بیان نہیں ہو سکتا بعض عجم صاحب مال وغور غیرت و شرافت سے کنوون میں گر کر فرنگین نفس اطفال اور عقولین ہی ڈاکو ان بھگ گیا چارون تک فوج باغی اپنے افسر و سہ لڑی جب مغلوب کیا جبریل علیہ صاحب مع اور افسر اور گورون نے وہیں اسپتال میں بنا کر نہال۔ شہر کے مہاجنون نے خون سے فوج کو اذوقہ طعام تر و خشک بہت تکلف سے بھیجا شروع کیا رانا راؤ پتہ بنائے باغی راؤ پیشوا نے پونا جو مشہور میں رہتے تھے فوج کے ساز سے آگے سے آیا ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادوی ہوئی کسی دن کے عرصے میں دس بارہ ہزار سوار پیدل اہل ہتھیار شل سہ بندی نوکر کچھ ۲۰ دن تک فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی آخر صاحبان محصور نے ازراہ مصلحت وقت رانا راؤ سے امان چاہی اسپر رخصتی ہوئے۔

صبح کو سب فوج رعایا کے شہر تانہ میں جمع ہوئی جبریل صاحب نے سفید نشان امان کے گروایا اور سوت صاحبان محصور اور دھر سے ادھر سے افسر مع پیشوا جمع ہو کیجا بیٹھے باہم عند و بنیان

۲۰۸

قطع ہو اوسکے بعد، کشتیوں پر اسلحہ حرب اسباب ضروری بار کر کے مع جرنل صاحب روانہ ملک سے
 ہوئے بالا جی راؤ اسکے بھائی رانا راؤ نے ارادہ خیانت اور فرسخ عہد کر کے حکم شکاک توپ دیا
 اور منع کیا کہ دغا موافق غریب کے لنگا سے کرنا اچھا نہیں اسکا انجام بہت برا ہو گا نہ مانا
 جب توپ چلنے لگی اور کشتیاں دریا میں بیٹھیں گئیں بیبیان گو دین بچے لیے صاحب جو کٹار
 دریا کشتیوں پر سوار ہو نیکو باطنیان کھڑے ہوئے تھے سبھوں نے فریاد دغا بلند کی اور سوت سپا
 باغی کا قتل کرنا ایک طرف تلوار پر تلوار پڑتی تھی دوسرے طرف سے گولیاں برستی تھیں بیبیان کا
 یاس سے ہر ایک کے تلخی ہونا ایک ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈنا وہ بیان سے باہر
 اگر ایک سوار رحم سے بچا تا تھا دوسرا گولی مار دیتا تھا ایک عجیب جبریہ تھا کہ جو کشتیوں پر سے دیا
 بین کو واڈوب گیا ایدھر سے جو گیا پایاب تھا جرنل صاحب کی کشتی اسباب الہ آباد چھوچی
 راہ میں فقط دو کشتی کو زینداروں نے لوٹا۔

نواب محمد علی خان عرف تھتے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹا چاہتی تھی مار ڈالیں کہ سوا سوا
 کہ پہلے انھوں نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو اپنے گھر میں چھپایا تھا لیکن بیبیان نے رئیس
 و امیر جان کر منع کیا اقربا سے نواب متحدہ و لہ کو مالدار اہل و عیال سمجھ کر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت
 و جان بچانے کی اس صورت عافیت و آشتی پیدا کی رعایا کے شہر کو امان دی خزانہ ملک شری سے
 لاکھ روپیہ لیکر فوج کو انعام دیا حکمائے تحصیلدار اور زینداروں کو بدستور انتظام و حفاظت راہ
 کے روانہ کیے جب رانا راؤ اس مدت قلیل میں اپنی غفلت و نااندیشی سے عیس و عشرت لغویات
 لاطائل میں مشغول ہوا تو جباغی بیدل ہوئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا۔

فساد خاص لکھنؤ

قبل از چھوٹنے فوج باغی نواب گنج میں چپ کشتی سے، صاحب بہ سوار تلوارین کھینچے آدھی
 رات کو نواب گنج چھوٹے میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانگی چیر ہے لاؤ اور خود
 کرسی اور موڑ ڈھونڈ بیٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم جا کر کرل گنج میں تو بھانے کو لے لینے تحصیلدار
 نے عرض کیا یہاں سے چھاؤنی، کوس ہے وہاں سے گھاگرمیج میں بعد ایک بجے جب کچھ کھا چکے

وصی علیخان کے تھانے پر تھے وہ آدمی اونکے بھی مارے گئے لیکن تھانہ دابرج گیا دوسرے دن
تھانہ اہل صاحب نے منشی راعیال کو حکم دیا کہ وصی علیخان کو خط بھیج کر بلو اور جب یہ عذر کر کے
نہ گئے دوسرے دن ایک سوار حکمنامہ انکی طلب کی لا یا لکھنؤ میں روپکاری کو آئے حکم چاہی یا
مگر وسیشن صاحب جو مدت سے انکے حال سے واقف تھے سیدہ سپہر کو لکھنؤ میں بچا یا نجات دلوا کر
اپنے گھر آئے۔

بلوہ فاکا پیور

فی الحقیقت عجب سرح کی آمد ہی کالی آنی جیسے تمام گرہ ہندوستان کو گھیر لیا مجموعہ دل غلامان کا
ایک امر ہو ناسو اسے خالق کے کاربشر ہی نہیں ہے کسو اسطے کہ رو برو سے سلطنت سلطانی ان چھا
ضیقت کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل میں بصیرت سے خلاصہ ۲۰۔ چٹالن ایک فیہر رسالہ
کانپور میں تھا اور تو پوجانہ جب منشی کی خبر چھاپنی کی سنی سکوا اپنے قصاص لینے کا فیصلہ
ہو گیا کچھ عین نہ پڑا سو اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان اشیاطین کا اختیار کرین دھتکہ وہاں
بھی بلوہ کر دیا جنگوں میں آگ لگا دی اسباب لوٹا صاحبان عالی شان جزو کل چھوٹی بڑی
جیدیدیان ولایتی خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ اوسی طریق سے پسین آئے جبکہ
بیان نہیں ہو سکتا بعض میں صاحب مال و غور غیرت و شرافت سے کنوون میں گر کر مر گئیں
نفس اطفال اور مقتولین ہو کر انکوان بھیج گیا چارون تک فوج باغی اپنے افسر و فوجی لڑی
جب مغلوب کیا جبریل علیہ صاحب مع اور افسر اور گورون سنے دہلی ہسپتال میں بنا کر نہا لی۔
شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو اذوقہ طعام نہ دینا خشک بہت تکلف سے بھیجنا شروع کیا
رانار اوپر پتھر بنائے باغی راؤ پیشوا سے پونا جو بھور میں رہتے تھے فوج کے ساز سے آگے سے آیا
ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوئی کسی دن کے عرصے میں دس بارہ نہر اسوا ہسپتال اہل پنجاب
شل سبندی ذکر کچھ ۲۰ دن تک فوج باغی ہسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی آخر صاحبان
محصور نے ازراہ مصلحت وقت رانا راؤ سے امان چاہی اسپر رانی ہوئے۔
حقیر کو جب فوج رعایا سے شہر تماشا بن جمع ہوئی جبریل صاحب نے سفید نشان امان کے گروا دیے
اور سوت صاحبان مجبور اور دھر سے ادھر سے افسر پیشوا جمع ہو کیجی بیٹھے باہم عہد و پیمان

نرمض اور سوقت ۲۲- آدمی مجرم وغیر مجرم جو دمان تھے دست بستہ قید ہو کر کوٹھی رو پڑ گئی
 مین گئے صوبہ دار نے حاضر حضور صاحبان کیٹھی مفصل سرگزشت بیان کی حکم ہوا منشی اور کابینا
 حوالدار یہ تینوں بچھانسی دیے جائیں کاریگی صاحب نے منشی سے کہا تو مبدد فقہ و فساد
 اس سب ہنگامہ کا ہوا ہے برسوں تو نے سرکار کا نمک کھایا آبرور و پیہ پیدا کیا اور میر عباس
 سے کہا تو وہی ہے کہ لشکر مولوی امیر علی مین بہادر کمر باندھی چار نہرار رو پیہ ازان سے
 بفریب لیکر بھاگ آیا بھٹنر علی مفرور کو تو نے اپنے گھر چھپایا پھر جسے اجازت لیکر اسکے
 قتل کو کیا اور اپنے جین و نامروی سے بھر کر چلا آیا۔ لکھنؤ مین ہر شخص کو ترغیب فساد بلوہ
 دیتا رہا کرانی سرکار کو مار ڈالا۔

اسی صبح کو یہ ۲۲- آدمی سپاہ رو پڑ گئی سے بھی بھون کو گئے ان چار یار نے بعد ایک دوسرے
 کے بچھانسی پائی باقی بندھے ہوئے سامنے بیٹھے رہے ان سب مین میر خلیل احمد کا بسبب
 پیری کے بہت برا حال تھا گو یاجان غالب سے نکلی تھی بعد بچھانسی کے اونکی نفس شاہ
 پیر محمد کے ٹیلے پر حکم ہوا اگر وہ دوبائی مجرمین کو حکم امامبارہ ہوا۔ صوبہ دار نے رو بکار ہی مین
 کہا کہ نقطہ میرے کہنے سے نوبت بہان تک بھونجی اب مین خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ اس باجرے
 سے مین نہیں واقف یہ سب بیگناہ قید ہوئے مین آگے آپ حاکم مین اختیار ہے اس کے اظہار
 برائی بھی چھوٹے اور یہ برات سنگٹا پرشنا و نامے قوم کھتری ایک مفرز شخص بنارس کے تھے
 بنارس کو گئے مگر اونکا اسباب زیور وغیرہ لٹ گیا میر خلیل احمد کو حکم ہوا چوبیس گھنٹے کے اندر
 تم اس شہر سے چلے جاؤ و بھونجوا کر رہے منشی کا اسباب لٹا گھر کا نیلام ہوا۔ مزار فرخندہ شیش
 شاہزادے کے داماد نے دوبارہ اسے مول لیا کوسو سٹلے کہ وہ انکی ملک تھا میر خلیل احمد
 کر بلا گئے وہین انتقال کیا انجام بخیر ہوا۔

تھارن ہیل صاحب پلج آباد سے شکست کھا کر دوسواروں سے کاکوری مین قاضی مصلیٰ علی
 کے گھر مین ٹھہرے اونکی خدمتگذاری سے بہت خوش ہوئے شہر طرحت حکومت و مملکت سرکار
 وعدہ پر ورسن کیا وہان سے بسلاست لکھنؤ آئے جب پلج آباد کے لوگوں نے منشی سول بخش اور
 جانٹا کی خیر بچھانسی کی سنی کاکوری مین آکر جمعہ دار اور دو بر خنداز کو مار کر چلے گئے جو پلج مین

پٹھانوں کو خبر کر دی مارے گئے بعد اسکے اسی رسالے کے دو سو سو ارب تے اپنی سخاوت اور چھاؤنی منڈیاؤں میں نماز جمعہ پڑھ کر روانہ شاہجہان آباد ہوئے اس رسالے میں قوم راگڑ والی کے قریب رہتی تھی اپنے بھائیوں کا احوال شکر علی گئی۔

منشی سول نجیش قصبہ کا کوری کچھانسی پانا وغیرہ

زبان کریم خان صوبہ دار پٹالن نادری اس قصبہ کا بیان کرتا ہے کہ ایک دن میر عباس ٹھانہ دار اور ایک حوالدار پٹالن مغرور چھاؤنی منڈیاؤں شام کو حسین آباد کے تالاب پر زیرخت شہدیت کھڑا سمجھا رہا تھا کہ مثل اور پٹالن کے فتنہ و فساد برپا کرنے میں تمہیں تامل کیا ہے صوبہ دار نے جواب دیا کہ ہمارا کوئی سرپرست نہیں مبادا تو کری ۶۵ روپے کی مفت ہاتھ سے جاتی رہے بدنہی و تکبر امی حاصل ہوا اتفاقاً دو سپاہی اور انکی سرگوشی کان لگا کر سننے لگے صوبہ دار ڈر کر چپ ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا گیا اور اوستے یہ ڈر ہوا کہ مبادا یہ دونوں سپاہی میری پٹن کے ازراہ جاسوسی کمان انسر سے جا کر کچھ کہیں اور سوت سواسے پھانس پانے کے کوئی علاج میرا نہ ہوگا غرض اسی خلیجان سے اوستے افشار ازا ایک اپنے دوست سے کیا۔ اوستے کہا تو سیونٹ جا کر صاحب سے رپورٹ کر دے جب صاحب نے سنا حکم دیا کہ اگر کل صبح کو وہ دونوں پھر آویں ہمارے گویندے کے ساتھ تو انکے گھر چلا جانا اوستے کہا اگر آویں تو آفت مجھ پر پڑے گی کہا اس سے مطمئن ہو غرض صبح کو جب وہ دونوں اجل گرفتہ آئے انکے ساتھ مع ستر بازار ازبکیت راتے راجہ ہلاسراے کے مکان میں کوٹھے پر چلے گئے دیکھا کہ منشی سول نجیش کا کوری اور اونکا بیٹا حافظ میر عباس اور حوالدار اور دو آدمی مجموعہ بیٹھے ہیں منشی نے صوبہ دار سے باتیں اطمینان کی کیں اور مستعد ہوئے برپا کرنے فتنہ و فساد کی شروع کیں اور نمر خیلوٹ بھی دکھلائی بعد ایک ساعت کے کارنگلی صاحب محمود خان کو توڑا کہ اپنی تلنگہ بر قند ازبک پھوپھو کے گھر کو گمیر لیا اتفاقاً ہسایہ میں ایک ہندو کی برات بھی آ رہی تھی من لانفا میر خلیل احمد امین زمان شاہی میر باقر سوداگر کے پاس اپنے بیٹے کا احوال کا کہنے سننے کو گئے تھے ضعف سن پیری سے تھک کر منشی کے پاس آکر دم لیا تھا کہ ایک چلم حقہ کی پکیر چلا جاؤنگا۔

راہرنی اختیار کی تھی بجائے خود حاکم ہونے کے لئے رومی میں شہیدار کو بارڈالاکاظمین
 کنبہ تحصیلہ ارومان بھاگ کر ملیج آباد چلے گئے اپنی حکمت عملی سے آپ بھی بچے کپتان سوشن
 صاحب کو بھی بچا یا خزانہ سرکار ملی گارو میں بھونچا یا فی الحقیقت بڑا کام خیر خواہی کا کیا لیکن
 بعد رفع ہنگامہ فساد کے اونکو پیشین نہ ملی شاید اس جت سے کہ زمانہ بر جیسی میں وہ وکیل
 پیشوا سے بھگورانا راؤ کے ہو کر دربار لکھنؤ میں حاضر رہتے تھے یا اپنے بچاؤ کی عورت نکالی تھی
 شو وکتے تھے کہ میں پرچہ اخبار سرکار کو لکھتا تھا چنانچہ کرنل چیمبر لین صاحب نے اسکی تحقیقات
 کو وایت میں ریسٹن صاحب کو لکھا اوسکا جواب آیا مگر ٹھیکہ اونکے مفید نہوا اکثر مقام پر تھانہ اور
 مارے گئے تھے اور جدید سے زمیندار قریح نے اپنی زمین چھین لی اور ورپے اہتمام یکدگر ہو گئے

کپتان ہنر رضا اور کپتان فیر رضا کا مارا جانا

کپتان ہنر صاحب ملیٹری سکریٹری کپتان فیر صاحب نے ازراہ جوانمردی و توری نکملاالی سرکار
 جان کر واکٹر یعنی ہر اول لشکر ظفر بیک ہو کر چار سو سوار سالہ کپتان گال صاحب بیکر تدرہ
 اضلاع غری کے واسطے لکھنؤ سے روانہ ہوئے میں پوری سے جب سالہ دورا ہے پر بھونچا
 گمان افسر نے حکم دست راست جانیکا و اسوار ٹھہر گئے دوبارہ حکم دیا نہ چلے آخر ایک صوبہ دار
 مقابل صاحب آیا گالی دیکھتے ہیچہ بار امان خان صوبہ دار میجر جف سے نکل کر اوس سے کہنے لگا
 تو نے میرے افسر کو مارا میں تبرک افسر کو مارا تاہوں بعد اسکے سواروں نے افسر و نکو قتل کر
 راہ شاہجہان آباد لی رضا خان نے کپتان ہنر صاحب سے مخاطب ہونے کا سبب لکھنؤ میں گالی
 دینے کی کر کے تلوار ماری اور باقی سوار کپتان گال سے کہنے لگے کہ ہم آچکی بدولت نوکر ہوئے
 آپکا نکم کھایا اب بہتر یہ ہے کہ آپ ہم میں سے سلامت چلے جائیے اور چین جانے دیجیے
 کپتان لڑائی سے شہید بھی رہے لکھنؤ آئے مہور وطن توشیح ہوئے نام کٹ گیا اکثر اپنے چاہے
 رو دیا کرتے تھے چیت کشن نے کپتان شیمپرز صاحب کو عہدہ میجر می رسالہ دیا بعد کئی دن کے
 گال صاحب کئی سواروں کو فنی کس سوروپہ دیکر بطریق انعام دروی سواروں کی بہن اپنے
 ساتھ روانہ الہ آباد ہوئے بریلی کی سہارن اور بے ومان جاسوس نے یا انھیں سواروں

سلطان پور۔ ۱۵۔ رسالے میں کرنل فشر صاحب تھے سینہ برکات احمد رسالہ اپنے اپنے اور انھوں نے صاحب سے عرض کیا جان آپ فرمائیں ہم آپ کو سلاست بھونچا وین پھر ہم سے کچھ نہ ہو سکیگا تمکو ام ہو جائیگی سپاہ پر ہمارا اختیار و حکومت نیوگی صاحب طیل القدر نے خلافت شرافت و شجاعت سمجھا کر اسے قبول کیا آخر اپنے بیگلے میں نامزدون کے ہاتھ سے مارے گئے اور زخم کھینے رہے کہ اگر تم بہادری کا ایک بندوہ میں دو پھر تماشا اپنی بہادری کا دیکھو کہ اپنے شا ایک آہ چھوٹے لڑکے کو گو د میں لیٹے جاتی تھی ایک نامزد سوار نے گو د سے گرا کر برہمی کی انھی سے چھوٹے مار ڈالا پھر چھاؤنی میں آگ لگا دی ہر بیگلے کو خوب لوٹا۔

تہت سے مسلمان اس سارے کے اپنے غضب و عداوت میں مولوی سید امیر علی آغا علیہ السلام ناظم کی تلاش میں رہے نہ پایا وہ جان بچا کر دہلی میں جا کر چھپے مرزا جید مرزائی اور کئی دہائی بھائی جان بچا کر لکھنؤ آئے یا فیض آباد میں رہے اسکے بعد رسالہ فیض آباد آیا۔

راجہ بھراج قید تھا اس ہنگامے میں بھاگ کر اپنے گھر گیا کئی ہزار گنوار نوکر رکھے صاحب نے سب نگاہداشت ہو چکا کہ اسے تحصیل میں سرکار سے معاف ہو جائے یا فوج تحصیل کو ملے ورنہ زمیندار مالگزار روپیہ کیونکر دینگے۔ صاحب منکر چپ ہو رہے۔

علاقہ سلون میں کرنل بیر و صاحب اور حکام فوج میں گھر گئے تھے راجہ ہونٹ سنگھ اچھ کا لے کا گد و غیرہ اور انھیں اپنی حفاظت میں لے گئے اپنی لکھی میں رکھا ہر چند وہ بدل نشانی صاحب سے وچ کرتے رہے مگر صاحب نے اسے تاثر و نفرت خائف رہے آخر سلاست قلعہ الہ آباد میں بھونچے اپنی رسید راجہ کو بہت شکر گزاری سے بھیجی اسی حسن خدمت سے راجہ داخل مرہ خیرا مان سرکار ہوئے اگرچہ وقت و فوج اور کجاوان بیٹا مارا گیا یہی نتیجہ کہ محاصرہ پٹی گارو میں زمیندار علاقہ سلون کے نائے غدر کیا اور جیٹا لن متعینہ نے خزانہ سرکار لیا زمینداروں نے مال سرکار سمجھا کر قباہ کیا۔ ظفر نین سے قریب ۴۰ آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔

بھراج کی۔ بن فوج باغیہ خون ناحق صاحبوں سے و گدڑی لیکن زمینداروں نے راہ ندی آخر بطبع زرد و نوپا لائن نے اتفاق کیا اور خزانہ لیکر داخل فیض آباد ہوئیں۔

خلاصہ ہر چھاؤنی میں مساوئے پناہنگ پیدا کیا تھا اور زمیندار مالگزار تمام ممالک محروسہ نے

اوسکی صبح سب صاحب اور میم کوٹھی و لکشا میں جمع تھیں ایک کمپنی سو سوار چھاؤنی سے آئے ایک سو جمعہ دار دو تین لکے سب کے سامنے آکر کہنے لگے صاحب خزانہ کہاں ہے ہمیں کنبیان دین صاحب خزانے نے پھپک پین کہا میں تم غور و فکر روپیہ دید و صاحب خزانہ اوسکے ساتھ گئے تین لاکھ ۲۰ ہزار گنا کر توڑے و دیدے صاحب نے کہا اس میں سے ہمیں خرچ کوہ نہر اور دید و برکات احمد رسالہ وار نے کہا ۳۰۰ دید و باقی سب کر انجی پر رکھ چھاؤنی بے گئے۔

پھر لیکن کشتہ صاحب اور حکام مع صاحبان فوج و نیم صاحبات باتفاق چھاؤنی گئے افسران ہندوستانی سے فرمایا ہم سب موجود ہیں مارٹو الویا نکال دو سب افسر ہاضی ہو کے کشتیوں پر سوار ہو کر چلے یہ خبر سلامت نکال دینے کی سپاہ باغی نے سنی جو عظیم گڑھ وغیرہ سے آکر کنارہ دریا سے زیر ٹانڈہ رہی تھی اور فوج فیض آباد سے کہلا بھیجی کہ تم نے ان سب کو جاسے دیا ہم پہلے تم سے مقابلہ کرینگے غرض کشتہ تیان ٹانڈے پہنچیں وہی تلنگے و ڈرپڑی کشتیوں و تینہ مار کر دریا میں کو ڈرپڑے مر گئے۔ اونکا سگس باوفا بھی اس کے ساتھ دریا میں کو ڈرپڑا مر گیا و اہ رسمی فاداری میمصا جب بھی ڈوب گئیں باقی اور صاحبوں سے مقابلہ ہوا مارنے گئے و دوسری کشتی و دوسرے کنارہ چھار میں تھی کرنل پٹالن بول مع میمصا جہ اور کئی لڑکے لیکر کنارے سے اتر کر اہر کے کھیت میں بیٹھ رہے پھر وہاں سے میر محمد حسن خان ناظم کو خبر سلامت پہنچی اسکا فو کر قابل بیان سے آگے آئیگا۔

احمد اللہ شاہ فقیر رہنے والا مندرج بادکن کا کئی برس سے لکھنؤ میں گھسادی منڈی میں رہنا کرتا تھا مشہور نقارہ شاہ اتفاقاً کسی ارادے سے فیض آباد گیا سر زمین اتر تھا کسی محفد از سے فساو کیا تھا قید ہو کر بول کی ملٹن میں تھا لیکن اپنے جذبہ جنون سے الفاظ شننی اور لفظ قتل غارت بکا کرتا تھا جب ہم گامہ ہوا سپاہ نے فقیر سمجھ کر چھوڑ دیا پہلے فوج نے چا کہ اسے اپنا افسر کریں ہمارا سر پرست ہو لیکن اسکی باتوں سے ڈرے کہ ہندو سے بہت بیزار و نفرت رکھتا تھا اکثر انتقام ہنومان گدھی کو بھی کہتا ہے مبادا اسکی جہت سے پھر ہندو مسلمان میں جو رت فساو چلے اس جہت سے افسر نکلیا بعد اسکے مرزا عباس پور نے نواب شجاع الدولہ کو سنجیز کیا بسبب میں پیری کے وہ بھی نہ بٹھرے اسکے بعد جب کوئی نہ ٹھہر جا کر جہت فیض آباد راجہ بانسنگ کو ویکر لکھنؤ چلے۔

کر سن صاحب کشتہ خیر آباد اور نکا بنگلہ کنار دریا تھا اور سو فٹ معرکے میں مع سیم صفا گھوڑ پر
سوار ہو لکھنؤ چلے پیچھے سے تلنگون سے بندوق ماری زمین پر گر پڑے سیم صاحبہ دوڑ کر صاحب
کی نفس سے لپٹ گئیں دفعۃً اپنے بھی گولی پڑی اپنے خاوند سے جاملین ایک صاحب نے اپنے
بنگلے میں پناہ لی بندوق دشمنوں کو کمرے سے مارا کیے جب گولی باروت ہو چکی گھوڑے پر
سوار ہو لکھنؤ چلے گھوڑی دور جا کر گولی سے وہ بھی مین پر گر پڑے ایک سیم صاحب جمال
سر سیمہ بنگلے سے باہر نکلی چہرہ اسی سے پوچھنے لگی ہمارا صاحب کہاں ہے ناگا، ایک تلنگونے
گالی دیکر ایک لکڑی ماری دفعۃً ایک سوار دوڑ کر آیا اور انھیں اپنے گھوڑے پر سوار کر چکل کر
چلا گیا پھر اسکا حال معلوم ہوا کہ وہ کہاں گئی۔

دو صاحب رات کو ایک زمیندار کے محمان ہوئے پانی پیا خشک دھوئی کھائی کھینے لگے
تین سیم چھٹ کر تمہارے گانون میں آئی ان تلاش کرو چوکیدار اور نکوڑو ہونڈم کر ایک
دھوبی کے گھر سے لے آیا لیکن اس عیسے میں صاحب گھر کر لکھنؤ کو چلے گئے سیم بیان چوکیدار
کے ساتھ ہزار خرابی لکھنؤ پہنچیں اکثر سیم مجروح نیم جان چھکڑوں پر سوار ہو کر پانی اس نسبت
گرا میں لکھنؤ پہنچ جاتی تھیں لاکن زبان بلن خوب لارنس صاحب پر کھولتی تھیں۔
توج باغیہ نے خزانہ سرکار سے ۳۰ لاکھ ۳۰ ہزار روپیہ لیا اور میں سے کچھ رعایا کے بھی لے لیا
ابعد اسکے کہ رانا تھمہ و میرزا حسین کیدان کو حاکم خیر آباد کر کے حکم دیا کہ بدستور زمان ہم مستعد
ہو کہ گرم کار سرکار پر ہو بروقت ضرورت ارسال رسد غلے سے غافل نہ ہونا۔

مستش آباد۔ پہلے دو لکھنوی تلنگا اعظم گڑھ سے ٹانڈے پھونچی پھر گورکھ پور سے بھی
پیشہ آئی اس ہنگامے سے دو دن پیشہ گولڈنی صاحب کشتہ اور حکام نے ہندوستانی افواج
توت تیرے سمجھا یا کہ اگر ہمارا مارڈالنا منظور ہے بسم اللہ لیکن اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا
اپنے مسئلہ سے نمٹ کر ہو عرض کی ہم تابعدار سرکار میں لیکن ہم سپاہ سے مجبور ہیں اگر وہ ہم
سے بہت سی تین مارڈالیں گے بہتر ہے حضور خود انھیں بلوا کر سمجھا لیجئے جب سپاہ
یہ سرت سے تیرے پانچ پانچ اور سلطان تھان اور خون ناحق میں سرشار ہو چکے تھے
جب یہ سرت سے تیرے پانچ پانچ گئے سرکار کے عہد و بیٹان پر راہی ہوئی۔

محمدی میں فقط وہ کہ اپنی عسلی سوار تھے اونھوں نے راہ سیتا پور کی لی یہاں ۳۰ چالین
ایک رسالہ تھا۔ ایک صاحب کا نوکر قتل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کا
افسر کو چھٹی سی صاحب نے اوس سے کہا لکھنؤ میں فساد ہوا تم میرا صاحبہ کو فلان صاحب کے پاس
پھونچا دو حسب احکام میرا صاحبہ اوس صاحب کے پاس پھونچا اونھوں نے قبول کیا جو سخت
ویا میرا صاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیوں ایسی باتیں کہیں جیسے
یہ نوبت پھونچتی کہا اہم حکم سرکار سے مجبور ہیں بہر حال کار توں سپاہیوں کو تقسیم کرینگے۔

صبح کو فوج حسب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا کہ خزانہ سرکار تمھیں بجٹا لو اور ہمارے
دشمنوں سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دوسری بلٹن سے ہوئی وہ بیشتر سے اسپہین قسم اتفاق
کر چکے تھے فوراً بھڑپے اور اپنے افسر دن کو زیر تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آنترنی ہوئے اس شقاوت
نصاوت قلبی نگہ اپنی بددیہی ہر جمی کا بیان یا عورات بیگناہ اور اطفال خردسال سے سلوک کیا کس
زبان سے بیان ہو سکے اور کیونکر تحریر کیا جائے کہ پتان انڈرسن نے اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ میں
لکھا ہے واللہ باللہ ایک صاحب کا لڑکا ۴ برس کا حالت خطرہ میں معلوم نہیں کس طرح اپنی
مان باپ سے چھٹ کر ایک بنگلے میں رہ گیا دو دن اور دو رات ہر کمرے میں گھبرا کر جاتا تھا کبھی
ماما کبھی بابا کہہ کر جاتا تھا جب طاقت نہ رہی غصہ کھا کر ایک کمرے میں گر پڑا اتفاقاً تیرے دن
ایک نامزد اڑلی لوٹ کو دخل ہو جب نظر اوس ملعون کی اوس پر پڑی لوٹ بھول گیا ایک گندہ
بندوق اوسکے سر پر مارا جان بچن ہو گیا بس یہ ملعون میجر سپاہ سے کہتا تھا کہ میں نے ایسا
کام کیا ہے اس طرح اور کسی نامزد بیان کرتے تھے۔ لاجعل ولا قوۃ الا باللہ۔

غرض بیسیوں کی یہ نوبت پھونچتی کہ بھول کی پائی یا برہنہ کپڑے بھٹے ہوئے گردا گرد بعض محروم
گرومی میں بچہ لیجے بظرف چاہا چلین نہ راہ سے واقف جہاں آدمی دیکھا خوف جان سے
راہ جنگل کی لی صاحبان عالی شان کا یہی حال تھا اگر کسی کا خون میں بیسیاں اس خراب حالت
سے پھونچن زمیندار نے رحم کھا کر رات کو اپنے گھر ممان کیا جو حاضر تھا حاضر کیا صبح کو ایک چھپکڑ
پر سوار کر کے پانسی ساتھ لکھنؤ پھونچا وہ بعض صاحب وہاں سے جنگل میں ہو کر گور کھپور چلے گئے
وہاں سے بارہاں پھونچے بعض کئی دن تک زمینداروں کی گڈھیوں میں پیچھے رہے۔

راجہ تلمس پور کے اور تعلقہ داران ملک اودھ کہ چوراسی کوس مربع ہے یہ راج زیر و امن کوہ متصل علیحدہ اسی نیپال واقع تھا پنجیال دور اندیشی یہ بھی بنالاکے حکمت عملی محصور اس مقام کے کیے گئے بلکہ بہین فوت ہوئے اور رانی باغی ہو گئی اور وہ راج اب ہمارا راجہ سر و شجہ سنگھ پور کسی ایسے آئی والی بلرام پور کو کہ منیتر سے یہی حق اعلیٰ لیتے تھے کجج جعفر بن گل گیا اور علی ہاسی کاوسمین سے والی نیپال لئے لیا۔

ہنگامہ فساد شاہجہان پور وغیرہ وغیرہ از روئے اخبار

غرض جب خبر انتقام پاداش سرکار فوج باغی کی بھاشی پہنچنے کی جا بجا ہر چھاؤنی میں مشہور ہوئی سب کو پاس لکھی اپنی زندگی سے ہوئی آتش کینہ و فساد و فتنہ شعل ہوئی اور ہر چھاؤنی میں نئے ڈھنگ سے فتنہ تازہ ہر باہوا اور صاحبان عالی شان کا چارہ علاج ہر طرح سے بند ہوا اب باغیان سرکرن مستعد اپنے انتقام لینے پر ہوئے۔ احوال مختلف ہر چھاؤنی کا بعد اختتام معرکہ ہر صاحب احسنے لکھوایا ہے غالب ہے کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہو لیکن لکھنؤ میں جہان جہان سے فوج باغی اگر جمع ہوئی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سلسلہ کتا کے واسطے لکھا۔

شاہجہان پور میں جب بلوہ ہوا سب صاحب فوج و نظامت جمع ہو کر ایک نیگے میں آئے اور مستعد ہوئے فی الحقیقت جو جن مردانگی تھا ادا کیا جب پاس سے انتقامت نہ ماضی پرانہ صحت علاقہ پور ابان راجہ سیکت بخش کے پاس چلے گئے قلعہ میں اور بعض صاحب ہر نصیبہ و فساد کی طرف چلا گئے اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ رکش صاحب رزیدنٹ لکھنؤ کا بیٹا اسی نساوین مارا گیا جب باغیوں نے میدان خالی پایا زرقہ خزانہ خوب لوٹا اودھ کے بعد اسباب جو کوشی اور کپہری کے بنگلوں میں تھا لوٹ کر آگ لگا دی آسین رعایا سے شہر قوم شہان اجل گرفتہ شہر ایک ہو گئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے ایمان سے سمجھے جو صاحب مقدور عزت دار شہان تھے وہ ماکرم بن شیخ گل کی پاداش کی خبر نرہی اور بظاہر اپنے مذہب و ملت کے خدا و رسول بزرگوار کر کے صورت جہاد نکال کہ عوام اس جال ایمانی میں جلد ہمیں جائینگے۔

بہت جلد اپنی سزا کے کردار اعمال کو بھونچنے کے فوج ولایتی جو مندراس سے بندر بوشہر کو ہمت
ایران گئی تھی عنقریب سرکوبی مقہورین کو بھونچتی ہے یہ بندار غلط فکریں کہ سرکار میں قیادت فوج
ہے دوسرے شہزادے یہ تھا کہ سرکار نے مواخذہ سپاہ سے وگزر کیا لازم ہے کہ فوج بدستور
سابق اپنے کام میں مستعد و سرگرم رہے آئندہ ایسے امور لاطائل کا خیال نہ کرے اور اگر روزگار
منظور نہ ہو سلامت ہر ایک ڈاک میں اپنے اپنے گانوں چلا جائے کفالت خراج براہ سرکار سے
ہوگی اور کوئی شخص لفظ نکر ام مفسد باغی وغیرہ نسبت اور نیکے اپنی زبان سے نہ نکالے وگرنہ
مجرم سرکار ہوگا۔

مگر افسوس ہے ان نیکو امون نے اپنی قدر بخانی سرکار کی اس عطا وقت قدرانی پرور میں کا کچھ
خیال نہ کیا آخر جنم حاصل ہوئے اور نیکے ساتھ غریبے شہر بھی مفت برباد ہو گئے عزت و آبرو نہ رہی
اور سرکار کے حکم شہزادے پر کسبے اعتبار بھی نہ کیا جانتے تھے کہ مصلحت وقت سے یہ حکم ہوا ہے
خاطر جمع ہے کہ ہمارے ملک سے کہاں جائیں گے ہم سمجھ لیں گے یہ بھی سچ ہے حاکم سے کیا چارہ
نواب رکن الدولہ محمد حسن خان مرشد زادہ جنت آباد مگاہ کنار شہر قریب دولتخانہ مہتاب باغ میں
گوشہ عافیت سمجھ کر رہتے تھے کاریگی صاحب محمود خان کو تو ال نے اذہین سوار کر کے بھیج دیوں میں
رکھا اور نیکے سپاہیوں سے ہتھیار لیے ہمہ دار و نہ سے اسلحہ خاص لیکر رسید دیکر چلے آئے اور نواب سے
کہا کہ ہم نے یہ امر ازراہ منسلحت کیا ہے آپ کو سید طرح کی تکلیف ہوگی۔

دوسرے دن مرزا حیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ پوتے مرزا سلیمان شکوہ کے گھر کاریگی صاحب کو تو ال
مع بر قندازہ لے کر پہنچے تھے یہ اور سوار کر کے نام ہارے میں آئے ہتھیار اخل قلعہ کیا اور نواب
وزیر مرزا عزرا کیوان جاہ کے بیٹے کو چھان امام باڑہ کیا علت ظاہری یہ مشہور ہوئی کہ انکا سالہ شہر
اہل بابوہ تھا انکے گھر میں چھپ ہاتھاب اسے پونچھا انھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں اتفاقاً ازراہ نادستی
اوس وقت انکے گھر سے نکلا گو خند می نے بتا دیا اور سب ہتھیار انکے بھی گھر سے لے گئے نواب سلطان
انکی بھوپھی نے نسل مادر شفیق پرورش کی تھی سرکار میں بہت واد و بداد کی کھانا نہ کھایا اوسکی
سبج کو کو تو ال کو نواب ممتاز الدولہ نے ایک جڑی چنچہ کی اور کچھ اور بھی مراد کاریگی صاحب
کے پاس گئے دو دن کے بعد بڑی جدوجہد و خسران سے نجات پیدا ہوئی اسلام آباد گھر آئے۔

رحمدل تھے مکمل دیباغی بندوق سے دھمکاؤ بھاگ نکلیں گے ان نامردوں نے اوپر پوریش کر
 تلنگون کے پیچھے ہٹ کر ایک بارٹھ ماری مجروح ہوئے مقتول ہوئے باقی سب بھاگے پھاس
 سینن آباد کا بند کر لیا آخر مرزا اس قافلے کے پیچھے رہ گیا تھا بندوق کی آواز سن کر جلد آیا اور
 پھانگ کھول کناڑا لایا جا پھونچا قراہیں ماری اتفاقاً ایک گولی شانے پر دوسری سینے پر
 پڑی باحواس پھر کر پھانگ بند کیا اور کہا سیر اکام تمام ہو چکا اور زخم کو اپنی جاوڑے سے باندھ
 کہیں چھپ رہا سب بھاگے اس عرصے میں برقنداز بھی آکر تلنگون کے شریک ہو گئے اتفاقاً
 ٹھانہ دار کی سازش سے کسی برقنداز مرزا مہدی چھوٹے بھائی حکیم آغا علی بن کے دروازے پر
 گئے وہ وہاں کھڑے تھے ہاتھ اجماع بد معاش زیر تیغ خون ناحق کیا۔

دو دن و درات تک ناکجاات تمام شہر اس فساد کی جہت سے خالی تھے تیسرے دن صبح کو کانپلی
 کو نوال شہر منصور نگر سعادت گنج میں تحقیقات مفسدین کو آئے اکثر دن کو گرفتار کیا لیکن بلا جانتا
 وغیرہ بانی مہاشا مفسدین کے آخر مرزا بھی پڑا آئے اور ایک مہاجر دار پٹالن مغرور و جبر جہت
 اپنے گھر گیا تھا سیدنا بطیمینان داخل چھاؤنی ہوا چاہتا تھا اپنا اسباب لیکر چلا جاؤں غرض
 پہلے دن شام کو مہاجر دار اور شیخ کو بھی بھون سے باہر لائے دروازے کے بلوٹا نے مہاشا
 دی ایک حلقہ برقنداز دوسرا گورو لقا کا حلقہ محیط چوب پھانسی ہو رہا تھا اور ان کے اندر کھڑے
 ہوتے تھے باقی ہزاروں تماشا بین جس طرح زیر آکبری دروازہ بروقت گزن مارنے کے جمع ہوئے
 تھے دوسرے دن عوض بیگ آخر مرزا کئی تلنگون کو پھانسی می عوض بیگ نے کہا میں عسبانی
 ہوں پھانسی نہ دو نہ سنا اپنی سزا سے اعمال کی پھونچا غرض چودہ آدمی پھانسی دیے گئے باقی تلنگون
 تحقیق کر کے چھوڑ دیا اسکے بعد مہاشا دی ہوئی کہ اب سرکار نے خانہ میں کی نقیہ ہے۔ گن کر کے
 معاف کیا آٹھ کوئی قصور ایسا نہ کرے۔

پھر اہل نوج کے واسطے نواز اشتہار ہوئے کہ مہاشا دیوں سپاہیوں کو مثل : ا کے پوریش کیا
 تعلیم و تربیت ہے محروم تھے آدمی کام کا بنایا دون مرتبہ سے اعلیٰ مرتبہ پر مہاشا دی
 داخل شہر لے گیا اونھوں نے اپنی فحش و زعم باطل سے حقوق سرکار کو سلب کیا یہ سب فساد
 پیدا ہوئے مہاشا دی و زعم باطل انسان و عورت و طفل ایکسا کے باطل قتل ہوئے

ہو گئے اور بند و قین لے کر مقابل توپ ہوئے جب توپ چلی یہ موافق قواعد کے زمین پر لپٹ کر توپ پر جا پڑے اور طرفین سے گولے چلنے لگے۔ ساتویں رسالے کے دو سو سو ابھی ان کے شریک ہو گئے برگڈیر ہائڈن کو نپ او سو ق بھی کس شہقت پوری سے ان نامزد و فکریہ سمجھاتے تھے کہ اب بھی تم اپنی حرکت ناشائستہ سے باز آؤ ہمارے حقوق پر ورش کو دیکھو اپنی قدر عزت پھمانو تو ایک نامزد نے نسا آخر گولی ماری زمین پر گر پڑے بعد ایک ساعت کے دو تین اور جتنا بھی مجروح و مقتول ہوئے بھی بھون مین پھلائے چیٹ کشتہ او سو ق گر جبہ چھاؤنی مین کھڑے ہوئے تھے خدا نے اپنے کھر کی برکت سے گولے سے بچا یا لکھنؤ شریف لائے۔

اس عرصے مین سپاہی چھاؤنی مین ہر طرف پھیلنے بنگلون کو آگ لگانا شروع کی سب انہیں جلے اسباب بنگلون کا لوٹا اس لوٹ مین و مان کی رعایا بھی شریک ہو گئی مین ساعت تک یہ ہنگامہ رہا اور دوپٹا مین طیار ہو کر نقطہ تاشا دیکھا کین اس لمپن کے شریک محاربہ نو مین ہندو جتنی فوج چھاؤنی مین تھی سب مین ہتھیار سے قسیم ہو چکی تھی کہ مین سو سو اربیرون شہر ناکہ چارباغ سے پھونچے اور ان باغیوں پر جا پڑے یہاں تک کہ وہ سب سڑ سیم ہو کر بدحواس قیام الدولہ ٹیچر چند بخشی کے تالاب پھونچے جہاں تک طاقت رہی بھاگنے چلے گئے پیچھے پھر کر دیکھا تو مین ریت مین چل نسکین رہ گئیں اور خزانہ جتنا کو تھون مین تھا تلنگون نے لوٹ کر اپنی تودان بھر لیے تالاب پر پیا سے ہوئے مصری وقتند جو بنگلون سے لوٹا تھا خوب گھول کر شربت پیا پھر و مان سے بددستہ ولی کا لیا فوج سرکار نے بھی زیادہ پھجانے کیا خاطر جمع تھی کہ کسان جائیں گے راہ سے تو پین بیکر چھاؤنی مین آکر ۱۱۔ فو مین فتح کی سرکین۔

اس عرصے مین مفسدین و کوتاہ اندیش شہر سے طرفہ ہنگامہ برپا کیا اور مستند شریک سپاہ باغی ہوئے پانچہ محلہ منصور نگر سعادت گنج۔ مشک گنج سے نشان محمدی اوشکار حسین بلع مین جمع ہونا شروع کیا اور سیکڑون نے چھاؤنی کی راہ لی کہ ہم فوج کے جا کر شریک ہون جب خبر کے بھاگنے کی سنی ہر طرف اپنی راہ لی

نیمالہ مترو دین اجل بر سر آغا مرزا ایک شخص مشہور کسل پوشن جو بسفارتن حضور عالم بادشاہ کے فرزند پوتن مین نوکر ہوا تھا سب کے زیادہ اجل او کی دہانگیر ہو گئی تھی کہ اوسدن صبح سے ہر طرف سے لوگون کو

پیسے باروت کے رکھو اویسے تھے چہ سو تین گورے شکی چار سو دو صاحب اور ایک دہر بیسیان
 و اطفال شاگرد و پیشہ زندگی مرو تھے اسلحہ حرب ہر قسم کا کوئٹہ شاہی سے نکلو اگر عموماً سب کو تقسیم
 کر دیا صاحبان و فوج بھی اسلحہ حرب باندھے تھے قواعد کرتے تھے ہر صاحب محکمہ داخل حصن حصین تھا
 کچھ رہاں سوائے فوجدار ہی سب بند چیت کشن کر نیل ویر اور کئی افسر چھاؤنی منڈیاؤں میں
 رات گوریتے تھے غلغلا آمد آمد و ناخ ت فوج باغی نکلو ام و مہدم چھوچھا تھا۔
 ایک دن جیت کشن و کمانڈر فوج نے ہندوستانی افسروں کو بلوایا اور کمال عطا و اور حم و
 طبع کے نشیب و فراز و حقوق پرورش رکھار اور ان کا ادنیٰ مرتبہ سے درجہ عالی پر ہونا
 سمجھا یا کہ اگر سرکار کے روزگار سے تنگ ہوے ہو تو منخواہ لو بلکہ اسلحہ حربی جو بھارے پاس ہے
 لیکر اپنے گھر چلے جاؤ ہرگز سرکار تم سے کسی طرح کا مواخذہ نہ کریگی لیکن اون باغی اور سنگدلوں
 نے کسی طرح ناما ایسا سب پرستار شیطان ہو گیا تھا اور بسبب اپنی توہمات باطلہ کے کچھ سمجھے
 ہر چند اس شہر میں اپنے زعم ناقص میں بہت سے وارث ظاہری ریاست تجویز کیے اور بہت سے
 ہاتھ پاؤں مارے لیکن کسی کی جرأت نہ پڑی ایسے توہمات سے سرکار نے کسی وارث سے
 کو احتیاط سے اپنی حفاظت میں رکھا تھا فی الحقیقت یہ ادب و احسان کیا تھا اگر باہر رہتے اور فوج
 باغی کے دم میں آجائے تو ان کا بھی حال مثل بہادر شاہ یا امرے دلی ہو نا خلاصہ عجیب و غریب
 معرکہ خیز افرا عالم آرا و پیش ہوا تھا پس معلوم ہوا جو قوت ایسا اتفاق اور سب یکدل ہو جائے
 کچھ کیسے کچھ بن نہ پڑیگا اور یہ امر موقوف مرضی خدا پر چھپی او کی مصلحت ہوگی۔

پھر کیسے کچھ بن نہ پڑیگا اور یہ امر موقوف مرضی خدا پر چھپی او کی مصلحت ہوگی۔
 ۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱

پہونچی روز شنبہ ۲۱۔ ماہ مبارک رمضان ۱۲۸۵ ہجری کہستان ہنر صاحب کارنگی صاحب کو قوال
 شہر مع برآمد از سعادت گنج گئے اور نواب صطفی علی خان کو پنس میں سوار نواب صفت الدولہ
 کے امام ہارے میں لے گئے بعد کئی دن کے داخل قلعہ بھیجی جہون کیا کسواسٹلے کہ اس مکان کو
 مرزا خورم نسبت بہادر سے لیکر نسل قلعہ آہستہ کیا تھا اور ۴۰۔ ہزار روپیہ بابت مکان اور زمین
 دیے تھے اور غریبائے شہر کے جتنے مکانات زیر قلعہ تھے سب کو سمار کر دیا تھا باجا تو زمین لگانے
 تھیں دو تو زمین بہت بڑی زیر قلعہ گوشتی کے پل پر نصب کی تھیں حسن باغ ملکہ کو نواب
 محسن الدولہ باجارت فہو اسے لیکر چھوڑا کیا تھا اور اسے شہر کو حکم دیا کہ بقدر ضرورت سیاہی
 اپنی حفاظت کو نوکر رکھ لوسجھون نے قبیل حکم کیا لیکن شہر میں بنظر مرد جنگ ناویدہ ایک
 ملازم رکھا تھا غریبائے شہر اس اضطراب ناگہانی سے اپنی فاقہ کشی اور بیکاری کو سمجھ کر
 اور گرائی نکلے سے زیادہ تر موجب ہلاکت ہو گیا تھا کسواسٹلے کہ ہر قسم کا غلہ اور سامان جنگ
 لاکھوں روپیہ کا قلعہ بھیجی جہون میں جمع ہو کر غار اور کھتے کھو کر رکھا گیا تھا اور زمین فقیر
 دستر تک کھو کر باجا پیسے بارود کے رکھوا دیے تھے اس حال سے کہ بروقت حملہ دشمن نہیں آگ دیدیگے
 نواب نواز محل فوج محل وچ محلے سواوٹھک شہر میں بکرا یہ جا کر ہیں تھیں اولاد صاحب محل نواب محل
 زرمحل وغیرہ سواوٹھک شہر میں ہی تھیں وہیں شلیکات کو بھیجی جہون کے کوٹھیلند پر لگایا تھا کہ فوج ہر دن کا
 حال اچلہ معلوم ہوتا۔ ۳۰ لاکھ روپیہ خزانہ ملی گارو سے بھیجی جہون میں رکھا تھا صاحبان عالیشان مع عیال
 فوج گورہ اور برآمد از کو قوالی اور ہندوستانی گولہ انداز نو ملازم اور اکثر قدیم ملازم شاہی پانچ
 ہزار سے زیادہ جمع ہوئے۔ پچھی جہون کی نہر میں پانی بھر دیا لیکن قریب دریا اور رطوبت زمین
 سے انبار غلہ واجناس وباروت خراب ہو گئی اس جہت سے ہزار ماروپیہ کا نقصان ہوا آخر
 خزانہ کو دہائے پھر سبلی گارو میں لے گئے۔

چیف کشتہ نے کوٹھی زریڈنٹی واطرات وجانب سبلی گارو کی متبنی کوٹھیاں تھیں کبگرو
 دہن باندھ کر نسل قلعہ مستحکم کیا اور ہر طرف توپیں نصب کیں اور دور تک جتنے مکان سامنے
 تھے سب سار کر دیا اور درخت سامنے کے سب کو کاٹوا دیے اور سب صاحبان عالیشان نے
 بیان اطفال ملازمین متوسلین نے وہیں مقام امن سمجھ کر شاہی اور گروہر کوٹھی کے قریب بکر

حسب معمول علم و گوشتری رات رہے باہر نکالتے تھے نہ نکالا۔

روز عاشورہ انتظام ہوا کہ سارے شہر کے تفریہ یافتہ میر خدابخش کی کربلا میں جاوین اگر دوسری کربلا میں لیجا میں گئے شاید بخوبی انتظام نہ ہو سکے اور بازار میں خلافت دستور مثل میلہ ہر چیز بکٹی تھی علمدار سی شاہی میں یہ صورت نہوتی تھی اور کسینے سرکار میں ایسے امور کی اطلاع بھی نہ کی وگرنہ عجب ہتھاسکا انتظام بھی ہو جانا اسی جہت سے ہزار ماموئین نے بعد و من تفریہ اپنے گھر جا کر زیارت عاشورہ پڑھی کسی گوندے نے کارنگی صاحب سے خبر کی مع کو تو ال شہر میر محمود حسینیان کیدان براہی جتنی حضور عالم کے گھر میں چلے آئے اسلیہ حرب جو اونہون نے سنے بخون آبر و کوئین میں نوالدیہ تھے سب نکلوا کر گئے اور ایک اقرار نامہ بھی اسنے احتیاطاً لکھوا لیا یہ آگ انکی پٹالن کے سپاہی کی لگائی ہوئی تھی۔

۱۰۔ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۱۸ء کارنگی صاحب کپتان ہنیر صاحب روکپنی لیکر آئے نواب محسن الدولہ کا گھر گھر لیا اور ایک کاغذ جل علت (تمام بلوآے شہر نواب کو دیا۔ دوسرے دن سمن صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس نواب گئے انہما حال کیا اور ہر صورت رفع غلبان صاحب کیا کہ میں کبھی مدعی سلطنت کا ہتھا اور نہ ہوں ہر چیز کا ایک فیہ نہ ہونا چاہیے در یافت کر لیجیے اور ایسے مقدمات لا طائل سے کچھ کیا فائدہ تھا جو عبت عبت اپنی عافیت تنگ کرنا عرض عم رسیدہ بود بلا لے و لے بخیر گذشت ہر صاحب عزت یہ آشوب نازہ دیکھ کر اپنی عزت کو ڈرنا ہتھا ایک نو قحط روزی معاش سے عافیت تنگ تھی دوسرے بہ خیرگی بخیرگی کچھ نہ بن پڑتا تھا کہ کیا کرے اور کیونکر عافیت حاصل کرے۔

باب تیسرا

ہنگامہ فساد و عظیم بلوآے عوام ہندوستان مقامات خاص و بعامت میں ہنگامہ سرکار و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست ناما پیدار اجماعی مرزا بریلیس قحط و غیرہ خلاصہ کنون سنخن از کرب و بلا گویم و کریم جب خبر وحشت از فساد و فوج کپ میرٹ و ہنگامہ فساد شاہجہان آباد و پٹنہ نواب گورنر جنرل سرنہری لارنس صاحب چیف جسٹس سہراوہ کو

مرزا برجیس قدر



Mirza Birjis Qader,

بدستور ہووے لیکن تہرا کوئی نہ کہے کہ باعث فساد ہو تا ہے اور اگر کوئی خلاف حکم کرے گا مجرم
سرکار ہو گا اور کسی کے ہاتھ میں لکڑی بھی نہ ہو دوسرے دن ضعیف اور بدھون پر رحم کھا کر
اجازت دی اور اہل سنت جمع ہو کر شیعوں کے امام باڑے میں بنجائین اور ہر گھر میں طہرین
عزابدستور رہے۔

اسمیں صاحب ڈپٹی کمشنر اور کاریگی صاحب نے کئی دن پیٹیر مرزا علی رضا کو تو ال قدیم کے کیا
کہ تم موافق طریق قدیم انتظام شہر عشرہ محرم تک کرو انھوں نے غدر کیا اور اپنے علاقہ دریابا
کو چلے گئے حکام نے موافق حکم چیف کمشنر عشرے کا انتظام کیا۔

امراے لکھنؤ جو کلمتہ میں تھے اپنے گھر لکھنؤ بھیجا کہ تقریر داری و مجلس بیرونی موقوف زمانہ میں
موافق رسم کے سبب لانا شرف الدولہ غلام رضا خان نے کاظمین کی طیاری روشنی وغیرہ
بدستور کی۔ میلہ سورج کند جو ۲۴ محرم کو ہوا چاہتا تھا اس سال بھی موقوف رہا اس جہ سے
کہ شرف الدولہ نے عرضی دستور محرم کے موافق زمان شاہی دمی چیف کمشنر نے اسے منظور
فرمایا کہ موجب شکستہ دل رعایا سے شہر نہ ہو۔ دوسری محرم کو مطابق ۳ ستمبر سالان ضیاء
صاحبان مالیشان باہتمام بجا ہوا والدہ احمد علی خان عرف چھوٹے میان محترم امام باڑہ حسین آباد
اور محمد پناہ آتش باز ہوا ارباب نشاط بسبب عشرہ محرم کے غدر ور رہے لیکن کھٹک ہنود حاضر
ہوئے امراے لکھنؤ بھی بہت حاضر تھے۔

ایام عشرہ بھر صورت عایت میں گذر لیکن شب عاشورہ درگاہ حضرت عباس بن موافق معمول
کئی سو آدمی حلقہ زن ہو کر صحن میں صبح تک منتظر کھڑے علم کے رہ کر سینیہ زنی کرتے تھے ناگاہ کسی گونج
نے سرکار میں خبر کی کہ آج رات کو کئی محلے سے لوگ جمع ہو کر بہانہ زیارت علم چاہتے ہیں کہ یہاں
آکر شہر میں بلوہ کر دیں اس جہ سے بڑا خوف مفتی گنج کے لوگوں سے تمہارات بھر سارا دولتنامہ
کھڑا رہا باندوبست کیا غریبے مومنین اپنے تقریبے خانے میں خائف رہے برقداروں نے درگاہ
میں بندوبست کیا کہ تھوڑے آدمی صحن میں نام کر کے جب چلے آویں دوسرے غول باہر سے جاوے
اتفاقاً محلہ مشک گنج کے بہت آدمی جمع ہو کر علم کے ساتھ آئے چاہا کہ سب داخل صحن درگاہ ہوں
تھانہ دار نے بزمی سمجھا یا جب سینیہ زوری سے جانے کا قصد کیا زینتنگ لیا سب کو باہر نکال دیا بہتر

چڑھا ہوا تھا تا بشام اوس پار قافلہ بھونچا۔

کامپور میں مہمان نظام الدولہ ہوئے بعد دو تین دن کے سامان برسات درست کر کے الہ آباد کو چلے راہ دستچور میں ٹوٹی لکھنؤ کے تھے دعوت کی ٹھہری زبان عوام و مان بھی بند نہ ہوئی۔ راہ میں درختوں پر چڑھ کر جو کچھ کہتا تھا کہا الہ آباد کے چوک میں اوتھر سے مظفر حسین خان کے کاڑھ نے حسب حکم خان سامان دعوت بخوبی سر انجام کیا شفت و قصبہ راہ سے بگیکہ صاحب علی ہو گئی تھیں دوسری حویلی میں نقل مکان کیا بعد ایک ہفتے کے پانچ ہزار پانسور و پیسے پر جہاز و خانی کا کرایہ دیکر روانہ کلکتہ ہوئے جب بنارس پھونچے جہاز نے لنگر کیا مہاجن آغا علی خان غلام کے گھاٹ پر منتظر تشریف آوری تھے کئی تمھان مشروع کلبدن مطبوع حضور گذرانے بیٹھے خواب اکرام الدولہ کے کسی مہینے سے اپنی سسرال میں تھے چاہتے تھے کشتی پر سوار ہو کر آویں خواب منع کیا کہ رات سہ دریا چڑھتا ہے نہ آؤ پھر بنارس سے ہو گلی تک بسبب برسات و طغیانی دریا اور طلاطم جہاز سے صاحبات محل کو بڑی تکلیف ہوئی بلکہ چاہا کہ کسی صورت سے راہ خشکی سے جائیں ممکن نہ ہوا تا چار خوف و بیم میں کاٹا جب ہو گلی پھونچے کیساں جہاز کو خلعت و انعام دیا اور پانسور و پیسے لنگر کے ویسے جوز میں گہر ہو کر نہ نکلا تھا۔

خلاصہ ۲۹۔ جولائی صبح کو کلکتہ سے گذر کر زیر کوٹھی خانانی لنگر کیا اوسوقت دستور عظم پاپوسی بادشاہ سے مشرف ہوئے بدستور قدیم حرمت خسروانی ہوئی جو موجب مزید تفاخر معاصرین ہوا۔ حاضر الوقت خزانہ کنبوہ بھی حاضر ہوئے صاحبات عصمت تاب محل داخل محلہ سلطانی ہوئے متصرفان خانان جو افسر ولی خاطر اور تسلط منور الدولہ سے حالت خیر میں تھے مثل گل خندان و شاداب ہوئے پھر وہی جھجھے ہوئے گئے۔

نواب منور الدولہ پیشتر سے برخاستہ خاطر اور مستعد و انگلی وطن مالوت ہو رہے تھے عرضداشت متضمن بیمار ص آب و ہوا سے کلکتہ منشی میر باقر علی نے نظر انداز سے گذرانی بظاہر کلمات نفی ارشاد کیے لیکن برخاستہ خاطر جانکر مزین پد خط فرمایا اوسوقت منور الدولہ حاضر ہوئے اشرفی بامانی بازوے مبارک پر باندھ کر خست ہوئے اویسوقت حضور عالم سے بھی کچھ شکوہ شکایت ہوئی۔ غرض بعد طے مسافت راہ بنارس میں راجہ صاحب کی کوٹھی میں اوتھر سے ایام عشرہ محرم فریاد

ابتدا میں موافقت تھی ویسی ہی ناموافقت ان حضرات کی بدولت ہوئی یہ کب اوشے
رہتے تھے جب عرابض ہوا خواہوں کے متواتر حضور عالم کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنی
حسن رسائی سے بہت بنا کر لکھا اوسوقت امام خان خدمتگار مع عرضداشت مشورہ بقاری حضرت
قدم مبارک شاہی روانہ ہوا پہلے عرضداشت نظر اقدس سے گزری اوسپر اشک رحمت دیدہ
حق بین سے ٹپکے بعد اسکے ایک دن امام خان کا بھی سامنا ہو گیا عرض شفقہ خاص طلب حضور عالم
صادر ہوا اوسوقت دستور معظم نے سامان طیاری سفر کیا اور ملازمین رفقائے خاص اور
شاگرد پیشہ کو تنخواہ پیشگی دے دی اور اسباب ضروری چھپکڑوں پر بار کر کے مع اعظم علی بیگنیت
روانہ کانپور کیا۔

حضور عالم نے چیت کشتہ سے کسی مرتبہ خصیت طلب کی اور شفقہ خاص بادشاہی دکھایا منتظر نکلیا
آخر نواب نے نواب گورنر جنرل کو عرضی ارسال کی حکم حکم باب عدم مزاحمت سفر صادر ہوا بعد
اجازت پھر نواب سے سفر باستخارہ ایمانی پر کی گئی خلاصہ ۱۲ تاریخ شہر ذیقعدہ روزہ شنبہ ۱۲۰۲
مطابق ۱۵ جولائی حضور عالم مع عیال ولواحقین و ملازمین و رفیقان سفر فردش ۱۹ گاڑی
ڈاک اہسی و ۲۰ کراچی ہیل واسطے اسباب ضروری نقد و جنس قسم طلا و نقرہ و شیشہ وغیرہ نظر
مصرف و خادمان اناشہ بعد نصف شب روانہ ہوئے۔

وقت روانگی یہ صورت ہوئی کہ شام سے رفق و ملازمین در دولت پر حاضر ہوئے حضور خود مستم
سواری پر دو گیارہ عصمت ہوئے ایک گاڑی میں چار سواریاں زمانہ جب سوار ہو چکے تھے میں
ایک رفیق گاڑی کی چھت پر باسلحہ بیٹھتا تھا بعد اسکے خود بدولت گاڑی چار سپہ سوار ہوئے
نواب محسن الدولہ نواب جہرازا الدولہ بہادر بمقتضائے قرابت قریبہ تانا کہ چار باغ ہم پہلو تھے۔
شہر کے شہدوں نے شام سے دروازے پر مجوم کیا تھا پاس روپیہ رحمت ہونے کہ اسپہین نقب ہم
کر لو وقت سواری کے شور و غل نہ مچانا کچھ منہ سے کلمات بہو وہ نہ کہنا لیکن یہ جریں کب مانتے
تھے ناکہ شہر تک بازار میں مثل دیکھ پھیلے ہوئے تھے اور شہر کے بیگمے تماشا بین سہراہ
کو ٹھونہر منظر تشریف آوری تھے جب سواری نکلی شہر سے کب اپنی زبان طعن و تشنیع سے باز
رہنے تھے غرض جو خدا نے سنا یا سنے سنا جب کنار گھاٹ دریا کے کنارے یہ قافلہ بھونچا

مرتب طلب کیا تھی پانچ ہزار روپیہ دیکر آ رہے تھے کیا۔

ایک دن حکام نے چنانکہ درگاہ حضرت عباسؑ میں جو اسباب چاندی سونے کا ہے اسے بھی ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا اقتضائے مال و نفعت جائز نہیں مگر ازراہ حکومت اختیار کیا انکے سمجھانے سے بدستور متعلق سرکار رہا۔

لارڈ ڈالہوزی جسٹس گورنر جنرل کالندن میں چھوٹ چپا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈالہوزی صاحب لندن چھوٹے ۱۲ مئی ۱۸۵۷ء کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق منضبطہ روبرو ۶ صاحبان شوری خاص واسطے پیش نوایہ مختصم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس جہین نے شکر گزاری اونکی شروع کی کہ جو باب انتظام مملکت برطانیہ قبضہ متصرفہ قدیم میں جانب شرق و غرب ہوا تھا اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی میں بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و معروف اور نظر مشروعات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح فیروز کی ملک پیگو جو باعث فربح و علاح ہوئے اور جینک باتنام نہ چھوٹے طریق تشقیقی اختیار و قدرت سے باہر تھا جو ہمارے کمون خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف و سستی و غفلت مغلیہ سے مرہٹوں کے ہاتھ آچکا تھا بسبب نہوئے مستحق وراثت کے وہ بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ میں آئی اوسطرح سے مملکت سلطنت او وہ جو بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ میں آئی اور اودن ظلمون سے جو مدت و راز سے ومان ہو رہے تھے حیات تازہ بانی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران ماضیہ نے متواتر حکام اودھ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈالہوزی صاحب نے ایسے احکام مناجہال موثر کیے جو پایہ قبول منظور میں پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوئے اور سبب عم ارتقا خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص عام ہوا پس ان نتیجون سے قطعی خورشیدی ممالک باعث تشفی موجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک کروڑ پچاس لاکھ پیگو، ۲ لاکھ محال کا ناگپور ۱۴ لاکھ کا اور بالفعل ملک او وہ بھی ایک کروڑ ۵۰ لاکھ کا پس یہ مبالغہ و محال تسارہ اور مفوضہ حیدرآباد سندھ وغیرہ مجموعہ ۴۸ کروڑ

ایکدن مرزائی صاحب کیل اور بھائی آغا علیخان ناظم سلاطین پور سے چیت کشتی سے عرض کہ ناظم سلاطین مرزا امیدوار حاضر حضور کی ہن دس سوار جا کر سلاطین پور سے لے آئیں ناظم سوارین کی آشتی سے لکھنؤ میں پہلے داخل اپنے گھر ہوئے جب سواروں نے پورٹ پر داخل کیا حکم برطانیہ ملا اتفاقاً ناظم بھی اسی وقت سلام کو حاضر ہوئے حکم حالات ہوا بھیر حسب سلاطین مہاجن کی ضمانت سے بجات پانی چند روز تک ڈاکٹر فیروز صاحب سے علاج کیا کہ اسی جیلہ حالات سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ خدہ مقبول نہوا بھیر ناگید ہوئی کہ اپنی واصلات کو قیام ضلع کے پاس جاؤ تو بہتر ہے زبان مرزائی صاحب جو ہر خچہ بنیہ کو کر بلا میں زیارت کو آنے سے تیسر مہد بکھنجان ناظم سالون بہات ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط چارویں کر قید ہوئے ہر چند عرض کیا کہ نہ ہر اس سال ہر کار ہو چکے ہن از روئے کاغذ دفتر دیوانی دریافت کیجئے اور زربانی کو قانگوون سے دریافت کیا جائے کہ میں نے وصول کیے یا نہیں یا زمینداروں کے ذمے ہن آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا مع الشان مرزا عظیم الشان شاہر ادے فرو دس منزل حسب حکم چیت کشتی کی دن یک متواتر مرزا خورم بخت کے گھر جا کر منتظر طلب شہرے رہے ایکدن چپراسی لے آکر کہا کہ شاہر ادوں کے پانون میں ہندوستانی جو تھو سا پچھڑ کیے بوٹ پہنکر آئیں بازار سے خرید کر حاضر ہوئے۔ کپتان ہیر صاحب نے ملاقات کر کے ایک کاغذ مہر کرنا دیکر رخصت کیا۔

چیت کشتی نے مخصوص تفویض منشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ و غیرہ نواب گور خیرل کو پورٹ کیا حکم ہوا کہ بقید مدت ملازمی ہر ایک کو منشن دیجا سے چنانچہ صاحب نے افسر سوار اور پیادہ کیواسطے سو وچہ کی منشن کی اکثر دن کو ملی بانی امیدوار رہے اس عرصے میں بلوہ اور فساد ہو گیا یہ سررشتہ درہم و برہم ہو گیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہا و زمین زمین سے کو قید نوکر کی ملی بانی امیدوار رہے۔

۲۶ شہر ذیقعدہ روز شنبہ مطابق ۲۶ جولائی کشتی و خانہ کچی بھرے سلطان صاحب طلب بادشاہ گومتی سے روانہ ملکہ ہوئی راہ میں حکام کے حکم سے باجمال خزانہ و اسباب منشن قیمت روکے گئے بعد تالاشی حکم ہو گیا جب ملکہ پہنچی اتفاقاً پہلے نظر اقدس اوپر پڑی بہت خوش ہو

مرمت طلب تھی پانچ ہزار روپیہ دیکر آراستہ کیا۔

ایک دن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباسؑ میں جو اسباب چاندی ہونے کا ہے اسے بھی ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا نصرت مال وقف جائز نہیں مگر ازراہ حکومت اختیار کیا انکے بھیجے گئے بدستور متعلق سرکار رہا۔

لارڈ ڈالہوزی جی جی گورنر جنرل کا لندن میں چھوٹا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈالہوزی صاحب لندن چھوٹے ۱۲ مئی ۱۸۵۷ء کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس سے موافق طریق منضبطہ روبرو سے صاحبان شوری خاص واسطے پیش نواب محمد شمس الدیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس جہن نے شکر گزاری اور انکی شرف کی کہ جو باب انتظام مملکت برطانیہ قبضہ تصرف قدیم میں جانب شرق وغرب ہوا تھا اوسیط طرح ممالک ہندوستان وسطی میں بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و معروف اور نظر مشرق و مغرب سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح فیروز می ملک پیگو جو باعث فوج پانچ ملان ہوئے اور جینک بائٹم نہ چھوٹے طریق بنیادی اختیار و قدرت سے باہر تھا جو ہمارے کمون خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف و سستی و غفلت مغلیہ سے مرہون کے ماتھے آیا تھا بسبب نہ ہونے مستحق وراثت کے وہ بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ میں آئی اسی طرح مملکت سلطنت اودھ جو بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ میں آئی اور اون ظلمون سے جو مدت دراز سے زمان ہور ہے تھے حیات تازہ بانی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران ضمیمہ نے متواتر حکام اودھ کو سمجھا یا لیکن لارڈ ڈالہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال دے دیے جو پایہ قبول منظور میں پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوئے اور بسبب عدم ارتکاب نیریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص و عام ہوا اس نتیجہ سے قطعی خوشنودی ممالک باعث تشفی و موجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک روپے لاکھ پیگو ۲۰ لاکھ محل کا ناگپور ۴۰ لاکھ کا اور بالفعل ملک اودھ بھی ایک ڈھ ۴۰ لاکھ کا پس یہ مبلغ و محل ستارہ اور مفوضہ حیدر آباد سندھ وغیرہ مجموعہ ۴۰ کروڑ

ایکدن مرزائی صاحب کبیل اور بھائی آغا علی خان ناظم سلطانپور سے چیت کاشتر سے عزمن کہ ناظم بسبب علالت مزاج امیدوار حاضر نہ ہو سکی ہن دس سوارجا کر سلطانپور سے لے آویز ناظم سوار سرت کی آشتی سے کھنڈوین پہلے داخل اپنے گھر ہوئے جب سواروں نے رپورٹ سن کر کیا حکم برطرنی ملا اتفاقاً ناظم بھی اوسوقت سلام کو حاضر ہوئے حکم حالات ہوا بھیر حسب سرت مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چند روز تک ڈاکٹر فیر صاحب سے علاج کیا کہ اسی جیلہ علالت سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ قدر مقبول نہوا بھیر نکید بونی کہ اپنی واصلات کو تمام ضلع کے پاس جاؤ تو بہتر ہے زبانی مرزائی صاحب جو پرخشہ کو کر بلا میں زیارت کو آنے سے تیر چند کب خان ناظم سلوان بہت ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط چاروینتر کر قید ہوئے چر چند عرض کیا کہ ۱۰۰ ہزار اسل سہ کار ہو چکے ہن از روئے کاغذ دفتر دیوانی دریافت کیجئے اور زبانی کو فائلکروں سے دریافت کیا جائے کہ میں نے وصول کیے یا نہیں یا زمینداروں کے دستہ بزر آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزار مع الشان مرزا عظیم الشان شانہ زادے فردوس منزل حسب حکم چیت کاشتر کئی دن تک شواہر مرزا اور مریم بخت کے گھر جا کر قنطر طلب تمہ سے رہے ایک دن چیرسی لے آکر کہا کہ شاعر ادون کے ہانوں میں ہندوستانی جو نہ ہوساؤ چکر کیجے بوٹ پہنکار آویں بازار سے خرید کر حاضر ہوئے۔ کپتان ہیر صاحب نے ملاقات کر کے ایک کاغذ مہر کر نکادو کر کشت کیا۔

چیت کاشتر نے خصوص تفویض منشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ نواب گورنر محل کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ بقید مدت ملازمی ہر ایک کو منشن دیجا سے چنانچہ صاحب نے افسر سوار اور پیادہ کی دواسلے سو روپیہ کی منشن کی اکثر دن کو ملی باقی امیدوار رہے اس عرصے میں بادو اور فساد ہو گیا یہ سہرشتہ درہم و برہم ہو گیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہا اور زمین بین مدرسہ کو قید نہ کر لی ملی باقی امیدوار رہے۔

۲۶ شہر ذیقعدہ روز شنبہ مطابق ۲۹ جولائی کشتی و خانانی کشتی بحیرے سلطانی حسب طلب بادشاہ گومتی سے روانہ نکلتے ہوئی راہ میں حکام کے حکم سے باحتال خزانہ و اسباب منشی تبت روکے گئے بعد تالاشی حکم ہو گیا جب کالکتہ پہونچی اتفاقاً پہلے نظر اقدس اور پھر پڑی بہت خوش ہوئے

معارفہ صاحب والی بلر امپور کا نوکر نام کر گیا۔

۲۹ ستمبر کو روزِ پنجشنبہ مطابق ۱۲ جولائی حکیم میر علی نقشی منشی علی مع لوازمات طلبہ بہ کارِ اہی کلکتہ ہوئے مگر حکیم میر محمد اپنی علالت فرائض سے رہ گئے شہر کے میا کون سے ایک خطا فہمی تراشکر نسبتِ نواب مشہور کر دیا یعنی افسر الوزرانا صبح النخافان و نیر الملائکۃ یر الممالک نواب گورنر جنرل میر نور الدولہ احمد علی خان بہادر وزیر تہذیب۔

سید عبداللہ جالبی مفہم لندن سے عرضداشت بادشاہ کو ارسال کی مقرران بادشاہ سے نظر انداز سے گزری اس مضمون سے کہ اسٹروا و ممالک شاہی چشمداشت انصاف جناب ملکہ مغلیہ سے یقین و افاقہ ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر شہزادہ دوات حضور میں پہنچیں گے۔ اوکلی منظوری کا آپ کو اختیار ہے پس یہ طرح کی دو مین باتیں اپنی گرم بازاری سے بنا کر نذرِ کین بادشاہ نے اصلاح الدولہ کے خطاب کی تم کندہ کروا کر بھیجی چنانچہ مفتاح الدولہ نے لکھنؤ سے اسی ڈاک میں روانہ کیا تھا اور یہ سب آہل و بیغیر مرغ تھا۔ لندن میں یہاں سے زیادہ کامل و جامع مفہم جا کر ہوئے ہیں۔

آنکلی حقیقت حال یہ ہے کہ نوے سے نقشی میر غلام حسین جانشی کے ہیں جو رکش صاحب کے زمیندار سفارشن الگرنڈر صاحب تاجر کلکتہ میر نقشی زبیدی ہوئے تھے بعد ان کے چلے جانے کے یہ بھی اپنے وطن میں باطمینان جا کر بیٹھے تھے جب کرنل لاکٹ صاحب نے بضرورت تحقیقات کسی امر خاص کے انھیں طلب کیا یہ اس کے اظہار میں اپنے غصہ آبرو سے تنہیہ مار کر مر گئے پر وہ درمیانی بھی سید عبداللہ پہلے جو افظہ فترت سفارت کلکتہ تھے بعد اسکے کسی طریق سے کسی صاحب کے ساتھ لندن چھوٹے و مان کے رئیس ازراہ جوہر شناسی علم باعزت پیش آئے صورت معاش بھی بخوبی نکلی بعد چند روز کبھی بی بی ولایتی سے جوہر میں کسی پادری کی بیٹی کسی افسر فوج کی بھی بعد ایں باب مذہب عیسائی شاووی ہوئی اس کو اسٹے کہ عقد شرعی ہے اختیار کیے نہ عیسائی پادری نہ پڑھے گا اب انقلاب سلطنت سکر ازراہ رسوخ و نودغائی دولتخواہی رعایا سے ممالک محروسہ سمجھ کر صورت پیش کی شاید کہ ہمیں ہنیہ برادر و بال مگر نتیجہ مفید مطلب نہوا اخبار کلکتہ سے یہ احوال لکھا گیا۔

آخر صبح ۱۴۔ شوال روزہ شنبہ ۱۵۔ مطابق ۱۸۔ جون ۱۸۵۷ء بارہ بجے رات کو خواب آیا
 سوار ہو میں وقت رخصت ہوئے قیامت محل سے برپا ہوا غرض الفراق والوداع مخدرات
 اوس پر وہ شب بین محیط کر کے عالم ہوا تھا ہر ایک کی آنکھ سے سلسلہ در اشک رشک
 دیا جسے بھاگی رت بہہ رہا تھا اور ہر دل بل بھن کر کیا ہو گیا تھا قرب و جوار کے رہنوی
 سب سوئے سے جاگ اٹھے تھے ہزار مازن و مرد و در و لوت پر کھڑا ہو گیا تھا اور گردن و دھڑکی
 اور انقلابے مانہ دیکھ کر از خود گم ہو گیا تھا کہ ایسا انقلاب بھی تمام ہندوستان میں کبھی نہیں
 ہوا تھا یہ عورتاں تجا لینا ندان شاہی جنھوں نے مدت عمر تک صورت و زیبا نہ کبھی ہو وہ ایسا
 دور دراز سفر بجز خار و خنجر اختیار کرین دیکھیے آخر انکا انجام اس سفر کا کیا ہونا ہے اور کو
 کہیں کہ اہل انصاف و لایب انہر رحم نکر نیکی خاصہ اول صبح ہمارے لنگر اٹھیا یا زیر کوشی
 شاہی گد بادشاہ نے فریاد پیرامی سے برآمدے میں کھڑے ہوئے جرنل صاحب نے موزوں و مہید
 نے ادب الام کیا بادشاہ نے خدا سا قہر کہہ کر رخصت کیا طر فین کو عجیبہ مہر و معانی ہوا۔

بعض اشخاص کی کلمتہ و لکھنؤ آمد و رفت اشخاص مشخصہ

شوکت الدولہ نواب محمد خان قافلہ شاہی کے ساتھ راہنشاہی سے کلمتہ پہنچے پہلے وہی قافلہ
 مسافرین راہ ہوسے پینے دوسرے دن پینہ و بائی سے رات کو مرگئے اوکل فسن بنجر پینے
 رات بھر پڑی رہی جب ولوی سبج الدین خان کو خبر ہوئی محبت اسلام اور اپنے مذہب ملت
 سے اہل محکمہ کو خبر کر کے زمین کیا اسباب کا طریقہ کر دیا کو غذا سنا دھری وغیرہ مال سرکار جو
 انکے منہ دہنے میں تھی سب بڑے صاحب نے بہت سی رو و خدمت کر کے لے لیے انکے بعد شیخ صاحب
 خدنگار قدیم بھی اسی مارشے سے انکا جم بستہ ہوا۔

نبدہ علیٰ نقاب عثمان بادشاہی سلطان قیام لکھنؤ خاص خدمات و مقامات اپنے عہد علی
 اور اپنے چہرے بھائی کے کلمتہ پہنچا بعد شرف ملازمت مسام الدولہ و قنات الدولہ کے با
 میں بہت جھوٹ سچ دل سے بنا کر عرض کیا لیکن چاہہ کدہ راہا ہر پیشہ و مقام پر ہندو زمین
 جس کی کلمتہ اوٹھا کر نام لکھنؤ آیا اپنے روز بعد نواب سید الدولہ کی ہاڑی پر اس کے بعد

مرزا ولیعہد بہادر جب ان حالات اندرونی و بیرونی سے واقف ہوئے بسبب جو شہسود خان
 شباب جوانی و ازراہ اولوالعزمی مستعد سفر وسیلۃ الشرف ہوئے پہلے اپنی مادر گرامی سے
 عرض حال کیا جب مقبول خاطر مقدمہ ہوا بلکہ حرکت طغلا نہ سمجھ کر فرمایا کہ اگر بادشاہ شریف
 لیجائے تو ہم سب کا جانا ہوتا اب تمہارا جانا فضول ہے خلاصہ یہ کلمات جو محبت مادی سے
 ارشاد فرمائے مایوس ہو کر نواب کے پاس آئے اپنے راز دلی سے آگاہ کیا نواب انھیں
 بادشاہ کے پاس لائے مشر و جاعرض حال بادشاہ سے کیا بادشاہ نے محبت پدری سے ارشاد
 کیا اور ساجد درگاہ آہی ہوئے احمد نیک کہ ہماری اولاد بھی صاحب ارادہ و توفیق رفیق فہم سلیم
 سے متصف ہوئی نواب سے فرمایا تم سامان سفر قرۃ العین دست کردو۔

کرایہ جہاز و ودی کلکتے سے سوئزن تک درجہ اول کافی کس طرح خوراک بارہ سو روپیہ درجہ دوم
 کا چار سو مقرر ہوا چنانچہ سماء بنگال جہاز شہر الیکسو و سن آدمی سب ذکر و امانت بخیر ہوئے
 مولوی محمد سیح الدین بنگال سفیر شاہی کی ماہواری سات سو منشی میر محمد رفیع کے تین سو۔
 حاجی البحر بن شیخ محمد علی و عطا و ذاکر رفیق خاٹھ جرنل صاحب کے دس سو و نہر چار سو پیشگی
 ملے تھے بزنڈ نصائبتم جلس الہ دولہ مصاحب مرزا ولیعہد بہادر دس لاکھ و اسٹلے اخراجات
 راہ قیام و لابت وغیرہ و ہدایا سے مبین بہا جو سرکار شاہی سے واسطے جناب ملکہ معظمہ و ام
 انبالا ایک ہار الماس پر جب کا وزن تین سیر سے کم تھا زبانی مفتاح الدولہ دوسرا ہار
 وزن و رنگی چرچہ الماس جو شامل ہدیہ و لابت مرسلہ حضرت ملکہ منترل تھی بہت سے مالہ مراد
 آگوتھیاں ہر قسم جواہر کی لباس انگریزی ہدیہ جناب عالیہ شہل سایہ یعنی پیشوا بہت نکلتے
 تین ہزار روپیہ کی طیاری کی اور اسباب ضروری سفر جلوس سواری وغیرہ بوجہ سواری
 جناب عالیہ ایک نامہ شاہی متفقہ منجھال خود جناب ملکہ دوران کیواسٹلے اور مختار نامہ امور جزئی
 و کلی سپرد جناب عالیہ کیا گیا بادشاہ نے نواب سے بہت مبالغے سے فرمایا کہ تم مرزا ولیعہد کے
 ساتھ جاؤ باعث میرے اطمینان کا ہو گا اور پھر کسی طرح کا خدشہ و خلیجان کسی امر کا نہ ہو گا
 اور ہر شخص ہر حساب رہیگا ورنہ بہت سے خدشوں کا احتمال ہو گا نواب نے عذرات بار و پیشگی
 آخر نامے استخارہ ذات الرقبہ پڑھ کر پانچ رقبہ نکلے حکم مساوی آیا بلے دل بخوشی راعزیز

اور بے ترتیب دیکھ کر بہت تاسف کیا اور افتتاح الدولہ سے سبب پوچھا عرض کی یہ مثال
میسر کار نیگی صاحب کی بدولت ہوا ایک دن سارا کتب خانہ فرح بخش کی المار بون میں
بترتیب تھا باہر نکلو اگر نکلو او یا فرمایا اب تم آہستہ کر کے رکھو عرض کی اے کتب خانہ
ہو گیا جنہیں ہزار روپے کی تنخواہ ملتی تھی وہ سب برطرف ہو گئے فرمایا کار نیگی صاحب کو
اس قدر زبا دینی بچا ہے بھی غنیمت فرمایا مکان شاہی اس قدر وسیع ہے اگر ہرے کی احتیاج ہو
ہم بھی بدین عرض کی اگر ضرورت ہوگی عرض کر نیکی۔

روانگی جناب عالیہ جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر بہ لندن

مختصر یہ ہے کہ جناب عالیہ جرنل صاحب جب سب طرف سے تنگ ہوئے اور کوئی صورت نیا
اطمینان نہ دیکھی بہت افسردہ خاطر ہوئے اور چار و ناچار غم بالعموم لندن اختیار کیا اس
جمانے کے بہت سے اسباب ہوئے اول یہ کہ مداخلت اخبار امور سلطنت میں دوسرے خلاف
راے اس ملک میں میرے نام و نفقہ نواب خاص محل سفر غربت میں جو تھے عبث عبث زبرداری
خرچ لا بدیات اپنے پاس سے آواز وطنی بہر حال لندن جا کر اپنا عرض حال جناب عالیہ
دام امبالہ سے بامید موہوم کہ جب وہ سربراہ اسے سلطنت برادہ اعلیٰ ہمارے شکستہ حالی کو
ملاحظہ فرمائیں گی اور وزرا کے سلطنت رحمہ ولی سے اذرو سے انصاف عرض کر نیکی پس
کہو نکرا اپنی جو دہمت سے اس قدر سلطنت میں دریغ فرمائیں گی۔

عرض حضرت بسبب شدت حرارت تابستان اور عارضہ لائقہ اور کچھ مشاہدہ راہ کے بعد
ملوفان اور ارکان دولت کے سمجھانے سے اور ازراہ مصلحت و منہ کہ اگر خدا نخواستہ غرض
مقبول بارگاہ سلطانیہ نہونی تو در صورت یاس گئی پھر مراجعت ہندوستان کا کچھ لطف نہ ہے
بظاہر سمین ایک پردہ رہنا بہتر ہے سب امور مانع تشریف برسی ذات خاص ہوئے۔
چنانچہ ایسا ہی حال نواب مرشد آباد کا ہوا کہ جب اپنے مطالب کے نام لایا ہوئے اب ہندوستان
کی مراجعت ناگوار ہے ہر چند اونکی مان طلب کرنی میں نہیں آتے اور نہ ایسے نصیب
ہوتی ہے کہ مشاہدہ مقدسہ کی مجاورت اختیار کریں۔

نواب و سکرٹریستہ بھی ملاقات نہوئی چہ چند کہ انھوں نے چاہا مگر نہوئی یہ بھی مجبور تھے کچھ بہن بن پرستیا
آزوسے اخبار لندن میل انگریزی معلوم ہوا کہ امالی کورٹ آف ڈائریکٹرس نے ایکس کاغذ
داخل سر شمشہ پارلیمنٹ کیا مشتعل حساب فرض الیٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب
سلسلہ سے انعام شدہ ایک کہ ہمہ وجہ مبلغ چار کروڑ تشر لاکھ ۸۹- نہار نوٹس روپیہ بادشاہ
اودھ سے بدعات فرض لینے بچھلے اور تیکہ ایک کروڑ پوچھ لیجئے حد و غنیمت ملک نیپال جو
بادشاہ کو دیا گیا اور ایک کروڑ ۱۲- لاکھ ۸۲- نہار سارے ۲۵- روپیہ نقد و دے ہوا اپنے
سرکار کمپنی نے ادا کیا باقی ایک کروڑ اسی لاکھ سات نہار و رو سو ۳۵- روپیہ جو بین شاہ اودھ
نہ نہ کار کمپنی انگریز بادشاہ کے سبب ضبط ہونے سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا بادشاہ
اخبار کلکتہ سے چہ بھی لکھا کہ صاحبان انعامت و الیت منتقن الیٹس نے کہ بادشاہ لکھنؤ اپنے
ملک میں اختیار کئی رکھتا تھا جو مناسبتاً اودھ کیا اگرچہ ہمارے نزدیک وہ غیر مناسبتا اور
درحالیکہ بادشاہ ہمہ تن اطاعت و موافقت سرکار انگلشیہ میں مبلغ و منتقا و مناسب احکام منطقی
لکھنؤ کا سونا اگر سرکار مدعی ہو جاوے تو سمورے بین ملک قوم انگریز ہے۔

چھٹ گشتہ جدید کا آنا اور بعض سوانحاست

۱- مئی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲- دہارک سند الیٹ کالونل کورلی جگس صاحب پور مہر بدر بورڈ اگر
قائم مقام خیرا و ترم صاحب ہنگے صبح کو داخل کوٹھی رزیدنٹی ہوئے شلک سلامی ہوئی تکلفات
ظاہری و ہوم و نام جتنے تھے داخل رزیدنٹی تھے وہ صاحب بادشاہ کے ساتھ گئے۔
ایک دن چیت کشن کپتان پیر صاحب بریل تفریح قیصر بلعین نشریت الیٹ سوانح و دستور
قدیم منتظر تاجان کے رہے کہ جب گاڑی سے اترتے تھے سوار ہو کر داخل پلے ہوتے تھے۔
مفتاح الہ وایٹے عرض کیا تاجان سوار ہی موجود ہے مگر کمار کمان کسوار تھے کہ اس درہم برہم
سلطنت میں کوئی خیر حال نہیں رہی جنم الدو لہ بھی شریک ہے چھٹ گشتہ کہ کہ
اسی باغ کو قیصر گڑھ گئے تھے یہ قوم ہم سے بھی مہر عرض کی کہ بادشاہ (سندھ) میں اپنی
برہمن و آرام کے لیے آ رہے تھے کیا تھا اودھ اس کے مقبوضہ تھیں خاندان سلطانی ہونے کا یون کا اعتبار

ایسی گفتگو سے بے ربط سے موجب شکستہ دل صاحب موصوف ہوا چار و ناچار امیدوار ابنا لکھ
 ۵۵۔ ہزار زر فائض کی ٹھہرے جسکے بھروسے پر سرکار کپینی کی نوکری استعماری سے انعام و تحفا
 ہزار خراجی مبلغ مذکور ۲۰ ہزار روپیہ نواب خاص محل نے بابت رسوم سرکاری کاٹ کر باقی کا
 سونا کا پوزمین دیدیا تھا وہ مجھ سے لیا خلاصہ صاحب مدد و حہماز پر روانہ ولایت دوسرے صاحب
 تھے کچھ مجھ تاج روزگار کپینی تھے بعد اونسکے جانے کے حرفیوں نے مشہور کیا کہ صاحب بھاگ گئے
 حالانکہ اوکئی حقیقت شرافت و وفاداری آگے معلوم ہوگی جو سو تھمٹن مین لندن سے ۶ کوس
 خاص عام پر ظاہر کر دیا۔

آپ مشورہ خاص بہ ٹھہر کہ حضرت کی رونق افروزی سے اب تک حکام گورنمنٹ سے کوئی
 پرسان مال نہوا۔ اب گورنر جنرل کو محبت نامہ بھیجنا چاہیے چنانچہ منشی امیر باقر علی نواب منیر اللہ
 سکریٹری صاحب کے پاس وہ محبت نامہ لیکر گئے جس کے مضمون یہ تھا کہ مابعد ولت اس شدت تاج شہین
 مع اقرہ سے قریب اور چند شاگرد پیشہ سے آوارہ وطن مالوت سے ہو کر بد برداشت معمولیات سفر
 کلکتہ پہنچا جنجیری ویسے اعتنائی اٹالیان سرکار خلاف دستور و رابطہ قدیم سے سراسر باعث استعجاب
 و موجب تنجیہ دیا۔

اوسکا جواب یہ ہوا کہ نیاز مند کو آپکی رونق افروزی کلکتہ کی خبر نہوئی و گرنہ تعارف معمولی مثل
 سلامی نوپ وغیرہ جب رشتہ عمل میں آتا اور ورود آپکا خارج کلکتہ ہوا۔ لہذا حکم سلامی یا جاتا
 اور سفر لندن کا آپ کو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسر بگلی و پریشان خاطر سے وطن مالوت
 سے نکلنا بسبب آپکی انکساف نہا سقم دوستانہ جنرل اوٹرم صاحب ہوا جو سب تجویز کونسل کو
 صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس سمجھائے گئے تھے اور امور ات مجوزہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈوموری
 بہادر مین نیاز مند کو کچھ مداخلت نہیں۔

دوم سوال مشابہت ۶۔ جون مرزا امجد علی خاں صاحب خیرا وہ نواب حکیم میر محمد حکیم میر علی سبب سلامت
 مرزا و ناموافقت آب و ہوا خیرت و دخل لکھتو ہو سے اب سواست میر باقر علی کوئی اور تہ بان
 نواب سے دامن نہیں اور جتنے نقدات ہوتے تھے محمول برا سے نواب تھے صاحبان مالیشان کو
 رفاقت نواشیہ ہی بہت ناگوار تھی کہ ہمارے متوکل ہو کر موبن شریک مثال ہے اسی بہت سے

نقصان اور صدمہ پہنچا۔

بہت سے صاحبان اولیٰ العزم متمنی سفارت شاہی ہوئے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے بلغ خبر کا دکھا یا چنانچہ پیرسن صاحب محلہ ناموران صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تفسیر و تفسیر میں بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوئی پھر تھہر کر اس عرصے میں احسان حسین خان باجائز دستور معظم چھوٹے سید حسین شیرانی کانپور سے ہجرت کر کے اسی خیال سے آئے خان موصوف نے دیکھا کہ نواب منور الدولہ سے صورت موافقت نہیں ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے ملنے پیدا کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ بنی کس واسطے کہ وہ اس فرقہ خاص کی رفتار و کردار سے خوب واقف تھے ہر چند ازراہ اپنی قوت بازو سے شکاری تدبیر بہت سے ہاتھ پاؤں مارے ان کے بعد میر اولاد علی المعروف مجلس از مشاہیر لکھنؤ دستور معظم سے دوہزار روپیہ زاوراہ لیکر اکرام الدولہ کے سابون کے وسیلے سے نواب خاص محل تک پہنچے سبحان اللہ جہاں اس مصلح جمع ہوتا ہے پھر کوئی نکر منفتح فلاح حاصل ہو نہ شخص کو اپنا فائدہ مقدم تھا ہی صورت ناکامی کی تھی کہ او بار میں سبکی عقل نازل ہو گئی تھی۔

مولوی مسیح الدین خان اور میجر برڈ صاحب نے جب یہ صورت خاص مقرران سواری خاص کی دیکھی کہ ان صاحبان سفر نادرہ نے بھاگی رت دریا سے کلکتہ دیکھ کر بحر محیط لندن سے ہاتھ دھوا اور خاطر اقدس شاہی میں اپنے خدشے دل کے مرکز کر دیے اور نواب خاص محل نے صاحب مفری کے سمجھانے سے بارہ ہزار روپیہ ماہواری کے صرف سے ہاتھ کھینچا اور منظور خاطر ہوا کہ اقرباے قریبہ سلطنت ہر شخص اپنے کو کفالت خرچ اپنے پاس سے کرے یہ طعن و آوازہ نسبت جناب عالیہ و جرنل صاحب اپنی بہت شاق و ناگوار گذرا بلکہ صورت خلاف پیدا ہوئی آخر بادشاہ شاک ہو کر یہ خرچ معیشہ خزانہ عامرہ تحویل کنٹرالہ دولہ سے مقرر فرمایا نواب خاص محل جو بواسطہ اکرام الدولہ صورت موافقت نواب منور الدولہ سے ہوئی تھی اس کے خلاف ہوئی خان موصوف نے ایک رشتہ بندی تو کی۔

میجر برڈ صاحب طالب اپنے زرمہ وہ کے ہوئے نامعلوم نے نواب خاص محل کو سمجھایا کہ اگر جیسا جلیل القدر بے سند و اسناد کسی حیلے سے اپنی ولایت جا کر بیٹھ رہے اس کا چارہ علاج کیا ہو گا آخر

ہو گئی ہر ایک اپنے مرکز عالم خسرو سے مثل نبات الغش جدا ہو گیا چنانچہ بہ قافہ شاہی
بعد طے منازل و سیر و سیاحت راہ روز سلخ ۳۰ شعبان مطابق ۱۰ مئی مقام رانی گنج میں پہنچا
و ان سے ریل پر ۸۰ ساعت کے محرم و کثیرہ راجہ بروان کنار دریا باغ میل گاجیا میں
اور تیسرے ہنگام درو و سواری صاحبات محل کے واسطے قنات ساکنج جاتی تھی پالیون میں
سوار ہو بہت اہتمام سے داخل مکان ہوئی عین ابتدا کے تجویز مصلح السلطان پاشورویہ کرا
آ کر کوٹھی لیکر پیشگی ایک عینہ مسب ستور ویا لیکن جب جنا بعالیہ نے ناپسند کی کرا یہ داخل قصد
راہ ہوا آخر بصلاح مولوی مسیح الدین خان کوٹھی راجہ بروان ہوچی کھولہ میں کوس فاصلہ پر
سے ہزار روپیہ کرایے پر سوارے مرمت شکست و رخت لی۔

مرکب شہابی، ماہ مبارک روز ۲۰ شعبان مطابق ۱۰ مئی شہم کوزبر کوٹھی مذکور نگر کیا راہ میں
جو مصائب اور مصدمات روحانی ناوید بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان اور جابجا
زمین گیری جہاز اور سدر بن گنگا ساگر کی کھادیوں سے آنا کہ قریب علیچ بنگالہ ہے یہ حد ہٹ
تحریر و تقریر سے باہر ہیں اس وقت اشخاص مشہورہ کنارے سے ہوا ہر جا حاضر حضور ہوئے۔
فرمایا دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا حال ہو گیا ہے ہنر حاضرین رونے لگے اور ان کی بن
جنھوں نے سفر لندن اور سمندر سے ڈرا کر فتن کا بھج کر دیا تھا بعد اسکے کہ ان ہمارا کو خوات
غلامیوں کو حکم انعام فرما کر داخل کوٹھی ہوئے۔

تاریخ سفر وسیلۃ النظم
وحید ابن برآوردہ سال عجیب کہ نصر من الہد و فتح قریب
۱۲۶۲

اسکی تصدیق بروقت بھیہ نچنے لندن کے ہوتی۔
ہمراہیان لشکر فلفہ کپڑ بھی راہ میں انواع و اقسام مصائب خسرو بدو میں حالت سفر میں ہو کر
نئے کپڑ لباس ہر مصلح السلطان اور اہتمام الدولہ کا غریب رست ہوا جو بخیہ کے اگر تھے
بچہ شہر میں زخم بھی ہو چکا ایک شہی خیمہ سرکار کی ڈوبی فوائت ظم الدولہ اور مجاہد الدولہ کا بچہ
موفائی ہو گیا مہر چند روز کے عجیب شہ حالی سے پونچے خانیہ ہر شخص کو موافق اسکی طبیعت

نکالیت شاقہ اوٹھائی تھیں فی الجملہ صورت راحت مستعار دیکھی دوسری ٹھنی میں چنابا علیہ برکت
نواب مخدرہ عظیمی رونق افروز تھیں تیسرے دن راجہ رات کو اور انکے بھائی مع مولوی
گلشن علی اور چند اہل اسلام سفید عبا برویش نواب منورالدولہ کے پاس آئے وہاں سے انکے
ساتھ حاضر ہونے سات نہراٹھیکس ضیافت پانسو تصدق کے حاضر کیے نذر و گیر خضست چوک
اور امیدوار تھے کہ سارے لشکر شاہی کی ضیافت بخت طعم سے کوئن لیکن بادشاہ نے اسے
بروقت انشاء اللہ رکھا چہ چند پیشتر سے سامان ضیافت لکڑی - گھاس - ظروف گلی چارپا
ہر قسم کے اجناس غلہ طیار رکھا تھا اور سواریان جتنی اونکی سرکار میں تھیں ہر وقت ملازمین
شاہی کیواسطے طیار رہتی تھیں کہ جب چاہیں سوار ہو کر شہر جائیں اور کئی وار وہم ہتھم شہر
ضروری دیوان عام میں حاضر رہتے تھے۔

نواب منورالدولہ از سبک ہمیشہ شائق و شتاق شکار کے رہتے تھے راجہ کے ساتھ مقام چکبہ میں
تشریف لے گئے تھے ہر چند کہ یہ حرکت اس حال میں مضبوطی تھی ایک جوڑی گھوڑی کی بہت
راجہ نے دی بادشاہ راجہ کی حسن خدمات سے اور انکے حضور قلب ہونے سے بہت خوش
ہوئے جس دن تشریف فرما ہونے لگے خلعت معمولی عنایت فرمایا راجہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر اور
کئی کشتیاں تحفہ بنارس گذارنیں دوسرے دن معرفت بشیرالدولہ نواب خاص محل کو نذر پھر چنابا علیہ
کو نذر بھیجی۔

میسر بڑ صاحب سفیر شاہی کانپور سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ گئے تھے بنارس میں ٹہل جہا قبل
پھر آئے شرف ملازمت حاصل کی اور ازراہ استصواب جو کلکتہ میں اپنے دوستان خاص اور محرم از
سے جو مشورہ صلاح کی تھی مشر و حاضر عرض کیا وہ کسی مفصل نکھلا۔

خلاصہ بادشاہ ۱۹ شعبان روز جمعہ ۱۲۵۵ھ مطابق ۲۵ - اپریل ۱۷۷۸ء وقت عصر مکہ خانہ
جنرل مگلوڈ پر سوار ہوئے صبح شنبہ روانہ کلکتہ نواب منورالدولہ و مخصوصین خاص تقریباً مع
لشکر و پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے نواب معظم الدولہ نواب علیہ الدولہ باقی اور جتنے ارکان و
تھے کشتی بھرے کرایہ پذیرا ہی ہوئے چنابا علیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑی میں
بعد ایک دوسرے کے روانہ ہوئے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی و ہر

دو بھائی اور امتحان سواو علم کے کرچے گئے اور انیسابا مان ضروری اور خاصہ تعلیم کو حکم دیا۔ بعد دو مہینے کے حکم ہوا اب اپنے مکان کو تشریف لیجاتے اور سو روپیہ ماہواری مقرر ہوئے بادشاہ کے سرکار سے ۹۰ روپیہ بہار خرابی ملتے تھے غرض چیت کشتہ رنے رپورٹ صدر کیا اندوے من وراثت پدزی کو حسب درشتہ یہ اکبر اولاد میں مگر جیت مکان نے حق تلفی کی منظور کچھ بیانی چیت کشتہ کو تھا مگر لاٹ صاحب نے منظور نہ کیا ہونا اور کرنا تو یہ تھا پھر کیونکر حق بکر قرار دہتا۔

جنرل اوٹرم صاحب کا لندن روانہ ہونا کلکتے سے

چیت کشتہ از بسکہ شب و روز مندرم ہوتی تمام کاروبار سرکار سے دفعہ مادہ فلیج چہا نب بہت گرا ڈاکٹر صاحب نے تجویز دہن کی اس عرصے میں حسب حکم نواب گورنر جنرل ۲۳-۲۴ اپریل روز ہما شنبہ مطابق ۱۱ شعبان ۱۲۸۱ ہجری ۵ بجے شام کو روانہ کلکتہ ہوئے اوسیدان مشور عالم بھیجا کیست ملک خلافت میں مہر رسپیہ انجی شکر گزاری بیان کی صحت الدولہ باہر سے بعد اسکے کچھ اشرفیان بطین ایمان ہندوستانی حامل زلو کر کے رعیت ہوئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ ولایت ہوئے بعد انکی روانگی کے میجر جنرل جان لو صاحب سپر دوم کونسل انٹ امور جزئی وکلی اوہ روانہ ولایت ہوئے شاید مدت ۵ سالہ کونسل ہو چکی ہوگی۔

علمہ و دفتر قدیم ریڈنٹی موقوف ہوا اکثر نون کا حسب دستور نشین ہو گئی اکثر شہر سے فصل میں نوکر کو نہ گئے وگرنہ اشباع میں بدستور کمال رہتے بلکہ صورت ترقی بھی ہوتی۔

اجارہ افیون ۶۲-۶۳ ہزار سالانہ پر ہوا افیون امر جدید سے معاش ہلاکت میں پڑے سعادت گنج کے ماڈواری سے ہمار میں دن ہزار روپیہ نذرانہ دیتے تھے کہ نرخ افیون بارہ روپیہ سیر کار ہونگا اور افیون بدستور بکا کر لی مگر سرکار نے منظور نہ کیا مستاجر افیون کا بڑا نقصان ہوا سگریا کی دھماکی بہت سے اور اب کل مسکرات ملک اوہ دفعہ ریڈنٹی کے کام محمول آتا ہے۔

بادشاہ کا بنارس سے کلکتہ پہنچنا اور سوانحیات وغیرہ

بادشاہ بنارس کی کوٹھی میں منجھاتے اور ہشیامے ضروری چیز نکالتے تھے تھے بادشاہ نے از بسکہ

سوار کا پہرہ تھا اونھوں نے پہنچانا مگر انھم الدولہ کو خبر کی بادشاہ تک گئے ناکام پھر آئے اور بادشاہ نے ہر طرح سے منظور نہ کیا اور حکم دیا جو شخص اس طرح سے آئے ہم تک نے مذمت فی الحقیقت بادشاہ کے انکار میں کچھ شبہ نہیں اگر کچھ خلاف سرکار منظور ہوتا تو لکھنؤ سے اس کی صورت ہو سکتی تھی نہ یہ کہ کاکتہ میں اور آخر ایسے توہمات سے قلعہ میں سرکار نے رکھا تھا باقی زمیندار سب حساب ہو گئے ملک و املاک و دیہات زمینداری جیسے بھیر لی تھی اوں سے بعد تحقیقات اونکے وارثوں کو ملی گمراہ مذکور پر سے صاحب نصیب و خوش اقبال تھے ہر حال خیر خواہ سرکارین باغرت رہے۔

ہر کارہ اخبار یک قلم موقوف خبر رسائی ہر گھر محول خاکرو بنی رہی۔ سات سو سقمہ آبپاشی باناز نوکر ہوا اور خاکروب ہر گلی و کوچہ کو صاف کیا کریں۔ کوڑا جمع ہو کر ناپاؤنے کے واسطے لگا کرے۔ اور کثافت شہر جمع ہو کر نذر عت کے کام آوے۔ اسکا بھی ایک دفتر محل مقرر ہوا سپرنٹنڈنٹ محکمہ

شاہزادہ مصطفیٰ اعلیٰ درہم صولت صاحب عالم صاحبزادہ حضرت مکان

قبل ازروانگی کانپور ایک دن سب کم چیت کشتہ ڈاکٹر فیر اور ایک اور ڈاکٹر صحت الدولہ کے تھے باجارت بادشاہ سعادت گنج میں شاہزادہ مصطفیٰ علی بہادر کے پاس آئے جب محل سے برآمد ہوئے موافق عادت قدیم تھے ڈاکٹر صاحب پر سان حال ہوئے بعض لکھی کہا آپ کو دور و سر ڈاکٹر بہت کم فرمایا نہیں کچھ سوال معنی و ہمینی امتحان کیا گئے ہر ایک کا جواب شافی دیا کہا اب بہر صورت صحیح و تندرست ہیں لیکن اس مکان میں انقباض خاطر اور تکلیف ہوتی ہوگی اگر خدے قیام چھانوئی میں کیجیے تو بہتر ہے فرمایا میں ۱۷ برس کے عرصے سے اسی قید کا عادی ہو رہا ہوں اس واسطے کہ بعد اسکے خرچ یومیہ کو صحت الدولہ سے پوچھا کہا مجھے معلوم نہیں شاہزادے نے فرمایا تم کو سلطنت ہو معلوم نہیں۔ بعد اسکے نصحت ہوئے اور کو تو ال پرتا کید حفاظت کی۔ چیت کشتہ سے جاکر نسبت خاص بیان کی۔

دوسرے دن صبح کو کو تو ال پنس لیکر آئے شاہزادی کو سوار کر کے کپڑے امانیٹ سے کسے دروازہ پر آئے وہاں سے گاڑی پر سوار ہوئے بنگلہ منڈیاؤں میں اترے کپتان پنیر صاحب آئے کلمات تشغیر

مین یہ ظاہر کیا کہ سپاہی نے شہر کے خالی کر کے چلے گئے اس فریب سے سراسر کشتی مندری
 غریب سپاہیوں کی ثابت ہو جائے چنانچہ مین دن تک تھامنے خالی رہے پھر روند
 میرزا حسین اور ٹٹکے میرزا حسین کے اکثر مقام پر آگئے یہ دوسرا فریب تھا جو سرزد ہوا۔
 بعد ہفتہ عشرے کے محمود خان کو تو ال لاہور ساکن نجیب آباد اکٹنگ مرزا علی رضا نصیر ہوئے
 ورنہ انھوں نے شہر مین مقرر ہوئے۔ تنخواہ تھانہ دار پچاس روپیہ ہوئی اور بدعات چودہ سو برتن دار
 وچوکیدار اور بدلوپہ تنخواہ کے نوکر ہوئے اور دستور العمل انگریزی دیا گیا تو امداد کرین اور صبح
 و شام طیارہ مار کرین۔

تہجلیہ حمارات شاہی جلوہ خانہ پہلو سے سیلی گار و برابر کر کے صحن وسیع کر دیا اور دولتانہ قدیم
 نواب آصف الدولہ مین چھاؤنی تو پہنچانہ و مسکن مین رکھا اور دیانت الدولہ کے ترکسواروں کے
 اسٹبل مین گورہ بارک اور فیملی خانہ قدیم مین خاص مٹھی سواری کے رشتے تھے اسپتال بنایا
 اور دونوں دروازہ حضرت گنج ملوکہ نواب ملکہ عہد صاحبہ کو وسعت شارع تمام پلے ٹوڑوا لایا
 بیگم صاحبہ نے چیت کشتہ سے شکایت کہلا بھیجی ممانعت ہوئی۔

صاحبان حکام عالی شان نے باجا مالک محروسہ کی توہین جو متعین تعین بیکار کر کے سخت
 فی النار کر دین باروت کو نکلتی سمجھ کر بانی مین بہاویا مالک محروسہ مین بٹھانے ہوئے اکثر
 عمال تحصیلدار شاہی بدستور کجاں رہے بہت سے نئے نوکر ہوئے مگر بیرونیات کے بہت ملازم
 ہوئے افساط مالک محروسہ بارہ کین او مین سے ساڑھے چار ۷۔ نو روپیہ شہداء کا مال
 بادشاہ۔ بانی مال سرکار حالانکہ معمول و سن افسط کا تھا۔

فوج سوار و پیادہ کو حکم ہوا کہ جسے اسلحہ حاضر ہو کر تنخواہ لے از روئے موایہہ بخششوں کے اور فوج
 انگریزی طیارہ سپہ بادی صورت فسلو پیدا ہو اکثر جاچھاؤنہ مین سپاہ کا اسباب لگیا زمیندار
 شہاد دار دن کو نکاسم کا کہ اپنی فوج برطرف کر دو قلعہ و کدھی خاک مین ملا دو سلحہ بی۔
 توپ بند و ق وغیرہ کو دور کر دیا جسے پورے کچھ تھوڑی کی تھی گرفتار ہوا راجہ مان سنگھ
 بے دست و پا رہا ۳۰ ہزار کچھ و قون روپوش ہو کر بنارس اپنے بھائی کو اس آقا پڑ پڑ مین
 و مان سے کلائے گئے باخفا اور نتیجہ یہ آگئی بنکر مان سنگھ مین سارا لیے و شاہی پر چھوٹے مرزا قربان

پہلے سپاہیوں کو حکم دیا تین صفت باندھ کر دیو پر دیکھنی کھڑے ہو رہے چارے کھڑے ہوئے۔
 مگر روح غالب سے سبکی نکلی کہ یہ تقسیم تنخواہ ہے یا تیر یا نگاہ افسروں نے حکم دیا لیکن بندوبست کو
 بھڑکے کا نیکی صاحب کو تو ال کے ساتھ پاہ کو حکم کیا اپنے سلاح رکھ دو پھر تنخواہ لو وگرنہ ہم
 تم سب کو ابھی اوڑاؤ نیگے کو تو ال نے غرض کی حضور ٹھوڑا توقف کریں اور سپاہ سے عین ہی
 پکڑی اوتا کر کہا داسٹے خدا کے میری عزت تمہارے ماتھے پہ گئے میرے باب کے وقت سے
 نہک کھایا ہے اپنے تہیاریاں لے کر وہ کہہ کر تلوار اپنی پہلے صاحب کو دی رہی اور رونے لگے
 جب یہ حال سپاہ نے دیکھا تبھوں نے اپنے اپنے تہیاریاں دیدیے بانی جتنے رہے خوب جان سے
 مسافر خانہ کی دیواریں کو بے اکثر و ن کے ماتھے اکثر و ن کے پانوں ٹوٹے اکثر مجروح ہوئے
 سیدھے اپنے گھر چھوٹے تنخواہ سے ماتھا اٹھایا یہ فقرہ کو تو ال صاحب کا خود تر اس تھا کو تو ال صاحب
 سپاہ کی تنخواہ خود نوش جان کر چکے تھے سرکار میں پہلے کہہ دیا کہ یہ سپاہی برس برس فساد ہو رہے ہیں
 یہ جملہ فساد سب ضبط تنخواہ ہوا پھر سپاہ نے داد و بیداد شروع کی کہ سرکار سے تنخواہ دو دینے کی
 اور انعام مرحمت ہوتا ہے اور ہماری تنخواہ مختلف چلے دینے سے ۱۲۔ دینے تک کے چاہیے چنانچہ
 چوڑے کے تنگ کون نے بھی پوری تنخواہ پائی ہے اور بجا بھی رہے دینے کون سی حد دل حکمی
 سرکار کی ہے جو اپنے اہل حق سے محروم رہے جاتے ہیں پھر افسروں نے ہمارا عرض کریں کہ آیا
 دستور سرکاری ہے کہ بروقت تقسیم تنخواہ سپاہ کو زیر نفاذ لین اور تقسیم تنخواہ کے بہانے سے
 بلا میں کو تو ال نے منع کیا کہ زہار ایسا حرف زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کا نیکی صاحب نے کو تو ال کو
 فقط ان کی تلوار دیکر اور سپاہ کے تہیاریاں لیکر چلے گئے اور حکم دیا کہ ہمارے جانے کے ایک ساعت
 یہ سپاہی اپنے مقام پر چل جائیں۔ زبانی جگنا تھہ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدر گنج تحریر کیا وہ سبکی تھی کہ تنخواہ سپاہ
 جو آپ لکھا گئے تھے وہ روپیہ ماہواری تنخواہ کو تو ال کی تھی اپنی تنخواہ جو جرمانہ سرکار میں جاتی تھی ان کی ان کی
 بس اوقات تنخواہ سپاہ یا معاملات شہر اور جوری پر تھے اسکا احوال بھی سب پر ظاہر ہے۔
 دوسری صبح کو ہر کمان افسر ۷۔ تھانہ کو حکم کو تو ال بھی بجا کے حکم جاتا تھا تم اپنے بستر اٹھا کر
 چلے جاؤ ورنہ گرفتار بلاؤ کہ مدت معینہ میں رہو گے جگنا تھہ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدر گنج نے
 سر اسپہم ہو کر کو تو ال کو عرض کی حکم ہوا کہ جو میں نے حکم دیا ہے وہی کافی ہے اور حضور صاحب

مولے کے کرایہ کے صاحب کے پاس بھیجا بہت ہند کیا ہزار روپیہ اس کی قیمت دینے لگا اور سو فی
نوائے اوس شخص کو صاحب کے پاس بھیج دیا اور کیفیت نیاام سے آگاہ کیا بلکہ گواہ کیا کہ ایسے
نایاب گھوڑے مثل مال غنیمت کوڑ بونہر نیاام ہوئے اس طرح سے اور اسباب کیاب کا نیاام حکم
سرکار سے ہوا۔

گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ فوج سلطانی اپنے ذمہ لیا کہ اگر اس سے زیادہ محتاج
سے نیکلے گا سرکار شاہی سے مجر لیا جاوے گا اور اگر اس سے کم تقسیم ہو میں اختیار ہے پس ہر سال
اور پٹالن کا پہلے جائزہ لیا اسکے بعد حکم سنایا جسے سرکار کہنی کی نوکری منظور ہو اور قابل محنت
و مشقت کے ہو اختیار کرے اور سو فی صد و صغیر ملکہ ہو جانی تعین بہت کم ایسے نیکلے جو تنخواہ
برطرنی بیکر چکے اپنے گھر چلے گئے کئی متصدیوں کی اس فیس تنخواہ میں خوب بن پڑی ہر چند
سرکار نے اوسے پہلے ایک افوازا مسمیہ بزم سنگین کے لبا تھا مگر ہر صورت اوتھون نے اپنا کام
کیا اور سپاہ میں جسے فیس برس سے زیادہ نوکری کی تھی اوسے پٹن علی بانی انعام ایک
مہینے سے تین مہینے تک کا ملا اور سپاہ سے بعد تنخواہ اسلحہ ضربے لیے اور وردی سرکاری
راجہ تھا کہ سنگہ کپتان تربیدی کا کچھ صرف تنخواہ سپاہ نہایت ہوا یا بچو لان عقید ہوئے پھر کچھ سے کر
چھوٹے اب گھر میں بیٹھے ہیں کرتے ہیں۔

آحسن الدولہ دیانت الدولہ کے ترکسواروں کے گھوڑے نیاام ہوئے منجمہ مجموعہ - وارشاهی تھا
سو سوار چھانٹ کر تیس سائے کے اونسے افسر انگریز بقید وردی و نواحد انگریزی حسب دستور
اور زمین مقام چھاؤنی مقرر ہوئے۔ ایک ہزار کئی سو نوپ آہنی برجی خرید لک ماہ روپیہ منتجب ہو کر
علیحدہ ہوئیں باقی سب کو بیکار سمجھا کر چرخ سے گرا کر گولی آہنی و غبار و دس آٹے سیر بازار
میں بکے ہزار ہا من باروت پانی میں نکلی جان کر بہادی۔

مرزا علی رضا بیگ کہ قوال کے سپاہیوں کو حکم ہوا فواب آصف الدولہ کے امام باڑے میں حاضر
ہو نقیر بیاچار مسلح حاضر ہوئے اسکے بعد علی رضا بیگ کپتان ہیر صاحب مہر کارنگی صاحب -
مسمن صاحب کو ہاتھ جو پیرے آئے ۴۰ کہنی تلنگہ دو ضرب توپ جلو و خانہ امام باڑے میں آئی
اور اوس وقت پٹالن ج میں آباد اور چھاؤنی منڈیا فون سے اور کو قوال چوک سے طیار ہوا

اوسکا عشرت بھی تھا دواب بنست آرمگاہ متعلق نواب منشا علی خان کے تھا ۳۰ سو روپے
 روز کا تھا اور جب جنا بعالی سے انتقال کیا سات نہر اس گھوڑے گھوڑیان مانگن میں تھے
 اور اس عہد دولت میں دواب یومیہ فقط بارہ سو روپے کا رہ گیا تھا وہ زائرالدولہ خواجہ
 سرام فریادی کے سپرد تھا اوسکے کارندوں نے خوب ہاتھ صاف کیا تھا وہ بھی مختصر تھا۔
 غرض تمام ممالک ہندوستان میں اسٹھنار نیلام دواب وغیرہ بقید تاج پھونچا خلاصہ وہ
 حال کہ قمیچی نیلام کا لکھا نہیں جاتا پہلا چھ ہاتھی سربار کپنی کے واسطے علیحدہ کیے گئے
 باقی منافقین شہر سے پر وہ غفلت آنکھوں پر ڈال کے مول لیے تھے اور کسی طرح کی حیثیت شرافت
 دیگا نکتہ کی اکیر دلی کے لوگوں نے ازراہ تجارت مول لیے تھے اوزکا سفینا اس ہوا فائدہ
 کا کیا ذکر ہے کچھ گھر سے دینا پڑا۔ لاہور کے نیلام کا حال مشہور ہے مگر تصاب لکھنؤ کے کا بے پل
 سہرکاری کے لینے میں غدر کیا کہ ہم قدیم سے جو پاسے بیرونیجات سے خرید لاتے ہیں مرزا علی رضا
 کو نوال نے کسی سو کو بو تر شاہی مول لیے اس جیلے سے کہ انشا اللہ بادشاہ کو بعد مر اجبت نذر
 دنگا اکثر مانگیوں کو وقت نیلام سر پر خاک اوڑھنے آستو کھوں سے بہتے دیکھا اکثر خاصہ جو کو
 شبہ آجوبہم ہوا فیلیان نے کہا ہم نہیں اس سے نوکرین پرشل ہمارے خاک اوڑھنے اور روٹے
 ہین پھر زنیلام کو حکم دیا کہ اگر سرور دوسر کار ہو دے تو اجید میں تھینے کے روپہ لیا جا بگا لیکن غنا
 اور نشان گھر کا لے لیا تھا غرض دلازام کی کوٹھی میں نیلام اسباب و منہ میں نیلام جو پایہ ہو رہا
 تھا مقام عبرت تھا۔

چیف کسٹرنے مفتاح الدولہ سے فرمایا جو پایہ اور تو شہی اسنے سے جو چیز تحفہ دیکر یاب ہو نیلام نوٹے
 دے آگے خرچ دواب ایک نہر کی سو یومیہ کا تھا اب قریب نوے روپہ یومیہ کار گیا ہے مفتاح الدولہ
 جب کانپور گئے تھے نواب مخدومہ عظمیٰ نے فرمایا کہ اس بقیہ دواب کو خیرات کر ڈالو ہمارے کس
 مصرت کا ہے عرض کی اس بقیہ دواب میں وہ گھوڑیان رہ گئی ہیں جنکی اصل نسل میں جنبت آگیا
 نے بڑی کوشش سے خانہ زاد کو پھیرنے پیدا کیے تھے انسران فوج نے اپنے گھوڑے گھوڑیوں کا
 نیلام میں داخل کیا سہرکاری نیلام سے بہت تحفے کم قیمت پر مول لیے۔
 چنانچہ نواب منورالدولہ نے کانپور میں ایک شخص سے ایک گھوڑا نیلام شاہی ڈیڑھ سو روپے کا

بچ گھر میں نزل اجل فرمایا اور معمول تھا بھان باوشاہ گھاڑی سے اترتے تھے پہلے
ساتر فٹات کچھ جاتی تھی وہاں ہند مقام ہوئے جب بنارس کو تشریف فرما ہونے لگے جب
بچ گھر سے دوپہار چار سو روپیہ کرایہ کا دعویٰ کیا گفتگو میں طول ہوا صاحب نے گھاڑی
زور کئے گھر کے پرستی باندھ دی آخر نوبت بعدالت و شہنشاہ کی بدولت بھونجی کسی لال
کی معرفت پرمیس سو ویکر تصفیہ ہوا اب وہ جو بہتر کوٹھی ہر مقام پر بھونجی سرکار ہولی تھی معلوم
نہیں اسکا کوٹسا سبب نہ ملنے لگا ہوا۔

۱۶۔ اپریل روز چار شنبہ مطابق ۹ شعبان بنارس کی چھاؤنی سکردین کوٹھی صاحب
موصوف بن رونق افروز ہوئے پیشے اکرام الدولہ کے کانپور سے اپنی سسرال میں بھان جو
تھے اور کانپور سے خراج ماہواری سرکار شاہی دہستہ منفر کے ۱۲ ہزار روپیہ کا ضبط ہوا کانپور
منفردہ عظمیٰ کے معمول ہوا تھا کانپور میں اکثر صاحبان عالی شان مشتاق ملاقات شاہی ہوئے
بکہ ایک دن لارنس صاحب چیت کشن لائبریری بھی تشریف لائے لیکن ملاقات نہ ہوئی نہ اب
استقبال کر کے اپنی کوٹھی میں لگے اور غارت ہالت مزاج اندس کیا کہ اکثر نفیٹ مراق و خفقا
جاوہر اعدال سے منحرف ہو کر رہتی ہیں۔

نیلام و واب شاہی اور برطر فی مروج شاہی غیر حالات لکھنؤ

چیت کشن نے پہلے کا فذ جمع خراج کارخانجات سلطانی اور ملازمین شاہی کا جائزہ لیا چنانچہ
سب مجبور تھے لکھنؤ و پنجواہ ملازمین و انر باسے شاہی کلامع کارخانجات نکلا سواے خراج
ضروریات ذات اقدس و خریداریاں جدیدہ وغیرہ اور ۸۰ ہزار آدمی محسب جمع ملازم ہر فرقہ
و پیشہ و سپاہی کے بھی چنانچہ بعد برطر فی چہا بیہ روح زمان خلد منزل فردوس منزل شہر شہر
سکان کے ۲۰ پنڈی خیم و تانگہ اور ساڑھے تین ہزار سو سو سے زکسواران سواری و
چوہہ ہزار عامہ شاگرد پیشہ سلطانی اور کچھ نہاد و ہزار سپاہی متعلق چوہترہ کو توالی شہر ناگہات
اور سات ہزار چوہا پاد و سو ہاتھی سواری و شہر کے اوسا یک لاکھ کئی ہزار کبوتر اور
ایک سو سات شہر و برطر فی اویسٹ ہی چہا بیہ حسین اور لاکھ ہزار لکھنؤ کا حساب کیسے ہو

مشرعاً بادشاہ سے عرض کر کے رخصت ہو جیسے اس عرصے میں انکی خوش نصیبی سے صلح سلطان
انکے لینے کو آئے جب شرفیاب ملازمت ہوئے بالمشافہ عرض کیا کہ یہ بار غلام نے محض شہنشاہ
خدا اور حقوق ملکخواری قدمت سمجھا کر اٹھایا نہ واسطے طمع دنیا عمدہ وزارت کو لیکن افسوس
کہ مقرر بان خاص اپنی عادات جبللی و خوگر وہ سے اب بھی باز نہیں آتے ہر چند کہ یہاں تک
خانہ بربادی وطن آوارگی کی نوبت پہنچی ارشاد کیا جو تھے اسوقت کیا استفادہ مجھے چند
نہی حضرت جنت مکان بھی اس سے زیادہ نہ کرتے بہر صورت ہر امر جزئی و کلی میں تمہیں اختیار
ہے اور میں نے بھی یہ شفقت محض رعایا کو امانت خدا سمجھ کر اختیار کیا اور اپنی بربادی ہر طرح
سے گوارا کی ہے اب تم جہان بچلو چلو گناہ تم بھی میرے استقلال مزاج کو دیکھتے ہو جو حضور عام
کو واسطے کیا اب تک اسی پر قائم ہوں اسکے بعد بہت سے الفاظ کہہ نفس ارشاد کیسے کہ حاضرین
کو موجب تنبیہ ہوا۔

خلاصہ روز و شنبہ سلیم شہر رجب مطابق ۶۔ اپریل شام کو بادشاہ نے ہلال ماہ شعبان دیکھ کر
گردونک بادشاہی پر سوار نہایت الہ آباد شریف فرمایا ہوئے فقر اور رعایا سے شہر بہت جمع
ہوئی تھی کچھ اونکو عنایت ہوا سب سے بدعا ہوئے اسوقت گاڑی ڈاک کی وارڈ گیمین
طرفہ ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ خاص برداران سلطانی میں فریب تھا کہ آپس میں صورت فساد برپا
نوا بصاحب نے ہتھ پیر اس ہنگامہ کو دور کیا۔

جناب عالیہ متعالیہ سواری پنس خس میں جنرل صاحب بسبب ناسازگی عارضہ لاحقہ صبح شنبہ
کو روانہ ہوئے ڈاکٹر ہندوستانی بھی اونکے ساتھ تھا بانی صاحبات محل ملازمین بعد ایک دوسرے
کے جسے نواب منور الدولہ بعد روانگی قیام فلک کے روانہ ہوئے۔

قبل از روانگی کمال لطف و اخلاق عرضداشت ہمارا جہاں سیری پر شاد و نازن سنگہ بہادر و ہمارے
بنارس معرفت نواب نظر اقدس میں گذری کہ محب خیر طلب نور و نوری ہے اور جنون قدیم اس
خاندان عالی شان کا ہے امیدوار محبت خسروانی ہے کہ حضور بنارس میں املاک خیر اندیش
میں رونق افروز ہوں۔ شامان چہ عجیب گرنواز نگہ گدارا۔

راہ میں الہ آباد تک ہر مقام خاص پر سامان ضروری و ترسباج الہ آباد پھونچے بصلالہ چٹا

اپنے گھر میں ملتا ہے دوسری جگہ نہیں ملتا لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ حسب الحکم تم اپنی گھر
پہلے جاؤ۔ تین چار دن کے بعد ایک ہشتار شہر میں لکایا گیا کہ فلان تاریخ ۹۔ بجے دن کو
تماشا سے عجیب رعایا سے شہر کو دیکھایا جائیگا کہ کبھی کبھی آئندہ سے دیکھا ہو ہر شخص کو ایک خوش
ہوا آفرور شدہ ۸۔ اپریل کو دولترے شاہی سے پہلے سواری پنشنس میں نواب اختر
مخلصانہ کلی اسکے بعد حضور عالم گاڑی و دو سپہ نواب ممتاز الدولہ میں مندریل وزارت بہا
سہرہ طرف سے جھلمی گاڑی بند چوہدری چیت گشت کو بیچ بخشن پر برآمد ہوئی کئی سواری بھی بہت
کذا الی۔ پیچھے کچھ خاصہ دار پر اسلمہ لباس کثیف سے گرد و در شاہی سے تحسین گنج نیک زبان
طعن و تشنیع بیابا کان شہر ہر طرف سے بارش بے وقت برسا رہے تھے اگر چہ در چیت صاحب
نہو تا غالب ہے کہ ڈھیلے اور چھتر بھی بکھارے اور سیرتے۔ الیاد اؤا باندہ۔

چروگیان عصمت و طہارت و نور و عظم جو کاپور میں نواب مخدوم علی کے مہمان تھے اس مدت
قیام کا پور میں ایک دن شرفیاب بابوس شاہ ہوسے کلمات الاحاح و زاری حد سے زیادہ عرض کیے
کچھ سود مند نوے آخر کچھ جوری سرخ کوٹھی کنار دریا میں جا کر بے جب و مان سے لکھنؤ آنے لگے
راہ میں شہر و ن کی زبان طعن سے پھین نکلا۔

کو ناہ اندین و مخربان خاص باتفاق اپنی گھات میں تھے کہ بہت دوسرے و اندیشے سفر لندن
و کلمتہ کے عرض کر کے خاطر افس کو اس سفر سے باز رکھیں کاپور سے پھیر لائیں تاکہ رسوخ و
نیکنامی سرکار انگریزی میں بھی نمایاں ہو لیکن باوصف سننے ان سب اخبار موشہ کے انتقال
سفر کو جنسن ہوئی نئی الحقیقت اگر اہل انصاف چشم بصیرت سے دیکھیں شاہ جم جاہ جسے اسی
عیس و عشرت سے بسر کی ہو وہ دفعہ ایسے امراض لاعقہ پر کس قسم تابستان میں ایسے سفر کا
تحمل ہو اور یہ امید وہم اور حقیقت کا فدا نام کو اسٹے کہ یہ امانت خدا میں۔

نواب منور الدولہ نے جب محبت اختیار کیا یہ حال دیکھا اپنی نازک مزاجی اور کھرے بن سے بد
و بد رابع ہوسے اور اپنے فرخ آباد چلے جانے کو بہتر سمجھے اور یقین ہوا کہ یہ میل کبھی منڈھے
نہو ہوگی بہت ضرور ہوسے اور اپنے ارادے پر غفل تھے لیکن ایک عہد شور و غل سے سمجھا یا کہ اپنے
بہت چلے جانا بھی اچھا نہیں بہر حال جو دیکھتا تھا سب دیکھ چکے انجام کھار بھی کھل گیا مرنے کا

تھی وجہ ظاہر ہے کہ خائن تھے جو کچھ نوشجان کیا تھا اسکے واسطے دیتے تھے چنانچہ یہی ہوا۔
 چہچہ پیام شاہی چیف کشتہ کو ہی باب خاص میں چھوڑا کہ ایک لاکھ ۲۰۰ ہزار روپیہ
 از روئے حساب مشیر الدولہ اور مہاراج باککشن ہوا اور بابت باقی علاقہ جندو خرنسبیل اکرام الدولہ
 کے زمرے نکلا ہے اگر انکا عملہ کھا گیا ہے اسکا مواخذہ اسکے زمرے ہو اور اگر زمرے ہوا تو موہبت
 سپہیس مال سرکار ہے اس کے لینے اور نہ لینے کا مبادولت کو اختیار ہے اس قدر تاکید و شدت
 ضمانت سے کیا فائدہ مشر و مہا اسکا سبب لکھیے۔

جواب ثانی اس پرچہ پیام کا نہ گیا اگر قابلہ و مو اجمہ حساب بدستور رہا جب یہ ۱۲ شخصوں کو اک میں
 آئے چہچہ کشتہ کے پاس گئے و اسنے کپتان ہنر صاحب کے پاس حاضر ہوئے پھر ہر ایک سے چہچہ
 ڈٹی کشتہ کے پاس حاضر ہوا بدستور انت و مختار کے پھر کانپور آئے مگر اکرام الدولہ عابت حساب
 رہ گئے۔

بعد دو چار دن کے اہتمام الدولہ حیدر خان صاحب کم بادشاہ لکھنؤ نے کانپور کو اہل ہر ہنسی ہما
 افر باہے شاہی انسران فوج اور سرگروہ ہر فرقہ رعایا سے شہر سے بیکر چلے گئے۔

ایک دن بجلی تکیہ صاحبہ خواہر محترمہ دستور معظم نواب اختر محل سے تحسین گنج کو جانے لگیں و اربابان
 ڈیوڑھی تلاشی لینے لگے سواری کے سپاہیوں سے تہنگ ہوا حضور عالم نے برہم ہو کر فرسہ پایا
 میں انگریزی پہرے بلو اسکتا ہوں حسام الدولہ متمم محلات منور ہو کر کانپور گئے بادشاہ سے
 عرض حال کیا کہ مبادا کوئی صورت خلافت پیدا ہو چیت کشتہ کے پھر سہی جیلے سے ہو جا میں اسی
 باب خاص میں حضور عالم کو دستخط خاص فرین فرمائے پھر آئے۔

ایک دن مفتاح الدولہ کسی امضوری کی غرض سے کانپور گئے بعد عرض حال پھر آئے سخن کہ بہما
 مذکور کی نمکحالی و خیر خواہی و جانفشانی میں کچھ شبہ نہیں جیسا اسنے امانت و دیانت سرکار
 ہوئی و دوسرے سے نہوتی اسی کی جلد وین سرکار میں سے اپنے حق پیش سے محروم ہے۔
 سبجان اللہ چہچہ کشتہ نے دستور معظم کو بھیجا کہ تم دولت اسے شاہی سے اپنے گھر چلے جاؤ۔
 عرض کیا کہ بادشاہ نے دستور قدیم کو اڑایا دیا ہے حکم ہوا کہ اس سند سے اوٹھو نئے دستخط شاہی
 جو معرفت حسام الدولہ آئے تھے اسنے پھر بلا جسکا مضمون یہ تھا کہ اوسی کو جندو در رجت و اکرام

ہیں وہ ایک زمانے میں وزیرِ اعظمِ سلطنت بھی ہوئے تھے اور اعلیٰ مان سوسن سے بھر خیر
اسکاٹ کی تعینِ اعظم میں کلاسٹر لاج برائے بن پیدا ہوئے ۴۴ برس کا سن ہے
پہلے اسکولِ نظامِ انون میں پڑھے بعد اسکے کالج اگر فزکس میں کتب علمیہ حاصل کیں ۱۳۰۰ء
درجہ اول کالج مذکور میں علوم درجہ دوم میں حساب و ہندسہ میں ترقی کی بعد اسکے بیسی
کیننگ سے کتھا ہوئے وہ بیسی لارڈ اسٹوٹ ڈوی رخصتی کی ہیں پھر کار و بار سلطنت میں
ماہور ہوئے اور تھیرسچ ترقی کر کے عہدہ سرستہ ڈاک سلطنت برطانیہ یا بعد اسکے سنبارسٹ
لارڈ پاسرسین اس عہدہ جلیا گورنری پر فخر ہوئے۔

حالاتِ قیام کا پوروسو انجات لکھنؤ و روانگی بادشاہ کا پور سے

بعد تشریف فرمای بادشاہ خزانہ خواہر خانہ اسباب پر کلفت و مہین قیمت جو جناب ملکہ معظمہ
دامِ اقبالہا کیواسطے تیار ہوا تھا کہ پستان کسرا الدولہ حفاظت فرج انگریزی میں لیکر لکھنؤ سے
روانہ ہوئے ایک دن صاحبِ کم قیمت کسرا پور سے مسیح الدولہ مسلح السلطان پور
اسن الدولہ شفا الدولہ آفتاب الدولہ اگر ام الدولہ اہتمام الدولہ حیدر سینیان الہکار کارخانہ
سلطانی واسطے ضمانت کے حاضر حضور جمع کسرا ہوئے چنانچہ ۱۲ اشخاص نامی زبیر لدیہ ڈاک
حاضر ہوئے مگر اہتمام الدولہ نصرت باقی و سزا نہ اور و پیر بابت علاقے کے نہ آئے بڑ نصرت
نے اونکی ضمانت کر دی اور اوزر سے حساب و جہی اونکے چودہ ہزار سرکار میں داخل تھے۔
اگر ام الدولہ نے حاضر ہونے میں کٹ کیا حالانکہ صاحبِ مجتہد نے ازانہ عزت و مکرم پہلے
ٹوپی میرزا ناصر علی کو اونکے لینے کو بھیجا تھا یہ جواب معذرت عظمیٰ کے پاس جا کر بیٹہ زبیر چاہا کہ
کسی جیلے سے مالہ یا جائے جب ٹوپی صاحبِ تنگ ہو کر چلے گئے حالانکہ انکا اوس دن شہل
تھا مگر حکمران سے آج تھ جب کیفیت مشروعا صاحب سے بیان کی صاحب نے چہر اسی سوار
اونکی طلب کو بھیجے یہاں تک مجبور ہو کر خود صاحبِ قشربیت آئے اب کیا انداز کر سکتے اور زمین
اپنے ساتھ کچھری میں آئے رات کو رو کر ماری کا حکم دیارات بھر کچھری میں رہو صبح کو
روانہ لکھنؤ ہو لیکن محبت و غبار دے گھر آئے صبح کو روانہ لکھنؤ ہوئے یہ ان صاحبوں کی فہم و فہم

کونٹ کیننگ بہاؤ وغیرہ زہار پر جب مقام اجی پور سے گزرنے سے قلعہ نورٹ وایمہنگالہ سے
توپ سلامی کی چلی بریوٹ سکرٹری وایٹیری گورنر جنرل اور دو مصاحب گورنر جنرل ٹون
میجر واسطے استقبال کے ہوئے لکھنؤ تک گئے چھاؤنی خضر پور میں لنگر کیا وہاں سے نواب محشم الہیہ
سونا لکھنؤ فٹنس ریسوار ہونے چاند پال گھاٹ پر نزول اجلال کیا اور وقت ۱۹۔ توپین غیر وز
جہاز سے چلین اور اسکے پیشتر گھاٹ پر سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ چیف مجسٹریٹ کلکتہ سسر
مرین یعنی مہتمم جہازی اور ماسٹر انڈنٹ وشریٹ کلکتہ استقبال کو آئے تھے جب نواب گورنر
جنرل نے زمین کلکتہ پر قدم رکھا ۱۶۔ توپین چلین بعد اسکے داخل ایوان گورنری ہوئے وہاں
بڑے پچھاٹک پرفٹنٹ گورنر بنگالہ اور لب والاں پر نواب گورنر جنرل ڈالہوزی صاحب اور
ممبران سپریم کونسل استقبال کو آئے صاحبان نظامت گورنمنٹ اور سب افسران قلعہ اور جنرل
اسٹاف ایکٹروٹ ووسری جانب افسران خدمات وارانہ ریاست لباس درباری پر تکلف
سے حاضر تھے جب کرسی گورنری پر جلوس فرمایا ۱۹۔ توپین چلین ترک و جلوس سواری چاند
پال گھاٹ سے شمالی بڑے پچھاٹک تک ایوان گورنری کی ترتیب سے دور ویدہ قطار بستہ
کھڑے ہوئے تھے یعنی سپاہی ووسرے باڈی گارڈ وسیلر جٹ چوتھا رجیٹ ملکہ وسیلر رجیٹ
سپاہیوں کا ۱۲۰۔ سپاہ و ہندوستانی ۴۴۔ رجیٹ ۴۴۔ لائٹ انفنٹری مشون کلکتہ یعنی می فظا
شہر لباس سے آہستہ آہستہ سے مکمل منت انتظام لفٹنٹ کرنل پال صاحب صفت بستہ آہستہ
تھی جب گھاٹ مذکور سے سواری چلی تھی ایوان گورنری تک وورویہ سلامی ہوئی اور توپ
بعد ایک ووسرے کے چلی جب اس ترک تجل سے نواب موصوف داخل ایوان ہوئے اس وقت
۱۵۔ دقیقہ شام برسو گند معمولی اپنے عہدے کی ویکر کرسی گورنری پر جلوس فرمایا لکھنؤ رجیٹ
انسن صاحب سپہ سالار افواج ہندوستان عہدہ ممبری زادہ کونسل ہند پر جوزف الگرنڈر ڈار
اسکوٹریہ جنرل جان لو صاحب بی بی جان بیوہ گرانت اسکورسپر ٹنڈر ● عہدہ ممبری اول و
دوم و سوم چہارم کونسل ہند پر مامور ہوئے پھر حسب سنو ر شہتار منصوبی و محضولی نواب گورنر
جنرل سابق دیگیا کہ تاقیم شہر حفظ مراتب بدستور نواب محشم الہیہ کیواسطے رہے۔
نواب گورنر جنرل بہاؤ بہت تندرست و توانا و قوی القوی ہیں یہ بیٹے لارڈ جان کیننگ کے

جناب سید لقی بیٹے سید العلماء سے مرحوم سب تجویز اگر اہم الدولہ و نواب منور الدولہ مستعد و اہم
سفر لندن ہوئے کس واسطے کہ ایسے سفر دور و دراز میں ایسے شخص کا بھی ساتھ ہو نامور رہے کہ
بر وقت تشریف آوری ملک الموت کسی کی مٹی خراب نہ ہو اور انشاء اللہ لندن میں نماز جمعہ
و جماعت ہوگی یہ امر بھی باعث یادگار زمانہ ہو گا لیکن خوبی اعمال و زمین سے وہ کانپور بھی ہنگام
ایسے خلیل ہوئے کہ وہاں سے احرام جانے کا قصد کر کے مع انجیر ہوا ہی منصف الدولہ سید باہر
خفا کہ جناب سلطان العلماء پیشتر لشکر کے کانپور میں جو تھے وہاں سے روگ منفر و یکسا اور مانی جہا
نے شکایت اٹھانے کی بہت دیر نیاں کر کے مراجعت کی و گرنہ اولو العزمی میں اسے زیادہ بھیا
آونی ترین رعایا سے شہر میان محمد و نانپور بھی اپنے شفقت و فروخت اشیاء ماکول جمع کر
و داخل اردو سے شاہی ہوئے نواب منور الدولہ نے بخت علماء خاصہ انکے سپرد کی۔

نواب مظہم الدولہ باقر علیخان نائبر نواب بجاہ الدولہ بہادر و دونوں بچہ بچا بادشاہ کے کمرست
باندہ کر و انہ کانپور ہوئے بادشاہ نے تکلیف سفر سے منع کیا عرض کیا ہم سبط طرح آپ کے
تکلیف دہ ہو گئے اور ایسے وقت میں ماتمہ ہوا ہی سے نہ دوشا بیگے بعد اسکے بر و نواب
نبیل ازرواگی بادشاہ و روانہ بنارس ہوئے غرض ہر شخص رعایا سے شاہی کا بہ مال تھا کہ بہر صورت
و امن دولت سے ماتمہ نہ اوشمائے اور شریک منصب سفر نازد رہے۔

کہتے ہیں کہ نور دہ کو کانپور میں انخارہ میں سے زیادہ و نذر شربت گیسوا سٹے میسر نہوا لوگوں نے
اس جہت سے نذر نیاز مختلف علماء و شیرینی پر دی و اسکے اہل دربار کو تعجب ہوا اور سرکار ایسی
کے واسطے دست بدعا ہوئے کہ بگمراہم سے ہر سفلت لشکر اور عدم رسی اند سے ہر شخص و امن
اپنے سرت لایہ تیات کے مجبور تھا۔

اس عرصے میں کلکتہ سے خبر آئی کہ ۶ مارچ و فرخیشنبہ ہماز فیروزہ پر پانچ بجے شام کو لارڈ
ڈلہوزی صاحب روانہ ولایت ہوئے اور نواب گورنر جنرل جدیدہ داخل کلکتہ ہوئے پانچ بجے
انبارہ دور میں کلکتہ سے در و نواب متشم الیہ لکھا جاتا ہے۔

ور و نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ میں

۶۰۹۔ فروری ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲ شوالہ و جمعہ ۵ بجے شام کے ساعت نایب جہاں آباد

بادشاہ نے قبل از تشریف فرمائی حکم حکم بگیا کہ وصاحبات محل کو دیا تھا کہ جسے قیام دولہا کے
شاہی منظور ہو اسے اختیار ہے چلی جائے چنانچہ اکثر بدختین چلی گئیں اور بہت سی ثابت نام
رہیں اور سر مو حکم مضامین سے انحراف نکلیا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبات محل کے واسطے علی ستو
سور و پیسے ماہواری اکل و شرب دستہ ضروری کے واسطے ہر ایک کے مقرر فرمائے انہیں سے
اکثروں نے قبول نکلیا کہ ہمارے پاس تصدق حضرت سے بہت کچھ اوقات بسر کرنا کو ہے اور جس دن
عملداری سرکار ہو گئی تھی ہر محل نے عملہ شاگرد پیشہ بیرونی و اندرونی کو تنخواہ سبکی دیکر برطرف
کیا تھا فقط بعض ضرورت کچھ لوگ رکھ لیے تھے اس برطرفی میں ہزار ہارنڈی و مرد و محتاج ہو کر
حالت یاسمین خانہ نشین ہوئے اور ہر گھر میں ماتم برپا تھا۔

اکرام الدولہ مع اپنے بیٹوں کے روانہ کانپور ہوئے مرزا حاجی کے بیگلے میں ادھر سے مولوی
محمد خلیل الدین خان جو حسب الطلب حاضر ہوئے تھے بادشاہ نے اس منزل میں رہنے کو حکم دیا تھا
بعد تشریف فرمائی اپنے وطن مالوٹ میں چلے آئے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ جب ساتھ چلنے کو ارشاد
کیا اور نمونہ لے کر گیا عرضداشت کی کہ تین چار ہزار روپیے کا قرضہ دار ہوں تنخواہ پیش بھی کر
سے نہیں ملی نہی عملداری شروع ہے مبادا کوئی قرضخواہ نالاش کر دے امیدوار ہوں کہ
اوس سے کلو خلاصی ہو جائے آئندہ ہزار روپیے کی تنخواہ مقرر ہو کسو واسطے کہ جب کلکتہ میں عہدہ
سفارت پر تھا باج ہزار تنخواہ تھی بادشاہ نے حضور عالم کو عرضداشت تجویز کو عنایت فرمائی
اور نمونہ لے کر ہزار خرچ کے اور زمین سو کی تنخواہ تجویز کی خلاصہ بھر کوئی پرسان حال نہوا جب
اسکی یہ تھی کہ حضور عالم نے صاف تھے اور انکو بھی بدل جانا منظور تھا بہت غنیمت سمجھے اور سب کا
انجام سمجھتے تھے میر حسن علی لندنی بھی حسب الطلب نواب مورا الدولہ باوجود کیرنی وضع پیر
کانپور تک جا کر بھڑکے۔

شوکت الدولہ نواب محمد خان شہر مغرور شاہی آخر حاجی جنرل سلیم صاحب کانپور میں تھے۔
اہلکاروں نے سفار میں سے بجائے محمد خلیل الدین خان انھیں مقرر کیا اور وہ دو ہزار روپیے
زادہ اور درماہہ اوسکے واسطے معین ہوا ہر چند بادشاہ نے ازراہ استعجاب مولوی صاحب کو
پوچھا کہ اپنے جواب شافی عرض نکلیا۔

تھوڑے سے ترکسوار اور ملازم پیادہ جلوس سواری میں تھے جب سوار ہونے لگے تو کچھ چھوڑ کر
تھوڑی دیر جا کر منع فرمایا حضور عالم نے ایک سوار کو دوڑایا کہ غلام کو کچھ عرض ضروری تھا
لیکن وہ سوار گرو سواری تک نہ پہنچ سکا شب جمعہ نوچندی تھی کر بلا سے میر خدابخش
بین مومنین و مومنات جمع تھے مجلس عزرائین پر شیعہ خوان نے پہلے مناقب استغاثہ تصنیف
یاد شاہ بسوز دل پڑھی عجب حال سب کا ہوا اور ہر شخص بدعا سے بقا کے ملک و سلطنت
مصرف ہوا۔

بادشاہ کی گاڑی کے پیچھے نواب مشوق محضتا اور چھوٹے جرنل صاحب تھے اسکے بعد
متفرق مصاحبان خاص مسیح الدولہ سفیر شاہی بعد ایک دوسرے کے گاڑیوں پر چلے شہر کے
شہر کے در دولت سے تادریا کے گنگ پیادہ زبان طعن و تشنیع پیدا کانہ کھولے ساتھ رہے
پہر ات رہے اونام میں سواری چھوٹی و مانسے عبداللہ اویخان قندھاری بھی کہی سواری
ہمراہ رکاب ہوئے کچھ تھوڑی رات رہے کنار گنگ چھوٹے بادشاہ خیمے میں رفع ضرورت کو
تشریف لے گئے جب تک فعلی پل طیار ہو گئی اول صبح صادق کے پاراوترے برنڈ نصاب کے
بیکلے میں رونق افروز ہوئے ہر چند ناچ گھر اور کسی بیکلے گرد و سپن کے بیشتر سے خالی ہو چکے
تھے غیرہ لشکر سلطانی بھی برپا تھا جب بلوغ آفتاب ہو اخیر شریف آوری عام ہوئی فوج کتب
سلامی کو سر یڈیرا کر جمی بادشاہ نے انعام حسب معمول بھیج دیا اور سلامی توپ کو منع کیا افسران
فوج نے غدر کیا کہ مبادا ہم پر عتاب اپنی سرکار سے نہ ہو مگر دوسرے دن سلامی ہوئی جب حکم
محکم تار برقیہ سے چھوٹا کسوا سٹلے کہ ایک ہفتہ بیشتر سے خبر آمد مدسک فوج طیار رہتی تھی بعد
انتظار چلی جاتے تھے اس طرح سے داخلہ کا یقین تھا۔

روز جمعہ وقت عصر نواب منور الدولہ مع امجد علیخان حکیم میر محمد میر علی منشی باقر علی روانہ ہوئے
ہوئے منزل بمنزل روز یکشنبہ شرف ملازمت میں چھوٹے جتنا بعالیہ نواب مخدومہ عظمیٰ مرزا
ولیعہ نہاد اور اندر وجہ طاہر عصمت آب حضور غنایت الدولہ نواب سجاد علیخان روانہ ہوئے
صحابیات محل ناچ گھر میں اوترے باقی مصاحب وغیرہ متفرق جگہوں میں اوترے سب کو
عافیت حضور سی ہوئی مگر بر وقت طلب جب یاد فرمایا میں نواب منور الدولہ میر برادر صاحب

بمجرد سننے اس خبر کے تیار می سفر کی وہوم ہوئی اس عرصے میں ایک محبت نامہ نواب گورنر جنرل جدید لارڈ کوکنگ بہادر پوینچا صحت الدوالہ نے سر جرجنور شاہی گذر اٹھایا صدمہ اور کٹا من پیر تھا کہ نواب گورنر جنرل لارڈ کوکنگ پوینچا بہادر روانہ ولایت ہوئے۔ احوال اسی تاریک آری سلطنت کا تکشف ہوا غالب کہ جو منتھن سے محبت و اتحاد و تدبیر الایام سے ملحوظ خاطر سرکار رہا ہے اسی طریق سے ہر امر طریقین سے عمل میں آتا رہے فقط

بعد ملاحظہ بادشاہ نے فرمایا کہ باطن میں بل سرست حاصل ہوئی مگر بظاہر اگر توہین جبر سے نہ گرائی جائیں حکم شلک سلامی ہو تا اب یا خلاصی چھاؤنی انگریزی سے بہان آدین یا پیشتر خود حکم سلامی اپنے توہین نے میں دین غرض یہ امر داخل تکلفات ہو کر ملتی رہا۔ جب رعایا و برابا کے شہر اور توتولین شاہی کا طعن و تشنیع بڑا ہر شخص کو یقین ہوا کہ سفر میں مائل ہوا اور روز سہ شیعہ ہو جب بادشاہ سے وعدہ اور آادہ سفر ہو سے شام کو چاٹا کہ بادشاہی پر سوار ہوں لیکن قمر بان خاص نے بہمت و سماجیت نجومست بوم سمجھا کر دو کا بادشاہ اور سوت بہم ہو کر کیسے مخالف ہوئے مقام خاص میں نشر یں لے گئے۔

تشریف فرمائی بادشاہ سمیت کانپور و حالات قیام و مان کے

الفرض نجم شہر جب سلام مطابق ۲۰ مارچ ۱۸۵۷ء بادشاہ نے بادشاہی طلب فرمائی حاضرین نے جانا کہ سب معمول بومیہ دور گشت تیسرے باغ ہو گا حضور عالم مضطر ہاتھ ہو کر پٹ راہ میں پاسے ثبات نے ٹھوکر کھائی و دین اور مغرب بھی حاضر ہوئے ہر ایک کو بوجہ غصہ بکھا کیسکو جرات عرض نہ ہوئی بلکہ سامنے سے ہٹ گئے۔ بجے ساعت سعید شرمی میں مع جرجن صفا رو بنی اندر زبرج سعادت بادشاہی ہوئے اور شل خیرین نزد خدیوین مرکز بادشاہ سے قریب جنرل قاضی کو میل فرمائی۔ ساجہ یوسف علیخان ہمشین بزدان کجی کجی بخش پر ہوئے کسرا لگے کہ اور سوت کی عنان اختیار او سکے ماتھ میں تھی اور کسی دن مشیر سے اہتمام ڈاک اور کئے دے ہو گیا تھا اور کمال خصوصیت و خیر خواہی سے ہر اور کا جب ہوئے تھے ہر ہند جنرل سلمین نے انھیں کئی مہینے پیشتر سے شہر سے نکلوا دیا تھا بشیر الدولہ حسن الدولہ گورنر و سپر وائس

رحم نہ آیا کس کس امر کو آپ نے ہم سے پوچھا ہے جو چاہا ہو کیا۔ اس باب میں بھی آپ کو بتایا
تس چیت کشتہ نے جو پایہ وغیرہ کو حکم نیام دیا ازین قبیل اب طرغین سے ہر اور میں خلاف
ہونا مشروع ہوا جو باعث ناگوار سی طرغین ہوا۔

سہ شنبہ سے صبح وشام اور زوال شمسی کی بھی توپ بند ہو گئی اس جہت سے کہ نو چھاپہ کل
ضبط ہوا بعد دو ہفتہ کے توپ صبح وشام وزوال شمسی موافق دستور چھاپائی اگر میری حسین آباد
سے چلنے لگی۔

القرض خاص و عام اس حرکت و سکون سفر سے متروک ہوئے حریفوں نے ہر روز ایک ہی بند
خود تراشی شروع کی اس خیال سے کہ اگر ہمارے جیلے سے سفر موقوف ہو جائیگا تو البتہ باعث
رسوخ چیت کشتہ بھی ہو گا اور مشہور عالم پر بھی بڑی خیر خواہی ثابت ہوگی چیت کشتہ نے پرچہ پایا
بھیجا کہ حضور عالم اور معارض او راہل خدمت درجہ دوم ہمراہ رکاب بنجائیں گے کسوا سٹے کہ
باز پرس اور تحقیقات اکثر مفدمات ضروری اور غیر منحصر ہے وگرنہ ہر جگہ سرکار ہو گا اسی جہت سے
جب تحریر صافی نامہ دستور عظیم کی نواب مخدوم عظیم اور اکرام اللہ ولہ کی سفارش و تہمت سے
پیش ہوئی اس سے برقیل صاحب نے بھی منظور کیا حال مضمون یہ تھا کہ اس مدت عہد معدل حضور
عالم مدار الہام سلطنت سے کوئی امر مجکم و مرضی شاہی نہیں کیا امدا او سکال پرس مابعد ولت کے
وتے سے جب یہ مسودہ قبول ہو گا کسی منظر بن و سخط خاص سے مزین فرمائیں کہ جو کچھ مدت و زار
میں حضور عالم کو کیا ہو سکے از پرس کا اختیار مابعد ولت کو ہے دوسرے کو اور میرے مواخذہ پنجاہ ہے اور سکا جوا
یہ آیا کہ نیاز مند کو جو حکم نواب گورنر جنرل بھیجنا ہے، اس کے خلاف تعمیل نہیں کر سکتا غیر ملکی ہو چکا
جب سررشتہ ضابطہ حضور عالم نواب حسن الدار سے اور ساجی سے نہایت مہاراج کی گئی
اس عرصے میں تاج پریہ سے چیت کشتہ نے مسودہ کو اطلاع کی کہ بادشاہ واسطے ہنگامے کے
تعمیل سفر لندن کرے ہیں پہنچنے تک عمل سے لٹو می رو کہہ کر اطلاع کی اب اجازت اور عہد مہاراج
میں جو حکم ہو۔

اور سکا جوا یہ آیا کہ بادشاہ نے تعمیل حکم سرکار میں از بسکہ فرمایا میری اور عجز نظر کیا ہو میری
ہوے کہ سہ طرغین نہ کر دے و نقطہ

سلطنت آبا سے کرام جو نیکو کام آؤ نہ ماعاقبت اندیشوں کے ہاتھ سے ہو رہی ہے اب نظر غلام
میں ہم غم واپس نہ بنیں سبک و صفحہ سمجھتے ہیں بخدا زندگی اپنی بہت ناگوار ہے اب کوئی صورت
عاقبت اپنے واسطے نہیں ہوا ہے اسکے کہ ان رعایا سے امانت خدا سے چشم بستہ ہو کر قیامت
حالیات بنا کر مجاورت اختیار کریں آئندہ آپ کو اختیار ہے ارشاد کیا بعد ایں بھی مجبور ہوں
اور مخالفت ہوں کسی صورت سے مہر نہ کروں گا اور منفر سے بھی آئندہ اور خدا ونگا بہر حال تم غارت
رکھو میں نے تمہیں اور جناب عالیہ کو اختیار کئی دیا ہے۔

اسکے بعد مفتاح الدولہ سے ارشاد کیا کہ تم فقط میرے ساتھ پروا نہ ہو تمہارے حقوق نیکو کامی
آبائی کا یہ ہے کہ اگر میں بھی کسی طریق سے غوا سے مقصدین سے مہر طلب کروں نہ دنیا عرض کی
جینا غلام بن دم میں دم ہے خلاف حکم حکم نہ کروں گا اور مہر غلام کے بھی قبضہ اختیار ہے ہم
سے دوسرے جناب عالیہ و جرنل صاحب ہے اگر اسیا نا ارشاد بھی ہو گا غیر از نوشتہ سند چار چنان
کے حاضر نہ کروں گا چنانچہ اویس وقت مہر خاص مندوق میں رکھی گئی اویس مہر جرنل صاحب
مرزا ولیہ کی ہوئی۔

ایک ہرچہ پیام چیت کشتہ کو غم منفر مملکت اور اطلاع نواب گورنر جنرل اور حفاظت راہ اور سند
بھیجا گیا اور کہا جواب آیا کہ نیاز مند نے نواب محتشم الیہ کو اس باب خاص میں رپورٹ کیا
لیکن مشر و خا از نام ہو کہ اہلکاروں سے کون کون ہمارا ریکاب ہو گا و حبیب لنگر کس قدر ہوگی
بعد ہفتہ عشرہ دوسرا پرچہ پیام اسی مضمون کیا آیا اور کہا جواب یہ بھیجا کہ نیاز مند اس باب میں مختصر
بے اختیار ہے جینا کہ حکمت سے جواب رپورٹ نہ آئے اور نہ صاحبان حکام کو ملکر بھیج سکتا ہوں
جب سے یہ ہنگام میرا ہوتا تھا اکل و شرب انسانی گم ہو گیا تھا مگر خیر می مافشان و دواسے
میانات بیزبان کو بھی کمی دن سے خوراک یومیہ میسر نہ ہوئی تھی جب بزمیہ مشر و حاجت کشتہ کو
بھرنے پر پہنچا پیام آیا کہ یہ حیوانات روز و شب کو خائفہ سے مر جائیں گے لہذا مناسب ہے کہ جو
اسمیں سے بہتہ خون نخب کیسے بنائیں باقی جب کما حکم نیام دیا جائے دشمنان مہر میں لئے جائے
کہ اسکے جواب مغول کھنڈین لیکن مشر و عالم نے موافق اپنی رائے عالم آرا کے جواب یہ بھیجی جیسے
کہ آپ کو کمال انصاف و رحم سے حیوانات بیزبان پر رحم آیا لیکن لایمان اقدس اسکے برعکس

عرض جب یہ تدبیریں ہو چکیں اسے عالم آرا سے بادشاہ میں خرم بالہم سفر وسیلۃ نظر اختیار کیا
 ہر چند حریفان و مخربان سلطنت نے ہر طرح سے اسکا انسداد جاکر توجہ شروع کیے۔
 از انجملہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی برآمد جنرل اوٹرم صاحب سے کی کہ میں نے ازراہ
 دوتنخواہی کا ہر طرح کے تشبہ و قرائن سمجھا کر بادشاہ کو فہرہ منی نامہ پر منی کیا مگر آپ کے
 خیر خواہوں نے اسے برہم کر دیا جب صاحب نے شکایت خان موصوف سے عرض کی تبھی
 اقرار ہے میں نے اجازت آپ کے کب بادشاہ کے پاس گیا تھا اور نہ کسی امر کار میں شمتی تھا
 جب سے خان مذکور نے بظاہر آمد و رفت شاہی موقوف کی ایسے اقرارے بے فروغ سے
 مگر علی اصغر خان اور ششی کرم احمد حاضر ہے نواب مخدوم نے اپنے ہزار روپیہ خرچ سفر
 عنایت فرمائے کلکتہ تک ہمراہ سفر ہے۔

افرنس جس دن سے یہ فقہ و فساد نگاہ برپا ہوا تھا جنانہ نواب مخدوم جنرل صاحب
 مثل نبات النفس محیط دائرہ ذات سلطانی رہتے تھے اور عورات پہرے کو تاکید تھی کہ کوئی
 شخص غیر بے ہماری اجازت نہ آئے پائے مبادا کسی فریب سے اپنا کام کر جائے اور حضور عالم
 بھی اپنے مقام خاص سے باہر نہ نکلتے تھے بعد دو دن کے یکم صاحبہ بی بی بی حضور عالم
 پر و عصمت سے شرفیاب بادشاہ ہو میں اور کمال الخدیج وزارت سے عدم حضور ہی حضور عالم
 عرض کی حضور عالم با اجازت حاضر ہوئے اور پھر کلمات خیر خواہی و دوراندیشی مہر خاص میں
 بیان کیے۔ اس دن سے حکم ہوا کہ تم بھی داخل شہر لے خاص ہو اگر و۔

دو تین دن کے بعد حضور عالم نے بسبب ہمدید جنرل اوٹرم عرض کی کہ اب غلام کی عزت و
 جان مفت برباد ہو جائیگی اگر حضرت مہر نقرہ ماہین گئے ورنہ یہ فراولی اور میر اسر حاضر ہے۔
 پھر سے والی نے جب فراولی کو دیکھا چلائی کہ نواب نے اپنا کام تمام کیا مگر وسعت آواز کے
 دفعۃً صاحبات محل جلی آمین اور نسبت حضور عالم زبان کلمات بے ادبی سنے کھولی۔
 جنانہ نواب جنرل صاحب مضطر بنانہ تشریف لائے۔ بادشاہ نے رحم دلی سے صاحبات محل کو
 کلمات سخت منع فرمایا آخر مریدہ جو بولائے و لے بخیر گذشت۔
 ایک دن جنرل صاحب نے خلوت میں سفر کے باب میں بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ بے آبروئی و

استشارہ چاہا اور مخون نے بھی کچھ گول گول عرض کر کے جان بچا کر چلے آئے نماشا یہ ہے کہ سب کا خوف سرکار میں تھا کیونکہ ایک سرکار میں مشروطیت کا عرض کرنے کے اپنے اپنے عہد دولت میں وہ کیا جس کا انجام بد دیکھا یا دوسری سرکار میں عرض کرنے کے اگر بے انتظامی آپ کے نزدیک ثابت ہے انتظام حسب طرح چاہیے کہ دیکھیے یہ صورت گو کچھ چھپنے کی ہے نہ کیجیے یہ کیا مجال تھی کہ سیکرٹری سٹی مجسٹریٹ کا حال سجون نے اودھ ہر گھر کو لوٹ کر لانے تھے ایدھر سب کو جمع کر کے پوچھتے تھے تم سب ہم سے راضی ہو اسکا کیا جواب ہے سوائے حکومت کے۔

نواب اکرام الدولہ مرزا مسیح خان عم نامدار نواب محذرو عظمیٰ لے جب دستور معظم اپنے برادر سٹی کا یہ حال دیکھا کہ سب کے نزدیک بدنام و انگشت نما ہوئے انجام کار سمجھ کر نظر ہر یکا انگشت دیکھتی تھی سے اودھ کا رتبہ شکوہ آشنا کیے اور ان مقدمات سے بری ہو کر شریک شوریٰ خاص نواب محذرو عظمیٰ ہوئے اور ان کے نزدیک بھی انکی کنارہ کشی باعث وثوق اعتماد ہوئی اس جہت سے وہ ہانی مہمانی میں کر کے نواب منور الدولہ کے سوسے نواب موصوف از سبکہ اپنی دیانت و امانت و مکمل اس سرکار کا تازان تھے مردانہ وار کمر ہمت باندھ کر فرمائی سلطنت کو دستہ سمجھے اپنی فداہمت اور خیر خواہی سرکار قدیم کو مقدم سمجھے کہ میں دوسری سرکار میں وثوق آئی اپنی سرکار کی جہت سے ہوا ہے اگر یہ منزلت اپنی سرکار سے نہ گئے دوسری سرکار کیونکر جانتے اسی جہت سے جنرل ڈرمنٹ کرائٹ کا بکسو ہونا ناگوار گذر اگر کھل کر انھیں سمجھانے سکے۔

سیجر برٹو صاحب جو جنرل سلیم صاحب سے بد و باغ ہو کر راجہ پرتانہ میں گئے تھے وہ ان سے کب خفیہ ہو گئے پھر لاکھتہ سے کانپور کا پور سے لکھنؤ گھوڑ دوڑ کے واسطے آئے خواجہ سرا بان شاہی سے بڑا تعارف تھا بشیر الدولہ کے واسطے سے باخفا بادشاہ تک پہنچے اور بشیر باشر و طرہ فطرت بادشاہ قبل کی اور اپنے عہدہ سرکار سے مستوفی ہوئے فی الحقیقت اگر شہر انجمنیات سے دیکھیے تو اس معاصیہ جلیل القدر نے بقتلنا اپنی شرافت و منفعت دیا جو اپنی کبریت میں بہ طریق مل کی تھی عجیب کار نمایان کیا اگرچہ ولایت میں اپنے اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سے مستطیع تھے اور دنیاوی اپنی سرکار قدیم کا خیال نہ کیا مگر اس سرکار عالی شان نے انکی بھی قدر رکھنے سبانی جیسا بیان کیا جائے گا۔

کہ وارثان پیشوا سے جھڑکے بھی وکیل ہو جاوین پانندہ درماہرہ ومان سے مقدر ہو امان پست
جب کانپور پہنچے حال ایک بام دو ہو اکا معلوم ہو ابرہان کی سفارت کو برہم کیا احمد علیخان
جو صاحب عدالت کانپور سے برخواست اسے تھے حضور عالم نے چاہا کہ وہ شیعین میں سو روپیہ درماہرہ
پر لڑ کر کہیں کہ وہ اپنے عہدہ قدیم سے ہاتھ اوٹھائیں لیکن رنگاہلکاروں کا دیکھ کر اوجھڑ
بزرگان وطن کے سمجھانے سے اپنے کا سنہ قدیم پر قناعت کر کے چلے گئے۔ یہ کار شاہی کی سیرنگی
و یکھ کر قبول نکلیا

ایک دن جنرل اور مرم صاحب نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ آخر بادشاہتے تمہارا کھنا سمجھانا
بھی تانا بانجام کار ویکھا اب تم پھر چاہو اونھیں پنجابی سمجھاؤ کہ ہر ضرورت دہائی نامہ پر نہ کرنے بن
سر اسراو کی موجب بہتری کھانے ہو سکے نہایت دین بہت سی تباہتیں ناید حال تو نئی غرض ظفر
ماجرایہ ہے کہ جب ایسے رکن رکینوں اعظم سے جنرل صاحب ازراہ تمام جہت ارشاد فرمائے تھے سب
اپنے غیوت آبرو سے بہت خوب و بجا کہہ کر چلے آتے تھے کسی کی مجال اور ملالقت نہ تھی کہ بادشاہی
اونھیں دیکھنا اور جب بادشاہ کے سامنے جاتے تھے سب بھول جاتے تھے کہ بادشاہ کی طرف سے
شہول ہو جائیں کیا کچھ بن نہ پڑتا تھا از بن سو رائدہ و زان سو رائدہ ہوئے تھے خلاصہ نواب
سودھوت چار و ناچار حاضر حضور بادشاہ و جنرل صاحب بنایا لہ ہو کر اواسے تباہ و رسالت کی
لیکن بسبب تھوڑا اختیار کچھ مفید طلب نہوا بلکہ جھوٹے بہن خیال کیا کہ یہ پنجہ اونھیں کے پسے ہوئے
ہیں جن کا بر و زابہ ہوا۔

اس عرصے میں نواب امین الدولہ سرماوہ خان گج گراہی غدر اسمانی باعثہ او کی ممانعت کا سو او گٹر
اپنے واسطے بہت مترو و رہتے تھے کہ اگر اس وقت فاس میں بادشاہ کا شرکیہ حال ہو تو امور ملو
و شیع خاص و عام ہو چکا جاسیے کہ میں نواب منور الدولہ سے بڑھ کر کچھ اپنے حق نمک و تقدیر
سے او اہل ان تو موجب سرخروئی ہو گا او وہر غوث جنرل صاحب کی نابہنی کا لاج حال تھا چنانچہ
اپنی خلافت میں اکثر شکر خدا کرتے تھے کہ مجھے یہی حیلہ عارفہ لاحقہ باعثہ میری ممانعت کا ہوا۔
کسی مہینے تک میں خلافت میں رہے آخر انتقال کیا اس اہل نے او کی عزت رکھو لی۔
ایک دن جناب اعلیٰ نے نواب حسین الدولہ سپہ عنایت علیخان کو بھی طلب فرمایا اس بابہ خواہی

خیال نہ کرنا، نہ خراب ہو گئے یہ کب سنتے تھے بدل متمنی ملازمی شاہی کے رہتے تھے چہ چند
صاحب نے کئی چھپان سفارتیں اور بین وغیرہ لکھ کر دی تھیں اور وہ ان روزگار بھی ہوتا تھا
مگر ان کو آب و نور سننے کیا چھانکا ارادہ کرنا چاہتا بھی کیا تاکہ کبھی سے بہت آسان ہے
وہ ان بھی نہ گئے موقوف رکھا خلاصہ حضور عالم کے مامور متوسط دربار صاحب مکر ٹر غفلت کیا
چند صحبت میں بعض اسکے بواب گستاخی سے نام نہاں ہوئے بادشاہ تو پہلے سے ان سے کہتے تھے
وہ در صاحب کی صحبت ظاہر ہوئی۔

وزیر نیاں نمائندہ اور نواسے حضور عالم دار و نعدہ و بواختخانہ وزارت عمل انگریزی سے خائف ہو کر کہ
مبادا کسی طرح کی نالائقی یا عیب سے شہر میں گرفتار ہو جاؤں تو مفت میں دولت الامان حاصل
ہو گی حسب الحکم دستور نام اپنا نمونہ نالکی جان کر مع میر عنایت علی اپنے رفیق کے روانہ ہو گئے
کیا ڈاک میں گئے، ان کے جلسہ ازون سے پہنچ سکے کسی ملت میں دھوڑی گئے سمجھ کہ لکھنؤ سے
زیادہ وقت میں بدنامی حاصل ہو گی۔ پانچ ہزار روپے نذر سپریم بورڈ کر کے عزت بچائی چند روز
شہر کو دیکھ بھرا لے نالکی لیانت صاحب سے زیادہ تھی مگر اہل ملک کے کچھ بدنام ہو گیا۔

مواہبی خلیل الدین خان کی برس سے ٹال ہا اپنے قبیلہ کا کوری میں خانہ نشین تھے قلعہ سورت پہ
پنشن سرکار سے پاسے تھے سب اسباب بادشاہ حاضر حضور ہوئے ساری حقیقت حال ارشاد فرما
اور انہیں منہاں جن اپنے قریب رہنے کو حکم ہوا۔

احمد علی خان وکیل عدالت کا پور بواستہ اجاب خود اور سفیران دربار حاضر حضور عالم ہوئے ہزار
روپے پنشن کو لے انھوں نے اپنی مخیر سے منجز صاحب ناچو مرزا پور کو جا کہ عمدہ عیالہ سفارت
پر مامور کر رہا بعض دشمنہ دن نے عرض کیا کہ پہلے ایسے شخص غیر ناہنمان کیا جاوے کہ وہ بعد
دریانت حقیقت حال کے کس طریق سے اور کیونکر جاوے ہی مقدمات شاہی کی پیش کرنے کے بعد
استمان کے کیا مضائقہ کا پر وازان سرکار نے اونکا دوشہار روپیہ دربارہ مع اپنے قوت کے مخیر
کیا اور۔۔۔ ہی کا پور ہوئے انھوں نے منہاں اہم صاحب اپنی حقیقت حال اور بعض امور بر خلاف
مہرشنہ سرز ہوئے تھے بیان کیے صاحب نے ان کے سوالات پر کچھ اعتنا بھی نہ کیا اور وہاں عہدہ
سفارت سے من گھڑا کیا ایک ڈاکٹر کا پور بھی ان کے شہر کا ٹال ہوئے تھے منجز صاحب نے ازراہ ہمارا

چلے جاو چنانچہ صاحب کمرٹ نے جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا کہ غلام جبارانی نے مجھے ابتر بے امانت
کی غرض وہ بھی مایوس و ناکام رہ گئے پھر سرکار شاہی سے دعوتے نتھوا دیا۔

مولوی سیح الدین خان میرنشی مغرول نواب گورنر جنرل کو بسبب روالپٹھانہ میں مرزا وصی علی خان
کو حضور عالم نے طالب کیا سات سو کار ہائے تعمیر کیا دو ماہہ پہلے خراج ڈاک و دیگر روانہ کلمتہ کیا
اور وہ پھر اردو سپہ واسطے ضرورت کے بھی ملے اس واسطے کہ تم کو بھی کرایہ قابل گنجائش نشکر
و متعلقان شاہی جا کر لو اور حال کرایہ جہاز لندن دریافت کرو اور جو حسن رسائی تدبیر سے
مناجبات ملو اطلاع کرو اس واسطے کہ نسبت اور امتیاز کے دستور العمل سے وہاں کے واقف ہو
اور سابق بن عہدہ جلیلم پرموور ہے ہرنشی جب کلمتے پہنچے اپنے دوستان قدیم
اور محرم راہ سے اٹھا حال کیا باتفاق سبک بخویرہ ہوئی کہ تمہارا باخدا کلمتہ میں رہنا مناسب
نہیں پہلے سپہیم کونسل میں اپنی اطلاع کر رہ چنانچہ نشی نے پربوٹ سکرٹری کو بھیجی اپنے حال
کی کلمتہ لکھ بھیجی پھر اونکی ملاقات کو گئے صاحبان کونسل نے انکے جواب چٹھی میں تامل کیا اور جنرل
اوٹرم صاحب کو لکھا اور وہ تحریر نواب گورنر جنرل بطریق اعلام بادشاہ کو بھیجی حال مضمون یہ
تھا کہ تشریف آوری شاہ اوہ ہمت کلمتہ محض معارضہ اور مطالبہ بود کے واسطے ہے اور جیسا کہ
چاہیے عمل میں نہ آوے اور بعض جو باتے غالب ہے کہ ملاقات بھی نہو اور بادشاہ کے ساتھ
پانسو آدمی سے زیادہ نہوں اس واسطے کہ کثرت ملازمین سے احتمال تکلیف ملازمان عالی ہو گا بعد
ملاحظہ اس تحریر کے بادشاہ نے ٹیچر ارشاد نہ کیا اس واسطے کہ کوئی مخالفت نہ تھا۔

نشی نے جب اپنے جواب چٹھی میں تعویذ دیکھی پھر درخواست فارسی میں صاحبان کونسل سے
کی اوسمیں بعض امور جو غلام دستور چیف کسٹمر سے ہوئے تھے وہ بھی مندرجہ کے تھے اور بخیر کوٹھی
کرایہ اور حال جہاز و خانی کار سال دربار شاہی کیا۔

تو صاحب کسٹمر الہ آباد روانہ ولایت ہوئے انکے ساتھ مظفر حسین خان کنبوہ اپنا آقا اور محسن
سمجھ کر رہی تک گئے اونکا بگلمہ الہ آباد میں حضور عالم نے معرفت خان مذکور رعایت ملال لکھا
اس خیال سے کہ شاید ولایت میں ان سے بھی کوئی صورت ملے گی اس کے کہ وہ بنے کوٹھکے کا سہارا
بہت ہوتا ہے مظفر حسین خان وہاں سے رخصت ہو کر چلے ایک نصیحت کی کہ خبردار تم بادشاہ کی نواہی

اتفاق رائے جمہور واسطے سفر کلکتہ ولندن اور اوکلی بیرمبوری

غرض رائے باسوا اب جمہوریہ پٹھری کہ اس صورت میں کوئی چارہ نہیں نکال سکے کہ بادشاہ مع لواحقان اور متعلقان بنامس اور گھوڑے سے ضروری شاگرد پیشہ اور اہل خدمت سے روانہ کلکتہ ہوں پہلے ازراہ تمام حجت انما حال خواب گورنر جنرل بادشاہ سے فرمایا کہ جب وہ بھی سنسین اور اپنے حکم نام سے مجبور ہوں اس وقت تک انجیر دہلی لندن ہونا نہیں ہے ممکن نہیں کہ دشمن مدعا کر سی مراد سے مل سکے گو واسطے کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرز اور وزیر اسے سلطنت کمال انصاف سے پسین آئین گئے استبداد و عطیہ ان کے جوہر و بہت و نیکنامی دنیا سے کچھ دو زمین اور ازراہ جبر صریح راضی نامہ پر مہر کرنا صلاح و دولت نہیں بشرط استقلال اگر قیام رہے بس خیر خواہان و دولت دہانہ و انات موافق اپنے جوصلہ فہم و فراست کے شناسی اون لوگوں کے ہوئے جو سرشتہ مقدمات دستور العمل انگریزی سے واقف و ماہر و بیگانہ می رہے ہوں اسی وجہ سے ہمارا سوچ اور فائدہ بھی سرکار سے حاصل ہو چکا ہے و چاہا مثال اسکے بیان کیے جاتے ہیں۔

مستور عالم پہلے حاضر الوقت تاج الدین حسنینان اور احسان حسنینان کو مجبور کیا جو کسی محبت سے مسلمان لکھنؤ اور یورو و عنایات اور محل اعتماد اسکے تھے احسان حسنینان شرفیاب مارست ہوئے بادشاہ نے محبت نامہ غیر النیام انکو سنایا اور اوسمیں جو بہر حق ظہر مبارک میں تھے وہ بھی ارشاد کیے۔ خان نے اسے تسلیم کیے اور بعض مقدمات جو قابل گذارش تھے مشرفاً عرض اس عرصے میں حکیم ابوالحسن بیٹے مشاہیر اور ناموران بنگالہ مستور عالم کے نزدیک معتمد تھے وہ بھی میر میدان ہو کر ڈاک بین کلکتہ گئے بہت سے کاغذ کے گھوڑے دوڑائے کہ جب بین قدم پٹھرا ناکام چھڑے مرشد آباد کی سرکار میں چھڑے وہاں مر بھی گئے۔

بعد اسکے مولوی غلام جیلانی مشاہیر و کلاسے عدالت اگر وہ وغیرہ نیکو صاحب کمر مر غنم سے کچھ غارت سابق تھا و ماہم مناسب پر دفتر ہو کر کلکتہ گئے بروقت ملازمت نہا جب کورٹ عرض کیا میں معبر شاہ او وہ ہوں مجبور و سنے اس بات کے صاحب نے جبر جوابدہ کہ تم بے اطلاع ہمارے پاس غلام سر پرستہ چلے آئے ہیں تمہیں بخیاں غارت صاحبان بلایا تھا بلکہ میرے پاس سے

- ۱۱ تا دو سال بند و سبقت جبرئیلی نہائند۔
- ۱۲ بعد دو سال نام زمینداران مندرج کتاب شود۔
- ۱۳ آنچه مبالغ از عملہ وصول کرو و نحوہ سپاہ و اوہ شود۔
- ۱۴ جملہ عزیزان و اقربایان بادشاہ خارج المولن شوند۔
- ۱۵ از بادشاہ و لائصاحب ملاقات تخلصہ نشو و بارعام کرو۔
- ۱۶ نر از زمینداران و اسامیان وصول کنند۔
- ۱۷ خدائی چکلہ واران گرفتہ آید۔
- ۱۸ اگر از چکلہ واران نر وصول نشو و جایدا و چکلہ واریا نام کرو۔
- ۱۹ نر کار و سیر زمینداران جملہ ضبط کنند۔
- ۲۰ ہر انتظام کہ شود رفتہ رفتہ شود تا بلوہ نکر دو۔ آن احکام کا کچھ انجام کار معلوم نہا۔
 رتر عجبہ چچی صاحب چینی کشتہ بہادر بر سیمیل تار برقیہ)
- بادشاہ اوہ و اسٹہ استغاثہ کے اور ادا و چچی زاہداری و رسد وغیرہ کے درخواست سرکار
 کہنی انگریز بہادر سے چاہتے ہیں اس باب میں جو ارشاد ہو۔
 ر جواب صاحبان کلکتہ)
- شاہ اوہ کی خاطر داری اور مکرم ہم سب کو بجان و دل منظور ہے سو اسٹے چچی سرچ گورنر جنرل بہا
 بنام جمیع صاحبان و مشران کلکتہ ان محلدار کی کہنی بہادر کے جاری کی گئی کہ جب بادشاہ اوہ
 محلدار کی کہنی بہادر میں قدم رکھیں تو ہر ایک بمشتر اپنے عمل میں پیشوائی کرنے اور وٹا کی چھائی
 میں ۲۱ ضرب قوب سلامی سہون اور وٹا جو کوٹھی سے بہتر ہو شاہ اوہ کی استقامت کو
 مقرر ہو سبیل طرح جب کلکتہ کے قریب بھوپن گے تو گورنر جنرل بہادر مع جمیع صاحبان عالیشان
 کے پانچ کو س سے پیشوائی کر کے لاؤنگے ۲۱ ضرب سلامی کلکتہ خاص قلعہ شاہی میں ہوگی
 پس شاہ اوہ کو آگاہ کرو کہ مع جانوں شاہی تشریف لائیں ہم سب کی خوشی ہے۔ اسکا نتیجہ
 بھی برخلاف ہوا۔ یعنی کہ میں نہ قوب پیل نہ پیشوائی ہوئی۔

اور لڑک اب کہتے ہیں کہ محال ممالک محروسہ ایک کروڑ ۱۲ لاکھ خرچ ایک کروڑ ۲ لاکھ
پر حساب کیجئے سمجھ میں نہیں آتا۔

اشتہار

محکمہ چیت کشتہ بہادر ملک اودھ اسٹیشن نواب گورنر جنرل بہادر واقع ۲۳ فروری ۱۸۵۷ء
مطابق ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۷۵ھ
اکثر اشخاص باشندہ بیت اسالت لکھنؤ قطعات ارضی و باغات و گنج و اکمہ و بنخواہ وغیرہ علیا
واقع این شہر واسے جاہد و قلعہ سیر و بجات بصیغہ معافی از سرکار جناب بادشاہ اودھ یافتہ انداز
اسناد سیر و ملک پیش خود دہشتہ باشند لہذا اشتہار دودہ می شود کہ جملہ معافیہ داران اسناد
مذکورہ انداز رون پیداویک ماہ شہر تاریخ امروزہ بنابر ملاحظہ اینجا نب جاننے سازند و بعد افضلا
دست مذکورہ اگر کسی سند سے پیش خواهد آورد و دعوی او قابل سماعت و پذیرائی نخواهد بود فقط

تفصیل ات البست گانہ کہ از حضور نواب گورنر جنرل اس کے تعمیل و برپا کرے
حکم دودہ شد

- ۱۔ برائے مصارف بادشاہ باغ و لکس روپیہ مقرر شود۔
- ۲۔ بر نفویض نامہ از بادشاہ مہر کنائیدہ شود۔
- ۳۔ اگر بادشاہ نامہ کیفیت عرضدارندان اینجا حکم کن لعل خواهد آمد۔
- ۴۔ بارشاہ ہر عرصہ دو ماہ اسباب ضروریہ ہشتہ خواہند پرور۔
- ۵۔ بادشاہ در لکھنؤ و شاہ جہان آباد و ٹانند۔
- ۶۔ اگر قرب گوالیار خواہند یا ند بعد کیفیت حکم دہند۔
- ۷۔ در بنا یکہ کلکٹری باشند برائے بادشاہ اختیار است۔
- ۸۔ جملہ اضراب بیاہ شاہ نسبت کردو۔
- ۹۔ جملہ اہل امران شاہی تعمیر شوند اپنے میل و مصلحت شود خواہ سپاہ وادہ شود۔
- ۱۰۔ دوا بنخواہ بنائے مصلحت بادشاہ است یا سرکار یا سرکار نیست۔

نمبر	نام چکله	پرگنہ	جمع
۴	جیاسو	.	السہ حامیہ
۵	سون	.	لومبہ نامیہ
۶	گرگٹین	.	نامیہ
۷	سانر فیض آباد	.	سمیہ اماناویہ
۸	شاہ مو	.	موسیہ شاہ صر
۹	خاص پور باندہ	.	لومبہ نامیہ
۱۰	سمرتھ پور	.	سمیہ
۱۱	کھتولی	.	نامیہ
۱۲	چندوکی	.	نامیہ
۱۳	دوست پور	.	نامیہ
۱۴	ماماپور سینا	.	امالہ بیہ
۱۵	بودی بنکر	.	سمیہ نامیہ
۱۶	دلولی	.	لامیہ
۱۷	جمال پور	.	سامیہ
۱۸	تمھو پور خورا	.	السہ شاہ عکا
۱۹	جاٹ مو	.	لومبہ لالہ عیہ
۲۰	پٹی اکرام اشرف	.	نامیہ

اکثر واقفکار سرکار بلکہ وہ لوگ جو دفتر دیوانی و اصلبانی سے واقف ہیں اس جمع محاصل
ممالک محروسہ پر معترض ہیں یعنی آخر زمان نیابت نواب امین الدولہ تک ایک کروڑ ۲۲ لاکھ
زیر نقد داخل خزانہ ہوا اور محاصل و ذریعہ دیوان و عملہ دفتر دیوانی اور کچہری وزارت کے حقوق بذریعہ
اسکے سوا تھا اور چکله دار و نکاح محاصل اور راجہ تعلقداروں کی نکاحی اس کے اخراجات سے نکال کر

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۳	اولیسا	.	اما نلوسہ
۴	بونڈی	.	موتہ لالوسہ
۵	دھنر پور	.	ما لوسہ
۶	تلسی پور	.	لا لوسہ
۷	چرسن پور	.	موتہ لالوسہ
۸	جسام پور	.	موتہ لالوسہ
۹	دھنلوان	.	موتہ ما لالوسہ
۱۰	ایکونہ	.	لک موتہ ما لالوسہ
۱۱	کرل گنج	.	موتہ مار لوسہ
۱۲	اما	.	موتہ لا لوسہ
۱۳	خالصہ پور	.	موتہ ما لوسہ
۱۴	نور پور خٹہ پور	.	موتہ امام
۱۵	بیارو دھپہ	.	موتہ ما لالوسہ
۱۶	ہونر گنج	.	لک موتہ لالوسہ
۱۷	کوسرا کس	.	لک موتہ مار لوسہ
۱۸	سکا چندہ	.	دو لک موتہ ما لالوسہ
۱۹	بجکل	.	مالا لوسہ
قسم چہارم فیض آباد			
۱	دلتو بریلی	۹۰	جمع بیگنہ موتہ مار لوسہ
۲	سلون	۱۱	دو لک موتہ لالوسہ
۳	سلطان پور	۲۳	لک موتہ مار لوسہ

نمبر	نام چنگلہ	پرگنہ	جمع
۱۴	صفی پور وغیرہ	۴	دو لک سیسہ لکھ
۱۵	ڈونڈیہ کھیٹا	۶	لک سیسہ
۱۶	سرولی	۰	سیسہ لا دولہ
۱۷	بھونچ پور مراد پور	۰	سیسہ ما سیسہ
۱۸	فتحپور چراسی	۰	موسیہ ما لکھ
۱۹	پاھو کوریا	۰	سیسہ انا سیسہ
۲۰	فتحپور حصوا	۰	سیسہ ما سیسہ
۲۱	سمربھاڑ	۰	سیسہ ما سیسہ
۲۲	جگدیس پور	۰	لکھ ما سیسہ
۲۳	سنینڈی	۰	لکھ ما سیسہ
۲۴	سمربھی	۰	سیسہ ما سیسہ
۲۵	تولی	۰	سیسہ ما لکھ
۲۶	پٹی بلبہ	۰	ما لکھ
۲۷	ادبیا	۰	ما لکھ
۲۸	محی الدین پور	۰	لکھ ما لکھ
۲۹	جلی	۰	لکھ ما لکھ
۳۰	نتری	۰	سیسہ ما سیسہ
۳۱	بکس	۰	لکھ انا سیسہ
قسمت سوم ہراج مقام صدر			
۱	گوٹھ بہراج	۰	لکھ لک سیسہ لکھ
۲	بہراج	۰	لک لکھ ما سیسہ

نمبر	نام چک	نام پرگنہ	جمع
۳۱	نادرین سائوادی	+	عسے ماسے
۳۲	راجہ پاره	+	صمے سالوے
۳۳	پراسن	+	ماسے
۳۴	بانگر نگر ام وغیرہ	+	دو لک لاسے لاسے
۳۵	اتوا پروا	+	لاسے لاسے
۳۶	نصف سری نگر	+	مسے ماسے

قسمت دوم شہر لکھنؤ خاص

۱	چندر گڑھ	۶	دو لک لاسے ماسے
۲	سید پور	۳	ایک لک مسے ماسے
۳	پتھیر پروا	۶	سے لک مسے ماسے
۴	دیریا باور دلی	۱۰	سے لک مسے ماسے
۵	دیوا وغیرہ	۵	لکے لکے
۶	بدوسراے	۱	لکے ماسے
۷	رسول آباد	۲	دو لک لکے لکے
۸	دیہات لکھنؤ	+	لک لکے لکے
۹	گورہ سائے گنج	۳	لک لکے لکے
۱۰	برول باغ وغیرہ	+	لکے لکے
۱۱	رام نگر دہلی	+	لک لکے لکے
۱۲	سلیم پور بن خور علی	+	سے لکے لکے
۱۳	بردولی	۱۲	لکے لکے

نمبر	نام چٹکلہ	نام برگشتہ	جمع
۹	ویو پنبہ	+	مکتبہ انجالیہ
۱۰	سانڈمی پالی	+	دوکت لالہ سار
۱۱	بہروا وغیرہ	+	سمتہ جامعہ
۱۲	دوہرہ	+	مکتبہ انجالیہ
۱۳	سرمی نگر ویل	+	مکتبہ سار
۱۴	کر واکھیر	+	مکتبہ سار
۱۵	نربت سنگھ	+	لہ عبتہ سالہ
۱۶	چکھورہ	+	مکتبہ سار
۱۷	للوری	+	انجالیہ
۱۸	علی مراتب گڈہ	+	مکتبہ
۱۹	بھوانی پرشاو	+	لالہ
۲۰	امیر علی ادسی بجا	+	انجالیہ
۲۱	پور پنجد بدوہ	+	الہ لالہ
۲۲	کھیر گڈہ کچن پور	+	مکتبہ لالہ
۲۳	مترعیہ	+	الہ نام لالہ
۲۴	رسول پور	+	الہ سار
۲۵	بودھی وغیرہ	+	انجالیہ سالہ
۲۶	شاہ پور	+	سمتہ سار
۲۷	متولی	+	مکتبہ جامعہ
۲۸	محمد پور سیکر	+	مکتبہ
۲۹	اکاوان	-	انجالیہ جامعہ

نواب گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ ورنہ امر و زور ایشان فرستاد ہی شود باید کہ مضامین
مندیہ آنرا مگوش اذعان جادادہ و ہمیدہ زود بر طبق تحریر کار بند شوند و در علانیات خود
ساختہ کیفیت تمیل حکم معطلی با تشریح زبان ارسال نمایند فقط۔

الحکم نامہ دستخطی حیف کشتر بہادر

بنام کلی انسہان نوح ملازم سہ کار جناب بادشاہ اودہ
فردا وقت نواخت و تہ گھنٹہ روز و خصوصاً نوح نوکر سرکار بادشاہی جلسہ کمیٹی مگوش
لغبت سمن معاحب بہادر قرار یافتہ انداز قیاسیگر و کہ ایشان پیشتر از وقت مذکور آنجن
حاضر شوند و یا از وہنیت راسے بخشی و مہی دہر ناب و نوعی مجوز شورشس فرخاش نگر وید
سہر نوح مطمئن و متامل بودہ بدانند کہ ہر قدر کہ زرتخواہ و حاجی بعد مجراے وصول متحقق خواہد
از سرکار و ولندار کمیٹی انگریز بہادر خواہند یافت و مہر و جان نثار قابل کار سچال قدیم المنان
کہ پہل و چہاد سال جاگری بودہ باشند بعللایے پیشن سر فراز خواہند شد فقط از فردا روز

نقل پنج تحصیل علاقہ قجرات گذرانیدہ ہمارا جہاں بکشرن بحضور حیف کشتر بہادر

نمبر	مقام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۱	بارہی سہوان	۱۱	دو ٹک لائے مائے
۲	سندیہ مانگرسو	۱۱	دو ٹک لائے مائے
۳	شاہ آباد	۱۱	دو ٹک لائے مائے
۴	محمدی	۱۲	دو ٹک لائے مائے
۵	خیر آباد	۲۲	دو ٹک لائے مائے
۶	سرون برکوان	۱۱	دو ٹک لائے مائے
۷	راہپور کلان	۱۱	دو ٹک لائے مائے
۸	محمد و آباد	۱۱	دو ٹک لائے مائے

عدالت فوجداری - آرکپتان ویسٹن صاحب
 دو اب و قوشخانہ - آر میجر نینگ صاحب -
 جوڈیشل کمشنر عدالت دیوانی - ام سی امانی صاحب -

حکمنامہ مہر کچہری خاص سلطان عالم

باسمہ ہندو کسین خان بہادر تحصیلدار سلون وغیرہ و نعلقداران و مالکداران و زمینداران
 و افسران فوج و تیمارنہ داران و صیغہ داران و سائر رعایا سے قلم و سرکار ابد اقتدار و درویش
 حسب کلم سرکار کہ پنی انگریز بہادر کار گزاران سرکار موصوفہ برای انتظام قلم و اوہ نامور
 شدہ دخل خود خواہند کرد و انداز باید کہ پیش امانی ان سرکار رجوع آورہ و بہ فہمیل احکام شریفہ
 زر مالکداری و اطاعت رعیت گیری پروازند ز ہمارے ملک و انحراف نشوند و اباب
 فوج را می باید کہ نوعی و دیگر و نگہ و فساد نہایند و اباب تدارک مالی آن سرکار را ہر گونہ
 اختیار است و ہنگامی کہ مابعد دولت و اقبال ہر اس کے ظہار حال خود و معمول دولت ملازمت
 بسامی خدمت کثیر الافاضت اریکہ آری سلطنت و حشمت و رونق بخش سر شوکت و عظمت نواب
 مستطاب علی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر و غلہ اللہ ملکہ و گدازش حال سمجھو را ہر روز
 جناب فلک قباب ہلال ارکباب کیوان بارگاہ خلافت پناہ سلطانیہ عالم و عالمیان ملکہ رفیع الدجہ
 انگلستان الازالت شہسوس سلطنتہا طالعہ و شوارق دولتہا سامعہ روانہ وار الحکومت کلکتہ
 و ولایت شہسویم ز ہمارا ارادہ ہمزای نہازند - ۲۰ - جمادی الثانی ۱۲۳۳ ہجری - مطابق
 سنہ ۱۸۱۷ -

حکمنامہ مہر خاص سلطان عالم

بنام افسران فوج و فہمائی و کلکی محالات سلون و نامک پور بہار سے باید کہ آئنا بکار خود مستعد
 باشند و نوعی فتنہ و فساد نہازند و کہ امی بے انتظامی شدن نیاید و نخواہ آئنا بعد خبر اسے
 وصول از سرکار کہ پنی انگریز بہادر رعایت خواہد شد احد سے از مقام جہنم نہازند
 ۲۰ - جمادی الاول ۱۲۳۳ ہجری سنہ ۱۸۱۷ -
 نقل حکمنامہ قطعات شہنشاہ حسب کلم جناب مستطاب علی القاب نواب اشرف الامرا

دوہی کشتہ

۲ فارلبس صاحب -

۳ کپتان بنیری صاحب

۴ بائیلو صاحب -

۵ بنسن صاحب -

۶ کبیات صاحب -

۷ لفٹنٹ کلارک صاحب

۸ کرنل گولڈنی صاحب

۹ ونس صاحب -

۱۰ کپتان الگزینڈر آر صاحب

۱۱ کپتان برڈ صاحب -

۱۲ لفٹنٹ ریڈ صاحب -

۱۳ تحارن بل صاحب -

۱۴ گرانٹ صاحب -

۱۵ لفٹنٹ ایک صاحب

۱۶ اشرف صاحب -

۱۷ تحارن برن صاحب مخم

فیض آباد -

چیف کشتہ لکھنؤ خاص -

۱۸ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

۱۹ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

۲۰ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

۲۱ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

۲۲ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

ایسٹ کشتہ

قسمت چارم - فیض آباد کشتہ وغیرہ
دوہی کشتہ

ایسٹ کشتہ

۱۸ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

۱۹ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

۲۰ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

۲۱ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

۲۲ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

۲۳ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

۲۴ ایڈمرل سرجن اورٹم صاحب دہلی بی چیف کشتہ

تفصیل حکام صاحبان عالیشان ممالک محروسہ وودہ

قسمت اول - کشتہ سپرٹنڈنٹ خیر آباد و محمدی - ۱	جی آن کریشن صاحب
ڈپٹی کشتہ درجہ اول -	۲
	تھارن ہیل صاحب
	۳
	کپتان مارٹن ارنسٹ صاحب
	۴
	کپتان آر صاحب
	۵
	پگون صاحب
	۶
	لفٹنٹ بلاک صاحب
	۷
	لارنس صاحب
	۸
	ویشیٹ صاحب
	۹
	نشر صاحب
قسمت دوم لکھنؤ - کشتہ سپرٹنڈنٹ -	۱
ڈپٹی کشتہ -	۲
	سمسن صاحب
	۳
	اموٹر صاحب
	۴
	پالک صاحب
	۵
	کیپر صاحب
	۶
	لفٹنٹ بلاک صاحب
	۷
	جگپیر صاحب
	۸
	لفٹنٹ اندرسن صاحب
	۹
	سو پٹن صاحب
	۱۰
	کپتان کارنگ صاحب
	۱۱
	کپتان وین صاحب
	پولیس جنرل
قسمت سوم بھراج کشتہ سپرٹنڈنٹ -	۱
	ونگٹیل صاحب

نفاذ کرین جبکی رہنمائی کے واسطے سپاہیں بریں کے عرصے سے دست اندازی کا وعدہ کیا تھا اور تمام وکال نظم و نسق و بندوبست ممالک او وہ ہندو کے واسطے اپنے اختیار میں کر لیوں۔ ان دونوں صورتوں میں سرحد کمپنی انگریز بہادر نے بلا تامل دوسری صورت کو اختیار کیا ہے لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ آج کے دن سے نظم و نسق ممالک او وہ بلا شرکت غیر سے دوام و سند نام بنیض اختیار کمپنی انگریز بہادر کیا ہے سب عاملان ظلم و چالاکہ دار و جملہ نوکرانہ دار و راجہ بیکرانہ جو مالی و ملکی و چہرہ و انانی و فوجی و دہب سپاہیانہ دار بار اور جملہ ساکنان او وہ کو لازم ہے کہ آئندہ کمپنی انگریز بہادر اہلکاروں کی اطاعت و فرمانبرداری رکھی کرتے رہیں اگر کوئی اہلکار و راجہ دیا جاگیر دار و یار بندار و یا کوئی دوسرا شخص ایسی اطاعت و فرمانبرداری سے غماض کرے اگر کوئی مالگنداری دینے میں غدر کرے یا اور کوئی طرح سے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی حکومت میں تعرض و مزاحمت یا بوجہ دے تو شخص مذکورہ مفسد گناہ کیا اور عید بھی کیا جائیگا اور جاگیر یا آراضی اور سکھ نہ بڑے سرکار کی جائیگی اور اذن لوگوں کی جو جو گناہ یا غدر تا بعد اسی سرکار کمپنی انگریز بہادر کی قبول کرے گی کہ عامل ہوں یا مالکیان دار بار یا جاگیر دار یا یار بندار یا سکنا سے او وہ سب کو وعدہ کیا جاتا ہے کہ وہ حفاظت و لحاظ و انتظام مالکیان کمپنی انگریز بہادر پانچویں گئے یا پانچویں گئے زمین تعداد مالگنداری از رو سے انصاف و بندوبست و اچھی کے عمل میں آویگا و تندرست و تندرست آبادانی اور آباد ہونگی ملک او وہ کے بعد و بعد برابر ہونی چاہیگی پھر کسی کو بلا طرہ داری احد عدل گستری ہونی چاہیگی جان و مال کی حفاظت کی جائیگی اور ہر ایک شخص اپنے حقوق و آزادی پر بلا اندیشہ و با دست اندازی کسی کے قابض و مفسد نہ ہوگا فقط محرمہ شب بارہم جمادی الثانی ۱۱۸۱ ہجری۔

جواب اس آیت تمہارے ہمارے اہل اخبار ملک کے فاکرہ۔ ولی وغیرہ نے انگریزی فارسی
اردو میں متواتر چھاپے اور سب کی نظر سے گزر چکے ہیں۔ بس اتنا ہی لکھنا کافی ہے۔
اور ملکیت عزیز خیر و ان مانند



اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر اور زیادہ متحمل ان برائیوں اور خرابیوں کی نہیں ہو سکتی
 جنکا سبب تعلق کرنے سرکار کے عہد نامہ مذکور کی رو سے مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور سرکار وہ
 خبر گیری والیان ملک اودہ کے جسکے باعث صرف وہ اقتدار کہ بیچ خرابیوں مذکور کا ہے بحال
 و برقرار رہیں رکھ سکتے۔ پچاس برس کی تحریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہد نامہ تسلیم غریب رخاہ و
 خیریت نہ سکتا ہے اودہ کے نہیں ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ حفاظت، سکانت، ملک اودہ کی اس
 قدر عظیم ہے جو کہ مدت سے لاحق ہے کسی صورت سے ممکن الوجود غرض نہیں ہے پھر جسکے کہ نظام
 کلی ملک اودہ مستدام سرکار کہی انگریز بہادر کو مقروض ہووے اس غرض سے حسب الحکم خاص
 و اشترکے آئینہ کو رٹا اوقت بڑھ کر کس کے یہ بات ٹھہری کہ عہد نامہ تسلیم امین کہ اس سے
 ہر ایک والی اودہ نے انحراف و تجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمام ناجائز و ساقط ہے چنانچہ
 واجد علی شاہ یا شاہ اودہ کو واسطے انقضاء ایک عہد نامہ جدید کے نصیحت کی گئی کہ جسکی رو سے
 و دام و مستدام نظم و نسق ملک اودہ کا بلا اشترک غیر سرکار انگریز بہادر کو مقروض کیا جاوے و سر
 ضروری واسطے بحالی و برقرار رکھنے منزلت و دولت و توقیر شاہ و اقربا کے اونکے کے طور پر ان
 معہد شاہ موصوف نے ایسے عہد نامہ دو شانہ کے انقضاء سے انکار کیا۔

از انجا کہ شاہ اودہ واجد علی شاہ اشغال جلد والیان پیشین ملک اودہ کے اس بیانیہ استوار عہد نامہ
 تسلیم کی تعمیل میں شکر باہل انکار یا غافل ہو چکی رو سے اصرار ایسے بندوبست کا اپنے مالک
 میں کہ موجب رخاہ و خیریت رعایا کے ہو لازم گردانا گیا از انجا کہ عہد نامہ جب سے یونہی انحراف
 ہوا ناجائز و ساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انقضاء عہد نامہ سے جو بجائے عہد نامہ سابق
 ملحق تھا منکر ہوا اور چونکہ شرائط عہد نامہ سابق جبکہ بحال تھے بہ نسبت مدخلت االیان کمپنی
 انگریز بہادر ملک اودہ میں نافع ہیں اور بدرون ایسی مدخلت کے اجراء سے سرشتہ بندوبست
 شائستہ اس ملک میں ممکن نہیں ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح ہو چکا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز
 بہادر کو سوائے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہیں باقی ملک اودہ کی رعایا کو ترک کریں اور انکے
 ماتھے پاؤں باندھ کے معرض نظم و قعد می بین ڈال دیں جو کہ ظاہر اس سرکار کمپنی انگریز بہادر کے منظر
 نصیحت عہد نامہ مذکور مدت تک روار کھے با سرکار موصوف اپنے اقتدار عظیم کو کین اولن لوگوں کے

بحالی رعایا سے ملک اودہ کے اوس قعدی عظیم و پریشانی سے جو عام حال رہا باکے علی الاصل
 رہی بکمال کوشش و توجہ و سہ بہت برس گذرے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم فنک سے بظاہر اس کے
 کہ جو تہ و جہد واسطے بہتری احوال رعایا سے ملک اودہ پیشتر ملو زمین آیا تھا اس کے فراغت بالقرض
 ہو جب سرحد تہ و جہد لکھنؤ میں اطلاع دی کہ ضرورتاً تمام و کمال انتظام ممالک اودہ کو
 باہتمام اہلکاران سرکار کہ اپنی انگریز بہادر کے داخل کرنا پڑ گیا چنانچہ جو کمالات تنبیہ لارڈ ولیم فنک
 کی جانب سے ملو زمین آئے اس کو ۱۰ برس کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ہسٹرنگ بمبار نے بذات خود
 احادہ کیا اس زمانے میں وال ملک اودہ کو بڑے ہمسار کے ساتھ سمجھا گیا کہ آئندہ ایسا ہی
 واقعہ وقوع میں آوے یہ بات تمام عالم پر روشن ہو گئی کہ بطور دور ستانہ بروقت مناسب تنبیہ
 و لکھی دی گئی مگر بسبب ضروری و نالائق و پائسل انگاری و زرا و بادشاہان اودہ کے وفاق
 و دستانہ سرکار کہ اپنی انگریز بہادر کا رانگان ہو اپس برس کے عرصے سے زیادہ تک جو مصلح
 بضرورت چشم نمائی اسے غضبناک تنبیہات و اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع میں
 آئے نہیں تھے کوئی بھی اصلاح پذیر نہ ہوئی اور رعایا سے ملک اودہ بچا رہی مایوس عہد نامہ کی
 اصل بنیاد پر عمل نہ آئے۔ شاہ اودہ کے وکھ کی تعمیل نہوے بسبب نالائق و خیانت و قعدی ضائع
 و بربادی ہونی سے نقطہ بہت نام ملک میں مشہور ہے کہ شاہ اودہ مثل اکثر اہلیان پیشین
 ممالک مذکور کے اس نام کے حکمران کے انتظام میں کامیابی حاصل نہیں کرتے ہیں۔ تمام
 ملک اودہ اختیار حکومت مجرب آیا و مقرران کیں یا انتظام جابر و خائن کو جو کارگذاری میں
 و درجہ اعتبار سے مانتھن نفرتیں بناسے افسلان انگذاری اپنے عافیات میں سرخوردی
 کے ساتھ حکمرانی کر کے رعایا سے بالعمان تہد خائن یا مال کے چیرا گروسی چینیہ تک موافقہ کرتے
 ہیں اکثر احوال شاہ اودہ نے ضابطہ و ربط بسبب بد اعمالی خجشیان فوج مشاہر سے محروم ہیں۔
 اور اپنی محنت کو واسطے دیات کو گویا لوشہ کے بجائے بہانہ کہ میں ملک کی حفاظت کو واسطے
 وہی متعین ہیں اور ہر وہی جابر اور نہ ہوتے ہیں اعمال کے غول ڈاکوؤں کے مافیات کو مٹا
 کرتے ہیں آئین و اصل کلام و نشان نہیں تہ تبہ یا باندہ کرنا جتنی اور غور زہری ساندن آہستہ
 اندک کسی تہہ یا تہہ جہد بھی تو کثرت جان و مال کی مطلق نہیں ہے نقطہ

اشہار گورنمنٹ

واسطے ساکنان ملک اودہ بموجب حکم مذکورگان نواب مستطاب مٹلی القاب نواب گورنر
جنرل بہادر و ام اقبالہ کے جاری ہوا واقع ہفتہ فروری ۱۸۵۷ء مطابق ۶ جمادی الاول ۱۲۷۵ھ
بموجب اس عہد نامہ کے جو رشتہ بدوستی میں نوکدہ ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کے ساتھ
بقیہ ملک اودہ کے ایسے سرشتہ بدوست کے جاری کرنیکل معرفت اپنے اہلکاروں کے جملہ
معاذ ان ورونی و بیرونی سے اپنے ذمے قبول کر کے اور والی اودہ خود و مہ دار ہوا کہ اسکے عہد
سے رفہاء خلافت و حفاظت جان و مال ساکنان ملک اودہ کی حاصل ہوئی چنانچہ مہ دار واری اس
عہد نامہ کی رو سے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عائد ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے
سے تعمیل اس کی وعدہ و وفا کی ساتھ علی الاتصال تمام و کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار
درمیان عرصہ مذکور کے جنگ و جدال میں متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودہ کی زمین پر کوئی
دشمن بیرونی قدم نہ دھرے پابا اور کسی طرح کا فساد و عظیم سخت اودہ کی پابنداری میں خلل انداز نہیں
ہوا افواج سرکاری ہموارہ شاہ اودہ کے قریب و حضوری میں حاضر رہی اور جب کبھی نسبت
اقتدار بادشاہ کے ناحق کہنے و کھلی و کھلائی نو افواج مذکورہ کی اعانت دینے میں ہرگز دریغ
نہیں ہوا باوجود اس معاندہ عظیم و متواتر عہد نامہ کے جملہ والیان ملک اودہ کی جانب سے ہرگز
اسکے علی الاتصال بالکلیہ متقابل و تغافل ہوتا چلا آیا اور جو عیش و اسطے اجر اسے ایسے سرشتہ
بدوست کے طور میں آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان و مال رعایا سے دستا سے ملک اودہ بموجب
رفہاء کے ہونے تاہم وہ گویا ویدہ و دانستہ بطور اپنے رویہ کے اس سے انحراف کرتے رہے۔
بسبب انحراف اس عیش و تغافل کے لیکن تھا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اسکے کہیں پہلے عہد نامہ
مذکور کو ناجائز و ناجی اور بد نسبت خبر گیری والیان ملک اودہ کے اہلکار کرنی معاندانہ حال سرکار
کمپنی انگریز بہادر کو جہاں ایسے امورات کے جو محل اختیار و اقتدار ایک دو مان عالیشان کے
ہوئے تھا انہذا و انھوں نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکامات خلاف عدل انصاف کے ہوں
مگر ہموارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی و دو اور پر قائم رہی تاہم کمپنی انگریز بہادر نے اس

جواباً پھر دن کو بے اسلحہ دیکھتے تعجب ہوئے مصلح السلطان سے پوچھا عرض کیا بادشاہ نے آمد
مومن مسکرا دے نزع خدمتہ صاحبان ملازمین اور رعایا کے شہر سے ممانعت ہتھیار باندھنے کی
فرمائی ہے اور توہین بھی اسلحہ چرخ سے گروادی ہیں۔

روز پنجشنبہ ۷۔ فروری اولیٰ صبح سے ایک ملاطم عظیم شہر میں برپا ہوا اور کوہ و بازار میں
رعایا سنا دی دم سورا سرفیل کی منتظر رہی کو تو ال شہر بھی کوٹھی ریز پڑی میں اسی سنا دی کو
حاضر تھا لیکن سنا دی موقوف رہی رعایا کے شہر خاص بازار سے سبلی گار د تک جمع تھی۔

اس عرصے میں حسب الحکم قضا بشیر بادشاہ حسب الطلب ریز پڑٹ پہلے حضور عالم اپنی تہجیل سواری
سے داخل ریز پڑی ہوئے اور بعد ملاقات صاحب چھ آئے اسکے بعد مہاراجہ بالکرتن مشرف الدہ
خام رضا خان نصرت الدہ و اید باقر صاحب عدالت مرزا علی رضا کو تو ال شہر میزا و حسین متهم
دو خدا و اہل خدمت مثل بندہ علیخان دیانت الدہ و حسن الدہ و علی بیگ طالب علی غیر
حاضر ہوئے ہر ایک حاضر ہو کر صاحب سے اپنی خدمت کو عرض کرنا تھا چیت کشن ہر ایک کو جہر حقا
کے سپرد کرتے تھے باقی درجہ دوم کے اہلکاروں کو حکم ہوا تم ہر ایک کلام اپنے متعلق سے ہوشیار
رہو خلاف حکم سرکار نہ کرنا و گرنہ نارسا محض ہو گے۔ بعد اسکے یہ سب رخصت ہوئے۔

دفعہ جمعہ کپتان و مشر صاحب کو تو ال جو پترہ چوک میں آئے اجلاس کیا علیہ کو تو ال نے مومن
طریق ہندوستانی نذرین دکھائیں ہر ایک کو انصرام و اہتمام کار سرکار کی تاکید کی اور بارہ دی
نور تہجیل حضور عالم واقع چوک میں کبھری مقرر ہوئی اوس ایک کپنی ٹانگہ بھی معین ہوئی مرزا علی رضا
کو تو ال شہر نے بمقتضائے شرافت اور محبت سپاہ گری اور مدت قدامت نمک نوری سرکار اور
انقلاب رنگ زمانہ یکجہ کرچا پاکہ اپنے عہدے سے استوفی ہو جائیں لیکن چیت کشن نے کمال
قدر دانی انکا استدعا قبول نہ کیا بلکہ دوسور و پیہر منافیہ تنخواہ کیے اور شہر کی کسافت اور کرنکو
حکم دیا اور ۲۰ محاسن ۹ کمان ان شہر میں تھے دو ہزار سپاہی قدیم و جدید تھے حکم دیا سب شام
سپاہی طیارہ باکرین اور شہر صبح و شام ہر زمانہ پر کیا کریں۔

نقل شہر سرکار جو ہر زمانہ پر لگائی گئی اوسے بھی ایضاً ضرورت جہت الناکہ بن کے داخل
کتاب کیا۔

فکر و نگاہ کہ یہ آبر و ریزی خاندان سلطنت کی میری جہت سے ہو بعد چند دقیقہ کے جب کچھ
افانہ ہوا رزیدنٹ نے ازراہ و بجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ نجد اہار اقلاب بھی تحمل نہیں ہو سکتا
کہ آپ کو ایسے صدمہ روحانی میں دیکھیں جب نواب گورنر جنرل نے یہ احکام ارشاد فرمائے
تھے میرے قلب کا بھی عجب حال ہوا تھا بہر حال یہ راضی نامہ انگریزی و فارسی مضمون واحد
حاضر ہے برضا و رغبت اس پر نہ فرمائیے کہ میں نے تفویض ممالک محروسہ میرا کہنی انگریز ہا
گو کیا اور شاہرہ مجوزہ لطیف خاطر بلا اکرار قبول کیا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر نسبت
بد عملی و بے انتظامی اور عدم زرخیز ہے تفویض ملک مضائقہ نہیں و اگر نہ ازراہ جبر و قندی
نہیں ہو سکتا اس کے بعد رزیدنٹ نے کہا کہ سات مکان وسیع مثل شاہ منزل مبارک منزل
خورشید منزل سکندر باغ بادشاہ باغ قیصر باغ رمنہ کوٹھی و کشادہ اسٹے سیر و انصریح قبضہ
اختیار آپ میں رہیں گے باقی مجموعہ املاک قدیم و جدید چارے اختیار میں رہو گی جنہیں حالت
بجہری قیام حکام ہو گا اور مقدمہ خون املاک شاہی ہماری تجویز سے ہو گا۔ آج سے
نہن دن تک آپ کو اختیار ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب
شافی دیا صاحب ساکت ہوئے اور یہی نامہ جو بواسطہ دستور معطل ملا تھا اود سے دیا بادشاہ نے
فرمایا کہ میری مہر درست ہے لیکن جب میں نے برضا مندی مہر کی ہو تو پھر میرے انکار کا کیا
سبب اور جب آپ خود ہر امر جزئی کو بالائے نامہ کہنے میں پس ایسے امر عظیم کو مجھے کیوں نہ پوچھا
اور یہ نہلت میں دن کی کیا ضرورت ہے آپ کو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا کہ اگر مجھ کو
ہماری رضامندی کے کیجیے گا ہم وہ امر کرینگے جو باعث مزید مسرت اور سبب اشتغال و تباہی
سلطنت و دوا ہو گا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے شاید قیام کہہ میں و شواہد ہو جائے بلکہ نفی
میں سکونت ہو جانا بعالیہ نے ارشاد کیا جو خرابی اس گھر کی تمھاری بدولت ہونی تھی ہو چکی اس
بدرت اور کیا ہو گا اب قیام اس شہر اور دوسرے کیا اور جو چاہو وہ نون برابر میں اس سے زیادہ
ہماری آبر و ریزی کیا ہوگی اور جہر صریح اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ میں نے کہ شاید جرنل سہا
اس کیفیت خاص سے واقف نہ تھے اور نہ جواب و سوال بان اردو سمجھے بظاہر سبب خوش چہر سے
سے ظاہر ہوتا تھا بعد اسکے نصرت ہوئے جب در دولت پر پھونکنے کا روئے دستی سلامی کی اور

مازمین شاہی کو حکم قطعی پہنچے کہ کوئی شخص تیار نہ باندھے اور توہین جہان جہان ہین چہرے
 سے گراو بجائیں اور در دولت کے سپاہی گارواں ہوسے کے اپنے اپنے تہتیار گودام میں داخل
 کر دین سب سے پہلے قطع ہو بدستی سے پہرہ دین یہ اہل مرغلہ مرحلہ نفع غدشہ صاحبان مدوح ہوا
 جس خیال سے نظریہ اختیار دو کتب انگریزی داخل شہر ہوئے اس عرصے میں فوج انگریزی بنیان
 گورہ رحمت سوا در سالہ زکسواران ہندوستانی و گورہ کو پچھانہ اسپسی ۱۲۔ مغرب تو پچھانہ بھگوان
 ۱۲۔ انگریز دو کتب قریب کر پاسے نال کٹھن میدان مقابل عالم باغ مغرب ختام تھے
 کچھ تھی تھی کہ عہدہ دور دراز سے قبل پارچ کرتے آئے ہین جانتے تھے کہ اگر کوہت عمارت آبگی
 بین ساعت تک لوٹ سارے شہر کی ہین مات ہونے کا حکم ہوا ہے کہ جو کتب کین ہمارے
 چار پانچ مہینے کے سفر راہ کا ہو گا اور انسران فوج لینے جہاں قیصر باغ کو قیصر گد جو جانتے
 تھے و گرنہ اس قدر فوج کا لانا نفل عبث تھا مگر اندازہ قدم با محفظہ اور کچھ نگرشہ نہونا جہان فوج
 شاہی سوائے کثرت رعایا کے کچھ اس ہزار سے کم نہ تھی سوائے مردم سپاہ زبیدار و نفعداران راجہ
 مالک محمد و سہ اکثر لوگ شہر کے جو فوج دیکھنے جانتے تھے انسران اہل اسلام اپنا راز نہانی
 حمیت اسلام بیان کرتے تھے کہ ہین نقین تھاکہ لکھنؤ بے لڑائی ہاتھ نہ آئے گا اور ہم سب وقت
 کا نذر شریک ہو جائیں گے کس واسطے کہ لکھنؤ پورا ہندوستان ہے اسکے بچنے سے سارے
 ہندوستان میں اندھیرا ہو جائے گا مگر انسوس ہے کہ بہانہ سب کے نامردی کی اور اہلکاروں نے
 بڑی ہنگامی کی۔

روز دوشنبہ ۴۔ فروری کو ریزیدنٹ و کپتان ہینر جرنل دیلا صاحب کمان انسر فوج بالفاظ
 بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ خواب گورنر جنرل کا چند عداوت کا بہت توہین سے لکھا ہوا تھا
 اور تفصیل مقدمات ماضیہ ابتدا سے سند نشینی جنت آرمیہ سے تا اس عہد دولت تھی اور ہر امر
 بڑی و تکی میں عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ و باب غفلت اور عدم توہین بادشاہ مندرت
 تھے جو سر اسرافات شان و قرب منزلت اور مہارے دولت و سلطنت تھے بادشاہ نے اسے جبکہ
 بے اعتبار ایک آہ دل پرورد سے کہیں کر۔ سہ مبارک جناب کیر یا سکے کہ فرما با خدا و خداوند
 مال ہے کہ یہ مجھ پر نفا اور بھروسہ چہین اور خیالہ انتظام سے میرا کمر بھجے چہنا جانا ہے میں کسب گارا

اور یہ قصور نہ فرمائیے کہ بے اجازت صاحبان کو رٹ آف ڈنر کھڑیں اور بے اجازت حکیم مزایہ
ملکہ معظمہ الیسا اعظم از خود کیا ہے اگر وزیر اسے سلطنت آپ کو اجازت ولایت جاسے کی دین
اور وقت تجویز تفسیح کئی البتہ تقویض ملک کا مزایہ ملکہ معظمہ کو اختیار ہے پھر جہاں بجا لیتے کرتا
کیا کہ اگر آپ واجد علیشاہ سے ناراض ہیں میرے دوسرے بیٹے جنرل سکندر شمس کو وراثت
سلطنت کیجیے یا میرزا ولیعہد کو اور اگر اسے امور سلطنت موافق تجویز اور دستور عمل سرکار الیسا
سرکار سے عمل میں آئے یہ انتہائے کلام جہاں بجا لیتے تھا۔

نواب مخدوم عظمیٰ نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفیٰ علیخان جنت مکان کے بیٹے کو
بٹھائے اگرچہ ہماری غیر جہت ہے کہا او کی منصوبی سے ہمیں کیا فائدہ فرمایا اس نظر سے کہ نام
سلطنت باقی رہے اور یہ بدنامی ہمارے نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب غصہ ہوئے
اگر سرکار کو قید لیا مت ہوتی تو البتہ کچھ نہ کچھ ہو جانا اور جب لینا ہی منظور ہوا پھر فیائدہ
بمجر و شہرت ہونے اس خیر و حشت ان کے محلات معطلے اور تمام شہر میں گھر گھر عجب ہیم بپا ہوا
کہ حال شب عاشورا اور روز عاشورا ہر ایک کے نالہ فریاد سے ظاہر تھا اور ایک حشت و دیرانی ہو
دیوار سے برس ہی ٹھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سب کو اپنی فلاح اور رفاد کے حسب طرح ادنیٰ متصل اور
لازم سرکار شاہی سے ہو جاتے تھے اوس سے قطع امید و پاس کٹی ہو گئی تھی یہ منشا زیادہ غلط
و غلط ار کا ہر قلب بہن پیدا ہو گیا تھا میں دن تک کہنے کچھ نہ کھا یا خصوصاً جنرل صاحب کا
جو حال رہا بیان سے باہر ہے۔

غلامہ اب پھر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونک کر موافق اپنی رسائی فہم و فکر کے یادہ لوگ
جو حقیقت میں خیر خواہ سلطنت اور مدت عمر تک جانفشانی و وسوسہ سے کار گذاری نہ کر سکیں
مصرف رہے تھے بقدر حوصلہ مستعد اسکے چارہ و علاج کے ہوئے چنانچہ بعض اشخاص شخص
اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب حسن الدرواہ پادشہ نواب نور الدین کی حاضری ہوئے
اور بواسطہ صحت الدولہ باجارت صاحب رزیدنٹ شرف الدولہ محمد امیر ایم خان بھی حاضر ہوئے
عرض اسے خاص مقام و صغیر و کبیر کو فہم و فہم کی اسپر قرار پائی کہ پادشاہ نے جو مہر رخی نامہ
پر افکار کیا ہے او سپر تنقل و قانع رہیں اور بنابر دفع مظنہ و شک و شبہ صاحبان والیشان اور

کہ اٹالیان سرکار نے ۲۲- لاکھ کا مالک بنارس و جو پور ساری پور بمقامت مختار الدولہ برقیہ
جلوس فراب آصف الدولہ لیا جب میر الدولہ حیدر بیگ خان کاکہ سٹک نواب گورنر جنرل
نے بلیب خاطر بھیجنا چاہا لیکن خلافت ہمت سمجھے پھر بنارس میں عہد نامہ ثبت آرہا تھا جسے
تقصیف ممالک محروسہ کا لیا پھر فردوس خنرل سے عہد نامہ لیا یہ ششم برائی ۱۰- لاکھ فوج
کی کٹھن بنٹ مقرر کیے کب کوئی غدر پیش کیا پس بہ غنوق و جہ بدرجہ ناسخ و منسوخ اٹالیان
سرکار نے کیا یا ہمارے آبا سے کرام نے۔

جناب عالیہ متعالیہ جو اس وقت شریک صحبت تھیں بن عظیم سے بہت سے کلمات اشتیاق و محبت
حال تھے فرمائے کہ یہ ملک ازمن کا جو ہمارا ہے قبضہ اختیار میں رہ گیا ہے محض علیہ عالیہ جناب
مکہ معظمہ اقم کیا آپ کو غنٹ کی ہمت تھی کہ ہمیں لینا بہت بعید ہے کہ خود تاج بخشی کرنا
وزارت سے مرتبہ بادشاہت دین اب بے حدود تصور خلافت شان و شوکت شاہشاہی
ہے فقط میلہ غفلت ٹھہرا کر ایسی امانت و فوہین سے ملک چھین لیو بن ہندوستان میں جن
یاسنون میں فتنہ و فساد نوبت جدال و قتل بچھڑی پھر اور کا ملک اونکے وارث کو ویدیا
اور محسے باوجود اس اطاعت و فوہین داری کے جو مدت و دام سے بولی ہو یہ بے التفات
ظاہر ہو اگر اور سلطنت میں غفلت اور عدم توجہ نسبت بادشاہ ہے تو آپ نے پہلے بروقت
جلوس امتحان لیاقت و قابلیت کیا لیا ہوتا اور اگر نسبت عداۃ المملک سلطنت ہے پس تصور
نارسانی منتظران سلطنت سے ہوا نہ سیاست اونکے دوسے ہوا اسکا آپ کو اختیار ہے کوئی
بھی انتظام اور اصلاح حال کے پیش سے کہیں کاکہ چھین لینا ہے فداوت سے وہ رہنما جس
منطقہ غریب اکو جو ہر جیسا ہمارا ہے با و ال سے نواب آصف الدولہ کے زمانے میں ہوا تھا
ہم ادت آپ کے واسطے کردین۔

تو اس کے جواب دیہا کو موافقت و توجہ اور کہ نسبت پہلے نہ نواب سے خیر عالیہ نے فرمایا کہ جب
آپ یا نواب گورنر جنرل ہوئی فریاد نہ تھی تو اس وقت ہم اپنی غرضات جناب مکہ معظمہ و امرا
سے کریں اور یہ تاج و عباسے خاص علیہ عالیہ سے جسے ہم اپنا فوہین و تاج سمجھتے ہیں امانت
میرزا کو کرنا بن ویدو بن جواب دیہا کہ ہمیں اور نواب گورنر جنرل کو اس میں کچھ دخل نہیں

صاحب ممدوح کو مدار الملہام سے وابستہ محض اپنی طمع نفسانی و قہم نا درست سے برا بیڑ پر گاہ بھی
 نہیں لیکن اس کے خلاف بین کو شش سن بنیادہ کرتے تھے اور موافق غمناجات پچاس برس کے
 جو جنت اگر گاہ کے عہد وراثت سے آج تک ہوئے وہ سب منسوخ ہوئے کسوا سطلے کہ تحصیل
 اون کے خلاف ہوئی چنے بنال و تشامل بین ملتوی رکھا اندامہ نامہ جدید مدوات چند کا ہے
 حضرت اپنی اشتر خاصہ خاطر مبارک سے بلا اکراہ و اجبار غرض خاص فرین فرما ہیں کہ مدت دوم
 تک بقائے دولتیں بین کسب طرہ کا خلافت واقع نہوگا اور طریق روابط اشجاق و قدیم و رسوم معاش
 و ملاقات و دستور نظم و نکریم بالائرا ایم سابقہ سے طرفین سے عمل میں آئیگا جو وجہ خوشنودی خاطر
 اقدس اور مزید اعتبار خاص نعم ہوگا اور ضرورت ناراضی اور نامنظوری و ناگواری خاطر
 ہائون اس باخیاں میں موجب ملال خاطر مبارک نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا۔

جب بادشاہ نے یہ پیغام غیر الیام سا کمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ میں ایسے جبر و ظلم صریح پر ہرگز
 راضی نہوگا اور کیونکر یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کروں اگر کمال غفلت امور عروجہ سلطنت
 مدار الملہام اور انالیان سرکار کی نسبت ہے اس صورت میں اوسکی اصلاح اون کے تبدیل تغیر سے
 ممکن ہے نہ کہ اسی لطافت اکمیل سے موجب تفویض ممالک محروسہ اور عظمیٰ بید خلی محض و اس سلطنت
 سے ہوا جائے نواب گورنر جنرل کے ارشاد سے تعجب ہے کہ مواخذہ ہمارے آباے کرام کا جو مدت دوم
 سے کمون خاطر ہوتا چلا آیا ہے وہ سب میرے زمانے پر منحصر رکھا تھا موافق موقعہ جو سرکار میں
 ہوئے ہیں کیونکر سر اسے اون کے اور خلاف عدالت نہوگا ہمارے آباے کرام نے کبھی عہد شکنی نہیں کی
 کسوا سطلے کہ ہر عہد سلطنت میں جس طرح غمنا نامہ مرکز خاطر انالیان عالی شان ہوا ہر امر نامہ کو جب
 چاہا منسوخ کر کے دوسرا داخل کیا ہمارے آباے کرام نے اسے کمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور
 کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہد نامے کے تبدیل تغیر کی زمین کی بھر حال تابع مرضی صاحبان ممدوح
 رہے اور ہر وقت محتات اعانت فوج و روپیہ اسباب سامان ضروریات سے مضائقہ
 نہیں کیا اور آپ نقصان لکھا روپیہ گاگوارا کیا کبھی اوسکی شکایت نہیں کی اور بعض اقربا اور رعایا
 نے سلطنت کی حمایت سرکار نے خلاف اپنی عدالت کے کی اوسکو سطلے اپنے علم و درباری سے گہری
 خوشی اور مرکز خاطر کو مقدم سمجھا اسکی توثیح بعد مگر کہ کبھی جو تحریر نواب شجاع الدولہ سے ہوئی ظاہر

۱۲۔ لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ تین لاکھ علمہ شاگرد پیشہ مجموعہ پندرہ لاکھ مقرر فرمایا ہے اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے نوٹے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ موافق دستور سرکار کپٹنی بہادر ہوگا محبت نامہ بھی انھیں احکام کیا بادشاہ کو بچو بچے کا اور یہ عہد نامہ جدید مجوزہ نواب محترم الیہ ہے چاہیے کہ ہر بادشاہ اپنی ہر کمال رضا مندی سے فرمائیے اور اس بات میں تمھاری بڑی خبر خواہی سرکار میں ہوگی کس واسطے کہ انھیں دغا نکلے مزاج بادشاہ میں ہے اس کے ملکہ و مین لاکھ روپیہ کی جاگیر سالانہ نقد یا بدست نو فیصد ہر سال بعد مثل تمھارے واسطے لایگی و گرنہ و صورت خلاف مجرم سرکار ہو گئے فقط بعد زوال شمس جس سے تیر اقبال سلطنت پر زوال آیا دستور معظم نے جیت کی لیکن سرکار یہ پریشان حال ہو کر تیر سال ضرورتاً بادشاہ عرض کی اور شایب و فرمازیت سا بھجایا مقرر بان خواص نے بھی با اتفاق ہنر بان ہو کر بیوقوف حضور عالم بھیجی جگا دولت عرض کی بلکہ معراج نے اصل مطالب کار بھی نامہ لکھ کر تیر افروزین گذرانا اس عرصہ میں جناب عالیہ جنرل صاحب بار سکے بھائی رونق افروز ہوئے ایمان دولت و محذبان دونوں ہست سے خوب واقف ہوئے۔

کلمات بر غصب در دل سے ارشاد کیے اور اس فقرہ شایب کو خوش آجاسمجھے۔

روز جمعہ وقت عصر ریڈنٹ نشست اس کے احکام سے کیا اور فرمایا بیٹے نواب کو رز جنرل جانے حکام صاحبان کو رت آف ڈیوٹی میں یا بازار شدہ فیروزہ سلطنت جناب ملکہ مظہر دام انشا اللہ تعالیٰ اتحاد و روابط قدیم اس نامدان عالی شان کی کمال عظمت و خیر خیر ہی سے مشاہیر و مذکورہ بادشاہ مقرر فرمایا اور مجموعہ بارنگاریت شاد انتظام بند و بست و ایک سو و سہ ہدایت خود گوارا کیا ہے بہر صورت پرورش رعایا اور آبادی ملک اور داورسی منسلک مان اور دولت خیر ہی اور خیر انیشی سے بار مزید غلطیہ بار کہ ہے اب شہرت ان تکالیف لادنے سے غافل ہو کر شایب و رز اپنے عیش و عشرت میں مہر فرمایا میں اور انعام شہر است کہ بادشاہ ولی جو مالک ۲۲ سو سو و سہ ہدایت کا تھا کہ روپیہ قدر ہو جس کو کہ اس کے واسطے تیرت سے بھجھا مقرر فرمایا ہے اور اب کوئی مقام رز و رزیم ہائی نہیں بلکہ اس کے واسطے اس میں شایب و رز اپنے رت منصفی میں ہر روز و رز میں کشتی سے سمجھا یا اور میں آپ کا اختیار کیا ہے خود میں و معاون ہے لیکن اسی خیر خواہ

جنرل اوٹرم صاحب کا کلکتہ سے آنا شروع ملاک ہو نا کا پور سے فوج کا آنا
اور غفلت کن کن سلطنت و غمیر سو انجات یا دو کار مسانہ

سی ایم جنوری روز چہار شنبہ ۱۲۸۵ عیسوی مطابق ۲۱ جمادی الاول ۱۲۸۵ ہجری کے پستان
ایز صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے استقبال کو آئے چار بار تک گئے توپ سلامی کی جلی مبد
نزدال شمس حضور عالم بالیونان کالی استقبال کو تشریف فرما ہوئے اور سو فٹ تک کسید طرح کا
گوٹھکا اور موسہ بالکہ گمان بھی پیرمون خاطر تھا اور جو کچھ اقوال و بلائیں بادشاہ و دراز سے
سنئے تھے اسے نزل افسانہ بازاری جانتے تھے ہر چند تو اسے تجارتیابی اور عملہ انگریزی نے
بواسطہ خطوط اور بعض نے بالمشافہ خبر پوچھائی اور بعض صاحبان عالیشان نے تجویز ادا کیا
پایہ پستل بیان کی اور اسکی صورت اصلاح مسکانی بھی بتائی بے طمع غرض افسانی کو یا حبیبہ
شہد لیکن ان سب کو لغو و محل سمجھے اور اگر کسی نے مقرر بان بادشاہ سے کہنا مثل خواب پریشان
سمجھ کر اوڑا دیا۔ غرض ۳ بجے جنرل صاحب داخل بندہ ٹھی ہوئے پھر سلامی توپ ہوئی اور وقت
صاحب حضور عالم سے کہا کل سزا بجے ہمارے پاس آؤ اور احکام نواب گورنر جنرل حسین سنگھ
اور فوج سرکاری نظام ممالک محروسہ کو آتی ہے کسی امین کو اتہام رسد کو روانہ کر دو
ایک اور بارہ ۱ مر یہ ہے کہ جب اجتماع فوج انگریزی کا پور میں مشہور اور زباز و خاص
نام ہوا بادشاہ نے صاحب اسٹیشن سے اسباب اس میں پوچھا جو ابد یا کہ راجہ نیپال لاکھ آویون
سے اپنے مقام پر سنس کو جاتا ہے اس کے اتہام کو فوج سرکار جمع ہوئی ہے لیکن آپ شفی رعایا کو
اشہد تھا حکم فرمایا کہ منظر فوج کا دل سے جاتا رہے اور در صورت تصور خلاف مجرم سرکار ہوگا
اور نیاز مند بھی صاحب مجسمہ کا پور کو منادی شہر کو لکھتا ہے غرض او بیوقت حسب حکم راجہ
بجے لال سنگھ اتہام رسد کو روانہ ہوئے۔

پنجشنبہ کو حضور عالم گویا خواب غفلت سے بیدار ہوئے معلوم نہیں تمام رات کس خواب خیال میں
اب ہجوم افکار پرین پا افتادہ خاطر اقدس میں گزری وقت خاص پر صاحب کے پاس حاضر ہوئے
فرمایا نواب گورنر جنرل یہاں رہے حسب حکم صاحبان کو ریٹائرڈ ٹیرکشن یعنی امٹا کے کہنی ہوا

بیان کیا ۱۱۳۔ آدمی اوسوقت جان سے مارے گئے مجروحین کا حساب نہیں اور ایک عجیب امر یہ ہے کہ مجروح خوف جان سے آٹھ یا دس کوس تک بھاگے مردان راہہ شیر نباد رسنگیئے بحکم کپتان بارلو صاحب سب ۶۔ سو مجروحون ضرور کو تہ تیغ کیا صرف ایک میر عباس کو قوال لشکر نذر اشرافی اپنے گھر بچو گئے۔

ماہ تاریخ اور قصائد منظوم اس مور کے کہ بہت سے کہے گئے بعد طبع سارے ہندوستان میں شہرہ ہوا از انجاء بلغ اعلیٰ کمالہ رسولی میں ایک مجذوب سے ختولین کے باب میں پوچھا اوٹھے جواب دیا وائے علی زلک اشید ۱۴۲۔ ہوتے ہیں۔

نور سلطان کے مجموع قتل و مجروح ۱۲۵۔ آدمی۔

میر محمد شہان ناظم ہراج واسطہ صاحب حال مولو یصاحب نواب محسن الہ راہ بہادر کیلئے تے ہوئے تھے کہ واسطہ کہ عین حیات مولو یصاحب میں اکثر متکفل ضروریات ہوتے تھے مولو یصاحب نے اوٹھے کہا کہ جہاں سے تم میری ہو آپ میرے ہمراہیوں کے متکفل اضرابات ضروری رہیں گے۔ خداوند میں توفیق کروں گا کہ میرے بار کو باطانت اسلحہ انسان مشلو تمہارا افسار وعدہ کون کرنا اور اپنے غلط جہت بدست ایچکے تھے انہماں کا پر کون نظر کرنا ناظرین چشم بصیرت تہ ایسے سو انماں کو دیکھ میں سکا انجام بھی سب دیکھا جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوانہ نقل کیا ہے کہ دیدی کہ نرنا نامق پادشہ ۱۴۳۔ چندان امان ندا کہ شب ۱۴۴۔ اور زمین پستیر می رہے کہ تھے کہ مولوی کو سارے تیغ کیا تو سلطنت کے لیے بجا دیگی۔ و تاریخ قتل مولو یصاحب بدست بہرہ مسا جو کثر نام سے جس و ام شدہ تاریخ و ایشہ ۱۴۵۔ سیر بہرہ ان کھن برہوش نام

شہرہ ۱۴۶۔ تھے میر کے

تاریخ و ایشہ ۱۴۷۔

تاریخ و ایشہ ۱۴۸۔

خبر ہوئی حکم کیا یہاں کیوں نہ ہو کہ اسے اب چاہتے ہو لکھنؤ میں بھی کوئی نہنگا مہر یا ہو دو تانگے اور شہر سوار لیکر آئے تھے حکم ہوا کہ اس سر کو وہ طرے ساتھ جا کر بعد ملاحظہ کر اسے بڑا صاحبِ کفن کر دو یہ ڈرے کہ اگر پھر کر لیا جوین گے مبادا کوئی مجاہدین اسے دیکھ کر جھپٹ لے اور ہمیں مار ڈالے بڑا صاحب کو ملاحظہ کر کے معلوم نہیں کہاں سر کو پھینک سید ہے بار لو کہ پاس چلے گئے اسکا سبب تو ظاہر ہے کہ مولوی صاحب متواتر کہتے تھے کہ میں نے سر راہ خدا میں دیا ہے پھر اونکا جسم سے کیونکر ملکر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے اکثر علماء نے ایسے مشاہیر متین سے مقام سکوت اختیار کیا تا سنی مذہب کو دخل نہ دیا کہ سوا سٹلے کہ سر ہے اونکے مقام وحدت پر نظر کی نہ کثرت پر۔ اہل علم عند اللہ۔

الغرض تانگوں نے اسلحہ حرب لباس مقتولین سے اونار کر اسپین قسیم کر لیا تین کو س و مان سے محمد پور تھا جا کر مقام کیا مقتولین کی نفس اور می طرح خاک و خون میں غلطان بچھوڑ دی نصف روز چار شنبہ سے تا دوپہر چہ شنبہ ہی صورت رہی کسی زندہ صحرائی نے اونکی نفس کو نہ کھایا برخلاف اسکے بعض نفس ہنود جو علیحدہ پڑی تھیں اونھیں درندے کھا گئے اس حال کو اکثر دن کے چشمہ ملاحظہ کیا ہے اس لیے بکلفت نہیں لکھا جو فی الحقیقت تھا تحریر کیا کہ انکی بیکیں نفس کو دن اور سیاروں نے بھی بچھوڑی آخر زندار مسلمان جو قریب رہتے تھے زن و مرد جمع ہو کر آئے محض خوف خدا سے ہر ایک کو اوسی درخت آم کے نیچے دفن کیا اور حاکم وقت سے نہ ڈرے مولوی صاحب کی پہلو میں اونکے جوان بھتیجے کو دفن کیا جو حالت نماز میں مولوی صاحب کے ہاتھ پر گر پڑا تھا بانی اور مقتولین کو گڈا کھو دو کر یونڈ زمین کر دیا اسکے سوا جہاں جسکی نفس منفرق پڑی تھی اوسے وہیں دفن کر دیا۔

ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو مہینے اس مہر کے کہ جب زمیندار و مان کے ایک گئے کہ کھیت کو کاٹتے تھے اوسمیں ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگائے بیٹھا ہے اور ایک بندوہ اس کے ہاتھ میں ہے لیکن کوئی سے اوسکا کام نام ہو چکا ہے اوسکے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر جمع ہوئے تماشاے قدرت خدا دیکھتے تھے اوسے وہیں دفن کر دیا نواب جو فیہ علیخان مرحوم فیض آباد سے آئے تھے راہ میں یہ ہنگامہ دیکھ کر آئے اور اپنی آنکھ سے اوسے دیکھا اور اس مولف کتاب سے

اس عرصے میں مولوی صاحب آٹھ کو س حیات گنج میں بھونچے زوال شمس قریب ایک باغ
 میں جانب شمال ٹھہرے منظور تھا کہ بعد فریقہ نظر زوال میں کو س ہے وہاں چاکر رہیں گے
 جتنے نمازی تھے وہ مورچال ایک ایک راولی کو چلا شاہی فوج جانب دریا باو اور سردار
 کمپنی گلابی جوار کے کھیت میں بارلو کی کمپنی اور توپین کھیت کے سرے پر جمی اتنا فاکٹی
 تلنگے اپنی قطار سے بڑھ کر راہ پر کھڑے ہوئے تاکہ مجاہدین جو زوالی کو جانے تھے منع کریں
 اور کپتان بارلو نے خود مولوی صاحب کے پاس آ کے کہا کہ مولوی صاحب خلاف حکم بادشاہ
 و فشاہ صاحب زر پٹنٹ بہادر آپ کو آگے جانا مناسب نہیں ہے اپنی جماعت کو منع کیجیے
 اور آپ کو بھی مناسب ہے کہ اس غرمت سے باز رہیے ورنہ ہوا کو حکم یافت کیا ہے مولوی صاحب نے
 کپتان بارلو صاحب کو جھڑک کے کہا کہ کافر سامنے سے ہٹ جا ورنہ کوئی جہاد سی مار ڈالے گا۔
 کپتان بارلو گھڑا بھگا کے اپنی فوج میں آئے اور حکم دیا کہ آگے بڑھیں تو خالی توپ اول دفعہ
 کہ پھر جا رہیں اور مجاہدین گولیاں مارنے لگے لیکن اتنی آدمی مجاہدین سے جوار کے کھیت سے
 نکال دینے توپ پر چاڑھے بند کر دی۔ ہر چند ہر طرف سے گولیاں برس ہی تھیں مگر مجاہدین
 دل کھول کر تلوار سے خوب لڑے اور ان کے غول سے مدد سے کبیر بلند بھی کچھ خیال کر لیا نہ کمان کرتے
 تھے جب یہ صورت ہوئی بارلو الگ ہو گئے اور گلابی نے پیچھے سے آ کر کمر ماری غرض نیم ساعت
 میں یہ سب ناک میں مل گئے اور تین توپیں خالی جانب مغرب سے چلین کہ جو نرا نہ ہو۔
 مولوی صاحب اوس باغ میں آیا وہ آدمی سے اپنے پنجادے پر مشغول نماز تھے تلنگوں کے دو
 جمعیت لوگوں کی دیکھ کر دفعہ ایک توپ ماری عام کے نیت سے لگ کر پڑا آٹھ مہر نما بیرون
 کے گواہوں اسکے تلنگے پر پڑا کہ گولیاں۔ سننے لگے وہ یہی طرف سے ابھرنے پہاڑ شمع
 کو نہ کے تغافل آچے سے سب لگا کر ہوتا یا بار کے اور جیگن کو تاسخ کر کے تلوار ان سے تمام
 کیا مولوی صاحب اپنے جماعت پر رزق کیا کہ سے او ابتدا سے یہی اونکی خاصگی کہ میں کسی سہیلان
 کے ماتھے سے نہ مارا جاتا ورنہ اندا سے اونکی دعا مستجاب کی جاتی نمازی گرد اونکی ناسن کے پڑے تھے۔
 مثل نباتات ان سے تلنگوں نے دوڑ کر راہ کو سے کہا کہ مجاہدین کا ہوا نام کیا ایک تلنگہ مولوی صاحب کا
 نہ رات کر آیا بارلو نے اسی وقت اندا و غرض و غیر ذی ہی جمع کر وائے نہ ہار کیا جب حضور عالم کو یہ

تحریر کیا۔ خواجہ پیر صاحب کو چھوٹی لیکن اس سے خلاف نفس باللہ مجھ پر سلطان العلماء نے کوئی
فتویٰ تبصرہ تک حکم سرکار سے دستخط کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ ایک شخص جس نے غرض نفسانی رفع توہین
اسلام پر کمر باندھ ہی ہے اور تنہا بگڑ دیا ہے۔ سراسر اس کے حوج بجا نہ ہے کہ کفر خلافت شہریت
عزاسہ احمدی بخیرت حاکم لکھنؤ لیکن مقام حیرت یہ ہے کہ تمام ہندوستان میں لکھنؤ دار الحکومت
مشہور ہے ایک شخص سکین ضیف و خیف سے ہمت مردانگی کی ہے تمام غیرت ہے علماء
فرنگی محل نے بھی اسی طریق سے تحریر کیا بلکہ راضی ہوئے اس امر پر حاکم وقت کو اپنے شہر میں رہنے
دینے کا اختیار ہے کبھی ہم فتویٰ اتالی اس شخص کا اندیشہ مولوی محمد جعفر کے نواسے نے بھی فتوے
دستخط کیا علماء اہل سنت مثل مولوی جنین احمد غلام حیدرانی وکیل عدالت انگریزی مولوی
محمد یوسف مولوی فضل حق خیر آبادی مولوی محمد سعید اللہ مدنی حج خانہ کعبہ سے شہرت ہو کر آئے
تھے اور بعض علماء گنہگار نے بھی محض طمع دنیا و خوف حاکم حکم فتویٰ اتالی عبارات مختلفہ سے
رنگین کر کے دیا اور بعض علماء شاہ جہان آباد نے بھی ایسی حجت و برہان سے لکھا ہے جسب اہل اسلام
قابل ہوں اور علیہ کفار ہو اس وقت خلاف حکم اولے الامر یعنی حاکم وقت صاحبان عالیہ نشان یا
اہل اسلام جو اس کے اختیار میں ہوں جہاد حرام ہے پس جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو وہ طاعی باغی
بشرع البدیخان کیدان بھی حکم سرکار فہمائش کو گئے ان کے کہنے سے کچھ لوگ بریلی۔ رامپور۔
ہلی جمیت کے بدل ہو کر اپنے گھر چلے گئے انھیں بقدر ضرورت کچھ زادہ بھی دیا اور کچھ لوگ افغان
دلائی کو ہی بھجور و شنتے فتوے کے ادھ گئے اب مجاہدین متفرق و پریشان ہو کر قریب چٹم سو کے تن
بمگر دیکر رہ گئے اپنی فاقی ہونے لگے۔ موت سبکی نظر میں تھی پیاس و پیہمیہ نو بدلیخان راجہ محمود آباد
اپنے پاس سے اور پیاس و پیہمیہ روز حسین علی ان کے کارندے بنیں کر کے کفالت مجاہدین کو دیتے تھے
سیر عباس مشیر زادہ میر گجان ناسے پرک مشہور شہر کو توال لشکر تھے انکی معرفت تقسیم ہوتا ہے
غرض ۲۰ مارچ ماہ جعفر روز چار شنبہ مطابق ۶ نومبر ۱۳۵۵ عیسوی مطابق ۱۳ ماہ کا کابل ۱۳۵۵
مولوی صاحب نے نماز صبح بجا عت پڑھی اور روانہ محمد پور ہوئے اس وقت تقریباً تین سے آدمی سے
زیادہ ہمراہ تھے باقی شہر قطار ایک بعد ایک کے متفرق ہو کر چلے بعد ایک ساعت کے کپتان بارلو
کو یہ خبر پہونچی چار کمپنی و دو توپ بیکر بھیجا گیا اور سہ کمپنی گلابی حاجی مرزا حسین علی تیار ہوئے

جب مولوی صاحب مسجد عید گاہ میں تھے نماز جمعہ میں ہزاروں آدمی مع افسران فوجی ویجھے نماز پڑھتے تھے جب نماز پڑھ کر اپنے لشکر میں آتے تھے کہ قتل پر پابند تھے تھے جب اس سال کا پرچہ اخبار سرکار میں گذرا حکم ہوا آب و دانہ رسد غلہ بجاہدین پر بند کرو کہ ان پر عرصہ تنگ ہو جائے مولوی صاحب نے ازراہ اتمام حجت ایک عرضداشت منظوم بادشاہ کو بھیجی کہ رسول مقبول نے وفات قبل بزرگ اپنی است میں چھوڑے ایک عشرتہ ظاہرہ دوسرے کلام اللہ عشرت پر وہ حال لکھ دیا جو بجا کیا افسانہ کلام خدا باقی رہا تھا اور سکا کفار کے ہاتھ سے اسی کے گھر میں یہ صورت گذری بہت عجیب ہے کہ ایسے عہد معدلت میں اسکا انتظام نہ ہو سکے اس بندہ مسکین نے حسبہ لکھ کر باندھی ہے اسکی عقوبت میں مستحق ایسی پاداش کا ہو اگر حیت ہے کہ ارکان دولت نے اپنی طمع نفسانی سے یہ عرضداشت نظر انداز میں نہ گذرائی کس واسطے کہ اپنے اظہار سے خود جھوٹے ہوئے۔

جب بجاہدین پر رسد بند ہوئی کسی فائدے گذرے اس کردی پر بہت سے خارج ہو گئے ناچار ہو کر مولوی صاحب نے شیخ حسین علی انجو بھائی سے کہا الحمد للہ کہ غننے اور تجارتی فوج نے مثل زمان سابق کسی برس کے بعد آب و دانہ بند کیا ہے جزاک اللہ ایسا جواب دیا کہ ایسا امر مجھے کہیں نہ ہو گا اور بدوقت غلہ وغیرہ ضروریات جھکڑ و نہر پار کر کے بھجوا دیا اور بہت سی برا دانہ و جوئی کی جب کثرت لوگوں کی طرحی مولوی صاحب بخوف گرفتاری شریک نماز نہ ہونے تھے اسکا بھی غائبازوں سے کچھ عجیب تھا تین آدمی محافظت کو ہر وقت تلواریں کینچے کھڑے رہتے تھے اور ہر شخص کو پاس بٹانے دیتے تھے سوائے شیخ حسین کے یا کہیں نور خان جایا کرتے تھے ایک دن شیخ حسین علی نے بعد بہت سی منت و فحاشی کے کمرے تراولی نکال کر مولوی صاحب کو دی اور پاؤں پر سر رکھ کر کہا کا شکے مجھے آپ اس وقت بمان سے مارا بہت سی آفتون سے بچو نہ کا اور اپنی بہن کو رائیڈ نہ دیکھ سکون نہ پھر شیخ حسین علی نے اور چند نور عالم سے عرض حال کیا ارشاد ہوا ہر بد رت اس فتنہ و فساد کو بند کرنا چاہیے اب خوف زلازل سلطنت ہے اور بنائے مسجد سہولت و قوت مناسب میں ہو جائیگی مولوی صاحب ایسے احوال سرکار کو بتائے اور بغیر غائب سمجھ کر جب اسے ایفاء وعدہ نہ ہو سکا تو اسے بنائے مسجد کہیں نہ ہو سکے اور نہ قوت مناسب ہاتھ آئے گا۔

اس مرتبہ میں مسک ہوا۔ شام۔ فحاشی و نور عالم سے مسلمانانہ نے بھی سبب میں کہیں

چنانچہ بندہ مولانا کے بھائی کی مثالیں متعین فیض آباد ہو چکی تھیں علیحداری مرزا بندہ احمد مرحوم بن وہ بھی کہتے تھے کہ ہم نے اوس سجدہ کو دیکھا اور جب ہم گدھی میں گئے مہنت نے ہمیں مٹھائی دی سیسہ خاصہ مولوی صاحب بعد اس بعد دو وعدہ شکنی کے ایسے ہوئے چاروں اچھا ستودہ مرگ ہو کر دہلی سے بانسہ میں کوچ کر گئے اور دہلی سے پھر دریا باغ عید گاہ میں مقام کیا۔

حسب حکم سرکارہ ضرب توپ فوج تانگہ و نجیب آباد اسلام پستان ہار لوہا حسب حاجی مرزا حسین علی سکیدان پٹالن گلابی یہ سب روانہ ہوئے اور حکم حکم ہوا کہ نہ ہار مولوی صاحب کو آگے نہ بڑھنے دینا اور رزٹ سے متواتر پڑ پڑا آنے لگے کہ جلد اسناد اس نقشہ کا کرو۔ اور حرفوں اور جانت خورون نے بادشاہ سے نسبت خلاف ہو لوہا کی باتیں اپنی بچا کی بنانا کے کہنی شروع کیں اور ہر حضور عالم سے خائف تھے اور شفق تھے اور اپنی جیسے طمع بھر چکے تھے پھر کیونکر صاف صاف خدا سے ڈر کر عرض کر سکتے عرض بندہ دن تک مولوی صاحب دہلی رہے اس عرصے میں وہ مولوی جو سندیلہ میں محکمہ جہاد خدا ہوئے تھے حسب حکم حضور عالم شفق ہو کر فحاش کو آئے چاہا کہ مجاہدین کو مرتد کر دے اور سجدہ عید گاہ میں گول گول باہین خوف حاکم وقت و خوف جان و آبرو ازراہ وعظہ بیان کیں جاہل یہ شکر سب سے پہلے بگڑے کہ وہ مولوی تو ہم سب اہل دنیا ہو کل ٹخنے چکوا آنا وہ جہاد کیا تھا اب حاکم وقت کے سمجھانے سے ہمیں مرتد کرنے ہوا بہین فریب ندویر فضیلت مال دنیا جاہلون کے ہاتھ سے جاتی سیلی بر شکر عوام سے ڈر کر چپکے چلے آئے۔

پنجشنبہ کو وقت عصر لشکر مولوی صاحب میں نقارہ کوچ ہوا سب کمر باز بھی ہتھیار لگائے۔ فوج شاہی بھی اودہ ہٹیا رہی تو پون میں چھتر و دیگر متاب روشن کی لیکن کسی کی جرات سامنے آنیکی نہ پڑی پھاٹک حصار دریا بندہ کو دیا تھا مولوی صاحب جب اپنے مجاہدین کے رعب سے پھاٹک کھول دیا دہلی سے کنارہ بہ مقابلہ لگے ڈاک مولوی صاحب نے مقام کیا سات دن وہیں رہے جب فوج شاہی نے سبب حرکت پوچھا کہ مقام اول میں قلعہ پانی اور کثرت عفونت ہو گئی تھی اس جہت سے مقام ثانی اختیار کیا۔

ایکدن جنرل اورٹرم صاحب شاہ جمہاد کے پاس آئے مشر و مجامیان کیا کہ ہندوستان میں دیشیا
ہندو مسلمان کے فساد و غلطی پر پاہو اچا ہوتا ہے مبادا انوبت کشت و خون کی مچوئے ہزار باندہ
خدا کا ناحق خون ہو جاوے اہلیان سرکار پر اسکا تدارک انتظام واجب و لازم ہے مولوی امیر علی
بانی مہمانی ایسے شر و فساد کا ہوا ہے اسے سترے قرار واقعی دینا چاہیے اسے لکھنؤ سے کہیں
جائے دیانتد کرنا مناسبت حضور عالم نے عرض کیا کہ میں نے اُنساے مہنت کو بلوایا ہے کہ وہ دین
پر حاضر ہوں صاحب نے فرمایا شاید وہ بے ضمانت نہ آویں بادشاہ نے فرمایا یہ کیا آپنے کہا ہمارا
رعیت نہیں ہیں پھر کیا سبب نہ حاضر ہونے کا اسکا جواب بری و دیگر خدمت ہوے۔

امر عجیب یہ ہے کہ اسی ہنگامہ میں ایکدن کپتان ہنر صاحب نے صحت الدولہ متوسطا ہی سے
کہا کہ اس فساد کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے کہ حتی المقدور طرفین سے غور و تفریق ہوئے
وگرنہ سلطنت پر آفت آجاوے گی چنانچہ بعد اس معرکے کہ جب صحت الدولہ کے پاس آئے کہ تمام
ہماہ اپہام پاوشاہ وزیر سے جا کر گد و اہل بردشاہی رسید جب یہ تبلیغ رسالت کی فرمایا ہمیں ہر گز
ہیں۔ حسب الحکم شاہی میں موکل گدھی نہ کور راہ مانسنگہ کپتان بارلو صاحب کی ضمانت سے
دو روزہ لٹ پر حاضر ہوئے حضور عالم نے انہیں اپنا محمان کیا آخر پنجبر اور کوتاہ اندیشوں نے تبلیغ دینا
اپنا کام کیا اور انہیں سبامت سترے نہ صحت کر دیا اور انہیں ہر چہ بجاوے کی باتیں لاطال
نہی نہ شیخین اور بادشاہ سے باتفاق ہنر بان ہو کر عرض کیا اور ہر چہ پیام مشر و حارڈنڈٹ کو بھیجا
کہ بنائے مسجد ہنومان گدھی میں کسیدارن ثابت و تحقیق نہیں ہوتی بعد مدارج فقہیم ہر طاقتہ فریقین
کو خلافت بجاوے حکم حکم پر وقت سرکشی و تمردی سترے اعمال دیے جاوے گی صاحب رزیمڈٹ
نے بہ حال مدد کور پورٹ کیا اور جواب ہر چہ پیام یہ بھیجا کہ اہلیان سترے سبب میں حق انصاف
اد کیا اور ہر گز نہ غایت مذہب و ملت نہ کی عدل و انصاف حاکم وقت کو بھی چاہیے اور اس
مدت حکومت میں کبھی ایسا امر و اجبی اور نہ نسیب ال عیسا کہ چاہیے سرزد نہیں ہوا۔

تیس اس پر چلے پیام نے ناتمہ کرویا نا فلو ان نے چاہا کہ کسی جیل و قریب سے یہ امر لٹ و لعل میں
ہجاسے کہ چارہ مانان خود بند کرو یا تہریت و مدد مولوی صاحب بھی تمام ہوتی بنائے تمہیں
ہر غور و تفریق ہر گز نہ غایت مذہب و ملت نہ کی عدل و انصاف حاکم وقت کو بھی چاہیے اور اس

کرین لیکن مولوی صاحب نے خلعت نہ لیا اور جہاد سے ماتمہ نہ اوٹھایا بلکہ بہت بے لطافت گفتگو ہوئی کہ باعث مال خاطر ہوا بلکہ ازراہ مال اندیشی چاہا کہ انھیں قید کر لیجیے تاکہ طول فساد نہ ہوئے پاسے غشی نے بشیر الدولہ سے کہا کہ یہ صورت ہوئی تو پہلے مین گلا کاٹ کر مر جاؤ گلا کاٹنا آخر اسی شنب کو مولوی صاحب کو بسلاست اونکے گھر بھیجا اور اونکا نکلیا نا اپنے واسطے بہت غنیمت سمجھے مولوی صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھی اور تقریباً آدھی مجاہدین سے روانہ ہوئے راہ مین ایک فقیر آواز دے مولوی صاحب سے کہا کہ زہنا رنجنا ولا محالہ مارے جاؤ گے مولوی صاحب اس اہم غشی سے کچھ خبر نہوے جب کار مین یہ خبر بھونچی میر صدر علی کارندہ اہتمام الدولہ حیدر حسین خان اور تہور خان کو حضور عالم سے فوج و توپخانہ روانہ کیا کہ جا کر انسداد فتنہ و فساد کو روک مگر پہلے نیرمی شہر مین سمجھا اوسکے بعد تجدید چنانچہ شیخ حسین علی مذکور اور تہور خان مع کر اختتام تک واسطے سوال و جواب رہے اور کوئی دقیقہ فہمائش نہ چھوڑا آخر بسبب فریب ہونے عشرہ محرم کے بعد عہد و میثاق و عہد ایا مینے کا ہوا کہ اس مدت معینہ مین مسجد گڑھی مذکور مین نہ بیجائے تو پھر کچھ اختیار ہے مگر تہور خان نے اپنی جوشن ایمان سے ازراہ سپہ گری یہ کہا کہ اس وقت ہم بھی آپکے شریک جہاد ہونکے کے واسطے کہ ہم حضور عالم سے جو اونھوں نے وعدہ فرمایا ہے مطمئن ہین چنانچہ ۲۴ مارچ روز مبارک ذی الحجہ ۱۲۴۲- محرم ۱۳۸۵ تک کا وعدہ موکد ہوا۔

مولوی صاحب اس مدت معینہ تک شمالی علاقہ راجہ نواب علی خان مین رہے ہر روز سون جلسہ غلہ اور تھوڑا خرچ ضروری ملتا رہا اس عرصے مین جب یہ خبر دور و دراز شہروں مین بھونچی نام جہاد و سنکر غافل جاہل سائل نے فکرے بے روزگار فاقہ کش اور دہلن لوگ شریک محاربین ہوئے تقریباً جمعیت روز ہزار کی ہو گئی راہ پور پہلی بھیت کے پٹھان پہلے جمع ہوئے اور کئی سوا افغان و لاپنی قندھاری کو ہی دشتی لباس سیاہ سے آئے علیحدہ سب سے اوترے چند روز مین رنگ بیرنگ دیکھ کر ادرلے پھر گئے بعد اسکے ہر روز لشکر مجاہدین سے پچاس گئے دوسرے دن پچاس اور آگئے اس ملت مین یہ غافلہ ساری مملکت ہندوین بھیا اہر ایک موافق عقیدہ خاص کے اپنی جگہ مستعد و آمادہ ہوا اور بعض رئیس خوت صاحبان عالیشان سے بدل تمنی اور نظام ہندو و مخالف ہو کر ساکت و خاموش رہ گئے۔

نزاع فطری بھی اون سے نہ کرینگے اور ہم ہر اکی چار سید ہر مملکت تحریر ہذا عمل نہ کرینگے اور سبطہ ک
قبل از مکر کہ نیمابین ہمارے اور حفیظ علی نہ کر کے راہ درم تھا وہی ضابطہ اب بھی صلح اور راستی سے
جاری رکھیں گے اور کسی طرح کی بغاوت نہ کرینگے اگر منافق اقرار اور تحریک ہذا کے کرن مجرم اور
نہنگار ہو کر جو سرکار سے سزا تجویز ہو اود کے سزا اور این بنا بر آن یہ چند کلمے بطریق صلوات کے لکھ دیے
گئے کہ نہ نیا حال مند ہو اور عند الحاجت کام آوے۔ مرقوم ۲۶۔ ذیقعدہ ۱۲۸۱۔ ہجری۔
وستخط ہندی۔ بلرام داس۔

ساخہ یا دو کار معرکہ سید امیر علی شہید ساکن قصبہ اٹھنی متصل لکھنؤ

جسباد و ہنگامہ ہندو ویراگی اکثر گندہ یا ہنومان گندھی کا غریب سے اہل اسلام سے بڑا اور بظاہر سنا
و متحقق ہو کہ رعایت و پاسداری ہندو بطبع دنیا اساکین دولت کو منظور ہے مولوی سید امیر علی
بندگی میان کے ہونے ساکن قصبہ اٹھنی مشہد بھائی شیخ حسین علی کارندہ راجہ نواب بنگال رئیس
محمود آباد بسبب ہوشمن حرارت اسلام چاہا کہ منع توہین اسلام کریں چنانچہ پہلے سندیلے میں
اہل اسلام نے مولویوں کی تحریک سے بدشورہ اجماع کر کے ہاد پر باز دی بعض ناعاقبت اندیش نے
منع کیا کہ ہمارا چٹا نہیں حاکم وقت اور مساجد بالیشان سے آخر کو مقابلہ ہو جائیگا کچھ کچھ بن نہ ہوگا
عبث عبت توہین اسلام کے واسطے ہو جائیگی غرض ایک نے منانا مولوی صاحب کے سر پر اہل تو انکی بھی
جب کہ کن رکین سلطنت حضور عالم اس امر سے مطلع ہوئے شاہ حجاب سے عرض کی کہ ندوی خیر
چاہتا ہے کہ یہ بد رسا کو کسی حکمت عملی سے موقوف ہو جائے لیکن نہانا نانا سلطنت یعنی خواجہ سرا
پر وہ غفلت میں بانی مبنی اس فساد کے ہونے ہیں یعنی مولوی امیر علی میر جید رشتی و متول بشیر الدین
کے عزیزوں سے ہے وہ چاہتا ہے کہ اس آتش فتنہ و فساد کو خوب بچھڑکائے اور مفت میں میری
بدنامی اور نارسائی ظاہر ہو۔

بشیر الدین صاحب اس سے واقف ہوئے اپنے رفیع الزام کو بواسطہ فتنی مولوی جیسا کہ بلو جیسا اور حضرت
جنگان کو لکھنا سے بین اور ناراض ہوئے کہ اس کی ضیافت کی اور اپنے ساتھ حضور عالم کے پاس
لے گئے اور نمونہ نے طلبش کے نشیب و فراز سے سمجھا یا اور چاہا کہ خلعت سے فرازی و کیر حضرت

سے پہنچی سپہ نظر انور میں گذر گئی ابد ملاحظے کے درباب تدارک ہنومان گدھی جس مسجد میں
مسلمانوں کو قتل کیا قرآن شریف سے بے ادبی کی کٹھن مسجد بابر می مسجد جلن جو حکم سرکار سے
بناتھا توڑ ڈالا اور دیوار کو بندوبست کی گولیوں سے چیلانی کر دیا مانع اذان و نماز کے مسجد میں
ہوئی جو اسے جہان آرا افتخار فرمائے۔ واجب تھا عرض کیا۔ اہل حق آفتاب دولت اقبال
تابان و درخشان رہے۔ عرضی بندہ خاص حفظ اللہ ۳۸-۱۲۔ وار و نعم عدالت فیض آباد
معرضہ ۲۲ ولقعدہ ۱۱۱۱ ہجری۔

نقل اقرار نامہ

مایا نیکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشنداس و مہنت بنی داس و مہنت دیہی رام جیرا کی چار سید
ہیں۔ غلام حسین وغیرہ نے ہنومان گدھی میں اظہار مسجد کیا ہے اور اس باب میں فیما بین
واقع ہوئی اس جہت سے پیشینگانہ بندگان سرکار ابد فرار سے واسطے تحقیقات کے آغا علیخان
کپتان آر صاحب بہادر اور راجہ مان سنگہ بہادر قائم جنگ نامور ہوئے ہیں اور لکھے دیتے ہیں کہ اگر
حاکمان موصوف از روئے تحقیقات ہونا مسجد کا ہنومان گدھی میں ثابت ہو جائے اور بنوں
حاکم متفق ہو کر کہیں کہیں بسرو چشم منظور قبول ہے اور کسی طرح کا عذر ثبت اس کے نہوگا۔
بنابر ان بہ چند لکھ بطریق اقرار نامے کے لکھے گئے کہ نانیہ حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے
مردم ۲۶۔ ولقعدہ ۱۱۱۱ ہجری۔ شہ خط ہندی بابر ابد اس

نقل اقرار نامہ

مایا نیکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشنداس و مہنت بنی داس و مہنت دیہی رام جیرا کی چار سید ہیں۔
غلام حسین وغیرہ نے دعویٰ ہونا مسجد کا ہنومان گدھی میں کیا ہے نوبت بگاڑ چھوٹی اور مسیحا
حضر علی محمد حسین شیخ بندہ ہو وغیرہ باشندے اووہ کے بوجہ شہر اکت غلام حسین ہے سچ پیدا کیا
اب نظر ابطہ سابق ہیں اون سے سچ و کدورت نہیں رہی اور اب آغا علیخان بہادر راجہ
مان سنگہ بہادر قائم جنگ کپتان آر صاحب درویشان دیکر قسم مہابیر سامی سے اقرار کرتے ہیں اور
لکھے دیتے ہیں کہ لشکر عدوم و فوج زیادتی اور بیطاعت سے ہم نہارا اور اصلا حجت و فساد فکر اور

کے شیلے پر گئے تھے وقت نماز داخل ہوا اسی مسجد میں نماز پڑھی تھی اور پیراگیون سے کوئی منتر
 نہوا اور بعض سے ایک مدت تک بعد وفات مرحومہ اوسے دیکھا ہے اب اوسکا نشان بھی
 نہیں ہے کہتے ہیں جب وہ فقیر چاروب کس مر گیا پیراگیون نے رفتہ رفتہ داخل مکانات خلع
 ہوا مان گدھی کر کے نابود کر دیا ہے جسکا نشان بھی پایا نہیں جاتا المختصر اس ماجرے کو سکر
 خاتم حسین شاہ فقیر نے مسلمانوں کو نیکر مسجد بابر میں آیا ۱۶۹-۱۷۰ دیون کو تھلکہ بالکت میں
 ڈالا اب دو گونہ بینی سے معلوم نہیں کس سمت کو بھیجا گیا اور تفصیل نوٹ نے کٹھڑے کی جو
 دو برس پیشتر حکم حضرت سے منا طلب مسجد کو اسطے بنا تھا اور نقل ہونا مسلمانوں کا اور غلبہ پیراگیون
 اور اودکا ظلم و بدعت کرنا نسبت جامع مسجد اور قرآن جو مسلمانوں کی حامل تھی کیفیت ہووکی
 شمال الدین امین اور مولوی محمد حفیظ اللہ داد و غنہ عدالت فیض آباد نے جو سرکار میں بھیجے
 مفصل ظاہر ہوگا الغرض ہیراگی اور گومار کے لوگ جو قرب و جوارہ چوتوں کے بھیجے ہوئے آئے
 تھے کہا گیا ظلم و بدعت مسلمانوں پر اونہوں نے نہیں کیے اور اب تک اوسکا فخر و مباہات کرتے ہیں
 بلکہ اونکے زور و شور سن اس جلد پر پچھنچی ہے کہ جا بجا اطراف شہر میں مسلمانوں کو راہ چلنا
 بسلاست نکالنا و شوار ہے اس جہت سے شرفاے شہر اودہ سے گھر چھوڑ کر فیض آباد میں اپنے
 عزیز و اقارب کے گھر جا کر رہنا اختیار کیا ہے اگر خدائے سرکار دو تھمارے مدد اشرار کفار
 ظالم ہونی منظمہ وقوع عذر تمامی ممالک محروسہ میں ہے۔ علی ابن محمد الحسینی ۱۲۳۹
 نقل عرضی مولوی حفیظ اللہ داد و غنہ عدالت عالیہ فیض آباد۔ مورخہ ۲۲۔ شہر ذیقعدہ
 ۱۲۳۹ ہجری شریف شہر کہ خاتم حسین شاہ فقیر کئی آدمی کے کہ پیراگیون ہوا مان گدھی واقع
 اودہ کے ساتھ باظہار ہر دم مسجد نزاع رکھتا ہے لہذا فریقین کی طلبی مدد دولت ہوئی ہے
 تہذیب بنکر بھی پچھتا ہے کہ وہاں کے رہنے والوں سے تحقیق و تحقیق اور تفصیلی عرض کیا جا رہا ہے
 پشترک اسے مولوی شمال الدین بیکر رایت فریقین فیت اس باب میں تاکید فرما رہا ہے
 حسب حکم عمل میں اود بعد مدد کہ عدالت قتال فریقین اور اسے جانے ۱۶۹۔ مسلمانوں کی سب
 بابر میں ۱۹۔ تاریخ شہر مذکر یہ ہیں کہ ایک سالانی شرف و وفراہانی لہذا باشرک رہے
 مولوی موصوفت سالتین فیض آباد۔ ۱۱۰۰۔ سے تحقیق و تحقیق کے کیفیت تفصیلی اذکی گئی

جلیل اللہ لاریب فیہ۔

نعمت اللہ یا حفیظ شک وشبہ نہمین۔

شیخ وزیر علی انصاری۔ بیان واقع ہے۔

نقل کیفیت

مشارفانہ یمن بنو و مسلمین بلدہ اودہ و قبض آباد اور کیفیت مجملی واقعہ جو اس عرصہ قریب میں
 حاصل اودہ میں واقع ہوا جو شعاع سلاطین اہل اسلام اور آثار عمارات مساجد کرام سے اور
 اطہار جو تھوڑے سے مشائخ عظام اور اقرار بعض ہندو ساکن اودہ سے پایہ اختیار و ثبوت کو
 پھر بنجایہ ہے کہ بادشاہان سلف نے تمامی معاہدہ ہندو شہر اودہ میں جہاں بڑے بنجائے تھے مسجد
 جامع بجائے بنجائے مختصر بنوا کر موزن اور جاروب کس مقرر فرمایا تھا چنانچہ عظمت و شوکت
 مسجد جامع بنائے بابر بادشاہ واقع جنم استان یعنی مسقط اس رام لہر راجہ و سرت متصل
 مکان رسولی سیتا زوجہ رام مذکور سے ظاہر ہے بلکہ رسولی سیتا زبان جمہور پر جاری ہے شاہ
 مدعا ہے اور علی ہذا القیاس شہادت دیتی ہے ارتفاع شان مسجد واقع مقام رام گھاٹ
 کنار دریا کہ بالفعل سبب خراب و منہدم کرنے کفار کے فقط دو پینار اور تھوڑی سی دیوار باقی
 رہ گئی ہے عہد عدالت میں حضرت جنت مکان کے اوسکی ترسیم کا حکم حکم ہوا تھا لیکن اجل نے
 اعلان ندی حکم نافذ ہوا اور مسجد مذکور اوسی دستور پر حصار معابد کفار میں رہی یا بالجمہ ازین قبل
 دوسری مسجد میں مختصر بعض قتائی اور بعضی گندوار بہت سی ہیں از انجملہ بلندی ہومان گدو
 پر مسجد قتائی نہایت مختصر متصل مندر فقیر تھی جسکے پاس ایک بندر تھا اور سب کفار اوسکی
 پرستش کرتے تھے اور جو ملتا تھا وہ فقیر مسلح جاروب کس مسجد اپنے ہمسایہ کو بانٹ دیتا تھا
 بعد ایت دراز کے وہ فقیر پایہ دار ہوا بعض حکام دمی اقتدار اس جوار کے اوسکے معین و مددگار
 ہوسے حوالی مندر مذکور حصار تیار کر ہومان گدھی نام رکھا اور فقیر مسلم کو کچھ بطور سالانہ یا ماہوار
 کر کے مسجد سے خارج کیا اور اس مسجد کو داخل حصار ہومان گدھی کیا چنانچہ مسلمین متدین
 اسے ظاہر کرنے ہیں اور عہد جناب عالیہ مرحومہ میں ایک دن بطریق سیر تماشا ہومان گدھی

میں ظاہر کیا ہے کذب و افتراء ہے یہ کیفیت جو در شمال ہے۔ تحریر تاریخ نہم شہر ذی قعدہ ۱۲۳۵ھ

معارف امیر

مفتی شریعہ محمد ابو تراب ۱۱۳۵ھ - ۱۱۵۵ھ

خادم شریعہ محمد عربی - **واللہ اللہ الکلب** الحق الامین علی عبدہ قاضی وزیر ۱۲۶۱ھ - ۱۲۶۸ھ
مہر قدسی خان و طباق مہر اسل - ۱۲۶۸ھ - ۱۲۷۵ھ

خادم شریعہ رسول اللہ الطیو الرسول و اولی الامر منکم قاضی محمد نعیم اللہ
خادم شریعہ منین مفتی محمد حسین الدین ۱۲۳۵ھ - عقدہ اللسانی رب الشرح لی صدری او شہر
فی امیری و اسل - ۱۲۷۵ھ - ۱۲۸۵ھ

مجمعہ شاہ خادم علامہ الدین عبدہ ۱۲۶۵ھ - ۱۲۷۵ھ
خادم شریعہ مفتی محمد طیف اللہ ۱۲۷۵ھ - ۱۲۸۵ھ

والکلب الکتاب لاریب فیہ اللہ محمد شہزاد بادشاہ غازی طیف قدوسی ۱۲۸۵ھ - ۱۲۹۵ھ
بامرکم فی العدل و الانسانہ

محمد شاہ بادشاہ غازی رشیدی روی ۱۲۹۵ھ - ۱۳۰۵ھ - نوکات الکتاب لاریب -
زفر شرف یافت حناہ علی - بیان واقع -

محمد دکن الدین ۱۳۰۵ھ - ۱۳۱۵ھ - لاریب فیہ -
افضل علی نہاد جمیل ہے - لاریب فیہ -

محمد غلام احمدی ۱۳۱۵ھ - ۱۳۲۵ھ - معز الدین ۱۳۲۵ھ - شیخ ابن محمد انصاری - لاریب فیہ -
میر محمد بیان واقع -

سیر بن آدم جمال ہی لاریب فیہ شاہ خان - ۱۳۲۵ھ - ۱۳۳۵ھ - بیان واقع -
فیہ علی - بیان واقع -

خاکساری محمد علی نوکات الکتاب لاریب فیہ جو کہ ہے بیان واقع محی الدین شاہ مخبرہ
فرید واقع کہ ایک مستند بیان واقع -

خاکساری محمد بنی منیر ایک بیان واقع ہے نوکات الکلب کذا بیان

گواہ شد کہ مہمان ساکن اودہ بیان واقعی۔

گواہ شد عبد الکریم ساکن اودہ بیان واقعی۔

دہنی سنگھ چراسی عدالت فیض آباد۔ فرقی کو حسب الحکم سرکار زیارت منتظم الدولہ
مین کیا تھا مسجد کو دیکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سابق ازین محمد عامل درویش نے بمجرع عادل و شیخ بہاء الدین فوجدار اور سوانی نگار
دور قعہ نگار اور میر محمد صادق کو توالی وغیرہ ارباب عدالت اور اہل خدمات اور اکابر اور اصحاب
لئے مسجد طیار کی تھی کہ زمان حضرت خلدی مکان مین بلندی ہنومان گدھی پر مسجد درست ہوئی
نہی بعد اسکے برائیوں نے مسجد مذکور کو مسبار کر کے تہخانہ طیار کیا ہے چنانچہ محضر مذکور مع عرضی
نظر بند کا لغالی نوایضاً صاحب مین گذر اوستی خط خاص مزین محضر ہوا کہ پروانہ فوجدار کے نام لکھا
جاوے جب یہ خادم شرع حضور سے داخل بلکہ اودہ ہوا درویش نے محضر دکھا کر نالشی کی۔
اس خادم شرع نے وہ محضر اور عرضی خدمت بند کا لغالی مین گذرانی چنانچہ غازیان شکر
ظفر پور نے بموجب عرضی بند کا لغالی تہخانہ مرقوم کو مسبار کر کے بدستور سابق مسجد طیار کر کے رواج
دین و اسلام دیا بعد کوچ کرتے فوج کے بعض ہنود منبر و محراب مسجد کو مسبار کر کے چلے گئے۔
ہوڈن نے یہ خبر ہو چوچائی اس خادم شرع نے دیکھا کہ اس مقدمے مین سنستی دین و اسلام ہوتی
ہے بنا بر عہدت روز جمعہ مسجد جامع مین بیٹھ کر شہرت دی کہ جس شخص نے مسجد مذکور سے بے اوبی
کی ہے اسے بیرالی حاضر کریں تا موافق شرع محمدی اسے لغزیر دیجاے چنانچہ شیخ مکرم نائب
رفت پناہ شیخ بہاء الدین فوجدار سی کہنے لگے کہ نام مسبار کرنے والے کا معلوم نہیں ہوتا لیکن
بیرالی قرار داد کرتے ہیں کہ من بعد کوئی گرد مسجد مذکور کے بنجا بگا اور ہم بھی مسجد کے ہونیسے وہاں
برواری کرینگے پس خادم شرع اور جماعت مسلمین اوٹھ کر اپنے گھر چلے آئے اور مین نے کہا
کہ بیرالی جمعیت خاطر سے اپنے گھر مین آباد رہیں مسجد مین دخل نہ کریں چنانچہ بیرالی اپنے مقام
مین آباد رہیں اور آرضی و یومیہ وغیرہ ملک و املاک پر اپنے قابض و متصرف ہیں اس خادم شرع
وادئے مزا حمت نہیں جن لوگوں نے از طرح سے از راہ عبادت دینی خدمت بند کا لغالی

۱۱۳ احمد بخش میر سیج زمیندار محلہ میران پور منجھات بلدہ اودہ۔ بیان واقع ہے۔

۱۱۴ سید جعفر علی۔ بیان راست ہے۔

۱۱۵ سید باقر علی۔ مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔

۱۱۶ منور علی۔ بیان واقعی۔

۱۱۷ مرزا محمد حسن صاحبزادہ غور و محل۔ بیان واقعی۔

۱۱۸ چھیدی ابن نذر ارم ہندو۔ قوم سیونی۔ بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔

۱۱۹ محمد مہدی۔ بیان واقعی۔

۱۲۰ میر عابد علی۔ لاشبہ فیہ۔

۱۲۱ گواہ شد۔ یوسف خان۔

۱۲۲ گواہ شد۔ محمد علیخان ساکن اودہ۔ بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ۱۰۴۔ برس کی

۱۲۳ مسجد تعمیر ہونے لگی۔

۱۲۴ علی مرزا۔ بیان واقعی۔

۱۲۵ میر محمد علی ساکن فیض آباد۔ مسجد ہونے لگی ہے اور سمیت اسکے ہیات بھی آباد

۱۲۶ ہے۔ محراب اسکی نقش بسم اللہ تھے۔

۱۲۷ محمد مرزا ولد مرزا احقر علیخان۔ بیان واقعی۔

۱۲۸ امین الدین حیدر خان بہادر صاحبزادہ غور و محل۔

۱۲۹ محمد مہدی صاحبزادہ غور و محل۔ بیان واقعی۔

۱۳۰ میر عابد علی۔ لاریب فیہ۔

۱۳۱ آغا علی۔ لاشبہ فیہ۔

۱۳۲ گواہ شد۔ محمد رشتہ نماں مسجد جامع واقع ہونے لگی کو آنکھ سے دیکھا ہے۔

۱۳۳ علی مرزا۔ بیان واقعی۔

۱۳۴ سید علی محمد۔ لاریب فیہ۔ مسجد بنائی ہونے لگی ہے۔

۱۳۵ گواہ شد۔ علی ساکن اودہ مسجد ہونے لگی ہے۔ لاریب فیہ۔ لاریب فیہ۔ لاریب فیہ۔

ارخہ ۹۔ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ ہجری ملفوف کیفیت ہے اور کیا عجیب کہ اورنگ عالمگیر شاہ دہلی
 نے جسکے تعصب مذہبی سے سلطنت دہلی کو ضعف و خرابی ہوئی ہمسیراکن و معبد مذہب ہندو
 بن کچھ کچھ مداخلت کی تھی یہاں بھی مسجد بنوا دی ہو مگر محض آئندہ سے ثابت ہے کہ زبانہ جمال
 ملوکان کے عہد میں مسجد بنی ہے دعویٰ مسجل محض ہے۔ پس اس صورت میں اگر سرکار ابدار
 تحقیقات عدالت خسروانی سے تدارک الہی سب نراج بیراگیوں کا اور ان کے حامیوں کا
 استیصال کیا بیغی ہے اور حکم تعمیل و ترمیم مسجدوں منہدم واقع گدھی مذکور کا موافق بناؤ
 نہو گا خدا جائے کہ بیراگی اس بغاوت و شورش سے دلیر ہو کر حال مسلمانوں اور توہین اسلام کا
 درجہ پر کرنے لگے بلکہ بود و باش اہل اسلام او وہ میں دشوار ہوگی اس سبب سے سب ناالان
 اور امید تدارک واقعی کی رکھتے ہیں۔

محمد جمال الدین

حفظ اللہ

رضوی قاضی آغا علی۔ لاریب فیہ۔ ساکن لکھنؤ۔

میر جرب علی ساکن اوہ۔ مسطور المثنیٰ بیان واقع ہے۔

سید محمد صفر۔ بیان واقع ہے۔ خطیب اور مسجد بابری کا ہونٹا۔

محمد حسین۔ بیان واقع ہے۔ ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد۔

عنایت علیخان فاضل۔ ساکن فیض آباد۔

میر محمد حسین ذاکر سید الشہداء۔ ساکن فیض آباد المتخلص بطف۔

میرزا محمد سوز خوان۔ ساکن فیض آباد۔ لاریب فیہ۔

میان فرحت علیخان ناظر خور و محفل۔ بیان واقع ہے۔

میرزا جان نواسہ نظر علیخان چکلا دار رئیس اوہ مسطور المثنیٰ بیان واقع ہے کہ مسجد بنوان

پر بار بار اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔

ابراہیم بیگ ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد۔ مسطور المثنیٰ واقع ہے۔

میر بخش حسین مفتی۔ بیان واقع ہے۔

سید نصیر الدین۔ ساکن محمد چراغ دہلی۔

علی رفیع الرحمن صاحب نگر لاہوری لطف اللہ حیدر سید اپنی آنکھ سے مسجد کی ہے

بھیجا کہنا بھیجا کہ تم کمرن کھول کر بہت اطمینان سے جامع مسجد میں بیٹھو باہر نہ نکلو کوئی تم سے
 فساد نہ کرے گا اوتھوں نے کمرن کھول کر کھانا کھانے لگے اب زبانی مرزا اعلیٰ علی کے سے
 مراکتا بدقت رو انکی کربلا کہ اوس شب خاص کربلا میں میرے پاس رہے تھے بیان کرتے تھے کہ
 کہ یہ دونوں انگریز اور میں خود اور مرزا انار حسین مع اپنی سپاہ اور قویہ دہان سے ہٹ کر
 دور وخت کمرن کے نیچے جا کر کھڑے ہوئے ایک ساعت نہ گزری تھی کہ بیراگی ہزاروں گولے سے
 غرقہ مارے آکر مسجد کو گھیر لیا اور جب علیشاہ فقیر کے کوٹھے سے چڑھ کر غلام حسین کے ہمراہ کوٹہ
 گولیان پر سامنا شروع کیا اور مسجد میں آکر ۲۶۹ آدمیوں کو فوج کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔
 مسجد میں آدھ بیٹے لگا اور قرآن شریف جو اکثر ان کے حامل تھا پڑھ رہے پڑے کر کے معاذ اللہ پادشاہ
 سے۔ دندہ اور جلاو یا چنانچہ واسطے اشدین کے چلے ہوئے ورق بھی ملفوف سرکار کیے اور جنگلہ
 جو حکیم سرکار سے چوتراہ جامع مسجد پر طیار ہوا تھا نوڈ ڈالا اور دہوار مسجد کو جزائروں سے چھلنی کر دیا
 انفس مقتولین کی بے گور و کفن پڑی رہ گئیں دوسرے دن مرزا انار حسین نے مسجد پر ایک غلام
 بڑا کتہہ مار کر گلہ رنگل دفن کر دیا بعد اُنکے دفن کے بیراگی جو تیان پہنے مسجد میں آئے ہوم کیا کھڑ
 بجا یا بہت بے ادبیان کین اوسکے قریب قبر خواجہ میٹھے کی قبر تھا اسے سید سالار کی تھی اوسے
 نوڈ ڈالا انشاہر ہے کہ جمعیت بیراگیوں کی اتھار تھی لیکن سیکڑوں دوشر ہی لازم راجہ ہاشنگد اور پاد
 راجہ کشندت رام اور زبنداران کرد و پیشین مدد کو بھونچے دس بارہ ہزار کی کثرت ہو گئی آخر
 نوبت یہاں تک پہنچی باوجودیکہ بگم پور کے رہنے والے نزدیک غلام حسین تھے مگر بروقت معز
 نتھے گئے ہن تھے بیراگی اور گولہ دار کے لوگ گئے اونپر چلے کیے اور ان بچاروں سے جس طرح ہو سکا
 غلط نامہ میں کیا ایک شخص افضل بیگ نے غم کھا کر صاحب قراش ہے اور اب محلہ مذکور کے رہنے والے
 اور مسلمانوں سے اثاثہ بہت گھر میں چھوڑ کر اہل و عیال قیام فیض آباد اختیار کیا ہے اور
 اس قدر قوت بیراگیوں کو پولی ہے کہ کسی مسلمان کو ہنومان گدھی سے گزرنے نہیں دیتے اور ب
 اہل اسلام کو ڈراتے اور وہم کاتے ہیں یہ حال شورش اور بدعت بیراگیوں کا ہے اور ہنومان کی
 میں مسجد کو بہت سے لوگوں نے اپنی آئینہ سے دیکھا ہے بلکہ اوس میں نماز بھی پڑھی ہے اور بھیکو
 برس کا تھانی بار علی ابن الدین قاضی حبیب اللہ کے پاس موجود ہے چنانچہ ایک اور میں

بنائے مسجد ہنومان گدھی میں رونما ہی تک پھونچا مرزا اعلیٰ علی منصرم پچھم رات سدر راہ چوک
وہیں سے اونٹھیں پھیر دیا اور انکے دو چار ہمراہیوں کو جو فیض آباد پھونچے تھے نارتھ کو توال
اور کپتان الگنڈر آرٹھر کے نے باہر نکال دیا جب یہ پرچہ اخبار پیش گاہ شاہ جمباہ گدڑا حکم
تحقیق مسجد آغا علی خان ناظم اور مرزا منعم بیگ کو توال کے نام فرین بدستخط خاص ہوا۔
غلام حسین شاہ پھر گئی اشخاص سے جامع کسبی جو سیتا کی رسوئیں سچے مقیم ہوا اور کسی کے
کہنے سے وہاں سے نہ نکلا پھر غلام حسین شاہ لکھنؤ سے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر اس مسجد
میں پھونچا اور باد صفت عدم بضاعت و قلت جماعت کمرہت مسبی کے ہیرا کیوں سے نکالو
کی باندھی کپتان آر صاحب مرزا منعم بیگ مرزا اعلیٰ علی نے مسلمانوں کو مشارکت غلام حسین
سے روکا اور ہیرا کیوں کی مدد را جہ مان سنگہ بہادر اور زبیدار گرد و پیش سے جو جو پھونچے
لگے یہاں تک کہ دن بارہ ہزار آدمی جمع ہوئے اور معبر دریا بند کر دیا اور غلام حسین کے پاس
سوا بے چند غربا کے اور کوئی نہ تھا۔

روز جمعہ ۱۲ شہر زلیقہ سنہ الیہ تقریباً دو سو آدمی اہل اسلام سے نماز جمعہ کے واسطے مسجد
جامع میں جمع ہوئے ہیرا کی انکا مجمع سنکر بلا کر کے انکے سر پر پھونچے پھر اہی غلام حسین نے قصد
باہر نکلنے کا کیا سپاہی کو توال اور سوار ہر اہی آر صاحب جو رفع شر کو متعین تھے درمیان آئے
اور مانع فساد ہوئے کپتان موصوف بھی خبر بلو اسنکر و مان پھونچے رفع شر کر دیا لیکن مسلمانوں کو
اس نہ کامہ بین ادا سے نماز جمعہ کی نوبت نہ پھونچی دوسرے دن شنبہ کو جان ہری صاحب
مشارکت کپتان آر صاحب کی واسطے لکھنؤ سے پھونچے اور مسجد کو آکر دیکھا اوسمیں دروازہ تھا
کہا یہاں کا دروازہ لگانا مناسب ہے جس سے حفاظت ہو جائے اور ایک شخص کو ہر اہی غلام حسین
افہام و تفہیم کو بلوایا اس عرصے میں غلام حسین کے ساتھی دو تین آدمی حملہ کی پورہ بین جا کر
جوڑی کو اڑے کی اوٹھا لائے راہ میں ہنومان گدھی کے ہنور سے اونٹھیں گولیوں سے زخمی
کر دیا اونٹھوں نے کو اڑے چھوڑا و نہر حملہ کیا پس کر دیا اس عرصے میں بازار رحمت نازل ہوا
ایک ساعت تک جدال و قتال موقوف رہی اوسوقت ایک کبڑا ہر اہی غلام حسین کی واسطے
جو درون سے بے آب و دانہ تھے کھانا لایا کپتان آر صاحب اور جان ہری نے اپنے سپاہیوں کو

باو عا سے اینکه ہنود ان مہیہ کندیہ شامل مکان و اجاطہ تہخانہ کردہ اند اجتہاد غریمت ہنود
 وارند و بادشاہ والی ملک کہ اہل اسلام است افراد تدارک و صورت ثبوت و منع حجت
 ظفر فغان می فرمایند و معافیت و ہجوم غریمت کہ در ضمن شکل آن و یار غونیزی اہل اسلام است
 بنمایہ و ضرورت تعمیل امر سلطان و فتح غریمت می یابید یا نہ بنواد و توجروا ہو المعرب۔
 جواب۔ تعمیل امر سلطان و فتح غریمت می باید و اللہ اعلم کہتہ محمد یوسف صحیح الجواب
 حررہ محمد رحمت اللہ الجواب صحیح تحریر نمودہ و اعظم العباد و خادم احمد قد اصاب من اہل ابواب کہتہ
 محمد سعد اللہ الجواب صحیح و الہی الخیش و اللہ اعلم حررہ ابو البرکات اللہ عو تراب علی غنی
 رکن الدین تراب علی۔

کیفیت

زمان سابقین میں اودہ کی بلندی پر جس کا نام ہنود نے ہنومان گڑھی رکھا ہے ایک مسجد
 بنائے سلطانین مانیتہ تھی ایک فقیر مسلمان اوسکی چاروب کشی کیا کرتا تھا اور پہلوی مسجد
 میں بڑا چبوترہ تھا اور پندرہ مجرمین تفریہ رکھتا تھا بعد ایک مدت کے ایک فقیہ ہندو بھی
 اہلی کے درخت کے نیچے جھنڈی بٹا کر رہا ایک چھوٹی سی کوٹھری بنائی اوس میں بت رکھ کر
 مقام ہنومان قرار دیا بعد جناب غفران مآب نواب برہان الملک میں بعض ہنود کو ناہ اند
 نے مسجد جو بلندی مذکور پر تھی اوسے منہدم کر دیا تھا فوج قاہرہ سرکاری بھونچائی اودن
 کو ناہ اند نشیون کو ستر اسے اعمال دیکر تہخانہ کو توڑ بہستور سابقین بنائی مسجد قائم کی بعد مرد
 ایام ہیرا گبون نے پھر تہخانہ بنایا مسجد سے کچھ متفرع نہوے جہنک حکومت پچھراٹ وغیرہ
 نااتہ سرکاری سے راہہ دشمن سنگہ بہادر کو ہوا کفار اس دیار کو قوت و غرور زیادہ ہوئی اوس
 مسجد کو گرا کر مکان گدھی میں لایا اور مسجد و فتح رام گھاٹ وریا کو تراب کر کے اوسکے
 صحن میں اپنے مسکن بنائے اور اوسکے اندر کوڑا ڈالنے لگے اور سیکڑون مقابلہ اہل اسلام
 کو نوکر ادنی انہیں اور پیچرون سے بڑی شان و شوکت سے تہخانے بنائے بہا شک کہ مسجد
 بہت اور تہخانے بلند ہو گئے۔

کئی عیسائی عاصمہ کہ کہ غلام حسین شاہ جہاں و حجت اسلام سے کسی شخص جہاں لیکر گیا

استفتا و مسئلہ اشاعتی اندھپہ و سخط مجتہد العصر سلطان العلماء

سوال - تو اہم رحمہ اللہ فی ہذہ المسئلۃ اگر مسجدی اہل اسلام قیام باشند و در حالت غفلت کہ آنہا در خواب باشند گروہی از اہل کفار عمدہ عظام یورش کردہ اہل اسلام باشند کہ از خون آنہا مملو و پر شد و آنہا در مسجد قبول کردند و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختہ و دیگر بے ادبیہا باکن ساختند و جمیع عظیم مجتمع شدہ ہر کسے را از اہل اسلام یا بندہ باشند و مسلمانان ساکنان آن مقام بخوف جان و آبروی خود جلالت و طعن شدند پس مجاریہ مجبور کفار مسلمانان و بار و مصدر را فرض است یا نہ و اگر کسے درین جنگ از دست کفار کشتہ شود ساق خواہد شد یا نہ مینو او توجہ روا۔

جواب - پناہ بخدا می عزوجل از شر کفار بر حکام اسلام و از اہل ایمان و اسلام برفع شر کفرہ لایم لازم است واللہ اعلم۔
ایضاً - ما تو لکم ایہا اعلام رحمکم اللہ کہ وقت هجوم کفار شرکین بر مسلمانان و ہدم مساجد و انداختن مصاحف مجیدہ و رنجاست و انصاب چون خار بر در مساجد و قتل مسلمانان و دیگر امور ہتک اسلام و اعراض حاکم اہل اسلام پس در صورت بر مسلمانان قتل و قمع آنہا واجب است یا نہ و اجازت والدین ہم شرط است یا نہ مینو او توجہ روا۔

جواب - حکام را بہت است حاکم دفع کفار از اہل اسلام و اہل ایمان و اجرای حدود و بر مجاری شرکین و قضای مسلمانان واجب است و ہوا العالم مہر طغرا
چہ اگر شاد میشو و در باب کشائیکہ ہر اسی جنگ ہنودان در فیض آباد میر و نذیر اکہ ایشان ارادہ انتقام انجین بے ادبیہا سے ہنودان کہ با قرآن مجید و مسجد نمودہ اند میدانند جنگ و رفتن ایشان عند الشرع جائز است و ثواب دارد یا ممنوع مینو او توجہ روا۔

جواب - بدون مشارکت و معاونت حکام عرف یا حاکم شرع تدارک چنین امور صورتے ہوا ندارد و ہوا العالم مہر طغرا
استفتا و دستخطی اہل سنت چہ می فرمایند علمائی دین اندرین مسئلہ کہ اہل اسلام

اونکے لکھنؤ میں نہ آنے سے بہت غصہ ہوئی تھی کہ خدا نے ہماری دعا سبب اب کی گراون ٹمرٹ کو شہر جو اونھوں نے اپنے ترو سے اس میں پر کشمکاری کی تھی کہ یہ اپنی فصل پر نشوونما کر کے اپنا ثمرہ دکھائیگی چنانچہ اونکی بیوبک خالی نہ گئی۔

میلہ قصیر باغ شاہی

۱۲۔ شہر ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۸۵ھ مطابق جولائی ۱۸۶۸ء میلہ سلطانی موافق دستور نظام سالگندہ شہر دہلی پرستہ ہوا ہزار ہا اہل شہر بیکہ کے ملازم لباس رنگین خرا بنے ہوئے، خلّ قیصر مرغ ہوئے اور جتنا سامان جشن و عیش اور جلوس اور تکلفات تھا حسبِ حکم شاہی ہوا۔ فی الحقیقت ایسی کیفیت خاص قابلِ دید ہے نہ شنید۔ ۱۳۔ تاریخ میلہ کا خاتمہ ہوا۔ پہلے دن صحبت عالیال مشائخ صوفیہ بھی روبرو سے بادشاہ ہوئی اور ہر سالک مسالک طریقت اپنے جذب شوق سے اس مجمع عام میں ایک حال سے دوسرے حال میں ہو گیا۔

سائخ حیرت افزا سے سید امیر علی شہید جو بپا بدنامی اہل اسلام میں ہو گیا تھا
نقول کاغذات مقدمات فیض آباد

جو ہند و مسلمان میں بنائے ہوئے فساد عظیم و آخرت متعلقہ و مجادلہ مجموعی واقع ۱۲۔ ۱۳۔
ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۸۵ھ مطابق جولائی ۱۸۶۸ء۔

استفتاء اہل سنت و ستیخت مجتہد العصر سلطان العلماء

ما توبکم ایہا العلماء شکر اللہ سمیعکم۔ اندرین صورت کہ مقتولان قمیش آباد کہ خود ہمارے مسلمان
میکوند و بظاہر خاندانِ شریفہ اللہ از کفار جنگ کردہ قتل شدہ حکم شہادت برایشان درست
یا نہ دبر امتدیر مسلمانان را انتقام آن قتال و جدال با کفر و فحشاء باید یا نہ و کسی کہ مسلمانان را
از انتقام کشیدن کفار باز دارد و منع کند در حق او چه گفتہ آید۔
جو اسباب۔ بر حکام اسلام دفع کفر و لیا اہل ایمان و اسلام لازم است واللہ اعلم۔

جنرل اوثرم صاحب نے اونچین بستیور سابق دفتر و شقہ میں مامور کیا اور منشی فضل حسین بکن
 قصبہ ایٹھی قریب لکھنؤ میں مولوی عبد الاحد پوتے مولوی فالوں کو میر منشی دفتر فارسی کیا
 اس روز ٹیڈنٹی میں میر منشی مولوی غلام قادر خان جانیسی ہوئے جن کا نثر اور روپیہ کامشاہ پھر پڑ
 ادا ام حیات رہا اور اکثر انصرام کار بار سرکار میں بہت نیک نام رہے اس کے بعد مرزا باقر علی خان
 کرلہانس صاحب اور پھر جان منٹن صاحب کے میر منشی رہے پھر منشی علی نقی خان جو ۹-
 لاکھ روپیہ نقد سوا سے املاک کے چھوڑ کر مرگئے اون کے تین بیٹے تھے بڑا بیٹا پچھلے سے بعلت کسی
 مارا گیا دوسرا مدفوق ہو کر مر گیا چند روز تک وہ بھی میر منشی رہا صاحب لیاقت تھا تیسرا
 چھوٹا غنیش دنیا میں سب مال دولت لٹا کر حالت افلاس میں مر گیا املاک داخل حصار
 بلی گار ہوئی پھر منشی التفات حسین خان رکشا صاحب کے منشی ہوئے بہت صاحب غنت
 پر غرور اپنے بیٹوں کی شادی بڑی عظمت و شان سے کی اپنی مدت خدمت میں ۱۶- لاکھ
 روپیہ حاصل کیا تھا صاحب اخبار اگر وہ لکھا تھا کہ میر منشی سرکار سے دوسور روپیہ ماہوار می کا
 دیا ۹- برس تک رہا میں نہیں جانتا اس قدر روپیہ اوسنے کس حساب سے جمع کیا تھا ایک ہی
 پر عاشق ہوئے فوت جوانی کے واسطے کشتہ کھا یا تھا اوسی میں مر گئے پھر ان کے بھی بیٹوں سے
 وہ مال اور دولت سب لٹا کر مفلس ہو گئے۔

خلاصہ اسے بہتر کوئی صاحب عزت اور صاحب لیاقت اور صاحب مال تا انتہای ملک ٹیڈنٹی
 میں نہیں ہوا سوا سے ملازمی سرکار کے یا فائدہ مقدمات کے سب کو علی قدر حال سرکار شاہی سے
 بھی ملتا رہا اوس کا حساب نہیں۔

جنرل اوثرم صاحب اور جنرل سلیم صاحب سے رسل و رسائل یومیہ جاری رہا خصوصاً باب
 انتظام ممالک محروسہ اور خرابیاں جو ان کے وقت میں نہ تھیں رہیں اور اشخاص مشخصہ جو بانی
 مبنی خرابیوں کے ہوتے تھے لیکن اسکے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ جنرل سلیم نے دو برس کی رحمت
 طلب کی ہے غائب ہے کہ کانپور سے روانہ کلکتہ ہوں اور بعد ملاقات نواب گورنر جنرل و لاٹ
 جابین اونچین دو عارضے ممالک تھے ایک غیابتیں دوسرا آشوب چشم چنانچہ جب کلکتہ سے
 جہاز پر سوار ہوئے کسی دن کے بعد مر گئے غریب سمندر ہوئے ناظم اور ناعاقبت اندیش سرکار

سال مذکور مفصلہ ذیل کا حکم محکم سب دفتر و نون مین بھوپنجا دین کہ بعد سال ہجری مطابق اول
تاریخ و سال موصوف بقید سنہ الیہ اور بعد اسکے سنہ جلوس والا لکھے جاوین۔
ماہ واجدہ کی۔ ماہ محمدی۔ ماہ اختر کی۔ ماہ مسکندری۔ ماہ سپہی۔ ماہ آشنائے شری۔
ماہ امانی۔ ماہ منور۔ ماہ مراتب۔ ماہ منصور کی۔ ماہ سلیمان۔ ماہ نبی۔
مرقوم ۲۱ شہر ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ مطابق ماہ واجدہ سنہ احدیوم المبارک مطابق سببہ
جلوس والا فقط شروع سال شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پیدائش بادشاہ اسی مہینے
کی ہوئی تھی۔ ۴۔

ورود ہمارا جہ ولیپ سنگہ و ہمارا جہ حیا جی راؤ سیندھیہ

ہمارا جہ ولیپ سنگہ بہادر مع ڈاکٹر لوگن صاحب سرخ آباؤ سے ماہ جنوری ۱۲۸۵ھ مطابق
۱۲۸۵ھ لکھنؤ میں آئے بہت تھوڑے سے شاکر و پیشہ اور جلوس سواری ساتھ تھا بعد یہ
دہلی سے مکانات شہر وغیرہ روانہ کلائے ہوئے وہاں سے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل
لندن کو گئے آمد و رفت کی سلامی توپ ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تلقین سے ولایت میں چھائی
ہوئے کسی پادری کی بیٹی سے شادی ہوئی طفل نابالغ کو جس مذہب کی ہدایت کرو ہو جائے
فہمیدہ اور باخبر کا عیسائی کرنا مشکل ہے۔

ہمارا جہ بیجا جی راؤ سیندھی بہادر والی گوالیار مع صاحب رزیدنٹ جمعیت تعلیل سے پہلے
فیض آباد جو وہیہ کا تھان کیا پھر لکھنؤ آئے صاحب رزیدنٹ کی کوٹھی میں اترے حضور
عالم سے بڑا۔ جس نے ملاقات کرائی فیض باغ دیکھا نیکو لگے گئے بادشاہ کو ناگوار ہوا کہ میرا مکان
تاشا کا زمین مگر خاطر صاحب رزیدنٹ کہی دن رہ کر شہر کو دیکھ کر چلے گئے ۱۲۸۵ھ عیسوی
مطابق ۱۲۸۵ھ ہجری۔

منتہوی میشری رزیدنٹ

۱۔ ۱۲۸۵ھ عیسوی ہمارے مجیدین اہلستان ہنیر صاحب نے میشری رزیدنٹ کیا تھا

ہوئے جب شرف بلازت حضور عالم حاصل کی خلعت ووشالہ رومال پایا تاج الدین حسینی تاج
نے غرضت و پیری عرض کر کے اپنی حاضری تخلیہ کی چاہی اجازت ہوئی جو رطب و ایں
باتین خیر خواہی کی تھیں ازراہ دلسوزی گوشنگداز کین اپنی طرف متوجہ کیا مرزا وصی علی بنی نکو
انکے تقرب سے کھٹکا ہوا اتفاقاً قیام رخصت حسین صدرا علی کانپور کے رخصت باخفا ہما
حضور عالم ہوئے ہر روز خوان نعمت نوشجان کرتے تھے انکے پاس صاحب الدولہ وغیرہ
مقرر بان شاہی ہر روز حاضر رہتے تھے اس عرصے میں حریفان کین نے ایک شخص مجہول سے
عرضی کیفیت صدرا علی کی شارع عام سے صاحب حج کانپور کو دلوا دی کہ صدرا علی نے
اپنے نام سے حضور عالم سے بہت کچھ لیا ہے کہ آپ واسطہ فہمائش صاحب رزڈنٹ اوکیو
ہوں علمہ پھر ہی نے عرضی کو خوب تیز کر کے صاحب کو سنایا صاحب نے برہم ہو کر صاحب رزڈنٹ
کو لکھا کہ صدرا علی کو جلد روانہ کانپور کریں حکم قضا شہم سے صدرا علی تو راہی کانپور ہو گئے
اور مبادولہ فتحپور کو ہو گیا اور خوانین کے واسطے لکھا تھا کہ ان لوگوں کا اخراج شہر سے زمان
سابق میں بہ بدنامی ہو چکا ہے ہمیں تعجب ہے کہ تم نے کیونکر انکار ہنگوارا کیا ہے۔

خلاصہ برکت یمن ماہ مفر سے تاج الدین حسینیان قصبہ بجنور کو گئے پھر کا کوری ہو کر موہانمین
حکیم فرزند علیخان کے مہمان ہوئے اوسکے بعد الہ آباد گئے حضور عالم سے نوبت رخصت بھی
پنائی احسان حسینیان بھی کا کوری سے ہو کر کانپور گئے حضور عالم نے محض با پس با بنجوت طہر
صاحب رزڈنٹ کچھ اسمین مداخلت نہ کی اس خیال سے کہ تازہ وار دہین مبادا مثل جنرل سلیم
انے بھی وہی صورت بدگمانی پیدا ہو طرح دیگئے مگر سمجھے کہ یہ کار فرامی مرزا صاحب کی ملتی
اب اونکا وار سنیے کہ مثل کانپور لکھنؤ میں ایک عرضی بڑا صاحب کوراہ میں دلوا دی وصی علی بنی نکو
جنرل سلیم صاحب کے کس شد و مد سے شہر سے نکلوا دیا تھا پھر یہ کیوں شہر بن آنے پائے اسدیلتر
ہمارا بھی کچھ قصور تھا لیکن یہ عرضی کچھ مفید مطلب نہ ہوئی یا خود بڑا صاحب کے طرح دی۔

اجراے احکام عظام بنام حضور عالم بہادر و مصلح السلطان انکجہم الدولہ
مبن ابتداء ۱۳ شہر ذیقعدہ ۱۱۸۱ ہجری سے سال یوم المبارک شہر و جم سال نور قرار پایا ہے

ہیزر صاحب پر ہوے۔

چندر وزیر پیشتر کپتان مونسوٹ نے بھارت ارسال پرچہ پیام آغا علیخان ناظم سلطان پور فشی جانکا
روز پڑھنی کو عہدے سے موقوف کر کے بانکے بہاری حوران دفتر وثیقہ سے بعد رو بکار فشی
مغزول مقرر کیا تھا فشی مذکور ڈاک میں روانہ میرٹھ ہوئے جنرل سلیم صاحب اپنی تہی
صفائی لائے مگر مفید طلب نہوی کسواسطے کہ صاحب منوب کو اختیار کلی ہوتا ہے قدرت
کام نہیں آتی انکے باپ فشی روشن لال نواب امیر الدولہ حیدر لیگان کے وقت سے
روز پڑھنی میں نوکر ہوئے تھے۔ بہت سے انقلاب اور گرم و سرد روز پڑھنی کے دیکھ چکے تھے
اور اسی نوکری سرکار میں مر گئے۔ بعد اسکے فشی مذکور ملازم سرکار شاہی ہوئے۔

تاج الدین حسنین احسان حسنینخان کا نام پھر شہر سے مع میرتھ جہان

تاج الدین حسنینخان کو جب نواب محمد سعید خان رامپور نے روزگار سے برطرف کیا الہ آباد
اپنے داماد مظفر حسنینخان کے مہمان ہوئے انکی بیٹی عجب باندا اور عابدہ تھی مگر گریہ سے
حالت تشویش انہیں تھا اس صدمہ روحانی سے ایسا کا تا بوقت سے کرارادہ کر بلائے معلوم کیا
کسی واسطہ محل سے اکثر بادشاہ کو عرضداشت باب خیر خواہی میں بجا کرتے تھے ایک عرضداشت
اس مضمون سے کہ فدوی شکستہ حال و کم استطاعت ہو گیا ہے متمنی زیارات مالیات ہے
امیدوار ہے جتنا فضل روانگی جواز ہو دار المؤمنین میں چند روز اگر سہرکرون بظاہر حضور
کو بھی ان سے کچھ خدمتہ تھا عرضداشت مزین بہت خوبصورت و معتبت شہر دار وائے الہ آباد ہوا۔
احسان حسنینخان بھی اپنے مامون کے ہم سفر ہو کر ڈاک میں چلے۔ تاریخ ماہ صفر روز چہار
شعبہ ہجری لکھنؤ میں شاہ پیر محمد کے بیٹے پر فشی فضل حسین کے گھر میں اترے پریشاں حال
لکھنؤ بوق بوق جمع ہو کر ملاقات خوانین کو آئے لگے اس خیال خام سے کہ انکے طالع ستارہ
نے پھر عروٹ بشرت کیا ہے حالانکہ یہ نادان تاریخ تمیون بدین تھے انکی تاثیر خیر ظاہر ہوگی
اکثر اہل مغرب نے خود وہ تصدق خوان لہجہ خیاقت بھی بھیجے مگر خوانین نظر باعتبار طلاق
بہت کم کرتے تھے ایک دن آغا باقر کے امام بارے میں مجلس کی بہت سے مرثیہ خوان ندیم جم

مرزا وصی علیخان کا کوری سے لکھنؤ میں آنا

جب نعل سلیم صاحب روانہ منزل مقصود ہوئے اور بظاہر کسی طرح کا کھٹکانہ نہ آیا۔ تاریخ شہر صفر ۱۲۰۹۔ پنجے صبح کو اٹھ اٹھ مطابق ۱۲۔ نومبر ۱۸۲۵ء عیسوی مرزا وصی علیخان شادان و فرحان کا کوری سے حاضر حضور عالم ہوئے پانچ اشتر فیان نذرین اور جناب وزارت آجکے پانون پر سر رکھ کر بہت سا شکر گزار ہوئے اور بالا جمال شکایت نافرمانی و نالانصافی رزیدنٹ اور اپنا بچنا بیان کیا پھر عصمت آب جناب گیسو صاحبہ کو نذر دے کر گھر آئے اور کمال فارغ البالی سے اپنے کاروبار میں مشغول ہوئے۔ مجالس عنہ انڈونیا ز صدق دل سے کیے۔ انما تقبل اللہ من المتقین سے غافل تھے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا تشریف لانا

اس مدت رخصت جنرل سلیم صاحب میں کسی صاحبون کی خبر آمد آمد مشہور ہوئی چنانچہ سرچارچ شیکسپیر صاحب بتی بھائی جنرل او صاحب کی شہرت زیادہ تھی مگر حسب تجویز نواب گورنر جنرل جنرل حمیس اوٹرم صاحب جو رزیدنٹی حیدرآباد سندھ سے عدنان میں تشریف رکھتے تھے لکھنؤ کے رزیدنٹ مقرر ہوئے۔ پہلے کلکتہ آئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ لکھنؤ ہوئے۔ مسیح الدولہ سفیر شاہی عارضہ ذہل وغیرہ میں گرفتار تھے لیکن کشتان نذر یہ چھٹی کپتان ہنر صاحب کا پتہ ہو گئے۔

۴۔ تاریخ ماہ دسمبر ۱۸۲۵ء مطابق ۱۲۔ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۰۹ ہجری نصیب شب کو داخل کوٹھی دگشا ہوئے۔ ۵۔ تاریخ موافق دستور مرزا ولیعہد بہاؤ حضور عالم شانہ رادے امرا جلوس شاہی سے استقبال کو گئے شاہ منزل میں چائے پانی فیل جنگی وغیرہ ہونی بعد اسکے صاحب رزیدنٹ اور صاحب اسسٹنٹ مرزا ولیعہد حضور عالم کے ساتھ ملاقات بادشاہ کو آئے بعد چند کلمہ توثیقہ عطر و مار لیکر رخصت ہوئے تھوڑی دیر کو ٹھہریں ٹھہریں میں ٹھہر کر چھپاؤنی منڈیا نون میں تشریف لے گئے۔ متوجہ کاغذ خزانہ رزیدنٹی ہوئے باقی سب امور محول کپتان

رخصت جرنل سلیم صاحب

جرنل سلیم صاحب نے بسبب علالت خراج تجویز ڈاکٹر صاحب کو رخصت سے ۱۵ مہینے کی رخصت طلب کی اور پھر پیرام بادشاہ کو بھیجا کہ نیاز مند بسبب تبدیل آب و ہوا ایک مہینے تک چھائی منڈیاؤں میں رہیگا کپتان ہیز صاحب قائم مقام انصرام مقدمات سرکار بن کر نیلے۔ ایک مہینے پیشتر سے صاحب نے اسباب فصول عجیب جو انس تاجر کی کوٹھی میں نیلام کو بھیجا تھا بعد روانگی وہ نیلام ہوا اور صاحب ۵ اکتوبر ۱۸۵۵ء عام مطابق ۱۲ محرم سن ۱۲۸۶ھ کو روپے چھپنہ شام کو ۷ بجے من حیضہ ڈاک میں روانہ میرٹھ سے ہرے راہ میں ڈاکٹر صاحب کی تجویز میں کچھ خدمت گذار کہ شاید موافقت کار پر وازوں سے اسی پرے میں میرٹھ کے اخراج لکھنؤ کی تدبیر کی ہوا اپنے رنج غلجان سے میرٹھ گئے ڈاکٹروں کو جمع کر کے موافقت آب و ہوا علالت خراج بیان کیا اتفاق سمجھوں گے کہا کہ ہمارے نزدیک آب و ہوا سے شلہ تمہارے واسطے اچھی ہوگی بلکہ لکھنؤ کی آب و ہوا اچھی تھی چنانچہ صاحب نے یہ تجویز ڈاکٹروں کی صدر کو لکھی مگر مقبول نہ ہوئی کس واسطے کہ جنرل اور ٹرم صاحب عدل سے مقرر ہو چکے ہیں بعد انقصائے مدت رخصت استیفاء اختیار ہے۔

اس حکمت عملی کو اکثر سمجھے کہ دشمن کمین نے اپنا وقت پا کر یہ صورت صاحب کے اخراج کی نکالی اور مدت رخصت کو صاحب کے خواب پریشان سمجھے اور انہی کو تاہ اندیشی سے اہل اہل کا لکھتے کو پہنچے دیکر افعال کردار صاحب موصوف کو جو مدت رزیدنٹی میں کیے تھے اپنے ذہن ناقص سے مفسدوں زبان میں کر کے چھوڑے سمجھے کہ ادلت کس کل میٹھے کا چنانچہ بڑا نصاحب ماحر کو بھی نہ جاننے حرکات ناشائستہ دیکھ کر شہر سے نکلوا دیا تھا اور بخون سے لندن میں بنا کر ناسرکی بہت تنہا اور ایسی ناک ہوا۔ صاحب اگر اخبار نے مناجان کے باب میں بہت کچھ لکھتے ہیں جنرل کو صاحب کہتے تھے کہ جیسے کسی کو چہ سے ملتا ہے اکثر کہتے دور سے بھونکا کرتے ہیں پاس میں آتے۔ ایسا ہی اہل اخبار جو کہتے ہیں ہمیں کیا پرواہ ہے۔ البتہ سرکار سے نصیحت اجازت عام ہے۔

کوٹھن پر سر راہ جمع ہو کر بیٹھی اور عوام الناس نے شہر میں دھوم مچا دی جب شام ہو گئی سب اپنے اپنے گھر چلے گئے شہر کے انتظار میں تھاکر اوٹھ آئے۔ بچے صندوق متغفل میں شہر کے مقدسہ بند زیر شامیانہ مثل تابوت اوٹھائے ہوئے چلے جاؤس شاہی سبب ظلمت شب جا بجا متفرق ہو گیا تھا روشنی بہت کم تھی مرزا ولی محمد جبریل صاحب اور شاہزادہ امراترغ کے صندوق کو سلام کر کے چلے گئے تھے فقط منسلح السلطان اہتمام الدولہ ساتھ تھے آدھی رات کو صندوق در و دروازے پر بھونچا بادشاہ نے آداب ایمانی سے استقبال دروازے تک کیا اور قیصر باغ کی بارہ درمی سنگلی میں رکھوا دیا دوشالہ رومال خلعت سسر روپیہ سید حامل شہر کے کوٹھن پر بھی اس قدر مشقت و جان رکھا ہی اور مدت سفر دور دراز اور سفر میں مجتہدین سے حاصل ہوا کوہ کندن اور کماہ بر آوردن ہوا اور توقعات جو دلیمن سوچتے تھے کچھ نہ ہوئے بہت دنوں تک خواجہ سراؤں کے پاس آیا کیسے پھر کیسے احوال اور تابوت سیکھنے کا ہنسنا کیا ہوا اوسمیں شہر کے مقدسہ بھی کیا صورت ہوئی اسکے بعد دوسرے زوار صفا ایک شہر کے چھوٹی بوا کر آئے۔ طمع نفسانی سے چاہتے تھے اسے بچا کر کچھ فائدہ اوٹھائیں نہوا ایسے خاک پاک کی خیرین ارض اقدس میں ہر طرح کی بنی بن کوئی تبرک سمجھ لیتا ہے اوسے فائدہ ہوتا ہے۔

اخراج شیخ قطب الدین

شیخ قطب الدین مہبوق الذکر جو شریک کار پرواز می مرزا وحی علیخان تھے مقدمہ قتل گنگا بخش زمیندار بٹانی ماہ شوال ۱۱۸۷ھ مطابق جولائی ۱۷۷۴ء حکم حضور عالم سے ازاہ مصالحت وقت میزنا حسین مستم روز شہر کے ساتھ روانہ کا پور ہوئے یعنی انھی کشتن و بچہ اس را نکاہد اشتن کار خردمند ان نسبت ہر چند مقدمہ گنگا بخش میں بہت عرقریزی و جانفشانی وغیر خواہی سرکار کچھ سمجھ کر کی تھی اور امیدوار رفاہ و فلاح کے تھے مگر مقسوم سے زیادہ حامل نہوا اور بیکنامی خلائی تو ظاہر ہے بعد چند روز کے پھر اپنے گاؤں میں آکر رہنے لگے۔ اب مر گئے۔

قریب ہوں خلاصہ بعد چند روز کے پہر بسلا مت اپنے گھر میں آئے۔ اب صاحبان قسم دیکھیں کہ نکتہ مقابل چوٹ ہوئی مگر وار خالی گیا۔

سیلی گارو کے تلسنگے سے چھتری چھین لینا بڑی صاحب کا خفا ہونا

ایک دن حضور عالم کی سواری بڑی دور باش سے سیلی گارو کی شکر سے اردو دلت پر جاتی تھی ایک تلسنگہ سیلی گارو کا تھا لی میں جنس طعام رکھے وہوپ بن چھتری لگائے اپنے مقام رسوائی کو جاتا تھا سواری کے لوگوں نے خلاف داب ہندوستان سمجھ کر اوس چھتری کو منع کیا سپاہی نے کچھ تامل کیا آخر بعد قیل و قال چھتری اوس سے چھین لی سو بہ دار نے رپورٹ رزیڈنٹ سے کیا حکم ہوا جب ادھر سے سواری وزیر نکلے تم چھتری لگاؤ جو منع کر اوسے سوئے مارو جب یہ خبر حضور عالم نے سنی راہ راست چھوڑ کر طریق خط منحنی اختیار کیا گراہ گنج ہو کر کبھی سواری بجزہ در دولت پر جانے لگے جب یہ بھی رپورٹ صدر ہو کر حکم آیا کہ اپنی چھاؤنی میں سپاہی چھتری لگایا کرے۔

ورو و خندق مبارک کر بلا سے معلّے

۲۶ شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۸۵ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۸۶۸ء سید محمدی حسن ہندی قدیم ساکن لکھنؤ تھے ۲۷ برس سے مجاور ارض اقدس کر بلا سے معلّے تھے اپنا وسیلہ رفقاء و فلاح سمجھ کر ایک شریعہ خاک پاک و مان سے مول لیکر یا کسی صورت سے اتھکائی ہوئے ہندوستان خطوط سفارش لیکر دیانت الدولہ کی کر بلا سے نو تعمیر میں دوسرے خطوط سفارش سبکو دیے باتفاق خواجہ ہراؤن نے ملکہ بادشاہ سے عرض کیا کہ فقط آپ کے اقبال سے ایسا امر جدید آپ کی سلطنت میں ہو اسے کسی اور سلطنت میں نہیں ہو اس شریعہ کا احترام تو لوازمہ ایمان سے ہے بادشاہ انکی باتوں کو تیر دل سے سنتے تھے حکم دیا کہ سب ایمان دولت سے پیش ہو کر شریعہ کے استقبال کو باوین چنانچہ سب انکے شہزادے۔ امرا مرزا و بیگم بدار کھین تعمیر شرف الدولہ نام رنساخان اور کر بلا میں آکر جمع ہوئے۔ شہر کی غارت

ہم کو ایسا منظر ان مجموع آتش افروز یون کاشرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی طرف سے
 ہے پس ایسا شخص جو تنازعہ فیہ سرکار بن عالتین ہو چاہیے کہ وہ شہر سے نکال دیا جائے اور اسکا
 جواب دیا و شاہ کو کیا کہ آپ کو اپنی قلمرو ملک میں ہر شخص کے رہنے نہ رہنے کا اختیار ہے۔
 روز یکشنبہ ۹۔ ربیع الاول مرزا علی رضا بیگ کو تو ال شرف الدولہ کے پاس آئے
 حکم قضا شیم اخراج بلد سنایا شرف الدولہ حکم حکم سرکار کو عین طریقہ نجات اپنا سمجھ کر
 متوجہ و سرگرم طلب کر اپنی ڈاک اور طبکاری اسباب سفر ہوئی اور دو ساعت کے توقف
 میں اپنا کام انجام کیا یعنی ایک عرضی اپنی منصبت تازہ کی مثل باد صحر صاحب رزیدٹ
 کے پاس منڈیا نون میں بھیجی حکم ہوا تم اپنے گھر سے سوار ہو کر لوہے کے پل سے سید ہے
 چھاؤنی میں چلے آؤ خلاصہ کو تو ال بھی صاحب رزیدٹ سے خائف رہتے تھے اور درپردہ
 اپنی خیر خواہی دکھاتے رہتے تھے اور سرکار کے ایسے کام کو خوب سمجھتے تھے شرف الدولہ
 کو گاڑی میں سوار کر رومی دروازے تک ساتھ آئے خود داخل بڑے امام باڑہ ہوئے وہ
 لوہے کے پل سے حاضر حضور بڑے صاحب ہوئے عرض حال کیا حکم ہوا اگر ایسے کے بنگلے میں جا کر ہو
 در یہ کیفیت رپورٹ صدر کی کہ شرف الدولہ و متمم اہل و ثانی فردوس مثل انکی حفاظت اور کفالت و وکالت
 متعلق سرکار سمجھنے و علی خان کو مخرب فتنہ پر واد ملطت سمجھ کر شہر سے نکلوا دیا و شاہ انہو فہمونی
 کو راؤ کو پور شرف الدولہ کو نکلوا دیا ہماری موجب توہین ہوا یہ ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی ہوئی جاتی ہے
 غرض جب خبر چھاؤنی میں رہنے کی سرکار میں پہنچی چوہدار سلطانی اور کو تو ال کی ہوجا
 بی کو تو ال نے کہا مجھے گھر سے کانپور روانہ کرنے کا حکم بھیجا تھا نا کہ شہر تک نکالنے کا حکم
 ان چھوٹا اور نہ حکم ساتھ جائیگا ہوا تھا و گرنہ میں دریاے گنگا تک چھوٹا دیتا بعد اسکے
 پڑ چہ پیام صاحب رزیدٹ بعد حصول جواب صدر اسی مضمون و احکام چھوٹا حکم سلطانی
 کہ ہمیں بہر حال خلاف مرضی نواب گورنر جنرل کوئی امر ملحوظ خاطر نہیں اونھیں قیام
 کا اختیار ہے لیکن شرف الدولہ نے صاحب کے عرض کیا کہ اہلکار ان شاہی کی بدگمانی
 سے ہے آپ کو معلوم ہے میں کہانتاک آپ کو تکلیف ہر امر خاص میں دیا کر دنگا کوئی
 کو فہ تو دنگا لین بہتر یہ ہے کہ جب تک اونکار فہ بدگمانی میری طرف سے ہو جس سے آپ کو

بمجرد ملاحظہ نظر اقدس حسب دستور سلامی توپ کو حکم ہوا اوسکا جواب رکن رکن سلطنت نے
 حسب ضابطہ بہت بنا بنا کر رنگین کر کے لکھا مگر صاحبان فہم ایسی تحریرات سے حیران ہونے لگے
 کہ بادشاہ کا سر اسر خاندہ گورنمنٹ چاہتی ہے اور بادشاہ خود اپنے نامہ کے کو اپنے نامہ سے
 چھوڑے تو یہین کیسی کو گمان تھا کہ ان الزاموں سے سرکار کو خود منظور ہے۔

مرزا وحسی علیخان کا شہر سے نکالاجانا

مرزا وحسی علیخان متواتر بیجاپور کے حکم سے شہر سے نکالے گئے مگر وہ اپنے کردار عادل سے باز
 نہ آئے اور حضور عالم نے بھی بڑے صاحب فہم اشق کی اونسکے بہکانے سے کسی طرح غمانا اور ہمیشہ
 سبک سمجھتے رہے ہر چند دولتخواہوں اور خیر اندیشوں نے متواتر عرض کیا کہ اگر آپ کو ایسے
 سلوک کرنا منظور ہے سب طرح کا اختیار ہے اسکا مال اچھا کبھی ہوگا بڑے صاحب کی ناراضی آگے
 سلطنت کا بگاڑنا ہے مگر وہ کب سنتے تھے خلاصہ۔ تاریخ شہر ربیع الاول روز جمعہ شوال
 مطابق ۹ دسمبر ۱۲۸۷ء مرزا وحسی علیخان پش پش ہوا اور روانہ قصبہ کا کوری ہوئے۔ ۹ بجے
 رات کو اپنے دوست خاص قدیم میرنشی معزول گورنمنٹ مسیح الدین خان کے گھر مہمان ہوئے
 صبح کو اونسکے عیال بھی جا بھونچے پھر دہان سے چھپکرات کو میانے میں سوا حضور عالم کے
 پاس آئے لگے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان وغیرہ بڑے صاحب کو خبر پوچھتے تھے ایک دن
 بڑے صاحب نے ایک رئیس کا کوری سے پوچھا کہ یہ شخص مہمان خانہ نشینی ہوا ہے عرض کیا کہ
 اونھوں نے فرمان نیکنامی اپنی حسن خدمت کا پایا ہے اور میں مندرج ہے کہ مالک محروسہ
 شاہی میں بہان چاہو بود و باش اختیار کرو پس اس صورت میں خصوصیت نشینی کے گھر کی
 نہ ہی غرض اب ہر روز کے انقلاب تازہ سے لوگوں کا تو ہم زیادہ ہوا کہ خدا خیر کرے خدا کے
 سامنے کو تقیر جلاتا ہے تقیر کے سامنے کو کون جلائے آخر اسکا انجام کیا ہوا ہے۔

نکلنا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا حکم بادشاہ اور منڈیا و نمین ہجانا

ہر پہ پیام شاہی صاحب نہایت کو اسمہ منور کا آیا کہ جیسا آپ کا مسئلہ نسبت مرزا وحسی علیخان

جب قلعہ ملاحہ مطابق ۱۲۳۰-۱۲۳۱ اپریل ۱۳۳۰ء کو برسرِ کم ہو کر مر گئے سپردِ خاک کا پتھر کیا پہلے
 کر بلا سے مقلے ناموت بھیجنے کی تجویز تھی پھر ممکن نہوا نفس لکھنؤ لائے اور کئی مان کی پہلو میں
 و من کیا اب وہ املاک پدری و مقبرہ داخل حصار بھی ہوں ہو گیا بعد اسکے ہندوستانی
 اور اونکی بہن لکھنؤ میں شلیح السلطان انجم الدولہ کے پاس آکر رہیں حضور عالم نے سورج
 ماہواری مقبرہ کر دیے ہندوستانی عارضہ چپک سے مر گیا بہن کی شادی ڈوچی کا صاحب نیا
 سے ہوئی میان غنیر سے حق تک نواب روشن الدولہ ادا کیا یعنی جس قدر اسباب زیور
 وغیرہ اس صاحبزادی کا انکے پاس رہ گیا تھا اسے بامانت دیا اتفاقاً وہ صاحبزادی
 بھی مر گئی مدفن کر بلا سے میر خدائے بخش مرحوم ہوئی بے اولاد ہی میان غنیر اپنی دیانت
 امانت سے مختار خانہ ڈوچی صاحب ہین ڈوچی صاحب دو برس کی نھت لیکر سر لندن بھی
 کر آئے ۶۔ ہزار روپیہ سرکار سے زاداد بھی پایا خلاصہ امر ہے ہندوستان کا ایسا ہی حال
 اکثروں کا ہوتا ہے آل اندیشی نہیں جانتے ہین اور وقت فراغت قدر روپے کی نہیں کہتے
 آخر انجام یہی ہو جاتا ہے اس ریاست میں دو وزیروں کے گھر کا قیام فی الجملہ ایک نواب
 منتظم الدولہ کا دوسرے نواب امین الدولہ مرحوم کا اگرچہ بعض وارثوں نے اپنے ہاتھ سے
 اپنی بربادی و خرابی کی ہے مگر ریاست و املاک سے ابھی تک فی الجملہ نام باقی ہے۔

رو بکاری خاص جو بادشاہ نے رفع مظنہ رزٹڈٹ کی

ایک دن سیح الدولہ سفیر شاہی نے رزٹڈٹ سے عرض کیا کہ چار آدمی مات کو کٹھی میں آگے
 تاکہ نے بندوق ماری وہ پائین باغ سے بھاگ کر چلے گئے اسکا مظنہ آپ کو دسی بلخان
 کی نسبت ہوا ہے پس بادشاہ اسکی خاص رو بکاری اپنے سامنے کیا پانچے ہین فرمایا
 بادشاہ کو اختیار ہے ہمیں اس رو بکاری سے کچھ سرکار نہیں غرض مکرم بادشاہ سے کہنا
 بار لومازم کہنا ان صاحب یکب جو انس مصی بلخان حضور عالم جانے حضور سے چلے بادشاہ
 قرآن شریف اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا اندایا تو شاہ محل سے گئے بھی مجھے ایسا مظنہ یا خیال
 ایسے امر بانایا کہ خاطر میں نہیں گذراؤ گذرتا ہے اور نگہ رنگا امد ہر گز ایسا امر گوارا نہ کر دنگا

دیکھ چکے تھے اپنے تسلط سے سب طرف سے رخنہ بندی کر کے خوب ماتمہ صاف کیا
خان پیر اور اونکی اولاد رشید سے محبت جمیع امور سلطنت متعلق رہی جب خلد منزل نے
موافق روایات مشہور قضاے مہرم یا مطلق سے اس جہان فانی سے انتقال کیا حضرت
فردوس منزل ہوئے نواب خوف ورجا میں تھے بادشاہ کو بدل انکا منسوب رہنا منظور
تھا مگر اس شرط سے کہ حضرات کنبوہ کو اپنے پاس نہ رکھیں لیکن نواب اپنی انہم سے ستوفی
ہوئے اونکی مفارقت گوارا نہ کی ۲۲- لاکھ سہ کار شاہی مین دیے ۷- لاکھ عملہ کو دے کر
نجات پاکر روانہ کانپور ہوئے۔

جرنل صاحب محمد حسن خان انکا بیٹا وہ بھی انسے ناراض تھا اور سمجھا کہ یہ اپنے ماتمہ سے
اپنے زمین برباد کر نیکی مین بھی انکے ساتھ خراب ہو جاؤ گا کنبوہ انسے جدا نہونگے۔
دس لاکھ اپنے رسوم جرنلی وغیرہ لیکر علیحدہ ہو گئے اکبر آباد جا کر قیام کیا اور آج تک
اچھی طرح سے بسر کرتے رہے حکام بھی انکے چلن سے راضی رہے تعینات مالیات بھی وہ
تلاصہ کمپنی برس کے عرصے مین بغیر باس پاس لاکھ روپیہ صرف کیا مین لاکھ روپیہ کا علاقہ
راجہ رسد مان کے راجہ کا لیا تھا معرفت حضرات کنبوہ وہ بھی بے نقصان ماتمہ سے گیا شمیمہ
پوشاک مین لاکھ روپیہ کا خرید اتھانیں نہار روپیہ پر ساہی کے پاس رہن ہوا لاکھ
روپیہ کی تلوار مین مول لی تھیں احمد علیخان داروغہ لبشارش کنبوہ ہوئے گھر مین آگ
لگا کر گدا وہ تلوار مین سب جل گئیں نواب امین الدولہ کے پاس وہ تلوار مین آئی تھیں
اس عاصی نے بھی اونھیں دیکھا تھا کلکتہ مین جا کر بکین سید طرح سب اسباب گھر کا نواب
کی غفلت و بخیری سے تلف یا بخیانت ہوا یا کوڑیوں پر بکا مجبور کبھی جو انکے گھر مین تھی
بھی مر گئی پہلے مٹی کبھی تھی وہ بھی مر گئی ایک بی بی شکاحی فضل علیخان کی بیٹی جسکے
بیٹی کی شادی سید علیخان نواب معتد الدولہ کے بیٹے سی مونی ایک حسینہ جس سے جرنل صاحب مین
مجبور ہا سے مہد علیخان بیٹا ۱۱- برس کا اور ایک بیٹی تھی ان مصدمات اور آلام روحانی سے
نواب روشن الدولہ گرفتار مرض الموت ہوئے جرنل صاحب باپ کے دیکھنے کو اکبر آباد سے
آئے چاہتے تھے کہ مہد علیخان کو میرے سپرد کریں مین تعلیم و تربیت کروں نہانا آخر ۱۳ شہر

ہوے اور نواب بھی قائم مقام اپنا سمجھتے تھے کس واسطے کہ نواب باوجود اس تسلط نام کے پھر بھی بادشاہ کی طرف سے کھٹکار ہوتا تھا اور روشن الدولہ دربار میں صبح سے تاوقت اشترمت حاضر رہتے تھے اور بجا آوری احکام سلطانی کیا کرتے تھے جب مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے نظامت بیسواڑے سے موقوف ہو گئے تھے کئی مہینے تک نظامت اشترت الدولہ درمنا علیخان کو رہی مگر نواب اشترت الدولہ کو نظامت ہوئی انھوں نے بڑے مردار کرنے سے عسکر خان بیٹے میزبان ابا بھائی کو اپنی طرف سے غمناک کر کے روانہ کیا چنانچہ مرزا کاظم نے ۲۲- لاکھ تحصیل کیے تھے میر جاس نے ۳۶- وصول کیے اسپرکئی برس کی نظامت سے ۲۲- لاکھ عین المال اپنے مصرف میں لے لے نواب معتمد الدولہ نے معاف کر دے تین دن تک روشن الدولہ حاضر ہوئے جب طلب ہوئے بادشاہ نے معاف کر دیے پھر خلعت نظامت کیا بعد ازاں نظامت راجہ بختاور سنگھ کو دی انھوں نے اپنے بھائی راجہ درشن سنگھ بہادر کو دی انھوں نے اون سے بھی یادہ ظلم و تعدی سے لیا مگر روشن الدولہ کو زور و اجبی موافق اقرار کے و باشل مشہور ہے مرزا بابر مرزا بھوجی انھیں خصوصیات سے نواب معتمد الدولہ نے نظام الدولہ سید علیخان اپنے بیٹے کی شادی انکی بیٹی سے کی بہت تکلف اور دھوم دھام سے شادی ہوئی کہ آج تک شہر میں زبانزد خلائق ہے اور اس زمانے میں مثل افسانہ۔

خلاصہ بعد مغرولی و خرابی معتمد الدولہ نواب روشن الدولہ معطل و خانہ نشین ہوئے اور معطل بادشاہ اور حال عسرت و فقیہ معاش اور اخراجات روزمرہ جاری سے زیادہ گذر اما لاکھ رہا بختاور سنگھ اپنی مخیرگی و نیکنامی سے پانسو روپیہ دیے جاتے تھے مگر انکے اخراجات کب فنا ہو سکتے تھے جب قسطنطنیہ الدولہ وزیر ہوئے اپنی ناموری و ہمت سے پانسو روپیہ مقرر کر دیے تھے اور اپنے دربار کی اجازت دی تھی یہ اسے اپنی فتوح سمجھو تھے جب نواب قسطنطنیہ الدولہ موقوف ہوئے ہمسفارش صاحبات محل اور تجویز کن رکین سے وزیر اعظم ہوئے تاج الدولہ جو بیچمزن وزارت قسطنطنیہ الدولہ اپنے خیال نام کے واسطے ہوئے تھے وہ بھی کسبہ علیخان کی بدولت نام کام رو کر راہی کتا پور ہوئے تھے بعد چند روز کے نواب روشن الدولہ کو وزارت اقدس شاہی میں مداخلت تھی جو فی اور رفق و متفق مداخلت مداخلت از بسکہ بارش سبترت الدولہ

اور ناموافقت رزیدنٹ جو مدت سے فیما بین میں ہو رہا تھا روانہ اجمیر ہوئے جرنل لوسٹا کے اسسٹنٹ ہوئے وقت روٹنگلی بادشاہ کے پاس خلیفہ صاحب رزیدنٹ خلافت معمول کے رزیدنٹ اپنے خلاف ہونے سے ساتھ ملائے کپتان ہنر صاحب اجمیر سے اونکے مقابلہ ہوئے

احوال پراختلال نواب روشن الدولہ اور اونکا انتقال

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان عرف مرزا تھو صاحب بہت مرد فیاض سپر سپر صاحب اقبال مصاحبت سلاطین اور اپنی گرویدہ گری میں کامل تھے لیکن خراج و مصروف غافل مال اندیشی سے شرمہ اونکا احوال عبرت الناطرین سمجھ کر لکھا جاتا ہے کہ بعد انتقال اپنے باپ نواب اشرف علی خان بھوانت مرزا حاجی لاکھون کا ترکہ پوری ان دونوں کے حصہ میں آیا مرزا عباس انکے بڑے بھائی بڑی چلن سے رہے اور بہت امارت سے بہر زندگی کی متروکہ منسوب بہر مادی دے لے کر دیا ہر چند جب ازواج اور اولاد مرحوم کی مرگ کی در دولت پر دوا خواہی کو گئے نجوبی سنا اور محمول نواب گورنر جنرل لارڈ مایر صاحب کی تشریف آوری پر رکھا تھا منجملہ اور سب مقدمات کے اس عرصے میں انتقال ہو گیا یہ مقدمہ بھی رہ گیا فضل علی خان اور مرزا حاجی کی بدولت مستحقین اپنے حق سے محروم رہے تین لاکھ روپیہ اپنی دلالی کا لیا چنانچہ امیر مرزا نے طلبہ بیگم کو سمجھا یا کہ تھو بھی صاحب یہ سب حق دار اپنے حق سے محروم رہے جاتے ہیں ایک لاکھ کی تقسیم میں یہ رہی ہو جائیگے مظلمہ آخرت سے آپ بچ جائیگے گا کیسے نسامرزا بہادر علی خان اور شرف الدین علی خان یہ دونوں بھائی بھی فربار میں حاضر رہتے تھے اور ضعیف السن بھی تھے اور یہ دونوں صاحب لیاقت بھی تھے خصوصاً بہادر علی خان بہت صاحب لیاقت تھے حضرت خلدوکان بھی بہت چاہتے تھے نواب روشن الدولہ کے مقرب و مخرب خاص بڑے مرزا بیٹے مرزا بہور کے تھے جتنا ترکہ پوری کئی لاکھ روپیہ کا تھا آواہ مہاجنون نے اپنے قرض میں لے لیا اور اخراجات بیودہ اوسید طرح رہے مگر اپنی یاوری قسمت سے نواب مستمد الدولہ سے موافقت کلی حاصل تھی اور یہاں تک نواب کی فائز حاضر و غائب کی کہ موجب وثوق اعتماد کلی ہو گیا تھا اسی جہت سے داخل مرزا مقربان خانات

اے۔ ورنہ شنبہ ۲۰ جو فروری صاحب بادشاہ کی ملاقات کو آئے سر گذشت سفر حالات مہار
کا فوکر راجہ حضرت ہوسے نواب گورنر جنرل کا کانپور سے سیدھے چلے جانا اور اس قریب پر
نکمنوہ تشریف لانا اور سفیر شاہی کا باریاب ملازمت نہونا اور محنت کر کا خلعت ہونا جو
تفکار اور اندیشہ انجام کا سبک و خیال آیا نواب محترم الیہ کی ملاقات شاہ کے نہ کرنے سے
نتیجہ اعتراض ملک غلام ہو کہ کمون خاطر یہ تھا پھر کوئی ملاقات کرتے اور یہ خیال جب بھی
ادھر کسی کو نہ آیا کہ ظاہری مظالم کہ اپنی ہی فوج و حکام جبر جاتے ہیں اپنا ہی عتاب
ورعایا کو بے سبب لوٹتے ہیں ایسے متکلمون سے نوابان رکھیں۔

ایک اور جملہ مختصر یہ ہے کہ ۱۷ جمادی الاول ۱۲۸۷ھ اور ۲۰ شنبہ مطابق ۹ مارچ
۱۲۸۷ھ ام صاحب رزیدنٹ بادشاہ کے پاس تشریف الیہ عنری نواب مصطفیٰ علیخان
بہادر خلع ارشد حضرت جنت مکان مجوس و مایوس سلطنت مع عشر گواہی ۲۶-۳۰ انھیں
مشخصہ رکن رکین سلطنت قدیم و جدید نے دی جو ازراہ ہنگامہ نواب گورنر جنرل کلاکتہ
بھیجی تھی اور جب سر شہیدہ و تخت و غیرہ جو معمول دفتر ہے تھیں صاحب رزیدنٹ پر یہ
جمل و قریب و کار سازی نسبت مرزا و می علیخان ثابت ہو گیا اور متواتر انھیں کا نام لیا
چنانچہ نواب منورالدولہ نواب امین الدولہ سے پوچھا کہ یہ ہر ایک کی ہے عرض کیا فی الحقیقت
مہر جاری مگر ہم نہیں واقف اور نہ خود دیکھنے مگر کی ٹریریا صاحب نے کہا ہمیں خوب ثابت ہے کہ
کہ یہ کام فقط و می علیخان کا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مہر کن جو مہر کندہ کرتا ہے ایک نقل
اوسکی اپنے پاس رکھ لیتا ہے مرزا صاحب نے اسی مہر کن کو کچھ دیکر مہرین ثبت کی تھیں
اور لطف یہ ہے کہ اسی مہر کن سے خود ٹریریا صاحب نے جا کر ہر احوال کھدیا اور خود کانپور چلا آیا
غرض کہ اس امین خاں کی تحقیق ہو جب خبر مرزا صاحب رزیدنٹ اہل دفتر کلاکتہ سے ہوئی
کمی شخص اس انعام و قریب سے واقف ہو گئے مگر مطالب اس سے سفینت کا کچھ حاصل
نہا اور یہ اسکی تو ظاہر ہے کہ نہ اکر اور ہی پادشہ اعمال منظور تھی پھر کے حق اور مستحق بنیاد
نیال کرتے۔

۲۰ مئی سنہ ایہ مطابق ۱۹۔ زیب شد الیہ کپتان بر مرزا صاحب اسٹنٹ رزیدنٹ بسبب ثابت

مرشد زادہ، تاج الدین، آغا گاہ سے مرض الموت بنشینہ و باقی سے انتقال کیا نواب سید علی
اور انکس کا بھائی اولاد میں تھا اور ایک پوتا خاص محل سگی بہن میر محمد اکبر کیدان اور
محمد پور سالہ از زمانہ حضور عالم میں جو سے تھے باقی اور خواہمین تھیں نواب کے بہت سابقہ
میں سے پہلے ساتھ لاکھ روپیہ جمع کر کے اسکے فوٹ گورنمنٹ سے علی قدر حال سیکے خریدے
تھے اور بنانا ہر کسی طرح کا فساد و نڈشہ تو کیا تھا اس انتظام خاص سے سب متعلق شکر گزار
تھے اپنے گھر میں اپنی ماں کو پہلو میں دفن ہوئے عہد دولت حضور عالم میں معرفت میر
محمد حسین باخصل بموجب فتوے مجتہد العصر سب مندرکہ مرحوم کئی لاکھ روپیہ کا داخل ہر
مسماۃ وزیر بیگم خاص محل ہوا بعد اس ہنگامہ فساد لکھنؤ کے ایک اونکی بی بی مسماۃ
حسینی خانم ایک شانہ واسے کی خدمت میں آئی الہ آباد میں مرگئی وزیر بیگم بھی محتاج
نان شبینہ ہو گئیں حضور عالم کچھ کفالت کرتے رہے بی بیوں کا یہ حال ہوا لوندیوں کا کیا
حال ہوا ہوگا ان کے منبر سے میں کوئی صاحب کبریا رہتا ہے اسے اپنی طور پر دست کر لیتے

انتقال خاص محل نواب مستمال دولہ

۲۱ شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۲۸۷ھ نواب بیگم خاص محل
نواب مستمال دولہ مرض الموت بنشینہ سے مر گئیں نواب شیر جنگ کے باغ میں اپنی بیٹی کو
پہلو میں دفن ہو میں انکی خواہ و بیٹھ دو ہزار علیہ حضرت خلد مکان اور ساڑھے بارہ سو
ترکہ نواب اور ہزار روپے نجیہ و بیٹھ بیٹی کے ازراہ حق مادی بموجب نمبر وصیت نامہ نواب
وارثان شہر عیہ مسماۃ بی بی بیگم سگی بھانجی اور امانی بیگم انکے دو بھائی اولاد میر شاہ علی
سگی بھائی مرحوم پر تقسیم ہوا آٹھوا لوندی غلام اور خرچ بمالیں وغیرہ موقوف برضا مندی
وارثان۔ امام۔ بمشید قدر شانہ اور بیٹا مندر آسمان قدر فو اس داماد مرحوم نے چار لاکھ
روپیہ کے تو شہ ۲۰۰۰ ہجری کیا کہ بعد اسے وین تقسیم و بیٹھ ہو لیکن اسکی شنوائی نہ ہوئی
۲۰۰۰ سے ہاتھ پانوں ما سے امیدداشتا آئندہ قاضے کوئی علمہ موافق نہوا اگر سبب ہر تہ
بلطت خرمینہ و انہج ہا نوان و شملہ کام کا پور سے ہوئی تھی مگر سب محل تھا اور وہ بھی بڑا

مدت عمر کسی عورت سے واقف نہ ہو سکا یا ناصر الدین شاہ ملہران اس کثرت سے محروم
ہیں حالانکہ اہل ولایت ہیں۔

شادی مرزا ولیعہد بہادر

کیونان قدر مرزا ولیعہد بہادر کی شادی نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے ہوئی جسکی
بھائی بادشاہ کے ۱۶-۱۷ یکم روز یکشنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۷-۱۸ اکتوبر ۱۸۵۷ء ساپنج روز دو
خوابندی روز سہ شنبہ ۱۸-۱۹ ماہ مذکور برات ۱۹-۲۰ کو رخصت عروس ہوئی بادشاہ لباس شہانی
سے موافق دستوز زمان قدیم جامہ رنگین تاج شاہی ضیفہ سرخ سے اور سب اقربا اور
ارکان دولت لباس سرخ سے جوڑے بھاری پہنے ساتھ تھے جلوس سواری بہت تکلف
ہجوم اہل شہر سے کوچہ وبام بھرے ہوئے شکر پر بازار المحرمہ و فواکھات کا تھا یہ جلسہ بھی غنیمت

شادی جرنل صاحب

شادی مرزا فریدون قدر جرنل صاحب در حضور عالم کی صاحبزادی سے ہوئی ۲۲ یکم روز
یکشنبہ مطابق ۱۸-۱۹ اکتوبر سنہ الیہ ساپنج خوابندی روز دو شنبہ برات صبح سہ شنبہ ۲۵-۲۶ یکم
۲۱-۲۲ اکتوبر ۸-۹ بجے بادشاہ جلوس خاقانی سے مع ارکان دولت و اقربا لباس سرخ پہنے سوا
ہوئے جب برات کا دنگھات کے باغ کے دروازے پر پہنچے سب وہیں سے رخصت ہوئے
مرزا ولیعہد مع نوشاہ و بادشاہ داخل باغ ہوئے کہ محرم تھی تہ پہر کو رخصت ہو دخل خیر منزل
ہوئے۔ نین دن تک روشنی وغیرہ کا اہتمام شرف الدولہ سے بنا۔ روز چہار شنبہ ۲۲-۲۳ اکتوبر
صاحب زریڈنٹ مع صاحبان عالی شان بارہ درمی فرح بخش میں تقریب ضیافت شہر
لائے حسب معمول عطر نار لیکر رخصت ہوئے۔

انتقال نواب جعفر علیخان

۱۳- شوال روز سہ شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۲-۱۳ اگست ۱۸۵۷ء عماد الدولہ نواب جعفر علیخان

رشید اصول فقہ تعلیم و تاقین احکامات شرعیہ اور دینیہ سے پس پر وہ عصمت سے دیا کرتے تھے نواب ممتاز الدولہ کو اس کے تسلط و اختیار اندرون و بیرون بہت ناگوار تھا مگر کچھ نہیں جانتا تھا بیک صاحب کی بدولت فراغت دنیا تھی حضور عالم سے اور نواب سے بہت خصوصیت ہو گئی تھی آخر یہ نواب زبید نٹ و بیکم بادشاہ وقت فریقہ نما عصر سلج شہر جب شہر کے مطالبت کیم جون لاشہ اعجازی و یوان عام سلطانی و سپاہی خدمت مولو ایصاحب میں آئے دو گوش بینی پادہ پامیان خاص عام مولو ایصاحب کو شہر کے باہر نکال دیا کئی گاربان عیال کے پیچھے روانہ ہو میں وقت روانگی جو کچھ گھر میں تھا میں المال سپاد ہوا ہر چند جناب عصمت مائے نظر بقوق تعلیم امور شرعیہ منع و مراعہ ہو میں مگر کچھ انہوں مولو ایصاحب سے کانپور سے اپنے بیٹے کو ڈاک میں روانہ کوہ شملہ کیا میر ششی کو عرضی استغاثہ دی کہ کیم نواب گورنر جنرل صاحب زبید نٹ سے استرداد اسباب کروادیا جس قدر دستیاب ہو سکا بلکہ کیم سے بھی جو کچھ آیتھا لیکن بیک صاحب نے اس کا نعم البدل عنایت کیا۔

شاہی حضرت سلطان عالم

۴۔ شہر شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۸۵ھ مطابق جون ۱۲۸۵ھ عروسی حضرت سلطان عالم فیہی صاحبزادی حضور عالم سے بشرط و شرط حسب المرنی بادشاہ ہومی ہر چند حضور عالم کو پاس غلط نواب بخندہ غلطی اور بظاہر ازراہ ہندوستان رائے بھی اس کثرت ازواج مطہرات پر بہت ناگوار تھا مگر اطاعت و فرمانبری بادشاہ و قیام ہندو وزارت مقدم تھا اور خلافت اسلام کرام بھی امر تھا ناندان بیہوریہ اور اس خاندان عالی شان سے آج تک قرابت جلی آئی ہے علامہ سکا نواب بخندہ غلطی اسب محلات معلیٰ او جینا بعلینہ شریک عروسی تھیں صاحبات محل زوجہ شہزادی بادشاہ مثل نور احمد خدمت کرتی تھیں بعد چند روز کے نواب بخندہ غلطی کا رافع مال خسور عالم سے ہو گیا یہ احوال اس قدر سلسلہ کتاب کو تحریر کیا گیا بادشاہ جون کی کثرت ازواج پر موجب شہر نہیں ہوا بادشاہ بھی ہر مہینہ میں دو لکھ ہتھ تھے سلطان روم کے پاس جو رہے عریب کی لبتہ ایک جہد و سستی خراب رہتی ہے اس زمان میں نواب بخندہ غلطی نہ کیا سوائے نواب کیم کے

جیسے بیٹے معذور حضرت سلطان عالم خیر کلید بشری تھی نواب اکرام الدولہ مرزا حسین خان کی
 بیٹی سے حضور عالم کی نیا لاش سے ہوئی حسب دستور سلطنت نکاحات شادی محسن غوثی
 والدین کے واسطے ہوئی۔

شادی نواب عنایت الدولہ بیجا علی خان خلیف ارشد حضور عالم

شہر جب شہزادہ مطابق ماہ مئی ۱۲۸۵ء شادی نواب عنایت الدولہ بیجا علی خان بہادر
 سبکی بیجا خجی حضور عالم سے ہوئی اس شادی میں نسبت سالگدشتہ طبیرج کا سامان اور
 ملکیت تنہا بادشاہ مع صاحبات محل سب رونق افروز تھے۔

روز جمعہ ۲ شہر مذکور وقت عصر سائیس اور ملنگون سے دو بیسے کی مٹی کی نانہر جھگڑا ہوا
 ٹوٹ کشت و خون چھوٹی طر فین میں مجروح و مقتول ہوئے کو توال کے سپاہی اور جبہ
 بنما در سنگہ نے اگر تفسیر کیا بعد اس معرکہ کے بادشاہ بھی حوار ہو کر فیض باغ شریف لائے۔

اخراج مولوی علی حسن بلگرامی

اگر چشم انصاف سے کوئی دیکھے تو لکھنؤ بھی تماشگاہ عالم ہے اس شہر کی قدر و منزلت اہل شہر
 کو کم معلوم ہے مگر وہ لوگ جو دنیا کے خصوصاً بلاد ہندوستان کی سیر و سیاحت کر آئے ہیں اور
 ہر فرقے سے معاشرت کی ہے البتہ جانتے ہیں اکثر خوش باشان لکھنؤ کو بے محنت بے مشقت
 فراغت معاش سے ہوئی ہے اور شہر میں فقط اعتبار ظاہری سے مشہور ہو گئے ہیں از انجملہ
 مولوی علی حسن بلگرامی بھی شہر آفاق ہوئے لوگ انکے بھی نصیب کی قسم کھاتے ہیں چنانچہ
 حکیم بندہ رضا خان کی بدولت نواب مبارک محل کے دینے سے سو روپے علیحدہ ملتے ہیں اور
 ایفندہ نواب خندہ علیہ کے نوٹ سے عینیت بھونچتا ہے اور یہ مشاہیر اختیار متولی اور مختار کا
 سے باہر ہے گورنمنٹ سے جو جب تحریر و عینت علیحدہ ہو کر ملتا ہے میر سید جان ہو وطن ان کے
 میر منشی نواب گورنمنٹ کی سنی و سفارش سے صورت ہوئی لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے طریق
 تحریر وغیرہ تعلیم کیے تھے اسکے بعد نواب سلطان علی گنجپور سے بہت کچھ حاصل ہوا وہ اونکی شاگرد

سبحان اللہ خوشا حالے و گرنہ اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دو نوج امجون نے وہیں انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵۔ رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴ مئی سنہ الیہ صاحب رزیدنت بادشاہ کے پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت بلبوس خاص اور گاڑی چار سپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جبکہ پیالہ ثروت و دنیا کے ناپایدار لبیر نیز ہو چکا تھا گناہش طرف ذاتی میں نہ رہی اور جو ششش باو شخوت بھی نکلا اور فہمائش صاحب رزیدنت مرکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کے یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ و قطب الدولہ و تاج الدولہ ثار علیخان وغیرہ دفعۃً گرفتار قہر سلطانی ہوئے صطبل سلاخ آہنی میں قید ہوئے انکی سب خدمتیں خواجہ سرانوں کو ملین چھپ ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ و ویرس سے معطوب شاہ تھے مگر ذلیفہ شاہی ملتا تھا معرفت حضور عالم وہ دربار میں حاضر نہ تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردیف و احرارین کہیں تھے فرصت وقت پا کر انکو بھی داخل فریقہ خارجہ کر دیا یعنی ہمارا ج بہادر مدت سے دانتا بیس ہے تھے۔

خلاصہ ۲۔ رجب روز یکشنبہ مطابق ۲۔ جون سنہ الیہ محبوبین خاص مع عیال و اطفال کاڑیوہ سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوئے میر محمد اکبر کیدان افسر محافظین ساتھ روانہ کانپور ہوئے اور دو روز قبل انہراخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص قرض خواہ ہو یا جسکا معاملہ ہو سرکار میں نالیش کرے چنانچہ انہیں سے وحید الدولہ رضی الدولہ بجات محاسبہ و وابستہ غیرہ کے دن کے واسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوئے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار بضرورت رضی الدولہ سے رخصت لیگر رام پور اپنے گھر گیا تھا وہ اگر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ملتا تھا تو چھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے میں ایسی بات بہت کم ہے بلکہ استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آئوہل منہ ہمارا جو دیکھے سنگم بہادر کے سی ایس آئی شاہ ہند والی بلبر سپور و تلسی پور و چروہ وغیرہ میں ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ وقت

تاریخ و روش: اورنگ زیب عالمگیر

[illegible]

سبحان اللہ خوشا حالے و گرنہ اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دو نونہ امجون
نے وہین انتقال کیا۔

اخراج بلدرضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵۔ جب سنہ الیہ مطابق ۱۲۴۲ بمبئی سنہ الیہ صاحب رزیدنت بادشاہ کے پاس
آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی چار اسپہ عنایت
ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص خبر کیا کہ پالہ ثروت دنیا سے ناپایدار لبریز ہو چکا تھا
گنجائش ظرف ذاتی میں نہ رہی اور جو شش باو نخوت ہی نکلا اور نہمائش صاحب رزیدنت
مرکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کے یاوری اقبال سے رضی الدولہ و نجیب الدولہ اور
قطب الدولہ و نواح الدولہ شار علیخان وغیرہ دفعۃً گرفتار تھر سلطانی ہوئے اسطبل سلاح
آہنی میں قید ہوئے انکی سب خدمتیں خواجہ سرآون کو ملین چند کتابت الدولہ و نواح الدولہ
وغیرہ دو برس سے معطوب شاہ تھے مگر نالیفہ شاہی ملتا تھا معرفت حضور عالم وہ دو بارین
حاضر رہتے تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو روایت و ارجحیت کمین تھے فرصت وقت پا کر انکو
بھی داخل فرمہ خارجہ کر دیا یعنی مہاراج بہادرت سے و انت پس رہتے۔

خلاصہ ۲۔ رجب روز یکشنبہ مطابق ۲۔ جون سنہ الیہ محبوبین خاص مع عیال و اطفال گاڑیوں
سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوئے میر محمد اکبر کیدان افسر محافظین ساتھ روانہ کانپور
ہوئے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر زونی تھی کہ جو شخص قرضخواہ ہو یا جسکا معاملہ ہو
سرکار میں نالیش کرے چنانچہ انہیں سے وحید الدولہ رضی الدولہ عبات محاسبہ و وابہ غیر
کے دن کے واسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوئے عنایت اللہ خان رسالدار تر کسوار نصرت
رضی الدولہ سے رخصت لیگر رام پور اپنے گھر گیا تھا وہ اگر شریک حال ہوا اور رفاقت سے
ہاتھ اٹھا یا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے میں ایسی بات بہت کم ہے بلکہ
استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آئریل میں ہمارا جہ دیکھے سنگہ بہادر کے سی اس کی ستارہ
ہند والی بلر اسپور ولسی پور و چروہ وغیرہ میں ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ وقت

تین دن کی روشنی تھا، نرسہ بی بی وغیرہ باغ سے تحسین گنج بہک متعلق شرف الدوا تہا
 دو تون طہر کمار دریا روشنی بڑے لطف سے تھی آتش بازی و مقابلہ اوسپار باغ کے نشی
 ہجوم کثرت تماشا ہے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو بلا حظہ روشنی کو سوار ہوئے اور
 رسوبات عروسی سب محل میں روبرو سے بادشاہ پیڑے۔

کتختاوی خود بادشاہ اور ایک شہزادی خیمگان

۴۔ رجب روز جمعہ سنہ الیہ مطابق ۱۱۰۱ھ سنہ الیہ میں شادیان ہو بین ایک جنت میں
 کی شانہزادی کی اور دو بادشاہ کی شانہزادیوں کی اتفاقاً روز و شبہ ۱۱۰۱ھ مذکورہ
 شانہزادی جو مرزا عالیقدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منصوب تھی پرستاروں کی
 غفلت و پیچیدگی سے اسے ہیفہ مختبیں ہوا انتقال کیا نواب مددوح کو اس سانحہ ناگزیر سے
 صید نہ روحانی ہوا حضرت جنت مکان کی شانہزادی مسماہ سلطنت آہنگم خضر لد ولہ
 محمد نفی خان عرف منجھلے آغا دوسری بیٹی مرزا علی محمد خان سے یعنی بھانجے نواب محسن الدولہ
 سے کتختاوی حضرت سلطان عالم کی شانہزادی سپہر آہنگم جو نواب سلیمان محل سے تھے
 عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتختاوی سے اس شادی کو
 نسبت سے مرزا ابوالقاسم خفا ہو کر بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عیبات عالمیات ہوئے۔

بندر بمبئی تک ڈاک میں لگے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ انھیں اپنے بیٹوں کی شادی اپنی اقربا
 میں منظور تھی اور علی بی بی نے ادھکا کہنا مانا اس جہت سے توفیق جیسے راہنیک اختیار
 کی لہذا لند کہیں برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس محل کی نصیبت ملکیت خراج
 سہی بہت اٹھائی آخر نشین بیکارسی وہاں ہو چکا تھا اوسمیں سہر اوقات خوب تیرا کر تے تھے
 باقی صحت مجاور بن و محتاجین مسافرین ہند وغیرہ اور کئی مکان خریدے تھے اوسمیں ازین
 قیام کرتے تھے جب تک جیتے رہے اسی زبرد و تقویٰ سے بسر کیا کیے نازین بال اتفاق انکے
 شوگر زار آئے تھے اور نواب مظہر علی خان منداچی بھی انکے پایہ و پرے ہوئے تھے اور کئی
 کی تنخواہ بھی انکی آتی تھی مجاورت ایسے ارض اندس کی اس صورت سے اختیار کرے نو

سبحان اللہ خوشا حالے و گرنہ اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دو نون امجون نے وہیں انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵۔ رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴ مئی سنہ الیہ صاحب رزیدت بادشاہ کے پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت بلبوس خاص اور گاڑی چار سپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص خبر کیا کہ شروت دنیا سے ناپایدار ہے نیز جو چکا تھا گنجائش ظرف ذاتی میں نہ رہی اور جو شیش باد و نخوت ہی نکلا اور تمھاریش صاحب رزیدت مرکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کے یاوری اقبال سے رضی الدولہ و قطب الدولہ اور قطب الدولہ و صاحب الدولہ ثار علیخان وغیرہ دفعۃً گرفتار تھر سلطانی ہوئے اصل سلطانی آہنی میں قید ہوئے انکی سب خدمتیں خواجہ سر اؤن کو ملین چند ثابت الدولہ و صاحب الدولہ وغیرہ دو برس سے معطوب شاہ تھے مگر ذلیفہ شاہی ملتا تھا معرفت حضور عالم وہ دربار میں حاضر رہتے تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردیت و ارحیت کہیں تھے فرصت وقت پا کر انکو بھی داخل فرمہ خارجہ کر دیا یعنی مہاراج بہادرت سے دانت پس لے گئے۔

خلاصہ ۲۔ رجب روز یکشنبہ مطابق ۲ جون سنہ الیہ محبوبین خاص مع عیال و اطفال گاڑیوں پر سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوئے میر محمد اکبر کیدان افسر محافظین ساتھ روانہ کا پور ہوئے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص قرض خواہ ہو یا جسکا معاملہ ہو سرکار میں نالیش کرے چنانچہ انہیں سے وید الدولہ رضی الدولہ بجات محاسبہ و وابستہ غیر کے دن کے واسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوئے عنایت اللہ خان رسالدار تر کسوار ضرورت رضی الدولہ سے رخصت لیکر رام پور اپنے گھر گیا تھا وہ اگر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھ اٹھا یا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے میں ایسی بات بہت کم ہے بلکہ استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آتربل منہ مانا جہ و گنجے سنگہ بہادر کے سی ایس آئی شاہ ہند والی بلر سپور ولسی پور و چروہ وغیرہ میں لازم ہے نجیب الدولہ و قطب الدولہ وقت

تین دن کی روشنی تھا ٹھنڈی وغیرہ بانج سے تحسین گنج تک متعلق شرف الدولہ تھیں
 و وفون طہر کٹناور یا روشنی پڑے لطف سے تھی آتش بازی مقابل اور سپار بانج کے بھی
 ہجوم کثرت تماشا سے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو ملاحظہ روشنی کہ سوار ہوئے اور
 رسومات عروسی سب محل میں رو برو سے بادشاہ ہوئے۔

کتختہائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی خبیثان

۴۔ رجب۔ ذریعہ سنہ الیہ مطابق ۱۱۰۱ھ سنہ الیہ میں شادیان ہوئیں ایک جنت مکان
 کی شانہ اوی کی اور دو بادشاہ کی شانہ اویون کی اتفاقاً روز و شب ۱۱۰۱ھ ماہ مذکورہ
 شانہ اوی جو مرزا عالی قدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منصوب بھی پر شادون کی
 غفلت وغیرہ سے اس سے ہفتہ مختص ہوا انتقال کیا نواب مددوح کو اس سانحہ ناگزیر سے
 مددہ روحانی ہوا حضرت جنت مکان کی شانہ اوی مسماہ سلطنت آرا بیگم غفر لدولہ
 محمد تقی خان عرفت منجملہ آغا۔ دوسری بیٹی مرزا ابراہیم خان سے یعنی بجائے نواب محسن الدولہ
 سے کتختہ ہوئی آخرت سلطان عالم کی شانہ اوی سپہر آرا بیگم جو نواب سیدان محل سے تھے
 غفلت الہ لہ عرف محمد رضا خان چھوٹے بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتختہ ہوئے اس شادی کو
 نسبت مرزا ابوالقاسم فضا ہو کر بادشاہ سے رحمت ہو روانہ عنایت عالیاں ہوئے۔

بیلر بھٹی تک ہاک میں گھمے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ انھیں اپنے بیٹوں کی شادی اپنی اقربا
 میں منشا تھی اولی بی بی نے اذکار کا کتنا نام اس بت سے توفیق حیر سے را نیک اختیار
 کی اہل مذکورہ بریں تک مجاور رہنے زیارت مشہد مقدس حاصل کی یہ سب تکلیفیں
 ہی بہت اٹھائی آخر پیش منہ کاری وہاں چونچ پھٹا اور میں سب اوقات نو تہ اند کرتے تھے
 باقی سب مت بھا۔ بن و ممتا جن مسافرن ہند وغیرہ اور کئی مکان خریدے تھے اور میں ان
 قیام کرتے تھے جب تک سینے رہے اسی زہد و تقویٰ سے بسر کیا کیے زارین بالافاق اور کئے
 کو گزارا کرتے اور اب ظہر بلخان ندائی بھی اسے زیادہ بڑھ چکے تھے اس کی
 کتختہ بھی انھی ہی بتاتے ہیں اور اس سے ارض قدر کی اس وقت سے اختیار کر رہے تھے

طر فین سے دو مرتبہ بادشاہ رزیدنٹ کے پاس اور دو مرتبہ صاحب بادشاہ کے پاس
موافق دستور قدیم جنت آرمنگاہ اور نخلہ مکان آیا کریں اسکے سوا جب ضرورت ہو
صاحب اسٹیشن جانے حضور بادشاہ ہوا کریں لیکن بادشاہ کا پرچہ پیام تبصرہ تمام کیا
اور اسکے نوٹیکام سبب معقول لکھا یہ تجویز ملتوی رہی کسواٹلے کہ نسبت اور سرکار یون
کے اور اس سرکار کے سفیر بین فرق زمین و آسمان ہے لیکن بہت اکثر مصارف رزید
مثل خرچ عمارت باغ وغیرہ جسدین دار و نعمہ متعینہ کا بھلا ہوتا تھا وہ سر حساب ہو گیا
پس ہے ایک ہزار امان بیگ باب مرزا خانی نوٹ بھی فقط دار و نعمہ عمارت تھے بہت کچھ
حاصل کیا تھا فرنگی محل میں بہت سی جو یا یاں بنائی تھیں وہ بکرا یہ جانی تھیں یہ امر محض
دولتخواہی جرنل سایمن صاحب کی بدولت ہوا ورنہ کسی رزیدنٹ کو اسکا خیال ہوا تھا
کہ جرنل سی سرکار کرنا چاہتا تھا بعد انتقال جنت آرمنگاہ دوسری کوٹھی ضیافت رزیدنٹی میں
بنی و گرنہ بیشتر اسکے خیمے میں چاکر پانی اور ضیافت ہوا کرتی تھی رکش صاحب نے چھاؤنی
منڈیاؤں میں بنگلہ وسیع اور ایک بڑی باؤلی بنوائی تھی بعد اوتھ کے بنانے کے سب
بائیس ہزار کو سرکار شاہی بین خرید ہوئے جرنل کو صاحب نے تیخانہ وغیرہ ملحق کوٹھی قدیم
جنرل صاحب بنوایا چار پانچ لاکھ روپیہ کے نفروں فقرہ ضیافت کے رہتے تھے سال
بین دو ضیافت بادشاہ ہوتی تھی ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری پیدائش حضرت
عیسے ۲۰۰۰ سب گورنمنٹ سے موقوف ہوئے۔

شادی صاحبزادی حضور عالم بہادر

۲۲ شہر جمادی الاول ۱۲۸۵ مطابق اپریل ۱۸۶۸ء شادی بڑی بیٹی حضور عالم کی
نواب باقر علی خان افریبا سے فریب سے بڑی دہوم سے ہوئی طرفین کا اخراجات سرکار
نواب وزیر الممالک سے ہوا باغ کا کوٹھی میں بادشاہ نے صاحبات محلات رونق افروز تھے
اور میدان وسیع دولتخانہ قدیم کنار دریا خیام سلطانی نسبتی اہتمام محفل مختص شاہزادوں
اور اکابر سلطنت متعلق مرزا و عینی علیخان تھا اور نچت طعام مہمانی میں کسی شخص تھے اور

اور قیصر باغ میں رہنے لگے اور فرج بخش کو بدین بجھ کر چھوڑ دیا حالانکہ وزارت سے تخت نشینی اسی مقام سے ہوئی تھی ہر چند صاحب زریڈنٹ نے سمجھایا فرمایا مجھے یہاں سے آج وہ موافق نہیں اور آپ بھی تو رعایت ہو اگر تے ہیں مگر حکم کیا کہ آٹھویں دن جو روزوار عام مقرر کیا ہے سب حاضر ہو اگرین بعد چند روز کے یہ صورت بھی نہیں۔ غرض حضرت مرحوم مکانی حسن باغ میں جا کر رہیں اور روز و شب شہید امام بارہ عسکریؑ کو تعمیر نمود جسے مثل حسین آباد معرفت حاجی مرزا محمد علی طیار کیا تھا مہ فون ہو میں فی اسے صاحب اوقات تحسین روز و شب عبادت خدا میں بسر کرتی تحسین اور مصائب خاص آل عبا میں مصروف رہتی تحسین اور ازراہ حال اندیشی پہلے لاکھ روپیہ ہر جو حضرت فردوس نے معرفت نواب امین الدولہ بھیجے تھے اور باقی اپنے پاس سے خیرہ لاکھ روپیہ کے نوٹ اپنے نوٹ سے مرزا عالی قدر کے نام لیکر بقید وصیت دیے تھے جسکا فسخ پہلے ہزار روپیہ ماہواری ہونا تھا بطریق قرضہ کو بدگوشت سے معرفت نواب منور الدولہ تھے اس صورت سے امام باڑے میں رونق رہتی تھی اور مترکہ موافق سہم شرعیہ تقسیم ہوا ایک حصہ حاکم وقت یعنی بادشاہ و دوسرا بیابا علیہ نواب ملکہ کشور بدو سے مترکہ بدو می نواب حسین الدین خان مرحوم میر احصہ بڑی شانہرادی زوجہ نواب محسن الدولہ جو تھا چھوٹی شانہرادی زوجہ نواب منیر الدولہ کا ہوا چنانچہ فی کس پانچ لاکھ روپیہ سوائے جو اہر واسبا کے ملا اور خواہ دار ملاز میں قدیم زن و مرد کے اسٹے داخل وصیت تھا کسی برس تک یہ انتظام رہا اب سننے میں کہ وہ سب نوٹ گوشت سے نواب محسن الدولہ لیکر اپنے خراج میں لائے فقط۔

سفارت شاہی کا زریڈنٹی سے موقوف ہونا پیر کمال رہا

یکم ماہ ستمبر ۱۲۶۱ مطابق ۲۶ محرم ۱۲۵۵ روز یکشنبہ از رو سے پرچہ اخبار مرسلہ صاحب زریڈنٹ صدر سفارت شاہی زریڈنٹی سے موقوف ہوا اس وقت سے کہ سفیر ہندوستان ہر سرکار کے بموجب حکم و تجویز کونسل نواب کو زریڈنٹ موقوف ہوئے اور منتظر رہا کہ جب

زود انتقام سے چنانچہ تین دن پیشتر اسکے یہ باب بیٹھے سپرد کو تو الی ہو سے تھے آبا
 ووانہ چھوڑ دیا تھا کو تو ال نے سمجھا یا کہ جو دہری اب غم و غصہ کھانے کا وقت نہیں
 ہے جو ہونا تھا ہوا تم کچھ کھاؤ میری خاطر سے اوسنے چند سنگھارے بازار کے کھائے اور کہا
 کہ اب ہم گنگا نہیں جانتے مگر قرآن شریف کو جانتے ہیں اوسوقت حاضرین کے اسٹول پر
 کو تو ال نے کہا میں حکم حاکم سے مجبور ہوں اب تمہارا اعتقاد قرآن شریف پر ہے تو اسکی
 عدالت بھی دیکھ گئے وہی صورت ہوئی۔

دنیا عجیب مقام عبرت اور انتقام بعدالت ہے مرزا اس کارفرمائی سے بہت نازان تھے
 مگر سوائے بدنامی کے اسکا شہرہ کچھ نہ ہوا بہت تعجب ہے کہ ایسا مومن نماز گزار و نیاز گزار
 میں نہرا مار پیہ صرف کرنے والا مرکب ایسے قصاص جے محل کا ہوا اور پھر اسکا حال
 بھی نہ دیکھے امام سے کیسی خیر صیت ہو مگر وہاں بھی عدالت ہے تیر کسی مذہب کی نہیں خلا
 اسپر تیز روز نہ گذرے تھے کہ مرزا ایک خاص مرض لا علاج میں گرفتار ہوئے گار نہایت
 اس میں بھی ممتاز ہوئے یعنی خلق سے کوئی خیر نہیں اورتی تھی اور روز بروز بلکہ ساعت بستا
 منحنی اور سوکتے جاتے تھے ہر اطباءے حاذق اور عالمان ماثورہ اور نذر نیاز ہر امان
 مشرفہ میں بہت خشوع و خضوع سے کرتے رہے بلکہ عوام کے کہنے سے بطریق ہندو ہم بھی
 کیا صاحب عامل ہوم سے زمیندار نے کہا کہ میں اسکی چھاتی سے نہ اتر روز کا آخر مرزا کا مقولہ
 یہ تھا کہ میری املاک اور سب مال دولت دنیا کوئی لپیوی اور مجھے ایک دوکان رہنے کو
 اور کچھ سدر مق کھانے کو دے مگر اجل اور انتقام نے کچھ ڈرامے کے سطلیل گنج
 کی حویلی اپنی میں دفن ہوئے اب وہ سارا محامہ داخل ہو گیا ہے قاعبر ویا اولی الایا

انتقال حضرت مریم مکانی

۱۲۔ تاریخ شہر ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۷ء قریب شام حضرت مریم کا
 نواب ملکہ آفاق عرف کھتو بیگم صاحبہ خاص محل حضرت فردوس منزل بی بی نواب ام المہجی
 نے ہریہ دبائی سے انتقال کیا بعد حضرت جنت مکان جب بادشاہ دولتخانہ قدیم اور

آخر میں جب لکھنؤ میں سے بڑے ہوشیار شاہ ہو گئی تھی اودو ہر سے وہ اجل گرفتہ آتا تھا
 دفعۃً جب نزدیک پہنچا ایک دفعہ بادشاہ کی بند و قین رعب کے واسطے مارین اودو
 وہ دام بالا خواب مرگ سے چونکا مٹانے سے کو پڑا سپاہی ہر طرف سے دوڑ پڑے جھٹ
 پکڑ کر شکنیں باندھ کر منہ کی منہ میں ڈال دیا روڑا سے بند کر دیے سپی طرح اودو کے بیٹے
 کو بھی پکڑ لیا تھوڑی دور تک مرزا اودو کے جاوے سواری میں چلے پھر بالینان ایک بچہ کی
 پر شہر سے اس عرصے میں فوج شاہی بھی اپنی سرخروئی کو آ پھونچی جو بد اسے فرمان بھی
 دیکھا دیا سرسبب ہو گئے قریب نصف شب بد دولت پر پھونچے اتفاقاً اوس شب بدشا
 رو فوج افراد پر رشید باغ خواب محذرات غلطے واقع ہل راہ کر با سے مال کٹور، تھکے جب خبر
 اس پر پھونچی حکم ہوا راہ شاہ کر سنگ تیریدی کہستان کے سپرد کروا دوسرے چھپنے کو نو چند ہی تھی
 بادشاہ وقت غصہ کر بلاستہ نیرند انجمن میں بھی زیارت کو آئے تھے خلعت شہر کا بڑا ہجوم تھا
 صبح روز جمعہ مرزا نے حضور عالم سے ساری کہانی بیان کی ہر طرف سے صدائے ابن کبار
 از تواید و مردان چنین گفتندہ کی یہ وہم تھی روز یکشنبہ خلعت ۱۷ پارچہ مع ہاتھی پاکی ملا
 شیخ طیب الدین جنہوں نے حق بیات زمینداری ادا کیا تھا فقط دو مثالہ دو مال دوسرے
 دن مرزا کی سفارش سے حسن خیراہ و پیچے سرخروشی کو افخام کے ملے ۲۶-۱۰ اگست کو
 صاحب ریڈیٹ جنرل عید بادشاہ کے پاس آئے اطلاع اس سانحہ کی اور شاہ
 حسن خدمت مرزا کی گوشہ گزار صاحب کردی کہ اکون حاجت مثلاً نمیت روئے والا ایہ
 ایک دوست نے مرزا سے کہنا اب آپ کے باب میں مامب سے احتیاج کسی کی گویا
 کی نہ ہی فی الحقیقت آپ ایسے ہیں مگر صاحب ریڈیٹ آپ سے کبھی مامت نہ ہوئے جس
 رستم کو چاہیے آپ پکڑا لیتے۔

غلام علی روڈی صاحب ریڈیٹ سے ہوئی بعد تحقیقات و بموجب فتویٰ قتل مرزا
 سلطان اعلام و بیٹا مارشالہ فیقہ روزیہا شنبہ ۱۷ مارچ مطابق ۱۰ مارچ ۱۳۱۷
 کو کتبہ انجمن اور اس کے پیش کو قتل نہ ہو کر کبری دروازہ مسلح قاتل میں باہم لائے
 کروان اسے کو ایک تاج و تاجین کو تیرہ تیرہ قرآن شریف پر تھامنے داند غریز

میں آئے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات کے شرکاء کھیل کر چلے آئے۔
 اور صاحب موصوف اس دورہ میں راجہ دگبجے سنگھ رئیس موروثی راج بلرام پور
 سے بہت محظوظ رہے اور ساتھ لائے اور بعد ازیں وقت روانگی ولایت یہ جٹھی یادگار
 دستخط و قلم خود لکھ کر دی۔

ترجمہ چٹھی جنرل سلیمین صاحب ہارڈیڈسٹ لکھنؤ

میں دگبجے سنگھ راجہ بلرام پور کو دو برس سے جانتا ہوں آدمی خوش چلن فردی کیا
 نہایت ہوشیار ہیں اور شاہ ادوہ کی رعایا سے خوش کردار ہیں نہایت نیکنام ہیں
 محکومین ہیں کہ یہ شخص بہت ایماندار ہے اور جو ہمیشہ جو چہنا سب اوسکا شوق رکھتے
 ہیں انھیں اگر کچھ ہی میں یتیم ہو جانے کے باعث عمال ضلع بہراچ کی بدظنتی سے اپنے
 علاقہ کے بند و بست میں بڑی بڑی مصیبتیں جھیلنا پڑیں فقط

دستخط۔ ڈپٹی ایچ سلیمین

مقام لکھنؤ ۲۵۔ مارچ ۱۸۷۷ء

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۱۲۔ ربیع الثانی روز چہار شنبہ منہ الیم مطابق
 ۲۶۔ فردری ۱۸۷۷ء وقت شام پہلے شاہ منزل میں تشریف لائے اس جہت سے کہ
 فرزا ولیعہد استقبال کو گئے تھے اور بادشاہ نصر گجا گھین تشریف لے گئے تھے اوسدن ملاقات
 ہوئی مار و عطر بیکرخصت ہوئے۔ ۶۔ مارچ قریب شام بادشاہ رزیدنٹی میں تشریف
 لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھ احوال سیر و سیاحت ملک راجہ و تعلقہ ارون کا مذکور
 ہوا۔ بعد ازاں مراجعت فرمائی۔

نوٹ: الدواہ سفیر شاہی ۵۔ مارچ مطابق ۲۰۔ ربیع الثانی عہدہ سفارت سے موقوف
 ہوئے وہ جو نو لوی ذاکر علی نے ان سے کہا تھا کہ فراسمجا مرزا وھی علیخان سے مقابلے کا
 ارادہ کرنا وہ صادق آیا عجب اتفاق ہوا کہ لشکر میں سفیر کی نوڈھی انکی بی بی کے
 در و ظلم سے بھاگ کر نہیڈنٹ کے خیمے پر جا کر فریاد کی اور صاحب بالمشافہ سب احوال
 در و ظلم کا بیان کیا صاحب نے کمال انصاف سے احوال خانگی سنکر اپنے دربار سے منع کیا

اور تیسے مثل زمان سابق کی طرح کارسوخ نکلے تو حضور عالم سے نہ بگاڑنا چہرہ اہلکاروں نے
 چنا کہ یہ کانپور میں پھرتا پائین اکرام الدولہ ہمینہ سپر دے کہ انکے ساتھ منجھی کانپور
 چلا جاؤ گنا جب نواب مجبور ہوئے اکرام الدولہ اپنے ساتھ نواب کے پاس لے گئے خاموش
 دیا اہلک پوری میں اگر سہ مجالس محرم یا اور کسی اقرب میں حضور عالم کے پاس
 جاتے تھے مرزا حیدر صاحب سے موافقت قدیم تھی اکثر اون سے ملاقات یہی تھی کو گنا
 کمان غلط تھا انکی طرف سے وہ زمانہ حضرت خلد مکان کا تھا جس سپاہ اور مذہب تگداری
 سے انکا اقرب ہوا تھا یہ سوائے صاحب کے کسی کام کے تھے آخر شہدہ اجمری مطابق
 شہدہ اجمری انتقال کیا پہلوی باب میں دفن ہوئے سوائے چند قبر کے جنہی اہلک
 انکے باب کی تھی جس پر کچھ پزار و پیر نہ تھے ہوا تھا اور کسی غریب کا مکان بکیر حکومت
 نہیں لیا تھا داخل شہر عام ہوئے ایسے گھر میں قبر کرنا آجہا نہیں۔

جنرل سلیم صاحب در کاسیاحت و مسامالک محرم و سہ جاشوکت الدولہ
 سفیر شاہی کاسفار سیہ موقوف ہونا مسیح الدولہ کا ہونا

۱۴۔ محرم روز چہینہ مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۷۴ء جنرل سلیم صاحب در مع کپتان پوتا
 واسطے دست سیر و سیاحت مالک محرم و سہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم و سہ
 مع عملہ و فتر فارسی و انگریزی اردانہ بیست بہرائق ہوئے یعنی برابر اربعین مالک محرم
 مقامات قلب و بنگلہ معمورہ و غیر معمورہ و حال رعایا راجہ تعقدار سرکش و قمر و کاما جین
 اسکے سوا جو باطن میں کنون ناظر تھا جس کا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا فعل بحث نہ تھا۔
 ریڈنٹ ہویشہ حاکم وقت کے ساتھ ہوا تھا شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی
 راجہ پنجا ورنہ نہ تھے سرسدر مافی وغیرہ ساتھ ہوتے حضور عالم چٹنگ مشاقت
 ہو گئے صاحب ہمارے ابتدا ادا نہ تھا ہر شمع کا سفر کیا اور زمین مالک محرم و سہ اور پیدا
 اور مناسل بنا کہ کا نتیجہ کیا تعقدار ناظم مانہ ہوئے تھے معرفت سفیر شاہی مہر ہوئے
 تھے جو ادنیٰ ہو چکا اور مساجد اب پایاب علاقہ میواڑ سے من نواب کبجہ امین الدولہ

چو بدار سلطان فی اخراج کو متعین کیا مرزا مع مرزا علی حسن اپنے بیٹے کے پھر کانپور بھونچے
دوسرے دن نواب نے اپنی رفیع ندست کو مرزا محمد بڑے بیٹے و مرزا مبارک علی کو خلعت
دو شالہ رو مال دیا مرزا علی حسن سے ایک طریق خاص سے چشمک تھی اور دو ہزار سالہ
مرزا کے واسطے مقرر کر دیا وہی نو سے روپیہ کی حساب گویا نمازی کا رکھتا تھا۔

مرزا کا پھر لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

القصد مرزا صاحب حالت قحطی و خانہ نشینی میں رہ پور گئے نواب محمد سعید خان بہت
احترام سے پیش آئے اس جہت سے کہ کرل جہان بلی صاحب کی رزیدنٹی میں یہ بہت
اونکے کام آئے تھے لیکن اپنے پاس انکو نوکر رکھا مرزا علی حسن انکے بیٹے کو اخبار و فہرست
پلٹن دی مرزا رام پور سے پھر کانپور آئے اسی دو ہزار میں اپنی بسر کرتے رہے۔

جب نواب امین الدولہ کانپور اور لاہور کی توہین دیکھنے گئے۔ مرزا نے ملاقات کی نذر
دی کر بلا کے قریب جو باغ تھا انھیں نذر دیا نواب نے سات ہزار روپیہ انھیں دیے۔

حالانکہ اس باغ کے پختہ کنوون میں ستر ہزار روپیہ صرف ہوئے تھے اسکا قصہ بھی
چند روز پہلے ننگامہ کانپور کارہن تھا او سے چھوڑا یا نواب سے صورت آشتی پیدا ہوئی بلکہ
نواب کو منظور تھا کہ انھیں اپنا پیشہ دست کریں لیکن اہلکاروں نے نہونے دیا حالانکہ
یہ اونکا گمان فاسد تھا اسے بھی نہوسکتا گو کہ نام مردہ از مرد تھا۔

خلاصہ حضرت سلطان عالم کا زمانہ ہوا۔ علی نقی خان حضور عالم ہوئے یہ بھی انکے رشتہ دار تھے
نواب اکرام الدولہ بیٹے نواب شریف الدولہ احمد علی خان نے نظر باسحا و قدیم و قرابت
معرفت مرزا محمد بڑے بیٹے کے کانپور سے بلوایا وہی دو ہزار روپیہ سالانہ ملتے
تھے بلکہ لکھنؤ میں تھے اکرام الدولہ حضور تحصیل تھے اوسمیں سے دیتے تھے بعد چند روز
کے عرضداشت کی اجازت قیام لکھنؤ ملی چنانچہ ۸۔ تاریخ ماہ مبارک رمضان ۱۲۱۷ھ ہجری
مطابق ماہ فروری ۱۸۰۲ء عیسوی پہلے کر بلا سے میر خدائیش میں آئے اکرام الدولہ
انکے لینے کو آئے روبرو سے ضرر جہ مبارک جا کر ان سے عہد و پیمان لیا کہ اگر اچھا بادشاہ

ہوتی ہے تھی لیکن اپنے دل سے گذشتہ راصلوۃ پڑھ کے مرزا کو بلو بھیجا دوسروں سے
 درماہر کر دیا اور اپنا قوت بازو سمجھ کر ہم پیالہ ہم نوالہ بنایا اور اس زمانے میں جتنے
 بدر ہوئے تھے سبھوں نے اپنی عافیت سمجھ کر اور بامید یہی کہ اگر وزیر ہو جائیں گے
 ہمارا بھی بھلا ہو گا اور منتظم الدولہ بقدر حال ہر ایک کی امانت بھی کرتے تھے چنانچہ
 صاحب اخبار کلکتہ نے چھپوایا کہ معتمد الدولہ کی جہت سے فرخ آباد و کانپور رشک
 جزیرہ ٹیکو لن ہو گیا ہے غرض یہ سب قافلہ شب و روز منتظر تائید نہیں رہتا تھا اور
 منتظم الدولہ کو اسلئے سامان امارت جیسا چاہیے حاصل تھا مگر وزارت کلکتہ کے مترصد
 رہتے تھے اور جب یہاں کی بے انتظامی اور نیکو کامی سننے تھے فسوس کرتے تھے مرزا اب ایسا نکو
 کامی تھے تو نہیں کیا اگر وہ گھر پر باد ہوتا ہے یہ کہتے تھے جس گھر کی بدولت ہمارا گھر بنا ہے
 وہ بگڑا جاتا ہے ہمیں کیونکر فسوس ہو خلاصہ جب حضرت خلید منزل نے نواب کو بلوایا مرزا
 صاحبی بھی برنافت ان کے ساتھ آئے عیال اور بھائی بھی ان کے ساتھ آئے منتظم الدولہ
 کی صورت قیام اعتماد الدولہ کی جہت سے نوئی مرزا حاجی اون سے علیحدہ ہو کر بموافقت
 اعتماد الدولہ کلکتہ میں رہے اماں پوری جو فرنگی محل میں تھی بیکم سرکاری اور وہی دوسرے
 روپیے کا موجب جو منتظم الدولہ دینے تھے سرکار سے مقرر ہوا اور اماں ذاتی ان کی جو
 گھر والی میں تھی نواب محسن الدولہ کے جہت سے نہ ملی مرزا اور بارہا میں وقت پاسے پانی
 جاتے تھے سلام کر کے چلے آتے تھے ہر چند منتظم الدولہ کو ان کی وضع داری سے غلام گذرا
 بلکہ ایسا بناتے تھے کہ میری رنافت سے ہاتھ اٹھائیں گے مگر اہل دنیا اپنی غصہ میں کہ
 مقدم سمجھنے میں انکو شہر کار ہنا غنیمت ہوا۔

جب تربت وزارت نواب روشن الدولہ بھیجی مرزا بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ ہر
 وزیر بہت خوش ہوئے کہ انکے حقوق صلفہ رحمی سے پیش نہ آئیں گے اور کیا عجب ہے کہ
 صورت نواح بھی نیکے۔ نواب روشن الدولہ ایک دن انکی مان کے پاس آئے اپنے بیٹے
 کو سہوان نے قدروسی کیلئے راج کا دھندہ نہراؤ ان مشایخ صاحبان کیونہ تھا وہ محنت کر
 انکے اغراض بلد کے ہوتے نواب نے کسیلئے کن رایت برادری انکی بلکہ قلعہ رملہ رجم کیا

بواسطہ میرا براہیم و میر شاہ علی رقعہ اتمام حجت بھیجا کہ اگر مجھے دستخطی رقعہ مرزا لکھیں
اس مضمون کا کہ آپ کے بانی مہمانی محمد آفرین علیخان تھے میں ہتھاب میں تمھاری
اطاعت سے باہر نہوں گا جب عہد و میثاق فیما بین میں ہو جائیگا پانچ ہزار کامو جب کہ
شاہی سے مقرر کردہ وزگا اور اپنا کار نیابت بھی اونسے لون گا بعد غور و تامل مرزا نے
جواب صاف دیا کہ مجھے کسی طرح اطاعت تمھاری نہوں سکے گی اور نہ میں صاف ہوں گا
کسواسطے کہ یہ مصائب دل سے نہ بھولیں گے سچ تو یہ ہے مجبور ہوں آخر کار نوائے بادشاہ
بہر صورت اجازت فرمائی لے کر سوین تاریخ نیچ الٹانی روز چار شنبہ ۱۲۳۰ ہجری
مطابق ۱۲۳۰ عیسوی راجہ بختاور سنگہ ماجہ شیو دین سنگہ وغیرہ اردلی بادشاہ مع بارہ
کارہی چھڑے۔ کہار۔ اسباب ضروریات اور سپاہی لیکر آئے کئی دن تک انہر حاصل
رہے کوئی عذر نہ تھا اور نہ بادشاہ سے جا کر اسکا ہڈر و اجبی عرض کر کے خلاصہ چار و ناچار
پیادہ پانچ گھر سے نکلے سوار نہوں سکے سار شہر جا بجا جمع ہو کر قدرت خدا کا تماشا دیکھنے
کے لیے گھڑی تھی اور مقہر الدولہ کو اپنی زبان سے مناسب وقت کہہ رہا تھا انکے گرد
حلقہ سپاہ تھا او سوقت ان اسپران ظلم اور اجتماع خلایق سے کیفیت بازار و مشق ظاہر
تھی چوک میں کسی سپاہی سے ٹکرا ہوئی ایک ہنگامہ ہو گیا تھا راجہ نے بہمت و نہاجت
ان سبکو سوار کر کے شہر کے ناکے کے باہر کر دیا قریب شام یہ قافلہ نکلیہ بود علیشاہ پر چھوچ کر
رات وہیں بسر کی صبح کو روانہ کانپور ہوئے پہلے کانپور میں کرایے کے مکان میں رہے
اوسکے بعد ایک ہنگامہ پریڈ پر مول لیکر رہے نوائے انکے مکانات سب نواب محسن الدولہ
کو دیدیے کہ اگر انکی رجعت شہر میں ہوگی نوائے کوئی نہ لے سکیگا چنانچہ آج تک انھیں
کے قبضے میں ہیں بہن نسبت اوس زمانے کے اب شارع عام ہٹک پر ہو گئے ہیں۔

مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا اور پھر کانپور جانا

نواب مظہر الدولہ عجب صاحب ہمت تھا اور ہمیشہ تجسس اپنی نام آوری کے رہتے تھے ہر چہ
زمانہ سابق کے بہت مرزا میں اور انہیں صورت نامو انقت جیسا اہل دنیا کو طمع دنیا سے

کھایا تھا ہزار روپیہ انعام کے ملے تھے ہم صحبت نواب نے بہت خوش ہو کر اسپر خیمہ اور تفریح
کی تھی منتظم الدولہ نے ایک چوہدار کی طلب کو بھیجا اسے انھوں نے پندرہ روپیہ
دیکر بخند شربت پالایا اور تہبیر سواری اور بگڑی کی فکر میں ٹہلنے لگے وہ مرد پیر تھا سروس
شربت لیا کر اور بازار کی شٹالی لکھا کر صورت نشہ کی اس سے پیدا ہو گئی سو گیا سیبھی نے
عصا پیر کو کوٹھڑی میں رکھ کر باہر نکلے سید سے فقیر محمد خان رسالدار کے پاس بھونچے
نائب صاحب نے منشی کینج بہاری کے میاں نے من لبطریق سواری زمانہ سوار کر کے کول ہار
بھیج دیا وہاں سے کانپور ہوئے ہوئے الہ آباد میں شاہ ابوالمعالی کے مہمان ہوئے پھر
وہاں سے بڑا ستہ خاطر ہوئے کانپور میں مرزا علی محمد کے مہمان ہوئے جب منتظم الدولہ
معزول ہو کر فریخ آباد گئے شیخ جی پیر سلامت لکھنؤ آئے مرزا حاجی جب وزارت اہل الدولہ
میں لکھنؤ آئے شیخ جی کو نسبت اپنے اہتمام منتظم حقیقی پر رکھا۔

جب شہر فردوس منزل ہوئے شیخ جی کو سوروپیہ ملنے لگے اور ہر سال قطعہ سال تابوت
نہایت بھی غنایت ہوتا تھا اور اعظم الدولہ کی سفارش سے مرزائی صاحب دوست قدیم
شیخ جی کو دو سوروپیہ ماہواری کا نوکر رکھا وہاں حضرت بنت مکان کے عہد دولت
میں ازراہ غنیمت بر طرف ہوئے مگر صاحب باقیہ تھے جس قدر سرکار نواب حسین الدولہ سے
کمایا صرف چوبانہین کیا تھا میٹون کی قلیہ میں نص ورنہین کیا تھا حکیم دین العابدین اور کا
بیٹا شاگرد اسم مرزا محمد علی طبابت کرتا ہے چلن سے چلتا ہے بعد کئی برس شیخ جی نے
اتصال کیا بوز جب اپنی وصیت کے جس گھر میں رہتے تھے اس میں دفن ہوئے فی الحقیقت
فن شاعری اور شقیق و نصیح ان الفاظ میں اور کا نظیر تھا بہت سے شاگرد رشید اس شہر
میں ہیں غرض سب دیباچہ احوال شیخ صاحب کا تھا بر سیل مذکور جس قدر انھوں سے
دیکھا نہ کہ ازراہ غنیمت بیان کیا ہو کئی برس تک مرزا حاجی کے دربار میں بندھے کا
اور ان کے ساتھ رہا ہے خلاصہ نواب عبداللہ والہ کئی برس تک مرزا حاجی کے اخراج شہر
کی فکر میں رہے جب بادشاہ سے ان کے اخراج کو عرض کرتے تھے بادشاہ فرماتے تھے
اسے کوئی چیز نہ دے رہے ہو تمہارا کیا نقصان کرتا ہے ایک دن نواب نے قید میں مرزا کو

خوف نواب ہوا کہ مبادا راہ سے پکڑ جائیں گھر میں بیٹھ رہے جب یہ جوڑ بند پانچلے چوہدری سلطان
 انکی طلب کو آیا انھوں نے کہا تم ٹھہر وجہ تک میں تدبیر سواری کروں پکڑی بندھو اوں۔
 اوسنے کہا میں خواجہ محمود کو قوال کے پاس جا کر ایک ڈولی نکھارے واسطے آؤں اوس
 شیخی سمجھے کہ رنگ بیلور نظر آتا ہے سامان بے آبرو فی ظاہر ہے چوہدری ڈولی لینے گیا شیخی
 گھر کے دروازے پر زنجیر لگا کر اسیمہ چاؤراوڑھے باہر نکلے اور اپنا دوست و شاگرد خاص جانکر
 آغا توکل کے پاس گئے کہ مجھے دو تین دن تک اپنے گھر میں چھپا رکھو جنیک کہ شہر سے باہر
 نہ نکلیاؤں اوں انھوں نے خوف حاکم وقت سے ڈر کر کہا کہ میرا گھر مفت برباد ہو جائے گا نظم
 نواب ظاہر ہے تب شیخی نے کہا کہ ایک حجام بلا دو میں داری جو چھ منڈا کر بیروں کی بنکر شہر سے
 نکل جاؤں آغا نے کہا اگر حجام سرکار میں کہدے تو بھی مجھ پر آفت آئیگی نا شیخی پر ثابت ہوا کہ
 یہ خود اپنا رسوخ ثابت کر نیکو کہدین تو کیا عجیب ہے اس عرصے میں جب چوہدری آیا یہ حال دیکھ کر
 سرکار میں خبر کی میرا مد نواب کے حکم سے گھر پر آپکار کر کہنے لگے کہ بہر صورت شیخی کو امان ہے
 مگر اس محلے میں جیسے اپنے گھر میں چھپا پاؤ گا وہ البتہ دلیل و خوار ہو گا یہ منادی کر کے پھر گئے
 شیخی گھر اگر ٹھیک دو پھر کو میرا مد کے دروازے پر پھونچے سپاہی سے کہا کہ وہ مندرجہ خاص ہے
 میرا مد باہر نہ باہر آئے اور بہت احترام سے اندر لیا کر اپنے مسند پر بٹھایا آغا توکل نے اپنا بیٹا
 انکے ساتھ کر دیا تھا کہ مبادا شہر کے باہر چلے جائیں میرا صاحب اوسنے کہا کہ ہم امانت سرکار کو
 بھونچا چلے میرا صاحب اوسنے کہا کہ آپ کی عزت کے ساتھ میرا سر حاضر ہے اور نواب سے جا کر کہا
 فرمایا اپنے پاس رکھ دو سرے دن چپ رو دکا سی مذکور ہو چکی اپنے گھر سلامت آئے سپرد
 درماہ نواب نے مقرر کیا۔ پس انکار رسوخ و اعتبار دن بدن بڑھنے لگا جو مقدمہ محل فریب کا
 پیش آتا تھا ان سے کہلا بھیجتے تھے یہ اوسے اپنی بندش شاعری سے موزون کر دیتے تھے
 انکے پاس اسطرح اکثر مشاہیر لکھنؤ بھی حاضر رہتے تھے۔

دوسرا احوال شیخی کا یہ ہے کہ جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوئے شیخی نے محض خوشنودی مزاج
 نواب کے لیے ایک غزل کہی تھی بقافیہ گر سخیہ یعنی دکا شو براے بختن سلج گر سخیہ اور پھر اونکے
 غزل کی تاریخ باز گر سخیہ کہہ کر مشہور کی تھی محمد خان قوال نے اس غزل کو نواب کے سامنے

غرض جب ایسے گھر کے مجیدی اور محرم راز جمع ہو چکے ایک سپاہی مغلوک و ہریشان حال کو دم
 سے کر سکھار دے اسلئے قتل فرما کے وقت شب بارہ ویں میں بلایا کہ تو ننگی تلوار ماتھے میں لیے
 چلا آنا جیسے ہم کہیں گے تلوار مارنا تجھے بہت کچھ ملے گا مرنا کیانہ کرتا اس اہل رسیدہ نے
 قبول کیا غلامہ جب وہ رہبری جاسوس سے قریب نواب پہنچا اس کے انتظار میں نواب
 پیشتر سے باہر نکل کر بیٹھے تھے اور اصحاب یار فار بھی اپوچی بنے مسلمہ ملحقہ باندھے بیٹھے تھے
 اسے دیکھ کر کہنے لگے وہ آتا ہے وہ آتا ہے ایک شخص نے پکار کر اس سے کہا اسے مار
 تلوار نواب کو چاہتا تھا کہ تلوار اٹھائے اسی نے مل کر اس کا گھوم کر دیا نیم جان اسے نواب کے
 پاس لائے کہنے لگا مجھ سے دعا کی یہ کہہ کر مر گیا حاضرین نے کہا نہ نہ یہاں بکتا ہے اسکے پاس
 ورنہ میں غلامہ صبح کو اس کے ہاتھوں میں رتی باندھ ماتھی سے کچھو کر بازار میں نشہیر کیا
 لیکن سب پر اس جوڑ کی اصل نفیقت کھل گئی مگر خوف حاکم وقت سے دم بخود تھے اور ایک ٹپ
 ہندی تھریر صاحبی اس کے بازو سے کھول کر مشہور کیا تھا کہ مرزا حاجی سلسلے اس سپاہی کو دھڑے
 قتل فرما کے بھیجا تھا بادشاہ کو پرچہ اخبار گذرا حالانکہ اس ٹپ کی پشت پر حساب مٹھائی کا
 لکھا ہوا تھا دوسرے طرف انعام قتل شیخ ناسخ اس کی مصافحت کو دو دولت پر حاضر ہوئے بادشاہ
 کے سامنے درباری کو گئے میر غلام علی رسالدار جو مقرب خاص مرزا تھے وہ بھی حاضر ہوئے
 بادشاہ نے مصمصام الدولہ مرزا جو کو حکم کیا تم کو ابون سے تعین کر دو یہ ہر صورت نہ فرماؤ دست
 تینوں نواب تھے انھوں نے پہلے شیخ ناسخ سے تعین ہوا کہ یہ ٹپ کیسی تھی انھوں نے
 مناسب وقت سمجھ کر بڑا شاعرانہ دیا مرزا جو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سوا دق ایک طر
 اور شیخ ناسخ ایک طرف ہے انکو حکم ہوا اپنے گھر جاسیئے دوسری گواہی میر غلام علی کی دہی
 یہ سید بنی فاطمہ تھے کب مجھوت ہوئے کہا ماسا شام ما شایہ سب خشن آئے اور بال ہتے مجھے
 مطلق اس سال سے خبر نہیں۔ حکم ہوا انھیں انالہ بابہ برشن سنگھ میں لے جاؤ وہاں طوفان
 بین مسلسل ہوئے بعد کئی عینے کے عشرہ محرم میں اسی زندان شامین جگہ گئے اور اپنے آپ
 کرام سے ملوث ہوئے یہ ادنیٰ شعبہ اس زمانے کا تھا۔

آئینہ سب کا اصل فصل ہے کہ مرزا حاجی کی قید میں ہر وقت حاضر رہتے تھے جب انتہا سے

بادشاہ کو ان سے مفارقت ناگوار تھی اسی رسوخ سے نظامت سلطانپور میں سواڑہ سلون۔
 انھوں نے بھائیوں کو بڑے بیٹے مرزا محمد کو دے دی تھی ہر چند یہ کام خالی خوف و دہشت سے
 تھا کسوا سنے کہ خوف انجام اور دشمن قوی نواب معتمد الدولہ تھا ہر چند کسی برس میں سلطنت
 سے ان سے کمال خصوصیت تھی کہ واسطے جواب و سوال بامید سلطنت بھی تھی شب کو باخفا آیا
 کرتے تھے اور تحفہ تحائف بھی لایا کرتے تھے آخر وہ اتفاق اہل دنیا میں بدل بہ اتفاق ہوا۔
 جب نواب معتمد الدولہ نائب ہوئے مرزا اسی نے خانہ نشین ہوئے نواب کو مصرت
 دیوان بچنا تھا بعد عہد و میثاق صفائی باطنی منظور تھی لیکن مرزا محسن باوجود اس عقل
 و دانش اپنے بڑے بھائی کے کلید عقل تھے برہم کر دیا جب دوبارہ عروج نواب رفیع مہراج
 پر ہو مرزا کی مصاحبت بادشاہ ٹھنڈی ہوئی خانہ نشین ہو کر پایہ محاسبہ میں آئے بابت
 نظامت چکلم نا کے مذکور مرزا نے باعتبار خودہ۔ یا۔ لا۔ لاکھ روپیہ گھر سے دیکر مہاجان بازار
 سے گلو خلاصی کی اس خیال سے کہ اگر یہ فرض خواہ سرکار میں نالسن کر دینگے تو معتمد الدولہ
 کی بن پڑے گی اور قریب میں لاکھ روپیہ کے بابت فرمائشات کے انکار روپیہ سرکار میں رہ گیا
 پانچ برس تک اپنے گھر میں مع اپنے بھائیوں کے قید رہے کوئی صورت نجات کی نہ نکلی اور
 گورنمنٹ سے زمان کرنل جان پیل صاحب ترقی قلع امید ہو چکی تھی اور یہ اسپر نازان و طہن
 تھے کہ ہمارا یکسو ہو جانا بادشاہ کے موجب صفائی کا ہو جائے گا۔ معتمد الدولہ ان کے خراب کیے
 کبھی غافل نہ تھے آخر نواب نے شیخ محمد ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے محرم راز مقرب خاص تھے
 اور اونکا فروغ و رشید سار شہر جانتا ہے کہ ان کے گھر سے انھیں چل ہوا تھا بطمع دنیا اپنے
 کو موافق و متوسل کیا انھوں نے بھی اپنی قدامت سے متھ اوٹھایا اور بظاہر حیلہ آبر و ریزی
 حاکم وقت سے جان کر آمد و رفت بالکل مرزا کے پاس آئیل ترک کی اسکے سوا اپنا رسوخ سمجھ کر
 درپے تخریب اپنی ولی غمی ہوئے اور نواب سے عرض کی کہ میں فقیر ہوں دربار میں حاضر ہونا
 میرے واسطے موجب مضحکہ ہو گا بر وقت ضرورت حاضر ہو گا مگر کیا یہ بغیر لباس اہل دربار
 پگڑی میں نے کبھی نہیں رکھی اور جو بجا آوری احکام ہو گی گھر سے بجا لاؤں گا نواب نے سب
 قبول کیا تھا۔

جس کے بارے میں ایک شہر پر جلوس سواری بھیجا جب شرف ملازمت حاصل ہوئی خلعت دیا اور
 کوٹھنی اسماعیل گنج سناؤ کہ اعظم علیخان رہنے کو دی اپنے حین تیاں تک محبت کرتے رہے
 تختہ او بھی مثل اور بھیایتوں کے مقرر فرمائی بہر حال او سپر قناعت کی ایک دن کمال خصویت
 سے عرض کیا قصور خاص مرحمت ہو کہ میں اسے اپنا حوزہ جان سمجھ کر ہر وقت شرف ملازمت
 حاصل کرنا رہوں بادشاہ نے اپنی تصویر بڑے جلوس سے بھیجوائی امر اسب پیادہ ساتھ تھے
 نواب ہر طرح اس کے سامنے آداب جا کر پیشیا کرتے تھے کہ موجب خوشنودی خاطر بادشاہ جو
 جب حضرت بہت مکان پر سے پہلی تختہ او کم ہوئی ان کے بھی ہندوہ سورہ پیر ماہواری رہے
 یہ اس سے بھی منیت سمجھو از سبہ خدمات روحانی اور ٹھانپکے تھے کوئی مسرت دنیا باقی نہ تھی
 غمی پر نو سالہ گھل کر پوگئے تھے وہ حسن و جوانی شباب سب جانا مارا ٹھانکے نواب سب کا
 بہت شوق تھا وہ کیا کرتے تھے غذا ایک وقت کی رہ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد اس سے بھی
 نہ کہ کبے نہ لڑا لڑا تھے ابتدا میں بہت موٹے تھے اگر نری حوضہ بھر جاتا تھا ڈاکٹر صاحب
 کی تجویز سے شہی کرتے تھے اور نئے اختیار کی تھی اس سے بہت دہلے ہو گئے تھے نواب ابن الد
 سے ہزار بل تھا اس بہت سے کہ امام بخش خان ان کے باپ تیر اندازی میں نو کرتے تھے اس
 بہت سے ایک شب لباس محرم میں بھی آئے تھے۔

حضرت سلطان عالم کے عند دولت میں اور بھی خواہ کم ہو گئی تھی اور سپہ بھی شاکر نہ کرتے
 رہے اکثر غلیل بھی رہے تھے آخر عوارض فرزند سے شہ ۱۲۷۰ مطابق ۱۶۱۰ انتقال کیا حکم
 بادشاہ سے کرنا سے توقیر فرزند تخلص منزل میں دفن ہوئے اسباب غیبیہ سرکار ہو کر کیا امام ہوا
 ازوان و اولاد تھی اور اسکا مدت عمر تک شوق و رغبت تھی

احوال قمر الدین احمد خان غسٹ مرزا حاجی

یہ دونوں اسرارِ نواب بہاؤ الدین و قمر الدین، محمد خان عورت مرزا حاجی اسو اسٹے گھر
کہ ایک خانہ گاہی سائنس میں جو انہا اسم مرزا حاجی مقرب خاص حضرت خلد مکان سے
پانچ ہزار روپیہ پاتے تھے اور مہنامے خنایت انہر تھی کہ غیب از چند ساعت خواب بہت

چند آدمی اسیر ہو گئے تھے اور نواب ۶۰ آدمیوں کے حصے میں تھے ایک دن نواب نے تنگ ہو کر
 اوس ترکمان کی آٹھ برس کے بیٹے کو مار ڈالا اس جہت سے کہ وہ حرافزہ سب سے زیادہ
 آزار دینا تھا کبھی ان پر موت دینا تھا کبھی منہ پر تھوکتا تھا کبھی نکالیاں دیتا تھا اوس کا باپ
 نواب کی اس حرکت سے بہت خوش ہوا اور کہنا کہ تم نے اس عورت کو کیوں نہ مار ڈالا کہ میرا
 حصہ بڑھ جاتا یعنی جتنے آدمی ۶۰ سے کم ہوتے اوس کا حصہ بڑھ جاتا دوسرے دن اوس کا بھائی
 جو شریک حصہ تھا خفا ہو کر کہنے لگا میں آج نواب کو مارے ڈالتا ہوں اور اپنے پاس
 چکر دار سے نواب کی ہڈی لے کر کھڑا ہو گیا صاحبانہ نے کہا پہلے تو میرا حصہ دیدے پھر تجھے آیتا
 ہے ایک دن نواب چلے پیستے جاتے تھے اور اپنی بکسی پر رو رہے تھے اوس ترکمان
 کی جو روئے رحم کیا اور ایک کرتہ اور لنگی نواب کو دی اور اپنے خاوند سے سفارش بھی کی
 کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خاندان عالیہ سے ہے اسکے رونے پر مجھے رحم آیا تیرا کرتہ اور لنگی
 دینے اسی دی خلاصہ نواب عجب مصیبت ناگہانی اور بلا میں گرفتار ہوئے کہ خدا کی کو نصیب
 نہ کرے غرض اسیری نواب کی خبر مشہور ہوئی شاہ جم جانتھعلی شاہ نے فرمانفرما سے مشہد
 مقدس کو لکھا کہ کوئی صورت انکی رہائی کی ہو تو باعث نیکی نامی ہے اور مزید حنات اخروی
 لکھنؤ میں حضرت خلد منزل میں یہ خبر آئی زائرین نے بھی مفصل احوال بیان کیا نواب و شن الدولہ
 نائب تھے یہاں کون سناتا تھا جب مشہد اور مشہد مقدس نے حاکم مازندران کو لکھا اوس نے
 پانچ ہزار روپے دیکر نواب کو چھوڑ دیا نواب و مان سے طہران میں اگرچہ خانہ بالیز ہوئے
 شاہ کو یہ امر خلاف گذر اور نہ احترام اور لوازمہ مہمانی زیادہ ہوتا لیکن کیا عجب کسی شاہزادی سے
 شادی بھی ہو جاتی۔ دماغی عبات عالیات آئے پھر نصیر سے ہجراز پر سوار ہو چکے تھے
 ہوتے ہوئے کانپور میں ڈومنان صاحب کے بنگلے میں اترے وہی انکا مشغل اہراجات ہوا اور
 وہ تاجر جس نے پانچ ہزار روپیہ دیا تھا انکے ساتھ آیا تھا۔

نواب کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

جب حضرت فردوس منزل سربراہ سلطنت ہوئے انکا حال شکر ازراہ مایہ رحمی شفق طلب

جب نواب شمس الدولہ سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوئے کمال محبت سے پیش آئے
فرمایا انشاء اللہ ہم تم باہم عقبات مالیات کو طیلین گئے اس عرصے میں نواب شمس الدولہ
نے انتقال کیا اور چاہتے تھے کہ اپنے عین جہات میں چار لاکھ روپیہ کے نوٹ گورنمنٹ نواب
کو خرید کر دین حضرت بیگم صاحبہ ایک دن باتوں میں کچھ ٹھنڈے زن ہوئیں نواب جلال الدولہ
نے جواب شافی دیا کہ میں کلکتہ میں رہنے کو نہیں آیا کہ کسی کا محتاج ہو نہ گامبراز اور اہل
اشرفی موجود ہیں اور کچھ عوام بھی ہیں۔

نواب جلال الدولہ بدل مٹنی عقبات مالیات تھے انکا کوئی روکنے والا بھی نہیں تھا
ان میں خاص سے بہانہ پر سوار ہو بصرے چوسنے حاکم پونہر مسلم بیٹے ناظم بصروہ بالہ زہد ادنیٰ
ہر مقام پر انکا احترام کیا لڑتے ضیافت و مہمانی موافق دستور و الیہ میں آئے۔ کئی سوار
اور جاؤسٹ انکے ساتھ کر دیے جس شہر یا قلعے کے نزدیک چوسنے تھے سامی نوپ کل ہوئی
شمس جب دوسرے کی بات سے فارغ ہوئے وہی مشہد مقدس ہوئے ناگہان مکانات
ایام نامہ جام سے منزل مابین عباس آباد و یامی جو مختص رہزنی ترکمان ہے نواب نامہ
بیرازت چنار پڑا۔ ہے تھے کہ دفعہ ترکمان چارکل ہوئی سے اونکر قافلے کو لوٹنے لگے
دسمن کچھ ہندی جی تھے بس نواب کا نام لیکر فریاد کرنے لگے نواب نے ازراہ جرات
اونہر کچھ کیا؟ شمس نے نواب کو مت کیا کہ یہ ہندوستان نہیں ہے آپ خاموش رہیے۔

اس عرصے میں نواب تہنچہ مارا۔ دونوں خالی گئے حالانکہ نواب اس فن خاص کے بڑے
آقا و رازدانت تھے ناگہان ایک ترکمان دوڑ کر نواب پہنچ گیا گھوڑے سے گرا دیا اور قید کر کے
پشت پھاڑ پڑ جان رشتہ تھے مے گئے اور کئی من خبر کی بیڑیاں پانڈن میں ڈال دیں اور ہر
عدالت سے اندھ صاحب اور آلام روحانی دیتے لگے اور بہت خوش تھا کہ میرے جیسے
انہر ہن ہی اور شاہزادہ ہند آیا ہے۔ نواب اسے سبھی نے تھے کہ ترکمان غلط ہے۔

یہ سب لکھنؤ ہندوستان ہوا نہ کہ گتہ یہ صورت تم مجھے بائج برار ہے دو ہندوستان
سے تھے کہ اگر ہی منٹ ہے یہ انڈیا بابہ نابھہ او یا لہہ ان کے پاس لیسہ دور روپیہ معین
ہو چکے وہ تہہ ہر آدمی وہاں جا کر گرفتار ہو جا گیا۔ غرض اس قافلے سے زن مر

ہونے لگے اور ہر طرح سے خوشامد کرتے رہے۔ بہادر الدولہ نواب حسین علیخان بھی محصور
 سپاہ شاہی تھے بمثل سوار اور پیادے متعین تھے انکے پاس دینے کو ایک کوری تھی
 آپ فاقہ کرتے تھے جب اس قید پر جا سے بہت تنگ ہوئے ایک شب گھیرا گئے گھر سے نکلے
 بہار خرابی نہیں معلوم کیونکہ کانپور پھونچے وہاں سے فرخ آباد کو چلے کہ نواب متظلم الدولہ
 کے پاس جاؤں چوبے پور کی سرزمین اور سے تھے مرزا علی حسن مرزا عاجی کے بیٹے
 کانپور سے انکی رہبری کو ساتھ ہے تھے میں سوار جبکہ پہرے سے نکلے تھے انکے تعاقب
 میں چلے آتے تھے سر کو گھیر لیا چاہا کہ نواب کو پکڑ لیا جائے تہنک ہوا تھانہ دار آیا انھیں
 باز رکھا یہ مایوس ہو کر پیسے نواب نے اسی قصور سے برطرف کر دیا جب نواب فرخ آباد
 پہونچے وہاں بھی صورت خلاف دیکھ کر گمانہ گئے وہاں بھی کوئی صورت داورسی کی
 نہ نکلی عدم استطاعت و بیامانی سے اسباب دنیا کیو نہر حال ہوں جب حضرت خلد
 منزل سریر آراے سلطنت ہوئے حسب اطلب شاہی لکھنؤ آنکلی زرخواء تمام و کمال ملی۔
 بادشاہ بیکساجہ نے ازراہ کمال ترجم و صلہ رحمی شہامت علیخان کی بیٹی جو ان ملاو تھے
 عقد شریعہ کر دیا نواب نے مہاجنون کا فرض بالکل ادا کر دیا بعد کئی برس کے انتقال کیا۔

نواب جلال الدولہ کا باخفا لکھنؤ سے نکلتا کلکتہ سے کر بلا کو جانا۔

نواب خاص محل نے حکومت نواب عبداللہ الدولہ میں انتقال کیا نواب جلال الدولہ مترکہ مال
 و جاگیر نواب گنج سے محروم رہے جو اہر و اسباب تحفہ ماہولال نے اپنے خوف جان مال
 سے نواب و خواہن کو دیا انھوں نے اپنی امانت و دیانت ظاہر کرنے کو اسے کوڑے
 بھی لگائے چند روز کے بعد چھوٹ گیا نواب جلال الدولہ بامید موہوم طلب انصاف کو
 چند روز تک دربار جایا کیے جب شغوائی نہوئی مایوس ہو کر خانہ نشین ہوئے باہر نکلتا
 بالکل موقوف کر دیا جب اس تکلیف سے تنگ آئے ایک شب کو مناسک زینہ ان کے
 گھوڑے پر باخفا سوار ہو کر کانپور پھونچے وہاں سے ڈاک میں کلمہ روانہ ہوئے کئی دن
 بعد ہر کارون نے سرکار میں خبر کی کسی کے کان پر جون بھی نہ لگی۔

چاہتے تھے کہ ان سب کے موجب معینہ بہت کم ہو جائیں چنانچہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہاؤس صاحب کو ایک محبت نامہ لکھا کہ بھائیوں کی تنخواہ ہزاروں روپیہ کی ہے اور سب کے ساتھ ساتھ ان کی تنخواہ دیکھ کر میں دقت و دیر ہوتی ہے اور ان کی باعث شکایت کا ہونا ہے لہذا منظور ہے کہ ہر ایک کی تنخواہ نصف ہو جائے اور اولاد ازواج نواب آصف الدولہ مرزا میر حسن نامدار نقطہ نام نامی اور ان کے بہن غیر مستحق سمجھ کر آزاد کر دیے جائیں اس کا سبب یہ تھا کہ معتد الدولہ ان سب کو غیر مستحق و بیگانہ سلطنت جان کر تنخواہ بہت دقت از مینوں پر ڈاکر دیتے تھے یہ سبب بھی بیان بیخ مجاہد وغیرہ میں رہتی تھیں جب قانون سو مرنی تھیں انہیں نصف ثواب کے کوٹھ پر محرم کا بابا جاکر غل مچا کر معتد الدولہ کو کوٹسی تھیں اس وجہ سے نواب کو عداوت ہو گئی تھی اور ان کے نکالنے کی یہ تدبیر کی تھی لیکن وہاں سے یہ جواب آیا کہ مقدمہ خاکی میں آپ کو جہد وجود اختیار ہے مگر اولاد ازواج نواب آصف الدولہ کے واسطے یہاں یقین و اطمینان ہے کہ یہ آپ کے غم نامدار کے بنام ناموس مشہور ہو چکے ہیں نالاب ہے کہ انہیں خلاف ہمت عالی سمجھ کر گورنر انہ کر نیگے کہ موجب بدنامی ہو گا اور بھائیوں کی تنخواہ میں اختیار ہے ایک زمانہ یہ گزرا کہ حضرت سلطان عالم کے عہد دولت میں حضور عالم نے انہیں ازواج و اولاد کو محل سے نکلا دیا کیسے نشا۔

نواب بہ بھائیوں کی تنخواہ نصف کر چکے اسکے دینے میں برسوں ہو جاتے تھے اس جہت سے اکثر رشذرا دون کی قرب فاقہ کشی کی بھونچنی سبب قلت مدخل اور عدم وصول سے نسل نوابی والدوہ مسین علیخان یہ فیاض بہت تھے اور بادشاہ بھی ان کی طرف سے نائل ہو گئے انہ ایک دن تنگ ہو کر با اتفاق نواب شیر الدولہ مع حبیب پترن کے داؤد اوی کی داؤد چھوٹی منڈیا نون میں رکھ کر صاحب زریڈنٹ کے پاس گئے اپنا انکار مال کیا جواب مناسب وقت پایا وہاں سے ایوس ہو کر پھر سے نواب شیر الدولہ سے بڑے تھے فوج شاہی سے ان کے دو انتظام گر گھیر لیا یہ طریق تو بہن لگا دین با بجا پھر سے بھائیوں کے آمد رفت بند کی گئی دن تک یہ نہ سنا نہ سہلہ رہی مگر یہ نا از مرفت اعظم علیخان غلیم اللہ خان نے پچھلے ذکر نہ کیا فی الحقیقہ صورت عاقبت پیدا ہوئی جسے غلیم اللہ خان دربار نواب میں منظر

احوال نواب جلال الدولہ مہدی علیخان بہادر

بعد انتقال جنت آرامگاہ نواب خاص محل مادر گرامی نواب جلال الدولہ مہدی علیخان بہادر مجلس اسے خاص فرج بخش سے باولی کے مکان میں تشریف لائیں یہ بھی عمارت عالیہ نواب آصف الدولہ نے قابل رہنے سلاطین کے بنوائی تھی اگرچہ وضع ہندوستانی ہے نواب جلال الدولہ کو اپنی مان سے چند ان موافقت تھی اس جہت سے نشاط باغ میں اگر رہے اس سے اپنے طرز پر خوب آراستہ کیا اور سامان عیش و نشاط شامانہ شروع کیا اکثر ملازم تیر انداز وغیرہ نوکر ہوئے تیر اندازی اور بندوق لگانے میں وہ بھی خود کامل تھے جنت آرامگاہ نے سب صاحبزادوں کو جیسا چاہیے سب طرح سے تعلیم فرمایا تھا ان کے شریک جلسہ صحبت عیش فقط نواب حسین الدینخان ہوتے تھے جدادری حضرت سلطان عالم تھے۔

کئی برس کے عرصے میں یہ مصارف کثیر بسبب قلت مدخل کے تمام ہوئے اور سبب ضرورتی اور صرف بیجا کے مان نے اعانت موقوف کردی تھی اس جہت سے صحبت عیش و رہم و برہم ہوئی اور ملازمین نے اپنی راہ لی لالہ ماہوالال واروغہ بگیک صاحبہ اور کارگزار بگیک صاحبہ نے اپنے بچاؤ کے واسطے نواب معتد الدولہ اور خزانین کنبوہ سے موافقت پیدا کی تھی ان سے ناموافقت کلی دربار شاہی میں اکثر جاتے تھے مگر انکی تنخواہ مثل اور بھائیوں کے کنبہ تھی آخر تنگ ہو کر دربار کا جانا موقوف کر دیا تھا اتفاقاً انکو ہضیمہ وبائی ہوا نوبت بھلائی بھوپتی نواب خاص محل جو شمش صحبت مادری سے باغ میں تشریف لائیں نواب کی پرستشاری کی حکیم میر ابو ملازم بگیک صاحبہ معالج ہوئے خدا نے شفا دی فی الجملہ مشکفل اخراجات ہو میں نواب بھی بخیر اطاعت کرنے لگے۔

اجمالی تنخواہ ہر شہد زادہ ماہے جنت آرامگاہ

حضرت خلد مکان کی سلطنت میں جب کثرت مصارف سرکار شاہی بڑھی نواب معتد الدولہ کو افر باے شاہی سے کیسی طرح موافقت تھی بلکہ ہر ایک کے دل پہ تخریب رہتے تھے

صاحب تہ فی ولسفارش جنرل کالفیلڈ صاحب زریٹ بے منت زمینیں اور بارہ تقریر ہوئی
ازراء اندر شناسی سامان عادل موقوف ہوا وہ یہ ہے کہ قطب الدولہ نے جب تواریخ عجیب
منگور عجیب بادشاہ نے جب حضرت تاج محل کا احوال دیکھا بہت خوش ہوئے اور
تقریباً کی جب اپنے اہل پر آئے بنی تمام حقیقت میں سچ تھے دیکھے اور خفا ہو کر
برطانت کیا ہر چند میں نے وہ اسے کہہ کیا کہ اگر میں خود چڑھ کر ان مقامات کو سنا تا اور خفا
ہوئے اب شانی دینا مگر مجھے وہ نہ لگے۔ یہاں کچھ نسخہ بھی کہ امیر وار ہوتا مگر کیا
بہ اس وقت مع عیال اٹھا ۱۰ برس تک توکل پر رہی مگر نگر یہ ہے کہ کسی امیر شہر کے دروازے
پر نہ گیا نہ در عالم البتہ سال بھر کے بعد کچھ مانت کرتے تھے وہ ان کے عقیدے کے یہ اردو دولت
آری اناسم بن کا تھا باغرت۔ جب منت رفع اختیار ہوئی جب علمہ اسی گورنٹ ہوئی شہر
سرحد مال کیا کہنے نہ سنا مگر کیا جب علمہ بعد خانہ بر لٹ ہوا بنٹال وغیرہ جو بسفارش
اکبر آباد آباد سے اسے عقیدہ بنی اٹھیں صاحب رشتہ است فیشن کی کی بادشاہ نے فہ پایا
نشن دستور کر زمین اور اس وقت تواریخ سے ہمیں پہنچا ہے بعد اسکے بنی مالہ جنرل صاحب
تہائی سے فیشن کو عملے کے لیے اجازت ہوئی سو اسے اس متوب کے بہر حال مہر کرنا چاہیے۔
بہ اس لیے وہ صاحب کو چہ وہ سائے ملی مع تواریخ اور ڈوٹس منہ اعجاز یکے دیکھے
کہ پنشن سے بہرہ ورتا ہوا کو کیا گفت و نواز مینہ بیٹے پچاس روپہ ہوا
دفعہ بہرہ کی گرا عہدہ کہ کتاب بہ لحاظ بادشاہ میں آئی تھی ۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱

لاکھ روپیہ سالانہ تک بچھونچا تھا اور خود ہر اخبار نویس ہزار بار سو سے کم ماہوار می نہ لیتا تھا بلکہ اس سے زیادہ نواب منور الدولہ اپنے بھتیجے کو اور نواب روشن الدولہ نے اپنے بیٹے کو حضرت فردوس شہرل نے مرزا ہمایون نخت کو حضرت جنت مکان نے مرزا سکندر شہرست کو حضرت سلطان عالم نے مرزا فریدون قدر کو۔ مگر دفتر جرنیلی خاص داخل تخفیف ہو گیا تھا پس جب ایسی خرابیاں فوج میں ہوں، پچھر اصلاح اور درستی و آراستگی کہاں ایک ماہیٹن نجیب کی تیس ہزار روپیہ اجارے پر بھی ان سب کے سوا سفارش اندرونی و بیرونی تھی تھی چنانچہ ڈیوڈسن صاحب ریڈرٹ نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو فوج عہدہ سرکار کو بڑا فائدہ ہے اس جہت سے وقت ضرورت سرکار ہرنج کار سرکار ہوتا ہے۔ چاہیے کہ فوج اس طرح آراستہ و پیراستہ رہے کہ بروقت ضرورت ہماری سرکار کے بھی کام آئے اسی جہت سے جب ہر رسالے سے سوار منتخب ہو کے ہم لاہور کو جانے لگے تھے تو بڑی مشکل پڑی تھی سواروں نے اپنی عادات قدیم سے بڑی ذلتیں اٹھائی تھیں اگرچہ شہر سے حاضر باسن اور نوکری جو رہتے کا ہے کو یہ صورت ہوتی غرض ہر سلطنت میں بربادی خرابی و نقصان سرکار ہوتے ہوتے آخر یہ فوبت پھونچی جو سب نے دیکھی ہمارا جہ گواہاں پارا جہ بھرتور نے خود متوجہ ہو کر کیسی فوج آراستہ و طیار کی ہے اور سرکار کا انتظام تو ظاہر ہے۔

برکشتگی تقدیر این عاصی معاصی اور مو قوفی علمہ صد خانہ سلطان

جب اس عاصی پر معاصی نے حبس کم نہری الیٹ صاحب اور سرکار عظیم کو منٹ اور تصحیح و مقابلہ کرنل ولکا کس صاحب اور یہ نواب اودہ و افن و مقور انگریزی کنھی حسین خوشامد اور تعریف زائد جانب داری کسی کی نہیں مطلوب طبع اکثر باجبان عالیشان منصف و قدر شناس ہوئی چنانچہ جرنل سلیمین صاحب اور ریڈرٹ کلنٹ صاحب ہاتھ بچھ کر مارٹن ڈاکٹر اسپرینجر صاحب نے بنظر اصلاح دیکھا اتفاقاً قلب الدولہ مقرب شاہ فراسکا فکر بادشاہ سے اس خیال سے کیا کہ ازراہ قدر شناسی کچھ بھلا ہو جائے مگر خوبی قسمت سے اپنے یہ بالکلکس صورت ہوئی۔ اے روشنی طبع تو برمن بلا شدمی و صادق آیا یا القمہ نان جو بدو عیر

لیٹ کر کوشی میں آئے تھے ہر چند پتھر نامیجان بھی باوشار نے بھیجا تھا مگر سبب شدت
 درو کے اور سپر سواروں کے کسی جھینے تک پاؤں درست نہوا۔ پاؤں لنگر لنگری
 کے سمار سے چلتے تھے اس جہت سے پختہ کو بسک صاحب آئے غلوت ہوئی جبرائیل
 مرزا کو ان قدر کو غامت و لیہدی مرزا فریدون قدر کو غامت جبرائیل صاحب صوف
 غناست ہوا اور اسکے بعد شرف الدولہ راے بے گناستہ عرف غلام رضا خان کو غامت میانی
 سابقہ جنوڑیل نواب محمد خان سفیر شاہی کو غامت معمولی شیخ مصاحب علی اور کئے بے گناستہ
 کو دو شالہ رومال مرحمت کیا۔

تلاش ہے کہ وہ جبرائیل درستی عبارت و آراشکی فوج سے پہلے علم ہند سے ہے۔
 جسے لے کر صاحبان مالیشان کو آمل ہے چنانچہ مثل مشہور کہ پونا پارٹیشن لائسنس کو اس
 علم میں غامت نہیں حاصل نہیں اسکے سوا چاہیے کہ فوج میں غلوت نہیں ہو کہ ہون بھرتی
 ان ایوانیہ سپاہ پیادہ کو بے گناستہ ہیں اور مارچ سپاہ جبرائیل بجا لائسنس کا رسہ کار
 بڑھتے جا رہے ہیں اور سرکار سے توفیق اور کئے دوام حیات ضلع ہون کہ اور ہون کو قطع امید
 ہو جائے اسکی تفصیل یہ کہ اسکی سرکار نے بابہ ساوہر دھانسان سرکار اپنے رسالہ تلخیص علم
 سرکاریت عرب کبھی سے عرض اس سلطنت میں یہ منصب علیا بیت آرا لکھا دے مرشد زاب
 اتفاق نواب س الدولہ بہادر کو دیا تھا اور خود جبرائیل مثل لکھا ہر گشت سوار و پیادہ ملاحظہ
 فرماتے تھے یا کبھی جبرائیل صاحب یا نواب نصیر الدولہ کو حکم ہو جاتا تھا حضرت خلدوستان
 اختیار بخشی فوج کو دیا اب کم کم سفارین اور علمہ کا فائدہ شرف ہون ہوئے لکھا خاص رسالے
 ان اسامیان حضرت میر قزوینی لکھن جہت حضرت خلدوستان نے اقبال الدولہ لشکر الدولہ کے بڑے
 بیٹے کو جبرائیل کیا اور انھوں نے شمشیر خلدوستان نے روضہ خوان کو اختیار دیا نو و حسین و شہزادہ
 میں شمول ہوئے اس عہد دولت میں لکھا۔ دن کی خوب بن پوری منتظام اپنے اور بڑے کا
 بازار انسران فوج خلدوستان سے روپیہ نہروریات کا خاطر خواہ سرکار سے آپس میں سہی
 تقسیم کر لیتے تھے اخبار نویس پر وہ عاقلہ نظام پر رہتے تھے اور لکھا۔ اہم ہندو سے کلمہ
 میں سے زیادہ ہوتا تھا مستیز صاحب اخبار اور وہ سے ہو کر جاتے تھے چنانچہ اجارہ

لی تھی کہہ کے اپنی برادری صاحب کے فرمایا اچھا جاؤ آج تم میرے پہر کو نوا بصاحب
 کو لے آؤ مہاراج نے آ کے نوا بصاحب سے یہی کہہ دیا وہ اپنی طلب شکے بہت خوش
 ہوئے تلہ پہر کو سوار ہو کر اور مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیا صاحب کے پاس چھوٹے وہ
 بہت لطف سے پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان میں لائے مہاراج تو صاحب
 کو سلام کر کے علیحدہ ہو گئے جانبین میں صفائی ان منظور تھیں عین گھنٹے تک سلیمین صاحب
 اور نوا بصاحب کے خلوت میں باتیں ہوئیں بعد اوسکے نوا بصاحب رخصت ہوئے
 مہاراج نے اوس وقت حضور عالم بہادر کو بہت بشاشت پایا خود بھی مور و مسرت ہوئے چند روز
 لکھنؤ میں رہ کر بہت بات بنائی مگر ان دونوں حاکمون کی رائے ہرگز مطابق نہ پائی ناچار
 ہو کے مہاراج نے سلیمین صاحب سے عرض کی کہ مجھ کو دربار شاہی کا رنگ بیزنگ معلوم
 ہوتا ہے آپ کی صلاح کیا ہے مجھ سے تو دیکھا نہیں جاتا کہاں تک روز صدے اوٹھاؤں
 اگر ارشاد ہو تو میں اپنے گھر جاؤں انھوں نے کہا تمہارے اور مقرر بان شاہی کی طبیعت
 میں بہت فرق ہے اصل میں ریاست کا درخت بے اصل ہے اور جس درخت کی جڑ مضبوط
 ہوئی وہ باد و مخالفت سے ایک دن ضرور منہ کے بل زمین پر آئے گا جو اوسکے سایے میں ہیں
 ان کو بیشک گرز بچھو سچائے گا اگر اپنا بچا و منظور ہے تو اچھی سوچے ہو چلے جاؤ یہی بہتر ہے
 اندیشہ تو تھا ہی یہ شکے اور گھبرائے وہاں سے پھر کے سید ہے نوا بصاحب کے پاس
 مہاراج چلے آئے موقع پا کے رخصت کی درخواست کی حضور عالم نے بخوشی گھر جانے کی اجازت
 دی کہ ضابطہ تم بھی جانتے ہو جو کچھ مال تمہارے ذمہ ہے مناسب ہے کہ اوسکی مالضامی کیسے
 لکھو اور مہاراج نے رائے سدھن لال کی ضمانت لکھو اوی چلتے وقت نوا بصاحب نے ایک
 نقارہ دیا اور ایک ضرب توپ عنایت کی مہاراج دونوں چیزیں اپنے ساتھ بارامپور لے گئے
 روز چہار شنبہ صاحب انڈر ٹرنٹ کو پیام شاہی بھجو سچا کہ آپ بہر صورت بسبب علالت مزاج
 کے کرسی یا تاجمان پر بیٹھ کے میرے پاس آئے یا صاحب قائم مقام کو میرے پاس
 بھیج دیجیے اسکا سبب یہ ہوا کہ کسی دن ہشتیر صاحب موصوف بار درمنہ شاہی میں لکھوٹے
 سے گر پڑے تھے پانوں میں غروب چوٹ لگی تھی وہاں سے صاحب را کہہ کے چھانکے چھا پھر

جو بالفعل وزیر ہین میں جانتا ہوں کہ وہ پوترون کے امیر ہین اسلام ملک میں ابناؤنفل
 نہیں گوا اپنے نزدیک ہوشیاری و مستعدی کرتے ہین بر سر کدہ ہین مگر اس کو پہ سے محسوس
 نابلہ ہین بادشاہ انکو بہت چاہتے ہین اپنے کیے کو بڑا ہتے ہین وزیر عظم اور نہیں کو
 رہنے دین اور کی پیشہ سستی کا کام شرف الدولہ ابناؤنفل علیخان سے لین کہ اسکا ہتہ نظام
 ملک ہین و فل نام ہے وہ لائن عہدہ وزارت لکھام ہے اگر یہ بات شاہ اور وزیر اور
 گوارا کرین تو ہماری و بھی ہو چہ شاید اس ریاست کو ترقی ہو دیا ان کو بھی صاحب کی
 یہ بات پسند آئی اور واقعی بنظر انصاف دیکھتے تو سوائے بہتر ہیکے آہن کوئی بڑی
 منتہی غرض ہمارا جہت بشارت ہو کہ صاحب سے خدمت ہو سے بارہ ہتے ہین پنج
 چوبیسے اور وقت حضور عالم ہار و وہ نفس ہین تھے صورت سے اپنے آئے کی اطلاع کی۔
 نوا ہ صاحب سنہ ان طلب کیا مہاراج نے جو صاحب سے سنا تھا وہ بہت سب بیان کیا
 مہاراج کی انگار سے وہ صدر نوا ہ صاحب کے دل پر ہوا کہ رنگ چہ سے کا متغیر ہو گیا ہمارا
 نے رفع مال کے لیے کہا کہ آہن کچھ حضور کا نقصان ہین شرف الدولہ کے ہوا ہین
 کچھ کہ شان نہیں اور ہین لوگوں کو صاحب سے دربار میں حاضر ہونے کو منع کیا ہے بظاہر
 و بار ہین نہ آہن محض حضور کو اختیار ہے ہوا ہین صاحب کا ہے چند سے اس پر
 عمل کیے ہت تمام کرنے کو یہ بھی دیکھ لیتے ہین ہر تو سلیمین صاحب دوست معلوم ہوتے
 ہین قطع ہنی بات کی تکرار ہے یہ بھی کر گذرے ہین بنظر خیر خواہی غرض کرتا ہوں آئندہ آپ
 اختیار ہے یہ کہہ کے خدمت ہر سے وہاں سے دل کبیدہ ہونے خوش ہونے سے رنجیدہ آئے۔
 ہمارا جہت ناکہ نوا ہ کے دل پر خوش ہوا کلامان نصیحت اپنے آئے ہارون بعد و ہارون
 پانچون آدمی نظر بند ہو سے دوسرے روز نوا ہ صاحب سے ہمارا جہت سے کہا اب جا کے سلیمین
 سے اطلاع کرو کہ مجھے اون آدمیوں کو بھی وادیا اب جیسا حکم ہو ہمارا جہت سے جا کے
 سلیمین صاحب سے کہا اون دن سے جو اہل باہر ہاتھ سے کہتے ہین ہوا ہین شرف الدولہ
 ابھی نہیں ہے ہین ہوا ہین نے عرض کی کہ اتنے تو ہوا ہین۔ آپ نوا ہ صاحب کو یہ
 آنے دیکھتے ہند یہ سب کہ انی گفتار و خیر ہین ہوا ہین ہوا ہین کیے ہنی بات و رائے

مکون خاطر ہمایون رہتا ہے غالب ہے کہ نظر باتحاد سرکارین آپکی بھی نظر عطف ہوتا ہے
مین انہر ہے انشا اللہ تمام امور ملکی و مالی مین اپنے پیش نهاد رکھیں گے۔

ملا سلیمین صاحب نواب صاحب اور بان طرز ویکٹر آنریبل سرما صاحب
صاحبہا کے سیالیں آئی و الی ہمارم پور و تھسی پور وغیرہ کا لکھنا اور ان نو
صاحبون کے درمیان مین رفع ملال کا باعث ہونا

۱۲۵۹ فصلی مین سلیمین صاحبہا اور وزیر اعظم سے بد انتظامی ملک کے سب سے رنج ہو گیا اور انکے اپنی
رزیدنٹی پر ناز اور انکو اپنی وزارت کا دعویٰ ہے۔ نواب صاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی اور انکے
متوسط کی بھی اپنے پاس آنیکی صاحب نے مانت کی نواب صاحب کو نہایت تشویش ہوئی
اسی فکر مین سربراہ ہوئے ایک روز ہمارا صاحبہا در سے کہا کہ تمہیں سلیمین صاحب اور
مہربان بہن اگر ہو سکے تو کوئی صورت رفع ملال کی نکالو اس کو نہ غم کو ٹالو ہمارا حاجت بحکم
نواب صاحب سلیمین صاحب کے پاس گئے بعد گفتگو سے بسیار مطلب کی چھیڑ چھاٹی نواب صاحب
بگڑا کی وجہ پوچھی صاحب نے جواب دیا کہ ہم لوگ سب سے صاف دل ہو کے ملتے ہیں دل مین زور
نہیں ہمارا یہ ریاست مٹانا کسی طرح منظور نہیں بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ روز بروز یہ ملک سرسبز
و شاداب ہو۔ رعایا آرام پائے اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بد انتظامی اور سہل انکاری بادشاہ
کی دیکھ کے طبیعت مایوس ہے اسکا بڑا رنج و غم ہے جو ہر اہل ہم کرتے ہیں اور سپر قائم
نہیں ہستی کسی بات کا ماسک نہیں سوائے اسکے جہاں ساز و خاں باز چار باج ایسے سرکار مین ہیں کہ وہ
اور بھی اور انکو خراب کرتے ہیں ہمارا حاجت نے عرض کی کہ آپ جو فرماتے ہیں بجا ہے مگر اگر راخاوند
یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ نے کیا تجویز فرمایا ہے جس سے یہ کبھی ٹھیک ہو غافلان کو قوت اور ایک
ہو صاحب نے بعد مائل فرمایا کہ بس یہی اسکا علاج ہے ہمارا یہ رائے مین تو یوں آتا ہے کہ چارپایا
شخص مثل وصی علیخان اور دیوان جندی سماے اور برنڈان وغیرہ جو مثل اربع عمر و عمر اس
نواب صاحب کے ہدم و مشہر مین نکال دے جا مین کسی معاملے مین دخل نہ دینے پائیں نواب صاحب نے فرمایا

امام ابو نعیم بن ہم ہاوسے حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہونے کی شہادت دینے کے بعد صبح صبح و شام و بعد از نماز
نے تعلیم کیا پہلے پڑھائے بظاہر بعد اسکے جو کچھ دستیاب ہوا اہل مہر کا ہوا۔ دیانت الدولہ
کے سپرد بادشاہ نے مال مزد و سب کچھ کو کچھ خیال کیا جس کی قسمت میں تھا اسے ملا بعد الدولہ نے
دیکھ کر رو گئے اگر ان سے مقابلہ سبب کا کیا جاتا البتہ سب کا احوال کھل جاتا بشیہ و جواہر
انکے پاس کا مشہور تھا پھر اوسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا۔

یگن صاحب مرحومہ ۶۰ برس پیشتر اپنے انتقال کے اپنے اثاثہ و بیعت میں وصیت حسب لخواہ بنو
تکایہ صاحب ابوسلطہ میر قشقی نواب گورنر جنرل بعد اگانہ صاحب زیرنٹ صدر مملکت میں بھیج چکی
تعمین اوسکے وازمین جو اپنے حق ملازمی سے محروم رہے خلاف کہتے ہیں واللہ عالم موافقت
ایک روئے سے بہت سی کار برآئی ہو جاتی ہے جب صدر سے تحریر آئی رئیس صاحب زیرنٹ
نے کچھ تامل کیا تھا ہندوستان خزانچی نے اوسمیں بھیجا کر باری کر دیا۔

دوبشہ کو تقریباً سو سو بی بی غاصت ماتھر پر سی عکیم صاحب اور اوسکے بیٹے مرزا بندہ و مدنیہ کو
اور بیڈت و جواں کو حضور عالم نے دیا اور محل میں فقط یو جی کو پوسٹ ماتھر پر بیٹھے تھے۔

بسک صاحب کا محبت نامہ صاحب رزیدنس کے نام اور مرزا کیون
کو خلعت و یعدی اور مرزا فریدون قدر کو خلعت نیلی ملنا

روزہ ۳۰ ستمبر ۱۲۰۳ ہجری ۱۸۱۸ء میں صاحب زیرنٹ کے محبت نامہ شعر غزل دارالہما
مملکت ہندوستان کا جیسا پہلے چہرہ سی علی سلطان کے پاس آیا کہ بلای نظر اقدس میں
آئے۔ انہیں انہوں نے چاہا کہ پہلے حضور عالم کے پاس بھیجیں پھر کچھ اقتصاد سے بادشاہ کے پاس
جیسا بادشاہ نے ابدہ دیا جس کے حضور عالم کو پڑا کر اسکا جواب مناسب لکھ کر بھیج دیا و شیر خان
نے بیت بنایا اور اسکا جواب لکھا کہ اہل کار میں سبب غالت مزاج اقدس پرست تاجی میں
مستحقان بیت سے محبت مالی و مکی میں توجہ کامل ہوئی اب فی الجملہ تخفیف غالت ہوئی
سندہ انشاء اللہ سبب توجہ کے محل میں آئے گا اور حضور عالم بہادر کو قلعہ فتحیدہ و فدار کے ذریعہ
نرا بیت نامہ ہی مال مستحکم مال میں یہ خیر خواہ کچھ چاہیں متصور میں انکے فقط و مرتبہ بنو

رزیدنٹ کے پاس بھیج دیا یعنی میں اپنے اصلی مذہب عیسائی پر تھی اور ہون میری مانج
 محض بطور دنیا مجھے اہل اسلام کو دیا میں بھی اپنی نامھی سے مجبور تھی ہر چند بادشاہ نے مجھے
 اپنے مذہب کی تلقین و تعلیم کی مگر باطن میں میں اپنے مذہب عیسائی پرست تھی یہی انداز میری
 ستمیز و تکلیفین موافق مذہب عیسائی کے ہوا اور ایک ثلث میری خواہ میں میری وصیت جاکر
 پور بعد اسکے حسن علی کیشان کے مکان میں متصل امام باڑہ آغا باقر خان بکریہ جا کر رہن خسر
 ۹۔ اپریل ۱۸۵۹ء کو ۹۰ سالہ عیسوی میں عمر گزین اور موافق وصیت کے قریب یہ شاہ چلیں گئے
 رومن کیتھولک میں دفن ہوئیں جس حکم شاہی مجدد الدولہ نے تعلیقہ کر کے پہرے بٹمائے جب صدر
 مستحب جواب رپورٹ صاحب رزیدنٹ آیا مستر و کہ اوکا جوزف شارٹ کو ملا ہر چند پرچہ پکا
 پر اس باب میں کیا کہ اس صورت میں ساری تنخواہ و متعلقہ کربلا کے معنی جاوے لیکن کچھ نہوا بعد
 حضرت خلد مکان کے ایک حکیم کا ومان بھی بڑا اختیار رکھتی تھا جس طرح حکیم مندرہ رضا خان مبارک
 میں تھے۔ واللہ اعلم۔

نواب میارک محمصاحبہ کا احوال خبر کیا بیان حضرت خلد مکان کے احوال میں ہو چکا ہے یہی کرل
عیش عالی مسماۃ چنپا کے بیٹ سے خبر کیا بنگلہ کانپور میں اسی نام سے تھا جب صاحبہ و البت جا چکے
پیدا ہو میں اسکول میں لڑکیوں کے ساتھ پڑھنے کو جایا کرتی تھیں بلکہ طامس سر حنا کے باپ سے
بھی انھیں پڑایا تھا نضرانی تھیں جب حضرت خلد مکان سے تعلیم و تلقین فرمایا صدق دل سے ایران
لایں فی الحقیقت بہت صاحب حسن و جمال تھیں صاحب ہمت تھیں کہی نہر آدمی اونکی بدولت
پرورش پاتا تھا اور حیرت میں اختیار سیاہ و سفید سب حکیم بندہ رضا خان کے اختیار میں رہا
اکثر اوجاع باطنی ہو جاتا تھا حکیم صاحب کے دست شفا سے ہم بھجاتا تھا پھر چند روز سے الام و حافی
میں مبتلا ہو میں خلاصہ بارغ سے ڈالی انہ کی آئی تھی اوس میں سے کہی انہ رات کو نوش کیے رات کو
براج کچھ برہم ہوا حکیم صاحب نے موافق معمول کچھ دوا بھیجی اوسے نوش کیا پھر شاید ہدف غ کیا
آخر شب ہشتم ماہ شعبان روز شنبہ ۱۷۷۱ ہجری مطابق ۳۰ جون ۱۷۷۹ء انتقال کیا محلین
شور قیامت برپا ہو گیا قریب دو پہر دن کے حضور عالم بہادر کو خبر پونجی اوس وقت بادشاہ سے
عرض حال کیا پھر رات گئے جنازے کو اوٹھایا بعد غسل دریا حکم بادشاہ سے موافق رائے حضور عالم

انتقال سلطان مریم بیگم صاحبہ و نواسہ مبارک محل صاحبہ

سلطان مریم بیگم صاحبہ قوم ارمنی ساکن بنڈاؤ تہمب عیسائی بنی، اکثر شارٹ بالوز
 بنڈاؤ کے ساتھ تھی انکی ابتدا سے شان نزول، اہل زمرہ محل مکمل سنت خلد مکان پینٹی
 کہ تیس سال عبادت سند نشینی تھا کہ انکی مان انجین کانپور سے لیکر حیدر آباد وریا کے آباد
 گرایہ کے مکان میں آکر بہین سال مجھ تک لباس انگریزی پہنے شرک پر کھڑے ہو کر جنابا
 سلام کرتی رہیں جب قسمت نے یادری کی ایک شب جنابا عالی نے بعد نصف شب میرے کمر
 نحو اس کو مع مہمانہ سواری اور شہنشاہی بھیج کر بلوایا انکی مان میرے کمر سے گئی تھیں کہ یہ
 مایوس ہو کر کانپور جایا جاتے تھے منتظر خراج کے تھے غرض بن سندر کر، اہل کمرہ مجلس سے
 قریح بخش ہو میں حکم ہوا کہ میر پر سے ایک قطعی مین اکہرہ میسے کے زیور جواہر کی لہجہ اودھ سے
 پہن کر ہم سے پاس آویں خاتمہ جب شرف بسعدت ابدی ہو چکیں پانچ ہزار روپیہ پیشہ
 نصحت فرمایا اور وقت انکی مان کی خوشی مشادی مرگ ہونے کی بیان سے باہر پہنچ گئے
 میں ہر جگہ سجدہ شکر جیاتی تھی کہ کسی دن کے پھیرات کو طلب فرمایا دوسری قطعی زیور
 جواہر کی اور پانچ ہزار روپیہ پیشہ فرمائی، زمین بن رہی ہر قسم کے یاد سے لی، عنایت ہو سے
 کہی، ان کے باکرانہ می عباس مایہ السلام اپنے ہاتھ سے کہا کہ نہ ہا اسام تا بیغے آیا
 جو جیسے ہے اسے اسے کلمہ شہادہ میں پڑھا کر چلا ہر مین جب دنیا کے واسطے کیا ہوا، رتبہ آیا
 کہ ہتھ تھک گیا اور عنوان ستارہ روی پھر ایک، ان ایک چوڑی جڑاؤ، عنوان کی ایک کھ
 پیشہ ان جہین ناماس کے، ٹیپے سفید و نالابی جیسے تھے اور ایسا تھہ، آہرہ پیشہ کی منارے
 پانچ ہزار روپیہ پیشہ اور تی، تجربہ سے پہلو سے بارہ وری مجلس عنایت ہو لی، اور تمام روپیہ
 اور اودھ، سبب ضروری کو حکم تغزل والہ کہ پانچ سو ملین ان کو حکم اسکا، ہال سواری کو
 بہر حال ہر تپہ اسے مبارک محل کیا اب اس نامہ میں ہر قسم کے زیورہ اور پیشہ کہ بیان
 اسے افسانہ ہے، نلامہ صادم، طلب دو برس کے کسی اودھپ وق میں لڑتا، زمین اسے
 مرض الموت مارا اور بخت حکم وقت کہ وہ بہت تھکے ہوئے تھ، ایک منیت نہ کہ اس

کہ کل ۳۰ بجے مجمعہ سے ملاقات ہوگی جب بادشاہ اسٹراحت میں ہونگے غرض جب بادشاہ نے روپوشی فقط نواب کے لیے اختیار کی ہے اب تدبیر یہ ہے کہ میں کل گاردی اسی شہر پر آؤں گا نواب کا سلام ہو جائے گا بلاشبہ جب گاڑی اودہ ہر سنے زکلی نواب نے سلام کیا قدموں پر سر جھکایا بادشاہ نے بچشم غمیب دیکھا جب گاڑی سے اترے بندہ علی پر بہت خفا ہوئے اسنے قسم کھا کر اپنے تین بری کیا اور اوسی دن بادشاہ نے دیکھا کہ سپاہی بندو ق کے توڑے چڑھائے پھر رہے ہیں سالانہ وہ سپاہی روند کے ملازم تھے واسطے حفاظت کے پھرتے تھے بندہ علی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے عرض کی حضور خیمگل ہے زمیندار متمر شب کو گرد مرنب کے پھرتے رہتے ہیں یہ سنکر خائف ہوئے چاہا کہ اوس وقت سوار ہو کر قیصر باغ میں تشریف لائیں بندہ علی مانع ہوا اور نواب سے کہا ابھی جا کہ کل میں بادشاہ کو لے آؤں گا آپ اوس وقت مستعد رہیے گا غرض بعد ملاحظہ کا غند بادشاہ گاڑی میں وار ہوئے قریب دروازہ قیصر باغ کے گاڑی کے پیسے کو کمین چڑھادیا گاڑی رک گئی۔

بہ ومان کھڑے ہوئے تھے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور یہیں اوئیرین اور سلام کیا بادشاہ سے اتر کے داخل مسجد ہوئے نواب نے قرآن شریف پڑھا تھیں لیکر بادشاہ کے روبرو بہت سن کھائیں اور اپنی صحافی حاصل کی۔ بادشاہ نے بندہ علی سے فرمایا کہ نواب کی واسطے منگو او نواب نے عرض کی غلام کی شہر میں بڑی بدھوالی ہو رہی ہے امیدوار ہوں کہ خطاب کو تبدیل فرمائیے چنانچہ خلعت بھی عنایت ہوا اور حضور عالم بہادر کا خطاب پہن خطاب کسی وزیر عظم کو ملا تھا اگرچہ حضرت خلد مشرل نے منظم الدولہ کو خطاب حضور عالم کا تھا دیا تھا بہر حال صبح کو سیمون نے اسکی نذرین دیں بندہ علیخان کا بڑا رخ ثابت ہوا۔

میں تین لیکن فی ۱۰ لاکھ آدمی تھے حضرت علامہ نے اے محمد دوست تین جہد مل
 لو مناسب فرماتے تھے کہ دس لاکھ فقط اس شہر میں تین اربعین نامہ اب تین لاکھ سے
 زیادہ ہوں ہزاروں مسکن ہزاروں آوارہ وطن ہوتے ہزاروں بوجہ بوری۔ گئے ہیں محتاج
 نان شبینہ کے ہیں علاوہ اسکے ہزاروں نے شغل کیا۔ ہی استعمال افیون اختیار کیا ہے اس سے
 بدتر اور دو تین چیزیں اختیار کی ہیں کہ وہ آدمی کو مطلق اور اندر دھرتہ کر دیتی ہیں اب فقط
 فی السواد زنگم پر تو کس ہے۔ اور اپنی سمجھت میں اپنی فہم اور بے لیاقتی سے افسانہ سازی پہل
 دیتے ہو وہ بیان کر کے شہر فحاش و عام کرتی ہیں اور از بسکہ یہاں کی خلعت تلبیت دایتے ہیں
 خیالی خوب تراشتے ہیں اور اسکے کذب و صدق میں آپس میں مناسک و بھی کرتے ہیں حضرت
 وزیر صنعت کے بانی نیز وزیر کے چہرہ میں کی خیر اور اتے ہیں اپنے توسل کے بہت سے بنائے
 عالمگیر کی نقل بان ام پیش ہو رہے اس وقت دہلی کے تمام شہر میں چند بیکار و معطل کئے نوکر
 ہو گئے اور چہاں سارا شہر کیا اور مصل بہ غرض اس بیان سے کہ ایک دن بادشاہ نے
 ازراہ پدارتھ می استفسار آمد فی ممالک مجبور سے فرمایا دستور معظم نے اور کیا جواب مناسبت فر
 کیا اور چند روز پیٹے سے شہر میں مشہور ہو گیا تھا کہ حضور الانام ایم برسات میں باغ کا گوش
 میں یا کہ کتا سے نینٹے اتفاقاً اور سیدن تمام اسباب پھیر دو تھانہ قہیم حسین گنج میں چکر
 اسی ترستے تھے رواں شاہ کہ مانتہ شاہی ہوئے اسی بہت سے بعض ناخوشان لئے نہ بیان
 خدا پر ایشا و اتحقیقت بانی اس بار یہ ہے کہ بادشاہ فی آخرتہ کہ کچھ شیدہ و نیا طہ ان سے
 ہو کر تھی کہ کشا میں رفتہ رفتہ ہو سکے اور حکم قطعی یہ یا کہ کوئی شمس ہمارے پاس نہ آئے
 سچو نہ ملایان کو جو ان کے لئے کہ تمام اندرون و بیرونی ان کے اختیار میں تھا کہ کوئی
 کسی لی باہر سے نہ کوئی تین اور اندرون اساتے سے کوئی باہر نہ آتا مایہ دل ہمیں
 بادشاہ سے ملنے کے بہت جوا یا تھا اور اس افراہ خواہ سے خود کوئی نہ لرا بہتہ
 شہر کے شہر میں جاندار و نہ اور جہد ملیحان کہ اپنے ہاں سے آتا و کیسا
 نہ ہاں سے اسبہ بابین ہوتے محمد زمان کو جہد ملیحان سے کہ ان وقت
 ہی کہ تین تین چہرے اب سا میں کو رہیہ سے کر اپنی بہ کی جواب دیا

میر جی طرف سے ریڈنٹ کو ایسا وسوسہ ہوا کہ میں جکیم باؤشاد اپنے شہر سے نکال آیا اسیدوار ہوں کہ اپنے گھر کے گوشہ عافیت میں بیٹھا ہوں اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اور امور اتنا ہی میں کس طرح کی مداخلت نکرون جبکہ کاٹھنہ صاحب ریڈنٹ کو ہے صاحب سکرٹرنے نظر بحسن بناؤ کہ کتب چٹھی دوستانہ ریڈنٹ کو لکھی کہ اگر شخص کس طرح کا تمھارا مارچ نہو اور مثل رعایا سے شہر کے اپنے گھر میں بیٹھا رہے تو کیا قباحت ہے جب مرزا کو تحریر صاحب سکرٹر معلوم ہوئی احتیاطاً رافع منظر کے لیے صاحب ریڈنٹ کو ایک عرضی اسی مضمون واحد کی بھیجی صاحب یہ مطالبے خوب واقف ہو چکے تھے پاس خاطر صاحب کٹر دستخط کیا کہ اگر اس طرح شہر میں ہونا منظور ہے تو کیا مضائقہ۔ اسکے سوا سرکار شاہی سے اجازت رہنے کی پناہی تھی تو البصاحب کی رعایت سے یہ سبب انکی رجعت فقیری کا ہوا جب گھر میں آئے خوب مجالس منع اکین مار اپنی خوے برسے باز نہ رہے رات کو چھپ کر سواری زمانہ تو البصاحب کے پاس جانے لگے یہ اخبار ہر روز صاحب ریڈنٹ کو چھو پچھنے لگے۔ اس عرصے میں الٹ صاحب روانہ کیپ ہوئے۔

ترقی خطاب نواب وزیر الممالک

اس شہر میں تہارون بیگ رو مغل خانہ نشین ہیں ان سب کی تلاش معاش بھی مختلف ہے۔ بہت بڑا وہ شہر ہے جہاں کسی پیشے یا تجارت کی قدر نہو یا وہاں کے لوگ کسی کسب یا پیشے کو خلافت اپنی شان کے سمجھیں جس طرح دستور ہر ولایت کا ہے اور ہندوستان میں بھی قلیل اکثر پر تجارت تھی جس طرح علی آباد کا مسلم نسب ولایت میں جا کر کہتا تھا تاجران لکھنؤ کو دو چند جس پر نفع ہوتا تھا اس طرح جبکہ پاس بضاعت قلیل تھی اسی تجارت سے صاحب مال چند روز میں ہو گئے تھے وہ تجارت بھی کچھ معلوم موقوف ہو گئی لاتی کپڑے کے آنے سے باقی تجارت خاص اشیاء و جزئیات کی رہ گئی اسکی بھی کثرت سے قدر قیمت جاتی رہی پھر تلاش معاش منحصر فقط نوکری پر رہ گئی وہ بھی اس زمانے میں جاتی رہی اگرچہ اوہیں شہر شخص ملازم نکلتا ہو جاتا تھا کسی کام کا نہ رہتا تھا تربیت و تعلیم و کسب پیشہ نہیں رہی اب اس زمانے میں فقط تعلیم زبان انگریزی کی رہ گئی۔ وہ بھی چند روز میں بسبب کثرت بہت سستی ہو جاگی اور از روی حساب جغرافیہ مملکت تمام اور

گفت ناقت مصر عہ سال وفات اوہیں
ماہ اوج سلطنت زیر زمین شد ۱۰۰۰

مرزا وحی علیخان کا فیض آباد جانا اور سلطنت چھڑانا

خلاصہ نواب وزیر الممالک نے بہت جدوجہد مرزا وحی علیخان کے قیام کیواسطے لکھنؤ میں کیا اور عدم ثبوت قصور پڑھنا صاحب کے بیان کیا لیکن ہر صاحب ریڈنٹ کو اختیار اپنے حکم کا ہوتا ہے اور جمیع امور عظیمہ سلطنت حسن رائے نوآبادید اور مصلحت وقت صاحب ریڈنٹ پر موقوف ہیں بادشاہ نے بموجب حکم و خوشنودی خاطر صاحب و ج سمجھ کر حکمنامہ بنام وزیر الممالک فرمایا بدستخط خاص فرمایا کہ بالفعل اخراج وحی علیخان موجب خوشنودی خاطر ہالیوں بھی ہے اور صاحب حمد و ج کو امخفیف کے واسطے ناراض کرنا مناسب نہیں کہ تازہ وار وہیں۔

الحاصل چار و ناچار مرزا وحی علیخان کا فیض آباد جانا تجویز ہوا کہ علمداری سرکار میں رہیں کا پور کا جانا اندر زنا موافقت آب و ہوا کیا گیا اور حسب دستور بخاطر صاحب و ج تاکید روانگی کو چوبدار بھی مستغین پوچھا چنانچہ ۱۹ شہر رجب روز شنبہ ۱۲۷۵ ہجری مطابق ۱۲ جون ۱۸۵۸ عیسوی مرزا سے مذکور مع متعلق و اسباب بکفیت سپاہ حفاظت راہ اور سپاہ راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ باطلین تمام روانہ فیض آباد ہوئے بعض احباب اہل دنیا و اہل غرض اپنے رسوخ سے ناکہ شہر تک پہنچ گئے اب خدا باقیات صالحات کو ایسے عوارث غیر طبعی سے بچائے اور توفیق اعمال و سکون و قیام کی دے فرما کہ محرک خبر صالح ہو جائیں دیکھا جاسیے اس اخراج کے بانی مبنائی کیونکر کہتے ہیں فی حقیقت مرزا سے مذکور کی کارگذاری میں کچھ شبہ نہیں کسواسطے کہ تعلیم و تربیت یافتہ منتظم الدولہ تھے مگر اسبکہ دستور صداقت شعرا صاحبان عالیشان سے کم واقف تھے اپنے جود و ہمت و قطع ذاتی کو مقدم سمجھتے تھے محل و غیر محل پر جرات کر بیٹھتے تھے انجام کار کا خیال نہیں کرتے تھے یہ باعث اعلیٰ نامی بلکہ بدنامی کا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن ایک دوست نے درودل سے سمجھا یا کہ مرزا صاحب ایسی دوا و دوش اچھی نہیں صاحب ریڈنٹ کو ناراض کرنا اور انکے حکم کے خلاف ہونا اور مقابلہ کرنا اسکا خیال کیا سمجھے ہیں اگر آپ کا پور یا بیر و ن شہر ہے اور تحریر یا بواسطہ نواب صاحب کے صلاح دیں

استقال مرزا ولی عہد بہادر

مرزا ولی عہد بہادر شاہ ابراہیم بادشاہ کوئی مہینے سے جنگا تپن و سرخ و خرم ہو رہے تھے، مگر سب سے پہلے ہو گئے اطمینان میں نے بلطافت لکھنؤ پہنچاؤ اپنی بدنامی کا سمجھ کر راج سے ہاتھ کھینچ کر آیا۔ معمول پر اکثرین کیا نہایت ایک دن صبح لکھنؤ اکثر اسپر خبر صاحب مع ڈاکٹر ان جی ڈوئی شہزادے کے دیکھنے کو آئے اور غصہ سے اپنی کیفیت مزاج بزبان شیریں میان کی بچہ بخیز کر کے چلے آئے لیکن بچہ مفید نہ آکھو آئے کہ وقت آئندہ سوچ چکا تھا بکرم اپنا الزام لکھو دیا چاہتے ہیں آخر کچھ پاک بکلی اور سب شدت سے زیادہ موجب ہلاکت ہوا دوسری تاریخ جب روز شنبہ قریب شام شش بجے جبری ملائق ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء عیسوی شاہ نزاریں میں نقل مکان کیا تھا اور سکے ۱۰ دن کے بعد انتقال کیا۔ اس بچے صبح کو پہلوی حضرت جنت بکھان میں دفن ہوئے اس خبر خوش کہ صلوات بخیاں اساری مزاج اندر میں مقرران خاص سے پہنچا یا لیکن جو سن غم چوری اور جگر کب چہا سکتا ہے اور بدن بادشاہ پر نسبت اور وفون کے بہت افسردہ و موشہ طرب الحال ہے وقت طعام خاصہ خود ارشاد فرمایا کہ آج نالہ میرے ملک سے نہیں اترنا اور دل خود بخود بھر آتا ہے اسکا کیا باعث ہے مانتہ بن نے ہاتھ لگایا آخر کار مات کو جتا بجا میرے کہ وہ روز سوم تھا ظاہر کیا اہلکات مہر و شکیبائی ارشاد فرماتے۔ اور وقت بہت بیتاب ہوئے ہے کہ اس خاندان میں ابتداء سے عروج یا ست سے جسے کیسوی کہی برس گزرتے کیسے بانی بن زمین مرا اس امر کو بھی اکثر لوگ شگون بدھیے لیکن سلامت مند میں کیسوی کیا دل سے کہی ہم ہار کو دیکھنا چاہیے روز سوم کہ ان فیکس صاحب قانقر مقام بڑی نٹ اقریب غریب میں خوابے پاس آئے بادشاہ کے پاس اساری غریب کی بہرہ سے نہ گئے سن شریف مرحوم کا درخشاں بکس پانچ مہینے کا تھا۔

آئندہ تاریخ و قات (مقتدرہ شریف صاحب)

رفت از دنیا ولی عہد شہنشاہ جہان	بحر ہر تیغ خلافت یل شین شد ہاے ہاے
شہر بزرینا کہ یشان واری تاج و تکیں	مناخمر دست بدمان بے نگین شد ہاے ہاے
از یہ دامن خوابت حضرت خاقان ہند	زینت غریب پاک وورین شد ہاے ہاے

رکروار زمان حال و قریب کہ یہ ایسی ہیمن پر چہ پیام ارسال شد اہی کہ ایسا شخص جس کا اخراج
 صورت ہو اہو پھر وہی مدار المہام جمیع امور میں جو سرکار ہو یہ امر باعث بدنامی سرکار بن سہ
 ہذا نیاز مند کے نزدیک مناسب وقت یہ ہے کہ حکم حکم اسکے اخراج کا شہر سے ہو فقط یہ پہلی سہم اللہ
 اخراج شہر کی شروع ہوئی دیکھا جاسیے کون کون صاحب کا اخراج ہوتا ہے۔
 روز سہ شنبہ نواب صاحب مدوح کے پاس دستخط نفع توہمات نسبت مرزا سے مذکور تشریف لے گئے
 اور پرچہ پیام بھی بہت بنانا کر اور سمجھ کر لکھا کہ قصور مرزا مذکور سرکار شاہی میں ثابت نہیں کسوا سنے
 کہ زمان جنت مکان میں انکی رو بکاری ہو چکی ہے بعد عدم ثبوت قصور نواب امین الدولہ نے عہتم
 کار و بار وزارت کیا تھا اور میرے عہد دولت میں کوئی اور شخص من جمیع الوجوہ ایسی لیاقت و عزت
 کا تھا اسوا سنے انھیں نواب گورنر جنرل کے چاکرانی کے ساتھ بھیجا یا تھا اور نواب محترم الیہ نے
 نظر محسن خدمت و قدر شناسی کمال و نور عنایت سے یکدم موڑا کہ میں اپنے دستخط خاص سے بھی
 حسن خدمت کی عنایت کی ہے اور لکھنؤ میں خلعت فاخرہ دیا اور صاحبزادہ نواب مدوح مع صاحبان
 عالی شان عثمان انکے باغ میں ہائے دعوت کے طور پر چاہے جب کہ تان بڑ صاحب کے شکایت
 انکے باب میں کی تھی اسکا جواب کیا تھا کہ تھے پہلی جہی میں مروزی عزت لکھا تھا ان دعوامات
 نظر محسن خدمات سابقہ مروکار گزار سمجھ کر منصرف کار و بار کیا۔ پس کیا قیامت ہے فقط
 خلاصہ نواب صاحب کے بھی محبت سے حسن خدمت جس قدر مر کو ز خاطر تھا کوئی دقیقہ فروگذا نہ کیا
 صاحب کے چھ سکی تحقیقات نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے کی انھوں نے مفصلاً وقت
 سمجھ کر گول گول جواب دیا بخیاں نامہ فی وزیر حال اسکے بعد دوسرے پرچہ آیا کہ نیاز مند کو تحقیقات کی
 کچھ احتیاج نہیں ہے ہذا مناسب ہے کہ انکو عہد خلعت کار و بار سے معطل کیجیے چنانچہ دسویں تاریخ
 بیع الثانی روز سہ شنبہ مرزا مذکور حکم حاکم سے مجبور ہو کر مستوفی ہوئے لیکن دوسرے دوپہر تھوڑے
 پر سنور سے خدمت اطلاق و مصلحتی سپر و مہاراج و شرف الدولہ غلام رضا خان کے ہوئی
 اور مقدمہ وصی علیجان شروع نقان صاحب زر بڈٹ اور وزیر اعظم ہوا۔ آگے اسکا انجام دیکھا
 چاہیے کیا ہوتا ہے۔

کیے ہو گئے تیرہ سو پر نیلام ہوئیں بہت سی ڈاکٹر اسپرینجر صاحب و ولسن صاحب نے کپتان انگلس صاحب کا مال مال دوست سمجھ کر لے لیں اسپرینجر صاحب نے گھر کا نیلام ہوا۔ مال مردہ میں مردہ۔ اس عرصے میں ایک انگریز نے اہلکاران سرکار کو غافل جان کر درخواست اس عمدہ جلیبہ کی کی۔ جب یہ صورت ہوئی بندہ نے حضور عالم سے مشورہ کا عرض حال ابتدا و انتہا کا کیا کہ اگر ازراہ فروغ عالم کچھ اسکی قدر و منزلت اور اپنی نیکنامی سمجھے تو وہ صورت کیجیے جو بعد کپتان ہر برٹ صاحب کے صاحب متوفی نامور ہوئے اور اگر کچھ تخفیف منظور ہے تو کمانڈ صاحب متمم کالج جو جرنل مارٹن صاحب کے دوست ہیں اور متوفی صاحب کو عمل کچھ وقف پر ملا نہیں مقرر فرمائیے اور وہ کچھ کم مشاہرے پر بھی مہنی ہو جائیں گے اور اگر سفارشن کسی انگریز ملازم سرکار کو جو محض جاہل اور نادانقت اس کو چہرے ہو مقرر کیا گیا تو محض نقصان سرکار ہے آئندہ اختیار ہے اسے کون سنتا تھا بلکہ ایسی جاہلاد کا خالی ہونا مقرر خاص اپنے واسطے فتوح غیبی سمجھے۔

خلاصہ کسی دن کے بعد نواب صاحب نے اس عاصی سے فرمایا کہ بادشاہ نے کوٹھی رصد خانہ مجھے عنایت فرمائی اور رصد خانہ کا قائم رکھنا منظور خاطر اقدس نہیں کیا نہ مید و محل تحویل مجد الدولہ ہوا اور عہدہ رصد خانہ برطرف چنانچہ ۲۰ جنوری ۱۲۹۹ء تک تنخواہ علمہ کے کرخصت کیا اور اس عاصی کو نظر بغضات تعارف دوستانہ قدیم بدستور بحال رکھا۔ رصد خانے سے توپ زوال شمسی چلتی تھی اہل شہر کو خبر ہو جاتی تھی بابور شاہ موہن بنگالی گھڑی ساز مقرر ہوئے۔

نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے استقبال سلیمین صاحب کے بنا رصد خانہ کا بدستور قائم ہونا

۱۰ جنوری روز شنبہ نواب محمد خان سفیر شاہی بذریعہ ڈاک روانہ کانپور ہوئے روز چہار شنبہ ۱۲ بجے رات کو کراٹل سلیمین صاحبہا در داخل کوٹھی دکنشا ہوئے صبح کو نواب وزیر الممالک ملاقات کو گئے بادشاہ بسبب سازسی مزاج معذور تھے روز پنجشنبہ ۱۱ ماہ مذکور کو مرزا ولی عہد بہادر مع شاہزادے دم را استقبال کو گئے ۹ بجے صاحب مدوح داخل شاہ مندرل ہوئے حسب دستور فیل خلی وغیرہ ہوئی بعد حاضری کھانے کے صاحب زرینڈ و واسطے ملاقات بازوید بادشاہ تشریف لائے تعارف معمولی ہوا۔ ۱۱ بجے صاحب مدوح داخل کوٹھی زرینڈ ہوئے اتواب سلامی سر ہوئیں۔

میاں اقبال کو خلعت و تم پرسی ملتا تھا اور زر نقد بھی اس امر خاں میں
 سہ کار سے ملتا تھا ہر چند اس خاں نے منہ و عالم سے عرض کیا کہ ولسن صاحب
 صاحب کے اسباب و غیرہ خیال کر کے کوٹے میں اونٹین اور اونٹ کی اولاد کو خلعت و بنا مناسب ہے مہین
 آپ کی بڑی بینکامی و ثابت نگ ہوگی ضرورت قبول فرمایا پھر معلوم نہیں کیا صورت ہوئی کہ ولسن صاحب
 سے ملاقات تک نہ کی آخر وہ انتظار کر کے رات کو سنبھلے ڈاک میں سوار ہو کر چلے گئے۔ اور کہتاں
 برصغیر میں بھی قیام رہا خانہ میں سرکار سے کچھ تحریک نہ کی جیسا بنجل لود صاحب نے اٹلہا مال کیا تھا
 معلوم ہوا اونٹین ایسے ذی عزت صاحب کا یہ ان ہٹا ناگو اور تھا چلے سے یہ کہا بلکہ رپورٹ اس کی سرکار
 میں بھی کی کہ اس صد خانہ کا قاعدہ اہل و اہل کو پتہ اہل جن کے واسطے کچھ فائدہ نہیں ہے لہذا یہ امر
 موقوف خوشی اور قدر شناسی بادشاہ پر ہے پس یہ وجہ اس کے قیام کی نہ تھی بلکہ ۱۹ لاکھ روپیہ
 چودہ برس کے عرصے میں سرکار کا خرچ ہوا اور نو سو برس تک محنت مشاہدات اور درستی
 صاحب میں مناسب کی تھی اور اس کا نتیجہ کچھ حاصل ہوا بلکہ وہ روپیہ ہر سرکار سے طبع مشاہدات کیونکہ
 ملا تھا وہ بھی بچھیر لیا گیا۔

غرض ان وجوہات لاحقہ سے صاحب کا قصد معمر ہو چکا تھا کہ بعد طبع مشاہدات صد خانہ کے میں دلالت
 چاہا جان لوں گا جب عوارض جسمانی و روحانی کو طول ہوا ڈاکٹر لوگن صاحب اپنے ہنگامہ مندیا لون میں
 لے گئے پھر ڈاکٹر صاحب دوا کا پتہ نہ دے سکتے تھے صاحب کو بھی اپنے ساتھ کا پتہ نہ دے سکتے تھے وہ ان ڈاکٹر
 میکسٹن کے سپرد کر کے ۱۰ لاکھ روپیہ صاحب کو محل لایا اس کثرت سے ہوتے کہ جان باب ہو گئے۔
 آخر ۲۰ لاکھ روپیہ لایا، وقت شب استعمال کیا اتفاقاً صاحب کے چھوٹے بھائی کی بی بی انکی پرشادی کو
 انکی تعینات گاہ ہر محرم ہجری کو نکالنے کے ساتھ سے تھے چنانچہ اونھوں نے بنا کید تمام ہا، ایسا صاحب
 ڈاکٹر صاحب کو بلا لیا صاحب نے دیکھ صاحب اپنے بازو اپنے کو اپنا ذمی کیا شام کو تینا زہ اور شا
 بہتے نہ جان کہ آپ تھے تب شمع بنانا میں نہ یک تھے۔ خون گورہ بھی ساتھ تھی۔

جب کھنڈ میں نہ آئی تریا صاحب نے نواب کے ہاں بیٹھ کر پتہ پتہ ان بار لود صاحب کو اسٹے مخالفت اٹھا
 سکے بھیجی یا بعد اسکے غائب ہو رہے ولسن صاحب نے اس بار لود صاحب کو اسٹے پہلے گئے اس بار
 کی بدولت ہوا کہ تیرہ لاکھ ان کتب شیعہ تعین نہ لیا سب لاکھ غائب نہ تھے بین تیرہ لاکھ روپیہ صرف

نے تجویز کر کے بھیجا اور متمم ہوئے سترہ سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسماعیل
 مع چند طلبہ ہندوستانی اکتسابِ علم و عمل حیات کے واسطے مقرر ہوئے رمنہ سلطانی مین بناسے جو خانہ
 تجویز ہوئی قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنا جنرل مگلوٹ صاحب مہندس و مصاحب صاحب حسرت آرٹکلا
 کی بھی بعد دو برس کے ناتمام ہو کر ہو گئی اتفاقاً کپتان ہر برٹ صاحب دفعۃً مر گئے جنرل اوسٹ
 نے صدر مین رپورٹ کی انواب گورنر جنرل نے کرنل ولکا کس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت
 پر تھے اوتھین مقرر کر کے بھیجا اور وہ ۱۸۳۳ء عیسوی اپریل کے مہینے مین داخل لکھنؤ ہوئے معرفت
 صاحب ریڈیٹ شرف لازمت بادشاہ حاصل ہوئی ۱۲- پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار و صد خانہ پر
 متوجہ ہوئے جب مولوی اسماعیل سبغات روانہ لندن ہوئے اور انکے چھوٹے بھائی انکے قائم مقام
 ہوئے جب حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوئے خراجِ فضول و بیگار سمجھ کر تخفیف کیا جس طرح
 اکثر کارخانوں کو بغیر جان کر موقوف کیا تھا سمجھا تو تنخواہ تمام و کمال دے کر مع دو ہزار روپیہ زاد
 کے ویکر روانہ لندن کیا جب جنرل اوسٹ کہ کلید سلطنت تھے بادشاہ سے اسکی سب حقیقت حال بیان
 کی اور کہا کہ آپکی سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی ایسا امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری
 ولایت کے کالمین مشتاق ہوں اور ہر ولایت مین و صد خانہ ہے جس سے کالمین کو فائدہ حاصل ہوتا ہے
 اور اسکی بنا جسکے صاحبان ولایت اور انواب گورنر جنرل کے ہوئی ہے بہت تعجب ہے کہ آپ ایسے
 قدر شناس اسے صرف بیجا سمجھ کر داخل تخفیف کریں ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدر دانی
 اسکے ہماری رہنے سے ہوگی اور وہ و صد خانہ بیچے ولایت مین ہیں ہندوستان مین کبھی اسکی بننا مین
 ہوئی ہے نہ کہ بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجر لے و صد خانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختا ورسنگہ
 تجویز صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوئے پچاس ہزار کے پندرہ روپیہ کے
 نصب کرنے کو بنارس مرزا پور سے آئے اور لاکھ روپیہ کے آلات و صدیہ موافق و صد خانہ گرین میچ
 لندن سے آئے اسکے بعد حکمنامہ شاہی آیا کہ متمم و صد خانہ تمام مکمل و صد خانہ دو سو روپیہ تنخواہ سے
 کم ہونگے اور عملہ کو موقوف کرو لیکن ایک شخص غلط سے جو تمھارے کام کا ہو رکھ لو چنانچہ مولوی عبد اللہ
 کنوہ کو صاحب نے اپنے واسطے رکھ لیا جب صد خانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت لگا ہر اشد غلہ
 کی کہ طلبا و زبان انگریزی سے واقف ہوں اور سبغات سن نو کر کہوں و زہ موجب ابتری کا سرکار لگا

نے تجویز کر کے بھیجا اور متمم ہوئے سترہ سو روپیہ پاسواری کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسماعیل
 مع چند طلبہ ہندوستانی اکتسابِ علم و عملیات کے واسطے مقرر ہوئے ومنہ سلاطانی مین بناسے جو غلہ
 تجویز ہوئی قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنائیں ملگاڈ صاحب ہندس و مصاحب اس حبث آرم گا
 لڑکی بھی بعد دو برس کے نانام ہو کر رہ گئی اتفاقاً لکھنؤ ہر برٹ صاحب دفعۃً مرنے لگے جنرل صاحب
 نے صدر مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکا کس صاحب کو جو المہری بہار کی مسحت
 پر تھے ادھین مقرر کر کے بھیجا اور وہ ۱۸۳۳ء میں مولوی اپریل کے مہینے میں داخل لکھنؤ ہوئے معرفت
 صاحب ریڈینٹ شرف لازمت بادشاہ حاصل ہوئی ۱۲ پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار و صد خانہ پر
 متوجہ ہوئے جب مولوی اسماعیل سفارت روانہ لندن ہوئے اور انکے چھوٹے بھائی انکے قائم مقام
 ہوئے جب حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوئے خرچ فضول و بیکار سمجھ کر تخفیف کیا جس طرح
 اکثر کارخانوں کو بنایا جان کر موقوف کیا تھا سمجھا کو تنخواہ تمام و کمال دے کر مع دو ہزار روپیہ زاد
 کے ویکر روانہ لندن کیا جب ریل صاحب کہ کلید سلطنت تھے بادشاہ سے اسکی سب حقیقت حال بیان
 کی اور کہا کہ آپکی سلطنت یا تمام ہندوستان میں کوئی ایسا امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے جاری
 ولایت کے کالمین مشتاق ہوں اور ہر ولایت میں صد خانہ ہے جس سے کالمین کو فائدہ حاصل ہوتا ہے
 اور اسکی بنائیکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہے بہت تعجب ہے کہ آپ ایسے
 قدر شناس اسے صرف بیجا سمجھ کر داخل تخفیف کریں ولایت میں آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی
 اسکے جاری رہنے سے ہوگی اور صد خانہ بیجا ولایت میں ہیں ہندوستان میں کبھی اسکی بنائیں
 ہوئی یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجراء صد خانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختا ورسنگہ
 تجویز صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپیہ اسکی تعمیر میں صرف ہوئے پچاس ہزار کے پندرہ روپیہ کے
 نصب کرنے کو نبارس مرزا پور سے آئے اور لاکھ روپیہ کے آلات و صدیہ موافق صد خانہ گرین وچ
 لندن سے آئے اسکے بعد حکمائے شاہی آیا کہ متمم صد خانہ تمام مکمل صد خانہ دو سو روپیہ تنخواہ سے
 کم ہونگے اور عمالہ کو موقوف کرو لیکن ایک شخص علی سے جو تمھارے کام کا ہو رکھ لو چنانچہ مولوی عبداللہ
 کنبوہ کو صاحب اپنے واسطے رکھ لیا جب صد خانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت لگا ہر اشت عمالہ
 کی کہ طلباء و زبان انگریزی سے واقف ہوں اور سفادش لوگوں کو زہن و ذہن موجب اتیری کار سزاگار

نواب گورنر جنرل کانپور سے ملک مغرب جانا پس پکھلا الہ آباد پھر کرنل صاحب کا وصال

جب خبر آمد نواب گورنر جنرل باہر کانپور سے سمت ممالک مغربی جانے کی شہر پر ہوائی ٹیسٹ نور
قدیم پانی وغیرہ کا سامان سرکار شاہی سے الہ آباد روانہ ہوا اور اسی طبعان کچھ سوچ سمجھا کر گئے
اپنی طرف سے کسی واروغہ کو تجویز کر کے بھیج دیا چند روز کے بعد وہ سب سامان پھر آکا و اب گورنر جنرل نے
مذربانے ملک مغرب کیا و اگر معمول قدیم یہ تھا کہ الہ آباد سے کانپور تک علمدار می سرکار بھی اس وقت
سے معمول تھا، انٹنڈنٹ ان اہلکاران سرکار کو اسی سے ایک تحیلہ پلہ ہوا انبا امہ نواب شمس الیہ ذاک مین
۱۵ ماہ نومبر ۱۸۵۷ء عیسوی داخل کانپور ہوئے۔ بعد توقف ایک ماہ روانہ آکر آباد ہوئے انبا کو روانہ ہوئے
اس عرصے میں جنرل لوم صاحب دھونڈا جمیر کے ریڈیٹ ہو کر کلکتے سے کانپور کو جاتے تھے کہستان انٹنڈنٹ
دوست قدیم تھے صاحب کی ملاقات کو گئے کرنل و کاکس صاحب شمس و صد خانہ سلطانہ کی کاحال انتقال
شکرت ناسف کیا کس واسطے کہ یہ دو نواب ایک دوسرے کی اولاد کے دھرم باپ تھے۔

۲۰ ماہ نومبر ۱۸۵۷ء کو کرنل چمنڈ صاحب ریڈیٹ دربار شاہی سے سبب علالت عراج روانہ و اہل
ہوتے اور یہاں کے کاروبار اور رنگ و بار اور عراج بادشاہ سے بہت تنگ ہو کر اپنا جانا بہتر سمجھے اور
جانتے تھے کہ یہاں کا رنگ اچھا نظر نہیں آتا کرنل عری میں صاحب دربارت سے منتفی رہنے لگے۔ وہ ایک
سے شریف و سادہ بہت عمدہ عمدہ کار سرکار کیے تھے کہ تیس ہزار تنگ اور ساہنوں کو گرفتار
و پھانسی دے کر راہ و کھن خوب صاف کر دی تھی۔ کہستان برٹن صاحب انتظار شریف آری
صاحب بن قائم مقام ہے جیسی صاحب کلکتے سے اوتھے مقام پر بھیجے جب مذکورہ بالا کسوائے

انتقال کرنل و کاکس صاحب و انٹنڈنٹ کے قیام صد خانہ کا اس عاصی مولف کشتا
سے نواب میرالما کا سے ولیس صاحب کا کام کرنا اور برطرف ہونا عملہ صد خانہ کا

اس سبب سے صد خانہ سلطانہ کو حضرت خلدنیل کی سلطنت میں جب کہ نواب گورنر جنرل بہادر
و لیرناب بر فارس و تجویز صاحبان کو رٹ آت ڈیر کٹر سے ہوئی نواب منتظم الدولہ علیہ السلام
و زہرہ علیہ السلام بنارس و بنارس می سمجھ کر اپنی مانی ہے چنانچہ کہستان پر برٹن صاحب کو نواب گورنر

لکھنؤ بار وزارت میں قید بھی ہو چکے تھے اس حکم مطلق سے قیام پشاور۔ ورنہ بڑی کاموقوف کر کے
 نوبہ وقت صبح وقت باغی علیا اختیار کیا تھا آخر بعد چند روز کے ہوا کہ اپنے اپنے اہل کسبت ان
 چار صاحب کے کیا جیلے تعلق صاحبات محل تھے اور کرنل چند صاحب کے سبب اپنی اور انہیں کے بستے دور
 تھے انہیں کی تجویز پر محمول رکھے تھے انکا حال جو کچھ ان صاحب کی زندگی کے عہد میں گذرا صاحب
 عالی شان بھی خوب جانتے ہیں اس حکومت جدید کو ہر ایک کے متوقف کر دیا پھر سب فارغ البال
 پرستور سابق ہو گئے نواب مظہر الدولہ نے جب اس حال صاحبات کا روانہ صدر کیا وہاں سے فطری حکم آیا
 کہ باب عدالت میں صاحبات محل کے اور مخالفت ناموس اسلاف میں بادشاہ کو اختیار ہے چنانچہ
 حضرت فردوس منزل کے عہد دولت میں نواب تلج محل نے اپنے بھائی کے قید ہونے کی شکایت
 جنرل کاغذیہ صاحب کی کہ ہم اپنی شقیہ میں صاحب نے اور نفیست سے بادشاہ کو پرچہ پیام لکھا مولوی
 غلیل الدین خان نے تحریر حکم صدر سے متحمل کیا صاحب نے بھی جب کتاب میں تحریر دیکھی خوش ہوئے

ہتک لال جی اخبار نویس میں اچھا وئی کے اور برصیحا کا بڑھم ہونا

پاکستان بڑھنا اس سلسلہ اول زندگی سبب نامو نفیست آب ہوا سے شہر اکثر چھاؤنی مند باؤن
 محلو کہ شاہی میں رہا کرتے تھے لال جی اخبار نویس زندگی میں ہر روز اخبار سنانے کو اونکے پاس جایا کرتے
 تھے ایک دن نواب عزت محل منجملہ اور محتات مٹلے راجہ جیال کے بلوغ میں جو واقعہ سرا چھاؤنی ہے
 شریفین لیکن تعین بشیر الدولہ ناظر کے سپاہی سرگ برآمدہ روز آدھوں کا ہتھما کر رہے تھے شش
 پاکستان سے دعوت نامی پر سوار شہر سے صاحب کے پاس جاتے تھے سپاہیوں نے منع کیا وہ نامی سے
 اوتر کر عدلیہ تک پیدل ہو کر چلے گئے رامین لال جی سے اپنی کیفیت بیان کی انہوں نے
 کہا تم بلند سوار می رہتے اس جہت سے منع کیا تھا میں نے یہاں مجھ کو کوئی منع نہ کیا جب زبر باغ پہنچے
 سپاہیوں نے پھر مخالفت کی انہوں نے خود سوار می میاں کیا مگر سپاہیوں نے نہایا آخر عدلیہ تک یہ
 بھی سوار ہو گئے کہ پہلے کہ رنجہ سوار کو کھنجر پر چلیں میں پروردی ہوئی شہین تال جی نے جہندل
 سلیم صاحب اپنے ہتک کی شکایت کی صاحب بہت خفا ہوئے نواب کو بلوا کر ورنہ رخی کر دے
 بشیر الدولہ سے ہمارے روپیہ شہر باز کے کرنا ل جی کو دوا یا۔

بحکم صاحب وزیدنت ہر حقا و ثائق ہر محلدار کا ہونا اور باہر
داروغہ کا اور حکیم شاہی پھر موقوف ہونا

صاحبان محل اہل و ثائق مثل نواب مبارک محل و ایسی محل ممتاز محل سر فراز محل تاج محل نواب
لکھنویان صاحبہ وغیرہ و موافق تجویز نہایت و حمایت مختار افعال و کراہت و پسند فارغ البال
رہتی تھیں اور نزل حمایت صاحب وزیدنت میں باسراحت تمام خواب راحت میں آرام کرتی تھیں
ہر چند بسبب ظنون فاسد جو خلاف شان شاہی تھے ہوتے تھے اور متواتر انداختہ جمیل اغیار سے
اکثر وزراء سے سلطنت سے مافت ظاہری ہوتی کیوں اسلئے کہ حفظ ناموس اسلام کرام حاکم وقت پر
لازم ہے چنانچہ نواب مظفر الدولہ نے بہت تاکید اس انتظام میں بجکوت چاہی اور زیر منشی صاحب وزیدنت
بہ فارش جمیلہ و یقینہ چاہتے تھے کہ ممانعت بجا کریں نواب نے روبرو سے صاحب وزیدنت موقوف کیا
اور جنس وزراء نے دہمکارا کر اپنی صورت دفع نکالی اور پھر اسکا انتظام قرار دیا کہ کیا اور جنوں نے بھی
اپنی عادات تدبیر سے ہاتھ نہ اوٹھایا آخر رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ میر کلب میں بیٹے جناب
میر سید علی مرحوم خاندان عالیہ جناب مجتہد العصر اسی بلے لاحقہ فرزند میں گرفتار ہوئے اسکا شور و غل
ہر گلی و کوہ پشہر میں پھونچا نواب ظفر محلات شاہی نے انہیں بہت سی چشم نمائی کی جو میر اس کے خلاف
خاندان تھی پس بعد از خرابی پھر وہ ایک مجلس سارے محل کو گنہ کرتی ہے صاحب وزیدنت کے نظر پڑتا
و عظامرتب ناموس اسات کرام شاہی اور اپنی رفیع بدنامی کیوں اسلئے ایک مکتنامہ ہر صاحب نام کو بجا
کہ میر اسلئے خبر رسائی محلات کے ایک محلدار زعفر کی ہے کہ وہ بعد چند دن ہر صاحب بقعہ کے احوال سے
خبر پھر پنا یا کرے اسکی تنخواہ صاحبان محل کے دتے ہوگی اور ایک ایک داروغہ سرکار شاہی سے مقرر ہوگا
و ہمیں اندوہی دیر دینی خبر نسل پھر پنا یا کرے بہت خوب انتظام کیا تھا اور بہت سی رخصت بندی کی یہ
کی تھی اگر اسے قیام ہوتا یا امر جدید جو اس تاکید شدہ سرکارین سے ہوا سب کسوس گم ہوئے اور ہر طرف
گھوٹ پانہ می سونے کے دوڑانے لگے چنانچہ پہلے ایک نے خیالی مضمون بنانا کر صاحب سے خبر نہمال
کیا اگر مطلق شنوائی کی جیسے مذکورہ رضاخان جو کہ لازم نہیں سرکار نواب مبارک محل کے تھے وہاں
پیشہ طبابت مگر جناب مرصوفہ کے و نور عنایت اختیار کرتی اندر اور باہر کار کھنے تھا وہ اسی لئے اندوہنا

ورود نواب گورنر جنرل لارڈ ولہوری صاحب کلاکتہ میں اور محبت نواب لارڈ ولہوری صاحب کلاکتہ کے واسطے

۳۰ ماہ جنوری ۱۸۵۷ء میں مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۷۵ھ میں راجا آئینل جیس اندروال آف ولہوری گورنر جنرل بہادر بیت اس سلطنت کلاکتہ میں رونق افروز ہوئے سن اتفاق سے دونوں صاحبان عالی شان منصوب و معزز ولین میں رسم ملاقات مہمانداری بہ تکلف ہوئی اور ایک دوسرے کو رخصت کر کے روانہ ولایت ہوئے لارڈ ولہوری صاحب در نے مناسب وقت سمجھا کہ بموجب بادشاہ وقت رخصتی محبت نامہ بھیجا چنانچہ ۲۰ شہر ربیع الاول سنہ مذکور الہ بجے صاحب زید تنہا بادشاہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ دیا سبب تنہائی یہ تھا کہ کپتان برٹو صاحب کانپور گئے تھے حاصل مضمون یہ تھا کہ نواب گورنر جنرل بہادر منصوب مہمات رتن فوق سلطنت مشروعا بیان کیے نواب محتشم الہ نے ہماری رائے صوابدید کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہ جم جاہ تعمیل امور مرجعہ سلطنت میں متوجہ ہونگے اور ارکان دولت کمال جانفشانی اور دولتخواہی سے بجالائیں باعث مزید اتحاد و ولتین عالین کا ہوگا اور باعث دفع کثیر و موجب نیکنامی سرکار فقط یہ بھی وہی مضمون بدششم کا ہے ورنہ اس قدر تاکید شدید سے نتیجہ کیا ہوتے کہ وہی سچ خیر کو خیر رہو ورنہ اتنا راع ملک ہو جائے گا۔

بادشاہ نے حسب دستور حکم سلامی القواب فرمایا اور بعد رخصت صاحب زید نواب سوارمی تاجمان فرخ بخش تشریف لائے ارکان دولت مع وزیر اعظم ہمراہ رکاب تھے ازراہ آداب پاسے جلوئے سوارمی میں تھے پھر تو پچانہ کو ملاحظہ فرما کر مراجعت فرمائی بادشاہ نے جو نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمایا تھا کہ گورنران سابق نے میرے اسلاف سے یہ کچھ کیا آپ بھی میرے واسطے ایسا کیجیے کہ یہ بھی موجب یادگار ہوگا۔ پس غرض اس ہدایت سے انتظام ملک نہ تھی یہ بھی رموز مملکت میں جو حکام ہی جانتے ہیں اصل بنیاد دوسرا کیا جان سکے۔

کشتی جو اہر و تلکروت فقرہ بہشت تلکروت چینی کا رطلانی شدیۃ الماس نریش کے سامان
 آرائشی نیز تین بری ووشالہ کشتی کے عمدہ قلمدان جو اہر نگار تو بات جو اہر میں بہا تاج
 بطور سرچ قدیم مالہ ستر کی دولہا واریدہ کوٹھی الماس ست بند وغیرہ دیا یہ طرح کسی گورنر
 جنرل یا ادریس نے نہیں دیا کسو سطلے کہ لارڈ مانٹر صاحب عمو صاحب لکھے جاتے تھے اور انھوں نے
 اس قدر تحفہ نہیں دیا تھا سب جانتے ہیں بلکہ دو کروڑ زر نقد اس سرکار سے لے گئے تھے یا امر
 سب پر آشکارا ہے کتب تواریخ انگریزی میں بھی مندرج ہے سرکار شاہی سے بھی بہت
 تحفہ سیلاب دیا گیا ایک کھارسی فقرہ معرفت کپتان برٹو صاحب کے لندن سے بفرانشس
 آئی تھی دی گئی۔

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب رزٹنٹ کو باو شاہ کے واسطے ایک محبت نامہ چند
 مدت کا دیا تھا جس کا محل مطلب یہ ہے کہ مالاک محروسہ امانی کئی برس کی مدت کا دیا جاوے
 جس مدت میں عہد شکنی نہ ہو ورنہ پر تہاجات و تعزیر ہوں تاکہ رعایا پر ظلم نہ ہو اور زر تحصیل سہولت
 حاصل ہو کہ موجب آبادی ملک اور افزائش سرزدعات ہو لہذا فقہیم ان صاحب کی محض بخت
 محبت و دلخواہی سرکار شاہی منظور ہے اس واسطے کہ نیا بین دولین عاقبتین محبت و اتحاد قدیم
 مستانیم اصلاح مفاسد ہے پس مکرر و متواتر مدارج فقہیم میں کوئی امر نہیں رہا اگر شاہ اودہ اک
 فہمائش نہ کرے جو موجب افزائش مال و نیکنامی سلطنت ہے حکم کی تعمیل فرمائینگے تو آئندہ بطور
 اپنے بند و بست کر کے بعد انتظام کئی مالاک محروسہ اودہ جیسے اہالیان شاہ اودہ میں مناسبت
 سمجھ کر دیا جاتے گا فقیر یہی دشمن بدستور عہد نامہ فرزدوس منزل ہے۔

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز سہ شنبہ کو صاحب رزٹنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس آئے و محبت
 برحقیت میں مثل حکمتا خدایا اور بہر سب طرح سے کمال ناموس و دلخواہی سے فہمائش کر کے
 دست دے جس کا نتیجہ یہ ہوا جو سب دیکھا باو شام نے اقرار تعمیل فرمایا کہ انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ
 کہ نہ من خاطر عمل میں آئے گا چنانچہ چوتھی شنبہ کو تحصیل متعلقان انگریزی سے منعرج ہوئی اور کئی
 روز فی مثل حق خیر آبادی مشرب ہوئے اور بنگلہ ہر مالاک محروسہ امانی قرار پایا اگر اوس میں شرط
 آجنا سے کی غما۔

و یکم ہستی چلا آیا ہے ہر حال پاسداری اور رعایت امور موجود لازم ہے پہنے تھکے بہت سے
مراتب فقیم بادشاہ سے کیوں اور خون نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلئے پہنے بھی اونکی خوشی خاطر مقدم کئی
پس نظر حقوق اسلاف سلطنت اصلاح حال سلطنت انا لیاں اسرکار پر لازم ہے اور یہیں کسی طرح
مداخلت اونکے گھرنے میں منظور نہیں لہذا چاہیے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم و بدعت اور اہتمام
مال شاہی میں بدل مصروف رہیں اور گوشہ نشین کریں اگرچہ وہ درستی خلاف مزاج بادشاہ
اور بھی ارکان دولت کے ہوا اور درستی فوج بھی تاہین شالستہ عمل میں آوے کہ تھیں نہ ہر اسوار
و پیدل و اونچا نہ جنگی اسی طرح سے آراستہ و پیراستہ ہو کہ بروقت ضرورت سرکار کو پہنچے کہ بھی کٹا
اسکے اور سر کو بی تمہر دین بھی بروقت سرکشی کر سکے۔

خلاصہ رفق مفت مہمات سلطنت تجویز و صلاح دہی صاحب رزیدنت قرار پائی چنانچہ واسطے اور
مستغنیان سپاہ فوج سرکار کو پہنچا سکے ملک اوہ جنگ کا مقدمہ زمینداری محکمات شاہی میں
افصال ہوتا تھا اور محل بھی مل جاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقدار سے اپنے حق
کو نہ چھوٹکے ہوتے اور ویداد کرتی تھی اسکے واسطے ایک کچھری تحصیل حضور مقرر ہوئی اور تفصل
فیصلہ مقدمات برتا کید ہوئی اور امر نہایت بھی محمول بصاحب رزیدنت ہوا اور واسطے عدم سانی
ز سرکار عمال سے منتخب کا حکم ہوا کہ اگر ضمانت عمال سے ہوا وہ کماتدارک کیا جائے اور اگر سرکشی
رعایا سے بغیر حجت ظلم دریافت ہوا اونکی سرکوبی اعانت فوج انگریزی سے ہو کہ انتظام کامل عمل
میں آوے اور اگر متدین کار گزاروں کا ملنا جو طبع کی لیاقت رکھتے ہوں دشوار ہے۔
لہذا اس ملک میں ایسا قانون جاری ہو کہ کسی طرح کا متور انتظام میں نہو اور از روئے قانون
کوئی شخص خیانت نہ کر سکے اور اجراءے کار سرکار حسب لیاقت ظاہر ہی رہے۔

غرض نواب گورنر جنرل بہادر عجیب و دار سیر چشم حاتم زمانہ تھے علامہ شاہی سے جسے خلعت عمامت کیا
پیشینہ میں قیمت اور ہر شے تحفہ تھی چنانچہ خلعت سفیر شاہی نوہار روپیہ کی مالیت کا از بازار
اور خلعت نواب وزیر الممالک و مہاراج کا بہت بیش قیمت اور عمدہ کا تھا اور جسے خلعت دیا
بیش قیمت۔ اور بادشاہ کو پانچ ہاتھی عماری دار و ہو و ج و فقرہ و جھول کار چوبی و دو مالکی ایک
تاجمان ۶ گھوڑے ساز طلا و فقرہ ایک مسہری فقرہ خیرہ پیشینہ اکا و کشتی بلونس خاص مسرور

اور بڑا انتظام کیا تھا کہ سوائے متوسلین سرکار کوئی تماشہ بین شہر نہیں جاسنے پاتا تھا اور
۱۰۱۱۱ بارہ درمی بین میز پر نوکھات و میوہ جات ترو خشک آ رہے تھے۔

غرض ۱۲ شب کو نواب گورنر جنرل بہادر کو ٹھہری رزیدنٹ میمن داخل ہوئے مرزا اوسی علی خان جو بہر
کے بیٹے میں بہمان اپنی چالاک سے ازراہ رسوخ کا پور سے مین کرانچی ڈاک میں جاو پانی
اور سامان نہ دہری لئے گئے تھے صاحبزادہ نواب گورنر جنرل سے وعدہ اس کے گھر جانے کا کیا تھا
جو جب انفا سے وعدہ ازراہ نادانیت و متورع چند صاحب باغ میں دریا کے اوس پار قنبر عین لگی
مرزا نے موافق اپنے عہد کے بہت تکلف سے باغ آ رہے کیا تھا اور کئی ملائے لے کر باب نشاط
صاحب میں و جمال بھی اپنا باغ سیر و کھانے کو بلوائے تھے بعد و مساحت کے یہ تماشہ بھی دیکھ کر
رشت ہوئے اس وجہ سے انکا موجب رسوخ و تقاضا چھپشون میں ہو گیا جب کہتان بڑو صاحب
نے صاحب سرکار کو اس مہمانی جدید کی چٹھی شکایتی لکھی کہ موجب تقاضا میرزا باں اور خلاف
مہمان کے پامردا۔ اسیا کبھی پیشتر بہمان نہیں ہوا کہ سوائے بادشاہ کے کسی اور کے گھر میں جوت
مہمانی ہوئی ہو اسکا جواب دیا کہ نئے اپنی چٹھی میں حال چاہو پانی کو مرزوی عزت لکھا ہے
پس اگر ایسے شخص کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا فہات ہے۔

روزہ شنبہ چہارم ماہ ذی الحجہ ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۲۔ نومبر ۱۸۷۰ء صبح کو نواب گورنر جنرل بہادر ڈاک
میں مٹرک پناہ باغ سے روانہ کا پور ہوئے نواب وزیر الممالک اور رزیدنٹ نا کہ شہر تک مشافرت
کو گئے صاحب سرکار بھی اوسی رات روانہ ہوئے۔

مشافرت ہوئے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ اور ارکان دولت
مفتی نون صاحب رزیدنٹ کو احکام مجوزہ مناسب وقت تحریر پر پورٹ فرمائی جس کا مفہوم
مبارک نے بقدر ایمان سمجھ کر بیان کیا۔

آل بادشاہ اودہ اور برکات رستہ انوشاہ حیدر نے ہونا اور استفادہ رہا بائے شہر نسبت شروع
امر نہ پرازدہ سے اخبار و تحریر صاحب رزیدنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیدنٹ کو اجازت
دی کہ شاہ اودہ کے ایسے مورخین مدخلت کریں کہ سہلے کہ بعد و دو لکھنؤ ہم خود سمجھ لیں گے
کہ سہلے کہ آج ایدہ ایدہ لکھت اودہ سے اور ہمارے سرکار و ولندہ اسے ہمیشہ سے سلسلہ آجنا

گوئے کے بار کے بدلے مال اسے ہر وارید و یا رومی و ابن بادشاہ ۱۰۰ بکے واسطے بخشے۔ نواب
گورنر جنرل کے تشریف فرما ہوئے دو ساعت تک تنہا یہ خامس رانواب محترم الیہ نے نماز
صرف ہمت والا انتظام ممالک محروسہ و رفقاء و فلاح رعایا بہن اوس میں لڑتے سے جو ازمہ
محنت و یکجہتی ہے سمجھا یا شاہ عالم پناہ لئے کلمات ناز و ستائش بہر حال خوشنودی خاطر
نواب معظم الیہ کو مقدم رکھ کر کمال بے تکلفی سے ہمن نواب کا ہاتھ میں سے کفرمایا کہ لاڑو
ہیڈنگ صاحب ہارنے جو ساک حبت آرمیگانہ کے بعد کچھ غلام بہن اور لاڑو کا منہ دسا
نے فردوس منزل کو پہنچنا تاج کیا ہمیشہ اوسکے عین و عدد کار ہے لہذا آپ بھی نسبت
منوق میرے سلاطین اکرام کے میرے واسطے اہم جدید جو باعث غریب محبت ہو بخیر فرمائیے نواب
کچھ بعد ہو گا اور جب تک اقرار نہ فرمائیے گا اپنا ہاتھ آپ کے من میں نہ اٹھائوں گا نواب
موصوف نے اس عریض محبت بادشاہ سے وہ کلمات کمال شفقت سے فرمائے جو موجب شکہ بن
خاطر ہا بون ہے اور بہت خوش ہوئے ایک اگلیوٹھی الیاس اور شمس الدین صاحب متورقت
خصیت دی نواب محترم الیہ نے ایک قلمدان جو اہر نگار اور ایک بانٹنی عماری دار تعمیر دیا اور
شادان و فرحان رخصت ہوئے۔

اوپر بیان رات کو نواب گورنر جنرل بہادر واسطے الیہ نے روشنی حسین آباد تشریف لائے اوسکی رات
یہ ہوئی کہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نے ازراہ فراست عرض کیا کہ حضرت فردوس منزل کو
الالبان سرکار دولہدار سے بہت محبت روحانی تھی اور صاحبان معدود کو بھی خصوصیت و جہانی تھی
پس محبت نبیامین مستلزم اسکے ہے کہ حضور صاحبان عالمین و قوامین معظمہ حسین آباد میں
روشنی افروز ہوں اور تماشائے روشنی اور تشریف فرمایا میں کہ یہ مہمانی حضرت فردوس
منزل ہے اور باعث خوشنودی روح حضرت۔ اس حبت سے نواب محترم الیہ تشریف لائے و دسا
تک بارہ درمی نالاب پر پندرہ بارت امام بارگاہ کے رونق افروز رہے۔

صورت روشنی پر کلفت یہ تھی کہ رومی و رازے سے حسین آباد تک و وریہ ٹھکانہ روشنی کے
تھے اور رومیہ بلند بنا تھا اور سب پر چراغ روشن تھے اور گرد نالاب کے ابر کی فانوس میں اور گویہ
انصاف تھے اور بارہ درمی میں روشنی غلبہ آلاست اور حسین آباد میں در و دیوار پر کلاس روشن

- ۲- بابو بھیرن چندر خراچی رزیدنٹی
 ۳- اخبار نویس لال جی رزیدنٹی
 ۴- مظفر حسین خان کنبوہ
 ۵- مرزا دسی علی خان مستم چارپانی
 ۶- نانک چند مہاجن
 ۹- پارچہ - ایک رقم جواہر
 ۵- پارچہ -
 ۴- پارچہ -
 ۴- پارچہ - ۴- رقم جواہر ایک سہری
 ۵- پارچہ -

نواب امین الدولہ کا دربار میں بنانا لوگ خلافت سمجھتے ہیں کہ یہ داخل اہل و ثنائی تھے۔ اور اولاد نواب مختار الدولہ سرفراز الدولہ امیر الدولہ کب اہل و ثنائی سے تھے ولیف شاہی بواسطہ صاحب رزیدنٹ ملتا ہے نظر مجس خدمت کے سرکارین میں باعث فتنہ و فساد کے نہونی بلکہ موافقت سرکارین میں پیروی کرتے رہے نواب امین الدولہ بھی اس طرح نیکنام ہے۔ صاحبان رزیدنٹ سے ظاہر ہے مقام آستانہ عجباب جیہ اور حمایت رزیدنٹ بھی ظاہر ہے جس کا ذکر کیا گیا بلکہ خود سرکار سے انکی حمایت پیدا ہوئی۔

مظفر حسین خان کنبوہ اپنی غرض رفراری سے الہ آباد سے بموافقت خود رشتہ کشتہ لکھنؤ کے فی الحقیقت یہ ثابت ہوئی ولایت حسین خان کے واسطے تجویز ہوا تھا مگر موافقت عملہ سرکار اور اپنی حسن تدبیر اور خود حیثیت کی جہت سے انھیں ملنا پہنچے جب کہ پتان برٹو صاحب کو اصل حقیقت معلوم ہوئی یہ اور وقت حکیم بندہ و نشانان کے پاس میٹھے گر محوشی سے اعتماد ملی باقی کر رہے تھے کہ دفعہ پٹنسی رزیدنٹ نے مکمل اخراج شہر چھوڑ دیا اور سیو فٹ سید ہے کاپنور چلے گئے اس طرح ایک تہ قیامت اب میں لہ وایکھڑے میں شہر میں آئے اور محاراج جمہور اہل کے مکان میں اترے لکھنؤ کے اہل غرض عزت ثانی ایسی سمجھ آئے تھے نواب سے بھی ملازمت کے امیدوار اپنی کار فرمائی کے لئے جب کہ پتان شیکسپیئر میاں نے انکے باب میں بہت کچھ نواب سے کہا تو انکے کہا کہ ایسے لوگ بہت لکھنؤ میں آئے بنائے ہیں جیتے آئے کیا ہم پہ غرض غدر کیا ورنہ کیا عجب کہ اولیٰ بھی کچھ کام کا سمجھ کر اپنے بار میں آئے جیتے جیسے لوہے اور غم کو کار فرما بھیجہ کرارہ نہ اپنے مارو بار کیا تھا۔ غرض یہ اب میں اوں کا ہر چہ کر پتہ پتہ چلے گئے۔

اور شہر وندہ دیش نیہ ۱۲- ایسی کچھ ماہ فوریہ کو پتہ پتہ ایمین انکے یہ مہمان سلامیات محل میں ہر ایک کو

- ۴- نواب امین الدوله -
۵- نواب شرف الدوله -
۶- سلطان مرزا شاهزاده صفو
۷- دلیر الدوله -
۸- نواب بهادر -

۱۱- نادر مرزا	۲۶- محمد علیخان -
۱۲- مرزا عباس	۲۷- میر نظیر علیخان -
۱۳- رضا علیخان -	۲۸- مرزا محمد تقیخان پسر حسین علیخان -
۱۴- مرزا علیخان -	۲۹- احمد حسین خان -
۱۵- مرتضیٰ حسینخان -	۳۰- نواب حیدر علیخان -
۱۶- مرزا محمد حسین -	۳۱- نواب محمد یحییخان ابن نواب اردولہ
۱۷- مرزا فضل علیخان -	۳۲- میر نواب ابن مرزا صاحب -
۱۸- مرزا علی عسکری -	۳۳- ذاکر میر عنایت حسین -
۱۹- مرزا احمدی پسر حسین علیخان	۳۴- منشی عبدالکیم منشی گورنمنٹ
۲۰- مرزا فخر علی پسر حسین علیخان	۳۵- اعظم الدوله -
۲۱- جعفر علیخان -	۳۶- رفیق الدوله -
۲۲- امیر مرزا -	۳۷- مولوی ذاکر علی
۲۳- محمد عطاخان -	۳۸- مظفر حسینخان کنبوه
۲۴- سید محمد خان مجنوم	۳۹- منشی جانکی پرشاد
۲۵- جلال الدین حیدر	۴۰- احمد رضاخان -
۲۶- مظفر الدوله	

صاحبان خلعت

- ۱- منشی جانکی پرشاد منشی رزیدنتی
۲- پارچه -
۳- رقم جواهر -

خداوند نے صاحب رزیدنٹ سے سنا تو نجان سمجھا کہ کو بہیج کو نواب امین الدولہ کو بلوایا دو پہر کو سوار ہو کر پہلے راہ میں دوسرے پوہدار نے آکر کہا کہ صاحب کا حکم یہ ہے کہ آپ کل ۲ بجے تشریف لائے گا

دوسرے دن شنبہ کو پہلے نواب گورنر جنرل شاہ نعل میں واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے مانتھی گینڈے کی لڑائی کی گئی ایکنے رخصت ہوئے دو پہر کو اہل دربار صاحبان و نواب خیرا مان سرکار کا پنی کوٹھی نیافت میں جمع ہوئے نواب امین الدولہ شرف الدولہ اعظم الدولہ نواب ممتاز الدولہ پٹیل کوٹھی نیافت میں علحدہ بیٹھے پچھتر شخص کو نمبر وار ٹکٹ ملا موافق اوسکے کرسی نشین ہوئے۔ یہ سب اکٹالیں صاحب تھے۔

پہلے کہ پتان برٹو صاحب تشریف لائے اور نواب امین الدولہ سے کچھ سیر گوشہ کی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل رونق افروز ہوئے۔ کرسی نشینوں نے کھڑے ہو کر سلام کیا پچھتر کرسی پر بیٹھے بعد اوسکے پچھتر ایک نے ترتیب وار جا کر حضور محترم الیہ کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر اگر بیٹھے نواب امین الدولہ نے کلمات شکریہ ادا کیے رزیدنٹ صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا بعد ازاں ہر ایک شخص کو خاطر اور بار عنایت ہوا۔ پچھتر شخص نے جا کر سلام رخصتی کیا جب دربار برباست ہوا نواب امین الدولہ نے صاحب رزیدنٹ سے عرض کیا پچھتر شخص کے پاؤں میں فرش پر خراب بغیر کفش تھی۔

نقشہ دربار

کرنل برچمٹ صاحب۔ نواب گورنر جنرل بہادر الیٹ صاحب سکریٹر۔ پتان برٹو صاحب

۱۔ نواب مبارک الدولہ

۲۔ نواب ممتاز الدولہ

۳۔ نواب وزیر مرزا۔

۴۔ نواب سید الدولہ

۵۔ نواب منور الدولہ۔

سائبرادری نواب محترم الیہ

کنارہ دریا اور دریائین ٹیرے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑے بہت سی آتشبازی چھوٹی دریا میں ایک باغ تازہ گلہائے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے صاحبان عالیشان و محو آتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھیں۔

صبح روز جمعہ بادشاہ سواری بہار سی ڈاک میں پہلے داخل موسلی باغ ہوئے وہاں سے درگاہ امام میں زیارت کر کے رونق افروز ہفت شاہ منزل ہوئے صاحب زرڈنٹ بھی داخل کوٹھی ہوئے۔ توہین سلامی کی سہو بین۔

روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام ام ہوئے لشکر میں قلت رسد ہوئی راجہ غائب گ متتم لشکر لے وانا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کر کے بعزت کیا بازار میں تشہیر کیا جو تھے دن چار شنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوئے۔ برسم قدیم چار امراع نواب وزیرالحاک پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ و صاحب زرڈنٹ بادہاری پر سوار ہو کر ناکہ شہر تک تشریف فرما ہوئے وہاں سے انھیں پر سوار نواب محشم الیہ اور صاحب زرڈنٹ ہم پہلو ہو کر شہر میں ہوتے ہوئے شاہ منزل میں داخل ہوئے چای پانی اور فیل خنگی وغیرہ ہوئی نواب مغر الیہ بقتضائیں پیری دستگی راہ بہت جلد رخصت ہوئے۔ بروز پچھنبہ چای پانی کوٹھی زرڈنٹ میں ہوا دامن اشخاص مشخصہ کرسی نشین تھے رسم ہدایا کے کشتی بلنوس وغیرہ طرغین سے لکھنؤ میں ہونی کسوا سٹے کہ کانپور میں ہو چکی تھی اور طریق طعام شب و روشنی وغیرہ لینے بڑا کھانا داخلہ منزل کے وقت سے موقوف ہو گیا ہے۔

روز جمعہ جب سہو معظم صاحب ڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار میں نواب امین الدولہ باجارت بادشاہ آویں عرض کیا کہ وہ معتب شاہی ہین فرمایا اونکا آنا محض بمشاہدہ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آویگے تو انکے آنے میں کیا قباحت ہے جب نواب اور غیر شاہی نے بھی بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل کی خوشی ہے تو مجھے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب زرڈنٹ کی بدولت ہونی جو بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنٹ میں انکا کساحن تھا اور منور الدولہ کو سٹے وسیلہ آبادی تھا اوسین حمایت جو رین کی احتیاج تھی۔

ایک کشتی جو اہرات کی حسین طرۃ الماس میں بہا اور جینے گلابی تمباہانی امرا و اقربا کو
عطر اور ارگوٹہ وغیرہ کے ملے۔ نواب وزیر الممالک ہمارا بہ شوکت الدولہ - فیروز کو خلعت مع
ہاتھی و پانگلی -

ایک امیر حضرت خلدو مکان کی خیانت کا پور کی قتل کرتے تھے کہ جب خلدو مکان نواب گورنر
جنرل مارڈو اسٹرٹ ہمارے خیمہ میں داخل ہوئے تین سو کرسی گرد و میز کے بھی بادشاہ نے نذر
ہاتھ تھما کر سی کہ مبادا و فغان کرے نواب محترم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا میں
ہیں اگر تقدیر اپنے ہاتھوں کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئیں گے نواب فیروز الیہ نے
لطیف تاظر قبول کیا چنانچہ وہی صورت مساجدان عالی شان کے واسطے لکھنؤ میں ہوئی امرا
دوسرے کمرے میں میز پر بیٹھے خاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالی شان کا جیسا چاہیے لارڈ
ہیننگ - ماسٹ کیا ظاہر ہے اور نظر بخاویں حینت آہ نگاہ خلدو مکان القاب عمر صاحب لکھتے
تھے تحریر خطوط طرین سے یہ سب امور ظاہر ہیں ارباب سیر و تواریخ کو نقطہ ایسے اشارات کا ہوتا
نواب گورنر جنرل کا خاندان جو نکالی کشنیاں لینے آیا تھا اسے خلعت - پارچہ کا اور ایک کمر
روپیہ عنایت ہوئے۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا سکندر شمس مرزا عمر بخت ہمارے نواب وزیر الممالک صاحب
رہنڈ کر نل واکس صاحب وغیرہ اسٹے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے۔ ۹ بجے نواب
مقدس الیہ پل پر پہنچے اور بطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو میں بٹھا کر داخل خیمہ ہوئے بعد ایک
ساعت کے خلعت ہوئے بادشاہ نے سر پر خیمہ تک مشابہت کی وقت خلعت والے مردار پر
نواب محترم الیہ کیا اور نگہ مہاجر اور بون کو اور - دی تو اہن جلیل القدر کو بھی دیے گئے باقی اور
صحابہ کو - اور وہ عطر دیا گیا اور اد - کشنیاں بوس کی - کشنیاں کو ایک ٹھری میں باہر
لے گیا۔ اشبال الدولہ مستحکم کشتی نے نذر بحسن سلوک محمد کاظم اپنے لازم کو سیماہ مقابلہ اسباب سمجھا
خلعت دیا چہ نہ اور وچے پائے - ہونے چھپایا - آغا مرزا اور غلام پور کھانا جو ہر شہ کشنیاں کے
ساتھ جایا کرتا تھا مجد الدولہ سے تمنا بہت کی و خلعت انھیں مل گیا۔

شب جمعہ شبہ علی بنان ناظم رسوا ہونے - اسٹے نوٹنوی مرزا اندس اپنے بیٹے کے اسٹے

کنادہ دریا اور دریائین ٹیرے روشنی کے لشکر سلاطانی تک چھوڑے بہت سی آتشبازی چھوٹی
دریائین ایک باغ تازہ گلہاے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے صاحبان
عالیشان و نعمتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھیں۔

صبح روز جمعہ بادشاہ سواری بہار سی ڈاک میں پہلے داخل موسلی باغ ہوئے وہاں سے دگر
بارہ امامین زیارت کر کے رونق افروز ہندشاہ مندرل ہوئے صاحب زریدنت بھی دخل کوٹھی
ہوئے۔ تو میں سلامی کی سر ہو میں۔

روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام ام ہوئے لشکر من قلت رسد ہوئی راجہ غاغبک
مہتمم لشکر نے وانا رام عامل رسول آباد کو بہت تہنیت کر کے معیشت کیا بازار میں تشہیر کیا جو تھے دن
چہا شنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوئے۔ برسم قدیم چار امراع نواب وزیرالما
پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ و صاحب زریدنت باد بہار سی پر سواری ہو کر ناکہ شہر تک تشریف فرما
ہوئے وہاں سے ماتھی پر سواری نواب مختتم الیہ اور صاحب زریدنت ہم پہلو ہو کر شہر میں ہوتے ہوئے
شاہ مندرل میں داخل ہوئے چای پانی اور فیل خگی وغیرہ ہوئی نواب مغر الیہ بقیہ تھنا سن پیری
اشکلی راہ بہت جلد خست ہوئے۔ بروز پچھنبہ چای پانی کوٹھی زریدنتی میں ہوا دامن اشخاص
مشخصہ کرسی نشین تھے رسم ہدایاے کشتی بلبوس وغیرہ طریفین سے لکھنؤ میں نہونی کسوا سٹے
کہ کانپور میں ہو چکی تھی اور طریق طوم شب و روشنی وغیرہ یعنی بڑا کھانا خلد مندرل کے وقت سے
موقوف ہو گیا ہے۔

روز جمعہ جب ستور معظم صاحب زریدنت کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار
میں نواب امین الدولہ باجارت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتب شاہی ہین فرمایا اور نکا آنا
محض بمشاہدہ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معنول بھی آوینگے تو انکے آنے میں کیا احتیاج
ہے حجب نواب اور سفیر شاہی نے بھی بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل کی خوشی
ہے تو مجھے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب زریدنت کی بدولت ہوئی جو
بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا اگر نہ گورنر مندرل کا کوٹھا صاحب تھا اور منور الدولہ کسوا سٹے
وسیلہ کیا فی تھا او میں حمایت جریڈ کی احتیاج تھی۔

ایک کشتی جو اہرات کی جہین طرہ الماس میں بہا اور جینہ گلابی تھا باقی ماہر اور اقربا کو
 حاضر اور اگر کوئی وغیرہ گئے۔ نواب وزیر الممالک ہمارا بہ شوکت الدولہ - شیر کو خلعت مع
 ہاتھی و پالکی لا۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی خنیفت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب گورنر
 جنرل لارڈ اوہرسٹ بہادر کے خیمہ میں داخل ہوئے تین سو کرسی گردنبر کے بھی بادشاہ نے لک
 اہلیت تہا کرسی کو مبادا و فائدہ کرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا ہمارے
 ہیں اگر تقدیم اپنے مانوں کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئیں گے نواب مغز الیہ نے
 طبیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالی شان کے واسطے لکھنؤ میں ہوئی اور
 دوسرے کمرے میں نیز پریشی خانہ حفظ مراتب اس خاندان عالی شان کا جیسا چاہیے لارڈ
 ہینسنگ۔ مہربت کیا ظاہر ہے اور نظر بخاویں جنت آباد کا خلد مکان القاب عمر صاحب لکھتے
 تھے تحریر خطوط طرہ فین سے یہ سب امور ظاہر ہیں ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی
 نواب گورنر جنرل کا خاندان جو خالی کشتیاں لینے آیا تھا اسے خلعت - پارچہ کا اور ایک طرہ
 روپیہ عنایت ہوئے۔

روز پنجشنبہ مت صبح جنرل مرزا سکندر شہت - مرزا عمر نجات بہادر نواب وزیر الممالک صاحب
 رنڈنٹ کرنل واکاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے۔ جبکہ نواب
 محتشم الیہ پل پر پہنچے اس وقت طرح باہر شاہ ہاتھی پر اپنے پہلو میں بٹھا کر داخل خیمہ ہوئے بعد ایک
 ساعت کے خدمت ہوئے بادشاہ نے سر پہ خیمہ ترک مشابہت کی وقت خلعت والے مرد اور تہ
 نواب محتشم الیہ کیا ان کے ماسٹر اور دن کو اور مال و تہا قین جلیل القدر کو بھی دیے گئے باقی اور
 صاحبان کو باتوں دے طرہ کیا گیا اور ایک کشتیاں بیوس کی کشتی میں ناسا سب ایک کشتی میں باہر
 لے گیا۔ اقبال الدولہ منور کشتی نے نکاح کجین سلوک محمد کا نظم اپنے لازم کو کیا یہ مقابلہ اسباب بھیجا
 تمام دیار چہ نہر اور روپے پائے۔ اس نے چھپایا۔ آغا مرزا اور قمر پور کا کمانہ جو ہیشہ کشتیوں کے
 ساتھ جایا کرتا تھا بھی الدولہ سے شہادت کی وہ خلعت انھیں مل گیا۔

شب جمعہ شبہ علیان ناظم رسوا ہوئے۔ اس نے نوٹنود می مرزا اقدس اپنے سرخ کے واسطے

کنارہ دریا اور دریا میں ٹیرے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑے بہت سی آتشبازی چھوٹی دریا میں ایک باغ تازہ گلہا سے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے صاحبان عالی شان و نحو اتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھیں۔

صبح روز جمعہ بادشاہ سواری بھاری ڈاک میں پہلے داخل موسلی باغ ہوئے وہاں سے دکن بارہ امام میں زیارت کر کے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوئے صاحب رزیدنٹ بھی داخل کوٹھی ہوئے۔ توہین سلامی کی سر ہوئی۔

روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام امام ہوئے لشکر میں تلمت رسد ہوئی راجہ غاٹنگ متیم لشکر نے داتا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کر کے بغیرت کیا بازار میں تشہیر کیا جو تھے دن پہاڑ شنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوئے۔ سہ رسم قدیم پارامراج نواب وزیر الحاکم پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ جسٹا رزیدنٹ بادشاہی پر سوار ہو کر نا کہ شہر تک تشریف فرما ہوئے وہاں سے ہاتھی پر سوار نواب محترم الیہ اور صاحب رزیدنٹ ہم چاہو کر شہر میں ہوتے ہوئے شاہ منزل میں داخل ہوئے چامپانی اور میل خلی وغیرہ ہوئی نواب مغر الیہ بقیہ بھائی پیری خوشگلی راہ بہت جلد رخصت ہوئے۔ بروز پچھنبہ چامپانی کوٹھی رزیدنٹ میں ہوا وہاں اشخاص مشخصہ کرسی نشین تھے رسم ہدایا سے کشتی بلبوس وغیرہ طرفین سے لکھنؤ میں ہونی کسواسطے کہ کانپور میں ہو چکی تھی اور طریق علماء شب و روشنی وغیرہ لینے بڑا کھانا خلد منزل کے وقت سے موقوف ہو گیا ہے۔

روز جمعہ جب دستور معظم صاحب نڈرکے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار میں نواب امین الدولہ باجارت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتب شاہی ہین فرمایا اور کھانا محض بمشاہدہ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آوینگے تو انکے آنے میں کیا قیامت ہے جب نواب اور سفیر شاہی نے بھی بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل کی خوشی ہے تو ہمیں بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیدنٹ کی بدولت ہونی چاہیے بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنمنٹ میں اٹھا کر سزا دی تھا اور منور الدولہ کسواسطے وسیلہ کیا تھی اور ہمیں حمایت جو ریز کی احتیاج تھی۔

ایک کشتی جو اہرات کی حبشین طرہ الماس میں بہا اور جینہ گھلا بی تھا باقی امر اور اقربا کو
عطر اور دارگوٹہ وغیرہ کے لئے۔ نواب وزیر الممالک ہمارا بہ شوکت الدولہ شیر کو خلعت مع
انہی روپائی ۱۱۔

ایک امیر حضرت خلدو مکان کی خلیافت کا پور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلدو مکان نواب گورنر
جنرل لارڈ آئسٹ ہمارے خیمہ میں داخل ہوئے تین سو کرسی گردنیر کے تھے بادشاہ نے فقط
بقیعت تعداد کرسی کہ مبادا و فائز کرے نواب مختتم المیر سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا
ہیں اگر تقدیم اپنے۔ انون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئیں گے نواب خلدو المیر نے
طیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالی شان کے واسطے لکھنؤ میں ہوئی امر
دوسرے کمرے میں میز پر بیٹھے خاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالی شان کا جیسا چاہیے لارڈ
ہینسنگ۔ ماسک کیا ظاہر ہے اور نظر بخاوص حبت آرمگا و خلدو مکان القاب عمر صاحب لکھتے
تھے تحریر خلدو طرہ نقین سے یہ سب امور ظاہر ہیں ان باب سیر و قوارینج کو فقط ایسے اشارات کافی
نواب گورنر جنرل کا خاندان جو مالی کشیشان لینے آیا تھا اسے خلعت ۷۔ پارچہ کا اور ایک ہار
روپیہ عنایت ہوئے۔

روز جمعہ شبہ وقت صبح جنرل مرزا سکندر شمس مرزا غلام محبت بہادر نواب وزیر الممالک صاحب
ریڈنٹ کرنل والاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل ہمارے گئے ۹۔ جبکہ نواب
مختتم المیر پہنچے اور یہ طرح بادشاہ انہی پر اپنے پہلو میں بٹھا کر داخل خیمہ ہوئے بعد ایک
سات کے نیست ہوئے بادشاہ نے سب پر خیمہ بکر مشاعت کی و مدت خلعت ۱۱۔ لارڈ مرزا پر
نواب مختتم المیر کیا اورنگ بہادر اور ان کو اور ۱۱۔ مالو جو تین جلیل القدر کو بھی دیے گئے باقی
ساجون کو ۱۱۔ نوٹہ و عطر دیا گیا اور اد کشیشان بیوس کی ملک میں بیٹا ساجون کو ایک ٹھہری میں دیا گیا
کے کیا۔ اقبال الدولہ مختتم کشتی کے ٹکڑے میں سلوک محمد کاظم اپنے لازم کو کیا یہ بتایا اسباب سمجھا
خلعت دیا پارچہ ہار روپے پائے۔ اسے چھپایا۔ آقامزادہ اور قہرچہ ساجون بہرہ خیمہ کشیشان کے
ساتھ جایا کرتا تھا بعد مالدار سے عنایت کی و خلعت انھیں مل گیا۔

شب جمعہ شبہ ملتان ناظم رسوائی نوٹے۔ اسے نور شنودی مرزا اندس اپنے سر کے

بعد اس منظور می کے اہلکار سرکار نے ازراہ معاملہ سنجی خلعت دینے میں تامل کیا مگر یہ اپنی یادری
اقبال سے روز جمعہ ۱۱ شہر ذیقعدہ ۱۲۱۱ ہجری خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے ۳۰ صبر میں اس وقت
بہا سکر عظیم نواب گورنر جنرل ڈانک مین یکم ماہ نوؤبر ۱۲۱۱ ع مطابق ۱۲ شہر ذیقعدہ ۱۲۱۱ ہجری میں داخل شہر ہوئے
اور باتفاق صاحب زرینڈنٹ بادشاہ کی ملاقات کو آئے تعارف معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے
شہر کو دیکھ کر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتب خانہ سلطانی سے کر کے پھر کانپور گئے یہ صاحب
جس شہر میں گئی وہیں بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی خواہ ہندیہ لوگوں نے خوشامد سے تذکرین بامیت
چنانچہ چار جلد کتاب متوسط احوال ہندوستان کی لکھیں وہ طبع ہو کر مشہور ہوئیں اور اپنی علالت
مزاج سے بخصت کیپ گئے وہیں مر گئے۔

جب خبر داخلہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہنر ڈنگ صاحب در کانپور میں آئی بادشاہ نے حکم طیار می لشکر
فرمایا ارکان دولت امر سے جس قدر سامان سفہ درست ہو سکا ارادہ ہمارا ہی بادشاہ کیا کسواسطے
کہ تنخواہ ہر ایک کی سرکار میں بہت چڑھ گئی تھی شہر شخص پریشان حال تھا بہر صورت روز سنہ ۱۲۱۱-
شہر ذیقعدہ ۱۲۱۱ ہجری مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا وصی علی خان، پیشتر سے چاد
پانی لے کر روانہ ہو گئے وقت پھونچنے کے ۱۱- پارچہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار
اکھری دن رسے بسواری بادبھاری موسیٰ باغ میں ازراہ پاتراب رونق افروز ہوئے روز پچھینہ
۲۴- کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶ روز سنہ صبح کو ٹرک قدیم نول گنج و
رحمت گنج سے نشر لیت فرما ہوئے انتظام شہر افسروں کے سپرد ہوا الحق کہ شرف المکان لکھنؤ سے
ہوتا ہے تمام شہر کی کوچہ و بازار میں خصوصاً در دولت پر ایک حشت برستی تھی۔

فی الحقیقت لشکر نظریہ پیکر قابل دید تھا و یا کا کنارہ ہر طرف سبز و زار کو سون کا میدان موسم خوشگوار
خوبی لطافت دریا خوبی عمارات کتب النظرف دریا خصوصاً خیمہ بارگاہ سلطانی کو راجہ درشن سنگھ بہا
غالب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گردچمن اور دوپ بلکہ درخت میوہ جات سب شہر وار کیمی نزار کو خرید
کر کے اکہستہ کیا تھا اور ٹرک پر سرخی پڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مصنوعی نہیں ہے ہمیشہ سے
یونہی ازخود آ رہا تھا۔

اس سلطنت میں جب سے غلام بیکھی خان نلیسر الدولہ رتبہ سفارت سے وزارت مامور ہوئے
ہر صاحب دربار کو حوصلہ اولوالعزمی ہوا یہ نہیں سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوتے ہیں
تو سفارش بھی دینا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت نجی
بن چڑھی اور وزارت بھی بانجام ہو جاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہونے سے موقوف کیا
تاج الدین حسین خان نے بھی اسی سفارت سے قلابے زمین آسمان کے والے تھے مگر
ہر جودہ ناکام ہے۔

اس سے قبل ثابت الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان برادران عینی متعربان خاص بظاہر
بسبب مخالفت خواجہ سرا یاں سرکار جو نسبت جید علیخان ہوئی پایہ ختاب میں آئے دربار
موقوف ہوئے لیکن وظیفہ شاہی بدستور رماردار وزیر اعظم میں جاتے تھے۔

خاص باب سفارت میں مشورہ رکھنے کی سلطنت ہوا نواب نے بنظر حسن خدمت زمان سابق
جو بیہوشی متاثر ہوئے ان کی سفارش کے حالت بیکاری میں نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے
محسن باہن افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ میں ان کے بار احسان سے سبکدوش
ہو جاؤں، یہ بھی مشورہ سے کئی مہینے سے لکھنؤ میں آئے تھے نواب کے پاس آئے تھے لیکن جب
صاحب ریڈرنٹ سے استخراج سفیر کیا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار
میں کردار میں نمایاں رکھتا ہو ورنہ باری موجب تکلیف کا ہو گا چنانچہ اس شخص کو
نزد ام فیضی سفیر ان مجوزہ مشیر الدولہ مہاراج باکرخش بہادر حیات جنگ دیوان اور راجہ
کنال الہ آباد میں مشقی منظوری صاحب ریڈرنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ
میوہ رام بہادر بہادری بہادری محمد خلیل الدین خان سفیر زمان حضرت نادر مکان قبول
ہو گا ریڈرنٹ سے منظوری حاصل ہو گیا یہی مشورہ کیا سا بہ کندن الہ سے عرض کیا اگر ام ہام
ہو گا مہاراجہ کو کچھ لکھا جائے تو پاریز پورست ہو جائیں مہاراج نے کہا وہی فیضی پہلے کے
موتی ہیں عرض جو پہلے چوتھا نام بھی وہی تھا کیا صاحب نے بعد آفسار مال محمد خان کا نام منظور
کیا ہے ان کے صاحب کی سفارش سے کہ وہ اس وقت موجود تھے کہ نسبت اور رون کے بہادر
پرست سے واقف ہیں چنانچہ ان میں اور نواب منور الدولہ کے پیشدست بھی ہے ہیں

بعد اس منظور می کئے ایک کارسز کارستہ ازراہ معاملہ منجی خلعت دینے میں تاہل کیا گیا کہ اپنی یادری
 اتوال سے روزہ و ایام شہر قیود و سلسلہ ۱۲ ہجری خلعت وزارت سے معفرانہ ہوئے ۲۰۰۰ روپیہ میں لکھنؤ
 بہادر عظیم نواب گورنر جنرل ڈاکٹر بن حکیم احمد نوچنگہ اعظمی صاحب ۱۲ شہر قیود و سلسلہ ۱۲ ہجری
 اور با اتفاق صاحب رزیدنٹ بادشاہ کی ملاقات کو اسے تعارف معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے
 شہر کو یہ کہہ کر اور انتخاب کتب نواریج وغیرہ کتب خانہ سلطانی سے کر کے پھر کانپور گئے یہ صاحب
 جس شہر میں گئے وہیں بہت سی کتب قویہ نسخہ ہر طرح کی خواہ ہندیہ لوگوں نے خوشامد سے تذکرین اہمیت
 چنانچہ پاربلد کتاب متوسطہ احوال ہندوستان کی لکھنؤ وہ بلیج ہو کر مشہور ہوئیں اور اپنی عمالت
 مداح سے بڑھت کیسے گئے وہیں مر گئے۔

جب خبر داخدا نواب گورنر جنرل لارڈ ہیزنگ سنا تب اس کا پور میں آئی بادشاہ نے حکم طیار می لشکر
 فرما کر اسکان دولت امر سے جس قدر سامان سنبھرت ہو سکا ارادہ ہمارا ہی بادشاہ کیا اس واسطے
 کو خواہہ ایک کی سزائے بہت چڑھائی تھی شہر نص پشیمان مال تنجا بہر صورت روز شنبہ ۲۲
 شہر قیود و سلسلہ ۱۲ ہجری شہر عیشا روانہ کانپور ہوا و مہی علی خان چیشتر سے چھاو
 پانی لے کر روانہ ہو گئے وقت پہونچنے کے ۱۱ پارچہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار
 لکھری دن رسے سواری بادشاہی موتی باغ میں ازراہ پاتراب رونق افروز ہوئے روز پنجشنبہ
 ۲۴ کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶ روز شنبہ صبح کو ٹرک قلعہ نول گنج و
 رحمت گنج سے شہر آیت فرما ہوئے تمام شہر افسران کے سپرد ہوا انھیں کہ شرف المکان لکھنؤ سے
 ہوا ہے تمام شہر کی کوپہ و بازار میں خصوصاً در دولت ہر ایک خوشتر برستی تھی۔

فی السبب خلعت لشکر ظفر پکیر قابل وید تھا و یا کا کنارہ ہر طرف شہر زار کو سون کا میدان موسم خوشگوار
 نورینی طاعت دریائے عمارات کتب انظر و یا خت و عا خیمہ بارگاہ سلطانی کو راجہ درشن سنگھ
 نائب جنگ نے اپنے پلوتہ سے گروچمن اور دوپ بلکہ درخت میوہ جات سب خرید کر کھجور
 کر کے ہستہ کیا تھا اور ٹرک ہر سرخی پڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مصنوعی نہیں ہے ہمیشہ سے
 یونہی ازخود آ رہا تھا۔

اس سلطنت میں جب سے غلام بکچی خان نلمیر الدولہ رتبہ سفارت سے وزارت مامور ہو
 ہر صاحب دربار کو جو صلہ اولوالعزمی ہو ایہ نہیں سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوتے ہیں
 تو سفارش بھی و پنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بجز
 بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہو جاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلائف ہونے سے موقوف کر
 تاج الدین سینخان نے بھی اسی سفارت سے فلاں زمین آسمان کے مالے تھے مگر
 بر جوہر کا کام ہے

اس سے پہلے بن ثابت الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان براہران عینی مقربان خاص بظاہر
 بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت جیدر علیخان ہوئی پایہ عتاب میں آئے اور بار
 موقوف ہوئے لیکن وظیفہ شاہی بدستور رہا اور وزیر اعظم میں جاتے تھے۔
 تاج الدولہ باب سفارت میں مشورہ رکرن رکین سلطنت ہوا نواب نے بنظر حسن خدمت زمان سابق
 جو میر علی متاثر بن خیران کی سفارش کے حالت بیکاری میں نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے
 محسن سابق افتخار الدولہ ہمارا بدستور رہا اور کو جو تیر گیا کہ میں انکے بار احسان سے سبکدوش
 ہو جاؤں وہ بھی شہر سے کئی مہینے سے لکھنؤ میں آئے تھے نواب کے پاس آئے تھے لیکن جب
 صاحب ریڈنٹ سے استعراج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص جو جو معاشرت صاحبان اور ظہر بق رفتار
 و مت کر دار میں قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہاری موجب تکلیف کا ہو گا چنانچہ اس استعراج کی
 فرد آدم فیسی سفیر ان مجوزہ مشیر الدولہ ہمارا جاکر شرف باد و حسانت جنگ دیوان اور راجہ
 کنان الہیہ مذہب فشی بنظیری صاحب ریڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ ہمارا جب
 بدستور رہا ورنہ ثابت جنگ و سرانمقی محمد غلیل الدینخان سفیر زمان حضرت نادر کان قبول
 ہوا ورنہ یہ بدستور رہا ورنہ خیر آبادی مندرج کیا راجہ کنڈن الہیہ نے عرض کیا آراہام
 جی محمد خان کنگا کہ لکھنا چاہئے تو پاریز پر ہے ہو جائیں ہمارا ج نے کہا وہی تینوں پہلے کے
 کوئی تین غرض یہ رہا جو تین نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار مال محمد خان کا نام منظور
 کیا کہ تین نام صاحب کی سفارش سے کہ وہ اس وقت موجود تھے کہ نسبت اور رہا ان کے یہاں
 رہتے تھے ورنہ تین نام یہ تین نام ان میں اور نواب منور الدولہ کے پیشدست بھی ہے ہیں

بادشاہ ولی اور انکے اسلاف کرام اقربائے قریبہ سلاطین طمیر یہ سے ہیں اور اس سلطنت میں
بھی قرابت قریبہ ہے جد امجد خیریت آرام گاہ نواب محذرہ عظمیٰ انکی جمعیتی اور سیکے بعد خیریت حضرت
سلطان عالم پس اگر انصاف شرافت کی راہ سے کیجیے تو وزارت کو فخر ہو اگر نہ اور و نکو وزارت سے
فخر ہو کس واسطے کہ وزیر داخل مرہ خواص بادشاہ ہوتا ہے خدا تو فیقات عمل خیر عنایت فرمائے کہ عایا
اور بریا سے از روی انصاف پیش آئیں جو موجب ترقی اور بقا سے قربت و حقوق ولی نعمتی بنی
و خیر خواہی ادا ہوں اور انجام بخیر ہوا و ریشہ ان بد سے محفوظ رہیں۔

مصلح السلطان کا سفارت سے موقوف ہونا نواب محمد خان کا ہونا
بادشاہ کا کانپور تشریف لیجانا واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہا

الغرض تحم سعادت مصلح السلطان مطلع شرفی سے اون شرف رفت سرکارین پر چمکا اور
انصرام عہدات بجا آوری احکام عہدہ جلیلہ سفارت پر بجا نشانی و خیر خواہی سرگرم و مستعد ہوئے اور
سفارت خاقانی بیواسطہ وزیر عظیم بالمشافہ بادشاہ سے عرض کرتے رہے بھی حساب و انساب کچھ کم
نتھے نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن ضاخان کے عزیز و ن میں تھے فی الحقیقت آدمی کے ہوا ہے جا
دنیا عالم سفلی سے طالبیہ عالم علوی کی ہوتی ہے نفس قباغیت میں کرتا مطمئنہ مشکل خلاصہ اوسیکہ
بہادر موصوف و ستور صحبت صاحبان عالی شان اور تبلیغ رسالت صداقت سے بسبب خوف بادشاہ
عادی تھے خوشی خاطر اقدس کو بخوف اپنے عہدہ قدیم مقدم سمجھ کر نقض احکام رسالت ہوا جو با عث
ناگواری خاطر صاحب رزیدنٹ ہو کس واسطے کہ سرکارین کو صداقت و بصفائی رہی رکھنے میں خود راہ
سے بری ہونا ہوتا ہے جب متواتر یہ صورت ہونے لگی صاحب رزیدنٹ تنگ ہوئے آخر ایک پیام
صاحب ہو بادشاہ کو بھیجا تھا اوسکی عدم تبلیغ سے موقوف ہوئے ۱۳ شہر ذیقعدہ روز شنبہ ۱۲۶۳ھ
صاحب رزیدنٹ مع کپتان برٹ صاحب تشریف لائے اور طالب جواب اپنے پیام کے ہوئے بادشاہ
نے فرمایا ہم تک نہیں پھونچا زیادہ تر موجب ہی مزاج ہوا اور بہت عتاب سننے کلمات نامناسب
فرمائے اور اپنے پاس کے آنے کی معافیت فرمائی بہادر موصوف نے چار و ناچار یہ عتاب پسند
بادشاہ قبول کیا اس حسرت سے اپنے عہدہ قدیم پر تہور سے و گزیر و نون طرف سے جا رہے تھے۔

موقوف اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو اہتمام دیوان عام میر یوسف علی خان برادر مستحق انگریزوں
کو خدمت اہتمام الدولہ امیر الدولہ غلام نشین بیعت الدولہ علی حسین خان خدمت قدیم دیوانہ خانے
سے معروف خانہ نشین ہوئے مشیر الدولہ ہمایوں بالکثرشن بہادر کو خدمت دیوانی واجب
بہاری ال کو خدمت و اعلیٰ تاقی بدستور کمال رہی اور کسی عہدہ کو تغیر و تبدل نہوا بشیر الدولہ
کلیمن الدولہ دیانت الدولہ حسن الدولہ غیر وزراء الدولہ کو نظارت محالہ علی اور خدمات
عالیہ اور حاجی شریف خان سب خواجہ سر کو خدمت عین غنایت ہوین حاجی شریف کو رسالہ نرسوا ان
خاص اور کہنی جانی تانگہ ملین اسبطر ح ثابت الدولہ و ماج الدولہ رضی الدولہ شہید الدولہ
قطب الدولہ انیس الدولہ مصاحب الدولہ ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین
قطب الدولہ کو کچھ علم تھا اس جہت سے دستخط اعتراف نہشت وغیرہ میں دخل نہا ہوا اور ان دونوں
فرد خاص کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے اور ان سب کا دماغ فلک شمس سے گزر گیا
مصاحب الدولہ بسبب اپنی صلاحیت مزاج کے فی الجملہ نیکیاں ہے اور مفید موم و صلہ بھی ہے
فی الحقیقت اگر نظائر انصاف دیکھے تو اہم وزارت بڑا بار عظیم ہے ہر شخص میں شکل سے قوت ایستہ بار
عظیم سلطنت کے اونٹن کے کی ہوتی ہے اگر کتب نوار بیچ میں دیکھے تو اس امر خاص کو اسطے حکیم شہر
ہونے تھے باوہ لوگ جو حساب و نسبتاً خصوصاً منجیش اعلیٰ اچھے ہونے تھے اور اپنے حق خدمت کو پہنچتے
تھے اور صاحب یافت صاحب سلطنت نہایت منور اور امانت و دیانت ہونے تھے نہ یہ کہ شخص اصنی جانی ہو
مگر اس سلطنت میں ہمیشہ یہ عہدہ بلیڈ رضا مندی اور خوشنودی حاکم وقت پر ہے اسی جہت سے
اسل سندھ وستان سے رفتہ رفتہ پر فیہ بینا قی بین بالفرض اگر ایک شخص اس دیانت کا ہوا اور نہایت
ہوتا اور بڑی خطا ہے کہ ایک شخص پر محمول ہونا ہے اگر نیلے کما شورو و مشورہ پر ہوا کرے تو بہت
بہتر ہے انکی مانع نفسیت تہہ اندا ہین آنا کما کافی تہہ کت اور ملکیت نور میں شہر ان قندہ
نواب وزیر الما ایک مثل امراست ہند زند کی بسر کرنے رہے سب جانتے ہیں پہلے ابکار سلطنت انست
تعامت تھے کہ دیکھے اس انقلاب وزارت میں کو ان منسوب اور کون موزل ہوتا ہے لیکن نواب کی
تعمد ایا اور صورت اور اخلاق اور فروتنی میں کچھ شبہ نہیں یہ مقامات ذاتی کیونکہ نون حساب اور مشا
اور ملکہ و انتہ میں اور اسے مشاہیر ہند وستان سے تھے بعد اجد خال بادشاہ فردوس مکان شاہ عالم

یہ بھی تجویز ہوئی کہ مثل زمان حضرت خلد مکان مرزا ولیعہد بہادر کو خلعت ہوا و مکی ناشیدہ سستی کا انجین خلعت دیجیے۔ پھر اسمین بھی تامل ہوا۔

قبل از مضرت ولی نواب ایک امر جدید یہ ہوا کہ کسی محلے میں اہل اسلام و ہندو دوسرا کیوں سے بھگت ایک دہرہ جدید فساد ہوا جب پرچہ اخبار گذر اثابت الدولہ و حاج الدولہ کو حکم ناطق ہوا کہ تم ابھی جا کر اس دہرہ کو جو سر او کیوں نے بنایا ہے کھدو اوڈالو اس حکم ناطق سے بعض نااہل اہل اسلام نے اپنی جرأت حماقت سے کسی شیوالون کو کھوڈو اوڈالو فریبا کہ صورت بلوایے نظمیں تمام شہر میں ہو جائے یہ دہرہ جو ہر یون کا تھا بہت سے جوہری جمع ہو کر بڑے صاحب کچا پاس فریاد کیا۔ چھپاؤنی منڈیاؤں میں گئے۔ بادشاہ کو بہت ناگوار گذر اس جہت سے کہ گلاب امی جوہری کا فرماے نواب تھا بڑا صاحب اسمین کچھ دخل ندیا مگر صدر میں رپورٹ کر دی یہ شعلہ جدید بھی نہوڑا سا سلگ کر رہ گیا۔

بعد ایک مہینے کے جب رزٹرنٹ کو جواب رپورٹ باب وزارت میں حسب المرضی بادشاہ آیا چھپتا اور کہتان بڑا صاحب بادشاہ کے پاس آئے اور سکا جواب باصواب کہہ گئے کہ یہ امر خاکی ہے بادشاہ کی خوشی پر موتوف ہے روز چار شہینہ بادشاہ نے پرچہ پیام منصوبی وزارت میں بھیجا تھا صلح اسلام انجم الدولہ کو دیا بھی برہنہ سے عرض کیا روز پنجشنبہ ۱۲ بجے ۲۲ شہر شعبان ۱۳۱۳ مطابق ۵ اگست ۱۸۹۶ء پارچہ کا خلعت وزارت نواب علی نقی خان کو اس خطاب سے ملا۔

”رکن رکین خلافت و جہانداری اعتضا و سلطنت و شہر یاری امیر الامراء المہم وزیر الممالک معتمد الخافان تلمیذ السلطان سیف مسلول بازوی شاہنشاہی رحم مقتول مہر کہ دشمن گاہی صاعد مصاعد بکیرنگی و صفانا ہیج منا ہیج صداقت و وفامرید مرشد پرست اغلاص گزین خانہ زانو عیبت سہرت صفوت آمین خمتارومی افتداریار وفادار سپہ سالار ستم ہند مدار الدولہ فسطلم الممالک علی نقی خان بہادر سہراب چنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جابہ بادشاہ عادل قیصر زمان سلطانا عالم و اجد علیشاہ بادشاہ اوڈہ خلد اللہ ملک و سلطنت“

یہ خطاب نامی جد امجد نواب کو تبرکاً اور تمیناً ہوا کہ قلع نظر مرتبہ جدی کے عمر بھی ہوا فن اوٹکے بڑی ہو گزرتی۔ مصالح السلطان انجم الدولہ بہادر گوسفارت رزٹرنٹ حفیظ الدولہ مولوی بیٹہ قمر

ہو گیا اور اس مستجوئی قیام وزارت میں لوگوں کے کہنے سننے سے کچھ روپیہ بھی صرفہ کیا لیکن مینا نہ اور بے محل کیا بلکہ ایک مقربان محل خاص سے جسدن اوستہ کچھ ملا اسی رات کو وہ مر گئی خود نواب اوستہ کے دینے پر افسوس کرتے تھے آخر ۱۹ شہر ربیع الثانی ۱۱۰۹ ہجری مطابق ۹ جولائی ۱۸۹۷ء اگرچہ کیفیت شدنی سے باخبر ہو چکے تھے کہ آج میں خانہ نشین اور اپنے عہد سے خود فوت ہو جائوں گا لیکن چار و ناچار موافق معمول در دولت پر حاضر ہوئے مشیر الہ ولہ حاکم بالکرشن بہادر اور اہل دفتر بھی سب حاضر تھے صاحب الہ ولہ نے اگر کہا کہ بادشاہ نے تمہارا جنازہ اور راجہ کندن لال بیرہنشی کو یاد فرمایا ہے پہلے انھوں نے جانے میں کچھ مکث کیا دوبارہ پھر طلب ہوئے نواب نے فرمایا تم کو یونین چائے عرض کی آج خلافت معمول ہوتا ہے کسوٹیلے کہ ہر روز آپ کے ساتھ جاتے تھے اس عرصے میں ایک نوٹس نے نواب سے کہا کہ آپ کو حکم برخواست ہوگا نواب بہ سننے ہی سوار ہو کر اپنے گھر چلے آئے بعد دوپہر کے ایک چوبدار سلطان نے شیخ اکبر علی اردو جو باشندہ نواب سے کہا کہ حکم بادشاہ یہ ہے کہ نواب سوار نہ ہوں۔

بادشاہ نے اس وقت مصلح السلطان انجم الدولہ کو بڑے صاحب کپاس بھیج کر کہا جیسا کہ پہلے
ابن الدولہ کو مدعو کیا خلعت وزارت علی نقی خان کو دینے میں صاحب نے جو ابدیا کہ مشورہ
ہمارا نہ معسر ولی تعظیم اور منہ و بی بندید میں ہے میں خود بادشاہ کے پاس آتا ہوں جب نشر عین
لائے فرمایا کہ خواب کو رنجیزل غنقریب نشر عین لایا چاہتے ہیں اگر جینک کسی امر جدیدہ خصوص اس
محمدہ جلیہ وزارت میں توقف ہو تو بہتر ہے اس جہت سے اس میں دن کے خلعت میں تامل ہو اگر
صاحب کو نہایت ناگوار ناظر ہو اگر حسبہ بادشاہ کے کہا کچھ اور کیا نچھ اگر ہماری فحاشی پر یہ امر
ہو تو کھونا ناگوار ہو ناگوار خواب امین الدولہ سے باعث جواب ہو کہ چارے بھیجنا سے اس وقت
دینی اور کوشش میں تامل کیا تھانی تحقیق یہی فرماؤں خواب کے کام آئی کہ بڑا صاحب کو انکی حمایت
اور وہ جیہ میں لازم ہوئی خواب متعہ الدولہ نے اکھون جس فکر کے حمایت سرکاری نہیں زمین میں
بہل سبب اسبابی سے حاصل ہوئی ہے اور ہم صرف کیے۔ فی الحقیقت صاحبان مالوہ شان
نہایت کو بہت برا سمجھتے ہیں اور است کوئی اور صداقت کو ایسا۔ بلکہ خدا بھی جی سمجھتا ہے
غرض خواب علی نقی خان کو کلمہ نصرت انعام عظام جاری کرنے کے اور محسوس نکار و بار ہو سکے

نواب نے کہا کہ ابھی گزشتہ دن جلوس بادشاہ کو گزرے ہیں انشاء اللہ جیسا آپ کے کمزور خیالوں سے
 ہے اوس طرح عمل میں آئے گا اس بیان سے بادشاہ کے خیال اقدس میں یہ آیا کہ یہ تاکید شدید
 جو بڑے صاحب کر رہے ہیں اس دھمکانے کے محرک فقط نواب ہوئے ہیں مگر درپردہ اس تصور
 سے امور خلافت و ناگوار خاطر ہونے لگے اور تجویز فرمایا کہ انھیں موقوف کر کے امیر الدولہ میر ہمدانی
 کو وزیر کیجیے انکے دماغ میں بھی بوسے کبر و نخوت سا گئی تھی چنانچہ ایک دن بادشاہ نے کمال
 و غور عنایت سے فرمایا کہ تم یہ مندرجہ وزارت سرپر رکھ کر بار وزارت کو اوٹھاؤ و بخون نے
 بمقتضا ہے اپنی شرافت کے ہنوز پورا خلعت وزارت بھی نہوا تھا کہ اول کار روائی
 یہ کی کہ ایک مسجد ہو جو اسکے مکان کے قریب راستہ میں تھا تیسرے روز پانچ
 مندرجہ وزارت کے کھڑے راڈا لاکھ ہندو و نواحی کا سب ناراضی ہوا اور دوکانین شہر میں بند ہو گئے
 ایک بلوہ سا ہو گیا اور لوگ مستحیف در دولت بادشاہ و رزیدنٹ پر بھروسے صاحب رزیدنٹ
 بھی سوار ہو کر بادشاہ کے پاس آئے اور حکم نظر بندی میرن مذکور جو موسوم بہ میر ہمدانی اور صاحب
 امیر الدولہ و قائم وزارت ہوئے تھے صادر ہوا اوس فرسے اپنے گھر پر مقید رہے۔ بعد اسکے نواب علی نقی خان کو
 تجویز فرمایا انکی یادری اقبال سے بہت سی اسباب بیرونی و اندرونی جمع ہوئے حالانکہ وہ درویش الدولہ کے
 یہ پایہ اعتبار میں تھے ہر چند انھیں ازراہ عاجزی و بخواہی بدلی تھے صفائی منظور تھی لیکن امیر الدولہ
 اپنی غوی فحتم اور زبرد غلط سے بحقیقت سمجھ کر نانا اس قدر نخوت تکبر کر گیا تھا بلکہ واسطہ کو جواب مناسب
 کہ صفائی اپنی سرسری چاہیے سو و سو کا دواہ تھکا کر واسطے ہو جایا تھا نقدی سپر ہستی تھی کہ علی نقی خان کے ہاتھ سے ہی
 تسخار ہو جایا چنانچہ وہی ہوا نواب علی نقی خان بزمان حضرت خلدو مکان ایک دن نواب امیر الدولہ
 کی ملاقات کو آئے ایک دوست نے انکا احوال پوچھا جواب دیا کہ اب ہم حکم بادشاہ مزار و علیہ بہا
 کے سپرد ہوئے ہیں اوٹھون نے کہا میں تم سجدہ شکر بجا لاؤ اسکا انجام ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے ہو
 تو خدا کیا اپنی قدرت دکھاتا ہے۔ بعد اسکے جب راہ میں ملاقات ان سے ہوئی تھی پوچھتے
 تھے وہ انکو جواب دیتے تھے ابھی صبر کرنا بہتر ہے چنانچہ وہی صورت پیش آئی جیسا انکو
 خیال گذرنا تھا خدا کو ہناتے کچھ دیر زمین لگتی لا تقصروا من رحمۃ اللہ۔

غرض نواب امیر الدولہ سے روز بروز بے لطفی بڑھتی چلی گئی اور انھیں بھی اپنی مغزولی کا یقین

وزارت پنجاوون آئندہ اگر کچھ حسن خدمت سمجھیں جو کچھ مناسب ہو میرے واسطے
 تقرر فرمائیں میں اوسہ قناعت کر کے خامی دولت دیا کروں گا اور خوب جو پیشہ ثابت ستے کہ
 بادشاہ بدل مجھے صاف زمین اور نہ کبھی ہو گئے۔ دوسرے اونسے مقرر بان خاں سے فیض
 بڑا مصاحب نے جو اب دیا کہ اگر ایسی ابتداء کے وقت میں تم کنارہ کش ہو جاؤ گے ہمارے نزدیک
 خلاف تمہاری قدامت و خیر خواہی زمانہ ماضیہ کے ہو گا کسو واسطے کہ جتنا بادشاہ کو تمہارا
 پاس و غلط مراتب و شانوائی نیک و بد صلاح کا ہو گا وہ دوسرے کا ہو گا مگر تم ازراہ آل انبشی
 مقرر کرنے ہو ہم بھی بادشاہ سے اس باب خاں میں متخیر نہ لین گے اور دوستانہ صلاح
 نیک و بکر سمجھائی گئے چنانچہ بڑا مصاحب نے بادشاہ سے مشورہ مناسب طرح کے لٹیلٹ فرار سے
 سمجھایا بادشاہ نے فرمایا مجھے اونکی ٹکنواری و خیر خواہی سے تعجب ہے کہ مجھے اس وقت میں
 کنارہ کش ہونے میں اونسے تعوق کو حضرت جنت مکان سے کم نہیں جتنا صاحب بڑا مصاحب
 نے ایسے کلام سے مطمئن ہوئے اور نواب کی بہ ضرورت خاطر جمع کر دی پھر نواب نے نواب
 لکھہ آفاق اور نوہا ملک کشور سے بھی مقرر کنارہ کشی عرض کیا اونہوں نے بھی وہی جواب دیا
 کہ سبحان اللہ تم چاہتے ہو قدامت اور شک حال کو اپنے ہاتھ سے مشاکرہ دوسری صورت کہ اپنا
 ہو دوسرا ایسا ملک حال خیر خواہ کون ہو گا بعد اسکے نواب نے بادشاہ سے بھی یہ حال کیا
 بادشاہ نے فوراً منازات سے اپنے گلے لگا لیا اور فرمایا میں تمہیں بجائے حضرت جنت مکان
 سمجھتا ہوں تم مجھے ایسے وقت میں چھوڑتے ہو نواب مطمئن ہوئے مگر سب بائین غلام بڑا
 کی تمہیں باطن میں بے امل اور نہ اسکا خیال ہو کہ ہم آج جو یہ کہہ رہے ہیں کل جو تمہیں موقوف
 کرینگے قرقر بڑا مصاحب سے کیا صورت ہوگی اور نہ کذب و صدق ہماری قدرت کے خلاف واکہ یہ
 اور وہ کہہ میں گئے کہ آپ نے ہمارے کہنے سے کیوں نہ موقوف کیا یہی قصہ میں سچا بیان کیا ہے
 بعد حضرت غلام مکان نواب غلام الدار سے کہ تمہیں بلکہ رکش صاحب رزمیہ منت نے بھی نواب
 دوستانہ سمجھایا تھا اونہوں نے اپنی طبع نفسانی سے نہانا تھا اور سکا نتیجہ بھی دیکھا جب والی
 وغیرہ پہنچے ہوئی البتہ ہی صورت ہوگی۔

تو دوسرے چند روز کے ایک دن پانچویں جب نے اپنے ہتھیاری ہمالاک محروسہ کو بادشاہ سے کہا

ز تشریف وزارت گشت فسنود
 زره خود و مکان و استانه
 شہنشاہ انجپین کردہ عنایت
 بچہ است کہ بر نواب نوبجہ
 بدورش کشتہ شد این احمد پیر
 بہ پیری بر طرف گردید ناگاہ
 گدانی نیست ہرگز عادت او
 سعید الدولہ اور آپیش ازین آہ
 شہ جنت مکان از روئے اعجاز
 کنون از رحمت نواب عالی

ز رخت ریشی اشیا سے معذود
 و گر چار آیتنہ ہم رستمانہ
 نمودہ جسمہ مختار ریاست
 شدہ ز رنگونہ الطاف شہنشاہ
 کہ وار و شہر تے در فن تحسیر
 کند ہر روز و ہر شب نالہ و آہ
 بہ پیری شد پریشان حالت او
 نمودہ از ستم چون قتل ناگاہ
 نمودش زندہ ہم کردش سرفراز
 شدہ شامل بہ امید بحالی

برائے چار و معصوم اور
 دوبارہ زندہ کن نواب والا

مغز ولی نواب امین الدولہ و منصوبی سید علی نقی خان

خلاصہ باوجود اس قدر تفضلات ظاہری شاہی صحبت نواب اہلکار و مقربان مجمل
 عیش و نشاط سلطانی سے تھی بلکہ ہر روز بگڑتی چلی گئی اور خاطر ہایون مین عیار
 زمانہ مضیہ از سر نو پیدا ہوئے چند روز امیر الدولہ کی جہت سے گزرے نواب نے حسب
 فہمائش و صلاح دہی اپنے خیر اندیشوں کی تمام حجت سمجھ کر بعد جلوس بادشاہ آؤ گئے
 دوسرے دن بڑے صاحب سے عرض کیا کہ میری مدت عمر وزارت بعد وفات جنت مکان
 کے تمام ہو چکی اب میرے واسطے کنارہ کشی بہتر ہے کس واسطے مثل مشہور ہے کہ باپ کا نوکر
 کبھی بیٹے کے کام کا نہیں ہوتا چارون کے بعد اگر کسی اتہام یا الزام سے موقوف ہو جاؤ گا
 باعث میری سبکی اور نارسانی کا ہو گا بلکہ کیا عجب ہے کہ حسن خدمت و خیر خواہی زبان مضیہ
 کی مٹ جائے اب بادشاہ جس شخص کو چاہیں مین او سے خوشی اور اپنی رضا مندی خلعت

طلب کرد است نواب فلکشان
 بجای آرید از دل شکر و اور
 به پشت فیصل اعدا را نشان
 بسرهنگان انگه نیری سپرده
 روان شد مثل خورشید جهان تاب
 بیامد از غنایات استی
 بحمد الله که از تائید باری
 ز کونهای صاحب آنهار ابد رکز
 ز جان خویش تن بودند مایوس
 ز راه رحمت بخشید لبش
 شده زین گونه چون احوال اکثر
 نمود اکثر رعیت ناله و آه
 شدند از حکم شاه پای بچولان
 ولیکن روبرو بکاری هست داز
 بر آنهار می کند اتمام حجت
 لغایم خامنه خود می فرید
 بر ای بندگان است آب رحمت
 را اگر دید چون از شیشه اعدا
 ملاجش ذاکتر صاحب نموده
 تنها از جبهه مگرو بات مایل
 بر رسم تحنیت شد جشن عشرت
 چو آمد بهر پای پس شمشاد
 فیصل و پاکه فیصل و کوه

زیر مقبوله هم محمول فیضان
 شوید اکنون سوار فیصل بازر
 غرض نواب را صاحب رمانیه
 مع زرتار زید بنی بیهوده
 سوار پاکلی خسته گشته نواب
 بدولتخانه از انبال شاهی
 پس از دور و درگشته روبرو بکاری
 بجرم آن سیه بکاران نظر کرد
 شده آن جمله بیرون گشته مجبوس
 مگر جرم همه نواب و دیباه
 ولیکن بیشتر زان با نیت شر
 ز خون و ارثان خویش و ناگاه
 بجرم سابقه در بند زندان
 بهر یک جرم شان گردید ظاهر
 وزیر اعظم از راه عنایت
 ز راه رحم و با الطاف جمیع
 خدا نواب را در سلامت
 با فضل خدای نواب و آلاء
 ز بس از تیغ کین مجسمه روح بود
 شده در عرصه یک ماه کمال
 بهر یک خلعت و در شد عنایت
 بر وزیر چشمت بهر یک ماه
 علما شد ثامت شاهانه پر ز

امیرالدوله چون بودند بتیاب
 بگفتا با یکے زان بد معاشان
 امیر اہل ایمان است نواب
 زراہ رسم اور اوار مانید
 کلام من اگر سازید باور
 ہم از رے سے تلف سازم نہایت
 بگفتا آن رسم اہل شقاوت
 شاید از زبان خود چہ افسہ ابر
 ہا ندیم صاحب و اہل شقاوت
 و اگر گون قصہ دشمن را چو دیدند
 اجازت خواہستند زینہ از زینہ
 پس انگیہ صاحبان ہم طلب کرد
 بگفت اول زور و زخم نواب
 بر اسے ہم این شد نہایت
 بر اسے ہم گریہ گریہ
 بگفت ہم آن رسم بسیار ہستہ
 سیکہ بیکہ زستہ از تو چہ نامہ
 زراہ چون انگیہ ما در زخم نواب
 دوستہ بار آب خامہ تیز طلبید
 بہ انگریزی بگفتا ڈاکٹر ہم
 بہ انگریزی جوابن داد صاحب
 ریڈنٹ آن زمان کردہ ضمانت
 کہ اینک ضمان جان شہنام

نظر کرد و بگفت سوئے نواب
 شہنامستید آخراہل ایمان
 زاندا سے جراحت ہست بتیاب
 بجاییش پیش خود مارا نشانید
 وہم پنجسہ تا از صرہ زر
 کہ تا جان شہنام باشد سلامت
 اگر صاحب کلان ساز و ضمانت
 شہنام زین عمل بیجا دست بردار
 و شقاوت آمد با چہ صاحب
 ہمہ از رے سے دشمن پاکشیدند
 برشتہ او آلتہا زینہ
 ز دشمن پرشتش وجہ و سبب کرد
 نہایت مقرر است و شقاوت
 چنین کس را چنین ایذا نشاید
 نباشد و ز آئین شہادت
 جان و دم آمدہ از لطف و اہد
 کہ بود آن شخص اوستاد زمانہ
 شہرہ نواب را بس خواہش آب
 بچو شش تشنگی نواب نوشید
 نریک کار و گرفتار تو انم
 نباشد انچنین سہ عت مناسب
 بگفتا با ہمہ اہل شقاوت
 یہ و لقا نہ خود سے شہنام

دال چون بے سلاحتی فتنش بزیست
 چون شد نواب بے یار و مددگار
 و لیکن از زبان پر شقاوت
 که اسے نواب مثل خود لا ور
 ترا اسے انیال ظلم من نیست
 در احوالت وزیر از روی جرات
 اگر داری قصد کشتن من
 نماند لیک و اندک زمانے
 اگر باشد طلب دیگر شمس را
 رسانم تا کہ آن مطلب بہ انجام
 چو از کردار خویش منده بودند
 کہ اسے بھر کہ مر ابے بسا فر
 چنین کس از سازیم چنان
 ز قوت ایم اسے نواب والا
 پس انکہ گفت آن نواب و حیا
 ازین ہنگام بیا سے پردہ مارا
 پس آن سگ ساز را پاس آویا
 وزیر انکہ بہ کائنات مسدا زد
 نہایت اشت از راہون شنیدند
 یکدم در ہمان ہنگام شدت
 فراہم شد چو ہر سو فوج سہ کار
 بجا نیا می ہمسہ بودند موجود
 ازین منہ از اسے نہ نایب

زوہ تیرہ بدیوار سے و شمس
 نمودہ آن مکان اور اگر فتن
 ہمیں کردند اسے را شجاعت
 ندیم در جہان الت اکبر
 ز جرات بر جہین تر شکانست
 چنین سہ دور با اہل شقاوت
 نمودم چہ اینک تیغ و گردن
 بعالم از شمس ہگز نشائے
 کند از راہ نمود آگاہ سارا
 ازین شورش نباشد ہیچ فرجام
 بپا سنج از خجالت لب کشودند
 بعالم نیست مثل قوسا در
 نباشم از گرد و دود میدان
 امان با نمانے نویشتن را
 مناسب نیست شورش در گذر گاہ
 ز من سازید اطمینان خود پا
 نشانیدند در دوکان حساب
 کہ پیشیم ہیچ کس اکنون نیاید
 امیر الدولہ ہم فوراً رسیدند
 بیامہ ہر یک از ارکان ولایت
 شدہ ہنگامہ محشر نمودار
 دے با ہر یکے نواب مسعود
 بر پیش ماکنون ہرگز نیاید

اگر سگ چون سگ دیوانہ بتیاب
 دوران ہنگامہ دستور معظم
 بزد و ستے بران نامزد و ناپاک
 بہتر آہش باقبال خدا داد
 بسان ابن بلعم و گیرے آہ
 نیکے دانست کان نواب ضرغام
 ہولاس آن وقت کار شیر نر کرد
 قرا بنیک و گر کیبار سرہ او
 بضرب گتہ فوراً گشت بھجان
 شدہ بر قاتل خود حملہ آور
 پس انگہ بزرین از پا در افتاد
 سوار آئے کہ اول گشت مذکور
 شنیدم شاہ میر آن دم مکرر
 باین الفاظ مے گرد آہ و نالہ
 نیکے بردست آن مرد فہراری
 دوران ہنگامہ لیکن سپید پاک
 ز بسن شمشیر پیش نوکرشش بود
 بہ لاچاری بیاد از سرہ زمین
 دو کس ز اچتہ بامشت و لگدزد
 کہ دارم کار ز زبیر کمر ہسم
 بدشمن مے زد آن کار و چو شیران
 بحفظ حہ بہ چون باشد سپردست
 زوان شدہ شش دریا خون سید

یہ بگہی رفت بہر قتل نواب
 کہ در جرات بود ثانی رستم
 کہ او از صدمہ اس افتاد بر خاک
 بروئے سینہ اش نواب افتاد
 بزد و ضربت بروئے پشت ناگاہ
 رساندہ کار افتادہ بہ اتمام
 کہ بر نواب خود خود را سپر کرد
 کہ آن بر سینہ آن شیر افتاد
 ز جرات لیکن او مانند شیران
 زدہ یک زخم شمشیر آن دلاور
 تصدق گشت و بر نواب جان داد
 ز خوف جان خود گشتند مفور
 ز بیم جان آقا گشتہ مضطر
 کہ از چان مے رود نواب والہ
 زدہ شمشیر بہر یاد کاری
 بسان شیر نر بودہ غضناک
 تلاش نوکر و شمشیر بنمود
 نمودہ حملہ آن مرد خوش آہن
 پس انگہ دفعستہ در یادش آمد
 کشیدہ از گزرا ہسان دم
 شدہ خسم کار و آن مرد میدان
 رسیدہ چار ز خسم تیغ بردست
 شدہ خسم قامت موزون سید

امین الدوله دستور معظم
 بحسب عادت خود سبج بکامان
 بدو یکجیش بکام رفتار
 بظاہر پنج شش کس از سواران
 یکے نامرو عیسے لنگ پا بود
 و گردن دھب نمود بود ارشد
 سیوم مشهور ہر برناو پیراست
 چہارم بود سید میر میرد ان
 علیا و را ہمیشہ در امان داشت
 پیادہ چند کس از خاص بردار
 یکے سر کردہ آنہا برہمن
 غسہ نش بکھی بیامد زروانی
 ہما بجا چار کس از بد معاشان
 یکے فضل علی و دیگر اکبر
 ہم چہ چار کس کردند فریاد
 منم از مردمان راج پلٹن
 مراد استہ از جنس پیادہ
 شنید این نالہ چون خواب و بجا
 بفرط رحم و دلا و بذل و شفاق
 کہ ناگہ چون سبک آن سگما و دیدند
 بود ہں آن چہا کر گجی بیک بار
 چہ این جسد است نمودہ آن دلاور
 یکے زان چار کس بندوق سرزاد

وزیر با کرم ثنائے رستم
 روان شد از پیے مجراے سلطان
 شدہ ہمراہ معدودے جلو دار
 پنج سید ہمہ زنہاے میدان
 بخت نام شیر و بیجا بود
 خلافت مسلک آل محمد
 جو ان خوب نامش شاہ میر است
 شہید و عاشق شاہ شہیدان
 چو فرزند ان خود مانند جان داشت
 بدست ہر یکے برق شیر بار
 ہولاس اسم و بدل مانند ہمین
 بزرگ مسجد ملکہ زمسانی
 بیاطن کافہ وظہ ہر مسلمان
 دو کس دیگر فضل نام جہندر
 کہ برابیکسان گردید ہریدہ
 یکید ان بے سبب گردیدہ دشمن
 زینخواہم بمسدا داسے ندادہ
 ازین فریاد ہر یک گشتہ آگاہ
 عنایت و کشید از رویہ اخلاق
 ہمہ تازمینہ بکھی رسیدند
 زوہ یک دیسان بر آن سیہ کار
 بگر شمشیر زد بردست چنار
 برقتہ ملکہ بندوق بر باد

۳۱۔ بادشاہ آرا نواب مادی بیگم

مادی محمل

۳۲۔ تاجدار نیک نہاوی بیگم

مرغوب محمل

۳۳۔ زکیہ بانو بیگم

بارگاہ محمل

شہزادی الملک - شاہزادیان - جملہ

یہ تفصیل کئی برس پیشتر کی ایک دوست نے کلکتہ سے بھیجی تھی غالب ہے اس مدت میں اور ہونی ہوں حضرت عرش مہنزل کی محلات اس کثرت خداوار سے تھے مگر حضرت سلطان عالم کو اپنے مبدو و فیض سے عنایت ہوئے۔ اللہم زد و لاتقص * * *

مفتویٰ سانحہ نواب امین الدولہ من کلام غشی احمد

بیا اے خامہ تارسم فسانہ
برائے بندگان خاص داور
غم ورنج کہ در عالم عیان است
ناعم شرح امین اجمال اکنون
بعد بادشاہان اکثر اوقات
پس از فرخ سیر از دست دشمن
مگر بود آنہم از قہر یزدان
بہر آصفی مختار دولہ
بود اسباب قتل او نمودار
شدہ ہنگامہ اکثر امیران
بہر یک بود و عواہے ریاست
ازین ہنگامہ باز بھر ہر یک
مگر در لکھنؤ از جوہر گردون
کہ از نیرنگے گردون آہ

قسم سازم ز آشوب زمانہ
رسد آلام روحانی مقرر
بے مومن برائے امتحان است
برنگ غنوی و طہر موزون
ہلک ہند شد ز نیگونہ آفات
بہر یک حال سادات ہست روشن
مکافاتے ز خون بادشاہان
شدہ مقتول خنجر در اٹا وہ
نظا ہر جرم و بدخواہی سرکار
بدلی بچپن بعد از بخت خان
باین اسباب شد بغض عداوت
ثبوت وجہ و حقیقہ بود بیشک
نباشد فتنہ بے وجہ اکنون
عجائب سانحہ روداد ناگاہ

۲۷- سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر۔

۲۸- تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر۔

۲۹- سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر۔

۳۰- مسرور مرزا حسین علی بہادر۔

۳۱- بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر۔

۳۲- ہمایون جاہ مرزا محمد صغر بہادر۔

۳۳- محمد علی مرزا بہادر۔

۳۴- عوالی مرتب مرزا محمد ابراہیم علی بہادر۔

۳۵- دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر۔

۳۶- خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر۔

۳۷- کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر۔

۳۸- دارا جاہ مرزا ابوالعلی بہادر۔

۳۹- بلند اختر مرزا محمد مختار بہادر۔

۴۰- مرزا اختر جاہ۔

سینا محل

محبت محل

بے نظیر محل

تابان محل

شہزادہ محل

پیارا محل

عالم افروز محل

دل نما محل

بنگالہ محل

ولایتی محل

دلاور محل

مبارک محل

شباب محل

صغیر محل

تفصیل شانہزادی ہائے عصمت مآب

سلیمان محل

عزت محل

حور محل

خاقان محل

نواب بیگم

شیدا محل

بلکہ سروسہی

۱- سپہر آرا نواب کبریٰ بیگم۔

۲- صفرا بیگم۔

۳- جہان آرا بیگم۔

۴- سہر آرا نواب زینب بیگم۔

۵- تخت آرا نواب شہر بانو بیگم۔

۶- کلین آرا نواب رقیہ بانو بیگم۔

۷- وہیم آرا نواب بنت السلطان بیگم۔

۴- قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔

۵- آسمان بناہ مرزا اکمل علی بہادر۔ نواب رشک عالم صاحبہ سے۔

۶- صاحب عالم نیا علی مرزا خوش نجات بہادر۔

۷- تنیرل فریدون قدر محمد ہربر علی بہادر۔

۸- محمد علی

۹- مرزا بزمیں قدر

۱۰- قمر حسن مرزا۔

۱۱- قمر قدر مرزا۔

۱۲- محمد عابد علی بہادر۔

۱۳- مرزا آسمان بناہ

۱۴- قمر حسن مرزا۔

۱۵- قمر احمد مرزا جیہ علی بہادر۔

۱۶- مرزا محمد جوگی بہادر

۱۷- مرزا محمد جمال بہادر

۱۸- قمر حسین مرزا بزمیں بہادر۔

۱۹- بانڈینا مرزا حمید سکری بہادر

۲۰- مرزا اکمل بخش بہادر

۲۱- روشن گاہ مرزا قمر علی بہادر

۲۲- مرزا مسعود علی بہادر

۲۳- چمان پرو مرزا احمد کمال علی بہادر۔

۲۴- فرخ مرزا ابو تراب بہادر۔

۲۵- مبارک مرزا علی بہادر۔

۲۶- آقبال بناہ مرزا محمد باوی بہادر۔

اندر محفل

مشتوق محفل

نواب نصرت محفل

مدعی بیگم محفل

فخر محفل

رشک محفل

واجد محفل

مشتوق محفل

چمان پناہ محفل

صدر محفل

اکلیل محفل

غیش محفل

انفت محفل

حور محفل

شاہ نواز محفل

دل افروز محفل

نور مال محفل

چایون محفل

تابان محفل

الغرض ۱۵۔ دن تک طریق ملاحظہ کاغذ اور صورت دربار شاہی بدستور زمان ساہوچ ہی بعد اسکے شہنشاہ منزل میں تشریف رکھنا فرج بخش بیت اسطنت قدیم کو پیرین سمجھ کر چھوڑنا منظور خاطر اقدس ہو اس واسطے کہ وہاں صحن وسیع اور لطافت ہوا زیادہ ہے بڑھینا نے دوستانہ سمجھایا کہ اگر بدستور اپنے آبائی کرام کو یہیں تشریف رکھیے تو بہتر ہے اسوقت بادشاہ نے فرمایا مجھے یہاں کی ہونا موافق فرج ہے اور یہ امر کچھ آپ کے خلاف بھی نہیں بعد اسکے اہل دربار اور شاہزادگان و دواہ کو حکم ہوا کہ ہر اتوار کو صبح کے وقت دربار ب کوٹھی فرج بخش میں حاضر ہو اگرین میں بھی وقت خاص پر آیا کرونگا۔

خلاصہ یہ کہ ۹۔ بچے نواب امین الدولہ مہاراج مدبر الدولہ و بیبر الدولہ اور اہل فتر خاص دولت پر دولتخانہ قدیم میں حاضر ہونے لگے وقت ملاحظہ کاغذ ہر ایک حاضر ہوتا تھا بعد دوپہر کے جب نوبت زوال شمس تھی تھی حاجت ہوتی تھی اسکے بعد صحبت خاص مقربان قدیم ہوتی تھی کہی دن سواریوں ترک سوار آگے صند و فچی لیکر چلتے تھے راہ میں جو مستغنیٰ عرضی دیتا تھا صند و فچی میں داخل کر دیتے تھے وقت ملاحظہ کاغذ اوپر حکم نوشیر دانی مزیں بدستخط خاص ہوتا تھا اسکا نام مشغلہ نوشیر دانی رکھا تھا اہل کاروں کو اس سے خوف اور رعایا کو باعث از دیار نفیقت ہوتا تھا نفیقت بہت خوب مشغلہ تھا اگر اسے قیام رہتا۔

دوسرے ہفتہ کو روز شنبہ کوٹھی رزیدنٹی میں صحبت چاہی پانی ہوئی موافق معمول کے نواب علی نقی خان امیر الدولہ میر ہمدانیلیخان داخل زمرہ کرسی نشینان ہوئے وقت خیریت بڑھینا نے حسب سہرشتہ ان دونوں صاحبوں کو ہارگوٹھ اور عطر دیا۔

تفصیل اولاد و محلات بادشاہ

نواب خاص محل محدثہ عظمیٰ اسے

۱۔ خسر و تربت داراشوکت نوشیر دانی قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر معذور مصر فرج۔

۲۔ ابو الحرب مغفور جاہ خاقان چشم صاحب الم مرزا محمد جاوید علی بہادر۔

۳۔ ابو النضر کموان قدر صاحب عالم مرزا ولیچند محمد حامد علی بہادر۔

زائچہ مولود شاہی موافق استخراج اہل نجوم

تولد بادشاہ دہم شہر فیقہہ روز شنبہ یکپاس روز برآمد ۱۲۳۶ ہجری مطابق ۱۰۲۱
 و ۱۲۹۱ شمسی طالع وقت سنبلہ کوکب عطارد و شنبہ اساون سدی ۱۲ روز منگل
 ۸ گھنٹہ ۳۹ پل چھاپختہ ۳۲ گھنٹہ ۳۳ پل اندر جوگ

۱۱ سلطان	۱۰ اسد	۹ سنبلہ	۸ میزان	۷ عقرب	۶ قوس	۵ جدی	۴ حوت	۳ جوزا	۲ حمل	۱ شتر	۰ قوس	۱۱ سلطان	۱۰ اسد	۹ سنبلہ	۸ میزان	۷ عقرب	۶ قوس	۵ جدی	۴ حوت	۳ جوزا	۲ حمل	۱ شتر	۰ قوس
----------	--------	---------	---------	--------	-------	-------	-------	--------	-------	-------	-------	----------	--------	---------	---------	--------	-------	-------	-------	--------	-------	-------	-------

استخراج اہل نجوم

طالع وقت سنبلہ برج خاکی جنوبی زو جسدین اوسکا کوکب عطارد و برج ولومین ۶ خانہ
 محل و بال آفتاب اوسمیں زہر و زحل جمع ہے مشوبات ۶ خانہ دشمن و جنگ خوف
 واقع و غلبہ اعدا پر و لو برج مذکورادی و خسانہ ثابت اوسکا کوکب زحل اپنے گھر پر کمال قوت
 سے زحل قوت دشمن و دشمن گری و جلاہ جوی و دروغ گوئی و کسری اوسکی زحل آفتاب
 دشمن ہے ہمارا استاد و تالیق بادشاہ ہے اوسکی دلیل ہے کہ بادشاہ شہر موت ہو
 ایک دو مہرے کی مشارکت سے زہر و کو زحل سے دوستی ہے عطارد کو آفتاب سے یہ چاروں
 کوکب ۶ خانہ میں بیٹھتے ہیں دو مہرے خانے میں اس دلیل نقصان مالی میرج نہانہ
 میں اچانہ میں زنب ۶ خانہ میں اچانہ میں قمر ۶ خانہ جدی میں خانہ دشمن ۶ خانہ بیوہ قمر شتر
 جنوب ہے اگرچہ خانہ دشمن میں ہے و اللہ اعلم یہ علم ہے کہ اس سے استخراج مشکل ہے یعنی
 اصل حقیقت کوست و مساوت۔

اللہ اعلم بہین تویم و بعد کہ کو خطاب ہے لایعقربان خام شمشیر ہو سے آئندہ مید و از غفل
 اگر کہ ہست شایان چہ عجب گریز از نگہ دارا۔

سنائے کا عالم تھا کہ قدم پر چشت برستی تھی اور شہر سے کسی کی آواز بھی نہیں آتی تھی جسٹہ کہ
کتون کی آواز بھی نہیں سنائی دیتی تھی بہر کیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسطرح آبادی شہر میں
ہے اور آدمی کوئی راہ میں نکلا سوائے ناکہ کے سپاہی۔ کہے اوستے نوابشہ کو کاغذ مضیہ آثار اور علات
حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتی ہیں اکثر نواب اور امراء سے جہلم کے بہت سنا سننے اپنے خیمے میں تھے
مجھ سے پرسان حال ہوئے جو سانچہ گذر تھا بیان کر دیا۔

تھیں روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا محلہ سرے وزارت میں نواب بین الدولہ معیا الدولہ
اور اہل و ربائے نوبت بیٹھے ہیں سنا کہ بادشاہ نے صبح کو بچہ تختہ پر چڑھ کر فرمایا تھا باقی شاہی اور
اور امراء اور اہلکاروں کی نظریں لین جب مرزا اسطرح تھے کہ وہی اونکی خبر و رسائی
اور بیچ پر رحم فرمائے کہ وہ بیٹے جیسا دربار برخواستہ احاضہ بیٹے بیچ ہمارے کو لے گئے۔
جب خبر و فن جنت مکان بادشاہ نے سنتی وقت عصر بادشاہی بیٹے کا رہی پر سوار ہوئے
مقربان خاص سواری میں تھے شہنشاہ منزل میں تشریف لائے چار گھنٹہ رات گئے پھر آئے۔

جلوس روز سوم

القصر روز و شنبہ ۲۸ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کے قبر پر ہوئی ارکان دولت شریک
فاتحہ خوانی و دروضہ خوانی تھے روز شنبہ ۲۹ صفر کو پھر بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا نواب
امین الدولہ ہمارا جہ وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ قدیم بدستور
اپنے کار و بار میں مصروف ہوا الحمد للہ علی احسانہ قدر حج الحق علی مکانہ بادشاہ عدالت پر
ودادری رعایا پر متوجہ ہوئے عدالت نوشیروانی کی سرسبز خیال مبارک میں ہوئی خداوند
اپنے حفظ و حمایت میں رکھے اور توفیقات اعمال حسنت خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور
رضا مندی خدا و رسول ہو عطا فرمائے کہ یہی شیوہ و طریقہ عدالت گسٹری ہے اور مکان اعدا
اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے اور صحت و باقبال عمر طبعی تک چھوٹ جائے بحق محمد وآلہ
رعایا اور زبایا سے قریب و بعید پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے
و عا سے غافل نہ رہیں

خاص میں جا کر موافق معمول : درگت نماز شکرانہ پڑھی جب اسے شامل بردوش زینے سے نکل کر کھڑے ہوئے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوئے مجدد الدولہ چھوٹی کشتی میں تاج شاہی لائے بڑے صاحب اپنے ماتھے سے تاج فرق مبارک پر رکھ کر فرمایا زبان انگریزی اب واجد نایشاہ بادشاہ اودہ ہوئے بعد اسکے بادشاہ نے بازار افوہو کے تخت جہسپر شامیانہ بھی مونتاسیہ جلوس فرمایا پہلے خواب نے نذر دی اوسکے بعد سبکی نذرین فواہیے اور مخالفین بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور صاحب علی لیلیٰ کھڑے رہے جو ملازم تھے اونھوں نے نذر دی بادشاہ نے حسب دستور پانچ اسم سادات تثنیٰ و ستیخا فواہیے سامنے مبارکباد کہا ہوا تاج ہونے لگا تاہم انگریزی بچنے لگا شکلا سی ہر زوئی شہر میں منادی ہوئی اوسوقت گھڑی میں دیکھا تو ۹۔۱۰ ساعت ۳۰ دقیقہ گزرے تھے بعد ایک ساعت کے تخت سے ادرے ایک طرف بڑے صاحب دوسری طرف برگدیز تخت روان نمک لاکر خستہ ہوئے بادشاہ سوار ہوئے روشن چوکی بجتی ہوئی داخل مجلس اسے پہلو سے بارہ درمی ہوئے۔

صاحب رزیدنٹ نے برگدیز مسیح کپتان امام صاحب جنگو حکم حفاظت سپہ انگریزی کی فواہیہ میں ادرے خستہ ہو کر سوار ہو گئے چاؤنی سے پانچ کپتان چلے واسطے بندوبست کر آئی تھیں اذکو ذی سوم انعام دے کر خستہ کیا یہ دستور سپہ انگریز کا کرل جان پل صاحب کے وقت سے چلا آتا ہے۔

قریب دو پہرات کے فواہیہ امین الدولہ ڈیوڑھی عصمت سر اسے خاص پر گھٹنے فہر بان جنت سے سب سرگدشت بیان کر کے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوئے راہ میں قنبہ علیخان نے غلام کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانہ مجلس کے دروازے پر کھڑے ہے جنرل مہتمم بمبائی کو فہر دے کر بہت شدت سے دہنے جاتے تھے اونکی حقیقاری سے معلوم ہوتا تھا کہ امین الدولہ بپ مرگیا ہے اونکے پیچھے حکماء اور اونکا بیٹا تھا اوسوقت مجلس میں ہجوم ملازمین خاص امین الدولہ سے ایک ہفتہ مشورہ دخل کاہر پانچا فواہیہ خستہ ہو کر مجلس اسے وزارت میں آئے تہذیب و تمدن اوسوقت نصیب اولیاسے دولت ہوئی امیر الدولہ و نوان اولش کے آئے اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گزری ہوگی بندہ وہی کر بلا سے میر خند بخش ہوا اور شب امین الدولہ طہریت سے گئے ابو اتھا اور کچھ شرح بھی ہوتا تھا اور دولت سے ناکہ بار بار غمگین

سنائے کا عالم تھا کہ قدم پر چشت برستی تھی اور شہر سے کسی کی آواز بھی نہیں آتی تھی جسے کہ
کون کی آواز بھی نہیں سنائی دیتی تھی بہر کیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسطرح آبادی شہر میں
ہے اور آدمی کوئی راہ میں نکلا سوائے ناکہ کے سپاہی کے اوستے نوالبتہ کو کاغذ سے یہ آثار اور علما
حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتی ہیں اکثر نواب اور امرا سے چلم کے جہت سے اپنے خیمے میں تھے
مجھ سے پرسان حال ہوئے جو سامنے گذرنا تھا بیان کر دیا۔

صبح روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا مجلس اسے وزارت میں نواب معین الدولہ اسعد الدولہ
اور اہل دربار تشریف لائے ہیں سنا کہ بادشاہ نے صبح کو پچھتہ پریس فرمایا تھا باقی شایہ اوک
اور امرا اور اہلکاروں کی نظریں لین جب عزادار سلطنت سے تشریف لائے اور کئی روز رسالی
اور تہنیتی پر جمع فرمائے کہ روسے جب دوبار برخواست ہو احاطہ میں تشریف بنامز سے کو گئے۔

جب خبر و فن جنت مکان بادشاہ نے سنی وقت عصر بادبھاری بھینے گاڑی پر سوار ہوئے
مقرران خاص سواری میں تھے شہنشاہ منزل میں تشریف لائے چار گھنٹہ کی رات گئے پھر آئے۔

جلوس روز سوم

القصر روز و شنبہ ۲۸۔ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کے قبر پر ہوئی ارکان دولت شریک
فاتح خوانی و روضہ خوانی تھے روز شنبہ ۲۹۔ صفر کو پھر بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا نواب
امین الدولہ ہمارا بھو وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ قدیم بدستور
اپنے گاڑ و بار میں مصروف ہوا الحمد للہ علی احسانہ قدر حج الحق علی مکانہ بادشاہ عدالت پروری
و داورسی رعایا پر متوجہ ہوئے عدالت نوشیروانی کی سرسبز خیال مبارک میں ہوئی خداوندگار
اپنے حفظ و حمایت میں رکھے اور توفیقات اعمال حسنات خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور
رضا مندی خدا و رسول ہو عطا فرمائے کہ یہی شیوہ و طریقہ عدالت گسری ہے اور مکائد اعدا
اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے اور صحت و باقبال عمر طبعی تک پہنچائے بحق محمد و آلہ
رعایا اور برابائے قریب و بعید پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے
و عاصے غافل نہ رہیں

خاص میں جا کر موافق معمول ذکر کث نماز شکرانہ پڑھی عبا سے خاص برودوش زینے سے نکل
 پر کھڑے ہوئے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوئے مجدد الدولہ چھوٹی کشتی میں تانخ شاہی
 لائے بڑے صاحب اپنے ماتھے سے تاج فوق مبارک پر رکھ کر فرمایا زبان انگریزی اب
 واجد علی شاہ بادشاہ اور وہ بیسے بعد اسکے بادشاہ بنے بازار انہوں کے تخت جیسے شامیانہ
 بھی ہوتا ہے پہلو سے فرمایا پہلے تو اب ملے تدریسی اسکے بعد سبکی فزین خواجے اور عثمان
 بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور صلیب علی لکھنؤ کھڑے رہے جو ملازم تھے انھوں نے
 تدریسی بادشاہ نے حسب دستور پانچ اسم سادات تنہی دستخط فرمائے سامنے مبارک کباب ہمارا
 ہوا ناچ ہونے لگا ناچتے بیٹھے لکھنؤ شمس الدین شہر میں منادی بولی اوسوقت گھنٹی میں
 دیکھا نو ۹۔ ساعت ۳۔ دقیقہ گزرے تھے بعد ایک ساعت کے تخت سے اترے ایک طرف
 بڑے صاحب دوسری طرف برگیدہ تخت روان تک لا کر خستہ ہوئے بادشاہ سوار ہوئے
 روشن ہوئی کتنی بولی اگل مجلس اسے پہلو سے بارہ درمی ہوئے۔
 صاحب ریڈنٹ نے برگیدہ مسیح کپتان امام صاحب جنکو حکم حفاظت سپرد انگریزی کی فزین میں اتر
 خستہ ہو کر سوار ہو گئے چھاؤنی سے پانچ کپتان و اسطے بندوبست کر آئی تھیں انکو فزین سوم
 انعام دے کر خستہ کیا نہ سپرد انگریزیکر کر نل جان پٹی صاحب کے وقت سے چلا آتا ہے۔
 قریب دوپہر رات کے خواب امین الدولہ فریوڈھی عصمت سر اسے خاص پر گئے فزین جنت
 سے سب سے گزشتہ بیان کر کے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوئے راہ میں منبر علیان کے قریب
 کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوان خانہ مجلس کے دروازے پر کھڑے ہے جنرل مسکن
 بھائی کو خذ دے کر بہت شدت سے روتے جاتے تھے انکی تفسیر اسی سے معلوم ہونا تھا کہ
 باپ مگیا ہے اسکے چچے ملکٹ لہ اور انکا بیٹا تھا اوسوقت مجلس میں مجموع ملازمین خاص
 اور املاہ بدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا خواب خستہ ہو کر مجلس اسے وزارت میں
 آئے نہ فزین اوسوقت نصیب اولیاسے دولت ہوئی امیر الدولہ و خوان اولش لے کر آئے
 اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گزری ہوگی بندہ راہی کر بلا سے میز بند بخش ہوا
 کہ اب نایاب طرے سے گھر ہوا تھا اور کچھ شرح بھی ہوتا تھا دولت سے ناکر بار باغ عجب

اور پھر کھڑکی کو بند کروادیا کہ کوئی نہ آئے جب گلستان ارم میں گیا دیکھا کہ کرنل چیمبرلین
اور ڈاکٹر لوگن و کرنل ولکا کس صاحب ایک اور صاحب مہمان رزیدنٹ کھڑکے میں
ہمارا جہاں بالکشن مسودہ فرمان جلوس بڑے صاحب کو سنار ہے اپنی یعنی مابہ دولت اقبال
نے باعانت و امداد آرنیل سرکار کی پٹنی انگریز ہاؤس آباہی پر تخت سلطنت کے جلوس کیا
دوسری طرف مصلح السلطان اہتمام الدولہ حیدر حسین خان شرف الدولہ غلام رضا خان
دوسری جانب مرزا وصی علیخان حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی سنیر شاہی کھڑکے میں
بعد چند دقیقہ کے آمد آمد سواری بادشاہ کی دھوم ہوئی اور دو درباش سواری کا بہت
غل و شور ہوا بڑے صاحب نے فرمایا کیوں اتنا غل مچا یا ہے چہر اسی سے ولایتی تلوار لے کر
ڈاکٹر سے لگائی اور صاحب بھی قرینے سے کھڑے ہو گئے جب بوچھڑ سواری زینے سے
چڑھنے لگا کثرت ہمارا ہیون سے جب تک آہنی زینہ ٹوٹ کر گر پڑا کپتان ہانگس صاحب پہلو سے
بوچھڑ تھے قریب تھا کہ گر پڑیں جب بادشاہ داخل کمرہ ہوئے بڑے صاحب سے معاف ہو اور
کمرہ وسطی میں جا کر بیٹھیں دو دروازے بند کر لیے باہر تاج الدولہ و تاج الدولہ جوڑی تنچہ
و فرادلی کمر میں تلوار ہاتھ میں لیے کھڑے ہوئے ایک صاحب کے ہاتھ میں خاصدان بھی
تھا ڈاکٹر صاحب نے صورت غیر ادنیٰ سمجھ کر مجھے بوچھاہ دو نون غلام زنگی کون ہیں میں نے
کہا انھیں پہچان رکھیے یہ مضر بان خاص شاہی عالم علی علم موسیقی ہیں امیر الدولہ میر محمد علی خان
داخل کمرہ خلوت ہوئے پھر نواب علی نقی خان تسبیح در دست و تلیفہ پڑھتے ہوئے کمرے میں
چلے گئے باہر سیف الدولہ علی حسین خان داروغہ دیوان خانہ ولیعہدی۔ نواب امین الدولہ
نے اوس وقت مفت کرم دشمن خیال کر کے مجھے فرمایا کہ میں نے میر مخلص حسین کو بھیج کر نواب
معین الدولہ کو بلوایا ہے بنے عرض کی اب یہ وقت عام ہے جسے چاہیے بلوایئے وہ وقت
خاص گذر چکا پھر نواب نے مونوی خلیل الدین خان کو معمار کے ساتھ واسطے تجویز قطعہ شہ نشین مقام
میر احاطہ رسالہ چھوٹی سواران میٹڈ و خان میں بھیجا بعد ایک ساعت کے جان صاحب گریڈر چھوٹی مندریا
تشریف لائے فقط انہیں کے آنے ہی کا انتظار تھا بڑے صاحب کمرے سے باہر آئے اور انھیں بھی
کمرے میں لے گئے بعد اسکے بادشاہ تخت روان پر سوار ہو داخل بارہ دری ہوئے پہلے کمرہ

میں امیر الدوا میر محمد علی خان نے عرض کیا کہ حسب دستور کپتان ہالنگس صاحب متبایا آتے ہیں۔ ملازمین ہر طرف اپنے مقام پر کمر بستہ جلو و سواری میں حاضر ہوئے۔ حسب اتفاق اوس دن یہ مولف کتاب بھی نیا ام چھپاؤنی منڈیاؤں میں گیا تھا بجز وہ اس خبر کے وہاں سے جلد چلا تا کہ تصدیق و تکذیب خبر معلوم ہو جائے جسوقت لوہے پہل پر پھونپا دیکھا کہ جا بجا لوگ باتیں کر رہے ہیں جب قریب مکان ظفر الدولہ کے اور بریلی ہمارے گزرا ہجوم رعایا سے شہر اور جا بجا امر اور اہل دربار کی سواریاں ٹا کھڑی دیکھیں اوسوقت مجھے یقین ہوا اور ارادہ کیا کہ وزیر اعظم کے پاس جا کر صورت جلوس شاہی دیکھنا چاہیے جب بارہ درمی کے بھانگ پر آیا بھانگ بند دیکھا ابدابہر سو ارادہ لیڑے صاحب کے کھڑے ہوئے پائے اس عرصے میں اوسی ہجوم عام میں سے ایک شخص نے مجھے منوئل مانگرز جان کر کہا کہ ہمارے نوا ب صاحب نے فرمایا ہے کہ منارہ پڑ سے عرض کیجیے میں سب طرح سے حاضر ہوں اگر آپ مجھے مستحق وراثت جانتے ہیں تو مجھے میرے حق سے اسوقت محروم نہ کیجیے اور بھانگ صورت معاملہ ٹھہرے تم قبول کر لینا چاہئے اس سے کہا کون سے خواب نے یہ پیا بھیجا ہے اور میں کون ہوں جو دھسلہ دار ایسے ام غلیظ ہوں اس عرصے میں سواروں کے کھڑے بجنر کے لوگ ادھر کے ادھر ہو گئے میں بھی ہوا سے چٹ کر گھڑا ہوا اور وہ شخص کا فور ہو گیا میں سمجھا غالب ہے کہ وہی مستحق ہوں گے کہ سیمان اللہ باد صفت اس انتظام صاحبان عالی شان کے صاحب اولی العزم اپنی طمع فہم سے اتمہ نہیں اٹھاتے فی الحقیقت اگر وہ حکام عالی شان نہوتا تو مثل مقدمات شاہی پان بھی مستحق اور غیر مستحق دونوں تصور نہ کرتے۔

آئندہ میں اس دروازے سے نا امید ہو کر دوسرے بھانگ شرفی پر گیا وہ بھی بھانگ بند تھا ایک چپراسی دیوان عام نے مجھے کہا کہ میں آپ کو بکرم خواب لوہے کے بل تک پہنچاؤں گا چہ اوستے دیوان کو پتہ راجب بھی بھانگ نہ کھا اس عرصے میں ہمارا ج بکمرشن کی اس وقت چانک تھا میں نے اپنی جوار و سن پر فوج صاحب مدوح مرزا ولیعہد کے پاس سے آئے تھے با...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوسرا جلوں حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ کے بیانیہ

الغرض جب نواب امین الدولہ نے حسب دستور کرنل رچمنڈ متارزید کو خبر انتقال خستہ ملک
پھونچائی تب صاحب موصوف مع ڈاکٹر لوگن صاحب نواب کے ساتھ داخل مجلس ہو
بادشاہ کی نعیش پر آئے نوروز علیخان نے دو سالہ منہ پر سے اوٹھایا دیکھا تو کسید طرح کا
شبہ ڈاکٹر صاحب کو ہوا صاحبات محل میں شور قیامت برپا تھا صاحب نے تاسف
نوروز علیخان سے فرمایا کہ جناب عالیہ سے عرض کرو یہ وقت مقام صبر ہے پھر وہاں سے
گلستان ارمینین اگر بیٹھے جب حضرت سلطان عالم کو یہ خبر وحشت اثر پھونچی سنتے ہی عجب
حالت بقیراری سے برآمد ہوئے دونوں طرف خواص بازو تھامے ہوئے متصل لشک
حشیم حق بین سے جاری تھے بقیراری و مہدم بڑھتی جاتی تھی اسی حال سے زرد کوٹھی میں
اگر بیٹھے مصاحبان خاص دست بستہ حاضر تھے ہر چند قطب الدولہ نے چاہا کہ کسید طرح سے
صورت افاقہ کر یہ دیکھا ہو جائے لیکن رعب و دبدبے سے جرات عرض نہ ہو سکی اس سے

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر



Vajid Ali Shah

PAGE NO.	SUBJECT.	موضوعات	سفر
	CHAPTER V.	پانچواں باب تواریخ اودھ کا	در
432/79	THE GREAT MUTHNY OF SHAH-JAHANABAD AND ARRIVAL OF BAHADUR SHAH AT RANGOON. AND HIS DEATH.	قصہ بگم ہوا سے مراد شاہجہان آباد تا نثار دربارہ شاہ لاکھنؤ بنانا اور انتقال	۱۰۰ ۲۳۲
197/75	THE ARRIVAL OF AN AMBASADER BY MIRZA BIRJIS QUADER BAHADUR.	سفیر وزیر خلیفہ میرزا بکیر خان اور کھنڈہ پورنا	۱۰۰ ۲۳۵
499/76	THE END OF THE BATTLES OF DELHI, OUDH AND OTHER THINGS.	اختتام جنگ دہلی و فتح الہ آباد و اسیات	۱۰۰ ۲۳۶
455/77	ACCOUNTS OF JACFER -DARS OF DELHI.	امیر الہ آباد اور اس کی تعلقہ دہلی	۱۰۰ ۲۳۷
757/78	NEW AND OLD NOBLE -MEN OF DELHI.	نئے و قدیم دہلی کے شہسوار	۱۰۰ ۲۳۸
450/79	NOBLEMEN OF DELHI.	دہلی کے شہسوار	۱۰۰ ۲۳۹
765/80	ACCOUNT OF FIROZE SHAH.	فیروز شاہ کی تاریخ	۱۰۰ ۲۴۰

PAGE	NO.	SUBJECT.	مضمون	نمبر	صفحہ
396	169	THE MEETING OF MUHH =TAR BY KING AND TWO PRINCES TO. COURT OF DIRECTERS, AND ACQUAIN =TENCE FROM THE NEWS PAPERS & LETTERS OF LONDON.	مختار شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈائریکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات دو فون شاہرادون کی اخبار لندن میل و خطوط لندن سے جو معلوم ہوا	۱۶۷	۳۹۶
404	168	THE ARRIVAL OF. WAJID ALLY SHAH IN THE FORT OF CALCUTTA.	بادشاہ و مشور عالم کا قلعہ کلکتہ میں جانا	۱۶۸	۳۹۷
413	169	MEETING BETWEEN BAQUM AND QUEEN VICTORIA.	ملاقات جناب عالیہ ملکہ ویکٹوریہ سے	۱۶۹	۳۹۸
415	170	DEATH OF BAQUM AND GENERAL OF PERSIA.	انتقال جناب عالیہ و جنرل صاحب بہار سپہ پارسی میں	۱۷۰	۳۹۹
417	171	THE APPROACH OF THE EXKING IN MOCHI KNOLA FROM FORT.	ردنخ افروزی بادشاہ قلعہ سے کوٹھی مچی کھولہ میں	۱۷۱	۴۰۰
420	172	ARRIVAL OF MIRZA WALY AUHOD AT CALCUTTA	دخول میرزا ولیعہد بہادر کلکتہ میں	۱۷۲	۴۰۱
421	173	BRIEF ACCOUNT OF INDIAN GOVERNMENT.	خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان	۱۷۳	۴۰۲
427	-	TABLE OF THE KINGS OF SHAN= JAHANABAD,	جدول بادشاہان شاہجہان آباد		۴۰۷

No.	SUBJECT	مضمون	صفحہ نمبر
375/58	APOEM BY THE KING IN THE HONOUR OF GOVERNOR GENERAL	تخصیصہ و نواب سلطان عالم در مع نواب گورنر جنرل بہار	۱۵۹ ۳۵
	CHAPTER IV.	باب چہتمینہ تراویجہ اور عہدہ کا	
378/59	ACARRAVAN STARTING TO LONDON FROM CALCUTTA TILL THE RETIRE OF MIRZA WALI AHUDBAHADUR	آغا سیارانی راجہ کی ابتدا سے۔ وائلی کنگتہ آوارہ جہت و زاریوں سے۔	۱۵۹ ۳۵
380/60	SHEIKH MOHAMED ALLY THE PRIEST.	شیخ محمد علی ذاکر و جرم و اخلاص	۱۶۰ ۳۸
382/61	ARRIVAL OF THE BAGUM AT SOUTH HAMPTON	آغا محمد علی باغالی سے رجوع میں	۱۶۱ ۳۹
384/62	DISCRIPTION OF MAJBA BIRD.	بیان میں پرہیزگاری	۱۶۲ ۴۰
386/63	ARRIVAL OF THE BAGUM AT LONDON.	جناب عالیہ کا سفر تہمت سے لندن پہنچنا	۱۶۳ ۴۱
389/64	SOME ACCOUNTS OF CALCUTTA & LONDON.	دونوں مقامات کی حالت۔ لندن کی طبیعت و احوال	۱۶۴ ۴۲
391/65	ORDERS OF THE KING OF LOVDON	فرمان و حکم نامہ کی بات و دل کو	۱۶۵ ۴۳
395/66	ARRIVAL OF MSJI TAKEN HUL AT CALCUTTA FROM LONDON AND LOVELY LETTER OF THE GOVERNOR GENERAL	مسیحی کے لئے لکھی گئی تھی۔ محبت نواب گورنر جنرل سے۔	۱۶۶ ۴۴

PAGE	ACC	SUBJECT.	صفحہ	تذکرہ
361	150	ENTERING OF GOVERNOR GENERAL AND COMMANDER IN CHIEF.	۳۶۱	۱۰ مضمون رواق افروز می نواب گورنر جنرل
362	151	PARTICULAR DARBAR OF GOVERNOR GENERAL	۳۶۳	۱۵۱ داربار خاص نواب گورنر جنرل بہادر
365	152	COMMON DARBAR OF THE GOVERNOR GENERAL	۳۶۵	۱۵۲ داربار عام نواب مستماریہ
366	153	CAPTURE OF ALLY MOHAMED KHAN, FAMOUS BY THE NAME OF MUM- MOON KHAN.	۳۶۶	۱۵۳ گرفتاری علی محمد خان عرف مومن خان
368	154	SOME ACCOUNT OF THE BAGUM AND MIRZA BIRJIS QUADER.	۳۶۸	۱۵۴ اجمالی حنبالیہ و مرزا برجیس قادر
369	155	CAPTURE OF NAWAB KHAN BAHADUR THE KHAN OF BAREILLY.	۳۶۹	۱۵۵ گرفتاری نواب خان بہادر خان بریلی
370	156	PROTECTION OF BRITISH PRISONERS AND THE HONOUR OF MEER WAJID ALLY.	۳۷۰	۱۵۶ اسیران فرنگ کا بچنا اور سیوخ میر واجد علی
373	157	BATTLE OF RAJAH BAINI MADHOO BUKSH AND MUFTAH-UD-DOWLA	۳۷۳	۱۵۷ معرکہ راجہ بانی مادہ بخش و مفتاح الدولہ

Page No.	Subject.	Page No.	Subject.
346/91	THE CONQUEST BY THE ENGLISH.	151	فتح دہلی و صاحبان دلیشان با اقبال
347/92	MIDWAY DESCRIPTION OF KAKORI.	152	خاص بیان و اوصاف کاکری
348/93	THE DESTRUCTION OF KAKORI.	153	محرک و تخریب کاکری خاص قصبہ مذکور
350/94	THE ENTERING OF THE INHABITENTS IN CITY AGAIN.	154	انسان سیکار و اسلئے خاص و عام اور رعایا کا شہر میں آنا
355/95	ESTABLISHMENT OF BRITISH GOVERNMENT AND BANISHMENT OF COMPANY	155	موقوف و متاجر و سیکار و کپڑی و عمل داری سلطانہ
355/96	DECORATION OF THE CITY.	156	آرامستان شہر
355/97	MURDER OF NAWAB SHURFOOD-DOW-LAH MOHAMED EBRAHEEM KHAN.	157	قتل نواب شہنشاہ و دہلی و پیر خان
358/98	DIFFERENT ACCOUNT AFTER THE BATTLE OF LUCKNOW.	158	مختلف احوال بعد از جنگ لکھنؤ
360/99	THE PUTTING OF PAJA JAY - LALL TO THE CALLOWS.	159	پاجا جی لال کو چھانسی پانا

PAGE NO.	SUBJECT.	موضوع نمبر
352/32	ENTERING OF THE ENGLISH ARMY IN QUASER BACH AND BANISHMENT OF BAQUM.	۱۳۱۲ قیصر اراغ میں داخلہ فوج انگریزی جناب عالیہ کا نکلت
334/33	THE MESSAGE OF GENERAL OUTRAM TO BAQUM.	۱۳۲۲ پیام جنرل اوتروم صاحب جناب عالیہ کو
336/34	THE ARRIVAL OF BAQUM AT BOONDEE.	۱۳۳۲ جناب عالیہ کا شہرست نکلتا ہونے کی خبر پونچنا
338/35	MANAGEMENT OF THE PROTECTED STATES AND THE BATTLES OF SOME PLACES.	۱۳۵۲ انتظام حاکمات محروسہ و محاببات اکثر مقام
359/36	NOTICE OF PROTECTION FOR SUBJECT BY HER MAJESTY THE QUEEN.	۱۳۴۲ آفتابہ امان جناب ملکہ معظہ برائے خاص و عام
340/37	THE ARRIVAL OF COMMANDER IN CHIEF AND FLYING OF BAQUM.	۱۳۶۲ کمانڈر انچیف کا پونچنا جناب عالیہ کا بھاگنا
342/38	ACCOUNT OF MOONSHE MEER QOORBANALLY AND MAJOR CARNEY.	۱۳۸۲ اجمالی حال منشی میر قوربان علی و میجر کارنی صاحب
343/39	ENTERING OF COMMANDER IN CHIEF AT LUCKNOW.	۱۳۹۲ راجت کمانڈر انچیف لکھنؤ میں
.. 140	ENTERING OF THE ENGLISH ARMY IN THE CITY AND ITS BANISHMENT OF INHABITANTS.	۱۴۰ داخلہ فوج انگریزی شہر میں تسلط اور رہائیاں شہرست بھاگنا

Page No.	Subject	Remarks
115/122	GENERAL OUTRAM WAS INFORMED OF THE MURDER OF THE ENGLISH PRISONERS	۱۱۵/۱۲۲ جنرل اوتراں کو خبر دی گئی کہ برطانوی قیدیوں کا قتل ہوا ہے
319/123	BIRTH DAY OF MIRZA DIRAJA QUNJAR	۳۱۹/۱۲۳ میرزا دریا کی پیدائش کا دن
320/126	REPORT OF MIR MENDI HUSAIN KHANS & OTHERS' ROUT	۳۲۰/۱۲۶ میر مندی حسین خان اور دیگران کے گزرنے کا رپورٹ
321/124	REPORTS OF THE DEFEAT AT FARUKHABAD & ESPECIALLY	۳۲۱/۱۲۴ فیرکھ آباد میں ہونے والی شکست کا رپورٹ
322/126	ACCOUNT OF CAPTAIN HARDINGE	۳۲۲/۱۲۶ کپتان ہارڈنگ کے بارے میں
323/127	ACCOUNT OF GENERAL LAWRENCE	۳۲۳/۱۲۷ جنرل لارنس کے بارے میں
324/128	BATTLE OF ALMORA	۳۲۴/۱۲۸ آلمورا کی لڑائی
325/129	WONDERS AMONG THE REBELS	۳۲۵/۱۲۹ اہل بغاوت کے عجیب و غریب واقعات
326/130	DEATH OF MAHARAJA BALKESHEN & APPOINTMENT OF RAJA LAKHAREE LALL AS DEWAN	۳۲۶/۱۳۰ مہاراجا بالکیشن کی موت اور راجا لاکھری لال کو دیوان بنانے کا حکم
327/131	BRITISH FORCES CROSSED THE RIVER & WARRIORS FLY TO AN END LIST OF THE ENGLISH FLY TO	۳۲۷/۱۳۱ برطانوی فوجیں نہر پار کر دی گئیں اور جنگ ختم ہو گئی

PAGE	NO.	SUBJECT.	مضمون	صفحہ	نمبر
332	132	ENTERING OF THE ENGLISH ARMY IN QUASER BAGH AND BANISHMENT OF BAGUM.	قیصر راغ میں داخلہ فوج انگریزی جناب عالیہ کا تخت	۱۳۲	۳۳۲
339	133	THE MESSAGE OF GENERAL OUTRUM TO BAGUM.	پیام جنرل اٹرم صاحب جناب عالیہ کو	۱۳۳	۳۳۳
336	134	THE ARRIVAL OF BAGUM AT BOONDEE.	جناب عالیہ کا شہر سے نکلتا ہونے کی خبر	۱۳۴	۳۳۴
338	135	MANAGEMENT OF THE PROTECTED STATES AND THE BATTLES OF SOME PLACES.	انتظام حاکم محروسہ و محاربہ کے مقام	۱۳۵	۳۳۵
339	136	NOTICE OF PROTECTION FOR SUBJECT BY HER MAJESTY THE QUEEN.	آستہارا مان جناب ملکہ عظمیٰ برائے خاص عام	۱۳۶	۳۳۶
340	137	THE ARRIVAL OF COMMANDER IN CHIEF AND FLYING OF BAGUM.	کمانڈر انچیف کا پہنچنا جناب عالیہ کا بھاگنا	۱۳۷	۳۳۷
342	138	ACCOUNT OF MOONSHE MEER QOORBAN ALLY AND MAJOR CARNEY.	اجمالی حال منشی میر قربان علی و میجر کارنی صاحب	۱۳۸	۳۳۸
343	139	ENTERING OF COMMANDER IN CHIEF AT LUCKNOW.	راجت کمانڈر انچیف لکھنؤ میں	۱۳۹	۳۳۹
..	140	ENTERING OF THE ENGLISH ARMY IN THE CITY AND ITS BANISHMENT OF INHABITANTS.	داخلہ فوج انگریزی شہر میں تسلط اور رعایا کا شہر سے بھاگنا	۱۴۰	۳۴۰

FILE NO	SUBJECT	موضوع	نمبر
115/122	GENERAL OUTRAM WAS INFORMED OF THE MURDER OF THE ENGLISH PRISONERS	جنرل اوترام کو میرزا نیرنگ کے قتل کے بارے میں اطلاع دی گئی	۱۱۵/۱۲۲
313/123	BIRTH DAY OF MIRZA MIRJIS QADAR	میرزا میرجیس قادر کی پیدائش کی یاد	۳۱۳/۱۲۳
320/124	REPORT OF MIR MEMDI HUSSEIN KHANS & OTHERS' ROUT	میر ممندی حسین و دیگرین کی فرار کی خبر	۳۲۰/۱۲۴
321/124	REPORTS OF THE DEFEAT AT FARUKHABAD & DAREILLY	فرار کے بارے میں خبریں	۳۲۱/۱۲۴
322/126	ACCOUNT OF CAPTAIN HARDINGE	کپتان ہارڈنگ کے بارے میں خبریں	۳۲۲/۱۲۶
322/127	ACCOUNT OF GENERAL LAWRENCE	جنرل لارنس کے بارے میں خبریں	۳۲۲/۱۲۷
324/128	BATTLE OF ALAMBAG	آلامباگ کی جنگ	۳۲۴/۱۲۸
327/128	WONDERS AMONG THE PERELS	پہرل میں عجیب و غریب باتیں	۳۲۷/۱۲۸
328/130	DEATH OF MAHARAJA BALWESHEW K APPOINTMENT OF RAJA LEHAREE LALL AS DEWAN	راجا لہاری لال کی موت اور راجا لہاری لال کی تقرین	۳۲۸/۱۳۰
329/131	BRITISH FORCES CAPTURED THE RIVER & HADNESS ELT TO AN	برطانوی قوتوں نے نہر کو فتح کیا اور ہڈنس ایلٹ کو	۳۲۹/۱۳۱
	THE LIST OF THE ENGLISH FOR	انگریزوں کی فہرست	

PAGE	ACCT	SUBJECT	مضمون	نمبرت	صفحہ
285	111	BATTLES OF THE PLACES	محاربات مکانات شاہی	111	۲۸۵
290	112	BAILEY GUARD WAS EMPTIED	بسیلی گارد کا خالی ہونا	112	۲۹۰
296	113	WANDERS, OF THE CITY	نقل عجیب خاص شہر	113	۲۹۶
297	114	DEPARTURE OF GENERAL OUTRAM WITH WIFE TO CANPORE	جنرل اوٹرام صاحب کابیٹون کے ساتھ کانپور جانا	114	۲۹۷
301	115	APPOINTMENTS OF TAHSILDARS & AMEERS IN FARUKHABAD	تقرر تحصیلدار و عمال ٹاکسیرخ آباد پر	115	۳۰۱
302	116	MIRZA MOHAMED NAZIM KHAN WAS APPOINTED NAZIM OF CORAKHPORE & HIS TEMPORARY ARRANGE MENT	تسلط مستعار میر محمد عثمان ناظم نصیبی گورکھ پور	116	۳۰۲
308	117	ATTACK OF ALAMBAG	دباؤ عالم باغ	117	۳۰۸
311	118	ATTACK OF GENERAL OUTRAM FROM ALAMBAG	دباؤ جنرل اوٹرام سے عالم باغ سے	118	۳۱۱
313	119	ORDERS WERE ISSUED TO THE ZAMINDARS LIVING IN THE VICINITY OF ALAMBAG	ابلاغ حکم دہ اسٹے زمیندار اطراف عالم باغ	119	۳۱۳
"	"	ARRIVAL OF PRINCE FEROZE SHAH	پہنچنا شاہزادہ فیروز شاہ	120	"
314	121	ACCOUNTS OF THE GENERAL OFFICERS OF BIRJIS QUADAR	احوال مشرق الہنگار و اسیران دربار برجی	121	۳۱۴

تاریخ	موضوع	موضوع
265 104	MURDER OF THE CHRISTIAN PRISONERS AND MAHMOOD KHAN HOOTWAL.	۲۶۵ قتل مسیحیان و محمود هوتوال در سیدپور
270 105	BATTLE OF ALUMBACH AND ARRIVAL OF BRI- TISH TROOPS IN THE CITY--	۲۷۰ جنگ آلمبک و آمدن سربازان بریتانیا به شهر
276 106	CHILDREN OF GENERAL MIRZA BEEKUNDUR HUSHMUT WERE SEIZED -	۲۷۶ بچه‌های سرکار میرزا بیکوندور هوشموت را گرفتند
277 107	GENERAL KESHAV-UD DOY LA AND NAYAB MOHEN-UD DOY LA WERE CALLED FOR	۲۷۷ سرکار کیشو-ود دویلا و نایب موهن-ود دویلا را طلب کردند
279 108	ARRIVAL OF THE COM- MANDER IN CHIEF FROM OAWNPOOR.	۲۷۹ آمدن فرمانده کل از اوانپور
281 109	BATTLES OF ALUMERIGHT	۲۸۱ جنگ‌های آلومرایت
282 110	CONSULTATIONS TO RELEASE THE ENG- PRISONERS & THEIR SUCC- MURDER	۲۸۲ مشاورت‌ها برای آزاد کردن سربازان و قتل‌های آن‌ها

PAGE	ACCT	SUBJECT.	مضمون	ذکر	صفحہ
242	24	IMPRISONMENT OF NAWAB MONOWRUD-DOW-LAH AND HIS RELEASE.	قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور رہائی	۹۴	۲۴۲
245	95	MIRZA MOHAMED TAQEE KHAN, JOSEPH, & C. WERE SIEZED.	گرفتاری مرزا محمد تقی خان و جوزف وغیرہ	۹۵	۲۴۵
247	96	ACCOUNT OF MIRZA HAYDER.	احوال دلیر الدولہ مرزا حیدر	۹۶	۲۴۶
"	97	ACCOUNT OF NAWAB. MUMTAZ-UD-DOW-LA BAHADUR.	احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر	۹۷	"
248	98	ARRIVAL OF BRITISH TROOPS FROM ALLAHABAD AND DEFEAT OF NANA RAO	فوج انگریزی کا اتم آباد سے پہنچنا نانھا راؤ کی شکست پانا	۹۸	۲۴۸
251	99	WONDERFUL STORY	نقل عجیب	۹۹	۲۵۱
252	100	ACCOUNTS OF THE CHILD -REN OF THE NAWAB MOHLIEN-UD-DOW-LA.	اولاد نواب معتمد الدولہ	۱۰۰	۲۵۲
253	101	REPORT OF NANA RAO'S DEFEAT.	خبر شکست نانھا راؤ وغیرہ	۱۰۱	۲۵۳
257	102	ARRIVAL OF NANA RAO'S VAXEL WITH LETTER	نانھا راؤ کے وکیل کا خط آنا	۱۰۲	۲۵۷
"	103	REPORT OF THE ARRIVAL OF BRITISH TROOPS FROM CAWNPORE.	خبر آمد فوج انگریزی کانپور سے	۱۰۳	"

No.	SUBJECT	موضوع	تاریخ
231 86	DEATH OF CHIEF COM- MISSIONER	انتقال حیدر بخش	۱۳۰۱
87	ATTACK ON BAILEY GAURD.	دعا و بیلی کا درو غیر دسوا شحات	۱۰
234 88	ARRIVAL OF THE TALUQDARS AND ZAMEENDARS FOR OFFERING ASSISTANCE.	تعلقداروں اور زمینداروں کا گلگ کو آنا	۱۳۰۱
89	MUFTA UD-DOW LAH WAS CALLED FOR TO PAY THE PALANCE IN HIS TREAS- URY	طلبہ ذرائع فتح الدولہ	۱۰
236 90	ACCOUNTS OF THOSE TALUQDARS AND ZAMEEN- DARS WHO ARRIVED HERE WITH TROOPS TO OFFER ASSISTANCE	تعلقداروں اور زمینداروں کے دستوں کی فہرست	۱۳۰۱
237 91	TALUQDARS OF CANADIA WERE CALLED FOR HERE	تعلقداروں کی بلانے کی اجلاس	۱۳۰۱
239 92	CANADUP SHAH'S ORDER AND ARRANGEMENT OF THE COMMITTEE	کانادپ شاہ کی دستاویز اور کمیٹی کی تشکیل	۱۳۰۱
240 93	DEPARTURE OF RRIJ S- QADUR'S AMBASSADOR TO DELHI AND HIS RETURN	ریج س-قادر کے امبا سدر کی روانگی دہلی اور واپس آنا	۱۳۰۱

PAGE	ACCT	SUBJECT.	مضمون	صفحہ	نوکر
		CHAPTER III.	باب تیسرا تواریخ اودہ کا		
193	75	ACCOUNT OF THE SEPOY MUTNY IN INDIA AND ESPECIALLY IN LUCKNOW	ہنگامہ فساد و فتنہ بملوای ہندوستان و انتظام خاص لکھنؤ و راستہ اپاندا مرزا برجیس قدر	۷۵	۱۹۳
195	76	ATTACK OF MUNDYADON CANT	فساد و ہوا و فی منڈیا پٹون	۷۶	۱۹۵
200	77	D ^O OF SHANJEHANPORE.	فساد و شاہ جہان پور	۷۷	۲۰۰
205	..	MURDER OF CAPTAINS HIS AND PHEPRE	کپتان ہنری صاحب و کپتان فیروز صاحب کمانا جانا	۷۷	۲۰۵
206	78	MOONSHEE RASOOL BUKSH WAS HANGED .	منشی رسول بخش کا پھانسی پانا	۷۸	۲۰۶
208	79	MUTINY AT CANNPORE	فساد و کانپور	۷۹	۲۰۷
209	80	D ^O D ^O LUCKNOW.	فساد و خاص لکھنؤ	۸۰	۲۰۹
210	81	FURNITURES OF THE CHIEF COMMISSIONER'S WERE REMOVED FROM HAJSARBACH	چیف کمشنر کا قیصر باغ سے اسباب شاہی لانا	۸۱	۲۱۰
211	82	BATTLES OF CHINHUT AND LUCKNOW.	معرکہ چنپٹ و خاص لکھنؤ	۸۱	۲۱۱
223	83	ACCESSION OF MIRZA BIRGES QADUR ON THE THRONE	مسند نشینی مرزا برجیس قدر	۸۳	۲۲۳
228	84	APPOINTMENT OF NAIB DEWAN AND OTHER OFFICERS .	تجویز نائب و دیوان و تقسیم خدمات	۸۴	۲۲۸
230	85	BAILEY GAURD ENTERENCHMENT;	پہلی گارو کے مورچے	۸۵	۲۳۰

Page No.	SUBJECT.	تاریخ و موضوع
175 67	ACCOUNT OF PRINCE MUSTAPHA ALLY KHAN.	۱۶۵۰ شہزادہ یوسف علی خان
116 68	DEPARTURE OF GENERAL OUTRAM FROM CALCUTTA TO LUCKNOW.	۱۶۹۰ جنرل اوترا مت لندن کی طرف سے
69	DEPARTURE OF THE EX-KING FROM BENARES TOWARDS CALCUTTA	۱۶۹۰ شاہ بہادر علی شاہ کانتہا جانا وغیرہ
177 70	ARRIVAL OF THE NEW CHIEF COMMISSIONER AT LUCKNOW &c	۱۶۱۰ چیف کمشنر سر ڈی. کا. اٹا کی آمد و پٹنہ سو شہادت
172 71	DEPARTURE OF EX KING'S MOTHER AND SON TO LONDON.	۱۸۲۰ شاہ بہادر علی شاہ کی والدہ کی آمد و لندن
179 72	MISCELLANEOUS ACCOUNT OF LUCKNOW & ITS VISIT OF SEVERAL PERSONS OF RANK	۱۸۱۰ لکھنؤ کی آمد و کئی شخصوں کی آمد و
187 73	ARRIVAL OF LORD DALHOUSE IN LONDON	۱۸۰۰ لارڈ ڈال ہاؤس کی آمد و لندن
188 74	DEPARTURE OF ALI ALI NAQUE KHAN TO CALCUTTA AND RETURN OF HIS MOTHER TO BAHAR	۱۸۰۰ علی علی ناگہ خان کی آمد و کلتھہ کی آمد و

FACE	NO.	SUBJECT.	مضمون	صفحہ نمبر
144		SUBMISSION OF A LIST OF THE LANDS HELD BY THE EX KING OF OUDH TO H.H. THE CHIEF COMMISSIONER BY RAJA BALARISHN.	نقل حکم نامہ دستخطی چیف کمشنر نقل نیز تحصیل علاقہ جات اودہ گذرانیہ ہمارا جہاں کمشنر چیف کمشنر ہمارا	144
150		NOTICE ISSUED BY THE CHIEF COMMISSIONER 20 RULES OF THE GOVERNOR GENERAL.	استہار حکمہ صاحب چیف کمشنر ہمارا تفصیل عدالت استہار گاہ حضور نواب گورنر جنرل	150
152	63	THE UNANIMOUS OPINIONS OF THE OUDH NOBLES IN FAVOR OF THE EX. KING'S TOUR TO CALCUTTA AND LONDON.	اتفاق ہمایہ ہور واسطے سفر نکلتہ ولندن	152
160	64	DEPARTURE OF THE EX. KING TOWARDS CAWNPORE.	تشریف فرمانی بادشاہ سمت کانپور	160
161		ARRIVAL OF H.E THE GOVERNOR GENERAL IN CALCUTTA.	ورود نواب گورنر جنرل بہارہ کلکتہ میں	161
166	65	EX. KING'S STAY AT CAWNPORE AND HIS DEPARTURE	حالات قیام کانپور و سوانجات کانپور و انکی کانپور سے	166
170	66	SALE BY AUCTION OF THE EX. KING'S ANIMALS AND ABOLITION OF HIS MILITARY DEPARTMENT.	نیلام وراثت شاہی ہوا بر طرفی فوج شاہی	170

Sl. No.	SUBJECT	موضوع	دک	سن
106 57	ENTERING OF MAHARAJA DALEEPSING AND MAHARAJA SEAJIRAO SCINDHIA.	دور رس و پسر و عمارات سیاحی اور سپہ سالار	۱۰	۱۰
11 58	ESTABLISHMENT OF MEER ^{SHIP} MOONSHEE OF RESIDENCY.	مستوفی برقی و پیشانی	۱۰	-
109 59	KINGLY FAIR OF QAISUR = BAGH.	سیلہ قیام باغ قیسری	۱۰	۱۰
60	ACCIDENT OF MURDER OF MOULWEE AMEER ALLY SHAHEED	ماتوخت از سیر و سیرت علی شہید	-	-
120 61	QUARREL OF MOULWEE AMEER ALLY SHAHEED	ماتوخت از سیر و سیرت علی شہید	۱۰	۱۰
129 62	ENTERING OF GENERAL OUTRUM AT LUCKNOW FROM CALCUTTA AND DISPOSSESSION OF DISTRICT.	ماتوخت از سیر و سیرت علی شہید	۱۰	۱۰
137	GOVERNMENT NOTICE ORDER OF KING OF OUDH BY HIS OWN COURT COPY OF ORDER OF THE CHIEF COMMISSIONER.	ماتوخت از سیر و سیرت علی شہید	-	-

PAGE NO.	SUBJECT.	مضمون	نمبر	صفحہ
98 96	BANISHMENT OF SHUKH FUD-DOU-LAH BY ORDER OF KING AND HIS RESIDING AT MUNDYRON.	شرف الدولہ کا نکالنا جس کا بیٹا اور منڈیاؤں میں رہتا	۹۸	۹۸
100 98	SNATCHING OF UMBRELLA WITH A POLICEMAN OF THE RESIDENT AND HIS ANGER	چوہدری حسین لہنا بلی کا روکے ٹکٹے سے اور پیسے صاحب کھنڈ ہونا	۱۰۰	۱۰۰
50	ENTERING OF ZAFEEHE MOOBARUK FROM KURBALH.	دو دنہ راج مبارک کرنا سے ملنا	۵۰	۵۰
101 51	BANISHMENT OF SHEIKH QOOTUB-UD-DEEN.	آغا شیخ قلیب الدین	۱۰۱	۱۰۱
102 52	DEPARTURE OF GENERAL SOLOMON.	جنرل سولیمان سلمین منامب	۱۰۲	۱۰۲
103 53	ENTERING OF MIRZA WASI ALLY KHAN IN LUCKNOW FROM KAKOREE.	مرزا وحسی علیخان کا کاکوری سے پھر مسدین آنا	۱۰۳	۱۰۳
11 54	GE ⁺ OUTRUM AT LUCKNOW.	تفریق آوری ہندل، وٹرم صاحب	۱۱	۱۱
104 55	LEAVING THE CITY OF TA= JOOD-DEEN NOSAIN KHAN. EHSAN NOSAIN KHAN AND TASUD-DUQ NOSAIN KHAN.	تاج الدین حسین خان احسان حسین خان کا تقدیم حسین شہر سے جانا۔	۱۰۴	۱۰۴
105 56	ORDERS OF KING OF HUZOOR = ALUM AND MOOSLE-HUS = SULTAN.	احکام علی محمد خان احمد علی محمد علی سلطان	۱۰۵	۱۰۵

NO.	ACC.	SUBJECT	تاریخ	شرح	نمبر
88	38	MARRIAGE OF SULTAN ALUM	۳۰	تاریخ نکاح سلطان	۰۰
89	39	MARRIAGE OF MIRZA WALY AHUD BAHADUR	۳۹	تاریخ نکاح میرزا	۰
90	40	MARRIAGE OF THE GENERAL	۴۰	تاریخ نکاح جنرال	۰
91	41	DEATH OF NAWAB JAFUR ALLY KHAN	۴۱	وفات نواب	۰۰
92	42	DEATH OF NAWAB MOWTUM-UD-DOW LAHS	۴۲	وفات نواب	۰
93	43	DEPARTURE OF THE RESIDENT TO PAY HIS RESPECT TO H.E. THE VICEROY	۴۳	ترک خدمت نواب	۰۱
94	44	ACCOUNT OF NAWAB ROSHAN UD DOW LAH AND HIS DEATH.	۴۴	تاریخ وفات نواب	۰۲
95	45	MEETING OF THE NAWAB AND RESIDENT AND THEIR RECONCILIATION-	۴۵	ملاقات نواب و ریسیدنت	۰۰
96	46	FRIENDLY LETTER OF H.E. THE VICEROY	۴۶	نامه دوستانه	۰۰
97	47	LETTER FROM THE VICEROY	۴۷	نامه از نواب	۰۰

PAGE	NO.	SUBJECT.	مضمون	نمبر	صفحہ
18	29	ACCOUNT OF GUNCA BUKSH ZAMEENDAR OF BHET- TAI.	حکومت بخش زمیندار تعلقہ بہشتانی	۲۹	۷۰
81	30	DEATH OF MARIUM MOHANI	انتقال حضرت مریم مگانی	۳۰	۸۱
82	31	ABOLITION OF AMBASSADOR- SHIP AT RESIDENT'S COURT AND ITS RESTO- RATION	حذف سفارت رزیڈنسی کا موقوف ہونا پھر بہ حال رہنا۔	۳۱	۸۲
83	32	MARRIAGE OF THE NA- WAB'S DAUGHTER	شادی صاحبزادی حضور علیہ السلام	۳۲	۸۳
84	33	MARRIAGE OF THE BADSHAH AND OF THE DAUGHTER OF JUMNOOL MOHAN	شادی بادشاہ و شادی شہزادی جنت مکان	۳۳	۸۴
85	34	EXILE OF RAZI-UD-DOW-LAH AND QOOTUB-UD-DOW-LAH	خروج رازی الدولہ و قطب الدولہ	۳۴	۸۵
86	35	MARRIAGE OF MIRZA NOV-SHERAWAN QUADUR ELDEST SON OF THE BADSHAH	شادی مرزا نوشہرہ خان قیصر و رخت ارشد بادشاہ	۳۵	۸۶
87	36	MARRIAGE OF NAWAB ENAIT-UD-DOW-LAH	شادی نواب عنایت الدولہ	۳۶	۸۷
	37	BANISHMENT OF MOULWEE ALI HUSSUN BILGRAMI.	خروج مولوی علی حسن بلگرامی	۳۷	۸۸

MEHDI ALLY KHAN ABOUT
NASEER-UD-DOW-LANSPAY

65 23 NAWAB JALAL-UD DOW LA
WENT. DISGUISED ON
PILGRIMAGE THROUGH
CALCUTTA AND WAS IM
PRISONED AT TURKMAN

۲۰ ۲۰ نواب علی الدود کا پانچا گھوڑے کھلتے ہوئے
کراچی آیا اور ترکمان میں قید ہوا

67 24 RETURN OF NAWAB JALAL
UD-DOW LAH TO LUCKNOW
AND HIS DEATH

۲۰ ۲۰ ایضاً گھوڑے آنا اور انتقال

68 25 ACCOUNT OF QAMUR -
UD-DEEN AHMUD KHAN
ALIAS MIRZA HAJEE

۲۰ ۲۰ احمد قید لین احمد بنان عرفہ و پاجا جی

73 26 ARRIVAL OF MIRZA HAJEE
AT LUCKNOW AND HIS
RETURN TO CANNUPORE

۲۰ ۲۰ میرزا جی کا گھوڑا آنا اور پکا کر دینا

75 27 HIS RETURN TO LUCKNOW
AND DEATH

۲۰ ۲۰ احمد بنان کا گھوڑا آنا اور انتقال

76 28 THE RESIDENT WENT
TO SURVEY THE PROVINCE

۲۰ ۲۰ احمد بنان کا گھوڑا آنا اور انتقال

77 29 NAWAB JALAL-UD DOW LAH WAS

۲۰ ۲۰ احمد بنان کا گھوڑا آنا اور انتقال

78 30 NAWAB JALAL-UD DOW LAH WAS

۲۰ ۲۰ احمد بنان کا گھوڑا آنا اور انتقال

79 31 NAWAB JALAL-UD DOW LAH WAS

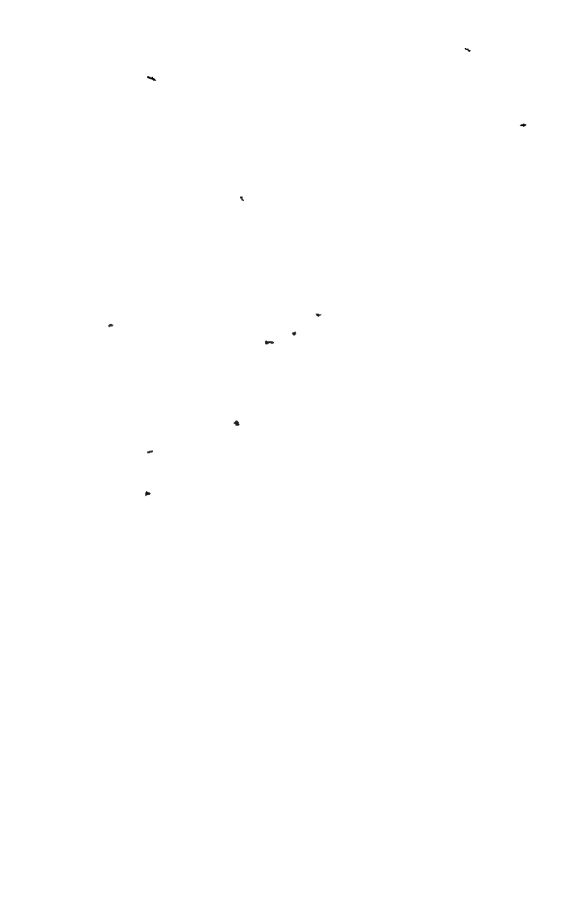
80 32 NAWAB JALAL-UD DOW LAH WAS

PAGE	NO.	SUBJECT	تاریخ	صفحہ
48	14	DEATH OF WALI AHUD.	انتقال مرزا ولیہد مجاور	۱۳
49	15	DEPARTURE OF MIRZA WASI ALLY KHAN TO FYZA = BAD AND HIS RETURN.	مرزا وصی علیخان کا فیض آباد جانا اور سلامت پھر آنا	۱۵
51	16	NAWAB WAZEER'S INCREASE OF TITLES.	ترقی خطاب نواب وزیر الملک	۱۶
54	17	DEATH OF SULTAN MARIUM BEGUM AND NAWAB MOBARUK MOHUL	انتقال سلطانہ مریم بیگم نواب مبارک محل صاحبہ	۱۷
56	18	FRIENDLY LETTER OF THE BISHOP. TO RESIDENT MIRZA KAIMAQUADUR WAS APPOINTED AS HEIR APPARENT AND MIRZA FARADOON QUADUR AS GENERAL	محبت نامہ مسکب صاحب بنام صاحبہ زینت اور مرزا کیوان قادر کو خلعت و عہدہ ای اور مرزا فریدون قادر کو خلعت جرنیلی ملنا	۱۸
57	19	DISAGREEMENT BETWEEN THE NAWAB & MA SULEMAN.	مال سلیمان صاحبہ نواب صاحب	۱۹
61	20	CHANGE OF AUTHOR'S LIFE AND DISMISSAL OF THE WHOLE MUSICAL OFFICERS	برگشتگی تھنیر عنیت کتاب و موقوفہ عہدہ راجہ خانہ سلطانی	۲۰
65	21	SHORT ACCOUNT OF NAWAB JALAL-UD-DOW-LAH.	احوال نواب جلال الدولہ ہمدی علیخان بالاجال بابت تنخواہ و نصیر الدولہ	۲۱

PAGE	NO.	SUBJECT	مضمون	نمبر
37	7	ARRIVAL OF H.E THE GOV GENL IN CALCUTTA	... ذابہ گورنر جنرل کالکٹ میں	-
38	8	APPOINTMENT OF A MAHULDAK FOR EACH WASIQA HOLDER BY ORDER OF THE RESIDENT	حکومت صاحب زیر مینٹ ہائیڈرائٹ کے حوالہ مقرر ہونا	۲۳
39	9	LALLJI DISHONORED AND RESIDENT ENRAGED	پنگال الہی ہاشیار خوسہ میر جی پر تصاحب	۲۴
40	10	H.E THE GOV GENL'S DEPARTURE FROM CANN PORE TO CALCUTTA	نواب ذبیح اللہ کاکاچہ سے نکلتے جانا	۲۵
40	11	DEATH OF COLONEL WILCO CKS AND DISSMISSAL OF METEOROLOGICAL OFFICER	انتقال کرنل ویکاکس صاحب پرانی مند رصد خانہ	۲۶
45	12	NAWAB MAHAMED KHAN AMBASSADOR WENT TO RECEIVE M ^Y SALIMAN AND METEOROLOGICAL OFFICERS WERE REAPPOINTED	نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے ہستہ قبالی سلیمان صاحب کا جانا و متعلقہ امور کا ہونا	۲۷
46	13	ARRIVAL OF RESIDENT TO SEE THE FRESHMAN DURING ILLNESS AND DISSMISSAL OF WASI ALI KHAN	میر صاحب کا واسطے ہستہ ہوا و تاجہ شاہ کے آواز بہلول علی صاحبی میں جانا	۲۸

فہرست مضامین و ذکر ہاے تواریخ اودہ جلد دوم

PAGE	ACCT	SUBJECT	مضمون	صفحہ	ذکر
		CHAPTER II HISTORY OF OUDH	باب دوسرا تاریخ اودہ کا	۵	
1	1	ACCESSION OF SULTANAULUM WAJED ALLY SHAH	جلوس حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ	۱	۱
5	2	ACCESSION ON THE 3 rd DAY	جلوس روز سوم	۲	۵
6	3	BOOK CONTAINING THE ASTRONOMICAL EVENTS AT THE TIME OF H.H'S BIRTH AND ITS RESULTS ON H.H'S FUTURE LIFE	زائچہ مولود شاہی	۳	۶
17	4	DISSMISSAL OF NAWAB AMIN UD DOWLA & APPOINT- MENT OF ALI NAQI KHAN	معزولی نواب امین الدولہ منصوبی نواب ارا الدولہ	۴	۱۷
29	5	DISSMISSAL OF MUSLAHUS SULTAN AND APPOINT- MENT OF NAWAB MOHAMED KHAN AS ENVOY - DEPARTURE OF H.H TO RECEIVE H.E. THE GOV ^r GENL.	مصلح السلطان کا سفارت سے موتوف ہونا نواب محمد خان کا سفیر مقرر ہونا بادشاہ کا کانپور تشریف لیجنا واسطے استقبال گورنر خبرل کے	۵	۲۹
26	6	ARRIVAL OF H.H AT CAWNPORE AND RETURN TO LUCKNOW	بادشاہ کا کانپور پہنچنا اور مراجعت لکھنؤ	۶	۲۶



جلد دوم
فیض التواریخ

جسین مفصل حال تاریخی عہد سلطنت حضرت سلطان عالم
واجد علی شاہ بادشاہ اودہ سے تازمانہ وزارت مصنوعی و جبری
مرزا برجیس قدر و کمالات زمانہ غدا
مستورین

جسے مستجمع کمالات سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی المشہدی ملون طبیبی المعروف بہ
سید محمد میر صاحب زائر نے

حکامی صاحب الاشان جناب بہری الیٹ صاحب ہندوستان در سکر عظم گورنر جنرل ہندوستان فرمایا تھا
فی الحال بر طبق ارشاد عالی قیاب ہنر کیلنسی ہمارا جہ سرد گجے سنگہ ہندو
کے سی ایس ای والی ریاست بلرام پور ولسی پور وغیرہ

مطبوع نامی منشی نو کشور مقام لکھنؤ محلہ حضرت گنج مین چھی

باد نومبر ۱۸۷۹ء عیسوی



الافیکہ پکارتاں شکم پیر صاحب اٹھتے نموش : تھے یہ سبب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان
 تھا وہ بدبیاہنی عداوت کے کہتے تھے کہتے تھے اس سائنٹ میں کوئی انقلاب
 یا حادثہ زمانہ یا اور کوئی امر عظیم نہ آجوا باعث تخریر ہو تا فقط ضروری جوگز را ضبط
 تخریر ہوا ضبط انقلاب سائنٹ حضرت سائنٹا عالم کے جو دوسرے ہی جلد میں ہے
 از تخریر قیاب جرنل سلیم صاحب تحویل نذرانہ عامہ دوسرے ایک روپیہ ایک لاکھ چھ چوبیس
 بیویں لاکھ امانت گورنمنٹ

خاتم الطبع

تک شہنشاہ حقیقی کا کہ جسکے فضل و کرم و تجلید اول کتاب نادور حصہ معلوم
 سوانح سلاطین اودھ حسین مسلسل حالات جزو کل اولاد و احفاد و صاحبات
 محلات خاندان ماکت اودھ کا مع احوال عمائد و اراکین ریاست اودھ از عہد دولت
 سیر محمد امین النماط بہ نقاب ہرمان الملک سعادت خان جنت نشان تازان حضرت
 می علی شاہ مذکور ہے اور ہر ایک کی تصویر ہر ایک کے احوال کے ساتھ نصب ہے
 ایسی ناظر تاریخ آج تک نہیں ہوئی جو سالہا سال کی شقت میں سب کے حالات و دوری
 و منوی سید کمال الدین حیدر صاحب کسبی الحسینی المشہدی ملوٹ پلیسی
 الہ حروف بہ سید محمد میرزا صاحب نے صاحب اسے صاحب و الاشیان ہنری
 ایٹ صاحب بہادر سکریٹری انکم گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے ایٹ
 زمین و زانی فی الحال کتابہ موجود ہے تصنیف حضرت حضرت صاحب شاد و فیض مہاراجہ دہلی
 بناب ہندو کشنسی ہمارا جہ و جہی شاہ صاحب بہادر کر سنی آئی والی رست ہرام پور
 دوسری پور و غیرہ زمین نہی منشی نول کشورین ہتمام کا بہ عہد خدمت صحیح چھائی گئی
 زمین و زانی و اقامت تاریخی کی لایطو

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

نواب امین الدولہ

نواب معین الدولہ

افسر بہو صاحب

نواب تاجدار بہو صاحب

بھجوانی گمراہستانی جی

سید محمد بشیر شیر الدولہ

حسن علی خان چیلہ

وقفہ تقسیم نوٹ سے لک

نواب تاج آرا بیگم

جناب عالیہ مریم مکانی

نواب فقیر محمد صاحب

۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

وقفہ کو افند نوٹ برای ملکہ گیتی و ملکہ عہد صاحبہ وغیرہ متعلقان مدعہ لک

صاحبان روڈنٹ

جبریل نو صاحب ہینہ کسٹنسی جبریل ناٹ صاحب جبریل پاکپٹ صاحب

شیک پیر صاحب طاس روڈنٹ یوڈسن صاحب کرمل رچسٹ صاحب

پیشدہ ست وٹوٹی نواب شہنشاہ الدولہ محمد ابراہیم خان نواب امین الدولہ

نواب منور الدولہ پھر نواب امین الدولہ

اس عہد دولت میں تین ہزار سوار ۲۸ ہزار پانچ سو تنگہ سوار چند تپان

باہتمام انکے زیری داخلہ خزانہ عامہ ایک لکھ نو سو ایک لک نقد سوار رسیدات وغیرہ

نواب امین الدولہ بہادر صاحب نوع و تقویٰ و مطیع احکام شریعت مقلد خاص تہذیب

جب خاندانین ہو جو بعض خواص کو سمجھانے سے نواب منور الدولہ نواب معین الدولہ

سے بھی صفائی ہو گئی مگر اگر وقت منصوبی میں ہوتی یہ صفائی تو البتہ بہتر تھا

جب وہ دونوں کی قطع امید ہو گئی پھر کیا اور صاحبان روڈنٹ بھی سب اس پر آمین

سلطان العلم مولوی سید محمد رضا مجتہد العصر



Syed Mohommed,

مگر اس عمارت نے احسن سے وہ حسن انرا تھا توں بڑھ گیا تھا حضرت خاندان کا
 زمانہ تک پہنچا یہ زمانہ ہے دربار میں کوئی مہاجر نہ آئے تھا حضرت خاندان
 بھی بہت چاہتے تھے ۲۰ روز کا شنبہ خرید موقوفی محل کنارہ دریا جسے میں غسل دیا اور
 میدان و نہ میں مجتہدین کو کجاعت کثیر نماز پڑھی خود پیادہ ساتھ ہو کر جاوے شاہ
 کثرت خلعت ازمدت چھاوئی مید و خان رسالہ وار میں نیمہ نصب تھا وہیں میں کہا
 صاحب رزیدت اور صاحبان ملازمین شریک دین سے نفس کو رساوات سے
 ملکہ قبر میں اتار آیا کسوا سے کہ جسم تھے بعد فاسخ سب حضرت ہوئی۔

حضرت سلطان عالم نے قبل از جلوس تخت نشینی گلستان ارم میں باطلار گنبد
 جان صاحب رونق افروز تھے وں لاکھ روپیہ کا ارشاد ہوا کہ جمع خزانہ عمارت
 سات لاکھ دین تعمیر مقبرہ سبیلین آباد حضرت جنت مکان اورین لاکھ روپیہ کا نوٹ
 گورنٹ منارن مقبرہ کو نہ چنانچہ کئی برس میں تعمیر مقبرہ با تمام خواجہ سدا ان
 و غیرہ اتمام کو پہنچی اور نوٹ کا روپیہ اپنے مصروف عیش میں لانے اس جنت سے
 مقبرہ اختیار شانزدہویں است اگر وہ صورت ہوئی تو البتہ ایک رونق مقبرہ رہتی
 اب کہ نہ زمین نہ مال نہ گرایہ کی دکانوں و غیرہ کا کچھ کم نہیں جو۔

ابھی کہ ایسا بادشاہ ویدارن ابرست معتد بہ ہم و معاوہ بعد شاہ مدنی کے کوئی
 اس خاندان مالیشان میں نہیں گذرانا ز روزہ حج و زیارت کا اگر سرکار سے بھی
 اتفاق ہوتا تھا ایسے مستحق تجویز مجتہد العصر تھے آئندہ او خیر خیر ہوتا تھا کہ
 حضرت جنت مکان نو مہاجرات محلات علی اور اپنی متوسلین کیواسے عرصہ کے
 نو مہاجرت ہاتھ قرضہ کو بہ فیصدہ تہلی سے لاکھ پچھڑے لکھ بیع کل مدد ملے

تتمیل مہاجران پیشن نوٹ

غائب خاندان نے مہاجرہ لکھ کثرت مہاجری

غائب خاندان نے

مہاجری مہاجری

کسی طرح کیونچا نواب کی سلامی ملی رخصت ہو کر نواب بنگلے میں آئے شب کو کھانہ کی صحبت میں شریک ہو کر اوس کے بعد نواب اس پار اپنے لشکر میں آئے صبح کو صحبت کیا ہوئی بہت ہی مسلمانان فوج و حکام نظامت آ کر سلامی توہ ہوئی وقت رخصت ہوا اور عطرہ یا گیا جب نواب لکھنؤ آئے بادشاہ سے سب کیفیت اشکریان کی اس عرصہ میں کہ تان برصاحب ہسٹنٹ رزیدنٹ ہو کر انکا مزاج سب زیادہ تیز و تند تھا اور انکو گھبراہ و کاشوق تھا سو اگر ان بی بی سے عربی اچھے لے لیتے تھے باقی وثیقہ داروں کو لگا بیٹھتے تھے جو قیمت کہلا بھیجتے تھے وہ بھیجا دیتے تھے دو گھوڑے جنرل صاحب کا پیورے نواب کو دیو جو قیمت اور بخون کر کہلا بھیجی انھوں نے بھیج دی۔

جب ڈیوڈ سن صاحب و انہ ناگپور رہو کر نل چمنڈ صاحب تشریف لائے نواب گورنر جنرل بہادر نے پہلے جنرل ٹاٹ صاحب پھر جنرل پالک صاحب پھر کرنل چمنڈ صاحب بتدریج رزیدنٹ لکھنؤ کیا بعض حسن خدمت فتح پنجاب قندھار صاحب و صوف کسی رزیدنٹ پر کہیں مامور نہیں ہوئے تھے ہر امر میں بہت احتیاط کرتے تھے اسی جہت سے برٹو صاحب کو واقف کا سمجھ کر اختیار کلی دے دیا تھا وہ بہت بیدار غری سوکار و ہر

انتقال حضرت نواب سبانی

حضرت شاہی و موسی مزاج تھے اور ابتدا سے عارضہ جوانی میں مبتلا ہو چکے تھے اس جہت سے جب تک حکیم مرزا محمد علی جیتے رہے ہر مہلت میں سفیہ خاص و عام کو ڈاکہ لگا کر بادشاہ اور جناب عالیہ سے عرض کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی طبیب اخراج فرمیں تامل کر گیا پھر مزاج قابل صلاح نہ ہو گیا چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ جب مرزا محمد علی مرثویہ مسیح الدو کہ مرزا علی حسن وغیرہ نے اکثر احتیاج قصد میں تامل کیا بادشاہ کی خاطر رکھا اس جہت سے کثرت خون فاسد سے شکر یک عارضہ فرمنا ہو کر عارضہ سرطان پیدا ہوا ہر چند قصد بھی متواتر لگی مگر ہفتہ عشرہ میں حال غیر ہو گیا سرطان نے باطن کی طرف رجوع کی آخر ۲۶ تاریخ ماہ صفر ۱۲۶۳ھ روز شنبہ چار بجے وفات پائی انتقال فرمایا سن شریف اڑھالیس برس پانچ مہینے بارہ دن کا تھا عین شباب تھا اور صاحب حسن

[illegible]

نما بعد جب عشر محمدیہ منبر فتح ہوا تو اس نے میر حسن علی شیرست فرمایا کہ تو یہاں کی سلامی ہو اس لئے پہنچے۔ سات مین چھ غلات خراج صاحب سرزد ہوا یہ ہم پر کما انتہین عمدہ سفارت سے موقوف کرو اور پھر تبا کید تمام سلامی تو یہ کہو کہ کیا جیسا احمد عشر محمدیہ مانا ہر چند کہ یہ اور ولایت حکم شاہی تھا رات کو تو یہ سلامی کی جلی حب میر محمد صاحب موقوف ہوئے ہر شخص و عرب کہ جو کہ اس عمدہ جایا کیا ہو یا کہو یا نہ ہو کہو تو یہ میر باقر علی کو اپنا استاد و مرؤس بن بھجرا ہو گیا حقیقۃ الہیہ لہ خطاب ہا چند فرشتہ ہوا خواب میں عبادت فرماتے تھے کہ یہ مثل یہاں کہ نہ بین اصلاح کما دوسرا اپنے کیا کرتا ہوں کسوا سٹے کہوت عمر سے ہو ہی ہے معاشرت صاحبان عالی شان کہ غیب ہوتی تو انہیں سے باک نل ہوا امت کوئی پوچھے آپ کو پہلے کیا بھکر تر کیا معاویہ لکھی ہوتی سے بہت کج برکت

[illegible][illegible]

کسرح کھینچا نواب کی سلامی ملی رخصت ہو کر نواب بنگلے میں آئے شب کو کھانہ کی صحبت میں شریک ہو کر اوسکے بعد نواب اس پار اپنے لشکر میں آئے صبح کو صحبت جاپان ہوئی بہت سی صاحبان فوج و حکام نظامت آ کر سلامی توہ ہوئی وقت رخصت ہوا اور اعظم دیا گیا جب نواب لکھنؤ آئے بادشاہ سے سب کیفیت لشکریان کی اس عرصہ میں کہتان برصاحب اسٹنٹ ریزیڈنٹ ہو کر انکا مزاج سب سے زیادہ تیز و تند تھا اور انکو گھڑ و زکام شوق تھا سو اگر ان بی بی سے عربی اپنے لڑیتے تھے باقی وثیقہ داروں کو لگا بیٹے تھے جو قیمت کہلا بھیجتے تھے وہ بھیجو دیتے تھے دو گھوڑے جنرل صاحب کا پورے نواب کو دیو جو قیمت اور بخون کر کہلا بھیجی انھوں نے بھیج دی۔

جب ڈیوڈ سن صاحب و انہا گھوڑے کو کرل چمٹ صاحب تشریف لائے نواب گورنر جنرل بہادر نے پہلے جنرل ٹاٹ صاحب پھر جنرل پالک صاحب پھر کرل چمٹ صاحب بتدیج ریزیڈنٹ لکھنؤ کیا بعض حسن خدمت فتح پنجاب قندھار صاحب و صوف کسی ریزیڈنٹ پر کہیں مامور نہیں ہوئے تھے ہر امر میں بہت احتیاط کرتے تھے اسی جہت سے برٹو صاحب کو وقت کا سمجھ کر اختیار کرلی دیا تھا وہ بہت بیدار و غری سو کار فرما ہوئے

انتقال حضرت طلسمانی

حضرت شاہی و موسیٰ مزاج تھے اور ابتدا سے عارضۂ جوانی میں مبتلا ہو چکے تھے اس جہت سے جب تک حکیم مرزا محمد علی جیتے رہے ہر ہفتہ میں تنقیہ خاص عام کر دیا بلکہ اکثر بادشاہ اور جناب عالیہ سے عرض کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی طبیب اخراج خوشن تامل کر گیا پھر مزاج قابل صلاح نہ ہو گیا چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ جب مرزا محمد علی مرثویہ مسیح الدولہ مرزا علی حسن وغیرہ نے اکثر احتیاج فصد میں تامل کیا بادشاہ کی خاطر رکھا اس جہت سے کثرت خون فاسد سے تحریک عارضۂ فرسہ ہو کر عارضۂ سرطان پیدا ہوا ہر چند فصد بھی متواتر لگی مگر ہفتہ عشرہ میں حال غیر ہو گیا سرطان نے باطن کی طرف رجوع کی آخر ۲۶ مارچ ماہ صفر ۱۲۷۳ھ روز شنبہ چار بجے واپس طاق عارضۂ انتقال فرمایا سن شریف اڑھتالیس برس پانچ مہینے بارہ دن کا تھا عین شباب تھا اور صادق حق تھے

عرض کیا تھا لیکن مجھ کو رزٹنٹ اگر سہتے تو منافع نہ تھا جسطح جنرل ٹاٹ صاحب کے
 ساگواری وغیرہ مولیٰ بی تھی اونھیں قیام ہوا تھا کسی گونہ نہ صاحب سے بھی
 اسے تصحیح کہدیا تھا چنانچہ صاحب نے بطور شکایت نواب سے بھی یہ نہرایا تھا
 مگر انکے ممنون و مشکور رہے۔

خلاصہ جب عشرہ محرم میں خبر فتح لاہور آئی صاحب نے میر حسن علی سفیر سے فرمایا
 کہ تو پہ کی سلامی ہو اسنے تبلیغ رسالت میں کچھ خلاف مزاج صاحب سرزد ہوا برہم ہو
 گیا اونھیں عمدہ سفارت سے موقوف کرو اور پھر تاکید تمام سلامی توپ کو کہلا بھیجا
 عشرہ عشرہ محرم نہ مانا ہر چہ کیا اور خلاف حکم شاہی تحاریرات کو توپ سلامی کی جانب
 میر صاحب موقوف ہوئے ہر شخص مقرب کو جو صلہ اس عمدہ جایا کا ہوا مگر نوانے
 مولوی میر باقر علی کو اپنا استاد و مدرس سمجھ کر مامور کیا حفیظ الدولہ خطاب ملا چند روزین
 جو نواب صاحب زراہ شکایت فرماتے تھے کہ یہ مثل دیوار کہنہ ہیں میں اصلاح کجا کل
 اپر کیا کرتا ہوں کس واسطے کہ مدت عمر سے مولوی یہی معاشرت صاحبان عالیشان کب
 نصیب ہوئی قوانین سے پاکل نا واقف کوئی پوچھے آپ کو پہلے کیا سمجھ کر مقرر کیا
 صاحب انکی نافرمانی سے بہت گھبراتے تھے۔

جب کئی سو فرب توپ ضبط لاہور کانپور پونجی کالکتہ کو راہ خشکی سے جاتی تھی محضر
 نمائش حکام ہندوستانی کیہ اسطے بادشاہ و نواب و مہاراجہ کو بخاطر صاحب رزٹنٹ و ان
 کانپور فرمایا کنارنگ لشکر اور تیرا دوسرے دن پارہ وتر کر بخش علیخان کے جنگلے میں
 گئے انکے داخلہ کی توپ سلامی کی جلی اہل لشکر کو واسطے منادی شہر ہوئی کہ انکے
 اسلحہ کو کوئی مانع نہ ہو کہ یہ دھماکا ہن

روز سہ شنبہ صبح کو سب فوج کنب پر پڑ پڑا رہتے ہو کر کھڑی ہوئی گریہ توپوں کے
 دور دور احاطہ کر کے سپاہی اہتمام پر کھڑے ہوئے پھر جنرل فوج کپتان فریئر صاحب
 رزٹنٹ نواب وزیر الممالک شرف الدولہ صاحب تیرا دہ نواب صوبہ دار پیشوا و جٹو
 احاطہ میں اس سرگسے دوسرے رنگ توپوں کو دیکھتے چلے گئے پھر جنرل صاحب نے

نذرانے سبکے موقوف ہوتے تو تو میرا اس سہ کار ہوتی چھوٹے بڑے کے کا نذرانہ تھا
اسکا علاج کیونکر ہوتا +

اس عرصہ میں سعید الدولہ علی محمد خان بہادر بیٹے میر بندہ علیخان فرحتی سن نواب
اکرام القندھار جنگوں میں اخبار لکھی اور صدر امانت تھی انکی خواہر محترمہ مقربہ ابوشاہ
انکی سفارش سے پیشدستی نواب علی بہر چند نواب شمسید پیر صاحب نے بعض اوقات فرمایا کہ
سفارش میں حار علیخان نہیں کہتے مگر اتنا ہم جانتے ہیں کہ یہ مرد بھالاک وغیرہ میں
اپنی منفعت کو مقدم سمجھے گا اور تم سے بھی نہ بخوبی اس جزایات میں تمھیں ختم ہے
آخر وہی صورت پیش آئی اور نواب صاحب کھلکہ سفارش مقربان محل کیا کہتے
کہ میں نے بھجوری انھیں کیا ہے +

نی الحقیقت اس شخص کی معاملہ انھی کارگزاری مشقت کشی جو تہمبیت تھوڑے ہیے
کچھ شک تھا لیکن عجلت اخذ منفعت خود اور بیباکی اور بیرونی سے بنا کام مگر جاتا تھا
اسی جہت سے مردم آزماری زیادہ کی دعای غرابی مومنین جلد متجرب ہونی کی نہایت
اپنا باغ بنو دکھایا آخر لوگ تنگ آئے کچھ معاملات سے فائدہ دیا ہوا پھر نواب سبکی
اور خواہر محترمہ سے بھی نہ بنی قید ہوئے بعد اسکے نواب فارغ البالی سے کام کرنے لگے
نواب دارکان دولت بیرون سے آشتی و موافقت چاہی کسی سے صفائی نہوئی
زیادہ ہمارا جہاں لکھن بہادر تھے اور نے بظاہر صفائی نہی اور خوف بھی ایسے کا
رہتا تھا کہ کلید حساب ہیں اور کیا وادے کے مقابل مور نہیں کر سکتے تھے کہ میری بھی
گھل جاگلکی مگر جاکر طرح دیتے تھے +

اس عرصہ میں دیو دھن صاحب بہادر رزیدٹ ہوئی انکی نازک مزاجی اور تیزی
مزاج سے ہر شخص خائف رہنے لگا چنانچہ طامس میر جو سرد قمر تھا اوسے بوجہ موعظ کر کے
غلب کو اکبر آباد سے بلا کر مامور کیا لیکن اتفاقاً نواب سے موافقت ہو گئی تھی اسکا
استعجاب تھا چنانچہ جب صاحب لکھنؤ سے جانے لگے گاڑی چار پہ اور ظروف نقرہ
میر وغیرہ تقریباً سات ہزار روپوں کو نواب فرمایا اور جب نواب نواب شاہ سی خدیو

امیدوار عمدہ قدیم مجلس سرکاری کچہری وزارت میں چلے آئے نواب فیاض نے سامنے نہ لایا بلکہ مجلس سے نکلوا دیا کئی عینے تک مرزا صاحب نے کان نولت کی موافقت کی تجسّس میں سرگرم رہے آخر معرفت حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی اوتسا و نواب وسینہ شاہی اپنی صفائی کر کے پھر دربار میں آئے لکے پھر ایک باغ بنو دیکھا گرفت و شکات و اصحابی مسائل پر مامور ہوئے دوسروں پر دوسرے درمیان ہوا +

شیخ احمد بخش رئیس شیخ زاد ہاؤس لکھنؤ نواب کی پہلی نیابت میں ناکام ملکہ زیر بار ہو کر رہے تھے نواب نوادہ خین داروغہ دیوانخانہ کیا شیخ اکبر علی نے ہاؤس کو اٹھونے اپنا پیشہ کیا شیخ صاحب نے بہت مختصراً اپنی شرافت و نجابت کو تاحین حیات نواب کی رفاقت سے ہاتھ نہ اٹھایا ہر چند نواب علی نقی خان نے اپنی وزارت میں بلوایا مگر اپنی وضع داری سے نکلے عذر کیا کہ پھر آپ کو جسے کیا توقع ہوگی دنیا چند روزہ ہے لیکن نواب نوادہ خین سے اوپر یہ احسان کیا کہ اکثر لوگوں کو انکے دیہات زمینداری پر دعواست اضافہ کی دی مگر قبول نہ کیا نواب میں الدولہ بعد اپنی مغربی خانہ نشینی میں کچھ اعانت خرچ کی کرتے ہے آخر وہ خین کی رفاقت میں مر گئے اور خدمت دیوانخانہ میں نسبت مرزا وصی علیخان کے بہت نیک نام ہے +

لیکن باوجود اس قدر اہتمام اور تنظیم کو مور سلطنت اور تغیر وزیر بادشاہ کو خاطر خواہ صورت اصلاح دوام بہت قلیل کسی سے نہ نکلی اور ہر وزیر سے کھٹکا بھی رہا اس کے بعد فی الحال محروسہ کو ہر تیرہویں تاریخ ماہ کو بحساب پور شاہی ہندی قسط ۱۱ لاکھ روپے کی ذمہ وزیر کے مقرر فرمائی کہ عمال سے وصول کر کے دخل خزانہ کیا کریں اگر نہ مارا ہو کمزور تو توف ہو جائیگے پانچ سال کی دس قسط ہوتی ہیں جسکی جمع ایک کروڑ تیس ہونی مگر اس کی دس تیرہ پر بھی کہیں خزانہ میں ایک کروڑ تیس لاکھ سو زیادہ دخل نہ ہو باقی بمقامہ تھاوی رسیدات وغیرہ لی جاتی تھی لیکن یہ صورت بھی زیادہ ایک سال سے چلی چلتی نواب میں الدولہ اپنی سرخروئی کے لئے اکثر محلات بادشاہ سے قرض لے کر قسط کو پورا کر دیتے تھے بادشاہ کی آخر ہر عینے تا کی دس کی شروع ہوتی تھی وہی اسکی

اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو بھیج کر نواب امین الدولہ کو یاد فرمایا اور اسی وقت خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس سے پہلے اہتمام الدولہ کہ کبھی کبھار نواب منور الدولہ کہہ سکتے تھے وزارت منکوا بھیجا تھا اور سید وقت نواب منور الدولہ کو کبہ کر خیرل یا کاک صاحب سے عرض حال کیا کہ بادشاہ نے امین الدولہ کو بلوایا ہے غالب ہے کہ خلعت وزارت میں جہاں انکی بہت تسلی کی کہ بے ہماری صلاح بادشاہ مکرنگے آچنا طر جمع رکھیں اور دھر بادشاہ فرامیہ حسن علی سفیر سے صاحب کہ کہ ملا بھیجا کہ ہم نے امین الدولہ کو بلوایا ہے خلعت وزارت دینے کو صاحب فرمایا کہ ہم ہفتہ کہ حضور میں آئینگے جیسا مناسب وقت ہوگا البتہ عرض کر گئے بادشاہ نے اسکا جواب کہ ملا بھیجا کہ مجھے آج خلعت دینے کو آتھا اور جواب آیا ہے اسوائے خلعت میں قائل نہیں ہو سکتا کہ یہ موافق ہمارے عقیدے کو کہ نسل خدا صاحب بھی امور خانگی سمجھ کر چکے ہو رہے اور منور الدولہ کا کام تمام ہو گیا وہ سبقت و بھر و سا خواب پریشان ہو گیا +

نمبرالدولہ بشیر خاص فرمایا امالہ چٹراشت وزارت میر حامد علی خان امداد تھا والدہ کیو اسطے تجویز کی تھی اور وہ اتنی امید پر شاہ جہان آباد سے لکھنؤ پیشتر سے آچکے تھے چنانچہ ایک دن باریاب شرف ملازمت بھی ہوئے اور انکی وضع ظاہری و چرب بانی مطبوع خاطر اقدس نہوتی اس حجت سے اور انھیں اس منصب جلیلہ سے محروم فرمایا مگر منور الدولہ سمجھا تو سے جس دن نواب امین الدولہ کو خلعت وزارت ہوا میر حامد علی خان کو خلعت پیشدستی عنایت فرمایا یہ امر پہلے طو ہو چکا تھا مگر نہ کیا عجب تھا کہ نواب امین الدولہ کو تجویز نہ ہوتی ہو جاتا مگر نواب کو اپنا ہونا غنیمت تھا اور دوسری فکر کون کرتا اس حجت سے چپ ہو رہے کہ آگے وقت اپنے تسلط کو سمجھ لیتے +

جب کہتان شیک پر صاحب لکھنؤ سے تشریف فرما ہوئے مرزا و می علی خان کانپور سے لکھنؤ آئے کسواسطے کہ جنرل صاحب نے انھیں بہت برا سمجھ کر حضرت فردوس منزل سے کہ مکر شہر سے منکوا دیا تھا پھر نواب منور الدولہ کے نفوذ سے انکو دگئے تھے مکر شہر میں پوشیدہ رہتے تھے جب دوبارہ نواب امین الدولہ کو خلعت وزارت ہوا و جمعہ کو طلب

اداسکی صورت یہ ہوئی کہ جنرل بالاک صاحب نے منور الدولہ کو سمجھانے سے بادشاہ معین الدولہ کی کارفرمائی خیر خواہی کی بہت تفریق کی بادشاہ کو یقین ہو گیا اپنے فہم کہ یہ ریڈنٹ سے موافق ہو گئے ہیں پس نقش کا حجر ہو گیا ہفتہ عشرہ نگہداشت اور تھیں مغل خانہ نشین کیا اور عتاب سلطانی ہوا پھر صاحب ریڈنٹ کیونکر سفارت کر سکتے بظاہر حیاہ محاسبہ نظامت خیر آباد میں گرفتار ہو کر گھر پر پہرہ لگا کر اب مامون کو بھاسے مار بیٹھے۔

جب منور الدولہ کا جنگ ٹوٹا کارندوں کے پورا بارہ ہوئی بلا شرکت غیر و کار فرما ہوا مرزا ابوتراب خان اپنے داماد کو دپٹی کیا منشی میر باقر علی کچہری وزارت کے منشی مرزا بندہ علی بیگ منصر حکیم میر محمد و میر علی دونوں پیش خاص طرف یہ ہے کہ ان سب میں حسین ناموافت مگر نواب صاحب یہ سمجھے کہ جب جنگ ٹوٹ کر پوچھا گیا کہ رہ جاتی ہے اور کا بار بار بہت آسان ہو جاتا ہے کسی سینے تک اتنا فحش ان کچھ کام دیا مقربان اندرونی خاقانی جنہیں ایک کوٹری کا فائدہ ہوا کہنے لگے انکی نسبت میں الدولہ کیا برے تھے اسکی چو یہ تھی کہ جو شخص خود کھا کر کا وہ کیکو کا ہیکو کھا نو دیکھا اسی خوف سے کارندوں کے ہاتھ بھی داجی لگا جب یہ صورت خلائ پیدا ہوئی بعض عاقبت اندیشوں نے نواب کو یہ سب سمجھایا کہ جو لوگ اندر باہر کے چاشت فرماتے حرام کے پورے ہیں نعمت وہیں ساگ سمجھ کر دینا مناسب ہے آپ کی خدمت جنرل بالاک صاحب پر کہتے ہیں یہ تکیہ کچھ کام نہ آئے گا نواب صاحب اپنی دیانت و امانت پر ہے کہ مجھسا کارندہ مفت جسے خواہ ایک نہ ہوں لی بڑے صاحب نامی مددگار ہیں میری موقوف کرنے میں بادشاہ سے صاحب سب کو بڑا ملکی فی الحقیقت صاحب نے حمایت چاہی مگر خیر نہوا۔

موقع فی نواب منور الدولہ اور پھر منصوبی نواب میں الدولہ و مرزا اعرض بادشاہ کو نواب میں الدولہ کے ایک تکیہ برابر کیا اس کے گذرنا تھا اسکا پورہ برس کا حق قدمت رکھتے تھے اور سب بانی جو نواب معین الدولہ خود کھا یا تھا اس کے سیر بھی دل بھر کا تھا بالکے نے ٹرپا یا تھا آخر روز پنجشنبہ وہاں شہر جاوے ہی ہشتانی وقت عصر

عرض کیا کہ اپنے مغویوں کے بکھانے سے قافلانہ حاج کو حالت یاس میں پھیر دیا اسکا
آل اچھا ہوگا اگرچہ نواب منور الدولہ کو بھی لازم تھا کہ ایک خط و نشان تہنیت وزارت
آپ کو لکھتے تو غالب ہو آپ بھی کچھ نفسانیت نفراتے جواب طلب کیا لکھتے اس سے رفع
تہنات طرفین سے ہو جاتے اور بخون نے بھر و سا اپنی قدامت اور فرمان اور ملاقات
نواب گورنر جنرل کیا +

حجاج صاحبین نے جب بکھنور قلب عالمی منعم حقیقی نے بلیک اہایت فرمانی اور زمانہ
مستعار نواب معین الدولہ سے موافق ہوایہ سمجھ کر منور الدولہ بہات خود بے طمع ہیں
اور بہت مالدار ہیں ایسا قوت بازو کہان بلیکا بادشاہ سے اونکی دیانت و امانت اور
مقدور اور مقبول کو رنٹ عرض کیا بہر صورت سمجھا کر فرمان طلب بھیج دیا چنانچہ روز جمعہ
عید زمینیں ہو منور الدولہ نواب معین الدولہ مع میر باقر تاجر پہلے عنایت باغ میں آ
ائے بھی عہد و میثاق مثل اہل دنیا ہوا بعد اسکے اپنے ساتھ حضور بادشاہ لیکے کچھ می
بامصاحف یک چکی تھی خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے دونوں اخوی مقامی ہوئے
چرنال صاحب کے پاس دونوں باہم گئے نذری معین الدولہ ڈپٹی ہو کر کار فرما رہے
بہت زور و شور سے متوجہ کار ہوئے اب ریڈنٹ کے پاس باتفاق جانے لگے کہ
پر وہ حجاب مغایرت فیما بین نہ رہے +

مرزا وصی علیخان نے جب استخاد اخوی مقامی دیکھا خائف ہو کر معین الدولہ سے سخت
کانپور لیکر چلے گئے ہر چند معین الدولہ نے رفع شک کیا تشفی خاطر کی نہا تاہن اپنی خوفناکی
سے چلے گئے سمجھے کہ اب صورت حاصل بھی نہوگی مبادا دشمن کمین میں سے شاید کوئی قتل
ایسی پڑ جائے کہ اس واسطے منور الدولہ کو سب کا رند سے بھوکو ہیں اسے لقمہ رخا کہ کب بچکا عرض
سپاہی معین الدولہ ساتھ لیکر گئے منور الدولہ نے علی حسین خان رفیق قدیم کو اپنے دیوانہ کو دار و
جب منور الدولہ کے اہلکاران مفلس نے دیکھا کہ اس موافقت اخویں کو غانی سے معین
کا ہیکو فائدہ دینا حاصل ہوگا اب جاک کو توڑنا چاہیے چنانچہ رفتہ رفتہ رشتہ اتحاد و عہد و
میثاق کو جو بہت چست ہو رہا تھا ڈھیل کرنا شروع کیا تا کہ او بھکا زمین گھٹی رشیم کی پڑ

قبل از خانہ نشینی گذرانی کہ حضور کی بدولت حاصل ہوا ہی یہ مال سرکار جو اپنی دیانت اور امانت طناہر کی حالانکہ تین لاکھ علیحدہ رکھ لیے تھے اوسین سے بادشاہ نے لاکھ روپیہ تعمیر عمارت کو عنایت فرمائے نواب نے معرفت مرزا حیدر شاہ شاہزادہ ستائیس ہزار روپیہ کو ساری املاک مرزا سکندر شاہزادہ مرحوم کی خریدی اوسیر لکھ اپنے خرچ کر کے دکانین اور مجلس اسبوا فی معرفت غشی نمبر الدین کی تعمیر ہوئی جب بادشاہ فوتیت امین الدہ ولہ کا ذکر صاحب ریڈنٹ سے کیا جواب آیا کہ اگر وہ مال سرکار کو بڑھاسے تو اس سے زیادہ امانت ثابت ہوتی مگر اس دینے میں احتمال شق ثانی بھی ہو۔

منصوبی نواب منور الدہ ولہ و ساط نام نواب معین الدہ ولہ و غیر
جب میدان اختیار سے صاف ہوا چند روز تک نواب معین الدہ ولہ باطمینان بلا شرکت خارجہ خیال ہو کر کار فرما رہے لیکن ہرات خود جرات اختیار نہ کر سکے اس جہت سے دوسرے مالدار دنیا کوتا کا اور اگر خود صاحب راوہ و قوت ہوتے تو دوسرے کی احتیاج نہ ہوتی آپ خود اسکا مصالحہ جمع کر لیتے۔

نواب منور الدہ ولہ جو حضرت فردوس نزل سے اور بظاہر تیسے انبای دنیا و دین سے رخصت حصول عافیت کو برخصت گئے تھے چار برس کے بعد بہت کچھ مال دنیا صرف کر کے پھرے اگر سے میں نواب گورنر جنرل سے شرف ملازمت حاصل کر کے بہت خوبی اور باطمینان فرمان فردوس نزل کا پورے بے طلب شوق خاص بادشاہ رحمت علیہ السلام مقام کیا لیکن سچیتھے اپنے نمبر وردہ قدیم سے کہ وہ پیشہ انکے داخلہ سے احرام پر ہم باذہر چکے تھے نواب امین الدہ ولہ کو کچھ نشینت فراز سمجھا کہ ایک شتر سوار مع فرمان شاہی چلایا کہ تم نے اجازت حضور قصد داخلہ لکھو تو نگرا پھر جاؤ پھر وہ پوچھنے حکم قضا شہر کو جسے سب حجاج خوش تھے کہ بعد اس ت کہ ہم اپنے عیال سے ملنے کے مایوس ہو کر پھر کا پور گئے نواب و سیوقت رات کو سوار ہو گئے۔

بادشاہ نے امین الدہ ولہ کو سر شہر پیشہ سی سے خلعت وزارت اور صاحب تختہ کر دیا نواب سی اہل درواور عاقبت اندیش خود لٹخواہی اور امر دینی سمجھا

معین الدولہ سے موافقت و نیا پیدا کی انکے مدارالمہام ہو گئے گویا انہیں کرہیشتہ سے متوسل تھے احکام دیوانخانہ جاری کرنے لگے +

صبح روز سہ شنبہ یازدہم شہر فریقہ ۱۱۷۵ھ نواب امین الدولہ نے اپنی بیخبری سے پوشاک دربار طلب کی باہر لے کر بارجہ فی سبب حاضر تھے دفعہ مرزا وحی علی خان نے آکر عرض کی کہ رات کو حکم بادشاہ پہنچا معین الدولہ کو کہ امین الدولہ نے اجازت سوار نہون مین و عرض کیا کہ رات کو اوٹھیں گا سیکو خواب احت کا خلل نواز نہ ہوں صبح کو تبلیغ رسالت ہو جائیگی اور اسکے بعد عرض کیا میں آپ کی رفاقت میں حاضر ہوں فرمایا تم رخصت نہ کیجائیگا مگر وقت یہی ہو کہ تم معین الدولہ کے پاس ہو اور یہ اسباب نوائی کو ہماری وزارت سے بھیج دو غرض جب مرزا صاحب ہوا رہ کر و روات پر چلے اتفاقاً بندہ بھی ملاقات نواب کو گیا تھا میں بھی مرزا صاحب کے پیچھے پیس کے تھا سبکو معلوم ہوا کہ نواب صاحب نے میں سے فقرا و مساکین جو تحسین گنج سے در دولت تک اس گھا کر بیٹھتے تھے اتنی دور میں پانچ روپیہ رات ہوتے تھے وہ سب پیچھے یا یوس ہو کر اوٹھ گئے +

دوسرے دن چوہدری سلطان فی خزانہ عامر سے تنخواہ نواب لا کر دے گیا تیسرے دن شاہ کو پریچہ اخبار لکھ کر کہ نواب کو مفارقت قدم مبارک سے کھانا نہیں کھایا بادشاہ کو خوان اور لاش اور ایک پرچہ ہر ایک سطر سے دستخط و مری بیار و مر باجوز اور ایک چاری صربا بھی عنایت فرمائی اور فرمایا کہ منصوبہ فی و مشرولی ہماری مرضی پر موقوف ہے تم باطلینان اپنے گھر میں بیٹھے رہو نواب کو اسکا ادا و شکر کیا اور جانا کہ بادشاہ کو میرا انا خیال کہ کوئی خطا ہے اب جان نہیری دشمنوں سے بچو گی پھر نواب کو عرضداشت اپنی قیام و واب کیو اسطے بھیجی کہ اب خاندانی میں اسکا خرچ مجید بار ہے امیدوار ہوں یہ سب دخل و واب سرکار ہوا شاہ کو کیا تم کچھ سوار نہو گے اسل رشاد سے زیادہ تقویت ہونی کہ انتشار و تہمید میری طلب کی مگر اپنے گھر سے باہر نہ آئے تھے اور نہ کسی سے ملاقات کرتے تھے الا اس مولف کتاب سے تجدید رہتی تھی یا ہر مینے کی تیر مین کو مجلس امام باڑہ راجہ جھالال میں شب کو ملاقات ہونی تھی اور کبھی بعد نماز صبح عمارت امین آباد کی دیکھنے کو آتے تھے بادشاہ کو چھ لاکھ روپیہ

معزول ہونا نواب امین الدولہ کا پیشہ دست نواب معین الدولہ عمر و
 دستور عظمیٰ سرگرم مہات سلطنت تھے نواب کبر علیخان پشی اور انکی بیٹے اصغر علیخان
 شیخ مرخان افغان و خیزان سب ہلکاروں سے بڑے ہوئے کاروبار کیے جاتے تھے
 کہتے تھے کہ ہم نے ایک کروڑ بائیس لاکھ نقد و غل خزانہ کیے تھے مگر کوئی اہلکار انکا دباؤ
 نہاں تھا آخر کبر علیخان کچہری مجلس و وزارت میں دفعہ مرگ مفاہات سے مرگ و چند روپے
 اصغر علیخان بدستور بحال ہے کچھ کام کیے جاتے تھے لیکن آہستہ خرام بلکہ مخرام اس مدت
 میں بہت دیانت سے کام کیا کچھ فائدہ نہیں ہوا اور درونی و بیرونی چاشت خبر و فو
 کمان سے فائدہ ہوتا آخر ان وجوہات سے موقوف ہوئے۔

نواب نے سید قطب الدین حسین خان کو مرد سن گرم و سرد زمانہ دیدہ جانکر ڈپٹی کیا
 انکے واسطے بھی وہی صورت پیش آئی اس عرصہ میں کچھ رسوخ و اعتماد بنے نواب
 معین الدولہ کا نظر اقدس میں اثر کر گیا اور جناب عالیہ نواب ملکہ آفاق نے بھی بہت
 سمجھایا کہ دوسرے خاطر جو انکی طرف سے تھا کچھ کم ہوا امین الدولہ کی طرف سے مظنیہ خیالی
 بڑھنے لگا اور بادشاہ کے روبرو ہر امر میں مکار و مناظرہ ہونے لگا اور مقربان محل بھی
 جو امین الدولہ سے جملے ہوئے تھے لگانا بچھانا شروع کیا جب بادشاہ بعد ملاحظہ کا عند
 داخل مجلس ہوتے تھے یہ دونوں در دولت پر جناب عالیہ سے ساری کیفیت دربار پو
 کیا کرتے تھے اور صاحبات محل کا بھی ہر امر میں در سفارش کھاتا ہوا تھا اور طمع ہر ایک کو
 اخذ کر کے تھی اب نواب اندرا و باہر کے دام بیچ میں بچس گئے اور کیس طرح اپنی نہایت
 سجات مہیکھی لاچار ہو کر نواب معین الدولہ کو ڈپٹی کیا اس خیال سے کہ کیس طرح تین لاکھ روپے
 کم ہو جائے بظاہر دونوں مونیہ صا دقین میں عہد و میثاق ہوا جس طرح اہل دنیا اپنی
 غرض پر کرتے ہیں چند روز یہ بھی صورت مثل جواب ہی آخر وہ موافقت مدد نفاق
 ہوئی نواب سے کچھ نہ بن پڑا سو کرا لگا کر مستوفی ہو جائیں چنانچہ ایک دن استخاک معین الدولہ
 کو دیا اونھوں نے خوب لون مرچیں لگا کر بادشاہ کو گدانا منظور ہوا جب میدان خالی
 ہوا معین الدولہ اور مقربان محل کی بن پڑی مرزا و می علیخان نے اپنی رسانی سے

نواب امین الدولہ اکیڈن پیشتر داخل لشکر ہوئے اور سبکی صبح کو جنرل بہادر پہلے اپنے
خیمے میں اترے اور اپنے استقبال کو لشکر سے بڑھکر منع کروا تھا تو پوسلامی کی جلی
بعد ایک ساعت کے ۹ بجے اسی لباس سفر سے خیمہ نواب میں تشریف لائے ایک بیٹا
وہ بیٹیاں نکلتی اساتحہ تھیں کپتان ہالنگس صاحب حکم ریزڈنٹ رہبر ہی کیواسطے گئے تھے
مصاحبان خاص سے کپتان فریئر صاحب جی صاحب حکم آباد شاہ گئے تھے دستہ موغلم نے
لب و فرش سے استقبال کیا بعد معائنہ کے پیچھے میں تشریف لائے فقط چامی پانی ہوا
سامنے نواح ہونے لگا جنرل صاحب کے حقہ سپان کو برابر نواب صاحب کا بھی حقہ لگا
ہندوستانیوں میں مہاراج مولوی خلیل الدین خان محفوظ علیخان کرپنوں پرنسپل حسن علی
نواب و جنرل کو پیچھے بیٹھے راجہ غالب جنگ دوہین اور شاخص پیچھے نواب کے کھڑے ہوئے
اور ایک یہ بندہ مولف کتاب نواب صاحب اپنے ساتھ لیکے تھے پہلو میز میں کھڑا تھا امرا
وصی علیخان اہتمام کرتے تھے بائیں تعارفات کی جنرل صاحب کرتے ہے میر حسن علی اور
جواب انگریزی میں نیتے تھے بعد ایک ساعت کے یہ صحبت برخواست ہوئی لب و فرش تک
مشایت کی عطر ہار گوڑہ دیا تو پوسلامی کی جلی +

بعد اسکے نواب گاڑی پر سوار ہو دو کوس ہٹکر مقابل رحمت گنج جا کر نواب گنج کی بنیاد
ڈالی کپتان فریئر صاحب ساتھ تھے بندہ کو سید و زوار سمجھکر تھری سی زمین کھدوا کر
پانچ روپے رکھکر پانچ اینٹیں رکھدیں وہاں سے پھر آئے نصیف شب تک صحبت نواح رہی
اوسکی صبح کو پنی نین آئے بعد زوال شمسی روانہ لکھنؤ ہوئے پہلو حاضر حضور ہو کر بہستان
سفر عرص کی دو سالہ وصال کا خلعت ہوا +

جنرل صاحب بہادر گاڑی چار اسپہ شاہی پر سوار داخل ولکشا ہوئے صبح کو آباد شاہ
استقبال کیا نصف راہ میں ملاقات ہوئی شاہ منزل میں چامی پانی ہوا پر رمنہ میں میلنگی
ہوئی دس بجے رخصت ہوئے داخل کوٹھی رزڈنٹ ہوئے بعد اسکے دو دن اور دو رات
طرفین سے بدستور سابق ملاقات ہوئی بعد کئی مہینے کے جنرل صاحب نو دوسری شادی
کرنل و کاکس صاحب کی بی بی کی سگی بھانجی سے کی +

پیش میں مار کر مر گئے پس اگر یہ جیتے ہوئے کچھ تپ نہ تھا کہ بادشاہ اور بخین کو بڑ کر دے
یہی دنیا کا انقلاب ہے +

دوسرے مہتمم نے مرزا دہلی علیخان جبین شرف الدولہ نے بھرک بڑے صاحبزادہ
کما پور کیا تھا وہ پیشیدہ شہر میں آکر نواب صاحب کو اپنا سہرا لے گیا چکے تھو نواب صاحب
ذبحی مرد کار گزار زمان نواب نذر الدولہ جا کر انشاء اللہ امیدوار کیا تھا اور بخین حسرت
ویدیا خانہ وزارت دی بعد اسکے نواب نے اپنے عزیز اقربا و دوست قدیم کو پٹالین پنجپ دین
اسمیں بھی صورت فائدہ سطح سے ہوتی تھی وگر نہ کی دانی کا موجب سو روپے دیتا
پھر نواب نے محمد غلیل الدین خان کو جو کاکوری میں خانہ نشین تھے شرف الدولہ نے
انہیں بھی صاحبزادہ سمجھ کر دربار سے موقوف کر دیا تھا فقط سو روپے کا پیش ہر کار
ملتا تھا بادشاہ سے عرض کر کے پانچ سو روپے کا نوکر رکھوایا بادشاہ نے پہلے وار غنیم
صدر ایانت کیا اور اخبار ملکی اونکے بڑے بیٹے رشید الدین خان کو دی میر علی الدین
فقط بیکت لندن اور پیر کین سال بیکر مددہ سفارت رزٹرنٹ پر مامور کیا وہ کانپور
سے ڈاک میں پہلے آنے تھا ایک متعدد سیرکار کی سفارش سے کہ لندن وہ آئے زمین
زبان انگریزی جانتے ہیں اسکے پیشتر نواب سے کچھ تعارف نہ تھا بادشاہ بھی استدر
واقف تھے غرض کئی مہینے کے عرصہ میں یہ سب کاروبار سلطنت سب پر بادشاہ
درست ہوئے +

استقبال ہیرا کشنی جنرل کاٹ صاحبزادہ

جب جنرل کو صاحبزادہ ولایت ہوئے کیتان شکسید صاحب انکے برادر بستی
قائم مقام ہوئے نواب گورنر جنرل بہادر نے ہیرا کشنی جنرل کاٹ صاحبزادہ کو
رزٹرنٹ لکھنؤ قرار فرمایا جب موقع قلعہ قندھار اور غزنی سے پھرے تھے اس عہد میں
مأمور ہوئے حسب الحکم شاہی نواب امین الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر وغیرہ
اغزائے ملازمین شاہی بہت کلفت جلیوس سواری سے شرک جدید سو رحمت گنج نک
استقبال کو گئے +

مظاہر سے عواما ماتات کیا اور بادشاہ فرمایا کہ یہ افراد خاص محول پنجبشتی بادشاہ ہے
ہم اس میں کبھی مداخلت نہ کریں گے جب استعراج صاحب معلوم ہو چکا اور اسکے بعد یازدہم
شہر جب روز پنجشنبہ وہ پہر کو بعد برخواست کا غدا اب امین الدولہ کو خلعت پیشتر
عنایت دیا شرف الدولہ اس سے پیشتر کچھ رخصت ہو کر چلے گئے تھے اور خطاب
کامل یہ ہو کر کن رکیں خلافت و مہانداری اعمتقا و سلطنت و شہزادی زبدۃ الامرا
مہاراجہ مہاراجہ امین الدولہ عمدۃ الملک و امین خان بہادر و ذوالفقار علی
یادہ خادار سپہ سالار فاضل و بی نامہ صاحبان شاعر محیر المجد علی شاہ بادشاہ خدام ملکہ و
انکے پیشترست ہو چکی نواب اکبر علیخان بیٹے نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان مرحوم محض پنجویں
خاص بادشاہ ہوئے اور عمدۃ دیوانی مشیر الدولہ و پید الملک مہاراجہ بالکرشن بہادر
جسارت جنگ کو گھر سے طلب فرما کر خلعت سے سرفراز کیا اور بشتی الملوک راجہ تن سنگ
اب سیاحت و پروخت شرف الدولہ کے موقوف کیا نواب معین الدولہ کیواسی
نواب ملکہ آفاق کے کمون خاطر یہ تھا کہ اگر وزارت اخین موقوفہ کاشکے سفارت زریہ
ملجبا ہو جس سے دباؤ وزارت پر نہ جاتا ہے بلکہ یہ اول زریہ وزارت ہے مثل ظہیر الدولہ
لیکن بادشاہ نے ان کو خین فقط مشورۃ مہات سلطنت پر رکھا نظامت خیر آباد ایک سال
سوار دیکھا اور ایک پٹالمن پنجابی کو بیٹو نکو دی اسی باعث سے ان دونوں کی سلطنت
میں تغای قباہی بلکہ مظاہر ہی بھی نہ ہوئی ہمیشہ چوٹ چلتی رہی اسکے سوا نواب امین الدولہ
بڑے صاحب نصیب تھے ایک میر احمد علی بیٹے میر حیدر علی پہلے نواب اور امین دوستی
از حد ہوئی برا در حقیقتی سے زیادہ وہ ولیعہدی میں واروئے دیوانخانہ ہوئے تھے
بادشاہ سے اور ان سے ایسی موافقت ہوئی کہ نواب صاحب و سنے خار کھانے لگے اب
ناموافقت شروع ہوئی جو طر فتن سے چلنے لگا نواب صاحب کی افسرگی و مایوسی اپنے
واسطے بڑھنے لگی آخر ایک جو طر کامل ایسا پڑا کہ معلوم نہیں کس طریق سے کہ میر احمد علی
مٹری ہو گئے دربار سے نکالے گئے چند روز کے بعد ایسا او خین خوف غالب ہوا نواب
کی طرف سے کہ ایک دن نگلی ملواری لیکر کوٹن میں کو پڑے اور وطن تلوار اپنی ہاتھ سے

نواب امین الدولہ



Ameenoodoulah.

صاحب مرشد طیار کے چاہتے تھے کہ آباد کے مبلغ میں چھپکر مشہور ہر ولایت میں بکریا
سات ہزار روپیہ بھی خزانہ شاہی سے اوزک مبلغ کو ملا تھا اس عرصہ میں صاحب نے ہنگال کے
کرنل چیمند صاحب زینت نے اسکے نیک و بد و صرف سالہا سال کا خیال کیا یہ سچ پر جو
کو صاحب نے بد مزاجی ہو گئی تھی سمیت سلطان عالم کے عیب و دولت میں پانچینہ
میں آگیا علم برطون ہو گیا اٹھارہ یا اونیس برس کامل لکھار و پیہ صرف ہو کر نام و نشان نہ گیا
ہوا سنو اور دونوں برابر ہو گیا یہ مبلغ مدرسہ سلطانی کا حال ہوا حضرت خلد میں نزل کے
عہد دولت میں ہزار روکا داخل رہے ہوا تھا فی پانچ روپے متخوہ او بیس لڑکوں میں ایک
مذہب تھا سالہا سال کے بعد وہ بھی مٹ گیا ایک طالب علم کون کہ فضیلت تاب ہو کر
نکلا ہوا اور چیرا تے کمینسل عہد دولت میں ہوئی اسکی طالب لندن سے جنت آمد گاہ
کی تھی ہر سلطنت میں اسپر بھی ناما قضیت سے بربادی لکھار و پیہ کی ہوئی آخر کتیاں فسر
و اتنام کو ہو پوچایا و ملا کہ یہ اس ہزار اسکی طیار میں صرف ہوے بگنا تھ لعلت گرفتاری
خوف حاکمہ و اصلیتی سرکار کہ تقریباً نوے ہزار تھے مسلمان ہوے غلام رضا خان نام خطا
بشراف الدولہ مقابل ول یہ تانی ہوے اس پر وہ اسلام سے زبانیات پر پانی پھر گیا
اور کار و بار خدمات سلطانی مع علاوہ حصہ تحصیل غیرہ بطا ہرانی و در حقیقت آباد
عنایت ہو اسکے بعد شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کے موقوفہ کرنے کی فکر ہوئی ایک
نو تاسی مذہب دوسرے بڑے صاحب کو خوف صلاح عدو ابدی اور بہادر موصوف اور بھی
آباد شام سے کہیں صفا فی دنیا داری بھی بنجای تھی +

منصوب فی نواب امین الدولہ البشیر شہ پش پستی یعنی پستی اور قوتوں شرف
القرض جب دو مہینے کئی دن شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کو اسی شش و پنج میں
گورے اور یقین اپنے موقوفہ ہونے کا تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ صاحب زینت
اور خانی بجا نگر تحریک وہ ابدی کر نیکی جب صاحب زینت کو یہ خیال آیا کہ بادشاہ کو
انکو خواستہ موقوفہ کرنے کو خیال پرے صواب کے نامل کرتے ہیں انکو کھول دینا
پاہرے اس جہت سے ایک مرتبہ گیند فامین آباد میں دوسرے ملکشاہین کھسی

مجبوری حاضر ہو کر رخصت ہوتے تھے بعد ونجے کے ایسے تک صحبت کو اغذہ ملکی و مالی وغیرہ
 رہتی تھی اس کے بعد داخل محکمہ ہوتے تھے وقت سپہر چھوڑ کر الدولہ محلہ میں حاضر
 ہوتے تھے اکثر امور مجوزہ انکی تجویز یا دستخط وغیرہ ہوتے تھے شام کو پھر بادشاہ ستوار
 ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم سوار ہوتے تھے اور نہ ایسا شوق سواری تھا فی الحقیقہ
 بادشاہ امور و نیاداری خدا پرستی مقید صوم و صلوات میں حیث الاسلام آبادی کرام سے
 زیادہ تھے اور مقدمات عدالت رسائی مقتضایا حسن عقیدت و خلوص نیت سلطان العلماء
 و سید العلماء و دون مجتہدین پر محمول رکھے تھے مراعے شرعیہ مقرر فرمایا اور سیدنا و شہ
 بیٹے سلطان العلماء کو خطاب منصف الدولہ متمم عدالت دیوانی فوجداری دی تھی اور ہر سال
 زکوٰۃ شرعیہ جمع خزانہ عامہ سے مقرر فرمائی اسکی تقسیم تجویز مجتہدین رہی اگر فقط فقیر
 زکوٰۃ کو ملتا تو سب بہتر ہوتا مگر جتنے اہل کاران و مقربان صاحب مقدر و مع وزیر اعظم سب
 پہلے اپنا حقوق لے لیتے تھے بادشاہ اپنے عقیدہ خاص سے مجتہدین پر اعتماد رکھتے ہوئے تھے
 پھر کہنے والا کہ ان ایسا صاحب ایمان تھا بلکہ ایک گستاخ نے جب تہذیب نواب میں الدیک سے
 کھل کر تبصیح کہا جو ابیہ مجتہدین جانین تین مرتبہ اس سلطنت میں تقریباً تین لاکھ ہونے
 حساب نساب اور دو مرتبہ حضرت سلطان عالم کو سلطنت آفرین اس میں پہلے ہی جو مقربان
 بادشاہ تھے او حضون و ایاق پہلے لے لیا جب جاری ہونے ویاپیں اس صورت میں اسکو کوشی
 زکوٰۃ کیسے آخر کو مفتاح الدولہ کہتے تھے کہ جب حضرت سلطان عالم کلکتے تشریف فرما ہونے لگے
 بعد خراج اخراجات کے ۲۴ لاکھ خزانہ میں رہ گئے تھے فرمایا اس مسکو کو شاکو خشت طلائی
 بنائے رکھو چنانچہ وہ بھی اس سفر میں تمام ہو میں بعد اسکے بنایا درجہ سلطانی ہوئی یہ تجویز
 و اختیار مجتہدین اس صورت خاص سے دو سو طلباء اور تیس مدرس خلافت دستور مدرسہ و
 کالج انگریزی جیسا سب جانتے ہیں مگر یہاں کارخانہ بسفارش اور ہر ضلع ناظم کے پاس
 ایک مفتی اثنا عشری رہا کرے اسکا حال بھی سب جانتے ہیں کہ وہ مفتی کس کام کے تھے
 اور ضلع پر کونسا کام کرتے تھے دوسرے امر عمدہ یہ ہوا کہ تکمیل رصدخانہ سلطانی ہوئی
 دس برس کامل میں کرمل ورا کس صاحب متمم نے گاہریش جان سے کتب مشاہدات کو کتب

نوکر ہوئے تھے جب حکیم مزار احمدی اپنے باپ کے ساتھ روانہ کر باہر علی ہوئے تھے
 بعد اسکے بتدیج رفیق خاص و محرم راز ہو کر دار و ندھ کار و بار ہوئے تازمانہ لکھنؤ
 تنخواہ بھی بتدیج بڑھتی گئی عزت بھی بڑھی صاحب سوارسی بھی ہوئے انھیں خطاب
 امین الدولہ امجدین خان بہادر و ذوالفقار جنگ خلعت ہاتھی پاکی جھالدار شمشیر لائی
 سے سرفراز فرمایا انکے مقابلہ میں طرح کا دورا خلعت میر عنایت علی مشہور مامو و حضرت جو
 دار و ندھ نواب ملکہ آفاق صاحبہ تھے ابتداء سلطنت حضرت فردوس منزل سے پیشتر اسکے
 کاپلی مہین نواب نصیر الدولہ کے نوکر گئی برس سے تھے وہاں بھی قربت تھی لکھنؤ سے
 پریشان ہو کر گئی تھے لیکن بادشاہ سے اور لے صفائے باطن و حبیبیہ سے نہ تھی
 مکران کی خاطر سے انکا پاس کرتے تھے دوسرے امین الدولہ اور لے ہمیشہ خلاف تھا
 انھیں خطاب امین الدولہ بہادر عنایت ہوا اور ان دونوں کو اجازت کرسی نشینی بر وقت
 چای پانی و عینہ ملی اور زمرہ امرا میں شریک بار و عطر حضتی ہوئے *
 بادشاہ نے ایک مہینے کئی دن کے بعد اعظم الدولہ اور دار و ندھ عاشق علی خان ہونکے
 پیشدرست کو سبب کدورت بچار ہا ہا زمانہ ماضیہ اور شکوہ ہا ورونی جو موقوف بر وقت
 خاص تھے موقوف کیا واری علی اہتمام دیوانہام سے وہ موافق تحریر و وثیقہ کے
 اوسیدن دربار صاحب بیٹریٹ میں جا کر حاضر ہوئے انکے عوض اعتبار الدولہ عطا خان
 بڑے بھائی امین الدولہ کو خلعت و دیگر مقرر فرمایا اہتمام الدولہ حیدر حسین خان جو زمان
 دیوہدی سے حاضر رہتے تھے انکو ادیکام پیشدرست کیا منشی عبداللطیف ملازم قدیم
 نواب ملکہ آفاق کو خطاب ویر الدولہ و خدمت تقسیم خزانہ عامہ منشی جوالا پیر شاہ ملازم
 اعتماد الدولہ کو خطاب مدبر الدولہ و تنخواہ خدمت و غیرہ انکے سپرد ہوئے حکیم مزار احمدی
 جو پہلے جنرل مزار سکندر خدمت کی تعلیم کو نوکر تھے نظر بقدمت خطاب منکست الدولہ ملا
 اس جہت سے کہ انکے باپ بھی خود طلب تھے اور شاہزادے وغیرہ جنگی تنخواہ ہزاروں
 تھے تخفیف سے چھارم سبکی کم کر دی نہر حیدر عنین کی مقرون اجابت نہوئی نہ
 ملحق دربار یہ تھا کہ ضیح کو بادشاہ سوار ہوئے تھے ہوا کھانے کو جب مراجعت کر رہے تھے

نظر بریکه متوسط آنها انصار امینہ امور بخوبی خواهد شد و زہار فتور می دران او نخواهد رفت
 شرف الدولہ بعددہ وکالت بہت عرض حال و معروض جملہ مشاہیر داران و گزین
 زرتخواہ آنها از خزائنہ رزیدنی و عظیم اللہ خان بہادر برای تقسیم و رسانیدن زرتخواہ
 مشاہیرہ داران مذکور دست بہت مقرر و امور نمودند لہذا زرتخواہ مشاہیرہ و از انکی
 و شیعہ ذرا معرفت شرف الدولہ بہادر از خزائنہ رزیدنی دادہ خواهد شد و ہمہ مشاہیرہ و ان
 را لازم خواهد بود کہ توسط اشخاص مستطاعہ را اظہار حال و وصول زرتخواہ خود را مینمودہ
 و حق شتر صاحب رزیدنت بہادر فی باب مستطاب معلی القاب شرف الامرانہ
 کہ در منزل بہادر کد اللہ ملکہ و از باب اولوالالباب کونسل در خواست و شیعہ عمد نامہ
 بہ منون مرقوم الصدرفرین مہر و دستخط جناب ممدوح مینودہ و شیعہ مرقومہ حاصل کردہ بجناب
 بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ حوالہ نمایند ساخت +

قرضہ مؤبدہ امام بارگاہ حسین آباد و تعلق شرف الدولہ اعظم الدولہ
 رشیدی الدولہ بہادر در ملک مانہاری موعودہ خرج امام بارگاہ و شتخواہ داران وغیرہ

جلوس ابوالفتح مصلح الدین شریا جاہ سلطان جاہل خاقان
 زمان محمد امجد علی شاہ بادشاہ غازی حسلہ اللہ ملکہ و سلطنتہ

حضرت طاسبجانی خلع ارشد حضرت فردوس منزل نے اپنی وراثت آبادی کریم
 پر ۶ ربیع الثانی ۱۱۵۵ھ روز سہ شنبہ مطابق ۱۲۳۵ھ ۴۳ برس ۶ مہینہ
 ۲ دن سن شریف میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا +

جب خبر انتقال حضرت فردوس منزل پہونچی حسب دستور و تہانہ قدیم میں
 طلب صاحب رزیدنت رہے کیتان شیکہ پیر صاحب استقبال کو آئے اونکے ساتھ
 بارہ درمی میں شریف اسے جلوس فرمایا شاہزادے اقربا و ارکان دولت و مذہبی
 شلک سلامی توپ منادی شہر ہونی سامنے تخت کے مبارکباد و ارباب نشاط وغیرہ کی
 دھوم مچی روز سوم اندر حسین خان جو کئی برس سے پہلے شاہزادوں کی تسلیم کو

حضرت خاقان زمان امجد علی شاہ



Amyud Ali Shah,

نقل و شیفه حضرت قزوین منزل

عهد و میثاق فیما بین سرکار عظمت آثار ابوالفتح معین الدین سلطان الزیان نوشیه
عادل محمد علی شاه باو شاه اودوم و سرکار و ولتیار کپینی انگریز بهادر خلد الله ملک
کنل اونها حب بهاور زینت بیت لسانت لکنو و ریاب یکله باو شاه مدوح بطریق
قرنن به بدسره و شتاب برشت دفعه

و فعل اول مبلغ زشتاده لک روپیه سکه لکنو جناب باو شاه مدوح بطریق قرنن
موسود داده اند و جناب علی القاب شرف الامرا نواب گورنر جنرل بهادر از طرف سرکار
و ولتیار کپینی انگریز بهادر گرفته اند

و فعل دوم جمع منافع بر زر اصل قرضه مذکور که شصت و شست هزار سالانه میشود
این مبلغ منافع بچهار قسط مساوی حسب مقدار معینه اسما و معینه نسبا بعینش و بطریق
در وجه مشاهره آنها داده رسید آنها گرفته خواهد شد

و فعل سوم به اسم بهایه و سایر محکمات شهر سالانه میشود
و فعل چهارم اگر احدی از مشاهره داران مذکور یا بعد از وفاتش از
بهره درین صورت و بچند مشاهره متوفی فریبور با اختیار باو شاه اودوم خواهد ماند

و فعل پنجم اگر احدی از مشاهره داران مذکور یا ورثه آنها بقلم و سرکار کپینی انگریز
بهادر سکونت و در ملک صاحب زینت آن عصر مشاهره معینه او یا بنمایند
و فعل ششم مشاهره داران مذکور یا بعد از وفاتش از
دیگر مشاهره نخواهد یافت همیشه مستحق لطف و محبت خاص از جانب سرکار و ولتیار

کپینی انگریز بهادر خواهد بود و صاحب زینت آن عصر واجب لازم خواهد شد که همواره
نسبت با آنها بشرط تعظیم و تکریم و در امر که ضرورت اقتضا لازم سعی و امداد و اعانت
در باره آنها مری دارند

و فعل هفتم از اینجا که شرف الدوله ظفر الملک محمدا بر ابراهیم خان بهادر ستیتم جنگ
و عظیم الله خان بهادر و خانه زاده قدیم باو شاه و بیجا مدوح اند باو شاه و بیجا ظفر الملک

انتقال حضرت ظالسبحانی

عرض برکات اعمال حسنات وغیرہ برات سے بادشاہ نے باوجود علالت کسل
مراج اور عوارض مہلکہ و فرمنہ اعضاء و ریشہ کے بہت طریق معقول و سلامت دی
انتظام سلطنت کیا اطبا و حافظ بدل متوجہ و فوہ امراض تھے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا
علاج ڈاکٹری سے خائف تھے ہر چند اوہ خون نے اپنے طریق کے علاج عرض کیا اور
فساد و غزل سے اکثر خلل تجربہ ہوا کرتا تھا اور جب قدر نوش جان فرماتے تھے خوشامد سے
کھلانے والے عرض کرتے تھے کچھ نہیں نوش فرمایا دوسرے کھانے کی تکمیل کیو
مشی و حرکت لازم ہے وہ نہ تھی کاشکے گاڑی پر سوار ہوا کرتے آخر اسی تجربہ سے وہ تپ حرق
ہوئی ۲۵ تاریخ ربیع الثانی ۱۱۵۸ھ شب سہ شنبہ مطابق ۱۱۵۸ھ فرموس برین کو
فرمانی سن شریف ستر برس کے قریب ہو چکا تھا اس عرصہ میں جنرل لوصاحب بھی
کیپ سے پھر آئے تھے موافق معمول نقش پر اگر روئے بہت تاسف ہوا و کئی تقریریں
بیان کی دوپہر کو احتشام شاہی سے جنازہ اوٹھانیر سنہری برج وریا میں غسل و احسین آباد
کے چبوترے پر مجتہدین نے نماز پڑھی جنرل لوصاحب میجر باپن صفا کر لیا کسان بھی صفا
صف جماعت میں کھڑے ہو گئے تھے امام بارگاہ کے والان میں لائے قبر میں اوٹھارا
جناب سید العلماء نے متقین بین پڑھایا محمد علی ابن سعادت علی مل انت آخر یہ تھا پہلو ہی قبر
مادر گرامی دفن ہوئی وہ برس دن پیشتر انتقال کر چکی تھیں ۲۲ تاریخ شہر حبادی الثانی
۱۱۵۸ھ ہجری میں +

صاحبان رنڈ پرنٹ جنرل لوصاحب جنرل کالفیلڈ صاحب پھر جنرل لوصاحب کے پیکے اڈہن
نائب نواب ریش الدولہ نواب مظہر الدولہ ظہیر الدولہ نواب منور الدولہ ڈپٹی نواب شرف الدولہ
تحصیل آمدنی ممالک محروسہ ازروی داخلہ خزانہ شاہی ایک کروڑ پچاس لاکھ سو ہے
خورو و بردا ہلکاران سرکار و ناظمین ملک راجہ و تعلقداران وغیرہ اس جناب سے تقریباً
چار کروڑ ہے مدت سلطنت ۵ سال ۱۰ یوم
تاریخ فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق وہ روز پنج سال حکومت مدفوعہ ۱۲۵۸ھ

سب دیکھتے تھے کہ جگت میں بیٹا ان اسکے سیر و شکار اور لعب مثل امرایوزمانہ کے
مادی تھے لیکن امانت و دیانت میں بسبب ہمتی کے کہ محتاج نہ تھے بڑا اچھے تھے
انکے کاروبار میں مرزا ویسی علیخان مختار رہے اور شاہ اہل دربار سے خلاف اللہ و کجی کجی
و امانت نہ تھی وہ سب اپنے تقرب پر غور تھے بلکہ دربار و تحریک کار و بار اور انکار ہنہ
شاق سمجھتے تھے کئی مہینے تک کچھ کاروبار چلا آفریننگ ہو کر دنیا سے ہاتھ اٹھا کر بادشاہ سے
راہت حج و زیارت کی طلب کی کہ غلام نے حج و زیارت کو واجب کیا ہے انشا اللہ اگر
میتاں تیار ہوتی ہے پھر شرف قدمی حاصل کر دینگا اور فرید عمر و دولت کی اماکن مشرف
میں دھاکر دینگا بادشاہ نے نہیں ادراہ و فور شفقٹ منع کیا نواب نے غنا و رخصت ہو کے
نہ پال و رونما و ملازمین روانہ نثرل مقصود ہو سے مرزا وحی علیخان اپنے طبع و دنیا
سے اپنے آخر اہل امت سے تحریک صاحب رزیدنٹ شہر سے نکالے گئے کانپور
آ جا کیا اہل کاروں کا میدان خالی ہوا

اس عرصہ میں جنرل کو صاحب علالت مزاج سے دہریس کی رخصت لیکر کپ گئے
جنرل کا انیالڈ صاحب تشریف لائے مرشد آباد میں قائم مقام تھے یہاں بھی قائم مقام
ہوئے و شرف الدولہ سے سب مقربان خاص موافق تھے بادشاہ بھی انکی سلامت و طبیعت
خوشترار تھے عہدہ وزارت لیا مگر پیشہ سستی مرزا و لیہد بہار یعنی ڈیٹی مقرر فرمایا اس ہزار
ہزار ہری مقرر ہوئی انہوں نے بہت ہوشیاری اور تضباط سے ہنگام سلطنت کیا آخر فی
آخر جو کچھ بڑھایا ایک کروڑ روپے لاکھ لے کر کچھ تغیر و تبدل ارکان و دولت کیا یعنی
مور و کراشن بہار و جوان کی بسبب اپنے خد و خد کے غیر مستین جاہر موقوف کیا
مستند و راجہ رتن سنگھ کو فخر بحسن و دیانت دیا گیا لیکن مرزا و لیہد بہار سے
مرزا و لیہد بہار کے طرفین سے بہت دشمنی و عداوت ہوئی ہو سکتی ہے
مرزا و لیہد بہار کے طرف سے بھی دشمنی ہوئی ہو سکتی ہے
مرزا و لیہد بہار کے طرف سے بھی دشمنی ہوئی ہو سکتی ہے
مرزا و لیہد بہار کے طرف سے بھی دشمنی ہوئی ہو سکتی ہے

اونہیں کے آنے کی دیر تھی خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے شرف الدولہ محمد امجد علی خان کو
خلعت سفارت ملا منظور علی خان کو عمدہ داروغہ کی قدیم کوٹھی نیکل گلاس کپڑی وزارت
ہوئی نواب نورالدولہ کو بعد خلعت ماتم پر سی خلعت جنیلی عنایت ہوا بدستور کمال رہے
اور بادشاہ کو عمدہ وزارت انہیں کو دنیا منظور تھا کہ جب سب طرف سے آمد ہی
اونہیں کیو اسلئے برپا ہوئی بادشاہ بھی کچھ نہ کہہ سکے چکے ہوئے نواب منظور علی کو بھی
یقین اپنے واسلئے تھا کہ بادشاہ کی نظر عنایت میرے حال پر بیشتر سے زیادہ ہے
غالب ہے کہ خود بادشاہ سوائے میرے دوسرے کو تجویز نہ فرمائیں گے مگر بد حالست
صاحب ریڈنٹ سے وہ بھی غم کھا رہے صبر کیا نظر ہی رہے کہ اگر میرا حق اور ہم سزاوا
اسکے ہیں البتہ عروم نہ ہینگے۔

فی الحقیقت دو مہینے کئی دن تک ظہیر الدولہ بہت نیکنام سے سب اہل داربار اور
رعایاے شہر سب طرح سے راضی رہی اور وہ بھی شکار اس نعمت غیر مترقبہ کا بحسب لاکر
خود رفتہ بنوئے عوام شہر کے تعصب و مخالفت مذہبی سے خائف تھے کہو اسلئے کہ
مہر کار شاہی مین کوئی اس ناہیب کا کبھی نہیں ہوا تھا اس عرضہ مین قبل از محرم اجل
اکرم سلام کیا آخر وہ ماہ ویکچہ ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۲۵۵ھ دفعہ بیضہ و بانی سے انتقال کیا
اونکے دونوں بیٹوں کو خلعت ماتم پر سی ملا و ہزار روپیہ و رہا بہ مقرر ہوا شرف الدولہ
محمد ابراہیم خان اپنے عمدہ سفارت پر نامور رہے۔

بعد انتقال ظہیر الدولہ بادشاہ نے محض اپنے حسن راہ و عواہد سے نثر و حقوق خدا
منظم الدولہ منظور الدولہ بہادر کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا اور یہ بھی خیال ہو گیا
کہ بہادر اچھر صاحب ریڈنٹ بعد ازاں کو مین تو پھر محبوب ہو جائیگا فی الحقیقت شفقت
و عنایت بادشاہ انکے حال پر مزا و عمدہ بہادر سے کم نہ تھی لیکن اسلئے کہ نواب کا
خلعت مزاج ابتدا سے آشنا ایسی بجا کشی و جبار مغربی کی جیسا کہ چاہیے نہ تھی اور کوئی
کار فرما لیا تھا منظم الدولہ خود محتاج کسی کار فرما کے نہ تھے کسواسلئے کہ غربت سے امارت تک
سب لشیب و فرار کو کچھ چکے تھے دوسرے جنت آرام گاہ کے عمدہ دولت سے

نظر حکم و غربت مولو ایصاحب میجر صاحب نے درپردہ اور بریں منشی نے اپنا معتد و حجت منکر دار
 سمجھا کر اسے سفارش دار و غلی کی کی نواب نو پہلے میر سید محمد خان میر زین العابدین
 خان کو بیٹے کو دار و غلی پر تجویز کیا تھا مگر اس سفارش سے چپ ہو رہے سہماں غلی خان
 رزید منشی کے واپس سے کچھ نہ کہہ سکے جانتے تھے کہ پسنی ہیں اور کشمیری بھی سو رہے
 و رہا ہو اور دفعہ امارت بجا و خواجہ صاحب ہوئے بعد چند روز کے اپنی حسن رسائی و بار
 اور یہ انعت عملہ رزید منشی سے عمدہ سفارت پر ہوئے ہزار روپہ شتخواہ اور امیر الدولہ
 خطاب ملا سامان ظاہری بہت درست ہو گیا انکے گئے بھانجے محمد ابراہیم خان لکھنؤ سے
 سر اسیم ہو کر کسی رزید منشی کے ساتھ چپلا کے ساتھ حیدر آباد و کن گئے وہاں ہمارا چند لاکھ
 کے نوکر ہو گئے تھے انکو خط بھیج کر پوچھا اور اپنی دار و غلی پر انھیں بامور کیا اور یہ دونوں
 اپنی سلامت روی سے رنج مرخان زرقار کرنے لگے جب مظفر الدولہ نے انتقال کیا
 ظہیر الدولہ مرزا ولیعہد کے ساتھ گئی تھے اسی صبح کو انتقال نواب میجر بائیں صاحب حاضر
 ہو کر ظہیر الدولہ کی نیابت کو عرض کیا کہ آپ جنرل کو صاحب کو سمجھا دیجئے تو بعد پرورش
 سے ہو گیا اور ہم آپ کے پروردہ اور ساختہ ہیں جو ہم اطاعت کریں گے دوسرے انکے گئے
 جنرل صاحب صلاح مشورہ میجر صاحب ہر امر کو کرتے تھے جب اس باب میں سمجھا یا کہ اگر
 بادشاہ شخص غیر کو منصوب کرے گا معلوم نہیں کیا ہو اس شخص سے ہم راضی ہیں اور کوئی
 امر خلاف بھی اس سے سرزد نہیں ہوا میر منشی نے بھی جنرل کو صاحب کو سمجھا یا عرض
 جنرل صاحب نے بروقت تجویز وزارت بادشاہ سے فرمایا کہ ہمارے نزدیک صلاح دولت
 اسی شخص کی واسطے مناسب ہو آئندہ آپ کا اختیار ہے یہ امور خاکی ہے اسکے سوا اور
 برا در بھی سرکار میں جمع ہوئے تھے اعظم الدولہ و قمر الدولہ کی سفارش سے بادشاہ سے
 عرض کیا عرض سب اجماع امت انھیں پر ہوا سب ہم زبان ہو گئے کوئی خلاف نہ بولا
 بادشاہ کو مذہب و ملت کا کچھ خیال نہ ہوا وہ ہر امر میں تجویز صاحب رزید منشی کو
 مت دے سمجھتے تھے

خلاصہ جب ظہیر الدولہ کا پورہ سے آئے یہاں اصحاب غار نے کچھ ٹی پکار کھی تھی

کہ شخص کو یا اقبال سلطنت تھا اب کہ سلطنت کی ٹوٹ گئی فی الحقیقت ایسا
ہندوستانیوں میں کون صاحب عزت صاحب مقدر و کردہ کار با خدا قبول کرتا
تھا کس امارت و عزت سے عہداری سرکار میں بیٹھ کر فیر فیر تبتی رہی جس شہر میں
شملک سلامی توپ ہوتی تھی جتنے کارخانہ اور اسباب امارت کرتے سب تباہ تھے
وزارت لکھنؤ کو مدت سے متمنی تھے نہ ازراہ اخذ زر بلکہ اصلاح حال سلطنت با نظر تھا
کسی دفعہ ہونی آخر انجام ہی اسی وزارت میں ہوا اور ان کے گھر کا بھی اور نہیں تاک
خاتمہ ہوا خلاصہ جنازہ پڑی وہوم سے اٹھا امر غریب قارب جلوس شاہی ساوات کشیر
تا بوت اٹھا ہے ہوو غسٹانیہ دریا تک ہجوم مؤمنین اور اہل شہر کا تھا وقت عصر ہوا
مقام مقبرہ مجوزہ میں دفن ہوئے اپنے حیات میں کاغذ نوٹ خرچ مقبرہ لایا تھا
بعد انتقال کے نواب منور الدولہ تک کچھ عورت گھر کی بدستور رہی انکے بعد اسماعیل ہوا
نوبت بعدالت پہنچی مذہ کو انعام نوٹ، داخل ترکہ و ارثان ہوئے مگر اولاد منور الدولہ کو فقیر
تقسیم روپیہ روزنامہ برابر و بھین مستحق اور غیر مستحق کا اختیار ہے اب امجد علیخان بیٹے
نواب منور الدولہ کے بھی مر گئے اب انکے دونوں بیٹوں کا اختیار ہے۔

منصوبی ظہیر الدولہ بعدہ جلیلہ وزارت اور ان کا انتقال

مختصر احوال مولوی غلام محیی عروت میان کلن کا یہ ہے کہ لکھنؤ کے تین مجاہدین
صاحبان کشمیر آباد تھے سرائی معالیخان جہان میان کلن رستہ تھے دوسرے جھڑ جاجی
تیسرے احاطہ کاظم علیخان مشہور خاں سامان میان کلن نواب فرزند جلی کے نوکر تھے نیندہ
درماہ کے کسوا سے کہ انکی املاک نواز گنج میں تھے اور تنخواہ بھی عظیم آباد لکھنؤ خزانہ رزیدنٹی
سے جاتی تھی مگر غریب باغرت رزیدنٹی میں میں نشی سید التفات حسین خان سو بھی تعارف
تھا میجر باٹن صاحب اسٹنٹ اول کو شوق ترجمہ سالہ ہامو انگریزی فصاحت و بید تھا
اکثر ترجمہ اسے آپ بیان انگریزی سے کرتے تھے یہ ترجمہ کرتے تھے اس سے رسوخ
تعارف زیادہ ہو گیا تھا چند روز میں جب تاج الدین حسین خان عہدہ سفارت سے
اور خواجہ امام الدین خان انکے نائب وارث علی کو بھی رزیدنٹی سے موقوف ہوئے

ظہیر الدولہ نواب مولوی غلام محیی خان



Gulam Yahya Khan.

مستجاب الہ عوات کی جنت سے ہونی آخر سات لاکھ سرکار میں شیعہ کیونکہ اہلکاروں کو زیادہ اور محافلین زندان کو سب سے زیادہ دیا گیا پورے نئے جنرل کو صاحب بننے کا واسطہ سے فرمایا کہ صاحب غرت کو ایسی دولت پنجاہیے تھی عرض کی مگر انکی غرت ناموس ہر شاہ سے زیادہ تھی جو سونوک کیا۔

اس عرصہ میں خبر آمد نواب گورنر جنرل بہادر و داخلہ کانپور کی ہونی مرزا ولیعہد بہادر اور علاج مع سفیر شاہی اور شاہزادے ارکان دولت روانہ کانپور ہوئے بادشاہ سبب ماسازی طراج معذور تھے اسی جہت سے نواب ختم الیہ بھی رونق افروز لکھنؤ پہنچے بعد ملاقات مرزا ولیعہد ملک مغرب کو تشریف فرما ہوئے نواب منتظم الدولہ کو اسنے سوخ اور اعتماد سرکار سے یقین و اشنق ہو گیا تھا کہ جب نواب گورنر جنرل سے ملاقات کرے کچھ دیکھ ایسے طریق سے ضبط و انتظام سلطنت کروں گا جمیع کبھی کی طرح کی انفرش اور بڑبڑاتی ہوئی اور بہت ریشو اور خاجو اس کلشن سلطنت میں بادشاہت سے لگ جاؤں میں محض غفلت اور نالائقی اہلکاروں سے وہ سب جڑ سے اوکھڑ ہو چکی اور میر بھی حقوق غلغلواری و خیر خواہی کا ایک نام رہ جائیگا اور عہدہ وزارت میری سل میں آل تمغا ہو جائیگا لیکن افسوس یہ ہے کہ نسل جنت آمار گاہ انکو کبھی اہل نے امان ندی جو کہتے تھے وہی ہوا نظر باسباب ظاہر عوامی بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

اب مختصر احوال انتقال نواب یہ ہے کہ اس دور میں نے کئی دن کے عرصہ میں آٹھ بھر محنت و مشقت سے خالی نہ رہتے تھے اور سبب بن شیعہ خست کے فراج میں غصہ زیادہ ہو گیا اتفاقاً کہ ایک بھی غصے سے زبان پر جاری ہوتے ناظرین کو اس حال سے بہت تعجب ہوتا تھا اتفاقاً فقیر محمد خان رالدار نے مرغ کے چوزے پروردہ بھیجے تھے اکثر نوش کر رہے تھے وہ سب بھی نوش کیے چکی صبح کو روانہ کانپور ہوئے واپس سے حرارت خفیف مہم مدنی احتیاج غسل تھی حمام کیا تب محرق ہو گئی حکیم مرزا محمد علی میرزا کو شاکر و ملازم تھے قصہ آپسچی بعد ہفتہ عشرہ کے وہ آخر باد مبارک میمنان سجدہ ۱۲۵۰ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۸۷۱ عیسوی روز تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام انتقال کیا فی الحقیقت سارے شہر کو افسوس ہو گئی

وہ بھی کیا کئی برس تک شرج کیا جو داروغہ معرفت کمبہوہ کیا تھا اوسے نوشجان کیا
غرض حالت فقر میں مر گئے جرنل صاحب کاکنا صاوق آیا جرنل صاحب پنوچلین
رہا اب تک اچھا ہے +

غرض جب عرصہ بہت تہیت نواب مظالم الدولہ مع نذر جاووں گذری غرض بدستخط
ہوئی حاضر ہو نواب فتح آباد سے روز و شب منہ پہلے اپنے وزیر باغ میں اترے صبح شنبہ
۲۳۔ رجب ۱۲۸۵ مطابق ۱۲ ذی قعدہ ۱۲۸۵ شرفیاب ملازمت ہوئے اور وقت خلعت نزار
سرفراز ہوئے نواب روشن الدولہ اور سیدن خانہ نشین سپہ نواب بنور الدولہ کو خلعت جڑ
ملا فوج کش کوٹھی کچھری وزارت ہوئی نواب بوخیاعت صاحب ریڈنٹ کے پاس گئے
مزدوری بڑی دیر تک تذکرہ نمک حرام و مخربان سلطنت کا جو حکمت رہا وہاں سے پھر
ایک مارون سے نذرلی متوجہ نظام سلطنت ہوئے +

از بسکہ نواب حضرات قوانین کمبہوہ سے ملے ہوئے تھے اور متواتر انکو کھو کھا چکے تھے
پہلے پاداش اسی فرقہ خاص پر آباد ہوئے اور جہاں تک ولایت و توہین منظور خاطر تھی
خوب لکھ لکھ کے دی چنانچہ پہلے تحقیقات قضایا و سہم و علق حضرت خلد نزل پر
ہوئی تھی جس طرح مشہور خاص عام ہو چکا تھا اوسکے گواہ بھی گھریو پیدا کیے تھے مگر بعض
خیر اندیشوں نے سمجھا کیا کہ آپ جن گواہوں کے بھروسے پر ہیں اگر بروقت رو بکاری
مسکریو جائینگے تو اس وقت کوئی صورت شہادت نکالے گا اس جہت سے سوال کیا تھا
خلاصہ ذکر قوانین جدا گانہ ہر ایک قید تھا قرآن وادعیمہ پڑھنے کا قہرین تھا اور
کئی لاکھ کا محاسبہ ابدال سے نکالا تھا پیارے صاحب پتہ خانہ صاحب کو خواہو علم نامہ
بعض منافعت کی جہت سے آرزوہ خاطر اور بہت تنگ آگئے تھے اوسے بلا کر گھر کا بھینچ
سمجھا کر اپنا مقرب کیا تھا ایک دن مظفر حسین خان کو باپچو لان تشریف شہر کیا تھا چوک کی
کہ تو اہلی چوہترے تک اسی حال سے آئے تھے ناظرین العیاذ باللہ کہتے دم بخود رہے
اور انقلاب فکری کو دیکھتے تھے اہل بصیرت کا عجیب حال تھا کہ کل کش انکی خاصیت ہر گز
آج یہ صورت ہوئی مگر انکی صورت حیات ایسے آفات ناگہانی سے بعض انکی خوب

پانچ برس کی مدت میں دو دفعہ شہر اوجین آباد کی تعمیر دیکھنے کو باہر سوار ہو کر تاجان
برآمد ہوئے ہیں قریب شام تاجان پر سوار ہو کر نواب ملکہ جہان کے محل میں تشریف
لیجاتے تھے وہ نواب مبارک محل کے مکان میں کنار دیوار بہت ہی تین بجے وہاں سے
برآمد ہو کر گلستان ارم میں داخل ہوتے تھے مقربان خاص سب پیادہ ساتھ ہوتے تھے
پھر خاصہ نوش فرما کر استراحت ہوتی تھی وہاں گوجی حاضر ہوتا تھا اکثر نیند کم آتی تھی پھر
شغل اخبار سننے کا ہوتا تھا دست و پا کے عارضہ کیواسے ہرنیا البیاض حافق نو بہت
کوشش کی تجربے بھی بہت ہوئے کچھ مفید نہواا وسیط ہے

مخبر ولی نواب روشن الدولہ منہجی نواب فطرت الدولہ اور اونا کا انتقال وغیرہ
بادشاہ کو بصلاح رزیدنٹ نواب روشن الدولہ کا بدستور بلجال رکھنا منظور تھا نظر جم و
غربت مزاج و علو منزلت خاندان بشرطیکہ خوانین کنوہہ کی اپنے دربار میں آنے میں اور انکی
رفتار و کردار آموختہ کو چھوڑیں لیکن از بسکہ نواب عادی اور چاشت لذات ماضیہ کے
ہوئے تھے ازراہ مروت اور جود کما جھگڑا کیا جانتے تھے کہ بے انکی مدد کو مجھے کچھ
نہو سکے گا اور شخص غیر سے نہ میں ملین ہونگا جیسا انسے ہو رہا ہوں اور نہ اوس سے بھی
ہو سکے گا پس نرسا ہو جاؤ گادوسرے صاحبان کشمیر جمع ہیں مجھے موافقت نہوگی ایسی
عذرات بارو سے باز ہے چنانچہ جنرل کو صاحب نے باشارہ بادشاہ بکمال خشم و ستانہ
لفظ درشت سے سمجھایا کہ روشن الدولہ سچان علی مختار باب ہے جو تم اوسکی مفارقت
کو انا نہیں کرتے تم کیوں خود خراب و برباد ہوتے ہو ہمارا دل مختار ہے اسے جلتا ہو
اور افسوس کرتا ہے جو ہم کہتے ہیں بس بس ہمیں خوب یقین ہو کہ تم چند روز میں قید
ہو جاؤ گے اسکے سوا جنرل صاحب انکے بیٹے اور بی بی نے بھی سمجھایا کہ ہمیں کیوں برباد
کرتے ہو انے سلوک کرنے کا اختیار ہے مگر کار سرکار میں مداخلت نہ کرنے دو کسواسے کہ
دونوں سرکار کی خوشی اسی میں ہے اور اپنی بی بی کو کیوں بگاڑتے ہو مگر نواب نے کسب طبع
شانا کی لاکھ عہدہ سرکار کو دیکر کانپور گئے وہاں بیٹے نے دل کھ لیکر انسے جدا ہو گیا
رسدگان راجہ کا علاقہ تین لاکھ کالیاتھا وہ سب گیا پھر علاقہ ماند ملال صاحب کا لیا تھا

خطاب قمر الدولہ ملا اسید طرح کے لوگ مقرب خاص حاضر باش بادشاہ ہوں و عظیم اللہ خان کو
خطاب عظیم الدولہ بہادر ہلا ہتھام دیوانعام اونھوں نے وار و نغہ دیوانہ عاشر علی گ
کیا اپنا پیش رکت کئی لاکھ روپیہ دیوین فوجا مل کیا تمام عمر اپنے چارچ سے بسلو بات کی
اعظم الدولہ اپنی عیش دنیا لباس اور کھانا اور کشتی مکان مجلس اپنی تن پروری میں رہے
مگر سچ مگر جان کیلئے کچھ فائدہ بھی اوسے نہوا کوئی رفیق خاص بھی نہ تھا شبیہ مشہور تھا
ریضۃ الامر رضا علیہ السلام بنوایا تھا کہ بلا الماس علیخان میں دفعۃً مرگ مغافات سو مر گئے
وہیں دفن بھی ہوئے اس سلطنت سے جتنے امور غیر کشمیر کو علی العموم تھے مع اخراجات
سلطانی خاص اور کارخانجات سب بحساب تخفیف ہو گئے تھے یہ سیر بھی معتد الدولہ و باختر
خاندنشل می ابجملہ نواب و شن الدولہ پر بھی ختم ہوئی صورت دربار یہ تھی کہ آٹھ بجے بادشاہ
پنگر می پر اجلاس فرماتے تھے شاہزادے امرا اور اہل دربار بار بار سلام ہوتے تھے نواب
محسن الدولہ بالادست قبل از ولیمہ دی بیٹھے تھے پھر ازراہ آداب پہلو و ولیمہ دین تھے
وجہ اسکی پتھی کہ انکی بی بی سے بہت محبت ملی تھی شخواہ اور جلوس سواری بھی زیادہ
کروا تھا اور نواب صر الدولہ منیر علیخان کی بی بی نواب ممتاز الدولہ کی مان کو بیوہ
سمجھ کر بڑی خاطر کرتے تھے اونھوں فوج بھی بعد انتقال شوہر کے لذات دنیا کو ترک کر دیا
ہر چند بادشاہ نے متواتر فرمایا کہ تم لباس فاخرہ پہنو عرض کی اب میری عزت سفید پوشی
سے تعزیر چلم میں ہزار بار وہ یہ صرف کرتی تھیں سارا شہر جمع ہوتا تھا اس صرف اور خلعت
کسید کا تعزیر نہیں اٹھاتا اور اپنی عبادت خدا میں بسر کر کے مگر نین ہر چند نواب ممتاز الدولہ
بھی تا چلم غراہ پارکتھے ہیں تعزیر بھی اٹھاتے ہیں مگر وہ مقدور کمان

ہے دربار برخواست ہو جاتا تھا بادشاہ متوجہ سماعت کاغذ پر ہوتے تھے وہ پہر تک
یہ صحبت رہتی تھی بعد اسکے خاصہ نوشہان فرماتے تھے رفیق الدولہ کھلاتے تھے ہاتھ
بے قابو تھا پھر آرام فرما کر اخبار وغیرہ کا کاغذ ہوتا تھا جب زینت آتے تھے اونکی کرسی
برابر پنگر می کے ہوتی تھی چار پائی یا پڑے کھاؤ کی صحبت میں یا صاحب زینت کی کوئی
میں بدستور سابق مرزا ولیمہ بہادر شاہزادے امر اجلتے تھے بادشاہ میں یہ طاقت کمان تھی

مرزا اہمسا یون بخت بہادر
نواب وزیر بیگم صاحبہ

شاہزادیاں ت اسم
نواب سلطان عالیہ بیگم صاحبہ زوجہ نواب محسن الدولہ
نواب سلطان روشن آرا بیگم صاحبہ زوجہ نواب میر الدولہ
نواب بیالہ بیگم عرف آفتاب بیگم صاحبہ زوجہ نواب جبر الدولہ
نواب گہ پرا بیگم عرف وزیر بیگم صاحبہ زوجہ نواب غنیمت الدولہ
نواب سلطان بیگم عرف بیونڈا بیگم صاحبہ زوجہ معظم الدولہ باقر علیخان
نواب فتح النساء بیگم عرف مغل صاحبہ زوجہ نواب مجاہد الدولہ بہادر
نواب زریب النساء بیگم عرف حاجی بیگم زوجہ نواب قندار الدولہ بہادر

اسماء مفصلہ ذیل سے اسم

نوابی خانم ماہواری

نوبہار

حمیدہ خانم

پیاری خانم

شریف الدولہ محمد ابراہیم خان

عظیم اللہ خان

یہ وثیقہ مدد لک کا ہوا

ایضا گواہات نوٹ امام بارگاہ حسین آباد متعلق شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

اعظم الدولہ عظیم اللہ خان رفیق الدولہ میر امام علی مددک منافع ماہواری مددک

بعد اسکے بادشاہ نے اپنے قدیم حبیبیا باغ میں بنای امام بارگاہ حسین آباد بدین نام بارگاہ

آغا باقر خان مرحوم فراتی جواب اخل دھس قلعہ بھی بھون ہو کر ہوا ہو گیا ہے

سبب تعمیر امام بارگاہ یہ ہوا کہ نواب ملک جہان سے ایک صاحبزادی قبل از جاوہر ایام

ملفولیت میں مرگئی اسی باغ میں دفن ہوئی تھی اور در دولت سے کنار دیا تا حسین آباد

شرک بنی خرابہ رعایا ملک و کن جو قوط سے شہر میں آئی تھی اور بخین ضروری ملی الب

کہ فی کس یا سنجو پیہ ماہواری ملا کرین معرفت بالیوز بغداد ہمدست دار و نغمہ ہندی ہر سب
اب نواجیح تن الدولہ کے اہلکاروں کی جنت سے بعد سالہا سال کے روپیہ یہاں سے
جائزہ ہر بلکہ اسطہ بالیوز کا ہے اس کے فی ملک نہیں کر سکتا انتظام ممالک محروسہ بھی ایک
طریقے راہ پر کیا صاحبان صدر بھی اس سلامت رہی سے بہت بلکین ہو و او جس امر کی
در خدمت کی منظور ہو فی صاحب زبڈنٹ بھی بہت راضی ہوئے چنانچہ ایک مرتبہ جنرل
لو صاحب نے ایک پرچہ پیام و باب فی نظامی ممالک محروسہ بھیجا تھا اور سکا جواب شافی دیا
کہ یہ الزام آپ کی موجب توہین کا ہو گا کہ ایسے بدیست و پاک کو یوں منصوب کیا میر سال
تو ظاہر تھا اور ابھی کو دن گذرے جو بعد ایسی بے نظامیوں کے اس چند روز میں صلح
حال کروں جنرل صاحب بعد ملاحظہ تحریر کے خود بادشاہ کے پاس آئے اور بہت ساعذر
کیا اور اپنی شکرگزاری ادا کی اور عہدہ اصرہ پر ہوا کہ سولہ لاکھ جو بابت فوج کینٹنمنٹ یعنی فوج
کی سوا و عہد و میثاق سابق و جدید شیخو زبڈنٹ اب گورنر جنرل مقرر ہوئے تھے اور صاحبان
ہوس و کانٹنمنٹ نے منظور کیا بموجب شکر مر جنرل لو صاحب جیسے سمجھ کر خلاف قانون کے
موقوف کیا فی تحقیقت صبر و سکون بادشاہ نے اپنا ثمرہ دکھایا اسے بھی بخجوری قبول
کیا تھا جب ایسا موجب منت حسب مرضی ہوئے محض سپاہی و شیعہ حمایت شاہزادوں
اور صاحبات محل کا اور متوسلین کا مقبول ہوا اور اسکی تفصیل یہ ہے +

نواب ملکہ جهان محراب الزمانی سلطان آرا یکم ماہواری

ایضاً اسم سامی فی کس ماہ نواب حفیظ خانم نواب امیر خانم نواب مراد خانم
نواب وزیر خانم نواب فوزی خانم

شاہزادہ و متوجہ اور کے خاص محل فی اسم

مرزا خورم بخت بہادر نواب امر آہو صاحبہ ماہواری

مرزا عظیم الشان بہادر نواب امیر مراد صاحبہ

مرزا فرخندہ بخت بہادر

مرزا رفیع الشان بہادر

ساہ
ساہ

حقیقت حال مناجان مشر و حاکم رزیدنت سے بیان فرمائی اجدد موقوفی منتظم الدولہ
خود کو مدد پر تاسف فرماتے تھے اور یقین و اشنق ہو گیا تھا کہ میرے بعد سوا میرے
نامدار کے اور کوئی اکبر اولاد جنت آرام گاہ نہیں ہے اور اسے لیاقت کا ہے خواہ
یہ بھی ہو جس کے پھر اگر یہ سمجھتے تھے باتفاق صلاح کیوں نہ فرمائی چنانچہ ایک دن اپنی حالت جو
بائشیر برہنہ مجلس عزم میں چلے آئے اور اپنے الہام غیبی سے کلمات سخت بآواز بلند
فرمانے لگے کہ تمہیں ادعا و سلطنت پر قتل کرواؤں انہوں نے بہت نرمی و عاجزی
عزم کی خدا آپ کو سلطنت پر قائم رکھے میری کیا طاقت و مقدور ہی جناب بلکہ آفاق
حالت مہنظر این بہت سی باتیں خوشامد کی کین غرض اوسے حال میں پھر آئے بادشاہ
بھی اپنی سلطنت میں غبارات ویرینہ کی تلافی فرمائی۔

غرض باوجود امراض و فرسودہ لائقہ جو سبب سے اعتدالی شباب جوانی میں کی تھی اس سے
اعضا کریمہ دست و پا سے مبارک قابو اور اختیار میں نہ تھے اور اس امر کو خود بادشاہ
ظفر الدولہ سے فرماتے تھے کہ یہ ہمارا قصور ہے جو فقیر واقع ہوا ہے بہر حال سن و وقت نکلتا
پر کس بیدار و نغری ہو شیری معدلت پروری تجس اہل کمال قدر شناسی میں گذرانا کسوا
کہ بعد اسی خرابی و بڑا انتظامی اور اخراجات صرف بجا جو سلطنت میں گذری اسکا سنبھالنا
اور پھر ایسی مجبوری سالہا سال کا راہ رست پر لانا مشکل تھا اور زیادہ تر اعمال حسہ اور امور
خیر و بہرات پر بدل متوجہ ہو جو باعث فرزداد آخرت اور نیکنامی دنیا بھی ہوتی کئی لاکھ ویتہ
عقبیات عالیات کر بلا و علی ترمیم روضہ مقدسہ حضرت عباس کو جو مدت سے مرثیہ
ہو رہا تھا اور درستی نہر روضہ حضرت جبر حصار سرمن راسی گنبد طلانی عسکریں حجاج مکہ معظمہ
معرفت حاجی مرزا جعفر علی فصیح شاعر ہندی مرثیہ گویا و خود او بخین بھی اور یہ سب و سب
معرفت آغا محمد سوداگر اصنافی روانہ ہوا یہ سب تجارت خرید کر کے بیچتے تھے جو وہ کہنا تھا
اس صورت میں انہیں بھی بہت نفع ہوا تھا ایک ریسیدر کار میں پہنچا دیتے تھے پھر کھنوسو
جا کر کاظمین میں ہے تجارت بن گئے تھے اس سال میں بیان بھی بعض مقررین بادشاہ کا
نے انکے فائدہ ہوتا تھا اسکے سوا ہزار روپیہ جواری مجاویزین متصرف اہل کھنوسو کے مقرر فرمائی

مع تاج شاہی لے آئے اور سے زریب فرق فرما کے فرج بخش سے تخت روان پر مبارک
واخل بارہ دری ہوئے آگے روشن چوکی بجتی جاتی تھی ارکان دولت جلوہ سیواری
سپاہ جبریل اور صاحب فرائض سے تاج شاہی فرق مبارک پر رکھا ہجے تخت شاہی
پر جلوہ فرمایا ساعت مشتری روز شنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۰۳۳ھ مطابق ۱۸۳۳ء
جبریل اور صاحب اور جانن صاحب برکیدیہ زیر تخت کرسی پر بیٹھے شاہزادے بھائی
ارکان دولت زیر تخت نذرینے لگے نواب وشن الدولہ اوٹھا لیتے تھے سناٹے نواح
ہوئے لگا شک سلامی علی منادی شہر یونی مبارکباد کی وجہ موعی صاحبان عالیشان
و خواتین نگاہ یہ ہم جلوہ پتی تخت دوسری والان میں کھڑے رہے بعد ایک ساعت کے
تخت روان پر سوار ہو کر داخل محلہ ہوئے نواب وشن الدولہ بدستور مدار المہاجریں مصروف
ہوئے فرمان جلوہ سعمال و افسران فوج کو گئے و بیرون الدیہ انشی الماہک راجہ رتن سنگہ بہادر
ہو شیا زچنگ میر الانشاہ سرکار شاہی نو سکہ جلوہ س گد زاناسہ بچو دو کریم سکہ زور جہا
محمد علی بادشاہ زمانہ شہر کے نزدیک دو لفظ بخشی ہیں کوئی نہ سمجھا واد بعد اسکے
جناب خلافت تاب تو مرزا امجد علیخان بہادر خلف ارشد کو خطاب شریا جاہ بعد منظور
و لیعدی صدر عنایت فرمایا چنانچہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۰۳۳ھ ۱۵ اکتوبر ۱۸۱۵ء
عہدہ جلیلہ سے سرفراز ہوئے بیٹوں اور دامادوں کو خطاب شاہی ملے ۲۴ ربیع الثانی مطابق
۲۵ جولائی منظور جاوے سر آرائی بادشاہ متضمن تسکین و آفرین نظام صاحبان پذیر
بھی شیکاہ نواب گورنر جبریل بہادر سوامی سلامی توپ ہوئی استقلال استعرا سلطنت
ذات اقدس اور اولاد سے اطمینان ہوا وقت جلوہ سن شریف حضرت ۴۰ برس کا
خلاصہ حضرت شاہی از بسکہ گرم و سرد زمانہ بہت سو دیکھ چکے تھے اور مصائب لام
روحانی معتاد الدولہ کی عہد بنایت اور حضرت خلد نزل سے اوٹھا چکے تھے اور حافظ حقیقی
نے ہر طرح سے اپنی حفظ حمایت میں لکھا تھا ایسے طریق و زقمار سلیم سے رعایا اور غریبا اور
مساکین غریز اقربا لو حقین متوسلین ملازمین قدیم سے پیش آئے کہ سبکی صورت فحش
ورفاہ ہو گئی ہر طرح کے آشوب و فتنہ و فساد سے بچے مشہور ہے کہ جب حضرت خلد نزل

اصلاح دہی سرکار کمپنی انگریز بہادر صاحب نے پرنٹ بہادر کے ساتھ مل کر لکھنؤ اور قنوج
اور ظلم فاش جو وقت کہ قلم و اودھ میں علی الترتیب ہوگا جس میں غیاظہ برکات دنا ہو تو سر
کمپنی انگریز بہادر کو اختیار ہوگا واسطے بندوبست تمام ملک کے یا تھوڑے سے ملک اودھ
الہی سرکار اپنے تین تھوڑے سے جو مناسب اور ضرورت جانیں یا امور موعین کریں اس
قتہہ میں بعد مجرائی تمامی مصارف کے جو کچھ روپیہ باقی رہے گا داخل خزانہ بادشاہ ہوگا
وہ جسے ششم یہ بھی اقرار کیا جاتا ہے کہ اگر نواب مستطاب گورنر جنرل بہادر خلد اسٹر ملک
در صہ برت تعمیل شکہ انعام درجہ و فوہ ششم اس عہد نامہ کی جس ملک کو لینا ہو واسطے
بحال درستی قوانین اور دستورات ملک اودھ کے جس قدر ممکن ہوگا ماسخی رہیں گے نظام
استرواد ملک مذکور جناب بادشاہ اودھ میں جیسا مناسب معلوم ہو تو سہولت ہو و ہو
وہ جسے ششم سبہ رابطہ ویشاق جو عہد نامہ جات سابق میں فیما بین سرکارین لکھے گئے
خلاصہ رہنمایں اس عہد نامہ کو ہیں اس حکام تمام قائم و برقرار رہیں گے فقط
اس تحریر عہد نامہ جدید سرکار دولہا کو بعض شکہ حلال و غیر خواہ قدیم سلطنت سے

چاہا کہ اسے نہ بنے دین عہد نامہ قدیم تعمیل کو کیا کم ہے اور نواب وشن الدولہ کو بعض
اپنی دوسری سے انجام کار سمجھا یا بلکہ بالمشافہہ بادشاہ سے بھی عرض کیا کہ ہم از رو
قانون منضبطہ سے اسے برہم کر سکتے ہیں بشرطیکہ جیہ مستقل ہیں اور یہی اشتباہ اپنی بدنامی
سمجھ کے قبول نکیرین مگر بادشاہ کو اپنا ہونا غنیمت ہوا تھا لطف یہ ہے کہ اپنی صفائے
خاطر سے جنرل ای صاحب سے بھی فرمایا تھا اور تاحین حیات ان کے احسان مند رہے تھو واہ
یہ عہد نامہ فقط ترمین کتاب کی لکھے گئے عہد نامہ وہ ہے جس میں طرفین سے خلاصہ
نہو اگر ایک طرف سے بھی خلاصہ ہوگا

وہ عہد نامہ کہان مگر او فی بعدی او فی بعد کم ہم اپنے عہد کو وفا کریں تم اپنی عہد کو
الغرض کہ ہم بر مطلب کتاب جب جنرل ای صاحب اس ہنگامہ طفلانہ سے منسلک ہو
حکم حنفی بارہ درسی دیالاشین مثل خس و خاشاک دریا میں بہائی گئیں جس کے وارث
جا پونچے اپنے گھر لیا کر وطن کیا او سو وقت ظفر الدولہ اپنے حجر سے اوٹھ کر کشتی شانی

نواب علی القابا شہنشاہ الامار ریٹ انریل لارڈ کلنگٹون رنر جنرل بہادر کشن پرمنندوستان
کی طرف سے باجلاس کو نسل اور جناب ابو الفتح معین الدین سلطان الزمان نویشہ والی
محمد علی شاہ بادشاہ اودھ نے بذات خود بستر الیہ مفصلہ الذیل کو مضبوط و موقوف کیا
و دفعہ اول اب دفعہ سیم کے مقررہ عہد نامہ مرقوم دہم نویشہ الیہ موقوف ہوئی
جناب بادشاہ اودھ کو اختیار ہے کہ فوج بقدر ضرورت واسطے انتظام اپنے ملک کے نوکر کھین
لیکن جناب مروج اقرار کرتے ہیں کہ جسوقت ابالی سرکار انگریز کو دریافت ہو کہ بسبب
مصارف سنگین نسبت بدخل ملک اودھ کے یا کسی اور وجہ سے فوج زیادہ حد سے
اوسوقت تخفیف اس فوج کی بقدر مناسب عمل میں آئے۔

و دفعہ دوم سرکار کمپنی انگریز بہادر مثل سابق حفاظت ملک اودھ کا جملہ شہنشاہ انری
اقرار کرتی ہو لیکن جناب بادشاہ اودھ کو واجب لازم ہو گا کہ جملہ فوج مذکور سو تھوڑی واسطے
انضباط حکومت کے اپنی قلم و ملک میں منتظم و مقرر رہیں۔

و دفعہ سوم جناب بادشاہ اودھ اقرار کرتے ہیں کہ وہ فوج جو بموجب دفعہ دوم
عہد نامہ کے اب تک مرتب منتظم ہوگی دو رجمنٹ سوار اور پانچ رجمنٹ سپاہی اور دو کمپنی
انگریز بہادر اور کتنی گولہ اندازوں سے کم نہ ہوگی اور نخواہ کسی واسطے بروقت بندوبست
شایستہ عمل میں آئیگی اور اقرار بھیجنے افسران انگریزی کا جناب بادشاہ اودھ اقرار اور
نوکر رکھنے کا بقدر اد کافی واسطے انتظام اور ترتیب و نگہ دوام کیواسطے کرتے ہیں۔

و دفعہ چہارم ابالی فوج ملکی کی چھاونی و وقع ملک و دھ میں جہاں مناسب وقت
معلوم ہو گا مامور و تعین رہیگی اور جناب بادشاہ اودھ ہاتھوں صاحب ریڈنٹ بہادر
جسوقت ضرورت فوج ہوگی کام لینے لیکن بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فوج واسطے کار
نعمونی تحصیل ملک کے مامور نہ ہوگی۔

و دفعہ پنجم واسطے ترمیم بدشہنشاہ عہد نامہ مورخہ سال ۱۱۸۴ کے مقرر ہوتا ہے کہ جناب
بادشاہ اودھ فوراً باشرک صاحب ریڈنٹ بہادر واسطے دستی بخلاف امور پولیس اور انضباط
کے سرشتہ عدالت اور تحلیل قلم و اودھ کیواسطے دسے مصروف ہونگے اور خدا نخواہستہ اگر

بادشاہ و ملایق شہزادہ احمد و مہناق جواب تک فیما بین سرکار و ولتدار کمپنی انگریز بہا
 اور جناب بادشاہ اودھ واقع ہے بموجب اور سکے الہی سرکار و ولتدار کمپنی انگریز بہا اور
 حفاظت ملک اودھ کی سب معاندان درونی و بیرونی کی اپنے فتنہ کی ہے اور جناب
 بادشاہ اودھ اقرار کرتے ہیں کہ فوج بقدر اوجینہ تھوڑی سی ملازم رکھیں اور اب تک
 الہی سرکار موصوفت نے صداقت و پوشماری سے کلیہ ایما و عہد اپنا کیا ہے لیکن جناب
 بادشاہ اودھ سے ہمیشہ فتح اقرار ہوا اس واسطے کہ اب تک فوج کثیر خرچ بہت سے سرکار
 موصوفت میں ملازم ہے اور از روئے امتحان ظاہر ہوا کہ عمل آوری جمیع مراتب مندرجہ عند
 موثقہ بدیشواری تمام ہوتی ہے اس جہت سے وجہ لازم ختم ہوا کہ اب عہد نامہ جدید
 مرتب ہو کہ فیما بین مشترک عہد نامہ سابق بحال ہے اور سرکاری اور انتفاع سرکاری اس سے
 سہل حاصل ہو اس واسطے مستحق مناسب تصور ہوتا ہے کہ عہد نامہ سابق جو درجہ رعیت
 فوج سرکار اودھ کی واسطے مقرر ہے تھوڑا سہل کیا جائے بشرطیکہ فوج بقدر مناسب بمقام
 تحت تعینامہ اور نظام انگریزی میں نہ کر رکھی جاوے جسکی جہت سے فائدہ سلطنت ہندوستان
 اور حفاظت آخر ام بادشاہ خصوصاً ظاہر ہو اور فوج مستقر ہو شیار طیار ہوا اور بموجب فتح چھٹی
 عہد نامہ مورخہ ۱۲۰۶ھ کے ضرور موقوف ہے کہ جناب بادشاہ اودھ دوبارہ موافق صلاح و
 مشورہ وہی الہی سرکار و ولتدار کمپنی انگریز بہا اور انگریز بقیہ ملکات میں ایسا سرشتہ بندوبست
 باہتمام اپنے عمائد اور فعلہ کے اجراء اور مقرر فرماویں گے کہ بموجب فائدہ خلافت و حفاظت جان
 و مال سکندر عیال کی اوس سے بچو بی ہو لیکن کسی طرح کی تدبیر و سعادت غفلت نہ مل جائے
 سے اقرار و اتفاق و مستحکم سے اوسین مندرج نہیں ہے کس واسطے کہ فوج ایسے اقرار سنگین
 اور ظہور غفلت سے امخاص سے جو والی ملک اودھ کو زہار نہیں پہونچتا ہے جانب واپس
 پیشین اودھ متواتر ہوتی جو شہرت پذیر ہے یہاں تک کہ الہی سرکار و ولتدار کمپنی انگریز
 بہا و کو بھی اوسکی بدنامی پہونچتی ہے کہ وعدہ اپنا بنا بر فاء اور حفاظت نمانان رعایا
 سکندر ملک اودھ کی واسطے وفا کیا اس واسطے وجہ لازم ہوا کہ جو ستم و فتنہ شہزادہ
 مذکور بین تھے درست کیے ہیں لہذا کرنل جان لود صاحب رزیمینٹ وارہ سلطنت لکھنؤ

بعد اسکے جناب بیک صاحبہ ایسے مصائب و آلام روحانی اودھاکر ۲۰ صفر ۱۲۶۳ ہجری
مطابق ۱۸۴۷ء اس راجست و محسن سے گزریں وہیں بدخون ہوئیں اب فقط سزا
شاہی سے تین سو روپے ماہوار می ملتا ہے تین بیٹے مناجان کے ایک افضل محل اویلیان
ہیں بڑا بیٹا جلال الدین حیدر سرور محل سے شاید وہ سیدہ ہے بیک صاحبہ کے ساتھ لٹی تھی
دوسرا محل خورشید محل جو لکھنؤ سے بمبوجب اجازت بمنزل اوی صاحبہ لونیون کے شامل گئی تھی
اوس سے دوسرے بیٹے غازی الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر تھے بیک صاحبہ سے یام رکھو تھے
جلال الدین حیدر زوی اپنی ماں پر بڑا نظم و نسق کیا میرخان داروغہ کو بدظن ہو کر نکال دیا
جب بیک صاحبہ کا انتقال ہوا حضرت جنت مرکان نے مولوی ہمال الدین خان امین کو
ضبطی مال بیک صاحبہ کو بھیجا کہ باقی کو مع نقد و جنس ہم دلاسا دیکر لے آؤ افضل محل تھی
پھر امین کے سمجھانے سے روانہ ہوئی جب ناکہ شہر پہنچی حضرت سلطان عالم حاکم
پہونچا کہ عیال مناجان کو پھر خیار گڈھو پونچا و اب تک وہیں سب سستہ ہیں نقد و
خاک تھا جو ملتا بلکہ اکثر مقام الماس باغ میں بھی کھودے گئے خاک نکلی فاعتر یا اویلیان
اس معرکہ خاص میں فیض النساء مغلانی بیک صاحبہ مقرب خاص اتفاقاً بصورت خدمت لیکر
جا چکی تھیں خانے بچا یا بہر حال شریک صیبت ہوئیں جب لکھنؤ آئیں لاکھ روپے اونسے
بھی حضرت فردوس منزل نے لیے جب جان بچی پچاس ہزار روپے حضرت خلدو مکان کے
ایک کارے چکے تھے مثل و لمیت سنگہ اور غالب جنگ پس اوٹھیں یقین ہو گیا اگر لکھنؤ میں
رہو مکی جان اسے نہ بچکی ہر سال گویا مجھے سا لکھرو یعنی ٹریگی اس جہت سے وہ سبش باد
میں جا کر رہیں وہیں انتقال کیا حضرت جنت مرکان کے عہد دولت میں اویلیان
لکھنؤ آئی کر ملا میر خدابخش مرحوم میں بمبوجب اپنی وصیت کے ایوان بروضہ مقدسہ میں
ہم پہلوی اعتماد الدولہ دفن ہوئیں

جلوس ابو الفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ شاہ
غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مرشد زادہ جنت آرا مگاہ کے
نقل عہد نامہ جدید جو فیما بین شاہ اودھ محمد علی شاہ اور سرکار کمپنی انگریز ہوا

حضرت سلطان زمان محمد علی شاہ



Al-Hanafi, P. N. Sha

نیکوئی نہ کر سکتے تھے پھر پھر کچھ آگے آئے اسی شام کو ایک عین کا پورہ ہو چکا تھا کہ کچھ عین میں
 آگ لگی تھی اور اس سے پورے پورے ایک دوڑنے لگا ہوا کھانے کو آگ لگی تھی اس کے
 دھن دھن سے کھانے کو کھانے میں سے کچھ کھانا تھا ایک سپاہی حبیب کو جناب قید کوشت
 میں سے کھانا ساک لایا اور بہت مساندیکہ کیا اور صاحبہ کو اس سے کچھ دیا۔

دو دن بعد کہ یہی صبر رہی بعد اسکے جنرل صاحب نے کئی لوگوں کو ان بعض خواص ملازمین
 پہنچا دیا کہ یہ صبر رہی صبر رہی سے لیکر کچھ عین و ان سے پانچ کھپتی تانگہ ساتھ ہوئے تانگہ
 چنانچہ عین و پورے عین ارات کو یہ قافلہ پارہ پارہ کے داخل قلعہ ہوا اور وقت سے روٹ کر
 شہر پہنچا گیا اور سواری سے اتر کر اپنے لگا چار گھڑی تک یہی حشر رہا بعد اس کو صاحبہ کو
 کچھ صاحبہ کو بہت سو کلمات تشغنی کرے اور سب کو دے ادا دیکر خاموش کیا اور کہا کہ اگر آگ لگتی
 ایسی ہیبت گذری ہو بہر حال صبر رہے۔

جب یہ نواب گورنر جنرل کلکتہ سے قلعہ میں قشرب لائے ہوئے صاحبہ نے پیام بھیجا کہ ہم
 اس عین کو بامین حرارت فصل اور حرارت قلعہ شکی سے بن اجل عین اگر تھارے
 مجرم عین میں قتل کروالو تو اس قید سے بہتر کچھ عین نواب مختصر الیہ کو ازراہ رحم دلی فرمایا
 باقی قلعہ سے چھاؤنی میں رہا کریں پھر سرکاری رہ گیا بعد اسکے سرکار شہر سے مفت
 رزیدنٹ سو کہ سو باہواری ہو گیا صاحبہ کی واسطے آٹھ سو باہواری مناجان کو مقرر ہوئی
 فی ایک لاکھ اس سے سامان یا محتاج کچھ درست ہو گیا اس عرصہ میں بعض ملازمین داخل اور قریب
 قریب بھی شریکان خشک ہوئے انہیں سے بعض قیدہ تھے اور خون و چاہا کہ وہاں
 جا کر سہل بن جو بدستخط نواب گورنر جنرل سے پیش کریں مگر یہ صاحبہ کے فراق کی کیفیت
 متلون رہی اور صلاح کار بھی ویسے ہی جمع ہو گئے کچھ دن پڑا اور ہرگز کچھ عین نواب قید
 اس سے کو کہ بن جلا سکتا ہے۔

مناجان کے یہی حرکات مثل والد ماجد شریع ہوئے مگر شرب نہ بہات ہوئے
 اگر اتنا ہی شہر محرم ۱۲۶۲ھ مطابق جنوری ۱۸۴۶ء کو قلعہ میں مناجات سے مرگے
 اور عین و عین ہوئے۔

لنگھون نے چاندی کے تخت کے پرتو بڑا کر اکثر کھیت میں گاڑ دی تھے جب اسپین جنگی کرنے لگے غلط سہ کار ہوا +

جب بارہ درمی میں یہ ہنگامہ محشر برپا ہوا سپاہی جو مجید کمرہ فرج بخش تھے چاہا کہ دروازہ توڑ کر داخل ہو کر نیرین سلطنت کو خون شہادت میں غروب کریں وہ راستہ جبریل لوصاحب دیکھ کر آئے فرمایا یہ کچھ آرام ابھی تک باقی ہیں ٹیپ جلد لاتو یہ شہر ہی سبب بھاگے جہاں ماسٹیا و شاہ کے پاس جا کر تہنیت سلطنت فرمائی کہ یہ سلطنت خدا داد و جنت کی مبارک ہے کائنات جو کائنات سلطنت میں آپڑا تھا ہم دولت مند ہوں گے ترو سے جو سچا و کھارا لایا اب دونوں لونڈی غلام حاضر ہیں جو ان کو حق میں ارشاد فرمایا تمہاری حفاظت میں ہیں + انتظام الدولہ مظفر علی خان کو ایسی وقت حکم ہوا الماس باغ جا کر طالیقہ بیک صاحبہ کریں مظفر حسین خان بھی ساتھ گئے وہاں سب کو ٹھکون کو مقفل کر دیا جب باہر آؤ مینٹا نواب ناظر کو قید کر کے لیچلے مظفر حسین خان نے اپنے ہاتھی پر بٹھا لیا پھر انہیں کی قید میں ہے آرام شاید جنت مکان کے عہد دولت میں قید سے چھوٹے محتاج ہو کر مر گئے مظفر حسین خان نے حق دوستی سے قید کیا بیک صاحبہ کی وقت میں انکا بھی دسترخوان وسیع تھا مرگے اور گھوڑے کا شوق بہت تھا +

الغرض جب بیک صاحبہ مع مناجان اس دولت سے داخل کوٹھی ہوئیں مناجان کے بازو میں ریزہ جھاڑ لگا تھا زخمی ہو کر خون آستین میں بھر گیا تھا ہر شخص تماشہ و قد شہادت کر رہا تھا پانی پو کوٹنگا سقہ حاضر ہوا اونھوں نے اپنے کف دست سے پیا بیک صاحبہ بھی بہت پیاسی ہوئیں منو خان پیر پسی پانی کو برے آبجورے میں لایا دیارونے لگا بیک صاحبہ دانا ہمارے حال پر روتا ہوا انکو بھی الماس کی اپنے ہاتھ سے آبجورے میں ڈالکر دی وہ کہتا تھا میں نے پانسو روپو کو اوسے بیچا +

جب دونوں اس حال سے گزرے اور فوج کا پورے ہر پانچ کوس پر پھری بے مضرت شب بیک صاحبہ فضل محل مناجان اور بواجی خواص دینیس میں سوار ہوئیں کمپن لنگھون کے گئے اور پچھلے اور ترکسوار مع انفسر جبریل لوصاحب انفسرون کو تباہ کید سمجھاتے ہوئے

موجب حکم صاحب زید نٹ توپ باری رسالدار نے دفعۃً مناجان کو اپنی گوبین لیکر تخت سے اوتار لیا اور خود اجل گرفتہ وہیں کھڑے ہے اور قبل از فیروپ جب جھانی بارہ درمی نو و لجا آپس میں کہنے لگے یہ تو بین شک سلامی کو آئی ہیں مناجان کمر میں ولایتی لگاؤ تھا کہ چھوٹی بندوق لیے تخت سے ہر طرف پر غصے کچھ رہا تھا حکم کیا بارہ درمی کو برو جو پٹن باغ کی طرف ہیں اونچی بازو دیا ۶ چھترے توپ کے چلے کہ بارہ درمی رشک پنداری ہوئی اور وہ جوان سمٹ کر اذیمیر ہو گیا تنگے باہر سے شیر حیان لگا کر چڑھ آئے بسکوزیرا برادر دھار پھر تو مجموع پر مجموع مقتول پر مقتول ہر طرف گرا تھا مصطفیٰ خان زیر تخت حق نمک ادا کر گئے موہن سنگہ لال تپا ریشا در اچوت بکھیا جبکہ کام آئے ڈولہ فیا بھانڈ کا بیٹا سامنے تلج رہا تھا نشانہ اجل ہوا بہت سے سپاہی بکھیا صاحب کو جان سے گئے بارہ درمی کو دہلی طرف زمینوں سے سیل خون جاری تھا سرکار کے دو تنگے زخمی ہوئے ایک مارا گیا بکھیا صاحب اور وقت نہیں سے کل آئین بر گیدیر جانن صاحب کے والدان نے اپنی کمر کے جال سے مناجان کا بازو باندھ لیا کینے سر سے تلج لولیا ہزار ولت کشان کشان جو دم خلافت سے سیاہہ تلنگو کو بیچ میں اہتمام کرتے ہوئے چلے راجہ بختا و سنگہ نے اسی کشاکش میں محض اپنی نمایش سنخ اور غیر غزازی سے مناجان کے سر میں ایک ہول ماری یہ حرکت ناشائستہ و بوجھل سب پر ناگوار گذری میشرشی کہتے تھے میں جب راجہ کو دیکھتا ہوں وہ وقت مجھے یاد آتا ہے اور اشراف ایسی حرکت نہیں ہوتی حالانکہ راجہ بھی اشراف تھا غرض مجھے مناجان کے سپین بکھیا صاحبہ احاطہ زریذی نڈی زرد کو کھٹی ڈاکٹر صاحب میں اوتارا کر وہاں سے ہو گئے زریذی زرد اور وغیرہ جو بکھیا کی پیاری میں ہین میں ہین تھاجا تار سلطان ہو بکھیا صاحبہ کھیر کمر میں سے باہر کل پڑی تھیں بارہ درمی کے پردے سے مثل گیند کے نیچے چلی آئین ایک شخص نے اپنی گوی میں اقبال کیا پھر سپین میں سوار ہو پٹن موجب حکم صاحب لسلامت اپنے حسن باغ میں چلی آئین تہ شامی کے گیند جا ہر تہ چاندی کے تلنگون فو سنگین سے تو گر تو میدان بھر لیے جتنا شیشہ آلات بارہ درمی میں تھا چھتروں سے چور چور فرش ہو گیا زخمی مقتول کی نقش کو گیند کمر میں ہوا یا ازل اخبار لاکر زری نے خدمت ما اگر وہ اخبار میں مثل ٹامڈ می او شرفی نے فعل احوال کا لکھا

سواروں کی لین سے چلے جاتے تھے جنرل صاحب حلقہ سپاہ میں گھر سے ہونے لگے تھے
 شملہ سے گھڑی کر کے لے لی تھی ایک طرف فضل النساء خاتم مہتری کا سفر ہڈر ہا تھا اور
 کرے میں نواب نصیر الدولہ بہادر اور سچلہ رکاب کا سامنا ملک الموت سے ہو رہا تھا
 کرے کے شیشے کے دروازہ ہر طرف سے بند تھے جہتی اور سپاہی تلواریں کھینچے باہر
 کھڑے چاہتے تھے دروازے توڑ کر داخل ہوں اور نشان سعادت کو ملنا دین ہر دم ارادہ
 خام کر کر رہے جاتے تھے اور حالت میں میں اسپر کھیل رہی تھی کچھ بن نہ پڑتا تھا اور کلمات
 یاس سے اپنے آؤ پر تراسف کر رہے تھے ہر ایک کمنہ کو نظر حسرت سے دیکھ رہا تھا غلام محمد خان
 وکیل سلطنت بھاگ کر فرج بخش کے برآمدی سے نیچے کودے دونوں پاؤں میں خوب چوٹ
 لگی بہتر از خرابی سچلہ سرکار میں جا کر چھپے +

اس عرصے میں بگیا صاحبہ نور زاعلی خان وکیل کو بڑے صاحب کے پاس بھیجا کہ میرے پاس
 لے آؤ صاحب موصوف میٹھی تن تنہا چوبے ستی ہاتھ میں لیے بگیا صاحبہ کو پاس لے کر کھجایا
 بہت کچھ کہ آپ کا پھر جانا مناسب ہے میٹھی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا صاحب کے کہا میں نہیں
 ہو چکی اب یہ وقت یہاں ٹھہرنے کا نہیں بلکہ صاحب تیر آئے اور وکیل کو اپنے ساتھ لے آئے
 بعض بیباک الفاظ رکیاں سننے لگے آخر ایک نوگولی ماری صاحب کے گوش ہوش سے چلی گئی
 ایک شخص نو تلوار اٹھائی وکیل نے منع کیا اگر صاحب تیر ہو جاتے تو پھر نہ بارہ درمی فرج بہتر
 کا نشان زمین پر رہتا معلوم نہیں پھر کونسی صورت ہوئی بہتر از خرابی وہاں سے نکل کر پھر
 منہ پر زبردخت آکر کھڑے ہوئے اور کپتان میکیٹس ملازم شاہی کپیتی تلنگہ دھڑکے توپ سے
 زیر بارہ درمی آکر جمی اتفاقاً مصطفیٰ خان رسالدار قندھاری سامنے سے آتے تھے جنرل صاحب
 نے بلا کر کہا تم جا کر بگیا صاحبہ سے کہو وہ امنٹ کی ہمنے مہلت دی آپ ہمارے پاس چلی آئے
 مگر نہ توپ کا نشانہ سمجھے رسالدار مع وکیل گئے عرض کیا بگیا صاحبہ رضی ہوئیں اور مصطفیٰ خان
 نو پکار کر کہا کہ صاحب نے ۵ امنٹ کی مہلت دی ہو ایک شخص نو پہلو تخت سے پکار کر کہا
 کہ خافض صاحب ۵ مدت غالب ہو قریب تمامی کے ہو آپ پھر جانیے زیادہ مہلت لے آئے
 اور بڑے صاحب کو اپنے ساتھ یہاں لے آئے بس یہ کہتے تھے کہ دفعہ کپتان میکیٹس نے

راہ میں شور و غل مچا رہے تھے چلے راہ میں حسن بانغ سے نواب سلطان ہو کر کبھی اپنے ساتھ
 بیٹاں منگامہ سے غل مچاتے دروولت پر آئے پھاٹک آہنی بند تھا جس میں بائیں صاحب و
 بہرون سے موجود تھے منع کیا پھر صاحب ذرخش جمعدار کو بھیج کر کہلا بھیجا کہ آپ پھر جائے
 الماس بانغ کو بیگ صاحبہ کو اس وقت بھی ارادہ مراجعت کیا مگر مناجان اور سقہ خدا سے
 پھر ایسا ہوا تھا کہ بایں تاجا ہاتھی سے پھاٹک کو گرا کر اسی طوم طراق سے داخل ہو کر بہرون
 لشکر میں سامنا کیا یورش کی طرفین سے ہندوق کے گندکے خوب چلے سر پہن شکر
 چیرسی اور ماکن سنگھ سردار دونوں بائیں صاحب کی سپر ہو گئے اور صاحب بھی مستون
 آٹھین ہو جاتے تھے یہ دونوں بیہوش ہو گئے صاحب کے کچھ زخم آنکھ پر آیا اگر یہ دونوں
 نہ ہوتے تو البتہ ساری آفت انہیں پر قاتی ملتے میں سواری بیگ صاحبہ کی پہلے محلہ امن گئی
 وہاں روپیٹ کر جلد بارہ درمی میں زیر تخت پاکی رکھی گئی قریب صبح صادق مناجان
 تخت پر بیٹھے سامنے باج ہونے لگا انگریزی باند نے مبارکباد شروع کی شہنا نواز نے
 دھوم مچائی گرد تخت کے کچھ راہگیر تماشابین راہ سے ساتھ ہو لیے تھے کچھ ارکان دولت کا
 اپنی ناواقفیت سے ہجوم ہو گیا تھا بعض ذنڈر بھی دی تھی ظفر الدولہ اپنے حجرے سے
 بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ایک والاں میں دسترخوان کہ استہ تھا فاقہ کش ہمہ راہی
 کھانے پر گرے ہوئے تھے امام بخش سقہ حکمرانی کر رہا تھا جا بجا پھر بھیج رہا تھا
 جرنل نو صاحب ذریعہ یہ ہنگامہ دیکھا نہر پر برداشت اگر کھڑے ہو کر نواب وشن الہیہ کے
 فرمایا تم وزیر اعظم ہو جا کر بیگ صاحبہ کو سمجھاؤ جب نواب یہ بارہ درمی آئے بیابا کوں نے
 پکڑ لیا نسبت خالو پیش آئے شملہ فرقی مبارک سے سبک سمجھا کر اوتار لیا کہ سے کسی نے
 گھڑی نکال لی الفاظ نامناسب کہنے لگے مگر اس گرفتاری میں بھی نواب متقل ہے
 اور پھر زجر کرتے جاتے تھے ایک نوچا باندوق سے بازوالین قادری بخش جمعدار نوچیا یا
 اہ کیا انا مرد کوئی سردار کو مارتا ہے نواب نوچر او سے تنہا کیا سبحان علیجان اپنی
 فطرت چلبلی سے اس ہجوم عام میں پکڑی سر سے پھینک کسکا شملہ رکھ جلد باہر نکلا پیش
 بند کر کے دعاؤں کی برکت سے کھربا امت ہو چکے مظفر حسین خان کچھ زفق سے بڑھ چکا کی

استقبال کر کے لینگے کلمات تہنیت فرمانے لگے پھر فرمایا آپ دوسرے گھر میں جیت
فرمائیے جب تک ہم جا کر تخت کو آراستہ کریں *

اس عرصہ میں خدیویش جمدار نے صاحب عرس کی کہیکہ صاحبہ کا قصد محل آنے کا
ہو چکا ہے مزار علیخان کوین کہیکہ صاحبہ حاضر تھے فرمایا تم جلد جا کر کہیکہ صاحبہ کو منع کرو کہ اگر آپ
ایسا ارادہ کیجیے اور نواب سے فرمایا تم سہکا نظام کرو عرس کی میں نے نظام الہ نہ نظر
اور راجہ پنجاور سنگھ کو اسی بندہ بیت کو بھیجا ہے شاید وہ دوسری راہ سے گئے ہوں مزار علیخان
نے کہیکہ صاحبہ سے عرس کی تاکید تمام صاحب نو فرمایا ہے آپ کا جانا مناسب نہیں اور اگر کسی
منقول ہو تو آپ صاحب کی کو بھی میں چلیے او سوقت سواری مزار علیخان شکوہ شاہزادہ کو کہانہ کو
آپہنچی تھی امام بخش ستھ پہلوی سواری میں تھا عرض کی یہ کیل ہیں بھین کا یہ تخم بویا ہوا
کیل پیارہ بھی معتدل ہو کر پھر آیا *

فی الحقیقت کہیکہ صاحبہ کے سپر سے رہنی نہ تھیں کہ میں خلاف حکم صاحب کروں لیکن امام بخش
ستھ کے بہکانے اور مناجان کی حد سے مجبور ہوئیں اسکی حقیقت یہ ہو کہ جب جمدار نے
حکم ٹپسے صاحب کا سنایا کہیکہ صاحبہ بارہ امام کی درگاہ میں پہنچی ہوئی تھیں یہ خبر سکر چکی
ہو رہی کہ دفعہ مناجان نے اگر عرس کی بسم اللہ جناب سوار ہوں فرمایا آغا خیر ہو یہ حرکت
طفلا نہ اچھی نہیں بڑا صاحب کس تاکید سے بچھ منع کیا میں اوسکے خلاف کروں میرا
میری خرابی ہوگی عرض کی بسک پ خود نہیں چاہتیں کہ ورثہ باپ کا میں پاؤں بہت بچھا
باہر سے ستھ نو پکار کر عرس کی حضور یہ مانفت نقشی ہے جب حضور چلکر تخت پر بٹھائی
کہہ فی دم نہ مار گیا اتنا بل نفرمائیے کہیکہ صاحبہ کو گھر کر استخارہ دیکھا میں بار منع آیا
آغا اب کی طرح میرا جانا اچھا نہیں اوسنے گستاخی سے ہاتھ پکڑ کر اوٹھایا کہ ایسے کار خیر اور
حق میں استیلاج استخارہ کیا ہے خدا پر توکل کر کے چلیے عجب رہنمون دروازے تک آ کر آتے
متواتر شکون بد پیش آئے کہیکہ صاحبہ منع کرتی کہیں نہ مانا *

خلاصہ قریب پہرات رہے یہ قافلہ تقریباً دو ہزار سپاہی شاگرد پیشہ ملازمین طبیار
ہو کر مع موہن سنگھ و لاہار شاہ افسر راجپوت جلوں سواری سے بڑی دھوم دھام

اہل کے پہرے پہلی کارو سے لیکر داخل سرا ہوئے پہلے افش پر گئے ڈاکٹر صاحب
 رفع شک کو نشتر تجھی دیا یقین کر ہوا اور سوقت آنا جی نواب و شن الدولہ کا نام لے کر
 حالت بخود می میں بیٹھے رونے لگی کہ تمہارے آب تر بزمین شربت مرگ تھا اور خون
 جو ایدیا کہ تمہارے کرے میں کچھ تھا اسی عداوت سے انکا گھر منبط سرکار ہوا بعد اسکے
 نواب وزیر ظفر الدولہ کو حفاظت و حراست کو ٹھون شاہی کی فرا کر اور جابجا پہرے بٹھا کر
 جیمس ہاٹن صاحب کو دروازہ تقار خانہ پر چھوڑ کر رزیدنٹی میں پھر آنے اور بہت تاکید کر
 فرمایا کہ بے ہماری اجازت کوئی داخل فرج بخش نہوا و چھٹی پلٹن کیواسطے چھاو فی میں بھی
 اور خداجش جج بار کو الماس باغ یکے صاحب کے پاس بھیجا کہ بادشاہ کو انتقال کیا آپ کی طرح
 اپنے مقام سے حرکت کیجئے گا جیسا مناسب ہے ہین عمل میں لائینگے اور شکسپیر صاحب سنسٹ و
 کو مع میشری سیر التفات حسین خان مع قطع تحریر عن نامہ جدید واسطے مہر کو نواب الفیر
 فارس الملک محمد علیخان بہادر سپہدار جنگ کو مایں بھیجا۔
 دس بجے رات کو پہلے علیجان داماد شیخ شبن وکیل حسین علیخان جنہیں خطاب سہر الدولہ
 ملا تھا ظہیر الدولہ مولوی غلام محی خان سفیر شاہی سے حقیقت حال سن کر پاوہ پاشا مل و ہر
 حاضر در دولت ہوئے اور عظیم اللہ خان کو خواب غفلت سے جگا کر یہ فرودہ جاوید سنایا کہ
 شکسپیر صاحب مع میشری نواب کے استقبال کے آتے ہیں پھر خبر ہوئی کہ حسان حسین خان
 بیٹے سبحان علیخان کے آتے ہیں انکے ویدر سے علیجان و دوسرے کمرے میں چھپ کر رہے
 فرزند ارشد خان نے مذہبیت نواب کی طرف سے گزرائی اور اپنی چرب بانی سے غرض کی
 کہ یہ سلطنت حضرت کو مبارک ہو بشرطیکہ وزارت نواب درکار فرمائی ہم سے دولتخواہوں کی
 قبول ہو بتا ل ارشاد کیا انشاء اللہ پھر وہ رخصت ہو کر گئے۔
 جب کہ تان مودعہ اور میشری نو تہنیت تخت نشینی عرض کی وہ عہد نامہ جدید میر کو گزرائی
 خاص محل سے مہر طلب فی بطیبت خاطر لا اگر اہلے اندیشہ ہو کر بلکہ غنیمت سمجھ کر مرثیت کی
 فرزند ارجمند فرما امجد علیخان بہادر اور دونوں اونکے صاحبزادی اور عظیم اللہ خان میرام علی
 پرخش کو کٹاش صاحب کے ساتھ کفرج بخش میں اگر ٹیٹھے جرنل کو صاحب زبے تک

جلوس مساعت نجومی مزار فیض الدین فریدون تخت عرف محمد مہدی مناجان
جب حضرت خلد منزل دوحین حیات میں ابطال نبوت مزار فیض الدین فریدون تخت
عرف محمد مہدی مناجان بالمشافہ جنرل اوصاحب سے فرمایا اور جس طرح سے سوال کیا اوسکا
جواب یا صاحب نے حسب شہ صدر کو روپوٹ کر دیا اور جب حال علالت مزاج اقدس صد سوافزون
دیکھا اوسکا حال لکھا کہ اگر قضای الہی سے ایسا اتفاق ہو ہم متردین کسے مستحق وراثت
سمجھ کر تخت نشین کریں جواب آیا کہ اکبر اولاد نواب سعادت علی خان کو تخت نشین کر دینا
اس جہت سے صاحب کے نزدیک سوا میر شہزادہ آفاق نواب نصیر الدولہ بہادر کوئی
اور میران فہم میں نہ جیسا اگرچہ بظاہر از روی وراثت جذبی نواب محسن الدولہ بہادر بھی اسکے
سزاوار تھے شاید مناسب وقت سمجھے اگر اس کیفیت کو صدر لکھتے تو کیا عجیب از روی انصاف
استحقاق وراثت ممکن تھا بلکہ ایک صاحب جلیل القدر نے ریڈنٹ سے اسی امر خاص میں
پوچھا کہ تم شاخ قریب کو چھوڑ کر بعید پر کیوں گئے جواب دیا کہ ایک عالم شباب نصیر الدین حیدر
ہماری دروسری کو کیا کم ہوا تھا کہ دوسرے اہل شباب کو تجویز کرتے اس نہایت سے ہمنے
دیدہ و دہستہ مردن گرم و سرد و جوان یدہ کو تجویز کیا یہ امور سلطنت میں مورخ کو آہیں چون چرا
سچا ہے چنانچہ ایک دن جنرل اوصاحب ملاقات حضرت خلد منزل سے پھرے ظفر الدولہ کو حجر پیر
چلے آئے آدمیوں کی بھیڑ کو ہٹا دیا فرمایا ہمیں صدر سے حکم آیا ہو کہ باب وراثت میں تم قدیم
جو لوگ ہیں اونسے بھی پوچھو ہمارے نزدیک تم سے زیادہ قدیم اور غیر خواہ سرکار کون ہے
انھوں نے عرض کی کہ میری نزدیک اولاد نواب سعادت علی خان میں سب طرح سے ترجیح نواب
نصیر الدولہ کو ہو سکا سوائے کہ وہ اپنے باپ کو بھی وقت میں کار و بار ریاست کر چکے ہیں سوچو
ظفر الدولہ کو وقت جلوس مناجان اپنے حجر سے باہر قدم نہیں رکھا تھا محمد علی شاہ بھی
انھیں ایسا ہی سمجھتے تھے انکی ساری اولاد کو چوڑھ ہزار ماہوار کی تنخواہ کر دی تھی انکا
منقاع الدولہ کی بھی پانسو کی تنخواہ تھی جواب و زمان شہیدہ کو محتاج ہو گئے ہیں اور لطف
یہ ہے کہ سرکاریں اپنے حق سے محروم رہی +

العرض نواب روشن الدولہ جنرل اوڈا کٹر ایٹون سن جمیس باپٹن صاحب

جناب بادشاہ مہدیج لادہارث مرحوم اوس حالت میں وہ مشاہیر مذہب اور اختیار بنائے ہوئے
 دفعہ چھٹی اگر کوئی شخص شاہرہ واروں سے قلم و سرکار کسینی انگریز بہادر میں ہر تو صاحب
 لکھنؤ اوسکا مشاہیرہ میں پونچاویں

و دفعہ ساتویں مشاہیرہ داران مذکور اور بعد انکی اولاد جو پہلی بعد اوسکے مرگے مشاہیرہ
 پانچویں ہمیشہ مستحق تاملت اور محبت خاص کو جانب سرکار کسینی انگریز بہادر رہیگی اور صاحب
 اوس عصر کے لازم ہوگا کہ ہمیشہ نسبت انکو شریک کریم و عظیم اور جس امر کی ضرورت پڑے
 مواظم ہی واداد اوسکے بار وین مرغی رہیں۔

دفعہ آٹھویں صاحب ریڈنت جناب مستطاب علی القاب شریف الامرا گورنر جنرل بہادر
 خلد اللہ ملکہ اور الالباب ولی الارباب کونسل کو درخوست عنایت و تہقہ بضمیمہ مذکور انصہ
 فرمیں مہر و بتخت سے جناب مہدیج کو کر کے اور تہقہ مذکورہ لیکر جناب بادشاہ اودھ حوالہ کرینگے
 تحریر فی التاریخ غزہ پانچ ۱۲۵۴ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۲۵۴ء ہجری۔

زبدۃ نویدینان بارگاہ عظیم الشان مشیر خاص
 حضور فیض گنجور بادشاہ کیوان بارگاہ ہنگستان
 اشرف الامرا لارڈ ولیم کوڈنشن بینک گورنر جنرل
 بہادر ناظم عظمیٰ مالک محروسہ سرکار کسینی
 انگریز بہادر متعلق کشور ہند ۱۳۱۳ء

نائب نواب محمد الدولہ ۱۲ شہر ۱۱۰۰ یوم تقطیر الدولہ اعتماد الدولہ وغیرہ چند روزہ یارب فرماں دولہ سال
فوج برطرفی ہم ہزار سوار ۱۰۰۰ پانچ لاکھ و پچیس توپخانہ باقی شاگرد و پیشہ تاریخ و شات
از فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق و ۱۰ سال بخیر و حکومت نموده شاہ +

انقل من شقیۃ صاحبات محل

و شقیۃ عہد و میثاق جو فیما بین حضرت راقم من اعلیٰ جناب بادشاہ ایدہ اور سرکار و اعتماد
کپنی انگریز بہادر خلد اللہ ملکہ ما معرفت مارٹونٹ کرٹس صاحب بہادر لکھنؤ کے بج بین اوس
مبلغ کے جو بادشاہ مدوح نے بطریق قرض سپرد کیا ہے + ہ دفعین
دفعہ پہلی مبلغ باسٹھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ کہ لکھنؤ جو جناب بادشاہ مدوح نے بطریق
قرض دینے ہیں جناب مستطاب اعلیٰ القاب اشرف الامرانواب گورنر جنرل بہادر نے
سرکار و اعتماد کپنی انگریز بہادر کی طرف سے لیے ہیں +
دفعہ دوسری زر محل فروربز منافع بخش فیصد پانچ روپیہ بموجب قسط طاری ماہ
انگریزی خزانہ زرینڈینی دار السلطنت لکھنؤ سے ملا کر گیا +
دفعہ تیسری جمع منافع زر محل فروربز تین لاکھ بارہ ہزار روپیہ سالانہ ہوتا ہے یہ مبلغ
منافع چاشتط مساوی حسب مقدار معینہ بہر ایک کیسان مفضلہ ذیل وام حیات سال سال
وجہ بین دے کر رسید دہری اونے لکھیا گیا +
عہد سے ملک

نواب ملک زمانہ نواب تاج محل نواب مخدوم عینا سلطانہ شہر صاحب عالم
عہد تاج واری عہد تاج واری عہد تاج واری عہد تاج واری
سالانہ ملک عہد تاج واری عہد تاج واری عہد تاج واری عہد تاج واری
دفعہ چوتھی جب کوئی شاہرہ داران مذکور سے وارث یا ورثہ چھوڑ کر مجاہدی سرکار
و اعتماد کپنی انگریز بہادر کو اختیار ہے کہ وجہ شاہرہ متوفی مذکور ورثہ مذکور کو بدستور
دیا کریں یا زر محل و سکہ وجہ شاہرہ سے موافق شرح مذکور الصدر کے دیا جاوے +
دفعہ پانچویں اگر احیاناً کوئی شخص شاہرہ داروں سے یا بعد اوس کے اور کاغذ مذکور کو

خلاصہ روز جمعہ کو پوشاک بدلی بظاہر اوسدن سب طرح سے اچھے تھے شام کو فضل انسا خانہ
 فیاب کو گھر سے کنٹرین آب تر بنوائے اوسے نوش فرمایا بعد اوسکے کرلیے واپس رہا
 لائی تھین اوسے بھی کھایا کچھ رات گئے آرام کیا بعد اسکے بیار ہوئے فرمایا اچھے تشعیر
 معلوم ہوتا ہے زمانائی اور حاوی فیاب حکیم مرزا علیخان دیکھ کر پہلے چلے گئے تھے بعد
 دو ساعت کے حالت بیہوشی رہی ہیں روح نے مفارقت کی پہلے حاضرین ساکت رہے
 شبے سی اوسکے بعد مہری نے فیاب سے خبر کی وہ جبریل کو صاحب کو لیکر محل میں آئی
 بادشاہ کو دیکھا جب یقین ہوا باہر آئے محل میں شور قیامت برپا ہوا سنا پڑیم رابع الثانی ۱۲۵۳ھ
 روز جمعہ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۳۷ء چار گھنٹی رات گئے انتقال کیا سہ تیاریج راجہ فیاب
 بعد دو پہر اپنی کربلائی نو تعمیر میں دفن ہوئے پہلے تجویز امام باڑہ بخت پہلو و حضرت خلدو
 ہونی حاضرین نے عرض کیا کہ حین حیات باپ سے کب موافقت تھی اس جہت سے کربلا
 تجویز ہوئی راجہ بختاور سنگ نے چاہا کہ مقام صریح میں قبر کھودیں مگر مرزا محمد علی داروغہ کربلا
 و تعمیر تھے اوتھوں نے موافق اصل نقشہ کے رتھی تھی راجہ سی کو پہلے میر اسر کاٹ لوجب قبر
 کھودنا اوسکے بعد راجہ نے پشت صریح کہ وہ مسجد ہے وہاں قبر کھودی اور بدتر ہوا کہ مقام
 صریح پر جبکہ حضرت امام حسین علیہ وہ خانہ خدا واہ کیسے اسکا خیال نکلیا اترا بلار میں
 ارکان دولت شمع جنازہ میں تھے۔
 صاحبان صدر بادشاہ کے حرکات نامناسبے سنتے سنتے تنگ آگئے تھے صاحبان
 نے دوستانہ اکثر بھجایا دن بدن خرابی بڑھتی چلی گئی اور ہر ارکان دولت اس طرح کے جمع ہو
 اصلاح پر کون لانا انھیں اسباب کی کچھ عیب نہ تھا کہ حین حیات بادشاہ میں انتقال سلطنت
 کسی پر ہو جاتا اس عرصہ میں اجل نے پردہ پوشی کر دی اور خود بادشاہ کو بھی یہ توہم ہو گیا تھا
 افسوس ہے کہ یہ شباب جوانی اور یہ سلطنت اور یہ حال بادشاہ جمہور کے سامنے تخت نشین
 ہوئے پتیریں برس میں انتقال فرمایا بظاہر اہل ربار و قضا و سلاق و قضاے بزم میں کچھ
 کہتے ہیں کہ علم عند اللہ اسکا ثابت کردہ والا کوئی باہر راہو اپنا یہ نا غنیمت ہوتا ہوا وہ
 صاحبان زینت ماروٹ رکش صاحب طامس میڈیک صاحب جبریل کو صاحب باور

چکانے یہ خدمت کسی مہتمم کے سپرد فرمائیے ارشاد کرتے تھے کہ میں نے کو اپنے سے اطمینان
نہایت ہے کہ حجت باٹھی نہ ہے۔

سیدینا ظاہری علامات مزاج فاضل قوت متعویذ شہتہ مانا رفتہ بہرہ افراہی تھا اکثر النما
کویا الہام غیبی سے ارشاد فرماتے تھے سماعین باضرین کہ باعث تخیل نہ تھا کہ لوگ وہ اپنے
ہم جہاری ہلاکت کے ہر پہلو میں انہی واپہ ہریان و نوہ ہریان و ہنیا اور وہاں یہ خدمت لکرا
تھیں ایک فیق احسان حسین زبان کہتے تھے کہ ایک رات چار گھنٹہ رات گئے بادشاہ چاہو
فیروزہ گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لیے نواب کی کوٹھی میں چلے آئے پہلے آمد آید سے جتنے
حاضر تھے سب جا بجا چسپ گئے تھے میں بھی کندیش کی پٹری میں چسپ کیا نہ اسبہ دروازہ پر
جا کر نذر و کشافی فرمایا میں نہیں جانتا میں نے کیا کیا کیا کیا ہر جس سے لوگ میرے در پر ہلاکت
ہو رہے ہیں ہر چند نواز خانقہ ویران کلمات شہنی عرض کرتے جلتے تھے بادشاہ وہی
کلمات کر فرماے جلتے تھے اسے سب ماضرین سن رہے تھے اسی حال میں کچھ بڑے
زینے سے کوٹھی میں تشریف لیکن وہاں سلمان شہن آراستہ تھامند کرسی دار و نذر ارباب
تھے حاضر ہوئی بادشاہ کو بھلا لیا۔

اسی طرح ہم مروجہ کو جس نے خانہ صحبت و مہتمم کی اوقات اور پھر بعد اعام حکم صحبت شروع
ہوئی تھی اور اس میں بہت ایام مصائب میں حضرت جمیع شہادت اپنی تاشی سے باز رہتے تھے
یہ بھی ایک عجیب امر ہے غرض جب ملازمین و لایٹی بیویوں کو خدمت کیا تو فرمایا اسبہ نیز ہوگا
اور نہ تم کو نہ کچھ گی سیان و عانیئے گاہن گاہن تہجیب تہجیب نواب صاحب نے جب اس عاصی سے
نبان کیا میں نے کہا کہ کو یا ایک نذر و غیبی ہے اکثر مومن کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے
چنانچہ جب وزوہات صاحب سے ملاقات ہوئی کہنے لگے تیری زوہات جو تم کہتے تھے۔

غرض کہیں یہ نہیں سے دربار عام بھی نہ قوف تھا قوف صاحب زبڈٹ سے بضرورت ملاقات
ہوئی تھی مشروبات منہیات بالکل ترک کر دیے تھے ہر چند نواب نے اطباء و حافق سے
جو نواب سے موافق تھے متواتر عرض کیا خیلہ بے شرعی بھی بیان کیے مگر بادشاہ نے
اپنی عقائد و صحیحہ سے جو اصرار کیا کہ لاشعافی احرام ہو یہ بھی چال معتدالہ و لکھی دیکھ کر نہ چلی

نہاں نہ کر نکل پڑا صاحب تو سید سے اپنی ولایت پہنچنے بی بی ڈون ہا سپر و خاک لہڑا
 فریل صاحب مع کواکتر اوشا نیر صاحب مہتمم کالج کچھ کتب علمی لیکر سفیر بابتینر و اندر ہندوستان
 منجملہ ہڑیا لہڑا نو لویا صاحب ایک بی بی صاحب حسن ہمال بتنا خریستے آئے گسواستے کہ
 مخالفت با براری وہاں مل سکتے ہیں معلوم نہیں لکھنؤ پہونچکر نذر حضرت سے گذرنا اسکے کیا نتیجہ
 ہوئی گسواستے کہ اکثر بی بی ولایت ملازم بادشاہ تختین یغمن جب یہ لوی صاحب بھی
 پہونچے ہنوز وہ ملت مجبور یہاں سے آغوش گرم ہونی تھی کہ خاک کہی میں چین سے
 پانون پھیلا کر سید سے میم صاحبہ ولایت کو پھر گئیں ڈاکٹر کلکتہ پہونچے اتفاقاً یہاں بادشاہ
 نے انتقال کیا محمد علی شاہ سرکاری سلطنت ہوئے جب جنرل صاحب نے بادشاہ سے
 عرض حال کیا حکم ہوا ڈاکٹر صاحب کو سوکڑا خواہ دو ہزار روپیہ زادراہ دیکر رخصت کیجیے کتب
 کلکتہ میں بیلام ہوا سبب جب لہ آباد پہونچا حکم الدولہ جا کر رہے آئے عمن درچہ خیالیم
 ملک درچہ خیال تو وہ قلعہ خیال خام ہوئے تھے سب مٹ گئے

آخر نو فی الزال خاطر بادشاہ و قوال

حضرت شاہ زمان کثرت مناجات و وقت رخصت اور رکن رکین سلطنت وزیر اعظم سے
 موجودات چند در چند کیبیدہ خاطر رہنے لگے یہاں تک تنگ ہوئے کہ در فی اتمام ہوئے
 اور اکثر ارشاد کاام بادشاہ نے نتیجہ بہت فلاح پائے جاتے تھے اور خاطر مبارک میں
 بہت سے وسوسے ظہور کر گئے تھے محیط اکثر امور کو خدشہ گذرتا ہے اس جہت سے کئی
 مہینے سے آب و طعام غیر معتین کے ہاتھ سے نوش نہ فرماتے تھے بلکہ احتیاطاً خاصہ و بہر
 کتنا تھا گسواستے کہ مقدمہ جنت آرام گاہ جیسا مشہور ہو گوش ہویش یاد تھا اور بعد وفات
 ماگہانی نواب قدسیہ محل عیش آرام دنیا جیسا جی چاہتا تھا جاتا رہا تھا اور اس شادی منجور کو
 اپنے واسطے بہت برکین سمجھتے تھے او وہ درما جان عزت اپنے حفظ جان و مال کی واسطے اپنی
 کلمات سے غافل تھا ورنہ سب تو بہات بر مشروبات اور خاصہ محمول نواب پر تھا
 وہ بھی جانتے تھے جب ہماری عزت پرین جانیگی ہم بھی قصور نہ کریں گے اکثر قربان محل عمن
 کرتے تھے کہ حضرت کیونہ قدر تکلیف اٹھاتے ہیں گویا ہمارے زعم میں آپ پر تکلف

۹۹۹

ہر ایک کے لئے ایک ہی چیز ہے۔ ارشاد کرتے ہیں کہ جو اپنے سے اطمینان

سبب ظاہری علالت مزاج خدعت قوت سقوط شہسوار قریب بارہ ہفتی رہا اکثر القضا
بالامانہ بنی سے ارشاد فرماتے تھے سماعین و حاضرین کو باعث تحییر و تاسف کہ لوگ درجے
دہی پاک کی کچھ نہ سمجھتے ہیں انما ہی واپہ نہر بان و نو نہر بان و دنیا اور وہی یہ خدمت گزار
بنائے ایک مین احسان حسین زمان کہتے تھے کہ ایک ات چار گھڑی رات گئے بابو شاہ چاہو
بازار گھر کے کی پاک ہاتھ میں لیے نواب کی کوٹھی میں چلے آئے پہلے آمد آہ سے جتنے
مشرقی سب جا بجا چھپ گئے تھے میں بھی کونڈ میں کی پٹری میں چھپ گیا نواب نے دروازہ پر
بازار دکانی فرمایا میں نہیں جانتا میں نے کیا کیا کیا کیا ہے جس سے لوگ میرے در پر ہلاکت
ہے میں ہر چند نوابانہ تیر سان کلمہ است شہنی عرض کرتے جاتے تھے بابو شاہ وہی
لات کر فراموش جلتے تھے اسے سب حاضرین شن بہے تھے اسی حال سے مع لکھوڑے
نہ سہ کوٹھی میں تشریف لیگتے وہاں سماں میں آہستہ آہستہ تھا مندر کسی داروغہ ارباب نشا
فانہ زونہ بابو شاہ کو بھلا لیا۔

اعلیٰ مرتبہ کو جس بات کا خاتمہ صحیح ہے اور معمولی اور ناقص اور پھر بعد طعام حلیم صحبت شروع
 نہ کر اس مدت ایام مضایب میں حضرت جمیع منشیات اپنی تاسخی سے باز رہتے تھے
 غیب اس مرتبہ فرزند غیب ملازمین و ملائحتی بی بیوں کو رخصت کیا فرمایا اب پیر ہو گا
 اگر کوئی کیوں کی بیباکی و عنایت نہ کریں مگر متعجب متحیر ترین فالس صاحب غیب اس عالم سے
 انہوں نے کہا کہ کیا ایک خدا سے غیبی ہے اکثر یہ من کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے
 بزرگوار صاحب سے ملاقات ہوئی کہنے لگے یہی ہو ابو تم کہتے تھے +

کیا نہیں ہے دربار عام بھی موقوف تھا فائدہ و عاصب نے پیریت سے بضرورت ملاقات
 رات منہیات بالکل ترک کر دیے تھے ہر چند نواب نے الہ آباد حافق سے
 معصافق تھے متواتر عرض کیا خیلہ باے شرعی بھی بیان کیے مگر بادشاہ نے
 پاکہ لاشافی الحرام ہو یہ بھی چال معتدالہ و لہ کی جائے تھو گئے چلی

ہندوستانی پلار ہو کر یہاں پہنچے اور اس وقت وہاں رہا گیا اور سکے دیکھنے کو جنرل کو بھیجا
مع صاحبان عالیشان و خواہن خدادادین بعد اسکے کرنل ڈیو صاحب فرس صاحبان فرس
فرل صاحب لوی اسماعیل صاحب غیر ہندوستانی تجویز ہو مو لوی صاحب کو خطاب علام
لار اور فریڈیٹ ظاہری ایک مہتمم کالج جس سے ترقی رصہ خانہ سلطانی اور عل علم ہست کا
ہندوستان میں رواج پائے اور کتب علمی اور دو گھوڑی خانہ زادان شاہی سے دو ہاتھی کے
پاٹھے تجویز جنرل کو صاحب کسواسطے کہ بڑا ہاتھی ولایت میں تھا اور دو گھوڑے ان کی جھون
مفرق پر تکلف تھیں اور سائیل و فریڈیٹ کی بھی وروی بہت بھاری مفرق ایک گھوڑا
کلکتے میں جہاز پر چڑھنے میں پانی میں گر کر مر گیا پھر دوسرے ہزار روپیہ کا مول لیا
مع انیس روایہ ہوا

نواب گورنر جنرل بموجب تحریر ریڈیٹ صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹس کو مشرور
لکھ چکے تھے کہ یہ ہدیہ گران بہانہ سفیران شاہی فرستادہ اب سپہ سالار ولایت ہوا جس
یہ لکھنا و اعتنائی سے نواب محترم الیہ کا خلا و مطلوب ہوا چنانچہ راہ کیپ گوڈوہ سپاہ قدیم
لندن سے پہونچا پہلے بھت محصل پر مٹ میں روکا گیا جب اسے نجات پائی سرکار میں
اطلاع ہوئی ممبران کورٹ مذکور نے کہا کہ ہدیہ دوستانہ کم قیمت ہوا اور درحقیقت راہ جنس خلا
بیش بہا چاہیے اس قدر تخائف لینا بامست جو احتمال اسکے خلافی کا بھی ہے لہذا اسکا استروان
مناسب ہو لیکن جب سفیر شاہی نے وزیر اعظم سلطنت سے بہت عزم کیا بعد از من شب جب
آمد رفت گھاڑیوں کی کم ہوئی سفیر شاہی بوساطت وزیر اعظم مع ہدیہ حیوانات حاضر ہو کر شاہ
ہوے وروی سکی دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انھیں سفیر شاہی درباب پھر لیا حیوانات کو
بجہت سافٹ و درواز و سفر و یا منظر ہوئی حکم ہوا انھیں لے لیا اور سفیر شاہی و خلوت
رحضت ہو و عبث عبث نقصان لکھو کہ اور موجب تو میں ہوا اسکے سوا آپس میں سفیر و ان
خوب جوتی چلی اور بعض امور سفیر ہندوستانی سے جو انکی بی بی ڈون صاحب کو اپنے ساتھ
لیکھے تھے ایسے خلا و سرزد ہوئے کہ باعث مضحکہ ولایت ہوا صاحبان اخبار سے
بہت زکین کر کے چھپا

وہ عروس ہن اب خود وہ عبادت خدائیں رہتی ہیں اور مثنیٰ زیارت کر لایا علی بن ہشام
سے کار سے بندہ سورہ یہ مبینا ملتا ہے سراج الدین کہ بھائی ہن او نہیں سب طرح کا اختیار کر

جانا کر نکلے اب اسکا قول ہے کہ جو محمد رسول اللہ کا لکھو بخت مع ہدایا شاہ چچا جاج چچا

اصل بنیادی ہدایا شاہ کی یہ ہوئی کہ حضرت خلد مکان کو بعض دو لکھو آہ غایت اندیش

مقبول و مقصد سرکارین نے صلاح نیک یہ عرض کی کہ اگر کچھ ہدیہ شاہ چچا جاج چچا کو بخت

تجارت نامی کلکتہ باخفا لکھن جاج اور ایک کو ٹھی سلطان بنی بطریق تجارت معرفت او نہیں تجارت

مقرر ہو جس میں بجاس لاکھ روپیہ سرکار کا جمع رہے اور دو جہاز بنام شاہی خود بد ہو کہ فقط آمد

ولایت کیا کریں اور پھر تم کا اسباب لکھو بخت اور فرمائشات مصروف سرکار لایا کریں بعد مصروف

باقی اسباب کا نیلام ہو جایا کرے پس اس صورت سے چند کاروبار سرکار شہرت پانچا جاج

تجارت بھی مطمئن ہو جائیگا اور باعث توفیق اعتماد بھی ہوگا اس پر وہیں جو عرض ملتی رہی

کسی پر نہ کھلو گی کہ اسلئے جو صاحب عمدہ جلیلہ پر ہندستان میں آنا ہو محتاج اپنی مرضی بخیر گماشتہ

ہوئے اس مسئلے سے اکثر امور سرکار ہوئے ہو جایا کر نیکی چنانچہ یہ امر بہت مطبوع خاطر

ہو اس صفت سے کچھ محتلف جلیج پیشتر بیان کیا باخفا معرفت تجارت ولایت مصروف ہ جم جاج

لکھن گذرے اس کے عوض ایک کھڑا خانہ نادان شاہی سو چوڑی پتی قبور کار نکلتی

بند و قین جگر شام کلکتہ پہنچیں یہاں حضرت شاہ زمان سر آریا و سلطنت ہو چکے تھے

بس اس بنی خاص پریشان خاص کی صلاح یہ ہوئی کہ اب یہاں سے بھی سفیر لکھو بخت

ہ ہندوستانی مع ہدایا گر ان بہا جہ فرخندہ شاہان ہو جاج بڑا نام ہوگا اور پھر بھی صورت

تمام ہر سگی تو حصول مطالب بھی غالب ہو گیا سانی ظہور میں آئی مگر اصل کار نہ سمجھے اور ایک

فرنیے سے کیا بلکہ پیشتر ان سابق نے ازراہ دو لکھو اس سے بھی عرض کیا تھا کہ سفیر تو فرنیے

نہ بھیجا اور نہ اسقدر ہدیہ گر ان بہا بظاہر بار منت ہو جائیگا کس واسطے کہ پہلے کہ یہاں

بھینا باخفا اب گورنر جنرل کے ناگوار خاطر ہو چکا ہے مگر پیشتر ان حال سے قبول میت کا

کلیت سمجھے آخر یہی ہوا۔
بھر حال تقریباً تیس لاکھ روپیہ کا سبب حکا اسباب تحفہ نایاب بلکہ کیا بٹانہ و مراد

فرق مبارک پر سنوٹو کا اور بچہ دیوان کا سر ابا نہ صاحب حضرت نے اپنے دست مبارک سے
ایک گڑی پار مغرق ہوئی پلیٹ میں رکھا نثر ایت فرمائی صاحب نے بہت مبالغہ سے
لیکر نوش جان فرمائی خلاصہ یہ صحبت تھی ایک کاریسہ وجہ ان ہوئی بعد اسکے بادشاہ سہم ابا نہ
وفاقی محلہ سرور و دھن کی پائیں بیٹھیں عتہ رسوم عرفیہ شادی کی نہیں آگے فضل سے سلاجا ہو
بلکہ اس شخصیت کو پہلی شادی میں نہ ہوئی ہو ان بعد رسومات مع عروس خلی و لتیانہ
فتیمہ نواب آصف الدولہ ہو سب توپ سلامی کی چلی خطاب عروس اب بادشاہ جہان
صحت اراکد ہر ہوا

بعد چند روز کے یہ بسا طعیش مستعار بھی برہم ہوئی کسوا سکے کہ بادشاہ شوخ و شنگ
عاشقانہ معشوقانہ ولہ یا با نو کے عادی اور طالب تھے وہ گھر پلہ شیر خا کی صاحبزادیوں میں
نایاب امیر و حرمہ کی نسبت جہانگیر نے زیادہ ناویرہ پھر کہو فکر رغبت ہوئی اسکے سوا اور عروس
کی وفات و تنگ خمی امور کی ایک عادی اپنے سہرہ چھانہ عرفیہ کی یہ سب جب انتشار و توتر
خاطر ہوا یوں کا ہوا انکو سر اسر خلافت شان و شوکت شاہی سمجھے غرض بہر صورت پیش گوئی
غنیہ ساز بھی کھل کر ٹھہر کر بکھا مختصر سبب کر ایت و ناگواری و عدم خرچ ترقی کا یہ ہوا کہ
بادشاہ نے کئی لاکھ روپیہ اور پینتالیس ہزار روپے و سالہ وروان جامعہ دارا اور چھانہ
لباس گریا وغیرہ اپنی نامور میٹھی گریہ گریہ عینیت فرمائیں کہ تم بادشاہ کی بی بی ہوئی
اپنے عزیز اقربا بنو سلیمان اہل محاکمہ تقسیم کہ وہ بھی کیا یا کرنگو و دھن نثری صاحبزادی
تھی مادہ کو اختیار تھا اوھوں نے اپنی وفات طبع سے صرف یہی سمجھ کر بدستور رہنے دیا
کیسکے تقسیم کیا صحیح کو جب بادشاہ بیدار ہوئے اسکی تقسیم کو پوچھا یک صاحبہ کی مان و اپنی
گرتی سے جواب دیا کہ تم تمھارا گھر بنانے کو آؤ میں یا مثل اور ون کے ٹٹا کو بس سنتی ہی
انفل درپیش ہوئے اوھکر چلے عروس نوہن بادشاہ کپڑا فرمایا تو کنگلی ہو گیا کیسکے و کی
بایر تشریف لائے راجہ غالب جنگ مستحکم دیوان عام سے فرمایا راجہ ہمنے اس سے محل کا
خطاب کنکلا نعل و پاراجہ نے اوسی خطاب سے آباد ملند ایک چویدار سے کہا جملہ
کنکلا نعل سے حضرت کا تاج لے آؤ جب ہو مشہور خاص عام یہ خطاب ہو چھند روزہ

جناب میر سید علی صاحب مرحوم کے بچا ان مجتہد ائمہ کے ذیاب کی طرف سے سمجھانے کے
تشریف لیکے بہر ارجہ و جہد اب تمام ذیاب دولت سے خلا دلایا اس عرق نری دینی سے نہایت
سید مہر و عنایات خاقانی ہوئے ذیاب نے بادشاہت سے عرض کیا اس عقدہ والا انجیل کا کچھ لکھا
انہیں کا کام تھا وہ زن با وفا بنزرا ان رہی مگر جہنی نہ ہوئی وہ اس کے اپنے خوش بختی اور
ثابت قدمی سے بھاگ کر کا پتھر میں اپنے شہر سے جا ملی۔

اس عرصے میں بہت صاحب حسن و جمال نظر اقدس سے گزرے انہیں بعض غریب
سے بھی تھے اونکی بھی خریداری نہ ہوئی آخر بہر جسم تلش ذیاب و شن الدولہ نے
بحر فخر میں اپنی عیو اسی سے درشتوار نکالا یعنی سلج الدولہ بیٹا باقر خان کا جو اونکی
سکی بہن وہ انکا داماد بھی تھا باو شاہ کبھی پر دو عصمت ہو دکھا یا جنرل کی مان ذیاب کی
بانی کی بڑی مستجاب باو شاہ ہوئی اور انہیں بہن فرستے تھے۔

جب چار مہینے کی دن گزرے یہ دولت عورت شریفہ واسطے عورت کو نشے کو
شاید یہ وعدہ معینہ شاہی ہو گیا یہ صاحبہ مرحومہ کو حکم بطرفی دیا تنخواہ سب کو ملگنی
مگر تو جی قادر علی خان واروغہ وغیرہ صاحب پول تھے لے دیکر ذیاب کی حمایت سے
بچ رہے مار گیا یہ صاحبہ کی میر نصاح صاحبہ سے بیٹے مرحومہ کو بکھر اپنے مکان ملک کو داروغہ
غلام حسین میں گئیں یہ بیٹا مرحومہ کا ایک گار شاہ قندیم بھی میر حیدر کا تھا اور دوسرا چڑیا
بیٹا جو ملکویت میں مرحومہ کی اس کے پاس رہتا تھا بعد میں خرچ میں مر گیا میر خدابخش مرحوم کی
کریا میں رواق جانب جنوبیہ وقفہ مقدسہ میں دفن ہوا وہ برہمہ مذہب نصیب تھا
اس کے بعد یہ سب آفتیں جاوی گئیں۔

خلاصہ ذیاب نے سیدانہ عروسی شاہی لیا کر ذیاب باکریہ محل سجایا گیا جسے کہیم
بندہ رضا نان کے سمجھانے سے وہاں محل ذیاب بنایا گیا جسے چنانچہ ہی مولانا فتح رحم نامہ ہوا
جب درتو لد جناب میر علیہ السلام ۱۱۰۰ھ میں جب ملک مطاہر علی علیہ السلام ہرات ہوئی محفل اٹھا
آہستہ ہوئی اقربا ہی شاہی مارکان دولت سب حاضر تھے جنرل او صاحب جمع و صاحبان عالی شان
و نوابین مظاہرہ شریک محفل تھیں صاحبہ ہات کمالی خداداد معیت سے بنیت خالص

پندرہ ہزار روپیہ مہینہ مقرر کیا اور پانسو سپاہی چوکی پر سے کی اجازت دی چنانچہ
ابا و علی اور خدائش چوہدار زینت نئی برطر فی فتح پر مامور ہوئے۔ یکم صبح نو بیلا سبکی
ستخواہ دیکر سمجھا دیا کہ تم سب میرے کو کر پو اپنے گھر تھے رہو ستخواہ پو پنے جانگی یہ جو شخص
اس خیال سے کہ روز بد میرے کام آئینگے اور صاحب نے ٹیٹ نے ملازمین شاہی کو جس
قلبی دیا کہ کوئی ملازم یکم صبح کا فرح حال ہو پھر یکم صبح نے معرفت مرزا علی خان اپنے
کیل صاحب سے کہلا بھیجا دو لاکھ روپیہ مجھے اور بچہ ادا و صاحب نے طو ناہ کر لاکھ روپیہ بچے
اقرار کیا کہ کل صبح کو لیجا نا اسی رات بادشاہ کا انتقال ہو گیا اتنا۔

بادشاہ اس وقت قیام مانج میں یکم صبح کے پاس حالت بخیر دی میں پہر رات سے
تشریف لیگئے یکم صبح نے زبان شکوہ و شکایت کی کہ کوئی بادشاہ تھوڑی دیر تھوڑی دیر
مفسدین نے دیکھا کہ اگر بادشاہ اور یکم صبح سو پھر موافقت ہوئی ہمارا کام تمام
ہو جائیگا لاچار ہو کر بعض خواص محل سے بطع زرم موافقت پیدا کی کہ مفصل خبر محل کی
سنگر بادشاہ سے عرض کیا کریں۔

عروسی آخری بادشاہ

حضرت شاہ زمان کا حال بعد انتقال نواب قوسیہ محل عجب طرک کا ہو گیا تھا کہ ہر وقت
پریشان اور فقور ہیں اس پوسٹ جہان گذشتہ کے رہتے تھے اور چاہتے تھے کاشکو کوئی
ہم شبہ ہو سکی طجاء اور مشابہ اوسی شکل و شبہ کے ہو مگر غیر ممکن تھا البتہ فی الحکمہ میں
ہو جاتی اور یہ شعلہ فراق کچھ سمجھ جاتا جتنے زن و مرد خواص تھے اپنے رسوخ کیواسے
شہر میں خال وڑانے لگے۔

پہلے بادشاہ کے خیال میں آیا کہ اگر چھوٹی بہن مرحومہ کی جو نواب دولہ کی جو رہے
راضی ہو تو اس میں کہاں تک خدات و خواص سکی بہن کے ہونگے اس امر میں بہت سے
والوں نے ہاتھ پائوں ملے مگر اوس ن بابو فائے ہرگز مفاہرت اپنے شوہر کی قبول
کمی جہان تک کہ اوسکے شوہر کو ازراہ تنبیہ شہر سے کال و پامیان کنج بھیجا مستح الدولہ مرزا
محمد رضا برق اوسکی حفاظت و سمجھاؤ کو ساتھ ہوئے کہ امین بھاگ جائیں بعد کئی مہینوں

حسب حکم ظفر الدولہ نے جا کر جتنے کوٹھے تھے سب متفضل کر دیئے پھر چھکڑوں پر بار کر کے
بتنا تھوڑے عیش تھا ہوا ملازمین کو بیجا صاحبہ باغ میں پھونچا دیا اس سبب کو لے جانے میں
بہت سا گھروالوں کے ہاتھ سے بھی تلعت ہوا۔

جناب بیجا صاحبہ موافق عادت و رسوم قدیم کے اپنے رسومات و داعی میں مشغول رہیں
اور باغ جو مثل خرایہ کے ویران مطلق پڑا تھا ہر طرف گالزار ہو گیا غریب شہر مرثیہ خوان
ڈاکرین نے جو ہم ہر دوسرے کو کوڑھونکا گیا قریب آٹھ نو ہزار کے سپاہی نوکر ہو کر انھیں
وردیان ملیں صبح کو شام تو اُتار دینے لگی جبریل فوج میان امام بخش تھے ہوئے
نواب نے نظر ہیمنت علیخان تھے انکے رفقا اور دستہ خوان بہت وسیع تھا باغ کے پاس
وکانوں سے بازار آباد ہو گیا تھا۔

غرض جب یہ خبر فوج اور سامان وغیرہ کی بادشاہ کو پہونچی کہلا بھیجا کہ فوج کو برطرف
کر دو بیگ بیجا صاحبہ نے جواب دیا میں اس جنگل میں رہتی ہوں اگر سپاہ حفاظت کو منوگی لٹ
ماتو مگر پھر شہر میں منادی ہوئی کہ بیگ بیجا صاحبہ کی نوکری کو جاگیر کا مجرم سزا دیا ہو گا اور
فوج شکاری بھی جا کر مقابل باغ پڑی بیگ بیجا صاحبہ کی بھی فوج نے نالے پرائے کے مقابل اپنے
موسے لگائے جب خبر موضع جبریل کو صاحبہ نے سنی خود مع جمیس ملین صاحبہ نے منشی
سید التفات حسین خان صدق و کذب خبر فوج کو تشریف لیگئے جب کثرت فوج پچھم دیکھی
چاروں اچارہ داخل کرنی پڑی میر منشی کو منامیش کیواسطے بھیجا کہ آپ فوج کو برطرف کیجئے
بقدر ضرورت رکھ لیجئے اور جو صاحبہ نے ڈیڑھ درہمہ مقرر فرمایا اسے قبول فرمائیے
اور اگر تمنا ہے گا دو کمپنی انگریزی اگر بندوبست کر لیگی پھر آپ کے عذر کی بھی شنوائی
منوگی بیگ بیجا صاحبہ نے رو رو کر اپنا سارا دکھرایا کیا کہ مخربان سلطنت میر و دیسے تزیل
ہو کر اور بادشاہ کو دیکھو کیا خوب حق پرورش میرا داکیا مجھے ابتداء سے اپنا تصفیہ بولا
صاحبہ نے ڈیڑھ منظور تھا اب لاکھ روپیہ ہو تو مخدوہ فوج کو دیکر برطرف کروں اور میری
جاگیر سلون عطیہ میرے شوہر کی مجھے ملجائے وہاں جا کر رہوں خلاصہ بعد قتل و قتل
صاحبہ نے ڈیڑھ نے حکم صدر لاکھ روپیہ برطرفی فوج کے خزانہ شکاری سے بھجوائی اور

پندرہ ہزار روپیہ مہینہ مقرر کیا اور باپسوسپاہی چوکی پہرے کی اجازت دی چنانچہ
اباوغلی اور خدائش چوہدار زبردستی برطرفی فوج پر مامور ہوئے یکم صبح نو بظاہر سب کی
تخواریہ دیکر سمجھا دیا کہ تم سب میرے نوکر ہو اپنے گھر گئے رہو تخواریہ ہو چنے جاسکی یہ تجویز محض
اس خیال سے کہ روز بد میرے کام آئینگے اور صاحب نے پلٹنے نے ملازمین شاہی کو حکم
قطعی دیا کہ کوئی ملازم سبکدوش نہ ہو پھر یکم صبح نے معرفت مرزا علیخان اپنے
وکیل صاحب سے کہلا بھیجا دو لاکھ روپیہ مجھے اور بیجاؤ صاحب نے طوعاً و کرہاً لاکھ دو چوبیسے کا
اقرار کیا کہ کل صبح کو لیجاؤ اوسی رات بادشاہ کا انتقال ہو گیا انا لکھ۔

بادشاہ اس وقت قیام مانج میں یکم صبح کے پاس حالت بخیر دی میں پہر رات رہے
تشریف لیکن یکم صبح نے زبان شکوہ و شکایت کی کھولی بادشاہ تھوڑی دیر ٹھہر کر چھرا
مفسدین نے دیکھا کہ اگر بادشاہ اور یکم صبح سو بھر موافقت ہوئی ہمارا کام تمام
ہو جائیگا لاچار ہو کر بعض خواص محل سے بطع زرموافقت پیدا کی کہ مفصل خبر محل کی
سکر بادشاہ سے عرض کیا کریں۔

عروسی آخری بادشاہ

حضرت شاہ زمان کا حال بعد انتقال نواب قدسیہ محل عجب طرک کا ہو گیا تھا کہ ہر وقت
پریشان اور تصور دین میں یوسف جہان گذشتہ کے رہتے تھے اور چاہتے تھے کاشکو کوئی
ہم شبیہ اوسکی لجاو اور مشابہ اوسی شکل و شمائل کے ہو مگر غیر ممکن تھا البتہ فی الحکمہ خاں
ہو جاتی اور یہ شعلہ فراق کچھ سمجھ جاتا جتنے زن و مرد خواص تھے اپنے رسوخ کیواسطے
شہر میں خاکل وڑانے لگے۔

پہلے بادشاہ کے خیال میں آیا کہ اگر چھوٹی بہن مرحومہ کی جو نواب دو لکھ کی جو رہا
راضی ہو تو اس میں کمان تک خاوت و خواص سکی بہن کے ہونگے اس امر میں بہت سے
دولتوں نے ہاتھ پائوں ملنے مارا و سن بن با وفانے ہرگز مفارقت اپنے شوہر کی قبول
نہی یہاں تک کہ اوسکے شوہر کو ازراہ تنبیہ شہر سے نکال دیا میان گنج بھیجا مستح الدولہ مرزا
محمد رضا برق اوسکی حفاظت میں بھیجا تو کوسا تھہرے کہ کہیں بھاگ نہ جائیں بعد کئی مہینوں

وکر

حسب حکم ظفر الدولہ نے جا کر جتنے کوٹھے تھے سب مقفل کر دینے پھر چھکڑوں پر بار کر کے
بتناقدہ جہش تھا ہوا ملازمین کو یکجا حبہ باغ میں پھونچا دیا اس سبب کوٹے جانے میں
بہت سا گھروالوں کے ہاتھ سے بھی تلف ہوا۔

جناب بیکم صاحبہ موافق عادت و رسوم قدیم کے اپنے رسومات باہمی میں مشغول رہے
اور باغ جو شل خدایہ کے ویران مطلق پڑا تھا ہر طرف کلزار ہو گیا غریب شہر مشہرہ خون
ڈاکرین نے ہجوم ہر ویسے نوکر و نوکر کا گیا قریب کھٹے نوہرہ کے سپاہی نوکر ہو کر انھیں
ورویان ملیں صبح کو شام تو اعد ہونے لگی جرنل فوج میان امام بخش سے ہوئے
نواب ظفر مسنت علیخان تھے انکے زقا اور دستہ خوان بہت وسیع تھا باغ کے پاس
دکانوں سے بازار آباد ہو گیا تھا۔

غرض جب یہ خبر فوج اور سامان وغیرہ کی بادشاہ کو پہونچی کہلا بھیجا کہ فوج کو برطرف
کر دو بیکم صاحبہ نے جواب یامین اس جنگل میں رہتی ہوں اگر سپاہ حفاظت کو نہ ہوگی ٹٹ
جاؤنگی پھر شہر میں منادی ہوئی کہ جو بیکم صاحبہ کی نوکری کو جا بیگا مجرم سزا ہو گا اور
فوج شاہی بھی جا کر مقابل باغ پڑی بیکم صاحبہ کی بھی فوج نے نالے پرانے کے مقابل اپنے
مورچے لگائے جب خبر مویش جرنل کو صاحبہ نے سنی خود مع جمیس باپن صاحبہ منشی
سید التفات حسین خان صدق و کذب خبر فوج کو تشریف لیکنے جب کثرت فوج پنجٹم دیکھی
پیار و ناچار مداخلت کرنی پڑی منشی کو ہمائش کیوں اسلئے بھیجا کہ آپ فوج کو برطرف کیجئے
بقدر ضرورت رکھ لیجئے اور جو صاحبہ زینٹ دریاہ مقرر فرمائیں اوسے قبول فرمائیے
اور اگر نہایتے گا دو کمپنی انگریزی اگر بندوبست کر لینگے پھر آپ کے عذر کی بھی شنوائی
نہوگی بیکم صاحبہ نے رور و کر اپنا سارا دکھڑا بیان کیا کہ مخربان سلطنت میری درپے تہلیل
ہوئی اور بادشاہ کو دیکھو کیا خوب حق پرورش میرا ادا کیا مجھے ابتدائے اپنا تصفیہ ہوئے
صاحبہ زینٹ منظور تھا اب لاکھ روپیہ ہو تو معذوہ فوج کو دیکر برطرف کروں اور میری
جاگیر سلون علیہ میرے شوہر کی مجھے ملجائے وہاں جا کر رہوں خلاصہ بعد قیل و قال
صاحبہ زینٹ نے حکم صدر لاکھ روپیہ برطرفی فوج کے خزانہ شاہی سے بھجوائی اور

ہمارے حکم کو متقدم نہ ہو کہ مکان خالی کر دو اور پہلے اونھوں نے گیارہ ملازمین بیکم صاحبہ کو
مع کشر چند کو دی کہ تھک کر کے ٹیڑھی کوٹھی بھیج دیا۔

اور چونکہ عجلہ تھری رہا بقہ اس پر ایل ۱۳۳۸ء سپاہ شاہی نے مکان بیکم صاحبہ کو بھیج
پانی بند کیا بیکم صاحبہ نے ڈیوڑھی کے خاص بر دار کو حکم طاری دیا اور دو ٹپا لن بنجیب
بنکی تیراہ محترم و محتشم و خوشن اچہ استخوان لیکر نکاح حرامی سے کھایا کہ تو تھوڑا سا نشان بھیجتے
سپاہ شاہ نے سیر چاکی دیو ارباع متصل محل بیکم صاحبہ لگا کر سیداروں سے محل کا کھڑوانا
شروع کیا اور وقت لونڈیوں اور عورات محل نے باہر کل ٹھیسے پھر از اشروع کیم سپاہ
کھڑنہ کی بھاگی راجہ اور انا تم علی چلیہ ملطانی مجروح ہوا بیکم صاحبہ باہر سے پھر داخل محل
ہوئیں پھر راجہ نے سپاہ کو حکم دیا کہ اب تم سب بیابکانہ محاسن میں چلے جاؤ اتفاقاً کسی نے
ڈیوڑھی سے بدوق ہاری اس وقت طرفین سے گولی چلنے لگی چار حبشین بیکم صاحبہ کی
اپنے حق شک سے اوپر ہوشن ظالم شکھ صوبہ دار اور ایک سپاہی فوج شاہی سے اور ایک
مسافر راہ میں مارا گیا اور جو لوگ محل پر چڑھ گئے تھے مجروح ہوئے اور کئی آدمی اور لونڈیاں
بیکم صاحبہ کی ماری گئیں اس جنگ خاکی سے شہر میں ایک تلام ہو گیا بازار میں دکانیں بند
ہو گئیں ایک توپ بھی ڈیوڑھی پر لگائی گئی تھی بیکم صاحبہ بھو کی پاسبی نہرت باغ کھڑوے
درگاہ بارودام میں آئیں راجہ سے امان چاہی ملازمین شاہی نے نفش مقتولین کو ویران
بہا دیا ثواب روشن الدولہ نے بادشاہ سے عرض کی بیکم صاحبہ ان لیکر الماس باغ بنایا
چاہتے ہیں چنانچہ میاں نے گاڑی رتھ ڈولی میں حسب الحکم روانہ ہوئے کو تو ال شہر کو حکم ہوا
الماس باغ میں رسد ہو چکا تو بیکم صاحبہ ۳ بجے دن کو مع مناجان اور خواصین ملازمین سے
سوار ہو کر باغ میں تشریف لیکئیں عورات زخمی بھی ساتھ تھیں بادھو شکھ مع سوار اور دونوں
لنگہ اور دھجیت شکھ ہمراہ سوار ہی تھے عورات پیاس سے بیتاب ہو کر راہ میں پانی پانی پانی
دو ساعت گئے رات کو باغ میں سب قافلہ پہنچا وہاں نہ روشنی نہ فرش سالہا سال سے حسین
چراغ نہ جلا ہوا شل خرابہ زندان ہو رہا تھا بیکم صاحبہ مع مناجان بے آب طعام تمام رات
سکھچال میں رہیں اور سب عورات کو اسی حال سے صبح ہوئی بیکم صاحبہ کے تشریف لایا کہ

تختین کھسے منحرف کر دیا ہے ان باتوں سے یکم صاحبہ کعبہ خاطر علی آئین پس
 شروع بنای خلاف یہ ہوئی حریف اور مخربوں نے اس پر بھی لون مرچیں لگا کر تیر کرنا
 شروع کیا آخر حکم قطعی شاہی ہوا کہ یکم صاحبہ مکان ملحق بیت سلطنت و الماسان وغیرہ
 جا کر رہیں یکم صاحبہ نے جواب دیا کہ یہ عطیہ میرے شوہر کا ہے مختار عطیہ ہوتا تو میں خالی
 کر دیتی پھر بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ چیس ہزار دیاہہ لیجیے اور جس مکان کو پسند کیجیے ہاں
 جا کر رہیے اسکا جواب یہ دیا کہ جاگیر سلون میرے شوہر کی دی ہوئی ہے وہ مجھے ملے
 میں اور کچھ جائیداد آخر بادشاہ نے جنرل کو صاحب کو وہ خطہ تصفیہ کیا کہ یکم صاحبہ مع
 اہل و عیال یہاں سے اور کچھ جائیداد اور تنخواہ اس کے واسطے آپ تجویز کریں میں مقرر کر دوں
 صاحب نے جواب دیا یہ امر خالی ہی چھین سوا اور سلطنت کے حکم و ملت کا نہیں
 بعد اس کے حکم شاہی سے مزدور رنڈی مرد جتنے عمارت کے تھے کوٹھے پر چڑھ کر کلمات
 غش باوازد بلند نسبت جناب موصوفہ کہنے لگے جناب بسکو حکم دیا کہ رنڈا کوئی اور سے
 جواب دیا میرے اور کو بعد پڑیاں پراز کسافت محل میں پھیل گئی شروع کیں یکم صاحبہ انجمن پوری گاہ
 بارہ امام میں جا کر رہیں اور و عزات تلاوت قرآن و عبادت خدا میں مشغول رہتی تھیں
 لونڈیاں کثافت کو پانی سے دھوؤں التی تختین بعد اسکے حسب الحکم شاہی غلامت سے خان
 ظفر لدولہ سمجھانے کو آئے کہ چیس ہزار دیاہہ لیجیے اور کچھ جائیداد فرمایا مجھے تمہارے کوئی پر
 اعتبار نہیں اگر صاحب بیڈنٹ اسکے واسطے ہوں اور میری جاگیر مجھے ملے تو البتہ اور کچھ
 جائیداد جب یہ صورت ہوئی اور زبان طعن و تشنیع خلافت حاسبے گذری کہ بادشاہ نے
 خوب حق مادی ادا کیا بادشاہ برہم ہو کر دولتخانہ قدیم میں تشریف لیگئے کہ جب تک
 یکم صاحبہ نہ جائیگی میں فرج بخش من نہ آؤنگا۔

اتفاقاً جنرل کو صاحب بضرورت ملاقات لاڑ کوڈرش بنٹک کو کلکتہ جانے لگا بادشاہ نے
 اسی بانچاہ میں محبت نامہ صاحب جائیں کو دیا کہ حسب مرضی میرے تصفیہ ہو جائے
 وہاں سے بھی وہی جواب آیا عدم مداخلت کا جو صاحب نے کہا تھا بعد اسکے بادشاہ نے
 جنگ و شیوہ میں سنگہ کو حکم قطعی دیا کہ بہر صورت تم کسی طرح حکام کو نہ

یہاں نو سیاہ و فافا آخر تینے اپنا کام تمام کیا عمر میں کی جو کہ تھی تھی وہی دیکھایا گیا کہ مکر و نیر کیلین
مشرت زیادہ بیتیار ہوئے آخر گھبرا کر بے معبر سے چارہ پالی کو بھی چند پت آشرف لگے
اوسید وقت لباس سیاہ پہنا اور ترک لذات و راحت و آرام کیا سب ارکان و دولت بھی
سیاہ پوش ہوئے و ہر اس خرم منہ نوعی ہوا +

سیاہ پوش پہ پہلے دو سر اختر مہر بنو علی ہمدانی
نواب روشن الدولہ حکیم مزار علیخان اور اطباء و حافظ جمع ہو کر ہزاروں توبہ پیرین
مگر جان بوجھ کر اس برقع الثانی شعلہ چری روز چہار شنبہ مطابق ۱۱- اگست ۱۱۸۵
چوبیس برس کے سن میں انتقال کیا رات کو جنازہ بڑھی وہ ہم و جلوس شامی سو اوٹھا
ارکان دولت اقربا و شاہی سب سیاہ پوش تھے ملازمین سب خاک ہستے باغ جو نمونہ
بہشت تھا ماتم سرا ہو گیا تھا کربلا کی تعمیر میں برابر مقام سائر شہدادفن کیا چاہے تک سب
سیاہ پوش ہے روز سوم بادشاہ مع جنرل و اصحاب سناظر بادشاہ کربلا تشریف لے گئے
مگر اصحاب ہر ریاق میں سے اندر حرم میں شریع کے پاس نہ گئے پھر روز چہارم فقط بادشاہ
تشریف لے گئے قبر پر فاتحہ پڑھ کر نہایت رویا کیے باہر حرم میں اگر تبدیل لباس کو فرما کر مجلس
دوسری میں جو پہلے بارہ وری تھی تشریف لائے جتنا کارخانجات و عملہ تھا سب بدستور
رہا جب صبح کو بادشاہ ہمدانی کو کہتے تھے عورات ملازمین ہر عومہ حاضر ہوئی تھیں آتو جی
کچھ باتیں دل بہلانے کی کہتی تھیں بادشاہ اپنی صحبت ہمدانی کر کے ہم بخود رہا
تشریف لائے تھے غرض صدر مہ غلیم لائق ہو گیا تھا

تشریف لاتے تھے غرض صدیقہ عظیمہ کا حق ہو لیا تھا
جناب بادشاہ بیک صاحبہ کا احوال بالاجمال یہ ہے کہ جب بقیہ قری اور لباس سیاہ کا
حال ثابت ہوا تو جسٹس اور عیال بیتاب ہو کر بے لباس سیاہ تشریف لے گئیں کہلات
تشنہ و یاقہ پیری کے ارشاد فرماتے کہ خدا تجھ کو سلامت رکھے ایسی سخاوت و حسن نصیحت
خدمت میں آئینگی بادشاہ ان باتوں سے نہکے بر جرات ہوئے اور شکایت عدم
سیاہ پوشی کی فرمائی کہ اگر آپ کو سمجھے ہے محبت ولی ہوئی میری شریک یا تم ہو تین لاکھ روپے
وفات میر فضل علی کا صدقہ کر دیا تھا اسکا جواب دیا کہ میں لباس ناقص فقرا واری جناب
سید الشہداء علیہ السلام کو پیشی ہوں یہ خیال کہ اس سے میں خوب جانتی ہوں کہ معاذ میں سادہ

تاج الدین حسین خان لکھنؤ سے چار لاکھ روپیہ نقد کا پیور لائے اپنی املاک میں سے اربہ
اونکے بھی دماغ میں بوجہ وزارت کا کچھ اثر خام ہو چلا تھا اکثر صاحبان عاملین شان سے
ملاقات بھی تھی وہ سب روپیہ مہانی دعوت و قربانیاں حکام عظام ازراہ خوشامد بامید ہوئے
اور صرف غراواری جناب سید الشہداء میں بھی عام ہو اور کچھ نفع آباد جا کر نواب
مفتظم الدولہ سے اپنی صفائی کر کے خلعت سرسرازی لیکر چلے آئے یہ کام انھیں
صاحبوں سے بن پڑا ہے۔

سبب انتقال نواب قدسیہ محل صاحبہ مختصر یہ کہ حضرت شاہ زمان کو باوجود حالت نقیض
و پیچیدی کے اونکی عیاری و کید غلیم سے موافق قرآن کے راجہ غالب جنگ مہتمم ہوئے
کے کہنے سننے سے کچھ کچھ مفلتہ فاسد مرگنر خاطر اقدس ہونے لگا اور مقدمہ حل مہمندی
قرین صدق ہو گیا اور بہت سی پردہ درسی ہونے لگی اس بہت سو بے اعتنائی ظاہری
شروع ہوئی چنانچہ بعد انقضای ایام معلوم حکیم صاحبہ بنابر تفریح طبع موسم برسات میں کوکھی
دلکش میں تشریف لگائیں اوسکے بعد فضائے بادشاہ باغ میں اپنا مہمان کیا چار دن تک
وہاں بھی افسردگی رہی طرفین کا غمیجہ دل نہ کھلا ایک ات بادشاہ ازراہ چشم منافی باہر
بارہ درسی میں خواب احت فرا کے صبح کو بیکے صاحبہ کے پاس تشریف لائے زبان ہزار شکوہ
شکایت سے کھلی کہ میری شرط اول محکات سے بجای باجی سم اندر ہی تھی جسے حضرت نے
منسوخ کیا میں نے عرض کیا تھا اگر اس کے خلاف ہو گا یہ صورت صحت ہستی سے منجائیگی
معلوم ہوا کہ حضرت کی خوشی اسی میں ہے فرمایا جسے ایسا کیونکہ ثابت قدم نہیں دیکھا
عرض کی اب حضرت دیکھ لینگے غرض ان باتوں سے کبیدہ خاطر ہو کر بادشاہ باہر تشریف
لائے بیکے صاحبہ از بسکہ سخن پرور غیور تازک مزاج حقین پس ہوئی سنگھیا جو کئی مہینے پیشہ
سے اپنے روز بد کی واسطے زیب پہیل گلو کر رکھا تھا نوش جان فرمایا اوس پر آب شہرہ لیمون کا
شربت مرگ سمجھا رہا اوسکے بعد چند واڈ بھر نے تھکے کھائے و فوٹہ پیوئی آئی اوسین
کئی کرٹے کیلچے کے تھے بجز اوسکے ایک قیامت برپا ہوئی بادشاہ گھبرا کے تشریف لائے
بجز دیکھنے بادشاہ کے بیکے صاحبہ فزاشک حسرت و یاس کے برساتے بادشاہ نے فرمایا

سواور روشن الدولہ کے اسکا سبب ظاہر تھا کہ بانی مہانی غل منتظم الدولہ اخوی تھا
 ہوئے تھے جس طرح بیان کیا گیا روشن الدولہ کا چچا حال ہی ہم خوب جانتے ہیں بس
 چار سو سوا اور سرکون انکے کاروبار کر سکے گا اسکے سوا دوسری محکمہ عصمت ہوئی جناب
 بادشاہ یکم مہاجہ و معرفت امامی یکم ماورگراچی حسین علیخان اور نواب قدسیہ محل صاحب
 بسبب برش اتوجی فخر اور عقل کل محل موصوفہ نے چنانچہ پہلے امتحاناً تہج بادشاہ کو
 ایک عرضی روشن الدولہ کی وقت شب خلوت میں بادشاہ کو گزرائی بعد نلاحظ
 بادشاہ نے اپنے لاکھ سے روشنی شمع میں جلادیا سمجھیں کہ خاموشی نیم رضا ہو بعد اسکے
 خلوت میں بسواری زمانہ حاضر ہو چکے زمانہ آخر منتظم الدولہ سے روشن الدولہ بھی تھا
 و ترسان حاضر ہو سکے تھے۔

خلاصہ جب اس طرح سے اسباب جمع ہوئے اور اقبال نوچی یاوری کی روشن الدولہ نے
 اپنی جود و ہمت سے اندرون و بیرونی کوراضی اور موافق کر لیا حاضر ہوئے فقط خلعت
 سرفرازی پامائلائی غبارات ویرینہ کی ہوئی کئی مہینے تک احکام عظام بجالاتے رہے
 آخر یہ شہر حجازی الٹانی شہزادہ مطابق ^{۱۱} خلعت سرفرازی سے بوزارت سرفرا
 ہو کر حسب دستور قبل کو صاحب کے پاس نذر کر گئے کمال و ردول سے فرمایا ہمیں بہت تعجب
 کہ تھے ذرا حاضریہ کا حال بخوبی دیکھا ہے اور پھر ویدہ و دستہ اس عمدہ متعارف کو
 اختیار کیا ہے عرض کی مزا کیا نکرتا اب میرا حال خانہ نشینی میں خد سے گزر چکا تھا
 سرکار سے کچھ مقرر تھا نہ مال دینا میرے پاس با تھا اور نہ کسی سے قرض مل سکتا تھا
 صورت سامنا موت کا تھا میں نے اس خیال سے اختیار کیا کہ اب نواب میرا
 ہو رہا ہے کہ میرے تو بہتر ہے۔

غرض رفتہ رفتہ نواب کا اختیار کلی ہوا اور خزانہ صغیر و کبیر کنوہ محیط دائرہ وزارت
 و محبت خاص و عام ہوا اور ان سکا خزانہ و خیرات و رفیق پروری اور عیش و تنگدستی رہے
 و کردہ اور تعلیم یافتہ عادی اپنے امورات باخیزہ کرتے وہی رفتار و کردار سبب نہ لکے۔

نواب روشن الدوله بهادر



Roushunsodoulah

فرخ آباد میں جو حاجی یازوار روانہ کر باہر علی پوتا تھا خواہ مخواہ وہاں ہو جاتا تھا ہر وقت
نواب بدو اگر یہ ایک کو بقدر حال دیکھتے تھے اتفاقاً حکیم سید یوسف کو بی بی کو ساتھ
ایک ضعیفہ بھی گئی تھی اوسے بھی زیوار اپنے ساتھ نواب کے گھر لگے بسا نواب اپنے
ہاتھ سے جو کچھ دینے لگے اوس ضعیفہ کو بھی پیاس و پیونے لگا کہنے لگی کیا کروں گی
جب لکھنؤ سے چلی تھی پانچ ٹکے پیسے میرے پتل میں بنائے تھے وہ اب تک کچھ بڑھ کر
جس خدانے یہاں تک پہنچایا ہے کیا کر لیا تک نہ پہنچا گیا نواب نے متنبہ ہو کر اپنا
موتھ اوس سے پھیر کر فقار سے کہا آفرین بہت باس زن پیری وامی ہمارے حال پر
کیا نفس مارا شوم ہمارا ہے +

نیابت نواب روشن الدولہ انتقال نواب قاسم علیہ محل اور
بادشاہ حکیم صاحبہ سے یاد شاد کا نام آں ہو نا

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان بہادر صرف مرزا تھے بیٹے نواب شرف علی خان
بعد انتقال حضرت خادم مکان اپنی فنوائی چچی اور فی الجملہ بدو بہت سیرشان حال
خانہ نشین تھے اور بہت بسر کرتے تھے اور دربار شاہی میں نسبت بیہوش معتدل الدولہ
اور فکری خیر خواہ و قراتی کے ہم سفر سے بچاتے تھے ہر چند راجہ پنجاور سنگھ اپنی بہت
کچھ خدمت کرتا تھا اور بادشاہ سے کیلی جرات انکے واسطے ہو سکتی تھی ہر چند اونھوں نے
بھی معتدل الدولہ سے اکثر سمجھا کر کہا تھا کہ اس قدر با اعتمادی صاحب عالم سے مناسب حال
نہیں اسکا انجام کیا آپ نہیں جانتے وہ کہتے تھے کہ وہ مجھے بھی بال صاف نہوے
جب نواب مظلم الدولہ وزیر ہوئے اپنی علوم بہت دیکھنا می سمجھا انھیں باوا بھیجا اور اپنے
روپو در ماہہ مقرر کروا کہ تم میرے پاس لیا کرو بلکہ بدل منظور تھا کہ بادشاہ سے انکی معافی
کر واکر بہتور سابق بطریق مصاحبت مثل منور الدولہ یہ بھی حاضر باکرین مجھے منتظ نام
کار و باہر سے فرصت بلانگی البتہ پیشہ مصاحبت میں منور الدولہ سے زاوہ تھے غرض انکی
مساعدا تقدیر سے جب مظلم الدولہ موقوف ہوئے بادشاہ نے خان پرست باب
وزارت میں پوچھا عرض کی کہ غلام کے نزدیک اس باپہ عظیم وزارت کا کوئی تحمل ہو سکتا

اوپر کی بنے بیٹھے تھے زرقا خاص پر دار اپنے مقام پر سب صحابہات محل جلسہ امین سر اسیمہ پر نشان حال گویا بند زندان میں تھے چوبدار سلطانی آدم بدیم احکام بادشاہ لاتے تھے نواب کو از بلند لغضب جواب دیتے تھے بس سب کو یقین ہو گیا تھا کہ بے کشت و خون یہاں سے صورت نجات نہیں ملے گی اس عرصہ میں نواب منور الدولہ نے اگر عرض کی کہ آپ کیون یہاں بیٹھے غم و غصہ کھا رہے ہیں زانی سواریان جاتی ہیں آپ بھی پردہ عصمت میں ہو جائیے اور یہ صورت سے نواب بسلامت اپنے دو لٹخانہ چائے کے بہت تعجب سے نواب کے فہم و فراست سے کہ بادشاہ سے ایسے مطمئن ہو گئے تھے کہ اپنا گھر چھوڑ کر آؤنگا گھر آباد کیا تھا +

نواب کے گھر پر فساد و فتنہ کے بہکانے سے ازراہ تذلیل شہر کے مہاجرجن جنہو وغیرہ نے ہجوم کیا اور جانتے تھے کہ بعلت زرقا نسبت خلاف پیش آئیں اور ان کا رکیم و بخش اپنی زبان سے غل و شور مچا کر کہہ رہے تھے لیکن اگر دشمن قومی ہو تو کونسا اوس سے زیادہ قوی ہوگا ہے جیادشاہ کہ یہ خبر ہو گئی کہ نواب بسلامت اپنے گھر پہنچے ان سب حشرات الارض نے در دولت پر ازراہ واد خواہی ہجوم کیا اوس وقت رزیدنت و بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ نواب خیر خواہ اور متوسل سرکارین اور ملک و دار قدیم سرکار عالی اور صاحب عزت و قدر منزلت ہو اور سرکار کا مطالبہ و اجبی ہوا و سکا و مہ نیاز مند کا ہے عوام اہل بازار کو ممانعت ہو جاو کہ سطح کے تقاضا سخت سے ہتھ اور ٹھائیں غرض بعد از خرابی بصرہ جو عجیبہ برا بھلا سنا تھا شکر نجات ملی اس پر بھی منفعت حاسدین منافقین نے نواب سے تین لاکھ روپیہ جعل و جربے بانی سے دھما کر لیے اور اسپہین رسدی تقسیم کیے جب صورت نجات بانی لیکن جب نواب فرخ آباد جانے لگے کہتے گئے خدا چاہے تو ہم بھی دو چند اسکا لینگے چنانچہ جب پھر آئے دو چند سے لیا + بعد ایک مہینے کے فرخ آباد پہنچے مگر باوصف ان سب خرابی اور زولتوں کے دنیا و دوزخ سے ہاتھ نہ اٹھایا پھر متر صد وزارت سے اور بدستور سابق صرف اخراجات طرحی کرنے لگے چنانچہ ایک عجیب نقل بر محل حسب حال طمع و نیاز و بروی نواب گذری کہ کئی بار

خان والا شان ایسا وقت سند کامل کا خدا سے چاہتے تھے اور سو وقت اپنے گھر سے ایک ڈولی زنہ میں سوار ہو کر حاضر حضور شاہی وہ رفعت خاص کھایا اور اپنا رسوخ و خیر خواہی ثابت کی پس یہ صورت غضب سلطانی کی نواب کی واسطے ہوئی خان والا شان اس کوہ کنی اور عرق ریزی کو اپنا وسیلہ عمدہ وزارت سمجھے تھے اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ بادشاہ نے اسے تحریر جنرل کو صاحب کو اور کلمات سوراد ب نسبت اپنے دیکھ کر لوگوں کے سمجھانے سے اپنے پاس کھے چھوڑا تھا کہ میں اسے روانہ صدر کر دینگا صاحب نے خان کو کہا کہ ہماری تحریر کو کسی جیلہ سے ہمارے پاس لے آؤ جب بادشاہ سے خان کو طلب کی فرمایا لیجاؤ مگر پھر لے آنا خبر دارج صاحب کے پاس تحریر آئی پھاڑ ڈالی خان نے بادشاہ سے عرض حال کیا پس یہ تو ہی آتش غضب سلطانی مشعل ہوئی کلمات سخت ارشاد فرمائے پھر بہار علیخان نواب نادر نواب قدسیہ محل سے خاص در دولت پر بہت کچھ ہوتا تھا ایک گری سے اقامت گئی آخر کو حکم شہر بدری کا ہوا کانپور گئے اس صورت سے دونوں طرف ہو گئے اسکے سوا دونوں خوالین میں جیسی مواہقت تھی بعض اسباب سے اس سے ناموفقت ہو گئی خان بزرگ نے بادشاہ سے عرض کر دیا تھا کہ ہماری خاص قوم کو حضرت کبھی ارادہ ایسے عمدہ جلیلیہ کا نفرمایا تھا۔

نواب منور الدولہ جنرل تھے ہر وقت حاضر حضور رہتے تھے اکثر اونسے فرماتے تھے کہ تمہارے باپ نے میرا ناک میں دم کر دیا ہے منور الدولہ جب منظم الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ کی طرف سے بادشاہ بہت بدگمان ہو گئے ہیں خدا خیر کرے ابغافل رہنا چاہیے اسکا جواب دیتے تھے کہ تم لڑکے ہو اگر بادشاہ مجھے وزارت سے موقوف کر دیں گے انکی سلطنت بھی مٹ جائیگی بس انھیں باتوں سے بادشاہ کا انتقال سلطنت ثابت ہوا مگر اجل نے بادشاہ کی جلد پردہ پوشی کر دی وگرنہ انجام کار کی پہلی سوتیلی ہو چکی تھی خلاصہ وہ صبح روز زوال نواب عجیب و غریب تھی کہ بنگلہ خندانہ میں نواب تن تنہا ولایتی آگے رکھے مسند پر بیٹھے تھے اور ہر گھونٹ بیوان سے آہ سوزان درو جب کر سے کمال رہے تھے بہاؤ الدولہ مرزا بوطال خان اپنی جگہ مشوش و متوجش منور الدولہ مسلح

نگر محمد رسول اللہ نہیں لکھا جواب کیا کہ یہ حضرت کے زمانے سے پیشتر کا ہے بادشاہ بہت
 فوج ہوئے اور اس سے بدل کر نواب سے بہت بھاری دوشالہ دلویا خلاصہ ایسے امور سے
 نواب کی موجب شکستہ ولی کا ہونے لگا اور معتدین نواب جو تھے اوکھونے صفت
 سنا فتنی و تاعی اختیار کی تھی چنانچہ ایک دن چار پانی و لکشا میں تھا بعد انفرانج بادشاہ صاحب
 رزیدنٹ ایک کٹارنی میں مثل قرآن اسعدین برج مشرق میں طالع ہو کر چلے اور سویت تخلیق
 بالمشافہہ جو کچھ عزل نواب میں منظور خاطر تھا بیان فرمایا گویا اجازت فدا کی سجیال اونکی
 سفارش جنرل کو صاحب بھی باطنین اونکی سخت گوئی سے تنگ رہتے تھے +
 دوسرے دن رات کو نواب ٹیڑھی کو کھٹی میں دفعتہ محصور سپاہ سلطانی ہو گئے اور سویت
 و ولون خوانین سبحان علیخان تاج الدین حسین خان حاضر حضور خاقانی ہو کر دو لخواہی و
 نمک حلالی اپنی شیریں زبانی سے عرصہ کرنے لگے مطابق اس کے احکام سلطانی
 جاری ہونے لگے +

اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ جب دوبار آتا ہے پہلے عقل اٹل ہو جاتی ہے جب اکثر
 امور بادشاہ سے خلاف طریق شاہی و عدل گسری و غفلت و نامنمی کے سرزد ہونے لگے
 جنرل کو صاحب نے اخبار موخس شکر معرفت تاج الدین حسین خان سفیر شاہی ایک پرچہ لکھ کر
 بھیجا جس میں بہت سے کلمات سوز و ادب نسبت بادشاہ خلاف قانون مندرج تھے کہ ہمیں
 تمھاری اس صفحہ و فراست و عقل و دانش سے بہت تعجب ہوتا ہے کہ تمنا عقید و فہم و مقرب
 و مدارا المہام بادشاہ ہو اور بادشاہ کو ایسے امور ناشایستہ سے سمجھا کر باز نہ رکھے شایہ کہ تم
 اس کے مال کا بار انجام کو نہیں جانتے اگر یہی صورت رہی تو تم مفت بزیام ہو جاؤ گے ہم ازرا
 دوستی تمھیں سمجھاتے ہیں جب یہ تحریر نواب کو آئی اور سویت ایک قلعہ اپنے دستخط خاص
 صاحب کو لکھا کہ آپکا ارشاد سراسر سجا ہے مگر میں ہر طرح سے مجبور ہوں ہر طرح کے نشیب و فراز
 دنیا سے بادشاہ کو سمجھایا اور مہارت نامناسب کا انداز چاہا بادشاہ اپنے کردار ناشایستہ
 سے ہرگز باز نہیں آتے ہیں کیا کروں فی الحقیقہ ایسا شخص قابل سلطنت کے نہیں ہوتا
 یہ لکھ کر جناب خان کو اپنا محرم راز سمجھ کر دیا کہ اسے صاحب کو دکھا کر پھر میرے پاس لو آؤ

ہر چند جنرل صاحب نے اس میں بہت سی جرح کی اور باطن میں فحاشی و بدستازی تھی بادشاہ یکتا صاحبہ اور اوکے و بانو سے اتنا سکوت کیا پس حسب سرتستہ تحقیق و قصد فرمایا بادشاہ صدر روٹ ہوا اسکا چوڑا صافی بھی آچکا اس سے غرض باطنی نواب یہ تھی کہ نواب کا صفا لہ و لہ مرحوم نے بیٹا مرزا وزیر علیخان کو اپنے نام نامی سے اظہار کیا تھا اور صاحبان صدر نے منظور و مقبول کیا تھا اگر مستصواب سرکارین عالیین سے مقبلاً علی احمد خان سپر محمد علیخان میرے پوتے کی بھی قبول ہو جائے تو بطریق سہل بہ منت انتقال سلطنت میرے خاندان میں ممکن ہو گا و ویرس میری خواہست مستاجر ہی تمام ممالک محروسہ کی بہت سالہ مدد میں کی تھی صاحبان صدر نے منظور کیا یا ارادہ جنت آرا مگاہ مستاجر ہی ممالک محروسہ سرکار کمپنی کا تھا وہ ہوا اوں خون نے اوسے ارادے سے ازراہ قناعت درخواست خود ملک کو وہ کی کی تھی اس سے سخن کو جو لوگ جانتے ہیں جانتے ہیں چنانچہ بعد مغزولی نواب قیام الدولہ بادشاہ نے عزل نواب میں بہت سی شکایت نواب گورنر جنرل کو لکھی جنھیں اس امر کی بہت شکست گزاری مندرجہ فرائض تھی کہ میں از ان عدم منظوری مستاجر ہی ممالک محروسہ کا اپنی بیوی و گردہ اکی حکمرانی سے یہ ملک قلیل بھی میرے قبضہ اختیار سے جا چکا ہوا خلاصہ صاحبان اولہ الغرم سے دفعہ ایسے امور کا مقام تعجب نہیں ہے ایسے بہت سی انقلاب شاہجہان آباد میں ہوئے ہیں اگر واسطہ صاحبان عالیشان نہ ہوتا تو اس سے زیادہ یہاں ہوتا۔

غرض جو لوگ اپنی گھات میں نظر ایسے وقت کے ہو رہے تھے اور نواب کے محرم راز اس سے کار سے خوب واقف تھے بادشاہ کو ان کے اسرار سنائی سے آگاہ کیا اور اپنی بیوی خواہ ظاہر کی ان اسباب سے مسند وزارت جھٹ پٹ اولٹ گئی پہلے بادشاہ نے ان سے بیوہی اختیار کی اور احکام خلاف نواب شروع کیو از انجملہ ایک دن نقالان بیباک نے باشاہ بادشاہ اکثر نقلیں بطور مضحکہ و مسخرگی رہ بروی بادشاہ شروع کیں ایک دن بادشاہ نے بہت خوشی سے دو شالے کا حکم نقالوں کے دینے کا نواب سے فرمایا انھوں نے بہت کم قیمت دیا انھوں نے جھٹاکے اوس دو شالے کو بادشاہ کے سامنے رکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ یہ بتر کہ ہوا اس جہت سے اس پر کلمہ لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہے دوسرے نے کہا

یڈیٹی نیپال پر مقرر کیا چنانچہ بعد برسات صاحب بہادر کا پیور سے سیدھی نیپال تشریف
 لائے بعد کئی مہینے کے برخاستہ خاطر ہو چکے تھے بعد زمانہ موافقت آٹ بہادر وائے کیپ ہے
 ب و ہانے پھر آئے دو سے گورنر جنرل بہادر کے سکریٹری اعظم ہوئے
 کرنل جان لو صاحب بہادر ریزڈنٹ گوالیار تھے حسب الحکم نواب گورنر جنرل لکھنؤ تشریف لا
 پہلے کوٹھی دکشا میں اور ترے اوکی صبح بادشاہ نے استقبال کیا اور فوق معمول کیا تعارفات قدیم
 طر فین سے ہوئے صاحب روح مرد سپاہی تھے تکلفات ظاہری جملہ میڈک صاحب نے اپنی
 مایش شان و شوکت کو کیا تھا اور بھون خوا سے یہ قوت کر کے قبل از ورود لکھنؤ اسباب
 خاص میں مانعت کر دی تھی بعد اسکے ہی پتور مہینہ ہر صاحب ریزڈنٹ کے داخلہ کار ہوا +

معزولی نواب اعظم الدولہ اور فرخ آباد جانا

بہادر

نواب اعظم الدولہ اگرچہ کرم و سرور و شیب و فرار زمانہ حالت غربت اور بارت و فتنہ
 دیکھ چکے تھے اور اس تخیل اپنی منصوبی میں بہت سے امور بد ملت کے اصلاح اور بر
 اور بلند نامی کچھ خزانہ بھی جمع کر دیا تھا لیکن از بسکہ سن شیخوخت سے حرارت طبعی و رنجہ عہد سے
 بڑھ گئی تھی اپنے غرور و حشمت و جاہ اور بیباکی سے الفاظ نامناسب بہت صاحبات محلات
 معلیٰ اور جناب بادشاہ یک صاحبہ بان سے جاری ہوئے لگے بظاہر خصوصیت عتہا والدولہ
 ہو گئی تھی اور اپنے غرور و ثروت سے کسی سے آشتی و موافقت بھی نہوئی اور کی اور بے
 زیادہ نواب ملکہ زمانہ سے سب سے زیادہ ناموافقت ہوئی خصوصاً رفتار و کردار و ارادت علیخان
 اور فتح علیخان سے سوا بادشاہ محل سے کہ او بھین خود بر پاکیا تھا اس حسرت سے کہ سب
 در پر تحریک ہو کر واسطے کہ ہر ایک کی جاگیر بادشاہ کو سمجھا کر ضبط کی تھی بس حسب ایسے امور
 نسبت صاحبات محلات سرزد ہوئے نواب گورنر جنرل کو بھی باعث استعجاب ہوا چنانچہ
 صاحب نے ریزڈنٹ کو بہت تفسیر سے تحریر فرمایا تھا کہ نواب نے صاحبات محل کو میون بہت
 ناراض کیا اور بے امر عہدہ یہ تجملہ میں آیا اور اپنی قدر و منزلت پر قناعت نہ کر کے امور
 عالیہ سلطنت اور نیکو دماغ میں ہما گئی اور کی صورت یہ ہوئی کہ بادشاہ نے فقط انکی تحریک سے
 بالمشافہ جنرل کو صاحب سے بیان کیا ابطال نبوت مردا فریدیون بخت عرف مناجان کو

اسکا خطاب محترمہ زمانہ مدد عظمیٰ لقیس دوران ملکہ آفاق قدس یہ سلطان بانو بیگم صاحبہ ہوا
اس سرکار عالیہ میں شرفا و نجایا و شہر و دیار بہت ہو واجب فرار حال نوکر ہو کر ہر ایک
ہر میسل سے موافق اپنی قسمت کے حد سے زیادہ ہوا آتو جی جو بی بی حیدر و نہ مان سنگہ سیدی
کی تحقیر بہت ہو شیار و جہان پر محل میں اسکا اختیار کلی ہوا تا و علیخان اسکا چلیہ تھا
داروغہ دیوڑھی ہوا مرزا حسین بیگ بطحہ پہلے نواب تاج محل کے باپ شہر ہوئے تھے اس زمانہ میں
اسکے باپ آجاہان مشہور ہوئے نواب شرف الدولہ خطاب ملا اسکے غرور و نخوت اور باگپن کی کھینچ
انتہا نہ تھی بہار علیخان نواب تاج محل سے جب تلج الدین حسین خان اور اسی فساد ہوا یا تو تالی
ہوئے ان سبکی متوسلین اور اہلکاروں کا بڑا زور و شور ہوا اگر ان سبکی سرگذشت حقیقت میں
لکھی جاوے ایک کتاب ہو جاوے مگر صاحب کے ہر کارخانہ میں لوٹیں جمع ہوئے تھے خوب لوگوں کو
مگر بطحہ ہر ایک کا نشو و نما ہوا اور بطحہ ایک ہوا کے جھونکے سے جڑ پڑے اور کھڑکے جا رہے
فی الحقیقت بادشاہ کو محل موصوفہ کی مثال عشق و پیوندی ہو گئی تھی اسکا وثیقہ بھی ہے
زیادہ مشہور تھا چنانچہ پیر لاکھ و فل خزانہ رزیدنی ہو چکے تھے اور پس ہزار ہوا سکا وثیقہ
منظور تھا اس عمر میں اجل نے امان ندی و دروپیہ سرکار میں مچر آیا کچھ کم چار برس کو عرصہ
چار کر دروپیہ سے زیادہ خرچ ہوا تھا

میدانک صاحب کا لکھنؤسی جا جرنل اوصاحب کا انا

الحق یہ صاحب محبت نواب قسطنطین الہ ولہ مصاحب زید نش بہت بے لطفی سے گذری اور
دیوڑھی و گرفت ایکٹ و سر کے کہ ہوئے اس عرصہ میں نواب گورنر جنرل الہ ولہ
کو شیشنگ بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوئے نواب نے اپنی حسن سائی سے موافقت کیا کپتان
ہنس مصاحب غیرہ مصاحبان نواب قسطنطین الہ سے پیدا کی اور حقیقت حال و برعہم التنا
مصاحب زید نش اور نفسانیت انکی نسبت نواب بخوبی کھل گئی مناسبت بنت سمجھ کر تبدیلی
صاحب مدد کنتون خاطر مدنی صاحب موصوفہ ہی بہت عالی دماغ نازک مزاج ایام میں
تھے اپنے زمانہ خدمت میں کمری میں جنس کی پیش میں بہ خیر ادا ہوئی نواک میں روانہ ہوئے
شہر پہنچے نواب گورنر جنرل مقررات لکھنؤ اور اہل حقیقت سے واقف ہو چکے تھے صاحب کو

اپنے فہم سے مجد الدولہ اپنے دوسرے بیٹے کو کہتا تھا کہ تم دربار میں رہنا میں جانتا ہوں کہ
 میرے گھر پر رہے آئینگے گسواسطے کہ اگر تم گھر میں ہو گے بادشاہ تک پہنچ سکے گا اتفاقاً
 جنرل کالٹھن صاحب بالاخانہ رزٹینٹی پر وقت صبح اٹل رہے تھے انکے گھر پر تشریف نہ لیا
 چہرہ اسی سے پوچھا عرض کی ظفر الدولہ مر گئے اونکے گھر پر پہرے بادشاہ نے بھیجے ہیں اور سیو
 بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ جو بھاری گھر کا قدیم خیر خواہ ملک حلال ہوا اسکے عیال کی سزا یہی ہے
 یہ سنکر کہلا بھیجا ہمنے اونکے گھر کے انتظام کو پہرے بھیجے ہیں بس اس خوف سے انکا گھر ضبط
 ہونے سے بچ گیا حالانکہ مدت عرصہ تک یہ بھی صاحب رزٹینٹ سے واقف نہ ہوئے تھے مگر اونکو
 سب احوال انکا معلوم تھا کہ اس سلطنت میں یہ کیسا ہے۔

غرض پہلے وثیقہ نواب ملکہ زمانہ کا موافق عہد و میثاق ولیعہدی چودہ ہزار ماہوار کیا ہوا
 دوسرا نواب تاج محل صاحبہ نواب محمدہ علیا فی چھ ہزار ماہوار کیا سوای جاگیرات اسکا بیان فرو
 تفصیل میں آئیگا چوتھے بادشاہ محل کے بانی سبانی محض اپنے رسوخ کیواسطے نواب مظہر الدولہ
 ہوئے اور پھین اپنی بیٹی کیا آقا محمد اؤکی مان کی آتشا کرانیا مقرب کیا وہ اس محل کے پڑھنے وغیرہ
 ہوئے انکا بھی چندر وزیر شہر میں فروغ واصل ہو گیا چار لاکھ کے نوٹ اس محل کو وثیقہ کیواسطے
 عنایت ہوئے باقی اور نہ ملنے پائے تھے کہ رغبت شاہی کم ہو گئی دوسرے محل کا ساز و چمکا
 جب بادشاہ کا انتقال ہوا حضرت فردوس نزل نے باشتی وہ نوٹ لیکر وہ ہزار ماہوار سی
 تنخواہ مقرر کر دی تھی بعد چند روز کے جب وہ مر گئیں تنخواہ ضبط سرکار ہوئی اونکی طرح کرمی
 و پریشان رہی والد ماجد ملکہ کے بلائے معلی ہوئے کسی برس کی مجاورت کے بعد
 وہیں انتقال کیا۔

جواہرات پیش ہوا اسباب تحفہ جو پہر محل کو عنایت ہوا اوسکا حساب نہیں ظفر الدولہ کہ کثر
 اپنی صحبت میں کہتے تھے کہ اگر نواب معتد الدولہ وزیر عظم اور نواب قریب محل حتیٰ ترین
 ان دونوں کے اخراجات سے غالب ہو کہ سلطنت اودھ بک جاتی فضلنا بعضکم علی بعض
 بسم اللہ سکن زمین عرب نواب بادشاہ محل کی پیش خدمتوں میں نوکر تھے دفعہ میل کالی شاہی
 اس جاب ہوا اونکی ترقی جاہ و شہرت سے بڑھ کر ہوئی اور انھیں پر خاتمہ محلات بھی ہوا

کہ اگر نواب دفعۃً نہ مرجاتے پھر بادشاہ سے عہد و پیمان مصعوبی وزارت ملی ہو چکا تھا خود
پھر کھنڈن آئے یہ زبانی ثقات ہی خبر بازار نہیں واہ واہ +

و ثانیاً صاحب محال اور کثرت مصارف شاہی وغیرہ |
حضرت شاہ زمان اپنے عہد سلطنت میں حرکات و افعال شباب جوانی سے کبھی غافل نہ
سال بھر کے عرصے میں ہر نئے محل کو دوسرے پر فوق ہوتا تھا اور ان مصارف عیش و
عشرت اور نذرانہ معصومین اور رسومات فواہد ابداعی و غزالی محرم و ایام چلم
طیاری امام بارگاہ امام علیہ السلام اور ان سبکی آرنگی اور پوشاک ہندوستانی و انگریزی اور
فرایشات شاہی اور اخراجات محلات معلیٰ میں جب قدر زراعت و خزانہ کا گاہ کس سلیقہ اور
حسن انتظام سے جمع کیا تھا اور جو مصارف حضرت خلدوکان سے بچ رہا تھا سو اسے آمدنی
مالک محروسہ وہ سب سے ہو چکا تھا یہاں تک کہ بکمان و فیئہ خزانہ عامہ میں جاب و کشی
بھی ہوئی پس مقابل ان اخراجات لا محالہ کے اگر کچھ قارون بھی ہوتا تمام ہو جاتا جب قلت
رویہ کی ہوئی ظفر الدولہ سے طلب خزانہ و فیئہ کیا گیا اور اسکا یقین تھا کہ ہمارے مصارف
سب کا بھگت بہادر موصوف نے کہیں و فیئہ کر دیا ہوگا ازراہ خیر خواہی ہم سے دینے کرتے ہیں کہ سوا
کہ فقط بادشاہ کا خرچ ذاتی کر در روپیہ سے کم نہ تھا اور کر در روپیہ کا خرچ سلطنت اور ایک کر
کئی لاکھ کا ملک نہیں یہ حساب تو عقل سے باہر ہے متواتر طلب فرا کے ایک دن جب بہت
سنگ ہوئی ڈرٹ حجام انگریز کو بھیج کر کہلا بھیجا کہ میں بہت بڑی طرح سے پیش آؤنگا بہادر
موصوف اس کلام نامناسب کے جواب دی تھے مجبوری مستعد مگر یہ ہو کر جواب دیا کہ سلاطین
اوس شخص سے کچھ ملے گا جسے کل پ جیتا جائیگا یہ کہہ کر اپنے گھر میں گئے سو وہ الماس یا انگوٹھی
اویسی اپنے پاس رکھ لی کہ بروقت خلاف اسے کجا جائیگا مگر قصداً نہ تھی اور صداقت نہ مل
سینہ سپر جوئی بادشاہ نے بھی تامل کیا فقط دھمکی تھی چنانچہ جب ظفر الدولہ کا انتقال ہوا
حضرت جنت مرکان اور ملکہ آفاق کو بھی ایسا خیال خام و فیئہ کا تھا اس خیال سے کہ حضرت
فردوس نزل کو ٹیڑھی کوٹھی سے کچھ کم چسپاں لاکھ بچا چایا دیا تھا اس وقت سے یقین تھا کہ
کہیں پوشیدہ کیا ہوگا پس چاہا کہ انکا گھر ضبط کریں پھر پہلے بھیج چکے تھے بہادر موصوف

اپنے فہم سے مجد الدولہ اپنے دوسرے بیٹے کو کہا تھا کہ تم دو بار میں رہنا میں جانتا ہوں کہ میرے گھر پر پہلے آئینگے گسواسطے کہ اگر تم گھر میں ہو گے بادشاہ تک پہنچ سکے گا اتفاقاً جنرل کا عقیدہ صاحب بالا خانہ زریڈنٹی پر وقت صبح نکل رہے تھے انکے گھر پر تشویر و غلج کیا گیا چیرسی سے پوچھا عرض کی ظفر الدولہ مر گئے انکے گھر پر پہلے بادشاہ نے پہنچے ہیں اور بیعت بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ جو تختار ہو گھر کا قدیم خیر خواہ نکال ملا ہوا اسکے عیال کی سزا یہی ہے یہ سنکر کہلا بھیجا ہمنے انکے گھر کے نظام کو پہرے بھیجے ہیں بس اس خوف سے انکا گھر ضبط ہونے سے بچ گیا حالانکہ مدت عرصہ تک یہ بھی صاحب زریڈنٹ سے واقف نہ ہوئے تھے مگر انکو سب احوال انکا معلوم تھا کہ اس سلطنت میں یہ کیسا ہے۔

غرض پہلے و شیعہ نواب ملکہ زبانیہ کا موافق عہد و میثاق و لیعہدی چودہ ہزار ماہوار کیا ہوا دوسرا نواب تاج محل صاحبہ نواب محذوہ علیا فی چھ ہزار ماہوار کیا سواری جاگیرات اسکا بیان فرو تفصیل میں آئیگا جو تھے بادشاہ محل کے بانی سبانی محض اپنے رسوخ کیواسطے نواب مظفر الدولہ ہوئے اور انھیں اپنی بیٹی کیا آقا محمد انکی مان کو آتشا کو اپنا مقرب کیا وہ اس محل کے پدر و عنونی ہوئے انکا بھی چند روز شہر میں فروغ و اصل ہو گیا چار لاکھ کے نوٹ اس محل کو و شیعہ کیواسطے عنایت ہوئے باقی اور نہ ملنے پانے تھے کہ رعیت شاہی کم ہو گئی دوسرے محل کا سارا چمکا جب بادشاہ کا انتقال ہوا حضرت فرویس منزل نے باشتی وہ نوٹ لیکر وہ ہزار ماہوار میں تنخواہ مقرر کر دی تھی بعد چند روز کے جب وہ مر گئے تنخواہ ضبط سرکار ہوئی انکی درگرا متی پریشان رہی والد ماجد رہے کہ بلاے معلی ہوئے کسی برس کی مجاورت کے بعد وہیں انتقال کیا۔

جواہرات پیش بہا اسباب تحفہ جو محل کو عنایت ہوا اسکا حساب نہیں ظفر الدولہ اکثر اپنی صحبت میں کہتے تھے کہ اگر نواب معتد الدولہ وزیر اعظم اور نواب قاریہ محل صحتی ترین ان دونوں کے اخراجات سے غالب ہو کہ سلطنت اووہ بک جاتی فضلنا بعضکما علی بعض بسم اللہ حکم زن غریب نواب بادشاہ محل کی پیش خدمتوں میں نوکر تھی ووقعہ میل کی شاہی اس جانب ہوا انکی ترقی جاہ و شہرت سب سے بڑھ کر ہوئی اور انھیں پر خاتمہ محلات بھی ہوا

کہ اگر نواب دفعۃً نہ مرجاتے پھر بادشاہ سے عہد و پیمان مضمونی وزارت ملی ہو چکا تھا خواہ
پھر لکھنؤ میں آتے یہ زبانی ثقات ہو غیر بازار نہیں واہ واہ +

۱۹

اوشا نوق صاحبات محل اور کثرت مصارف شاہی وغیرہ
حضرت شاہ زمان اپنے عہد سلطنت میں حرکات و افعال شباب جوانی سے کبھی غافل نہ
سال بھر کے عرصے میں ہر نئے محل کو دوسرے پر فوق ہوتا تھا اور ان مصارف عیش و
عشرت اور نذرانہ معصومین اور رسومات فواہد ابداعی و غرافری محرم و ایام حرم
طیاری امام باڑہ باہم علیہ السلام اور ان سبکی آرٹنگی اور پوشاک ہندوستانی و انگریزی اور
فرایشات شاہی اور اخراجات محلات معلیٰ میں جس قدر زراذد و ختمہ جنت کر ام گاہ کس سلیقہ اور
حسن انتظام سے جمع کیا تھا اور جو مصارف حضرت خلد مکان سے سج رہا تھا سو اسے آمدنی
مالک محروسہ وہ سب سے ہو چکا تھا یہاں تک کہ گمان دینے خزانہ عامرہ میں جابو بکشی
بھی ہوتی پس مقابل ان اخراجات لا حاصل کے اگر کچھ قارون بھی ہوتا تمام ہو جاتا جب قلت
رویہ کی ہوتی ظفر الدولہ سے طلب خزانہ دینے کیا گیا اور اسکا یقین تھا کہ ہمارے مصارف
سبجا جھک رہا و موصوف نے کہیں دینے کر دیا ہو گا ازراہ خیر خواہی ہم سے دینے کرتے ہیں کہ سوا
کہ فقط بادشاہ کا خرچ ذاتی کر در روپیہ سے کم نہ تھا اور کر در روپیہ کا خرچ سلطنت اور ایک کو
کئی لاکھ کا ملک پس یہ حساب تو عقل سے باہر ہے متواتر طلب فرما کے ایک دن جب بہت
تنگ ہو کر ڈرٹ حجام انگریز کو بھیجا کہ ملالاجی کہ میں بہت بڑی طرح سے پیش آؤنگا ہوا
موصوف اس کلام نامناسب کے جواب دی تھے مجبوری مستعد مگر یہ ہو کر جواب دیا کہ سب کو
اوس شخص سے کیجئے گا جسے کل پ جیتا جائے گا یہ کہہ کر اپنے گھر میں گئے سو وہ الماس یا انگوٹھی
اویسی اپنے پاس کھائی کہ بروقت خلاف اسے کھا جاؤنگا مگر قضا نہ تھی اور مہد اوقت نہ مل
سینہ سپر ہوئی بادشاہ نے بھی تامل کیا فقط دھکی تھی چنانچہ جب ظفر الدولہ کا انتقال ہوا
حضرت جنت مکان اور ملکہ آفاق کو بھی ایسا خیال خام دینے کا تھا اس خیال سے کہ حضرت
فردوس نزل کو ٹیڑھی کوٹھی سے کچھ کم پائیں لاکھ بچا پیا دیا تھا اس بہت سے یقین تھا کہ
کہیں پوشیدہ کیا ہو گا پس مپا کہ انکا کچھ ضبط کریں پھر پہلے بھیج چکے تھے بہادر موصوف

اعتماد الدولہ ہوئے نواب نے ایام قید میں ایک خط بہت لغول عبارت کا جو انہیں لکھا
 جن صاحبوں کی نظر سے گزرا ہے خوب جانتے ہیں ابتدا سے انتہا تک جو عمل میں آیا اس
 کو لازم و اجبی سے تحریر کیا ایسی تحریر کا بوجھل کتاب کہ باخلاص تہذیب تھا ان مگر ان
 صاحبوں کے اقبال میں کچھ شک نہیں اور فی الحقیقت خوبی صفات ذاتی نہان میں کچھ
 شک نہیں مگر زقار کو در موافق طینت نواب کے بجاوری اختیار کیے تھے ہزار بار و یہ صریح ذاتی
 دوسرا کون دیتا ہے نواب متظم الدولہ کے مقرب خاص تھے پھر نواب کے خاتمہ نواب
 روشن الدولہ پر ہوا +

نواب متظم الدولہ نے چاہا کہ اپنی حکمت عملی سے راہ میں عملداری شاہی میں زمیندار قلم
 نواب کو لوٹ لیں اتفاقاً یہ خبر ریزیڈنٹ کو پہنچی نواب سے کہا کہ مال ختم وغیرہ کہ جب تک
 عیال نواب کا پورہ پونچھیں تم جاری پس حاضر ہو جواب یا مجھ پر کسی نے اتہام کیا ہے اگر
 ایسا گمان ہے مجھے اجازت دیجیے کہ میں اسکا جا کر بندوبست کروں اور آپ کے الزام سے
 بچوں جب یہ عرض کیا رخصت ہو و اسکا سدا ب کیا مگر دار خالی گیا +

عرض جس صبح کو عیال نواب روانہ کانپور ہوئے ساری خلعت شہر کوچہ و بام پر پہراہ
 جمع تھی بظاہر فرق اتنا تھا کہ جنکو نواب نے شہر سے نکالا ان کے ساتھ پہرے سرکاری
 ان کے ساتھ پہرہ انگریزی اہل صاحب معرفت کے نزدیک صورت انتقام دنیا ایک ہے
 واللہ غریزہ و انتقام +

بعد اسکے نواب بعد نصف شب محل سے برآمد ہو کر اپنی عمارات عاملیشان کو کس نظر
 حسرت سے دیکھ کر ہر چار طرف اپنی ثروت امارت مستعار حکومت و نیامی دیون کو یاد کر کے
 کہنے لگے تھا کہ تو تہمت حقیقی دنیا و آخرت ہے معلوم نہیں میں نے اپنی حکومت میں کس نل
 ذرہ مند کو دکھایا کہ اسوقت سارا شہر سوتا ہی میں سے اپنے گھر میں اور میں اپنے وطن بلوچ
 آوارہ وطن ہوتا ہوں فاعتر بیا اولوالابصار یہ حکم کش میں سوار ہوئے پہرے انگریزی
 ساتھ ہوئے جب کانپور گوا بارک سے گزرے ہاتھی پر سوار تھے بارک سے گورے نیچے میدان
 نکلا کٹر شل فخرانی اقبال کر سوال کرنے لگے نواب نے دونوں طرف اشارہ کیا پٹن پٹن یہ

کا پٹرین کیے کہ جب میڈک صاحب لارڈ ہنٹک صاحب کی طرف سے بادشاہ کو لکھ کر پتے
اتفاقاً اور سوقت بادشاہ خواب حستین تھے نواب سر پرٹوپی میسے تھے پچوان پتے ٹہل ہوئے
اہتمام کرتے تھے اوسی صورت سے صاحب کے ملاقات کی اور حستین بھی اسے ساتھ پیرا فرسے
نائب بادشاہ پاس جلسہ لگے منیل سر پر رکھی تھہ ہاتھ سے چھوڑا اپنی شان و شوکت کھانی
مگر یہ سب امر یا اقبال مقتدا الدولہ ہوئے +

خلاصہ بعد کئی مہینے کے مقدمہ مقتدا الدولہ کی یہ صورت ہوئی کہ بائیس لاکھ روپیہ جوابت قیمت
تختواہ وغیرہ خزانہ بنڈنٹی میں جمع تھا اور مجموعہ املاک جسکی تعمیر میں ایک کروڑ سے زیادہ خرچ
ہوا تھا اس لاکھ کو محسوب کیے کہ مجموعہ بیس لاکھ پر فیصلہ ہوا باقی دعویٰ ستر لاکھ کا خارج ہوا
کسے اسلئے کہ وہ مہینے تیرہ ڈکامبر سے مواخذہ چاہیے تھا باقی پیشتر کارا صنی نامہ حضرت خلدی کا
انکے پاس تھا بادشاہ کا برے صاحب و خلاف ہونا مقتدا الدولہ سے موافق ہونا کام یا مقتدا الدولہ
نے اسے سوا بہت کچھ خرچ کیا اپنی جان و مال کو بچا یا باقی املاک متوسلین و اقربا و نواب بنامہ
سرکار موٹی مثال ملک اعظم علی خان میر اسد وغیرہ +

بعد ازاں نواب مقتدا الدولہ اپنی ماوری اقبال سے لاکھن خرچ کر کے باغرت سلامت
و حفاظت مفت سرکار مع نقد و جنس دو کروڑ روپیہ مع عیال اقربا متوسلین ملازمین لکھنؤ کو
روا کرے گا پھر روپے بعد کے خود روانہ ہوئی جو بی کے میدان میں چند روز خیمہ میں ہے
بعد اسکے کرائٹ صاحب کا جنگلہ بائیس ہزار کو غلام میں خریدا تھا اوکھ گئے پھر بہت
بگٹے گرو پیش کے مونے لے متوسلین نے جنگلے لے ایک شہر جدید انکی جہت سے آباد ہو گیا
جب تک جیتے رہے ماورای پچاس ہزار روپیہ کا خرچ رہا میر اسد خود کہتے تھے کہ چھبیس ہزار
ماورای کی تختواہ میرے ہاتھ سے تقسیم ہوتی تھی جتنے صاحب کسپ تھے سبے ملاقات
و رہانی ہوا کرتی تھی حکام کے پاس آپ بھی اکثر جایا کرتے تھے جو صاحب ہوا کھانے پھاڑے
جایا کرتا تھا خیمہ ہاتھی چکرے ساتھ جایا کرتے تھے خوراک انکی سرکار نواب سے ہوتی تھی غلام
انکے رہنے سے آبادی کا پورہ کی زیادہ ہو گئی لوگ اپنی نادانی و بیخبری سے کہتے تھے کہ جناب
خان صاحب سر کا پٹرین نواب تھے فقط محرم از نواب تھی البتہ چنانچہ جناب انصاحب متوسل نواب

اسکول انگریزی طلباء اور مشتاق زبان انگریزی کیہ واسطے باہتمام رزٹنٹ کیا۔
 سب سے اہم عہدہ یہ کیا کہ رمنہ موتی محل میں رسد خانہ سلطانی بنوایا کہ تان ہر ربٹ صاحب
 اس کے مہتمم ہو جو مولوی اسماعیل سرگروہ طلباء ہندی ہندوستان میں ایسا رسد خانہ امان تھا۔
 اس عہدہ میں خبر کرد میڈک صاحب بعد از رزٹنٹ ہی گورنمنٹ میں یہ صاحب زبلسکہ عالی شان
 صاحب فٹش تھے کانپور سے بڑے جالوس باہتمام سے داخل ہو کر پیش مقام کانپور میں کیے
 شاگرد پیشہ کی وردی طہاری وغیرہ سامان میں کانپور سے لکھنؤ تک چار جگہ خیرہ سامان خیرہ
 پر تکلف سرکار شاہی سے ہوا جب کانپور سے سوار ہوئے حکم شلک سلامی توپ دیا اسے جلوس
 سواری میں دو تربت کر سواروں کے لائق التفات حسین خان کو بسفائش کیے آئی پیرشتی
 کیا مہر حسن علی بیگ کہ عہدہ نظارت دیا اور یحییٰ وزیر سلیمان شکوہ سے لیا کہ جو شخص آداب
 دربار شاہی سے واقف ہو۔

خلاصہ نواب تنظم الدین رحمت گنج تک استقبال کیا بادشاہ نے شہر کے ناکہ تاک برجی حرم
 داخل شہر ہوئے طرفین سے طریق صیانت شب روز ہوا صاحب بہادرتاہل نہ تھے
 اس جہت سے زور کوٹھی آیا کہ صاحب عیش منزل قرار دیا اسی وقت عیش سے اکثر وں کار سون
 و فائدہ بھی ہوا سواری دربار شاہی میں بڑے جلوس سے جاتی تھی

کر نل کارٹون صاحب مستوفی سرکار کمپنی صاحب بہادر کے درہم باب تھے قبل از و حسلہ
 صاحب مدوح لکھنؤ آئے تھے نواب نے اور شہر بڑا منع پیدا کیا تھا اون کے ملازمین رسالہ
 قدیم کو بلا قہ دیا تھا اون کی بی بی بیگم صاحبہ بی بی کسی نواب کجرات کی تھی حسن مانج رہنے کو دیا
 ہو منہ تھی بڑی وہم سے تفریح واری تھی شہر محرم میں کی تالاج الدین حسین خان مہتمم مجلس ہو
 بہت طعام بہت تکلف سے مشیہ خواہوں کو خلعت ووشالے روپو فرانو حال شہر نگران
 سب خصوصیات و حسن خدمات پر تنظم الدین اور صاحب موافقت نہ ہوئی یہاں تک کہ وقت
 صاحب نواب کا خوجہ پان احاطہ کوٹھی میں نہ آئے سواری میں چھاتہ نہ لگا وین نو بہت
 صاحب کہتا آپ رزٹنٹ میں میں نے حقہ لارڈ کبیر صاحب کے سامنے پلاس کہا حال وقت
 کہ اپنے وقت کا اختیار پر پیش کر سے اور خلاص ہوئے چلے گئے اس حقہ کی تلافی نواب نے



اقتدار الدولہ مہاراجہ میوارام



Maharajah Mawa Ram,

اٹھون نے نواب کو نذر دی چندے بدستور رہے آخر معطل ہو کر خانہ نشین ہوئے گھر پر
 پہرے لگئے اور نیز آٹھ لاکھ کا محاسبہ نکالا اور مہاراجہ بالکرشن کو دیوان کیا انہی بہت
 رہے تاج الدین حسین خان کو فرقہ خاص سے منتخب کر کے اپنا مقرب و محرم راز بنا کر سفارت
 ریڈنٹی پر مامور کیا اور اٹھون نے خواجہ امامی خان اپنے رفیق قدیم کو اپنا پیشہ است کیا +
 پہلے نواب و ن کامیون پر متوجہ ہوئے جو باعث نیکنامی اور موجب خوشنودی حکام
 تھے چنانچہ اپنی حکمت عملی سے بنام دارالشفاء انگریزی و ہندوستانی کی ڈاکٹر اسٹیونسن کو
 اختیار انگریزی سزاعلی اکبر بیٹے حاجی خوشنودی کو ہندوستانی +
 دوسرا چھاپہ خانہ سلطانی لکھنؤ گرافکس یعنی پتھر کا ارچر صاحب کو دیا پانچ سو روپیہ دیا
 تیسرے لوہے کی پل کی طیاری کی جو زمان جنت آرام گاہ سے رمنہ میں پراہوٹا سنگھ صاحب
 کے اہتمام میں دیا جنھیں معتاد الودہ نے حضرت فردوس منزل کی موافقت کی جہت ہو سکوا دیا
 مگر نہ بنا کچھ نقصان سرکار ہو کر رہ گیا وجہ یہ تھی کہ یہ کام مہندس یعنی انجینیر کا ہو نواب کیا جانتے تھے
 چوتھے منہ جدید کا اہتمام گنگا سے لانا اٹھائیس کوس کے فاصلے سے راجہ بختا ورسٹا کو دیا
 ٹرکٹ صاحب بنجارا دھنگی سے اسکے کھدوانے پر مامور ہوئے ع کار بوزینہ نیست بختاری
 وہ کیا جانین کام مہندس کا کسولے کہ زمین لکھنؤ گنگا سے ۳ فٹ بلند ہے پستی سے
 بلندی پر پانی کا جاری کرنا مشکل ہے دوسرے چاہیے کہ کنارے دو فٹ طرف ڈھائی فٹ
 ہوں تاکہ نہر کا پانی صاف معلوم ہو اور پانی شکل کر دی ہے سطح کے کناروں کو نہ کاٹو کا اٹھون
 کنارے سیدھے رکھے پانی خواہ مخواہ کا ٹیگا یہ وجہ اسکے نقص کی ہوئی دوسرے چھ لاکھ روپیہ
 راجہ کا اسپر صرف ہوا نواب صاحب نے مجرا اندیا راجہ نے کہا میں نے یہ افق اپنے عقاب سے
 لگا جی کو نہ کیا اٹھائیس ہزار بیگہ زمین نہایت گہنی اور مقام پیادہ و زور اور درندوں کو ہو گئے
 جب سیر ڈیوڈن صاحب آئے اور اٹھون نے ڈیڑا افسوس کیا اسکے نقص پر بادشاہ کو بھی منظور تھا
 کہ اسکی کمیل ہو جائے مگر زونئی گئی برتک و خین تنخواہ ملی سرکار کا نقصان ہوا +
 ایک غریب خانہ بنوایا حسین اپاہیچ لوہے لنگڑے اندھے زن و مرد باکرین سرکار سے
 پرورش ہو بلکہ اس خیت کا نوٹ ہزار روپہ و مامور ایک اضعافت زر ڈیٹ کر دیا +

خلاصہ خیاباوشاہ اپنے خود کردہ اہلکاروں سے تنگ ہو چکا تھا کہ انہیں کسی طرح سے باہر
معتدل الدولہ دورستی اصلاح مقدمات سلطنت نہ کی گئی اپنا نفع اور عیش دنیا و تمدن سمجھتی
اب نواب مظفر الدولہ کو اتنا کام معاندین سلطنت کیہ اسے بلانا چاہیے کہ نہ نظام ملکی مالی کو
اسکی یہ صورت ہوئی کہ میان رجب علی قوال صاحب کمال خیال علم موسیقی مقرب بادشاہ
تھے اور جنوں نے عرضی نواب اپنے پردہ قانون سے غلویت میں گذرانی فرمیں بہت خطا
ہوئی نظر باصلاح سلطنت کہ مرئوسن جہانمیدہ مستغنی تعلیم یافتہ جنت آرا گاہ مقبول سرکار
انہیں بہتر کون ہے فرمان شاہی روانہ ہوا نواب ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ ہجری مطابق
۲۴ نومبر ۱۸۲۷ء داخل گھنٹہ ہوئے شرف ملازمت خلعت وزارت پایا خطاب حضور جنت
عنایت ہوا جو کسی وزیر کو ملتا تھا منور الدولہ احمد علی ان کہ خلعت جبریلی شہر کا کھٹی کھٹی
وزارت ہوسے دوسری کھٹی اوس سے ملحق باہتمام راجہ بھٹا و شکرہ بانیسین میں بخوبی پایا
آراستہ ہوا نواب میان رجب علی کی اس شکرانہ بہت خوش ہو کر اکثر اپنے دربار میں لکھتے
میں اس شخص کا احسان نہ ہوا لیکن سید شیرین بانی کے زرتی سے وعدہ وفا نہ ہوا یہی سبب
ہے بلکہ چند روز میں یہ اوس شخص مخالف ہونے لگی تھے جو جب حکم نواب پہلے ان کے پاس حاضر ہو کر
باریاب سلطانی ہوتے تھے بلکہ جزا الا احسان نواب معتدل الدولہ یہ شکے کہتے تھے
اگر رجب علی میں یہ خدمت کرتا میں ملا کہ وہ یہ دیانت ہے کہ انکی ہمت کچھ دور تھا
یہ جہ اسکی یہ تھی کہ نواب نے جتنے مقرب بادشاہ تھے مثل منمن محمد بخش خواص وغیرہ ان سب کا
انجمن جیٹری تو بہت از دولت و بار سے کھلوادیا تھا رجب علی کو نشہ تقرب حد سے بھٹکا
اس جہت سے کھٹکار رہتا تھا +

عرض نواب متوجہ نظام سلطنت ہو کر حکم صاحبان صدر و ربابہ ہائی معتدل الدولہ
بسلامت بحفاظت سرکار علی داری سرکار میں جانا معلوم ہو چکا تھا بادشاہ سے پہلو غرض
کہ یہ بنیادیں سے بگڑی ہوئی اسکی اصلاح اور انکا احتیاط مال جیسا منظور ہو اسکا شکل
مگر چننا ممکن ہو گا قصور ہو گا اپنے حسن تدبیر سے +
نواب کو خصوصیت معتدل الدولہ سے ہمارا ج افتخار الدولہ دیوان سے موافقت نہ ہوئی

و حفاظت جان مال کی عنایت فرمائی اور محبت نامہ بادشاہ کو انکی حس خدمت کا کھجیہ
عرعدہ و شود سبب خیر گردانا خواہد +

جبہ تنظیم الدولہ شاہ جهان پور پہنچے ایک مہینے تک مجلس سے باہر نہ آئے جب تک
جواب عرمنی مسئلہ ذاب گوہر جنرل کلکتہ سے نہ آیا اسکے بعد بڑے تیز کی سواری سے
حکام کی ملاقات کو اور باغزت باطنینان رہنے لگے عشرہ محرم میں سیاحہ پوشی موافق ہو
کے برپائی مجالس کیے بہت تکلف سے وہاں کے رئیس و سبب خلاف مذہب و رت فساد
ہوئی اس جہت سے برخاستہ خاطر ہو کر فرخ آباد میں دو کوٹھی خریدیں وہاں جا کر بہ بڑی
عزت و شہرت سے کہ موجب شک بنا کر و گار تھا عملداری سرکار میں انکی توبہ سلامتی
چلتی تھی گھر پر نوبت بجاتی تھی جو صاحب عالی شان اودھ سے منسلک مغرب یا کہ چرچا تھا
خواہ سخاوت انکا مہمان ہوتا تھا کہ لائی محمد و ولایتی انکا متوسل تھا ۲۲ لاکھ روپیہ دے کر
کلکتہ میں تجارت کو بھیجا انکی بدولت وہ فخر التجار ہوئے شاہ نے خطاب یافتہ علی شاہ
قاجار کو انکی معرفت کچھ دے یہ تحفہ بھیج دیا تھا شاہ نے ایک گھوڑا ماشہ و نسل کھلا و غیرہ مع
شفقہ خاص بھیجا پھر اودھون نے اپنی ناموری سمجھ کر ایران میں کسی جگہ پہل بٹا دیا بس
لباقت ناموری کس وزیر اودھ نو پیدا کی تھی لیکن باوجود اس ثروت و اقتدار و عزت
و نیل کے روز و شب بامید و نارت لکھنؤ رہتے تھے اور ہر طرح کی فکر و جستجو سے ناغہ
ہزار ہار روپیہ کا صرف امیدیں بیجا سمجھتے تھے کسی شخص لکھنؤ میں انکے اخبار نویس تھے خصوصاً
مزاہ صبی علی خان کہ ہر روز اخبار دربار و کردار اہلکار لکھتے تھے انکے معتدین خاندان تھے
کہ مدت امید میں اودھ میں لکھنؤ روپیہ فکر چند روز درت میں صرف کیا تھا جب اہلکار
انہی خور و برداشتے تھے تا سب کر کے رہ جاتے تھے کہ افسوس اس ناکرہہ کار و دن کی جہت
کیسی خرابی اوس گھر کی ہو رہی ہے انکے بڑے بھائی مزاہ صبی علی خان باپ باپ بنور الدولہ
کے اودھ میں صفات ذاتی اسے بہت زیادہ تھے اکثر سمجھاتے تھے کہ تمہیں اب اس خیال خام
لکھنؤ سے کیا فائدہ شک خدا کر و اپنے گوشہ عافیت میں بجا بیت سرکار کس عزت و مہیے ہوئے
اسکا جواب تو تھے کہ جس گھر کی بدولت ہمارا ایسا گھر بنا ہوا وہ گھر اب بکڑا جاتا ہے +

سب بادشاہی سے اور کیا مجموع سلطنت میں برس میں پانچ برس برابر فوارہ
روشن الدولہ ہے باقی پانچ برس میں یہ رنگارنگ مائے صبح سے شام تک نہ پتھر اور
شام سے صبح تک نشان نہ تھا جتنا جلد برپا ہوئے اور تھے ملکہیت گنتی۔

نواب غلام محمد الدولہ کا وزیر میرزا میرزا صاحب کا آقا شہزادہ کا اہلکار تھا

نواب غلام محمد الدولہ حکیم مہدی تلخان شیب صاحب اقبال صاحب فہم و فراست
دیندار تھے ہندوستانی امرا کو اس سلطنت میں دوسرا نہیں ہوا جسکی تقریب حکام
عالیشان بھی کرتے ہیں بس اور پھین تک ونگو گھر کا خاتمہ بھی ہوا ابتدا میں خاندان
معلوم ہو خلاصہ عداوت نواب محمد الدولہ سے اتنی نظامت خیر آباد سے قبل از پتھر
دوسرے ناظم کے کس حسن تدبیر سے ممالک محروسہ شاہی سے شاہ جہان پور علی گڑھ
سرکار میں اسباب رفقا و ملازمین بسلامت پہونچے فوج شاہی کی گرفتاری سے نئے
وگرنہ کیا عجب تحالعات تنخواہ فوج یا کسی درجہ سے قید ہو جاتی اور کوئی عاقبت اور پتھر
کئی مہینے پیشتر سے جتنا اسباب تھا سب عملداری سرکار میں بھیج چکے تھے اخبار نویس
سرکار کو موافق کر لیا تھا اور جب نواب گورنر جنرل لارڈ ڈایر صاحب آباد لکھنؤ سے
شیر کے شکار کو ہر ایچ بشرف لائے غلام الدولہ بعد از اس لئے امر سنگھ قانون کو اس وقت پہونچا
ماہ پر ہو تھے مشہور ہو کہ اسکا زخمی ہو گیا تھا یا تھا اخبار نویس کو موافق کر کے اسکا کوئی بھی سرکار
نہ آتی ہوا پتھر والے کو غلام دولہا تھا غرض شہ قہ حاصل باب سدانی اور نظام و اہتمام نواب محمد الدولہ کو پہونچا تو اس
محمد الدولہ نے جاپا کہ اسنے کیلٹر کا سامان ہونے کے نارسا ہونے کی شکایت نواب گورنر جنرل انگلی
اور سوت افسر کو موصول کرنا سہل ہو گا یا یہ محاسبہ میں دیکھ جائیگا مگر غلام الدولہ بھی ہم قوم کو ولی کو
ولی بھی تالیف اسی اندیشہ خیال سے تین لاکھ روپیہ کا اسباب جب قدر لکھنؤ میں مل سکے
شکار گرا بازار اپنے لشکر کا راستہ کر دیا اور کہا جس قدر نہ کے گا میں لے لوں گا اور فوج سوار و پیادہ
تو بخانہ کو وردی سے آہستہ کیا اور بہت شکار تک ہمراہ رکاب سے صاحبان عالیشان اور جملہ
مہتمما کو خوب موافق ہر طرح سے کر لیا اور بے منت اپنا عرض حال بھی کیا کہ میں حالت خیر میں ہوں
میں ہوں منصوبہ کے ہاتھ سے نواب محمد الدولہ نے کمال قدر شناسی و شفقت سلو نہیں تھی

نواب معظم الدوله حکیم مہدی علیخان



Hakim Mehdi Ali Khan.

بادشاہ نے اپنی خواہی میں بٹھا فرج بخش میں لائے خلعت کو حکم ہوا عرض کی کوئی امر فرماؤ
 نہیں ہوا جسکے صلے میں مستحق سرفرازی ہو تا مگر بڑے اس حرکت ناشایستہ کے منقولہ خط
 اقدس کو غلام کو روزگار منظور نہیں یہ عرض کر کے چلے آئے مگر کر کے بیٹھ رہے مگر صاف
 بھی بٹھوری سے آراء و رفت بہت کم کردی اس کو ہین و خانہ نشینی نواب سے چپ سے
 اہلکاران جرنیلی خوب چمکے راجہ رام پال کا بھی ٹاٹ مہاجنی اولٹ گیا +

جب یہ کیفیت دربار شاہی کی ہوئی بڑی صاحب کمال دلسوزی سے بادشاہ کو
 دوستانہ سمجھایا کہ ایسی تدبیریں و تدبیریں وزیر منصوبے خرابی سرکار کی سلطنت کی
 ہوتی ہر مناسب ہو کہ جسکا کام ہو اوسے سے لینا بہتر ہے اور مداخلت مکرہ کاروں کی
 اچھی نہیں اور صدر سے بھی یہی تحریر آئی کہ تجا کے کام تجا سے ہاتھ نہ دھو جائیں
 بادشاہ بھی کچھ متنبہ ہوئے مگر کیا فائدہ پایا وزارت لبریز ہو چکا تھا آخر اسی اکام وانی
 سے نواب نے ۱۹ مارچ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۲۷۵ھ انتقال کیا غیرت دار کی حبیب
 سندھ عظیم الاملاج پہنچتا ہے پھر نہیں بچتا مگر جو اپنی وصیت کو ایوان کرپاوی غیرت
 مرحوم میں دفن ہوئے انکا ترکہ تینوں بیٹوں پر تقسیم ہوا دو بیٹیاں دلی میں بخت مسما
 امر و بیکم حاجی بیکم ایک چھوٹی بیٹی مختلف البطن مسما جعفری بیکم مقیم مسما ابدین و لکھنؤ
 انکی شادی میر محمد علی کے ساتھ ہوئی دیہات زمینداری و کوٹھی بل تجارت ہو ایک سرکار
 انکے کارندے بڑی امانداریں اور اولاد و دونوں بیٹوں پر بڑی نصیب پڑی اس
 فساد میں لگھا روپیہ کا گھر لٹ گیا بلکہ اچھری بیکم کے محتاج ہو گئے ہین باب کی قبر پر
 فی الجملہ ایک صورت ہے +

ابو کئی مہینے کے ایسی باد صحر علی کہ ورق جرنیلی بھی باد ہوائی ہو کر اوڑھ گیا
 بادشاہ کہ جرنیل بہادر سے ایک سو رنگن ہوا سچ ہو نزدیکان را بیشتر بود حیرانی دریا
 قندار سے مہینے میں صورت نجات و عافیت ہو دربار سے موقوف ہوئے بہت سی بہن
 صورت توہین کی ہوئیں اونکا لکھنا فضول ہے ابنہ قول ظفر الدولہ بہادر جو باؤہ
 سے عرض کیا صادق آیا خلاصہ ای طرح رفتہ رفتہ یہ بتنا کوڑا دربار میں جمع ہو گیا تھا

بہت خوش ہوئی اور اپنی علوِ عمت شاہی اور مہذب و رفیع سے پھر بھی اسکا ذکر بھی کیا
 بر خلاف دوسری سلطنت کے نواب کا دیوان خاص و شرف آباد میں رہتا تھا سب
 اس سے جا مل ہوا تھا اب اس کے گھر کا بھی نام و نشان نہ با معلوم نہیں وہ روپے
 لہاں گیا اور کیا ہوا +

جب اعیانہ کے کہنے سننے سے نواب کی طرح بادشاہ کو تکرر خاطر اقدس ہو گیا
 رفاہ اعیانہ ہوا خوب ملائی چکی چنانچہ ایک دن نواب وقت عصر حاضر حضور بادشاہ تھے
 شاہ منزل میں سب ارکان دولت بھی حاضر تھے اتفاقاً درشت انگریز قوم حجامِ مقرب
 بادشاہ محمود زلف شہر سے حرکاتِ مسخرگی اپنی بخودی سے بادشاہ کے سامنے کر رہا تھا
 بادشاہ نے اقبال الدولہ انجم الدولہ سے ارشاد کیا تم بھی اس سے ہنوعرض کی یہ بخودی سے
 ہمیں گالی دے بیٹھے گا پھر نواب سے ارشاد کیا انھوں نے کچھ اس سے چھیڑا یہ بھی جواب سخت
 دیو بیٹھا بعد اسکے بادشاہ کنار دریا سوار ہونے کو تشریف لے چلے مقربان خاص بھی چلے
 درست نے ہلے دست و رازی و انجم الدولہ اقبال الدولہ کے شکلی پر کی دونوں نے گھر کا
 بعد اسکے اسنے نواب کی گٹری پر ہاتھ بڑھایا نواب نے سر اپنا پیچھے ہٹایا اس کے سر کا
 گٹری گٹری خدنگار نے چاہا کہ انتظام الدولہ کو مار لیکر اس سے مارے اوھوں نے اس سے
 ٹانگا اور آپ بڑھکر بادشاہ سے یہ کیفیت عرض کی بادشاہ ہاتھی پر سوار ہو چکے تھے
 نواب سامنے آئے گستاخانہ عرض کیا خدا تمھارے دربار میں کسی مرد آدمی کو نہ لائے
 یہ لوند و بکا و بار ہو گیا ہے بادشاہ نے باکراہ موٹھ پھیر کر فیضان سے اشارہ کیا دل
 فرج بخش ہوئی نظر باجقیا انجم الدولہ کو بڑی صاحبکسپس بھیج کر یہ احوال کہلا بھیجا حیرت
 کند فی سیر تھے اسنے نہ فرمایا کہ یہ بسفارش نواب ہیں نواب درہم و برہم جناب بگم صاحب کی
 ڈیوڑھی پر حاضر ہو کر یہ حال تو بہن عرض کر کے مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کے مکان میں
 رہتے تھے چلے آئے اور بدل عمدہ وزارت سے ہاتھ اوٹھایا صبح کو بادشاہ فوراً
 راہ دیال کو بھیجا طلب فرمایا گئے پھر انتظام الدولہ کو بھیجا آئے بعد اسکے آپ تشریف لے
 ہاتھی پر سوار در وازی پر کھڑے ہے انتظام الدولہ پھر گئے نواب کو بھیجا کہے آؤ سلام کیا

انتقال نواب عتقاد الدولہ اور مغربی جرنل اقبال الدولہ غنیہ
 جب محبت نامہ منظور ہوئی نیابت نواب عتقاد الدولہ نواب گورنر جنرل نوہ امی شہ
 مطابق سی ام شہر شوال ۱۲۳۸ ہجری آیا موجب کمال قوت اور انکو دشمنوں کے باعث تنزل اور
 ادبار کا ہوائی حقیقتہ نواب فقط اپنی باوری اقبال سے ایسے اشوب اجتماع ارکان دولت میں
 مخالفت پایہ وزارت پر قائم ہے انکی کریم نفس حلیم الطبع صاف باطن فیک پروری قد شائستہ
 کچھ شبہ نہیں ہر چند نواب معتقد الدولہ کی عداوت سے بہت ساسخارات دیرینہ جمع ہو چکا
 مگر اتنی ماکوت و ہتھیار میں باوچین ل سے بھلانا بہتر سمجھے اور مقربان خاص جو خلاف تھے
 متواتر بادشاہ سے عرض کی کہ یہ نیک حرام سے ملنے ہیں نواب عتقاد الدولہ نے جب انکی نیک نیت
 دیکھی چاہا کہ چھ لاکھ روپے انکی خانہ بادی و غارتگری کا دیون مگر وہ بخون نے اپنی عداوت سے
 قبول کیا دونوں نے ہمت پر کام فرمایا وہ زمانہ بھی سخاوت کا تھا زمانہ آخر یہ تھا ایک
 منظم علیخان عتقاد الدولہ سے چھپکر اپنے بچاؤ کی واسطے معرفت شیخ نیرانی ہر دو معتقد نواب سے
 حاضر ہوئے نزدیکی مہتممی رفاقت ہوئی مگر نواب نے قبول کیا کہ مختاری خلاف و باعث پہنچی
 اور دیر سے واسطے بھی نامناسب ہو دینا سے نہ یقین چین ملیگا اور نہ مجھے اور ہر سال
 مجھے مطمئن رہو اور رخصت کیا۔

اس مدت قلیل وزارت میں باوجود بیدخلی اور معطلی کے دشمنوں کے ہاتھ سے نواب کی
 گرو روپیہ کا معاملہ ہوا چنانچہ چھپس لاکھ روپیہ معرفت اپنے منشی کے روانہ دی گیا اور
 جب باپس لاکھ تو فیروزہ بیگم صاحبہ بادشاہ کو از رو حقیقت تجویز نواب گورنر جنرل
 وہ نواب کو عنایت کیا اس حساب سے گیارہ لاکھ تم لوہ لاکھ استبدال معتقد الدولہ کیا اور
 صاحب معلوم کو مرحمت فرمایا چنانچہ اسی شخص معلوم نے بادشاہ سے کہا کہ جب تک
 محمد فاضل الدین خان کلکتے سے لکھنؤ نہ آئے تھے میری تلوار نہ کاٹ سکیگی اسی جہت سے انہیں
 طلب فرمایا تاج الدین حسین خان کہنہ نے اپنے بچاؤ کی واسطے لاکھ روپیہ نواب کو دینے
 اور بادشاہ سے بھی عرض کیا کہ نواب نے اس قدر روپیہ جمع کیا ہے بادشاہ نو نواب سے
 پوچھا عرض کی غلام نے یہ سب نقد و حضرت سے پیا کیا بادشاہ اس صداقت سے

والا انجمن ہو گئے چنانچہ خلد مکان نے اسے تحین سمجھا کہ ایک مہر سی طلانی بہت پر تکلف اور
لکھنؤ کی مغرق گرجا بنی اور ایک تلوار ولایتی جسے نواب آصف الدولہ مرحوم نے پیاں
رہنے کو خرید رکھا اور اسکا قبضہ مصرع کارڈ اب کمر بہت بھاری اور بعض اسباب تحفہ اور پیشی
تلوار کی جہین ہزار ہا کا جو اہر نصب کیا تھا مع محبت نامہ شاہی باخفا کلکتہ بھیجا وہاں سے
باقی معرفت تاجران نامی کلکتہ روانہ ولایت ہو اب سلامت بادشاہ تک گذرا اور
بدینے بے تکلف و بے منت سمجھ کر قبول کیا اور جواب محبت نامہ کمال تہذیب اور ادب
و القاب عبارت شوقیہ عنایت ہوا اور آخر مضمون یہ تھا کہ تم سب طرح سے اپنے ممالک
میں مالک و مختار ہو اور ایک کھوڑا ولایتی خانہ زادان شاہی سے جسکی قیمت ولایت میں
کئی ہزار روپیہ کی تھی مع زین طلانی و انہی مغرق جوڑی ٹنچی قبور کار طلانا اور کئی بندوق
ساز طلانا اور کئی گھڑاں مع زنجیر ہوا ہر نگار مجموعہ بالیت سب لاکھ روپے کی معرفت نواب
گورنر جنرل بہادر کلکتہ سے پہونچا اور سوقت حسب حکم نواب محترم الیہ ہارن ٹن صاحب
ممبر اول سوپریم کونسل ڈومجڈ خلیل الدین خان سفیر شاہی سے کہا یہ کام فقط تمہارا حق
خان موصوف نے اپنے بچاؤ کی واسطے وہ شفقہ شاہی دکھایا کہ میں اس تحریر اخفا سے آپ
عرض نہ کر سکتا بعد اسکے حکم کیا کہ یہ ہدیہ معرفت زریڈنٹ بادشاہ کو پہونچے گا تم بھی اسکو
استقبال و سلامی کو لکھنؤ اور سرکار سے بھی تحریر جانیگی +

اتفاقا یہ ہدیہ عالمی اور سوقت پہونچا کہ حضرت خلد مکان انتقال کر چکے تھے معتمد الدولہ
مقیمہ اعتماد الدولہ منسوب تھے نواب گورنر جنرل نے پھر اس ہدیہ کی واسطے ولایت لکھا
حکم آیا اس کے جانشین کو بھیجید و چنانچہ رکش صاحب کھوڑا مع ہدیہ بڑے تکلف سے
لائے سلامی قیپ کی ہوئی میرٹھ میں غلام حسین فرمان شاہی کشتی فقرہ میں سر پر رکھے
لائے ارکان دولت نے ندوی بادشاہ کی نامزد اقبال و آخر اتم سمجھ کر بہت خوش ہوئے
ابہر صلی حقیقت تھی اوس سے ناواقف تھے کہ تین دن کہ ایک دفعہ انارک صفت الدولہ
معلوم نہیں کیا تھا ایک عرضے بھیجی تھی اور اسکا فقط جواب حسب منزلت وزارت آیا تھا
ارکان دولت و اپنی نامہمی سو تجویز کیا کہ یہاں سے بھی ہدیہ بھیجا جائے اور اسکا ذکر اپنی مقام پر

شرف ملازمت حاصل ہو کر ایک ہزار ان کے بیٹوں و ترقی صاحبات محلات معلیٰ اور
 ہر ایک کا ہر ایک سے خلاف ہونا اور غفلت دیکھ کر بہت حیران ہو کر کہ من درجہ خیال
 فلک درجہ خیال اور اپنے دشمنوں کا قریب قریب سے دیکھ کر چارہ کچھ نہ کیا سوا اسکے
 کہ پھر مراجعت کر جانیں جو کہ ان کے ساتھ میری بات و اعتماد جو کہ غنٹ میں ہر جا رہا
 اور یہ سب مثل جناب برابر بہت جلد ہو جائینگے ہر چند نواسے بہت جانتے تھا کہ امریات
 بسکیم ہو گیا جبہ و بادشاہ ہو گیا میں اسکا عذر کیا کہ وہ نگر میری نیابت میں کارفرما ہی کیجئے
 اور مجھے اور طرح سمجھئے منتظم الدولہ کب قبول کرتے تھے اور یہ دماغ تھا کہ اس کے نائب ہو کر
 رہتے صاحب ریڈنٹ کے ملاقات کر کے فرخ آباد پھر چلے گئے اور چند رپے کوکل
 کر کے بائیں انشاء اللہ رہے +

خلاصہ مجموعہ یہ اس اساس رجعت یاوری اقبال معتد الدولہ ہوئی جا گئے اور پشاور
 مل گئے اور سونے میں بڑا فرق ہے سخی و جزیس سے بڑا تفاوت ہے پہلے معتد الدولہ
 بائیں پشاور سے خائف ہو کر بلی متنی تھے کہ فقط اپنی جان و عزت سے اس شہر کو
 چلا جاؤں جو ایک ہزار ان کا یہ حال دیکھا وہ روپیہ جو ابھر جو عطیہ شاہی ہوا تھا اس کے
 اپنا سپر جان و مال کیا ہر طرح سے راہ نجات اور فریب دیا ہوئی چلی چنانچہ انکی غاوت
 ارکان و دولت کی تنگ چیمی ان سب کی دشمن جانی اس کے دوست منافی ہو گئے +
 زبیر سر فو لا دینی نرم شود یہی کام آیا +

بھینجا کھوڑے کا یہ مدیہ بادشاہ حضور شاہ جم جاہ لندن

سبب اس مدیہ کے آنے کا یہ ہوا کہ مولیٰ حلیل الدین خان غیل نے اپنی سفارت میں
 بہت سے کار نمایان غیر فدائی سرکارین کے کیے جو موجب رسوخ خیر خواہی سرکار شاہی
 از بخلد حضرت غلام مکان کو پاؤں لکھا کہ اگر آپ سے اور شاہ جم جاہ لندن سے اہ و رسم
 ارسال ہوا یا اور ہتھ پر محبت نامہ ہو جائے غالب ہو کہ بہت سی مطلب براری دی و منت
 اور بہر دولت متصور ہو سکے گی اور حکام کو بھی اس سے نیو لحاظ و پاس آپ کا رنگا رنگ اس
 یہ کہ ساتھ ایک فرمان اس مضمون کا بنام فدوی آوے کہ زہارا اسکا افشا کسی سے

غرض نواب نے ٹانہ سر جنوری ۱۲۳۵ء مطابق ۱۲۳۵ھ بارہ دہریہ کا خلعت و کپڑا
 کلکتہ کیا ۱۲ فروری کو وہاں پہنچے منشی جی کے ساتھ عطاء اللہ خان کشمیری اور کئی
 مشخصہ اپنا نفع سمجھا کر گئے تھے محمد خلیل الدین خان کو فرمان غزل دیا اوٹھوں نے کچھ کم
 تین لاکھ روپیہ امانت سرکار جو واسطے ضروریات کے انکے اپن جمع تھا دیکر ایک ہی رسید لکھ لی
 منشی نو فرمان منصفی کو رینٹ میں پیش کیا حسب رشتہ منظرہ رہوا لکھ دیا صاحب کمرڈو
 انہ کے ایک تو تحریر سرکار مثل دستور سابق ہو واسطے صاحب زیدیت ہو گئی دوسرے
 خلعت میں بالکل جھالدار کلکتہ میں نہیں ہونے بلکہ کی حالانکہ منصف اول کیہ واسطے راجہ بروہا
 سے منگو کر دی تھی۔

بہر حال کئی مہینے تک متواتر احکام شاہی جس باب میں گئے ایک سر انجام نہ ہوا اور صاحب
 صدر صورت اعتماد مکی جب یہاں سے ہو کر وہاں کے قانون دانوں سے رجوع کی اوٹھوں نے
 حسب رشتہ دو لاکھ کا متک انشوا لیا اور مقدمہ کو لیت لیت میں کھا جب منشی تنگ
 متقاضی اپنے انفصال مقدمہ کو دیے اوٹھوں نے زبردست ان سے طلب کیا اور بعد
 نالش سو پریم کورٹ ہو و اس وقت منشی نے گھر کر محمد خلیل الدین خان ہم وطن سے
 رجوع کی ہزار خرابی نصف زبردست پر تصفیہ پایا عطاء اللہ خان نو اپنے حق اسمی میں
 پچاس ہزار لینے پس ہزار واسطے لکھنو کو دیکر آئے تھے اس عرصہ میں سرکار شاہی سے
 اوٹھ کی نارسانی اور عدم حصول مطلب کی متواتر شکایت سرکار میں گئی اور منظرہ رہوا لکھ
 بعلت زراعت سرکار سو پریم کورٹ میں نالش ہو جاو جب منشی جی کو یہ خبر پہنچی منظر
 ہو کر مع بقیہ زراعت سرکار عظیم آباد چلے آئے نالش ہو کر قیامی عدالت سے بچے مگر یہ
 بہت موٹھی لطیفہ یہ کہ بابا شاہ نے کجبت نامہ نواب کو بغیر صل کہ اوٹھ کی گرفتار کیا بھیجا
 آیا کہ ہمیں بہت تعجب ہے کہ تو تحریر خیال ایسے امیر سے اور بہت بے ہوشی سے کہ تو اپنی شاہی کو
 گرفتار کرین یہ امر قدامت سے مفہوم ہوا ہے جب ایسے امیر کا رہنے کے ایسا ہی ہو گا۔

نواب منظم الدولہ کا پور میں منظر طلب شدہ شاہی تھے پہلے یہ خیال تھا کہ اعتماد الدولہ
 میری وکالت کریں گے یہ خبر بھی کہ خود ہو جائے بہر کیف منظر طلب جیسا لکھنوا کے

اوسند ان جلوس سواری بھیج کر بلوایا بادشاہ سے خلعت سرفرازی و بجائی روزگار قیام ہو کر آوا
داروٹنگی درگاہ حضرت عباس علیہ السلام ہوئی کسواسطے کہ بڑا امام بارگاہ بھی انھین کے
اختیار و اہتمام میں تھا۔

سبحان علیخان جو میر کونسل متحدہ الدولہ ہمزمر مقر خاص تھے کسی طریق دنیا سے انکی بھی
پاس پہونچنے و نقل شورہ ہوئے اقبال الدولہ اور مقربان بادشاہ جو انکے خلاف تھو بادشاہ
عزیز کنہا شریف کیا تو انکی پاس بھی وہی سبب صحابہ غار فتنہ پر دار زمانہ جو متحدہ الدولہ کے
پاس تھے جمع ہوئے ہین فی الحقیقت خان پیر نے جو صلاح نیک کر دادی تھے مدد سے بادشاہ کو
جواب با ثواب باب ہمتقال نیابت میں آیا۔

میر حسن علی لدنی متحدہ الدولہ کی جہت سے نکالے گئے تھے مقیم فرخ آباد ہوئے تھو نواب
وہان انہ خصوصیت ہوئی تھی مسافر لندن راج بی بی ولایتی انگریزی دان سمجھ کر بلوایا داروٹنگی
کار فرمائی رزیدنٹی دی انکی بی بی میر صاحب سے برہم ہو کر رکش صاحب کے ساتھ اہلی لندن
ہوئی تھی وجہ یہ بھی کی یہ تھی کہ بی بی کو میر صاحب کے عالم تجرید کا یقین تھا حالانکہ
لکھنؤ میں انکی بی بی پہلی تھی

نواب نے منشی غلام شمس علیخان کو معاملہ فہم مقدمات انگریزی سمجھ کر سفارت کلکتہ بھیجے
مولوی محمد غلام الدین خان چٹا گڑھ پڑا استیصال متحدہ الدولہ کی واسطے دیکر روانہ کلکتہ کیا نواب
مظہم الدولہ سے بھی انھین قبول قدیم تھا وہ بھی انہ کام لیا کرتے تھے سبحان علیخان بھی
انہ نواب واقف تھے بلکہ انکے بھوانے کے زیادہ تر محرک ہوئے تھے اسواسطے کہ انہ صورت
منفعت بھی منظور تھی نواب مظہم الدولہ نے پہلے دوستانہ اعتماد الدولہ کو سمجھایا تھا اگر تم
سفیر سابق محمد غلام الدین خان کو متعلق کر کے انھین بھوانے کے دیکھو بڑی خرابیاں پیش
لما تمھارے مقدمات اتر ہو جائیگے کسواسطے کہ صاحبان صدر کے نزدیک انکا اعتماد کلی اور
وثوق امانت و دیانت ثابت ہے مجھے اسکا احوال خوب معلوم ہے کہ نواب متحدہ الدولہ نے
وہ باب امانت ہوا انکے اختیار میں تھی لکھا مگر انھون نے بسبب اپنی صداقت ایمان
کے ثناء آگے بھین اختیار ہے۔

جو سواری اور گاڑی کے تھے بادشاہ کی نذر کیے نیا لیا گیا جو اسباب فتنہ اس تھا اور سکا
 ایک بعد نیا لیا گیا اور اکثر اپنے اہل دربار خاصہ جہاں میر بند علی خان براہ و فری میں بیکار تھے
 وقت ملاقات کو اکثر آتے تھے ان کو کھٹہ ملو گیا میر صاحب جو بہتر تھے اپنے قیدیوں اور اکثر
 تھوڑا بہت یا ایک کار سرکار کرنل صاحب کو تشریف لائے سے بہت خوش ہوئے کہ ان کی برکت
 لکھنؤ سے جب منت تھے کہ وہ بہت معتدالہ ولایت ہوئی تھی کہ اس صاحب معتدالہ ولایت سے بہت
 موافق تھے اب ایسی کوئی مدد رہا نہ تھی حال کی تھی کہ معتدالہ ولایت کو بھی البتہ صاحب کبیر
 بحیال غبار سابق کچھ کھٹکا ہوا تھا مگر اقبال نے یاوری کی بادشاہ کے خلاف مزاج
 اسے موافقت ہو گئی کرنل صاحب نے پیش کی کہ تحقیقات بعض امور کو طالب کیا یہ بہت
 اپنے وطن میں تھے حالت اضطراب میں معلوم نہیں کس اظہار کا خوف غالب ہوا چھ
 بن نہ پڑا سوا اس کے کہ چنیو مار کے مگر کچھ اس میں ان کی پردہ داری نہ ہوئی ورنہ افشاں حال ہو
 سرکار تک خبر پائی ہو نہ جیتی اور بہت سے صاحبان نامی دوسرے جانی کرنل صاحب شہساز
 زبان عربی بھی تھے شاگرد شیخ احمد عربی صاحب کی سفارش سے مقرب بادشاہ ہوئے
 اور خفیہ و مطیع سلطانی بھی کیا تھا اکثر کتب طبع ہوئی نواب معتدالہ ولایت نے صاحب کو
 اپنے خلاف سمجھ کر روزگار موقوف کر کے کانپور نکال دیا تھا۔

کرنل صاحب کوئی دن تک بہت موافق رہے گاڑی بادشاہ نے سواری کو متعین
 کر دی تھی جب تک دربار سلطانی کا یہ دیکھا اور ایک کار ایسے صاحب لیاقت دیکھ بہت
 کیا اور خفا ہو کر گاڑی کو ستر دیا کو پچھان کہ ایک شرفی انعام دیا اور گھڑی سواری کو
 صبح و شام سرکار سے آئے تھے انہیں بھی موقوف کر دیا اب طریق سے روزگار موقوف ہو
 قیام اعتمادالہ ولایت میر فضل علی خان اس عہدہ جلیلہ پر منصوب ہوئے ان کی غربت سلیم
 مروت رفیق پروسی میں کچھ شبہ نہیں شک نہ ابا لائے اور اپنی حالت غربت کو نہ بھجوا
 ہر ایک پر دوست آشنا کو جہاں تک ہو سکا خدمت کی بعض کو افغان پٹالن چسپ کیا چنانچہ
 مرزا آغا جان داروغہ کو راجہ شاہی فقط ان کی دوستی کی بہت سے بطلم معتدالہ ولایت
 قیدیوں پہلے کے جہان نامہ میں ہے کئی برس قلعہ کبیر میں قیدی رہے جس دن انہیں رہائی

اس عرصے میں راجہ رام دیا پال سچے بی بی رام مشہور سپاری والا کو قریب جٹا ص ہوا
خلاصہ جسے جلد قریب ہوا جلد تیار ہوا پھر رفتہ رفتہ سفیر تبلیغ رسالت شاہی صاحب
ریڈنٹ کے ہوسے انکا بھی ایک زمانہ مثل خواب پریشان ہوا اور بار مثل وزیر اعظم
ہونے لگا اور جتنے شہر کے منقری جہلاز چانت خور تھے سب جمع ہوئے راجہ صاحب کے
حکایتا و بار صاحب ریڈنٹ جو حالت انتظار اور بڑی اختیار می سے سرزد ہوئی خاص عام پر پھلو
یہ سب حالات رکن رکن سلطنت صاحب ریڈنٹ حسب شرتہ صاحبان صدر کو تختہ
کرتے تھے جب ایسی بازاری ناکر وہ کار غیر لیاقت داخل و محیط شوزہ سلطنت ہون اور
ہر ایک اپنی منفعت کو مقدم سمجھے اور دیر تو تذلیل دوسرے کے ہوا و زنا زان اور مغرور
قریب مستعار پر ہو اور عیش و دنیا سے بھی خالی نہو بہر کس وانا و وزیر کار سے اصلاح سلطنت
ہو سکے اور کون صورت اتمام معتاد الدولہ کس طریق سے نکالے پس چند روز میں راجہ صاحب
کا بھی صاحبی ٹاٹ اوٹھا اپنے گھر میں مقید ہوئے انکے جوشی بھی بہت جلد اپنی حالت
اصلی پر آگئے یکم ظفر علیخان نکلتے ہیں نواب پیت پور کے وکیل تھے دو سو روپیہ دریاہ
ملتا تھا وکالت سے صاحبان دفتر گورنمنٹ سے تعارف تھا بعد سفارت نشی عاشق علیخان
راجہ صاحب نے فقنا نام سنگرامور بسفارت شاہی کیا تھا خلاصہ بعد سفارت مولوی
تعلیل الدین خان جو صاحب بسفارش مامور ہوئے وہ عزت گورنمنٹ سے پانی نہ کوئی کام
سرکار کے صاحب بخواہ کیا حکم صاحب کی جب تنخواہ بہت چڑھ گئی تھی ناکام رہ کر گھنٹو
یہاں راجہ صاحب قید ہو چکے تھے بعد چند روز کے سپرد خاک لکھنؤ ہوئے +
اس سلطنت کی اوہ حیرت میں کنل لاکٹ صاحب بہادر بھرت پور سے قائم مقام
رکٹ صاحب تشریف لائے یکا یک کش صاحب کو بھی ایک دن شیر ادال تشریف آوری
معلوم ہوا بادشاہ سے اوسیدن ملاقات فصیح کی جو گزارش کرنا تھا کر دیا اور خود دیر
کوئی سے روانہ کالتہ ہوئے مندر زرا میں جو خپا خچی اور انکا صاحب از تھا وہ سے متفق
دلو کر لیے گئے فقہا میر غشی سید غلام حسین جانی اجل گرفتہ ہو گئے جنرل صاحب آباد
رکٹ صاحب کمان فسر چاونی منڈیانوں تھے کئی لاکھ روپیہ کا اسباب یا بائیس گھڑوں کا

مجبور تھے کہی مہینے تک کبر علیخان کچھ کچھ کار فرمائی کرتے رہے بلکہ انکی بھی خبر نہایت مشہور ہوئی تھی مثل برغلط کہ بظاہر خوب برسیگا پھر ایک ہوا کے جھونکے سے جا تاراج ہوا اب منتظم الدولہ آئے یہ خانہ نشین ہوئے +

بادشاہ کو نواب معتد الدولہ کا استیصال منظور تھا کہ کسی نائب کی بہت سے جیسا نوری ہو جاوے یہ غیر ممکن تھا سب اہلکار ناکر وہ کارنا واقعہ ہر غافل اپنی عیش و عشرت میں سرشار یا ہوشیار ہیں تو اندر جہل سے ہاتھ لگے پھر کبھی صورت نیکے بادشاہ نے رزیدٹ سے کہا میں فقط اتنا چاہتا ہوں پھر اس کے خلاف بہت کچھ چاہنے لگے پہلے خود صاحب اختیار تھے پھر کمون از خود اختیار اختیار کی واہ خلاصہ بعض مشین سلطنت کی تجویز یہ ہوئی کہ مولوی محمد خلیل الدین خان سفیر متعینہ کلکتہ جو دوست خاص امر ساختہ و پرواختہ معتد الدولہ ہیں انھیں شفق سے طلب کیا جاوے وہ جو شبہ گوشت میں اور نیکے مقدر سے غافل نہ ہونگے چنانچہ بموجب شفق شاہی خان موصوف آؤ خلعت سرفراز پایا فرمایا اب تم ہماری طرف سے پھر اپنے عہدے پر جاؤ یہ سمجھئے کہ سرکار کو استیصال نواب منظور ہے اور حکم کورٹ آف دائر کٹرس سن چکا ہوں کہ نواب کو عہدہ اسی سرکار میں سلامت پہنچا دو پھر کیا ضرور ہے میں عبت عبت بدنام ہوں عرض کی ابھی ہر بعد مسافت سے آیا ہوں ابھی پھر جاؤں باعث ہلاکت ہوگا انشاء اللہ چذر روز توقف کر کے یہ عذر کر کے بیٹھ رہے +

بادشاہ نے چذر روز تک مثل بازی طفل غلامت نوشہروانی بھی دکھائی خود جلالت فرما کے رو بکاری سنگہ حکم فرماتے تھے پھر بے بنیاد ہو کر اسکا نشان نہ ہا جیسے تخت مقرب خاص ہندوستانی جمع ہوئے تھے ویسے انگریز کمپنی لڑنے کے انگریزوں کے بلباس تحائف انگریزوں کی مثل بیچ لکندن شاہی یعنی خواص ڈریٹ خامی قوم فرخ حجام مقرب خاص لکھنؤ روڈ کے اسباب کی خرید و بیکی معرفت ہوئی کئی برس میں پنج یا چھ لاکھ لاکھ کر سیدھا اپنی ولایت چلا گیا کئی ولایتی سپہیان ملازم ہوئیں وہ محل میں بھی جاتی تھیں بال بناتی تھیں ہاتھ صاحبان صد بھی ایسے اخبار موخس و نامنا سب سے تنگ لکھتے تھے کہ سلطنت بڑھ جائے

با حقیقت دنیا اپنے نزدیک حجت سے اپنے تین بری کیا بعد چند روز کے وہی ہوا جو
حسب من کیا تھا +

غرض بادشاہ نے بیٹے بیٹی کو خطاب قبول الدولہ و خلعت جرنیلی فوج اور تقریر خاص
حضور ہی دوسرے کو مجاہد الدولہ صاحب سالہ کیا تیسری کو مکرم الدولہ پٹالن بائیس میر علی
و میر احمد مرحوم بڑے داماد و آغا حسن عرف مرزا حسن کو توپخانہ جو اوکے باب مرزا آغا جان
مرحوم کو تھادوسرے محمد میر موافق افغانی در خواست کے عدالت دیوانی و فوجداری اپیل
تیسرے میر علی اکبر میر علی شیر کے بیٹے کو رسالہ اور لیٹن سنجیدگی +

منشی غلام مرتضیٰ روضہ خوان حجت آرا مگاہ کے مقبرے میں دس روپیہ قرآن خوانی میں
پاتے تھے از بسکہ طریق الطبع اور پیشہ مصاحبت امر و زمانہ میں مشاق تھے اپنے قنارت
روضہ خوانی سے داخل صحبت اقبال الدولہ ہوئے پھر کبھی چربے بانی سے اور نمائش
اپنی غفلت سے خدمت نیابت جرنیلی دی آپ عیش شباب جوانی میں بڑے شہرہ
پہننے لگے منشی جی کا عروج ہوا خوب شہر کو صاف کیا بالامال ہو گئے رستم نگر میں عمارت
عالیشان بنوائی پس چند روز میں کچھ نہ رہا آپ بھی مر گئے اب اس عہد دولت میں لہکا
منتخب و زر کا جمع ہوتے گئے +

جب ظفر الدولہ نے دیکھا کہ میری نیابت صاحب زیدٹ منتظر زمین کرتے ہیں
نزدیک متین امین دینار و وضع دار صاحب لیاقت بنام نامی دیاب میر الدولہ
حیدر بیگ خان کا میاں سمجھ کر اکبر علی خان کو داخل کار و بار سلطنت کیا اور یہ بھی جانا کہ
اور وکے سرکار اکبر نری سے بری ہین مگر خان ہو صوف سستی تقدیر کم گوئی کم زنتاری
جزیری ذاتی سے اکثر سلطنت میں پوچھے گئے سر نہ نہوے پڑمروہ کھٹھ کر رہ گئے
بادشاہ کے نزدیک بھی معمول مطلق تھے جو محکم انکی جوہر ناسی کے ہو گئے تھے
اونکے نزدیک بھی عالم بے عمل ہے اکثر صورت توہین و خلاف شان بھی ہوئی خصوصاً
آغا مرزا کو کلمت شایہ کی حجت سے اکاظم و بر وباری مانع ہوئی اوسکی سفاسکی و
مردم آزاری سے سارا شہر خا جرتھا اوسکی فریاد کوئی فستنا تھا حتی کہ نواب غنیمت الدین بھی

مجبور تھے کہی مہینے تک کہ علیخان کچھ کچھ کار فرمائی کرتے رہے بلکہ انکی بھی خبر نہایت شہور ہوئی تھی مثل ابر غلیظ کہ بظاہر خوب برسیگا پھر ایک ہوا کے جھونکے سے جاتا رہا جب نواب منتظم الدولہ آئے یہ خانہ نشین ہوئے +

بادشاہ کو نواب معتد الدولہ کا استیصال منظور تھا کہ کسی نائب کی بہت سے حدیثوں سے

ہو جاوے یہ غیر ممکن تھا سب اہلکار ناگہ وہ کارنا واقعہ سپر غافل تھی عیش و عشرت میں سرشار یا ہو شیار ہیں تو اخذ زرجبط سے ہاتھ لگے پھر کہ ہنسی صورت نکلتا بادشاہ نے ریڈیٹ سے کہا میں فقط اتنا چاہتا ہوں پھر اس کے خلاف بہت کچھ جاننے لگے پہلے جو صاحب اختیار تھے پھر کمون از خود و اختیار اختیار کی واہ خلاصہ بعض شہر سلطنت کی تجویز یہ ہوئی کہ کوئی محمد خلیل الدین خان سفیر متعینہ کلکتہ جو دوست خاص اور ساختہ و پر داختہ معتد الدولہ ہیں انھیں شفق سے طلب کیا جاوے وہ جو شہرہ گوشت میں ان کے مقدمے سے غافل نہ ہونگے چنانچہ بموجب شفق شاہی خان موصوف آؤ خلعت سرفراز پایا فرمایا اب تم ہماری طرف سے پھر اپنے عہدے پر جاؤ یہ سمجھے کہ سرکار کو استیصال نواب منظور ہے اور حکم کو رٹ آؤ دائر کمرس سن چکا ہوں کہ نواب کو عملدار ہی سرکار میں بسلا مت پہونچاؤ پھر کیا ضرور ہے میں عبث غبث بدنام ہوں عرض کی ابھی ہست بعد مسافت سے آیا ہوں ابھی پھر جاؤں باعث ہلاکت ہوگا انشاء اللہ چند روز توقف کر کے یہ عذر کر کے بیٹھ رہے +

بادشاہ نے چند روز تک مثل بازی اطفال عدالت نوشہروانی بھی دکھائی خود جلال فرما کے رو بکاری سنگہ حکم فرماتے تھے پھر بے بنیاد ہو کر اسکا نشان نہ رہا جیسے تخت مقرب خاص ہندوستانی جمع ہوئے تھے ویسے انگریز کئی لڑکے انگریزوں کے لباس شاعری انگریزی مثل سچ لندن شاہی یعنی خواص ڈریٹ خامی قوم فرنج حجام مقرب خاص لاکھوں روپے اسباب کی خرید و اسکی معرفت ہوئی کئی برس میں پنج یا چھ لاکھ لاکھ کر سیدھا اپنی ولایت چلا گیا کئی ولایتی سپہیان ملازم ہوئیں وہ محل میں بھی جاتی تھیں بال بناتی تھیں چلا صاحبان صدر بھی ایسے اخبار موخس و نامناستے تھے تنگ اکثر کچھ جان بوجھ کر سلطنت اور

باختیار دینا اپنے نزدیک حجت سے اپنے تین بری کیا بعد چند روز کے وہی ہوا جسے
حسن کیا تھا +

غزنم بادشاہ نے بیٹے بیٹی کو خطاب اقبال الدولہ خلعت جرنیلی فوج اور تقریر خاص
محمودی دوسرے کو مجد الدولہ صاحب سالہ کیا تیسری کو مکرم الدولہ پٹالمن بائیس میر علی
و میر احمد مرحوم بڑے داماد ناخن عرف مرزا حسن کو توپخانہ جو اس کے باپ مرزا آغا جان
مرحوم کو تھا دوسرے محمد میر موافق اور یکی درخوہست کے عدالت دیوانی و فوجداری اپیل
تیسرے میر علی اکبر میر علی شیر کے بیٹے کو رسالہ اور پٹن سجی کی +

منشی غلام مرتضیٰ روضہ خوان حجت آرا نگاہ کے مقبرے میں دس روپیہ قرآن افغان
پاتنے تھے از بسکہ طریف الطبع اور پیشہ مصاحبت مرا و زمانہ میں مشاق تھے اپنے تقاریر
روضہ خوانی سے داخل صحبت اقبال الدولہ ہوئے پھر کوئی چربے بانی سے اور نمائش
اپنی غفلت نے خدمت نیابت جرنیلی دی آپ عیش شباب جوانی میں بڑے شہاب
پینے لگے منشی جی کا عروج ہوا خوب شہر کو صاف کیا بالامال ہو گئے رستم نگر میں عمارت
عالیشان بنوائی پس چند روز میں کچھ نہ رہا آپ بھی مر گئے اب اس عہد دولت میں ہلکا
منتخب و زکا جمع ہوتے گئے +

جب ظفر الدولہ نے دیکھا کہ میری نیابت صاحب زبیرٹ منتظر رہنمیں کرتے ہیں
نزدیک متدین امین و بنار و مہدار صاحب لیاقت بنام نامی نو ابامیس الیل
میدربیک خان کا مینا بھگہا اگر علیخان کو داخل کار و بار سلطنت کیا اور یہ بھی جانا کہ مثل
اورون کے سرکار اگر نری سے بری ہین مگر خان موصوف سستی تقدیر کم گوئی کم زنتاری
جزیری ذاتی سے اکثر سلطنت میں پوچھے گئے سر نہر نہوے پڑم وہ کھٹو کر رہ گئے
بادشاہ کے نزدیک بھی مجھول مطلق تھے جو محرک انکی جوہر نامی کے ہو گئے تھے
اور کے نزدیک بھی عالم بے عمل ہے اکثر صورت توہین و خلاف شان بھی ہوئی خصوصاً
آغا مرزا کو کلمات شاہی کی حجت سے اکاظم و بر و بانی مافع ہونی اور سکی سفای و
مردم آزاری سے سارا شہر ناخبر تھا او سکی فریاد کوئی فستنا تھا حتی کہ نواب فتح محمد الدولہ بھی

بعد کئی برس کے بسفارش چھوٹھی اپنی مسماۃ فیض النساء مغلامی کو ملازم سرکار جناب بیک صاحبہ کے
پھر رفتہ رفتہ وار وٹھ دلوڑھنی ہوئے شروٹ و نیا و عزت بخوبی حاصل ہوئی بعد اسکے جب
شہر سے نکالے گئے مقیم فرخ آباد ہوئے نواب قنظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کے پاس یہ سب
معہ ہوتے گئے تھے نواب سے بہت سی خصوصیت بہتی دنیا مگوئی تھی فیصل علی جب باخفا
داخل لکھنؤ ہوئے وہ بوکالت نیابت قنظم الدولہ اپنی خصوصیت کی جہت سے آئے تھے
اتنا اونہیں خیال بھی نہ تھا مگر تقدیر فرما اور رنگ دکھایا نواب قنظم الدولہ بھی انہیں تھے
فرخ آباد سے کانپور میں مرزا حاجی کے بیٹے میں اوترے اور قنظم طلب شہ شاهی ہو کر وہاں
میر فضل علی نائب ہو گئے بادشاہ ہرامین مطیع جناب بیک صاحبہ تھے اونکے سمجھانے سے
راضی ہوئے بڑے صاحب ہو فرما جکے تھے جسوقت معتمد الدولہ قید ہوئے انہیں خلعت
وزارت عنایت فرمایا نواب اعتماد الدولہ بہادر خطاب ہوا صاحب دستور بڑے صاحب
نذر دینے کو گئے۔

اون دنوں ظفر الدولہ کہتیاں فتح علیخان کا بادشاہ اور بیک صاحبہ سے بڑا قرب تھا
بلکہ جناب موصوفہ کو منظور تھا کہ شخص غیر کی نیابت سے ہمیں بہت تکلیف ہو رہی ہو تا ہے
سب سے بہتر یہ ہے کہ ظفر الدولہ کو اس عہدے پر مامور کریں انہی زیادہ کون ہمارا خیر خواہ
اور معتمد ہو گا یہ بمنزلہ فرزند سلطنت ہیں اور کج تک انہی کی سیطرہ کا خدشہ نہیں گذرا بلکہ سیکنا ہم
ہے ہیں لیکن جب زینٹ بٹ سے ہمیں اتشکارہ کیا فظوخی آزادی قبول نکلیا حالانکہ اس
سرکار میں ایسے نائب گذرے ہیں مثل محمد علی خان وغیرہ اس جہت سے اعتماد الدولہ کی
قسمت نے یاوری کی۔

ظفر الدولہ کے قرب خاص سے انکے تینوں بیٹے تینوں داماد حاضر حضور رہتے تھے
ایک دن بادشاہ نے ارشاد کیا تم اپنی اولاد کو خطاب و رخصیات عالیہ سے کیوں محروم نہیں کرتے
یہ مرد بھانڈیدہ عاقبت اندیش تربیت یافتہ جنت آرا مقام تھے عرض کی انکو ترخانہ آزادی
کیا کم ہے ایسا نہ کہ وفور عنایت سے یہ اپنے احاطہ غلامی سے باہر ہو جائیں اور وقت اس
پیر غلام و نکم پروردہ قدیم کو باعث حجاب و شرمساری ہو گا آئندہ حضور کو اختیار ہو اور انکو شرف

صاحب کمان افسر سے کہا یہ پہرہ جو زیر کمرہ ہے اسکے غل و خش سے میں بہت تنگ
آیا ہوں صاحب نو بتا کیدارو سے غل چنانے سے منع کیا۔

شہر کے قرض خواہوں نے بلوہ عام دروازے پر کیا اور اپنی قیمت ہیاں و راجرت
سالہا سال کی داد خواہ ہوئے کہ ایک کاران ظالم اور ہر کارخانہ کے داروغہ نے کسیکو ایک
کوڑی ندی تھی اور نواب سے لیکر آپ کھا گئے تھے اور بعض اقربانے اسطرح جسکا مال چاہا
لے لیا تھا مگر نواب نے سب کو ادا کیا گواہی کے اکثرین نے بڑی صاحب کو بھی عمرینان
ومی تھیں اس خون بدامی سے ہر ایک کو ادا کیا شہر میں بہت سے بیس ہر معاہدہ
امانت نواب دھرے گئے خاکروب کو ٹولہ میں کیمہ زر سفید و منہ پڑی گئی اکثر تو دولت
و سفارش محلات سے کج بھی گئے۔

راجہ امرت الال داروغہ دیوانہ خانہ نے جب نواب کی خبر قید سنی گھر کر کے نکلے
بسلامت اپنے گھر پہنچ جاؤں ظفر الدولہ کہ پتان فتح علیخان کو دیکھ کر کہا جلد اسے گرفتار
کر لو راجہ غالب جنگ سے حوالہ ہوئے اور اپنے محبس میں ہزار سختی رکھا راجہ کا گھر ضبط ہو
سب نقد و جنس داخل سرکار ہوا اسکے دو بیٹوں کو قید کیا اور ہر روز تقاضا نقد و جنس
ہوتا تھا کہ لاؤ آخر اسے تنگ ہو کر کہا مجھے گھر تک جانے دو تو جب قدر ہے سب حاضر کر دین
غرض اس جیل سے مقید گھر آئے ایک حجرے میں جا کر گنگا جل اپنے اوپر چھڑک کر قہقہا
غیرت یہ امر بہت مشکل ہے کہ تلوار سے اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ کر مر گیا شہر میں ایک
نفاذ ہو اخلاص اس عہد دولت میں عجیب و غریب صورت سے انقلاب ہوئی جو فقیر محتاج
تھے امیر و بواہر فقیر و بتر ہو گئے راجہ امرت لال کے مر جانے سے باقی اور یہ فقیرت عذاب
ہو گئی کئی مہینے تک شہر میں ایک لڑکہ انقلاب ہوا علی شاہی جو بڑا ہو ہی تھے اذیکہ بہت بھلا ہوا

نیابت میر فضل علیخان اور ترقی جاہ امرا و نو دولت

میر فضل علی جب پہلو دلی سے لکھنؤ آئے فرمایاں شکوہ شاہزادی کو مکتی پر نوکر ہو یہ اسکا عہدہ
آرائی تھا گواہی کے بادشاہ کا فیلبان صاحب منصب متاہلے اور سوا سید کو اور تو فرمایا
سہیں کر سکتا نام شاعر ہندی نو اسی طعن و اکی تاریخ وفات میں بری بری حثت لکھا

البتہ ہماری سرکار تھاری حمایت کر لگی اور اگر کسی طرح کا فساد برپا کر دے گا ہرگز ناکامی
یہ کہ مارا و بٹھا کھڑے ہوئے میر صاحب مع کار دو داخل کمرہ ہوئے نواب سے ولایتی کمر اور
انکو بٹھایاں باتھ سے لیکر باہر آکر جلوس سواری کو احاطہ سے باہر نکال کر باہتی سواری کو بانگا
نواب کو پہلو میں بٹھا کر چلے ایک کہنی اہتمام آگے ایک پیچھے تھی وقفہ شہر میں غلغلہ برپا ہوا
ہزاروں سے کوچہ و بازار کو گھٹے بھر گئے اور زبان طعن و تشنیع ہر ایک سے جاری ہوئی خواہ
بالفاظ ذلت خواہ بالفاظ زبان شرفاً۔

اوس وقت بادشاہ اپنے خلیماں خاطر سے بخون اسکے کیا خیرانی ہو بارہ درمی سر راہ میں
ٹہلنے لگے حکیم مرزا علیخان نے گستاخانہ عرصہ کیا ایک تنقش خانہ زاد کو واسطے اس قدر تردد
فرمایا میر کو فی نہیں اس عرصہ میں ہر کارہ رزیدنی ڈنشل باوصہ حاضر ہو کر عرض کیا
مکرم قید ہو گیا یہ شکر محل میں تشریف لیکئے محل میں ہر طرف تہنیت مبارکباد کی دھوم مچ
در دولت پر مبارکباد کی نوبت ایک طرف شہنا نواز نے غل مچا اس شروع کیا اندر نیاز
محل میں ہونے لگی۔

خلاصہ جب نواب بلی گارو کے پھاٹک سے نکلے چپ رہت سے بوجھا خلقت شہر سے
پڑ رہی تھی دولت پورے تک پہنچنا مشکل ہوا تھا نواب سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے
میر سید علی رفیق خاص فقط ہاتھی کو نیچے جھول پکڑے چلے جاتے تھے کہ حضور وہ نمک حرام
حق فراموش اس وقت کہاں ہیں جنھوں نے حضور کی بدولت لکھا نوش جان کیے نواب است
شہادت سے منع کرتے تھے غرض کئی گھنٹے میں یہ مسافت راہ طوی ہوئی داخل اپنی بارہ درمی
ہوئے فوج کو گھڑے ہو کر جایا انارٹری پہرے مقرر کر دیئے میر صاحب فسران کہنی کو چھوڑ کر
چھاؤنی چلے گئے چار کہنی بادشاہ کی متعین ہوئیں سارے گھر کو اندر باہر ہر طرف سو گھیر لیا
رات کو سپاس سواری کی روند کر والاک کے پھرتی تھی ناکبات شہر میں نظم و نسق و تلاشی و
تحقیقات مسافران آئندہ روند پر ہونے لگی ایام بسنت اور ہونی کے تھے تلنگے کسیر
کہہ مکمل غل مچاتے تھے خوش نسبت ناموس نواب بکتے تھے نواب بالا خانہ کے کمرہ سر راہ میں
رہتے تھے سنتے سنتے ناک میں دم آگیا تھا شربت کے گھونٹ پیکر رہ جاتے تھے بعد کئی دنوں

کہ وہ کمپنی بدلی جو آج آئی ہیں اونچین زیر کوٹھی ضیافت طیار رکھنا چند روز اس کے پیشتر
 بادشاہ کو یہ صاحبہ ظفر الدولہ سے تحلیف ہوا تھا کچھ رازہ نمائی کا تھا نہ تھا مگر قرینے سے سب
 جانتے تھے کہ یہ کونسل خاص غزل نواب میں ہوتی ہے خلاصہ و سدن و فور غنایت کا تھا
 بعد اسکے جب مجلس امن تشریف لگائے ارشاد کیا نواب بچائی تم ابھی صاحبہ ڈینٹ کو پاس
 جا کر کہو جو بننے کا تھا او سکے جواب کا ہے رخصت ہوئے چند قدم چلے تھے پھر او فرما کر
 ایک گاوری بان کی اپنے ہاتھ سے غنایت فرمائی نواب نے اسٹریٹ میں نذر کی گذرا مین
 آداب بچا لائے او سو وقت تک نواب کو کیسی طرح کا کھٹکانہ تھا جیسا ہر جلو خانے میں سوار
 ہونے لگے سبحان علی خان وغیرہ خیر خواہوں نے احوال نظام رزیدنٹی بیان کیا سنکر
 کچھ ملتفت ہوئے جب قریب جلی گارو پہونچ کر ہر کارہ اخبار جہر رزیدنٹی میں خبر کو رتھو تو
 عرض کیا کہ کوٹھی ضیافت کے نیچے خلاف معمول دولہنی بدلی کی طیار کھڑی ہیں وہیں
 پیشتر غضب دیکھا جانتے تھے کہ اگر کوئی امر خلاف ہو تو صاحب مجھے کہہ دیتے ہیں
 کہ کوئی کا یہ خیال تمام تھا اگر قلعہ آہنی میں ہوتے تھے اور اب ظاہر نواب نے اپنی غنایت
 کیا اسٹے افسران فوج وغیرہ کو اپنا کر رکھا تھا کہ ان سے دشمن کو خوف تو ہو گا یہ وعدہ الہ
 پر اپنی کیا مجال تھی خلاف حکم رزیدنٹ کر سکتے چنانچہ صاحب نے پیشتر قید کرنے کے
 پیش منشی سید غلام حسین کو فقیر محلہ خان رسالدار کے پاس بھیجا کہ ہم نواب کو قید کر دے
 اگر کسی سوار نے تمہارے گھڑے پر زین باندھا محرم سرکار تمہارے فقیر محلہ خان وقت
 منع کی بازی کی جوڑ دیکھ رہے تھے چپکے گھر میں چلے گئے اس طرح کامیاب خان رسالدار کو حکم ہوا
 یہ ہو چا چیر اسی نے کو تو ال کو بھی یہ حکم پہونچا کہ خبر دار نظام شہر سے اگر کسی طرح کا فساد
 ہوا محرم سرکار ہو گئے

خلاصہ جب نواب بڑے کمرے میں جا کر بیٹھے بڑے صاحب و سرے کمرے سے سوائے
 فرمایا تھیں بادشاہ نے عہدہ نیابت سے موقوف کیا عرض کی میرا کیا قصد ہے سرسرایا
 نوکری اتھا کی خوشی و مرضی پر موقوف ہے عرض ہجرت کی کہ میرا وہاں سو آدمین و
 کے نہیں ہے بہر صورت میں آپ کا تابع فرمان ہوں فرمایا اگر تم ساکت و خاموش رہو

ایک دن صاحب ریڈنٹ نے جو حقیقت میں دوست نواب تھے کمال لکھنؤ میں سوجھ بوجھ کر
نزدیک تھاراکنارہ کش ہونا بہتر معاوضہ ہوتا ہو اور یہ سب غنائت شاہی کے دامن فرسہ میں
نواب نے اونکی موافقت پر بھر و سا کیا اپنی طمع نفسانی سے ہاتھ نہ اٹھایا کہ ورورویہ کی
جسکی املاک شہر میں بہ دو کروڑ روپیہ کا نقد و جنس کا گھر چھپیں نہ اراہواری حفاظت گورنٹ
وہ بھر دنیا کو نہ چھوڑے +

لارڈ کبیر میر صاحب ہا اور کاناٹا نواب کا قید ہونا اور سوکھات شہر

الغرض جب لارڈ کبیر میر کا پور سے عازم لکھنؤ ہوئے حسب دستور نواب معتز الدولہ فرما
کیا ان جاہ بہادر مع ارکان دولت رحمت گنج کیم استقبال کو تشریف فرما ہوئے تاکہ جا کر
بادشاہ نے استقبال کیا طرفین سے حسب دستور معمول ضیافت ہوئی ایک دن نواب نے محض
دریافت استعراج بادشاہ باب نیابت میں صاحب ہا درسی صاحب ریڈنٹ تخلیہ کرادیا
بادشاہ نے مشورہ خاص غزل نواب میں اور خوف حمایت نواب صاحب ریڈنٹ سے فرمایا کہ
اگر میں گرفتار کرونگا احتمال اپنی سبکی تو توہین کا ہے مبادا کوئی صورت خلافت پیش آئے
کس واسطے کہ افسران فوج اونسے موافق ہیں جنرل بہادر فرمایا کمال لکھنؤ سے کہ آپ کو
بہر صورت اختیار ہی ہم ریڈنٹ کو سمجھا دینگے کہ میرے بعد جانے کے جو بادشاہ مشتہ
کہ میں اسکی تعمیل کرنا۔

جب لارڈ صاحب وائے مهم قلعہ بھرت پور ہوئے روز شنبہ پہلے صحبت چامی پائی ہوئی
اور سکے بعد تخلیہ میں بادشاہ نے صاحب ریڈنٹ سے کہا کہ میں نواب کو موقوف کیا
چاہتا ہوں اس نیکو کلام سے بہت تنگ آن اور میر فضل علی کو نائب کہیکے صاحب کا ملازم قدیم اور معتد
ہو صاحب نے کہا وہ آپ کا نوکر ہے بہ حال آپ کو اختیار ہی اور اگر ہم گرفتار کرینگے اونکی کفالت و
حمایت حفاظت ہم پر لازم ہو جائیگی کہ اہل شیعہ ہی پھر فرمایا افسران فوج موافق ہیں احتمال گشت
خون کاری مبادا مجھے بڑائی ہو لہذا مناسب ہو کہ تم اوسے گرفتار کرو اور میری غرض یہ ہے
کہ عہدے سے موقوف ہو کر میرے شہر سے نکل جاے + جو اب دیا بعد ہمارے جانے کے
کسی حیلہ پیام سے ہمارے پاس بھیج دیجئے گا صاحب ریڈنٹ نے سیر اسمعیل بیچے کو حکم دیا

داخل محل ہو چکی تھیں ہر چند نواب نے اونکی گرفتاری کی بہت سی تدبیریں کیں مگر کوئی
 بن نہ پڑی اور اونکی حفاظت کے بانی مہمانی فقط مہمان موصوف ہو کر گھوڑے کے نوا
 اپنا اعتماد تھا حالانکہ یہ جھوٹے بیگم صاحبہ کے تھے سیدھے برقع علیان بھی رات کی وقت چھوڑ
 منڈیاؤں سے پکے پل سے ہو سوار ہو کر ساتھ جو صاحب انون کوٹنا کہ سے چھاؤنی بحفاظت
 پہونچتے تھے اسن ہو کے سے داخل ہو رہی ہوئے بیگم صاحبہ نے حبشیوں کا پہرہ اونکی
 حفاظت کیواسطے کر دیا پس ان دنوں کا اقبال اور بار معقولہ و لفظ ہر موافقہ منبر عام ہوئی
 جب بادشاہ کے تعیش کی یہ صورت صاحبہ نے دیکھی ایک دن مخضراہ دو تھوڑی
 و دوسوڑی بادشاہ کو خلوت میں تہ دل سے سمجایا کہ یہ اسباب تعیش جو کمٹوں خاطر ہو رہی ہیں
 اسکا انجام اچھا نہیں بلکہ سرسرخابی اور برہمی اور موجب بنامی سلطنت ہو گئی اور اسے ضبط
 شرب منہیات کا نہو کے گاجب سرکار میں غفلت ہو گئی اہلکاروں سے انت و انت و
 بجا آوری احکام بصداقت نہو گئی ہمارے فہ کو جواز راہ حکمت یا موافق عادت قدیم اس
 مشروبات اور تعیش کا ہوتا ہے ایک ضبط اور خوف حاکم بالاسے رہتا ہے اور اگر مطلق
 ہو جائیں تو پھر کسی کام کے نہیں پس جو محل بنا ایسے انتظام کا نہو اسے مشکل ہے فرمایا
 جب تمہارا ایسا دوست ہو اور خیر خواہ کیا باک ہے +

خلاصہ بظاہر نواب عبداللہ ولہ پر ایسی عیت فرمائی کہ انھیں سب کی ہوشیاری عیار
 چھوٹ گئی بلکہ ہوس دنیا زیادہ بڑھی پر یہ غفلت کا پڑا چلا اور بیگم صاحبہ کی بھی عنایت ہوئی
 تقریباً ستر لاکھ روپوں کا جو اہر ہر قسم کا عنایا فرمایا اور الماس باغ بھی ملکہ محمد الماس علیخان
 عنایت فرمایا اور مخاطب خطاب نواب مائی ہوئی ایک دن جناخان سے نواب خلیفہ
 عرض کیا کہ ایسے فور عنایت شاہی سے تمام خوف کا بھی احتمال ہو سکتا ہے اور دنیا و ام
 فریب ہو ہر چند معافی نامہ حضرت خلدی کل کا ہے لیکن موافقہ حال البتہ فی ہے آل اندیشی
 ضروری فرمایا تھا بی فہم و فراست سے اساتذہ ربیعہ ہے اگر مزید عنایت فی الحقیقت ہے
 تو دیدہ و دانستہ اپنے نفع کو چھوڑنا چاہئے اور اگر ازراہ فریب تو اسی سے اسکا
 مقابلہ آسان ہو جائیگا۔

تیسرا محل نواب غورشاہ محل ساکن جن پور بندھوا داخل مصاحبات محل ہوا پھر انھوں
ایک دن اپنا تاج شاہی فرق مبارک سے اونکے سر پر رکھ دیا خطاب نواب تاج محل عنایت ہوا
میر حسین بیگ سواروں میں بول کر تھے اسکے باپ مشہور ہے انکی مان کی سفارش سے
نواب گنج اوہی قدر انکی سچی جاگیر مہلی داروغہ ڈلوڑ بھی ہوئے انکی نئی امارت ساگر کی
ساتھ ہوئی +

جناب بیگ صاحبہ کی جاگیر سلون نکاح کی جو عقد الدولہ فرستہ بادشاہ کی سچی اپنی عداوت
پھر یہ تو سابق جاری ہوئی +

چوتھا محل نواب بادشاہ محل ہوا انکا ذکر بعد اسکے بیان ہوا گاگر بے جاگیر
پھر نور محل صاحبہ نواب صاحبہ محل بدین فقط موجب پیش قرار +

آلہ رام پرشاد رفیق خاص افتخار الدولہ نے کئی اسامیان صاحب حسن و جمال بہت
ارباب نشاط سے ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے حج کی تھیں اور ان کو طلب کر کے داخل محل کیا
عیش محل خطاب دیا اسکے سوا کہ تم بخش کیا وغیرہ جو بنو کی تھیں داخل محل بدین اسکی
تفصیل کیا بیان کیا ہے دیکھو یہ میان فیروز رفیق خاص عقد الدولہ تھو جب تک
وہ قید نہ ہو مصاحب بادشاہ ہے +

خلاصہ ہر مصاحبات محل کے اقربا و متوسلین نو دولت سے جو نان شبینہ کو محتاج تھے
جنھیں سفید کپڑے چڑے کی جوتی میسر نہ تھی ہر محلہ میں حسین ہر ایک ایک جھوٹے
پچی جوتی میں نہاتا تھا ایک قیامت برپا ہو تھی پہلے ہر ایک نے اپنے حق میں کیا کیا
مکان لیکر موافق اپنے مقدر کے عمارت عمارت بنوائی شروع کی تھی انکا کاراوار مکان وہ
اپنی آبرو کو اونے ڈرنے لگے اور ہر محکمہ عدالت میں اگر کوئی متوسل کسی محل کا دھمکیا
سفارش سے بساٹ اپنے گھر ہو چکا جناب بیگ صاحبہ کے غریب اقارب ملازم جو قہر عقد الدولہ
کی سطح محفوظ تھے ہر ایک خدات فراخ ہوا +

فیض النساء علی مقرب خاص بیگ صاحبہ و افضل علیخان داروغہ جو فون نواب سے
مبشر الدولہ فراخ حسین خان کی فقط حکمت علی سے زان منصوبی نواب میں کئی مہینے پیشتر سے

اور شیر ناصار اور اکلکار ایسے انتخاب مانہ جمع ہوئے خلاصہ ایک سو کئی طایفے اراکین
 جو سرور چکلہ تھے ملازم ہوئے نواب ملکہ زمانہ کا موافق عہد و شایق و ایہمی دور و روز
 مرزا کیوان جاہ محمد علیخان بہادر بیٹے نواب ملکہ زمانہ کے بنام نامی بادشاہ مشہور ہوئے
 اور نواب سلطان عالیہ جیکادو دھرم مرزا فریدون خجست مناجان نے پایتھا بادشاہ کر بیٹے
 مشہور ہوئے انکی شادی نواب ناصر الدولہ اصغر علیخان کے بیٹے نواب ممتاز الدولہ بہادر سے
 ہوئی عنایت باغ مکان محمد آفرین علیخان رہنے کو ملا نواب ملکہ زمانہ کی جاگیر ٹھہر پڑا
 چھٹی لاکھ روپیہ کی عنایت ہوئی نواب فتح علیخان وارث علیخان دونوں بھائی بنائے
 پریشان ہو کر گئے تھے نواب معصومہ کے بھائی مشہور ہوئے انکی نکاحت جاگیر کی وی
 چار برس تک یہ دونوں ناظم ہے لاکھوں روپیہ زر تحصیل سے اپنی عیش و عشرت دنیا میں
 صرف کیا کچھ اٹھا اٹھا کر کرکارہ معوضہ میں بھی بھیجا یا قاسم خان کے بھائی رستم کو داروغہ
 ڈیوڑھی ہوئی پانچ سو روپیہ دربارہ ہوا اما پاری فیلسانی جسے نواب سلطان عالیہ کو حالت
 شیر خوار ہی میں پرورش کیا تھا وہ خاص محلدا ہوئی اور کابھی ایکٹ مانہ ہوا ایک دن سب قوم باد
 قریہ شاہی بادشاہ کے حکم سے نواب ملکہ زمانہ کو زینے آئے سہو بنے طوٹا و گردا نذر و
 مگر جب نواب نصیر الدولہ کی نیت آئی نواب ناصر علیخان کہتے تھے کہ انکی دونوں
 آنکھوں سے مسلسل اشک جاری تھے قدرت خدا کو دیکھتے تھے پھر اسی خاں نے ایک دن یہ دیکھا
 کہ جب خود بادشاہ ہوئے نواب ملکہ زمانہ کی اپنی سدرہن سمجھا تو تڑپا یا یہ کار تجھ کے بیٹے
 ہمیشہ نذر مملکت کہلا بھیجا تو عمر بن قسار و نذر من تشار منی کہتیت نواب ملکہ زمانہ نے
 اپنی خود بہت سے سبکو ہمال کر دیا انکی سیچہ منی و خوش منی سبکیات پر نوق کر گئی مگر
 تاہم عنایت مہمنی اولاد بادشاہ سے رہیں اسی نیت سے ہر نوچند ہی خجستہ بادہ کو درگاہ
 جاتی تھیں اس نذرار روپیہ دسترخوان نذر و نیاز و انعام جلوس میں صرف ہوتا تھا +

دوسرے محل معرفت بخش علیخان والٹر کی چھوٹی بیٹی کا ہوا وہ سے خطاب مخدومہ علیا
 میان گنج رسول آباد و نامو جھے لاکھ کی جاگیر ملی بخش علیخان انکے باپ مشہور ہوئے
 خلعت فخرہ نواب ہوئے ناظم جاگیر دار و غہ ڈیوڑھی ہوئی اپنی عالی ظرفی سے درجہ بادہ و شہ

رہنے سے تشریف لائے جہاں تخت شاہی تھا اور صاحب نے یہ عہدہ بھی پرپسینی بازار
 ہو کر آئے پٹنہ انگریزی جو چھوٹی سی تھی بدوبست کو آئی تھی اور وہاں پر کسری رہی اور
 بعد فرج بخش مین آکر جا بجا پھرے ہوئے بادشاہ کو حسب دستور خیمہ سبز مین دور گئے بازار
 پر بھی پھر رہے عبا و خاص برہوش تخت شاہی پر جا بس فرمایا صاحب زید نش فریاد
 لینے ہاتھ سے دوسرا تھتہ بعد العصر نے تبر کا گنا کر زیب فوق مبارک کیا ہمت قیامت
 نصف شب کے گزرے تھے ساعت میخ روز شنبہ ۱۲ شریع الاول شنبہ ۱۲ بجی مطابق
 ۱۱ اکتوبر ۱۲۸۵ ع ۱۱ شنبہ ایک شخص ذوق بھرے ہو کر اذان دی اور بادشاہی ارکان اور
 نے ہر ارب نذر ہی توپ سلامی کی چلی سامنے شادی مبارک کی دھوم مچی مناوی شہ پوری
 تیسرے دن جو پٹنہ بناوبست کو حسب دستور آئی تھی انعام پاکر رخصت ہوئی ۔

تیسرے دن جب یہ ہم ہو چکا حسب دستور نواب معتاد الدولہ افتخار الدولہ مہاراجہ بہار
 اور بعض اہلکار خاص کو خلعت سجالی ہوا مالک محروسہ مین فرمان شاہی جاری ہوئی
 پنجشنبہ کو موافق معمول ٹبری دھوم و دھام جا بس شاہی ہو حضرت عباس علی کی درگاہ مین
 آئے چونکہ کوہیت آراستہ و کانون کی رنگین کیا تھا کوٹھون پر جا بجا نوبت اور کہ بیان
 یاج کوٹھنی تھیں فقرا و مساکین کہ ہر طرف روپیہ چھینکا راہ مین جنو و عینی دی ملی نواب
 معتاد الدولہ خواصی مین تھے درگاہ مین حاضری و دست خوان نذر تکلف ہوا پھر وہاں سے
 داخل فرج بخش ہو ہو سامان عیش و عشرت ہر طرح سے آراستہ کیا بادشاہ باب دوم جا
 ایسی ہی خوشی چاہیے غریب کا باب درجہ نگار و ناپائینا ہو گا دسکھ شہنشاہی
 بدر سکہ شاہی زدہ زلف الہ سپہ مرتبہ شاہ جہاں سلیمان جاہ دوسرے اہلکار
 غلام و سب اثنا عشر تھے نائب مہدی نصیر الدین نیب رباب و شاہ

لعیش حضرت شاہ زمان اور عروج صاحبات محلات معلیٰ فرید عیسیٰ بڑا
 حضرت شاہ زمان پچیس برس کو سن شباب عالم جوانی مین سیار کار امور سلطنت
 پھر کہو نہ مہر و مشغول عیش و عشرت زندگی نہوئے کس واسطے کہ حضرت خلدن
 ضبط اور غیور نواب معتاد الدولہ سے ہمیشہ نظر بند رہتے تھے اب سیکان جھو کو مال دے کما ہو

بیہوش تھے خواجہ سرائے پکار کر عرض کی حضور بیکجا جہ تشریف لائی ہیں آنکھ کھول کر
دو سالہ موٹھ پر ڈال دو پھر اس نے عرض کی حضور کی یہ دونوں نواسیاں بھی آئی ہیں انھیں
بنظر حسرت دیکھ کر پھر کسی سے بات کی بیہوش ہو گئے۔

اس وقت دربار میں اشخاص شہسود اور اہلکار حاضر تھے موافق دستور قدیم ریڈنٹ
چاہا کہ عہد نامہ قدیم پر کچھ حاشیہ اور پروگرام فرما دے مگر نواب ممتاز الدولہ نے یہ میدان ہو کر اس امر خاص میں
بہت گفتگو کی کہ خلاف اس عہد نامہ قدیم کے ایک مرتبہ کم و زیادہ کیا جائیگا سبب کیا تھا
کہ بادشاہ پر میری خیر خواہی و تسوی نہ مل جاتی تھی ثابت ہو کر شاید رفع ملال و غصہ ہو جائے
وہ سبب یہ تھا کہ مولوی محمد فیصل الدین خان سفیر شاہی کلکتہ میں حاضر حضور نواب کو
جنرل تھے اور بخون و بروقت اپنی روانگی کے نواب کو سمجھا دیا تھا کہ اگر ایسا اتفاق ہو تو آپ
عہد نامہ قدیم مستقل ہے گا کوئی امر جدید نہ نوویجیے گا میں اسکی گفتگو کو رنر جنرل سے
سنوئی کر لوں گا پس کیا عجب تھا کہ اگر نواب سکوت کرتے تو دیات ششم عہد نامہ فروز میں نزل کی
او سبقت پیش کی جاتی فروز میں نزل بھی اگر تامل کرتے امر جدید کا تو کچھ عجب تھا مگر انھیں
خوف یہ تھا کہ اگر زمین انکار کر دے گا جعفر علی خان میری بجائی موجود ہیں اسی نفسانیت نے
سب کو خراب کیا اگر اتفاق ہوتا امر جدید کب ہوتا۔

خلاصہ صاحب ریڈنٹ نے حاضرین سے ارشاد کیا بادشاہ و اقبال کیا اور صاحب عالم
بہادر اپنے حق وراثت آباؤی پر جلوں فرماؤ ہیں لہذا تم سب کو لازم ہے کہ انکی اطاعت
و فرمانبرداری اور رنگ حلالی میں بدل مصروف رہو اور جناب بیکجا صاحب سے پس پردہ اگر فرمایا
اس وقت جو آپ فرمانیں ہم اسکی تعمیل کر سکتے ہیں بن ایک ساعت جلوں کے چارے
اختیار سے باہر ہو جائیگا جواب دیا کہ مرزا کو اختیار ہے یعنی بادشاہ کو پس اگر اس وقت بیکجا
باب جاگیر سلیمین کہتین بہت سچا کام ہو اسکی صورت ہوتی اور یہ خبر ایساں جو پیش میں
کا ہو سکو ہو تم خلاصہ جتیا صاحب ریڈنٹ صاحب عالم کا ہاتھ پکڑ کر بوجہ حضرت خلد کانین
سوار کر گئے اُسے بنظر حسرت دیکھا چنچ بیکر رو و صاحب ریڈنٹ نے فٹ پایا کہ ایام
ہمیشہ سے یوں ہوتا چلا آیا ہے اس وقت کچھ آپ اور خیال فرمائیے وہاں سے بارہ درمیں

ہے مزاحید شکوہ جیتے ہوئے صاحب اختیار ہوتے اب بکیر سرکار سے بھجایا تھا ہے
جہاں شکوہ بھی مر گئے یہ احوال امام باڑہ جو اس مولف کو لکھا جس قدر اپنے بزرگوں سے
نامندرج کیا انہی نفسانیت جو اس وقت کا قدیم ہوگا اوستے یہ سب حقیقت معلوم
دی ہی وجہ اس کے مقبول ہونے کی ہوئی کہ خون ناحق ہوا اب اس کا ثواب مقبول کیا

مذاب جسطرف ہو +

آغا محمد شریف بیٹے آغا محمد عیسیٰ کے ناخلف ہوئے تماش بین تھے الماک فرنگی محل
بیس حویلی ساٹھ دوکان ایک محل اور بارہ درسی اور نہ تھی ان سب کا گرایہ بہت کچھ
تا تھا چلن سے چلتے سبھی بسا اوقات ہوتی مان جب تک جیتی رہی مطلع رہو وہ اس کے
زمانہ کی سپیوں میں تھی آغا خان تو خوشگاری کی کہ تم جو ان بیوہ ہوتی ہو ہرگز قبول
لیا بہت با عزت و عصمت بسر کی بھائی اور بہن مختلف البطن اور بھی تھیں بکیر رضا مند
کہ صاحب گریڈن اپنے بھائی مزاحید علی یک چشم کے امام باڑہ میں اپنے باپ کے پہلو میں
دفن ہوئیں آغا محمد شریف نے اپنی مان کے مہرین سب کا اپنے نام کی از روی عدالت
باقی سب لاد کو محروم کیا آخر بعد سب ولیوں کے محل سرا اور بارہ درسی کو جو وہ ہزار ہر ہزار
کو تھیں محتاج ہو کر مر گئے اسی امام باڑہ میں دفن ہوئے اب ہ سب الماک داخل مٹرک
شارع عام ہو گئی ہے سب نام اللہ کا +

جلوس ابوالنصر قطب الدین سلیمان جاہ سلطان عساول
نوشیروان زمان حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی
آمد بر طلب کتاب لفرص جب حضرت خلد مکان نے موئی محل دیو اب الماک سراج
و کچی سنگ صاحب بہادر کی سی ایس آئی ستارہ ہند نمبر کونسل کو نری ہو اس کے خاص
اب یا میں شب کو انتقال کیا نواب معتمد الدولہ مارونٹ رکن صاحب نے ڈنٹ میجر امیل
برگڈیر میجر کچھ تلنگے بیلی کار سے لیکے آئے اپنے دروازہ پر پہرہ کیا کہ کوئی دروازہ
داخل نہ ہو صبح کو بجے بادشاہ سلیم صاحب مع صاحب عالم بہادر پیش میں سوار رہے
شیر دروازی سے داخل ہوئیں اس کے پیشتر بھی دو مرتبہ حالت بیماری میں عیادت کو آئی

شاه زمان نصیر الدین حیدر بہادر



Naseroodeen Hyder

آغا باقر خان آغا اسماعیل کے کار فرما تھے انکی شادی مرزا حسن علی کی بیٹی سے ہوئی تھی جنکی
 املاک وسیع خاص فرنگی محل میں تھی آغا اسماعیل نے عمو سے کہا تم قریب مسافر حنا ایک
 امام باڑہ بنواؤ یہاں چوڑی والیاں بنتی تھیں اونسے بہت سے مکان لیکر امام باڑہ بنا
 اوسن مانہ میں سواؤ آغا ابوطالب خان کے امام باڑہ کے دوسرے امام باڑہ شہر میں نہ تھا
 آغا اسماعیل کو نواب شجاع الدولہ نے کالچکی کا لکھا تھا اس جہت سے کہ یہ صاحب سالہ بہن سرکش
 افسے دہلی کے آغا باقر خان جب لکھنؤ سے گئے وہاں تہذیبی بنچین ہر وہاں وہیں قریب سر
 کالچی دفن ہیں آغا محمد شریف اونسکے بیٹے صفوان تھے اشرف النساء خانم انکی ماں خات
 ہو کر گھر سے باہر نہیں جانے دیتی تھیں آغا باقر خان جب تک جیتے رہے انھیں اپنا آقا زاد
 سمجھا کے مجلس بطور اہل ایران امام باڑہ میں ہوتی تھی سب غلیہ جمع ہوتے تھے آغا محمد شریف
 کو بھی اپنی مودت واسطے مجلس میں اپنا ساتھ لاتے تھے نذیرا امام بارہ کی جمعہ کو اشرف النساء خانم
 آتی تھی مومنین بڑے آدمی امام باڑہ سمجھ کر دفن ہونے لگے صاحب مقدر تھو کہ اپنی حیات
 یہ کچھ بابت دفن نہ لیا جتہ مر گئے آغا فتح علی اونسکے بیٹے مقلس بھی ہو گئے بہت کچھ قریب
 لینے لگے اونسکے دو بیٹے ہوئے پھر تو دروازہ لینی کا کھل گیا اور حرمت و احترام امام باڑہ کا زنگ
 آخر انجام یہ ہوا کہ دخل حصار قلعہ ہوا مرزا حیدر شاہ نے اپنی توجہ سے ایک بگلا ملن کا بنوا کر
 نصب کر دیا اور اونکو باپ ہاں دفن تھے اس جہت سے لیا مرزا حیدر شاہ اس بگلا نہ فساد میں
 سلی کار دین بکفالت سرکار سے جب نجات پائی گورنمنٹ میں اپنی عسرت حال اور اطاعت
 حکم سرکار مع خطوط لارڈ کارن وال بہادر سرکار میں پیش کیا چیٹ کشن نے ولایت بھیجا
 دہلی سے پانچ سو روپے اور اضافہ ہوئے وہ سب پر جمع اوس ہزار روپے قدیم تقسیم ہوا مرزا حیدر شاہ
 غارم عتبات عالیات ہوئے بعد اسکے روانہ مشہد مقدس ہوئے آخر ماہ صفر ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء
 انتقال کیا ایک صاحبزادہ پہلے عتبات گیا تھا دوسرا ایک صاحبزادی بھی اونسکے چچے روانہ
 کر لیا ہوئی بڑے صاحبزادے جو اونکو مرزا ولیعہد مشہور تھے دانا دسراج الدولہ میں قرضدار رہتے
 معاش کے بڑے تھے وہ زمین امام باڑہ بھی اور کان جو مثل خرابہ قریب مفتی تھیں تھا مابین کے
 قرض زمین بیلا م ہو گیا اب وہ سراج الدولہ کی جوبلی میں رہتے ہیں اس تقسیم سدی میں انھیں بھی

شاہزادے کے بیٹوں میں بڑی مرزا مظفر بہادر تھے ایک مرتبہ اپنی اولوالعزمی سے لکھنؤ سے لکنا جا چکا تھا مین کے قاضی محمد صادق خان شخصاً آخر نواب معین الدولہ غازی علی وغیرہ اکثر شرفاء لکھنؤ بھی ساتھ تھے بہت سے ہاتھ پاؤں مارے کچھ کچھ ہر راجہ و پیشوا ملی بعد کئی برس کے سرگردان ہو کر پھر آئے زفقے سفر اپنی تلاش معاش کو طرف چلے گئے آخر مرزا محمد سلیمان شکوہ نے سورہ پڑھ کر جواب دینے واسطے مقرر کر دیا خانہ نشین ہوئے جو ان خوش رو تھے سیلی بیگم بچلہ ازواج جنرل رٹن اور نئے عقد شریعہ کیا بعد انتقال گوری بی بی جنرل اوسی مکان میں تاحین حیات رہے جب دونوں مرگئے مکان زمین بلند پر تھا کسی کل نے نیلام میں مول لیا۔

دوسرے بیٹے شاہزادے کے مرزا کامر شش دہائی تک مہتمم کار و بار اپنے باپ کے رہے شاہزادے فقط اپنی عیش و عشرت و کثرت ازواج میں رقت تھے سیاہ و سفید کے یہاں تھے جب مرگئے امام باڑہ آغا باقر خان مرحوم میں دفن ہوئے انکے بیٹے چار تھے مرزا حیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ دو اور تھے یہ دونوں مشرت بزیارت کر بلائی معنی ہوئے طہران میں شاہ ایران کے پاس رہے مرزا حیدر شکوہ بھی صاحب غزم تھے جب بعد انتقال مرزا محمد سلیمان کبریا کو سے لکھنؤ آئے بسفارش جنرل کو صاحب میرفتی التفات حسین خان مجموع ہزار روپے ہزاری متعلقان مرحوم کو سرکار حضرت فردوس منزل سے مقرر ہوئی اوس میں سے چھ سو راجیدر شکوہ لیتے تھے چار سو اور سب پر تقسیم کرتے تھے اس چھ سو میں انکی بھی بوسرت تھی انھوں نے زمین امام باڑہ آغا باقر خان کو سرکار سے لیا تھا کس واسطے کہ وہ گردخل حصار قلعہ چھو بیٹھوں ہو گیا تھا اس جہت سے کہ انکے باپ وہاں دفن تھے بی بی بی کو جو ضل امام باڑہ میں دفن کیا کہ وہی جگہ قبور سے خالی تھی اس امام باڑہ میں ون نے اپنی بد نفسی سے پرانی قبور کو خالص کر کے اوپر حرب معنی اپنی لیکر دفن تھے وجہ عصبی کی یہ ہے کہ آغا باقر خان عمو آغا اسماعیل لا اور جنگ کے تھے نواب لدولہ کے عہد دولت میں رسالہ اربابچ ہزار سوار کرتے مگر عبدالرحمان خان قندھاری نے انھیں کے رسالے میں اس جہت سے کہ وہ ولایت ہندمان کو تھوہ قندھار

ایک لڑکی مانغان کلافوت کی لیکے اپنی فرزند بی بی شہنشاہ کی پرورش کی تھی جب جوان
 ہوئی ہم مرتبہ بیگمات ہو کے مشہور صاحبزادی شاہزادہ ہوئی اور سنانام قمر چہرہ تھا جب
 نصیر الدین حیدر نو شہرہ او سکے حسن جمال کا سنا او سکی خواستگاری کو اعتماد والدہ نے فیصلہ نہیں کیا
 شاہزادہ کے پاس بھیجا کہ اگر حضور او سکا کھاج مجھے کرین تو میں پانچ ہزار ماہواری سوار
 وجہ معینہ ساری پیشکش کر دنگا شاہزادہ نے موجب بدنامی سمجھ کر قبول نہ کیا باو شاہ کو بہت
 ناگوار گذرا آخر ایک دن شاہزادہ کے محلات اپنے باغ جاتے تھے ایک کنٹنی کو محل میں کسی حکیم
 بھیجا تھا عین سواری میں وہ کنٹنی اوس لڑکی کو سپین میں سوار کر کے نواب سلطان محل
 خاص محل باو شاہ کے محل میں لگئی جب شاہزادہ کو یہ خبر ہوئی او سی وقت زبردست سو
 یہ ماجرا کہلا بھیجا صاحب نے باو شاہ سے اطلاع کی کہ اب اس سرسبز موجب بدنامی و فساد کا
 اوس سامی کو ابھی سوار کر کے بجواؤ بھیجے باو شاہ سے چھ بن نہ پڑا او سی وقت اوسے سوار
 کروادیا اور صاحب کہلا بھیجا کہ یہ مجھے اتنا مہر ہے وہ سلطان ہو کی ملاقات کو محل میں آئی تھی
 شاہزادہ نے موجب اجازت صاحب خواجہ سرا اور سپاہی بھیجا او سے بلوایا
 اور پانچون میں بیٹری ڈالکر قید کیا
 الغرض اس مہر سے شاہزادہ کو لکھنؤ میں رہنا بہت شاق و ناگوار گذرا آخر کزن گل کا
 رئیس کاس گنج کو بلوا بھیجا کوا سنے کہ او کی پوتی شاہزادہ کے بیٹے سے منسوب تھی
 او کی صلاح و مشورے سے او خین ساتھ لیکر کاس گنج جا کر رہے کہ عہداری سرکار
 اب وہ پانچ ہزار جو غازی لدین حیدر غوجہ میں ملاقات مساوی مقرر کیے تھے موتوف ہو
 سات ہزار ماہواری چھ ہزار تو سوا انگریزی قدیم ہزار روپو جو بروقت داخل عہد نامہ
 ہوئے تھے خزانہ سرکار سے ملنے لگے

غرض وہ قمر چہرہ جو قید تھی کزن صاحب کے بیٹے کے ساتھ بھاگ کر الوری پونچی شاہزادہ کو یہ امر
 اوس تک بھی زیادہ ناگوار گذرا کاس گنج سے اکبر آباد میں پہنچا اختیار کیا تا دم حیات وہیں رہے
 آخر شہر فیقہہ ۱۰۸۰ھ ہجری یوم سب سے ہر پیشہ مطابق فروری ۱۰۸۰ھ انتقال کیا تمام کزن
 میں مقبرہ محمد جلال لدین حیدر اکبر بادشاہ کو یہ شہر سے تین کوس ہر دفن ہو کل من علیہا فان

تاریخ

پس مع امر او ارکان دولت رو بروی مکان خاص تشریف لائے یکبار نواب ناظر
 او ٹھانی حسب دستور شاہی پکارا اہل دربار خبردار ہو جاؤ جنہو پر آمد ہوئے تین شاہ
 موافق اپنی عادت قدیم ایک ذرا خم ہوئے سلام کیا وہ ہاتھ فدا و ٹھا او دھر فدا
 دستور سے پکارا کہ صاحب عالم و عالم پناہ سلامت شاہزادوں نے جواب سلام شاہ او دھر
 طریقہ اسلام دیا فقط یہ کیا کہ دہنے ہاتھ میں شاہ او دھر کا ہاتھ بائیں میں زرینٹ کا
 لیکر اپنے مکان دیوان خاص میں ایک ڈگل پر شاہ او دھر کو اپنے پہلو بٹھا کر صاحب
 سو فرمایا کہ جو نوشی سرکار کمپنی کی تھی پہننے کی اب مختار محل قریب مرگ ہو رہی ہے میں اسے
 حالت سکران میں چھوڑ کر آیا ہوں اس وقت دنیا میری نظر میں تیرہ و تار ہو اس بہت سے
 وضعت ہنہن انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی یہ کہہ کر اوٹھ کھڑے ہوئے کشتیان منگوا کر شاہ او
 نے ایک مال شالی کشتی سے اوٹھا کر اپنے کا ندھے پر ڈال لیا پھر اوسطیج اوسی مکان خاص
 اگر رخصت کیا خود اوسی طریق شاہی سے داخل ہوئے +
 شاہ او دھر اس طریق ملاقات سے بہت کبیدہ خاطر ہوئے کہ میرے طویر پر نہونی فقط
 نذر و خلعت میں فرق ہوا باقی سب طریق شاہی قدیم پرستہ قرار پھر اوسد نشی نصیر الدین خیر
 کی شادی تک صورت ملاقات نہونی جب شاہ او دھر کمپنوں خاطر یہ ہوا کہ اب میں بادشاہ
 ہوا ہوں چاہیے کہ میرے بیٹے کی شادی خاندان طیمو یہ میں قرار پادے جناب نواب محمد
 و حکم دیا کہ بہر صورت مرزا محمد سلیمان شکوہ کو رہنی کیا چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی میرے
 بیٹے سے کریں نواب محمد الدولہ نے رفیق الدولہ میر گلزار علیخان مختار کار شاہزادہ کو بطور
 راضی کیا مختار نے نوازش محل خاص محل شاہزادہ کو ہاتھ کیا جسے مدخلت مزاج بہت
 دے شاہزادہ کو بہر صورت رہنی کیا چاہیے اس جس سے بیرونی و اندرونی سو شادی
 فی بڑی دھوم اور کلفت شاہانہ ہر امر میں ہوا کہ موجب کمال مسرت و خوشی شاہ او دھر
 ت ہزار ہا ہوا رہی ہزار ہر وقت شادی او پانچ ہزار ہنگام ملاقات مساوی اضافہ ہو گئی
 رہ ہزار پیشکش شاہزادہ کو مقرر ہوئی جب نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوئی اسی سال
 ین شاہزادہ سے ناموافق ہونی اسکا سبب یہ ہوا کہ سرفراز محل شاہ او دھر سے

مورچھل ہلاتے ہوئے بڑے تھل سے داخل شہر ہوئے ٹیڑھی کوٹھی نو تعمیر جنرل مارٹر
اور بے چھ ہزار روپو ماہواری مصروف باورچینا نہ سرکار جناب عالی سے مقرر ہوئے جس
نواب سعادت علیخان مسند نشین ہوئے اور دولتماناہ قدیم کو چھوڑ کر فرخ بخش جنرل
موصوف کو مول لیکر رہنا اختیار کیا اور منظور آبادی شہر جدید بنوئی ہمسایہ شاہزادی کو
خلاف داب شاہی سمجھ کر کوٹھی بخشی اہل صاحب کسار دریا ہمسایہ رزیدنی معاوضہ
ٹیڑھی کوٹھی شاہزادے کے پہنے کو دی +

خلاصہ شاہزادہ مدوح ستلہ ہجری مطابق ۱۱۷۷ھ عہد دولت نواب صف الدین
کہ وہ زمان گوبرنری لارڈ کارن وال بہادر تھا تاسنہ جلوس نصیر الدین حیدر شاہ زمان
کمال اعزاز و اقرام سے لکھنؤ میں ہے نواب سعادت علیخان و نواب غازی الدین حیدر خان
بہادر ۱۱۷۷ھ ہجری تک بطریق وزارت حسب دستور وزیراعظم قدیم پیش آیا کہ شاہزادی کو
مذرویتے تھے خلعت پہنتے تھے جب غازی الدین حیدر خان دربار تصویب و حکم صاحبان صدر
والا قدر تخت نشین ہوئے بادشاہ ہمہ شاہزادہ مدوح سے طالب ملاقات مساوی
برادرانہ ہوئی شاہزادی نے منظور لکھا آخر حکم صاحبان منہن صاحب پرنٹ نے میرنشی
باقر علیخان کو شاہزادی سے کہلا بھیجا کہ سابق ازمین والیان اودھ وزیر تھے باوان وزارت
حضور میں حاضر ہو کر نذریتے تھے خلعت پہنتے تھے اب حکم صدر بادشاہ ہوئے حضور آوے
ملاقات مساوی فرمائیں اور تواضع و تکریم طرفین سے مساوی عمل میں آئے شاہزادے نے
جواب دیا بہت اچھا اگر میں ملاقات کرونگا اسی طریق سے پیش آؤنگا منشی نے
تبلیغ رسالت کیا اور پھر اگر عرض کی فدوی کو حکم قطعی صدر سے آیا ہے کل شاہ اودھ
اور فدوی ملاقات حضور کو آئیگی اور حضور کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ کبھی ملاقات ہوگی
غرض شاہزادی کو یہ امر ناگزیر بہت ناگوار خاطر ہوا افسردہ ہوئے باغ میں تھے اور یہاں
وہ لکھنؤ آئے صبح کو شاہ اودھ مع رزیدنٹ بڑے ہتھام سے آئے مرزا کا محشم انکے
بیٹے بہت ہوشیار و صاحب فہم تھے شاہزادے کو ایک لکھنؤ سربراہ میں بٹمایا چلین چھوڑ دی
باہر و روہ ملازمین استہانتہ کھڑے ہوئے جیسا کہ اودھ تاج شاہی سر پر لباس شاہی

ہجرت کا کیا چنانچہ اوٹھون نے کئی گوجر کو کر کے اور ایک گھوڑا سواری کا اونکو ساتھ
 کر کے پار دیا کے اوتار دیا شاہزادہ و شب تار میں گنبد ڈال کے اور فیصل بلند قلعہ سے
 اوترے ایک گوجر کی بیٹی پر سوار ہو پار دیا کے آئے اور اس گھوڑی پر سوار ہو کر
 تک یلغار چلے آئے پہلے داخل رام پور ہوئے فیض اللہ خان رئیس رام پور نے شکستہ استقبال
 کیا بعد شرف ملازمت خیمہ میں اوتارا اور موافق اپنے مقصد کی پیشکش کیا جس سے فی
 سامان بیامانی شاہانہ درست ہو گیا بعد اسکے مراد آباد ہو کر بعد طوفان داخل صوبہ
 ہو کر فتح گنج لکھنؤ سے تین کوس پر خیمہ کیا جب نواب آصف الدولہ کو خبر ہوئی اپنے
 حاضر ہونے کا عذر کیا اس جہت سے کہ مرزا جو ان بخت بڑے بیٹے شاہ عالم کو لکھنؤ میں
 بعض حرکات خلاف سے اونکا قیام شہر میں مصلحت سمجھا تھا آخر بصلاح نواب گورنر جنرل
 وارن ہسٹنگ صاحب بہادر قیام مبارکس جا کر گیا تھا نواب نے بسبب پوزار جنگی کو چاہا کہ
 وجہ معینہ شاہزادہ موصوف کو موافق کر دیں لیکن نواب غلام الہیہ جو وقت داخلہ لگا کر
 شریک استقبال و زمین ہوئے تھے ہر چند نواب نے عذر کیا کہ وجہ معینہ بشرط قیام لکھنؤ
 تھی و گرنہ سیط شاہزادہ ولی سے آیا کرینگے ہر ایک کو پیشکش میں یہ تمام میرا محاسن
 مالک محروسہ دعوت و پیشکش میں صرف ہو جائیگا نواب مجتہم الہیہ نے سمجھا یا کہ اکابر
 شہر میں آنا اور پہلے جانامیری صلاح سے وہاں ہے مناسب حال نہیں اور خلاف اپنی
 بہت کہ ہے آئندہ جب ایسا اتفاق ہو آپ سمجھ لیجیے گا اس جہت سے نواب کو
 رونق افروزی مرزا محمد سلیمان شکوہ میں تامل ہو گیا تھا +

عرض میں مینے تک فتح گنج میں جمعیت پانچ ہزار سوار و پیدل شاگرد پیشہ وغیرہ مقیم کیا
 ہے اور نواب بھی عذر کرتے ہے کہ فدوی خلاف عہد نامہ جو سرکار انگریزی سے ہوا
 ہے صلاح نواب گورنر جنرل حاضر حضور نہیں ہو سکتا آخر اکرام اللہ خان بھائی افضل خان
 نائے جو شریک مصلحت شاہزادہ مروج تھے اوٹھون اور خان موصوف کو موافق کر کے
 نواب گورنر جنرل کارنل صاحب در سے سمجھا کر اجازت ملاقات و لوائی نواب نے فتح گنج
 جا کر استقبال کیا شاہزادے ہاتھی پر سوار ہوئے نواب حسب دستور وزیر غلام خوجا میں بیٹھ کر

بتائید فرمایا تھا کہ جنرل لارڈ آئی مین مرزا محمد اکبر شاہ کو کسب طرک کا آسید بن پھونکنے پاؤ اس
 غلام قادر سے بچلے صلح و عفو جرائم کے اقرار سے شاہزادوں کو لے لینا اور اس کے
 معرکہ آرائی شروع کرنا غلام قادر نے بامید موبہوم عفو جرائم سب شاہزادوں کو حوالہ کر
 الا محمد سلیمان شکوہ کو نہ چھوڑا چنانچہ جب محمد اکبر شاہ داخل فوج مرہٹہ ہو چکے طرفین سے
 قوی چلنے لگی آخر فوج روہیلہ کو شکست ہوئی سپاہ ہر طرف بھاگی غلام قادر بھی بھا
 اتفاقاً اس کے گھوڑے کو پیٹ مین گولہ لگا گھوڑا ولایتی تھا چار قدم چل کر گر پڑا غلام قادر پیادہ
 ہو کر بھاگا لاکن اصل اصول جو باہرات عمدہ تھا اس کی کمر میں تھا جب کسی بستی میں پہنچنے
 اتفاقاً ایک سفہ او دھر سے چلا آتا تھا اس کا پرسان حال ہوا اس نے سب اپنی کیفیت بیان کی
 اس نے کہا حضور میرا گھر حاضر ہے بہت حفاظت سے آپ ہینگے یہ اس کے گھر گیا اس نے ایک
 کوٹھری میں بٹھا کر قفل کر دیا سپاہ مرہٹہ اس کی تلاش میں ہر طرف پھری تھی اس نے کہا اگر
 میں پتا بتا دوں کیا دوں گے سبھوں نے بہت کچھ دینے کا اقرار کیا آخر وہ ہشتی فوج کو اپنے
 گھر لے گیا قفل کھول کر غلام قادر کو دکھایا اور کہا یہ وہی حریف زادہ ہے جس نے میرے باپ کو
 سگناہ مار ڈالا ہے فوج نے اس سے لوہے کی سلاخوں کے پتھرے میں بند کیا جھکڑو پر
 رکھ کر بادشاہ کے سامنے لے آئی کہ یہ نیک حرام حاضر ہے فرمایا تمہیں اختیار ہے فوج ہر روز
 اس کا ایک بندہ اعضا کاٹ کر تشہیر کیا کرتی تھی جب خود ایک مصنفہ رہ گیا با تھی کے پانچوں
 رسی بانڈھ کر تشہیر کیا جنم حاصل ہوا ایسا بھی انتقام دنیا میں بہت جلد کم ہوتا ہے
 جب فوج روہیلہ بھاگی مرزا محمد سلیمان شکوہ تنہا میدان قتال میں تماشہ
 قدرت کاملہ خدا کو تجھ دیکھ رہے تھے کہ دفعہ راجہ مہت بہادر مثل ہمای اقبال پہونچے
 انھیں پالکی پر سوار کر کے لائے مرزا محمد اکبر شاہ کے با تھی پر سوار کر دیا اور بعد فتح
 داخل قلعہ مبارک ہوئے۔

بعد اس معرکہ اور سانحہ عجیب کے دوسرے برس مرزا محمد سلیمان شکوہ کو از بسکہ تکلیف لایا
 زندہ ہونے لگی اور بعد اس برہمی و غارتگری کے سلطنت بھی براؤ نام باقی رہی حنا زاد
 ارفغہ و خواصان بادشاہی شاہزادوں سے موافق و ہمراز ہوئے اور رازہ وہاں سے

چڑھا کر فوج کو بکھارا کہ قلعہ میں کوئی نہیں ہے تم چلے آؤ فوج نے گولہ کھڑکی بھانک پر مارا
 داخل قلعہ ہوئی محلات میں ہر طرف شور قیامت برپا تھا ہر طرف سے صدای داد و بیداد
 و ایذاں بلند تھی امرای مرہٹہ اور افسران فوج نے پہلے تجسس کیا کہ اگر کوئی شاہزادہ اولاد
 شاہ عالم سے ملے تو ہم اسے اپنا سالار لشکر مقرر کریں چنانچہ اسی شاہزادی کو اپنا سپاہی لار کیا
 اور نو محلہ کین بادشاہ کے پاس بھیجا جہاں نابینا کیا تھا اس وقت تک وہ خیمہ میں اپنے بیوی
 کچھ نہ دیا تھا بیوی شش غش میں پڑے تھے فقط فوت بادشاہت سے جیتی رہے تھے وراتنی طاقت
 او نہیں نہ تھی کہ زبان سے پانی پینے کو مانگ سکین گولہ شارسے سے سمجھا کھڑا پانی سے تر
 کر کے اونکی حلق میں قطرے پانی کے پھوٹے زبان تر ہوئی فی الجملہ حرکت بات کی ہوئی
 فرمایا مزار اکبر شاہ کو بادشاہ کر دو لیکن امرای مرہٹہ اس پر رنجی نہ ہوئے بادشاہ کو اسی حال سے
 جس پلنگ پر تھے دیوان خاص میں اوٹھا لائے اور تخت پر بٹھایا تو پسلامی کی جلی سب
 آداب و لوازمات سلطنت بہ طور جاری ہوئی گویا از سر نو سلطنت قائم ہوئی اور اسی جلوس
 سند وزارت اور خطاب عالیجاہ مہاجی سیندھیہ کو عنایت فرمایا چنانچہ خود فرما تے ہیں
 مادھوجی سیندھیہ فرزند جگر بند من ست دھنن الدولہ وانگریز کہ دیسور میں ملندہ چہ عجب گر
 بنامیدہ و نگاری ماہ غرض تاجین حیات بادشاہ مزار محمد اکبر بادشاہ کار فرماے و سعیدی
 و صاحب جو خط ہے تعجب ہے کہ اس شدت سختی و مصیبت نے کھانے اور پانی کے جتنی رہے
 الغرض سب امرای مرہٹہ شاہ عالم کو تخت پر بٹھا کر رخصت ہوئے بادشاہ فرمادے کہ شاہ
 سے فرمایا تم جا کر بیار تخت کا سر لاؤ جب یہ نو محلے میں گئے دیکھا کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہیں
 حکم دیا انکا سر کاٹ لو پھر انکے دوسرے بھائی کا بھی سر کاٹ کر دو نو سر بادشاہ کے
 سامنے لائے فرمایا یہ من نو محلے میں گئے وادو بعد اسکے فوج قابوہ پار دریا کے اوتریں اور
 طرفین سے قریب چلنے لگی کسوا سٹے کہ غلام قادر مع فوج پار دریا کو پٹیا ہوا تھا آخر ہر طرف سے
 فوج کو گھیر لیا رسد غلہ بندی بعد کئی دن کے جب فوج فاقہ سے مننے لگی میرٹہ کو بھیجا کہ
 فوج نے تعاقب کیا مائرہ جدال و قتال کر رہا لیکن امرای مرہٹہ کو فاکر شاہزادہ و بیگ
 یعنی کی پڑھی کہ قبضہ دشمن سے کسی حکمت سے لکالین کسوا سٹے کہ وقت رخصت بادشاہ

تحت پر بٹھا دیا بادشاہ تخت سے اتر کر مسند پر بیٹھے بعد اسکے اس نے قید کر کے نو بھائی
بھیج دیا اور اسکے بعد اس نے حسب الحکم ہدیہ بخت اکثر شاہزادوں کی آنکھ میں بالائی نمبو گرم کر کے
پھر وہی حسب نوبت بادشاہ پونجی پہلے انکی ایک آنکھ چھری سے نکال ڈالی بادشاہ نے
اس سے ان کی فالہوی اس نے دوسری آنکھ بھی نکال لی کہتے ہیں کہ بعد جلدی سخت نشین
کسی کمال نے بادشاہ کے دروازہ چشم کو اس تکلف و فوجی سے بنایا تھا کہ غیر شخص کو تہا
مطابق چشم کو بکا نہ دیتا تھا +

افرن ملیر سلیمان شکوہ نے اسی قید میں اپنے خواص شکر و کو عامل فرید آباد کے
پاس بھیجا وہ مہاجی سیندھیہ کی طرف سے وہاں کا عامل تھا کہ وہ مشر و کا احوال کو رٹکی
غلام قادر اور خرابی سلطنت و مہاراج کو لکھے عامل نے عذر کیا کہ اگر شاہزادہ شفقہ خاص اس
باب میں عنایت کریں تو میں البتہ وہ شفقہ مہاراج کو بھیج سکتا ہوں اور بے سند میں نہیں
لکھ سکتا شاہزادہ نے باب یہ سامعہ مراد جو غلام قادر کی طرف سے اپنے متین تھا اسی موافق کہ
کاغذ و روایات و قلم طلب فرمایا وہ مردہ بستی اپنی رشک میں چھپا کر لے آیا شاہزادہ نے شفقہ کا
و تختی مہاجی سیندھیہ کو مستطیع لکھ کر اسی خواص کو مع شفقہ عامل کے پاس بھیجا جب شفقہ
مہاجی کے پاس پہنچا اور بیوقت ملہار اور راجہ بہت بہادر راجہ علی بہادر کو مع بیج قاہرہ
تسخیر شاہجہان آباد و بہت حال غلام قادر کو ملینار روانہ کیا +

جب بیج پونجی محاصرہ قلعہ کیا طر فین سے توپ چلنے لگی بیج غلام قادر ایک کوشمہ بار
اور گولہ کا کھل چاہا باہر لیجائے اتفاقاً کسی سپاہی کی مبدوق کے توڑ کا کل وہاں گرا کوٹھ
مردہ ای آسانی ہو گیا پھر اور دمی جو قریب تھے مثل جنگوں کے آسمان میں اوڑنے بہت
یہ پہلا شکوہ بر قبالی ہوا آخر بعد کئی دن محاصرے کے غلام قادر قلعہ سے بھاگ کر پار دیا
جا کر مع لشکر رہا اور مرزا اکبر شاہ اور مرزا محمد سلیمان شکوہ اور کئی شاہزادوں کو تحفہ
اپنے ساتھ لے گیا +

بیج جس نے محاصرہ قلعہ کیا تھا بجای خود دستگیر ہوئی کہ کہیں نہ داخل قلعہ ہو ہر طرف سے دروازے
بند تھے عورات محل نے گھبرا کر مرزا کام بخش نجیہ کو چھوٹے بیٹے مرزا محمد سلیمان شکوہ کو

حکومت و بان سے مشرف بزارت عتبات عالمیات ہو سبب مراجعت کرو کہ جس پر پہونچ
انتقال کیا ایک بی بی خاص محل نواب محمد علیخان کی بی بی فواسی بنت آرام گاہ کی لکھنؤ میں
تھی اور ان کے پاس دو کانییا فخرتہ البطن تھا ایک بی بی غیر طبعی ساتھ تھی اور سنہ دعویٰ
سرکار میں کیا اور ان کے نوٹ کو رشتہ او سے ملے بموجب وصیت مرحوم جب یہ بی بی داخل
بنارس ہوئی ایک اور رشتہ کی مضمون کی تھی اور سے نہرویا ولیم صاحب بی بی کے سکے بھائی
نوبطع دنیا اپنی بہن کو نہرویا نقد و جنس کئی لاکھ روپیہ کا عہدالت دیوانی میں شرف ہوا
بی بی نے دعویٰ نہ کیا ہے دیکھا جاوے کہ لٹا ہے وہ بھی لکھنؤ میں رہیں کہیں نہیں
نہیں سنا کیا ہوا روپیہ کے امین تھے اپنے حین حیات میں کہیں نہ کیا ورنہ اس صورت
برآورد غیر مستحق کو پہونچتا ہے +

مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ

مختصر احوال مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر شاہزادہ دہلی حضرت شاہ عالم بادشاہ علی گڑھ
کہ یہ اپنے باپ کے زمان سلطنت میں بروقت پیش لشکر کشی اکثر سالار لشکر ہو کر جا کر دھڑ
چنانچہ مرزا محمد شفیع خان نے بھی اپنے امیر الامرائی میں بعد رحلت نواب نجف خان کے
اسی شاہزادے کو سپہ سالار لشکر کیا تھا جب محمد نیک خان مہدانی سے مقابلہ کیا تھا اور غلام
روہیلہ نے بھی پہلے اسی شاہزادے کو سالار لشکر کر کے ہاتھی پر سوار کیا اور خود جلالت امیر
لیکرائی خواجہ میں بیٹھ کر اپنے گھر لاکر قید کیا +

حقیقت حال غلام قادر یہ ہے کہ پہلے اسے منظور علیخان نواب ناظر کو موافق کر کو شرف
ملازمت بادشاہ اور بندوبست قلعہ مبارک چاہا بادشاہ نے نواب ناظر سے ارشاد کیا کہ میں
اسے باب کو مارڈالوں اسکا اسطرح سے آنا اچھا نہیں عرض کی حضور طہین رہیں کیا اونکی
مجال ہے جو نظر بد سے حضرت کو دیکھ سکے غرض جب وہ داخل قلعہ ہوا اپنا بندوبست اور
انتظام بخوبی کر کے حاضر حضور بادشاہ ہوا اور کتاخانہ کہا کہ تم اب تخت شاہی سے اٹھو
بادشاہ نے پچتر پر غضب فرمایا اور ملعون تو مجھے نہیں اٹھا سکتا ہاں مگر کوئی میرا ہم چم
اوسے تو کیا مضائقہ غرض یہ جا کر بند بخت احمد شاہ بادشاہ کے بیٹے کو لایا اور ہاتھیں

مصر سے مشرف بنائے کچھ ہوئے وینا کو وہیں چھوڑا راہ دین اختیار کی بغاوت میں اگر تفریق نہ
کنارہ دریا عمارت عالی شان ہوئی ہے اکثر پنجشنبہ کو زیارت کا طبع مل جاتے ہیں اکثر اقربا
وروسلو لکھنؤ وہاں جاتے ہیں یہاں اونکے ہوتے ہیں پاشا بغداد والیہ کمال عزت و
احترام سے پیش آتا ہے حکومت وہاں ہتے ہیں بنارس سے بی بی کو بلوا بھیجا تھا ایک
حکیم کو داروغہ کر کے چھوڑ گئے تھے جو شہر سے بی بی کو اگر لگتے بصرے میں کنارہ فرات
حکیم علی کا ہندوؤں سے باتہام شکار کیا مرزا جلال الدین حیدر اکھٹا بیٹا بہت صاحب یات
تھا عارضہ چھک سے مر گیا بڑے محل سے جنازے کو اونٹنیا پاشا اور بالیوز اور ام شیخ
جنازہ میں تھے نواب تبدیل ہوا کو حمام علی کو گئی ہوئے تھے شہر حلب میں چار منزل بغداد کو
ہو اس حادثہ جانکا سے بڑا صدمہ روحانی ہوا کہ نام و نشان مٹ گیا بعد اسکے خاص محل نے
بھی انتقال کیا پھر آج تک کوئی اولاد نہیں سنی نقد و عین جتنا تھا اوسے گورنٹ کو
لکھ دیا وصیت کا احوال نہیں سنا بعد اس انقلاب ہندوستان کے پھر تشریف فرما سے لندن
ہوئے سنتے ہیں کہ سرکار سے دو ہزار پانسوا سواری مقرر ہو گیا ہے مخبر سرکار ہیں اور
تقسیم و وثقت نواب مبارک محل وغیرہ کی انھیں کے اختیار سے ہوتی ہے البتہ نسبت
اور وٹکے اونکے بہت سے صفات ہو گئے ہیں مگر کیا فائدہ یہاں سے تو بنیاد سلطنت
نیچ وہن سے جاتی رہی +

نواب امین الدولہ لکھنے بڑے بھائی مع اولاد ناظم الدولہ مقیم بنارس ہیں جب
ابھون نے نامنٹھوری سرکار کا احوال نسبت اقبال الدولہ سنا اپنے بنجانے پر افسوس
کرتے تھے اب ابھون نے بھی انتقال کیا +

نواب مبارز الدولہ عرف آغا صاحب چھوٹے بھائی بعد انتقال اپنی مان کو لکھنؤ آئے
کچھ لکھنؤ کے ذات شریف ملازم تھے ایک کوٹھی جبریل ارٹن کی کوٹھی کے قریب کنارہ
سوان کی کچھ دیر قیام کیا لا لکھنؤ روپی کا ایک نوٹ تصدق سر کیا جسکے نیچے سے کچھ
نفع ملا زمین کو بھی ہوا بعد اسکے متنبہ ہو کر اپنی خبر داری کی اور ہوا ہی گاہ گاہ ملاقات
سماجت زینت کو سب ملاقات ترک کی اس ہنگامہ فساد لکھنؤ میں خدا نے سچا یار و

امارت ہے اگرچہ بعض اولاد ناظم الدولہ فتحراج نان شہینہ سہ کچھ لکھنؤ میں خیرات جو سرکار
مقرر ہوئی ہے کچھ اوکو بھی برعایت سفارشی ملا ہے اور سرکار شاہی سے فقط تنوں
صاحبزادوں کیواسے دو ہزار چار سو روپیہ کا موابج ملا ہے معرفت صاحب بیڈنٹ
اب شاید گورنمنٹ سے ملتا ہو +

نواب قبال الدولہ کا لندن جانا واپس قیام اور او اور بالاجمال
احوال میں الدولہ و مبارز الدولہ

بعد انتقال حضرت خلدنزل جب مقدمہ مناجان و بادشاہ سکیم معاہدہ تمام ہوا اور
سلطان الزمان محمد علی شاہ تخت نشین ہوئے نواب اقبال الدولہ تیسرے بیٹے نواب
شمس الدولہ کے پاس چھ پیاسات لاکھ روپیہ مجموعہ کھاڑی کفایت و جزوری سے جمع
کیا تھا محض خیال امیر موموں کے تھے اسنی اولوالعزمی سے ارادہ لندن کا کیا ایک
میجر صاحب بھی شریک شورا ہو گئے تھے اوکو اپنے وطن جانا انکی محبت سے متنب ہوا
کچھ سربانہ دکھایا کہ آپ پارلیمنٹ میں ادعا و ریاست پیش کیجیے مستحق ریاست ہیں
کہ آپکا باپ نائب کار و بار ریاست تھا خلاصہ اس تمنا و دلی سے پہلے کلکتے گئے نواب
گورنر جنرل سے ملاقات ہوئی اقبال فرنگ ایک کتاب تصنیف کی تھی جس میں تعریف گورنر
جنرل اور ممبران کونسل و رضوی انتظام ممالک محروسہ سرکار کمپنی لکھی تھی چھپو اگر کلکتے میں
نواب گورنر جنرل کو دی اوس میں دوسرے صفحہ میں ترجمہ انگریزی بھی تھا روانہ لندن ہو
اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ نواب قبال الدولہ مع اصحاب قلیل لندن پہونے
اکثر صاحبان جلیل الشان سے ملاقات ہوئی ایک غرضی دیاب سلطنت صاحبان کورٹ
آف ڈائریکٹرس کو دی کہ میرے باپ نواب شمس الدولہ تھے میں اوکا بڑا بیٹا ہوں از رو
استحقاق اور آپکے انصاف سے میں سزاوار ریاست او وہ ہوں بقدر قیاس جواب شافی
یہ ملا کہ تمھارا بڑا بھائی امین الدولہ بارس میں ہے پہلی ہمر اللہ غلط اور باب بیٹن
بعید ہے نے مناسب وقت سمجھا کیا یہ احوال اخبار کلکتہ میں بھی چھپا +
غرض نواب قبال الدولہ بعد اصرار حیا و سیر و سیاحت لندن شہر پارلیمنٹ فرسٹ کلاس

مالک زمین نے جگہ اکیلا آخر قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا آخر بعد ان سب مصیبتوں
 اور غم و غم کے یکے صاحبہ پریشان ہو کر بنارس پہنچ آئیں حکیم مرزا ظفر علی خان مرزا عباس
 برہم کو کوئیاب کے عین حیات میں لکھنؤ چلے آئے تھے۔
 یکے صاحبہ کا لکھنؤ آنا پھر جانا بنارس کو انتقال کرنا سرکار شاہی سے سخت ناگوار
 تھا۔ جب حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوئے بادشاہ یکے صاحبہ کو غمزدار و
 کی بدل پرورش میں واپس خاطر ملحوظ رہتا تھا اس خیال سے کہ کوئیاب محمد الدولہ کو تسلط سے
 اقرار و شاہی کے واسطے بہت سی صورت خلافت ہوئی تھی اور اس کے عوض سے حق صدارتی
 سجالا لائیں اور انجمن حضرت یکے صاحبہ نے جب عرضی تہنیت جلیوس و نذر بھی شفقہ خاص کمال
 محبت بھیج کر بلوایا یکے صاحبہ مع اپنے صاحبزادوں کے تشریف لائیں حسن باغ مکان قدیم میں
 اور بنارس اور بادشاہ اور یکے صاحبہ نے بہت اونگی پاسداری کی صاحبزادے بھی وقت دربار
 جایا کرتے تھے اور بعد انقلاب کوئیاب محمد الدولہ کوئی مہینے تک یہ معمول رہا کہ جتنے اقربا
 قریب تھے جتنے یکے صاحبہ کو پروردہ نہ تھا ہر صبح پہلے محل میں یکے صاحبہ کے سلام کو جاتے تھے
 اتفاقاً اوچھین دیون راجہ اودت نرائن بنارس بھی شہر میں آئے تھے پہلے زمانہ کوئیاب محمد الدولہ
 میں بھی آئے تھے انکی نذر دینے میں تامل کیا تھا حالانکہ انکے بزرگ مہاراجہ گیت رام دیوان
 وقت وزارت کے نذر دے چکے تھے اور اس زمانہ میں کوئیاب محمد الدولہ وزیر عظم تھے اس سے
 بادشاہ سے ملازمت ہوتی پھر گئے تھے اب ان کوئیاب عماد الدولہ کا ہوا شرفیاب ملازمت ہو
 خلعت فاخرہ پایا خلاصہ سفارش اعتماد الدولہ بموجب خواست راجہ بادشاہ نے یکے صاحبہ
 اپنی جی سے فرمایا آپ اپنے قدیم مکان حسن باغ میں تشریف رکھیے بنارس میں رہنا بکار
 اور دیوان کی سب املاک مجھے نیکیہ آپکا شاہرہ بھی ہو جائیگا یکے صاحبہ نے قبول کیا کہ اسے
 وہ انکی املاک میں صرف کثیر ہوا تھا اور زمین رعد وغیرہ سے محال بھی تھا آخر بدماغ ہو کر مع
 صاحبزادوں کو پھر کینین بعد کئی مہینے کے انتقال کیا۔
 بعد اسکے بیٹوں نے ترکہ مادی آپس میں تقسیم کر لیا اور کوئیاب شمس الدولہ نے کلکتہ میں ہجرت
 چھ لاکھ روپے کے نوٹ سرکاری خرید کر دیے تھے وہی آج تک انکی بقا و بسراوقات

یہ نواب جلد مراجعت یہاں سے کر جائیگے کچھ عجب نہیں کہ کسی مرض فرشتہ نہ لکھیں یہ سبب
 ہو کر قتل ہوئے چاہتین اور باعث انکی ہلاکت کا ہو نواب نے وہ سارے ٹکٹ ڈاکٹر کا بلکہ اپنے
 بہت نامہ صاحب سکریٹری کے پاس بھیج دیا اور یہ بھی مندرج کیا کہ اگر میرا قیام نواب کو رز
 نزل کو حصار کاکتہ میں منظور ہو تو ہم ہر دن احاطہ چند روز کی واسطے مکان لیکر یہیں انشاء
 بعد دفعہ خشتکی راہ ہم روانہ بنائیں ہو جائیگے +

خلاصہ دو گھنٹے کے عرصہ میں حسب کھلت قانون مروجہ یہ سب مرحلہ طے ہوا پس غرار
 روپیہ اس میں صرف ہوا سکریٹری صاحب نے نواب کو رز جنرل کو سمجھا دیا چنانچہ ایک بڑی کوچی
 موچی کھول کر میں پہلے کبھی ایلی پھر اس سے ستر ہزار کو مول لیا کلکتہ نواب مقام تجارت ہر شہر کا
 انتقال نواب ناظم الدولہ کو نواب حسن الدولہ و مرزا عباس اور جمعیت ہندوستان
 مئی مہینے کے بعد نواب ناظم الدولہ بڑے بیٹے نواب کے بہت صاحب حسن جال فیاض
 سے زیادہ رفیق پرور تھے بسبب اقلیت شباب جوانی و امارت عارضہ جوانی میں گرفتار تھے
 کلکتہ میں پرستان محکمہ ریون سے ہٹکار ہوتے تھے اس جہت سے مادہ فاسد و عود کیا تھا
 اور فساد و غذا مہجور بھی اکثر ہوتا تھا دفعہ درگاہ میں مبتلا ہو کر ڈاکٹر صاحب نے
 تکمید قبول کر لیا لیکن کچھ فائدہ نہوا فساد کو نامناسب جانا آخر اسی شدت مرض سے انتقال کیا
 مان باپ پر اس مگر ناگہانی سے بڑا صدمہ عظیم ہوا جہاں نظیر تیرہ قبار ہو گیا دوسری
 کوچی جو اوسے کوچی کے برابر تھی دفن کیا اسے بھی مول لیا تھا +
 اوسے سال اندر اس الدولہ بھی محل درو جگر ہو سکے مستحق ہو کر انتقال کیا اوسے کوچی
 اپنے صاحبزادے کے دفن ہوئے بیک صاحبہ کہ عجب صدمہ روحانی ہوا انھوں نے اپنی حیات میں
 اقبال الدولہ کی شادی شیو سلطان کی پوتی سے کی تھی جب صاحب سکریٹری سے لفتلہ بابت
 جال سے ہوئی جواب پایا کہ اب کچھ کم ہو کر لکھی بیک صاحبہ نے قبول کیا چنانچہ صاحب سکریٹری نے
 سمجھا یا سنا اس سبب کے باعث فقط مرزا عباس ہوئے اسن ث قیام میں لکھنا یہ پیر
 ولالہ بن کا بھلا ہو گیا +
 اتفاقاً بعد کئی مہینے کے عارضہ و نزل سے مرزا عباس بھی فرگئے سپرد خاک کلکتہ ہوئے

دوسرے دن نواب مرزا صاحب نے اقبال اللہ ولی اللہ ولی امین اللہ ولی مبارک اللہ ولی
بہادر نواب گورنر جنرل کی ملاقات کو گئے صبح ستو نواب کو شہیدان لباس نافرو و عمدہ ک
وین ناظم الدولہ کو تلوار و لاتی باقی صاحبزادوں کو لاس کچا گوشتی اور ساعت طلانی اور چائیں
باو شاہ اوسیدین رخصت کیا اور عقبات کے جانے میں فرمایا ملک عراق میں سلطنت غیر ہے
ہماری سرکار کو چند ان مداخلت نہیں اور آپ کا ارادہ وہاں جانے کا ہے ہمیں خون پی ہے
کہ باو و ہاں کوئی امر خلاف آپ کے سر نہ ہو اور جسے اوسکی حمایت نہ ہو اسے اس صورت میں
ہمارے واسطے سراسر بدنامی اور موجب جلی کا ہو گا اگر ملازمین اپنا اسباب الزامیت کہیں
کیجیں تو غالب ہو خلاف مذہب ملت کے بھی آپ کے نہو گا۔

نظام سبب تکید نواب عظمیٰ کا زحمت سفر میں یہ تھا کہ حضرت خلد مکان نے نواب محمد اللہ
کے سمجھانے سے محبت نامہ اس باب میں بھیجا تھا کہ نواب شمس الدولہ کا کلمہ جانا اور وہاں
رہنا اور عقبات جانابی اجازت و مرضی ہمارے ہو ہے یہ باعث برمی اور بی امتنانی
ہماری سلطنت اور موجب توجہ رعایا متعجب ہے اگر آپ براہ غریہ کو جلد رخصت فرمائیے
تو باعث اطمینان اور غریہ اتحاد و خلوص محبت ہو گا ہم نہیں چاہتے کہ وہ ملک غیر میں کہ
بود و باش اختیار کریں۔

نواب گورنر جنرل نے اوسکا جواب بھیجا کہ نواب شمس الدولہ آپ کو بھائی ہمارے ہماں ہو
اس جہت سے بہر حال تعارضات ظاہری ادا ملی سرکار کو منظور ہوے لیکن محض باہر خاطر
آپ کے منے اوسیدین سمجھا کر رخصت کیا۔

حضرت بیگم صاحبہ خاص محل اور مرزا عباس اس کے بھائی کو پیشہ و صلاح کار تھے بہت ناگوار
ہوا کہ ہمنے لگا روپیہ اپنا بر باد کیا نہ دین کے ہوے نہ دنیا کے اگر بعد چند روز قیام اس شہر کے
جاتے تو مضائقہ نہ تھا بہر حال اب فکر بیان کے قیام کی موافق قانون حکما لاجاپوری بی بی کا
ماجر کی ہندوستانی بیگم صاحبہ کو پاس کی تھی اوسنے اپنے صاحبے یہ ماجرا بیان کیا وہ اوسوقت
جرنیلی ڈاکٹر تمامہ کو نواب کے پاس لے آیا تاکہ تفسیر میں اور زبان نواب کی دیکھ سکے
معدنہ کی لکھکر دی کہ ہمنے احوال خراج نواب یافت کیا مذاجہری شخص میں ہے کہ

مرزا سید جیسا کہ بیٹے سے بنارس میں کی ہر مہینہ بین ہزار روپے سداوت و مومنین کو بخش
حکیم مرزا ظفر علی خان کو تقسیم کرتے تھے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک اسٹیشن پر وہ صاحب ہمارے
ریزڈنٹ سے کچھ عورت خلافت ہوئی متعدد روٹلی کلکتہ گیا کئی مہینے تک کہ انہیں بچہ اور
کشتیوں کا دیا نہ بچہ کئی دن تک بچہ میں جا کر رہے آخر خوشی غلام قادر خان ملازم تسلیم
کہو نہنت اکثر امور تنظیم میں انفعال کہ جایا کرتے تھے صاحب ریڈنٹ کیلئے نہ سمجھاؤ کہ
کے بعد بہت سے نشیب و فراز فہمائش کے سفر سے باز رکھا بہت زریاری ہوئی

روٹلی نواب سمیت کلکتہ ہجر مرزا پرت اور مشع کرپا نواب گوبند چنل کا
کئی برس تک نواب بغرم باجزم عتبات خالیات کرپا مو معالی نواب گوبند چنل سے خطاب
رخصت ہوئے آخر اجازت بہر مغفرت ہوئی بنارس سے مع صاحبزادہ اور خنیاں جیتا
ملازمین اور متوسلین کمال شان و شوکت سے ہندواری پیش بچہ کشتی روٹلی کلکتہ ہوئے
اور بآب جو فضول تھا اوسکا غلام کئی مہینے پیش سے کہو یا تھا نواب گوبند چنل نو اجدا
روٹلی بنارس سے تاہر روٹلی کلکتہ جتنا اولاد نہ معافی اس خاندان عالی شان کا تھا بنظر مراتب
کیا تھا اور جا بجا شہرین حکام کو حکم رسد رسانی و مفاہلت راہ کا پہنچایا تھا اور ہر شہر اور
چھاوونی میں گیارہ توپ سلامی کی چلکی تھی اور بیچ و شام نواب کی بھی توپ چلتی تھی مگر زیر
چند نگر فراس گوانگا لگان ہوا سا جرن اگر منع کر گیا توپ کو جب مرشد آباد میں لگان ہوا
وہاں کے بزرگان عالی مہتمنی ملاقات ہوئے تھے مگر نذرندو سنگا نواب نے جواب دیا جان
نواب مبارک الدولہ نے نواب امیر الدولہ ہمارے نائب کے نائب کو نذرندی بھی کہو جہ سے
اب عذر ہے اس جہت سے ملاقات ہوئی +

جب ہو گلی میں گان ہوا اشتہارنگ صاحب ہوا سرکٹر غنیمت مع کئی متعاجبان نواب گوبند
جنرل بہادر کو استقبال کو آئے بہت عزت و احترام سے داخل کلکتہ ہوئے مناوی شہر میں
کہ نواب مہمان سرکار کہنی انگریز بہادر کو میں انکے ملازمین حکم عدالت اور احکام قوانین سے
برمی ہیں صاحب پولیس انکے سپاہیوں سے فراحت اسلحہ نہ کرے کئی کوٹھیاں کرایہ کی لین
ہو بازار میں اور زمین اور ترحو

روانگی نواب بہت بنارس

غرض جہاڑول نواب روانہ بنارس ہوئے پہلے حاضر حضور خاں علی ہوئے مذہبی خانہ
 رخصت ملا وہاں سے قبرستان آرامگاہ پہنچا تھے پڑھ کر سہارا ہوئے کثرت لشکر و ملازمین ہمراہ
 رکاب تھی پانچ گھنٹی انگریزی حفاظت راہ کو ساتھ تھی اور اس جلسے میں بھی لاکھ روپیہ
 صرف کیا تھا جب اجازت خاں علی سے ملی تھی کسواسطے اور بجائی مثل نواب جلال الدین
 مہدی علیخان حسین علیخان باخفا لکھنؤ سے نکلے ہین چنانچہ ایک دفعہ کاتب علیخان تبدیل کیا
 کر کے نکلے تھے گنگا کے گھاٹ سے بذلت پکڑ آئے تھے اور دو کروڑ روپیہ کو نقد و ہنس سے
 روانہ ہوئے تھے اوسمیں ضبلی مال راجہ مہر بھی انھیں کے پاس تھی جب اسکے واسطے عرض
 کرتے تھے جت آرامگاہ فرماتے تھے اپنے پاس پہنچے وہ یہ نہ فرمایا کہ تم لے لو جناب عالی نے اپنی
 سیر حشری اور نواب گورنر جنرل بہادر کے سمجھانے سے اس کے دعوی سے ہاتھ اٹھایا تھا اس
 سفر میں نقصان بہت ہوا بامیں کشتی بارہا بک کی مرزا محب علی داروغہ دہلی کے گومتی سے
 روانہ ہوئی تھی اگر کہ ان نے پیردوں میں تملی اشرفیوں کی بجائی روپے کے پائی تھی +
 غرض جب داخل بنارس ہوئے رئیس اور رہنمایاں شہر انکا جاہ و چشم و کچکر بہت خوش ہوئے
 کہ ایسے رئیس نامدار صاحب مقدر کے رہنے سے باعث فرمایا بادی شکر ہوگا اور فی الجملہ
 رفہ غریب شہر بھی متصور ہے لیکن نواب نے ازراہ تحقیق جتنے ملازمین خائن عام شاکر
 یعنی جو لکھنؤ کے تھے - بطرف کرنا سواہی حکیم مرزا خضر علیخان اور حاجی مرزا بہادر علی کے مجھے کہ
 ان سب کا اپنے پاس رکھتے گویا چرخوں اخبار نویس لکھنؤ ہے اور مصارف الالباب میں
 بھی جزر سی کی الامتیافت و مہمانی عاجان عالیشان آئندہ - فرمادین یا ان کی خریا بہا بہا
 بہت اپنا انتظام کیا امور سے بھی اور بجلیا امیہ بہہم بھی سرکار بناب عالمی سے اپنی تنخواہ
 کے پیچیس ہزار روپے کے طالب ہے جو جت آرامگاہ قیام بنارس میں پاتے تھے مگر
 ساڑھے ستر ہزار مہمبولی برقرار رہے +

بعد قیام کئی برس کے غلیظ آباد و شریف لگنے نواب مبارک الدین نواب جنگلی کے بیٹے
 اپنی بیٹی صاحبہ مغل صاحبہ کی شادی کی دوسری بیٹی برہانی بیگم کی شادی شہزادہ

مختصر المیہ و بطریق طرہا اگر اہ قبول کی تھی اس سبب سے نہ اسباب کہ یقین و اثنیٰ تھا کہ
 بر وقت خاص میں سند نشین وزارت ہو گا اس بہت سے تدبیر ظاہری و دنیا سازی
 موافقت عملہ رزٹریٹ سے نکلی جیسا پیشتر اسکے بیان کیا گیا اور اس طرح ناگہانی سے
 سترہ تھا اور جتنے امور ریاست تھے محول نواب کو رنجر جنرل کے آفسیر تھے در و ولت جیسا
 آنے و داخل بارہ دری ہو سکے کرنل علی صاحب نے پہلے کہ حکم دیا تھا کہ پیشتر ہمارے حکم کے
 کوئی آفر پانے چنانچہ جب سند نشین ہو چکے سب بھائیوں کو طلب کیا ان سے پہلے نذرہ لوائی
 نواب بدو مانع ہو کر دیکھ کر امین آنے فخر الدین احمد خان مرزا جعفر نے کس نے شہادت سے
 تہت مبارکباد سے نذرہ یعنی فقط ہماری عرق نری سے اور مشقت دراز سے حق پر کر
 قائم ہوا اور دل میں اپنے بہت خوش تھے کہ خلعت نیابت ہمارا منظر ہے تقدیر ہستی تھی
 کہ تمہارا خلعت آخرت موجود ہے اسی تمنا میں دنیا سے ناکام گئے +

عرض جب خبر داخلہ لاٹو بایر صاحب کا پور سے آچکی جناب عالی بڑے جلوس سواری سے
 بعد نماز جمعہ سواری ہوئے اور سکے بعد نواب شمس الدولہ کے کمال تکلف جلوس سواری سے سوار
 ہوئے جب کا پور سے مراجعت کی جناب عالی نے باب نیابت میں فرمایا کہ جسطرح حین جیا
 جنت آباد آگاہ میں صوف و متوجہ انصرام کار و بار ریاست رہتے تھے اور سید طرح اپنے عہدہ
 قدیم پر قائم رہیں مجھے بطریق طرہ منظور ہے ایسا قوت بازو شریک حق ریاست و سرانے
 زیادہ کون ہو گا اور میں بہر حال انکی پاسداری اور رعایت ملحوظ خاطر رکھوں گا نواب کو رنجر
 جنرل نے بھی اسے بہت شہن جانا تھا بلکہ دوستانہ بھی سمجھایا تھا مگر نواب کو دوسو سہ ہزار
 مضمون خیالی ایسے ذہن نشین ہوئے تھے نہ مانا عذرات بار و بیان کیے اور یہ امر بھی بغیر
 تالین کے نہ تھا مگر بوقت آخر واپس ہو کر مثل جنت آباد آگاہ قیام بنارس اپنے واسطے
 بہتر سمجھا اور قیام لکھنؤ مناسب جانا جب تسلط نام نواب معتمد الدولہ اور غفلت رئیس کی سنتو
 اپنی صحبت میں فراتے تھے اپنی غلط فہمی کو اور تاسف کرتے تھے کہ میں یہ خیانتا تھا
 ہر چند اس امید میں ہوں بھی اپنی خود رانی سے بہت کچھ صدمہ کیا دلا لون کا فائدہ ہوا
 ہندوستان اسی نفسانیت و طمع خام دنیا سے خراب ہوتا چلا آیا ہے +

منشیات سے اجتناب کلی کیا تھا۔ قتل عمر امام باڑہ نجف اشرف میں دفن ہوئے جن کے
بڑے جالوس سے اوشٹا فوج ارکان دولت غریزہ اقرار ساتھ تھے منٹ گن یعنی بعد و تبقہ
نوب انگریزی موافق دستور انگریزی ہتھیاروں سے چلتی رہی +

صاحبان رزیدنٹ ۱ کرنل جان بیلی صاحب بہادر ۲ استرچی صاحب بہادر
۳ جنرل ریپ صاحب بہادر ۴ جان منٹن صاحب بہادر ۵ مارونٹ رکش صاحب بہادر
۶ نائب وزیر انجمن نواب معتمد الدولہ ۷ پیران راجہ دیا کرشن مہاراجہ دول کرشن
۸ افتخار الدولہ میوارام جو مسلمان ہو کر روانہ کر بلائی معنی ہوئے بعد مجاورت چند سال
۹ مہ بیج الاول ششم جرمی مطابق شہ ۱۰ انتقال کیا +

۱۱ ابا کیان مستعار قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی نواب ناظر محمد آفرین علیخان +
تقسیم مالک محروسہ حضرت خلد مکان اہلکاران مجموعہ کے مالک کے متعلق مرزا حاجی
۱۲ کے متعلق محمد آفرین علیخان کو مالک متعلق نظامت منظم الدولہ کے مالک طفر الدولہ
۱۳ کپتان فتح علیخان سے مالک محمود آباد کے مالک دیہات لکھنؤ وغیرہ کے مالک +
۱۴ سیارے محمد علی پرست و سایر گنجیات و چھاپہ و عدالت و میو ترہ و جبرانہ وغیرہ +
۱۵ تعداد فوج سات ہزار سواری مع ترکسوار جالوس سواری اکتالیس پانچ تین تین گنہ و نجیب
۱۶ سواری ہر سہ توپخانہ آمدنی مالک محروسہ سبب افزائش ایک کروڑ اسی لاکھ جب جاگیر
۱۷ بیگم صاحبہ محسوب مالک محروسہ ہوئی + مدت سلطنت ۱۸ وزارت ۱۹ سال ۲۰ مینہ دن
۲۱ احوال نواب مسلمان الدولہ بہادر مرشد زادہ جنت آرا مگاہ

نواب مسلمان الدولہ مرزا احمد علیخان مرشد زادہ جنت آرا مگاہ مرتبہ دیناری و برع پور
۲۲ و صاحبیت مزاج میں بہت صحبت حکیم مرزا ناظر علیخان بتر اپنے بھائیوں سے تھے
۲۳ بسبب ستھارت گنجی انگریزی پور شاکی مثل بھائیوں کے نہیں پہنچی اور مکان قدیم حسن باغ
۲۴ بوئے ہندوستانی رہا تو گمرہ انگریزی بھی نہ بنوایا اور محبت ملکی و مالی تاحین جیات
۲۵ جنت آرا مگاہ انھیں پاس رہی اور انصرام کار و بار نیابت باجارت و تجویز نواب گوہر
۲۶ جنرل بہادر بیگم دہہ آہستہ جنت آرا مگاہ کرتے رہے کس واسطے کہ نیابت انکی نواب

مولوی خلیل الدین خان سفید کلکتہ کو بادشاہ نے چھ ہزار روپیہ سال کی جاگیرت و ان
عمایت کی تھی جب ان کا والد اولہ نائب ہوئے چند سال بعد فوت ہوئے حضرت فردوس منزل نوابین
مہتمم عالت کیا تھا شرف الدولہ کی نامہ افقت سے خانہ نشین ہوئے پھر حضرت جنت مکان نے
پانچ روپیہ دیا یہ کیا صدر امانت دی پھر اخبار مالکی ملاحظہ بر عالم کے عہد و دست میں تھیف میں
آپ نے جب عبادی سرکار ہوئی چھپت کشتی سب اسکا احوال حسن خدمت کا لکھا ان اب کو بہتر
نے بعد دریافت حقیقت حال سورہ پیہ کا پیش ماہ ام حیات اور بعد انتقال ایکشت تک برقرار
ہو گیا چنانچہ مولوی صاحب نے بعد چھ ہزار پچھتر برس کی عمر میں ۱۱ اکتوبر ۱۲۶۷ء مطابق ۱۱ ستمبر ۱۲۶۷ء
جمادی الاول ۱۲۶۷ء روز و شبہ انتقال کیا۔

انتقال حضرت شاہ زمیں

حضرت شاہ زمیں جو اب دیکر ہم نفس صاحب معرفت نسبت بخدا رکھتے تھے یہ صفاتی
نواب آصف الدولہ مرحوم کو یا اس خاندان میں ان پر ختم تھے جب تک اپنے ہوش و عقل میں
تھے لیکن از بسکہ متعل مشقت انتظام سلطنت کے نہو سکے رتق و فتق منہات سلطنت کو
کلی سمجھ کر اور بنی فاطمہ جانکر سپہ و نواب کیا تھا اور تقریباً نصف اندوختہ جمع خزانہ جنت اکرم گاہ
تعمیر موتی محل شاہ منزل نہر بزمین فرج بخش و بارہ درمی امام بارہ نجف اشرف تاشاویہ سنت
و جلوس شاہی وغیرہ میں صرف کیا سو امو آمدنی مالک محروسہ یا جقدر تھوڑا بہت آپ بھی
جمع کیا تھا یہ سب صرف ہوا نواب نے اپنی کار براری سمجھ کر بادشاہ کو غافل کر دیا تھا حالانکہ
بادشاہ کو ظاہری قوی بہت بردست تھو جوان کشیدہ قامت پانچ چار برس عرصہ میں کثرت مشروبات بحسب
ضعیف و تکمیل ہو گئے تھے اسی غفلت سے جتنی دوا و دتو قدیم و جدید دوا و دتو بادشاہ ایجا دہر امر میں
اور خوش سلیقگی اور راز اسکی کوٹھی انگریزی میں پیش تھے بد پر ہنر تھے حکیم ملازمین کیا کر س
آخر تلامی مرض اسہالی ہوئے بادشاہ بیکر مع اپنے نواسیوں کے دیکھنے کو تشریف لے گئے لیکن کوئی
بات نہ کی دو سال اپنے موٹھ پر لیلیا آخر حاصل کردہ موتی محل میں کچھلے پہرے شب شبہ
۲۶ ماہ بیغ الاول ۱۲۶۷ء روز و یوالی مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۲۶۷ء عروج پر فتوح ریاض جنت کو
گئے پیدائش ۱۸۱۷ء اس حساب ۶۶ برس سے زیادہ نہ گئے اور کئی مہینے پیشتر مشروبات

یہ نقل فرین بہر بادشاہ مہدوح نے اور عا صاحب مہدوح اقرار کرتے ہیں کہ یہ صاحب ہمارے
 و شیعہ فرسین بہر و شیعہ نواب مستطاب علی القاب شرف الامار شیعہ انزل ولیم شیعہ لاہور
 گورنر جنرل بہادر اجلاس کا نسل میں حاصل کر کے جو الہ شاہ اوردہ کرینگے اور شیعہ و شیعہ

مہری اپنا پھیر لینگے و عہد شہر لایہ ماسے انگریزی

درامہ خادمان امام باڑہ بخت اشرف بموجب تفصیل علیحدہ ہامویدہ راجہ الہادیہ
 مشاہیر و بیساطت ادب شمس کے جسے تولیت امام باڑہ مذکور حضور بادشاہ فوجی و نقیب
 کرینگے و یا جائیگا اور تغیر و تبدل اسامی عملہ مذکور بموجب کہنے صاحب تولیت کو منظور ہوگا
 نواب عفت نواب مبارک محل صاحبہ عہد ہمارا ہمارے حیات تک درامہ مذکور شاہ
 عفت نواب کو پہونچے گا اور بعد کیو اسطے ہر شخص و ہر ہر ایک کو اسطے جو وصیت کرینگے
 بعد ایک ثلث شاہرہ تک قبول کیا جائیگا اور وراثت بالقی مشاہرہ و یا نسبت کی مقدار
 وصیت ایک ثلث سے زیادہ و وراثت ثلث رہیں یا وصیت کمزیر اور سب ہر باقی رہو
 نصف بخت اشرف اور نصف کر لایہ علی مجتہد اور مجا وستان کو ابداً موہا پونچا جائیگا
 کہ اب سکا فدا سے عائد حال فرخندہ مال جناب بادشاہ ہو۔

سلطان مریم بیگم بموجب عہد نامہ نوبل مشاہرہ نواب مبارک محل صاحبہ کا اور شاہرہ
 سلطان مریم بیگم صاحبہ کا بھی حیات تک پہونچا کر گیا اور بعد کے واسطے اسی
 طریق سے عمل میں آئیگا۔

ممتاز محل صاحبہ سرفراز محل صاحبہ شیح صدر ملازمان اور اسانی سرفراز محل بموجب تفصیل
 علیحدہ فسلما بعد نسل یا جائیگا اور شاہرہ فوقی لاوارث شامل مذکور بخت اشرف اور
 کر لایہ علی کیا جائیگا۔

نواب معتد الدولہ بہادر یہ مشاہرہ ہمیشہ نواب موصوف کو سدا بعد نسل جاری رہیگا اور
 مابعد کیو اسطے جو نواب موصوف بیٹے اور بیٹیوں اور جو وراثت اور اپنے مقبول کیو اسطے
 وصیت کرینگے بموجب سہم بموجب وصیت کے فسلما بعد نسل یا جائیگا اور اگر انھیں نا اہل
 وصیت ہو مشاہرہ وراثت شرعی کو ان کے حسب تقسیم میراث بموجب مذکور بنا فسلما بعد

سپر دیکھا ہے اپنے ہاتھ سے جناب بادشاہ والا جاہ مظالم الیہ نے معرفت مارٹونٹ کرشن صاحب
 بہادر جانشین دربار علی جناب جتہم الیہ نے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی طرف سے جو جیسے اس
 اختیار کے جو جانب سنی ابواب ذراک مستطاب علی القاب بہ نویمان غلیظہم الشان شیر خاں
 حنفو رفیق معمر بادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان اشرف الامراؤ لیم پڑ لارڈ اوہرٹ کیونر
 جنرل بہادر ناظم اعظم ممالک متروکہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعاقدہ کاشور ہند سے صاحب
 سفر علی کیلئے اجلاس کو نسل امین غرض سے یہ سب تو شوق پایا گیا۔

در فوجہ اول جناب بادشاہ نے مبلغ ایک کروڑ روپیہ بطریق قرض نوید سرکار شہکتہ ۱۶
 کمپنی انگریز بہادر کو دیاسے نفع او سکاپانچ لاکھ روپیہ سالانہ بقا ہے تاریخ غرہ محرم ۱۲۸۰
 ۱۶ اگست ۱۸۶۳ء سے اشخاص و قوتہ الذیل کو برہیل مازواری دیا جائیگا اور اگر
 سرکار کمپنی انگریز بہادر میں شرح منافع فیصد پانچ روپیہ سے کم آیا وہ ہو جائیگا منافع اس پانچ
 صد سالانہ پانچ روپیہ سے کم ہویش نہوگا۔

در فوجہ دوم یہ روپیہ واسطے ہمیشہ کے قرض جو کسی صورت سے والیان سلطنت اودھ
 اختیار استرا و مبلغ بیکو نہیں رکھتے اور نہ کسی طرح کی دخلت اس منافع میں کیجئے۔
 در فوجہ سوم سرکار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمے لیا ہے کہ نہ منافع غریب کا دربار
 اشخاص مسئلہ رائے تین کو بعنوان مفصلہ ذیل ابد آمود بآئندہ بکسل چہان رہیں وہ ان کے
 مسئلہ مزید سے یہ کم و کاست ملا کر لیا گیا۔

در فوجہ چہارم سرکار انگریز منافع ہمیشہ بکسل عزت و آبرو و می مشاہدہ داروں کے اس منافع کو
 رہا انظار اموال قبیل مکانات اور باغات بخشیدہ بادشاہ و سجادہ دام ملکہ کے یا خریدہ اور ان کو
 تمیہ کوئے دنگ ہاتھ سے حکام اور زمینداروں سے چکی اور اشخاص غریب جس شہر و یار میں ہوئے
 ان زمین و زمین مشاہرہ بھیجا جائیگا۔

در فوجہ پنجم یہ قرار دیا جناب بادشاہ اودھ نے اپنی طرف سے اور مارٹونٹ کرشن صاحب
 بہادر نے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی طرف سے لکھکر صاحب بیعت مودعون نے اس کی
 ایک نقل انگریزی و فارسی میں پیشہ بہر دستخط سے حوالہ بادشاہ مظالم الیہ کی اور مطابق اس کے

پچھلے خزانہ شاہی ہوا۔
اسی پر چائے و شیعہ ہونی کہ اس کا بنیاد پچھلے چھوٹے ملک اور وفاق اسی شیخ کے ملک
تغیر ہو گیا اور پھر منصفہ انسلا بعد نسل بننا بعد پھر پکفالت و حمایت سرکار خارجی ہو گیا
بننا بعد پچھلے چھوٹے ملک چھوٹے ملک بھی موجب خدائی ہو گیا بلکہ پکفالت میں اس کے منصفہ
کو ترقی دینی کہی اور بعد ازاں عدالتیں بنیں اور پھر عدالتیں بنیں اور پھر عدالتیں بنیں
لیکن جو بنی نہیں بنیں ان خاص سے وہ بنیں و شیعہ بعد وفات حاجات ملتا علی ہوا علیہ السلام
جو تارین اور تارین بنے اشرف بن کر باقی علی و تارین اور تارین بنے اشرف بن کر باقی علی و تارین
پہلے کہ علما و عوام کے اختیار ہے کہ اگر مثل شیعہ حضرت فرید علی بن ابی طالب علیہ السلام
ارہے بہتر مقام یا اس پچھلے کے کہ تارین بنے اشرف بن کر باقی علی و تارین بنے اشرف بن کر باقی علی و تارین
میرزا از مرخصہ باد

10/11/20

نواب بهادر علی خان صاحب دارالعلوم
نواب سید محمد علی خان صاحب دارالعلوم
نواب سید محمد علی خان صاحب دارالعلوم
نواب سید محمد علی خان صاحب دارالعلوم

10

یہ پیشقہ عہد اور زمانہ کیا ہیں سرکار غلامت خانہ ظلیجانی ابو الفخر عمر الدین شاہ فر
نزاری الدین حید بادشاہ اور دھاور سرکار دیوانہ گریزی بہادر دہلوی ملک دہلی اور
اوس سب خانہ کے جو جناب بادشاہ فیجاہ محمد حسن بطریق قوت علی سرکار کبیری انگریز بہادر

کہ یہ شاہ او دہ کی واسطے خرید فرمائش کو آئے ہیں خلعت پہنچا کر چو خاٹہ بادشاہ ملا کر یہ
ایسے عیبی تھے کہ وہاں تماشا بینی و شراب خواری میں سب بھول گئے اشراف علمائیان جو وزیر غلام
مرزا جگمگ شاہزادہ کو لکھواتا تھا ستار خوب بجاتا تھا وہ انکا مقرب خاص تھا غرض کئی میٹھ
رہ کر انکا کام پھر آئے۔

بعد اسکے ادب کی یاد دہی اقبال سے صاحبان صدر نے بہت مقاب سرکار میں ایسی خاطر
سفارت سفیر شاہی قبول کی جس سے مرزا اتحاد و ولایت ظاہر ہوا چنانچہ خلعت صدر سے اسکا
احوال معلوم ہوا اسکا قصہ تحریرات کا بہت طول ہو مختصر یہ ہے کہ جنت آرا نگاہ جانتے تھے
کہ منشی مرزا جعفر سبکی بجائی منشی مرزا باقر رزیدتی کو بہشتہ سفارت روانہ کلکتہ کرن لیکن
یہ سب امور رستی ریاست محول تشریف آوری قواب گورنر جنرل تھی اس جہت سے مائل کیا گیا تھا
فی الحقیقتہ سفیر کے بننے سے مطلب براری مقدمات سرکار کی مہمکت مقصور تھی اسکو ہندوئی
سرکار کی جبری کرنے سے اور عدم معتد سے بہت سی خرابیاں ہوئیں خلاصہ فی محمد تحلیل
خان جو پیشتر سے ملازم سرکار تھے ہوا وقت ادب معتد الدولہ بلکہ ان کے دوست وغیر خواہ تھے اور
مقبول سرکار انگریزی میں ہزار روپیہ دیکر روانہ کلکتہ فرمایا جب صاحبان صدر سے بخوبی
راہ و رسم ہو خلعت سفارت سے سرفراز کیا کلکتہ میں جھاکر دارالکلی ہندوستانی بروہوں کی
راہ سے منگو کر دی اور پاس خاطر بادشاہ قبل از بھیجنے خط سفارت کے خلعت دیا اور یہی
تحریر کیا کہ ہمنے محض نظر بحسن لیاقت اور عزت خاندانی کے منظر خط کے ترسے خلعت دیدیاد
سفیر شاہی کے واسطے تین سو روپیہ کرایا بت کوٹھی کے گورنٹ سے مقرر ہوا اور پانچ سو
ماہوار ہی سرکار شاہی سے اور ہر وقت ضرور کار جب قدر چاہیں ساہ جی کی کوٹھی سے
اجازت تھی اور خدین نے بہت سے کام سرکارین کے اپنی خیر خواہی سے کیے ازاں بعد جب
اٹرائی پکی کی دپیش ہوئی گورنٹ کو ضرورت روپوں کی ہوئی بادشاہ سے عرض حال کر کے
ایک کروڑ روپیہ بطریق قرن منوبہ دلوایا رزیدتی سے روپیہ کشیتین پر بار ہو کر کلکتہ گیا
صاحبان خالیشان رزیدتی میں اس کے جمع مبلغ خلیفہ کے دیکھنے کو آئے تھے دس لاکھ
بحساب دیکھتین ملے ہو یکم صاحبہ کا زکو فیہ پائیس لاکھ گورنٹ میں جمع تھا

اور امرا کو کشتیان لباس سراو کر دین اور فی خیمہ پر جو کہ تختہ دار پر جو ایک میسر کو کہا آج
 پندرہ ہزار روپیہ کا صرف ہوا اور مصاعہ وغیرہ کا انبار تھا مثل انبار لکڑی کے جن میں بیسیوں
 ملازمین محل کے ہاتھ سے فقط ارباب نشاۃ کو جو روپیہ تمہ پر ابجا ہوا تھا باقیہ کا لڑو کو دیکھتے
 اور روپوشی تھا کھڑ بند ہی اور تکلف تقار خانہ اور امرا کے روپوشی قابل تماشا تھی بیس کو برائی ستا
 سب لباس سرخ پہنے ہوئے تھے راہ میں چو کہ میں فقراء مساکین کو سوا سو روپے کے میر روشن
 وغیرہ بھی روپیہ دو دیوں طریق بھگتے تھے۔

اب ایک امر جو دولت کا یہ ہے کہ روز برات شاہی آغا علی خان نواب روشن الدولہ نے
 شربت پلائی حربہ ستور کی جب نوبت شربت نواب تک آئی نواب نے اپنی حبیبہ اشرفیہ
 کھائیں نواب روشن الدولہ نے عرض کی کہ ہم شربت پلائی میں امتحان جو دولت
 وزیر اعظم کرتے ہیں نواب کو فرمایا ہے سو لاکھ روپہ جو تختاری نظامت میں باقی ہیں
 اس شربت پلائی میں ویسے نواب روشن الدولہ آداب بجالائے جب شاہ نور الدولہ سے
 پرچہ اخبار نوبت پہنچا عرض کی حضور روشن الدولہ نے اسی پر قناعت کی اگر کچھ پائل کرتے
 بین زر تحصیل دیکھ سال کا بھی دیکھتا بس تب شیر وقت اس زمانہ کو دیکھتے کہ جب وزیر اعظم
 نے عرض کی اس قدر غلام نے حضور کی بدولت لاکھ کھائے ہیں حاضر ہیں فرمایا ایک لاکھ
 اس میں سے اپنی تعمیر عمارت کو لے لے باقی دخل خزانہ کرود

سن ۱۱۸۰ ہجری میں سے تقرر سفیر شاہی کلکتہ میں اور وقتہ صاحب محل

نواب نے اپنی بہت میں جو تہذیبی یاوری اہل سہین بڑی ہر چند بعض مقربان حاصل اپنی حسرتانی
 اور دور اندیشی پر نازان تھے لیکن نواب کو ملکہ اسخہ ہو گیا تھا اور خوش نیتی سے اودھی
 زر تحصیل عمالک محروسہ کسی وزیر اعظم کے عہد دولت میں نہ آیا تھا فی الحقیقت یہ امر تعجب
 بہ نسبت حاکم ہوتا ہے انہی بچاؤ افضل حسین خان عہدہ سفارت کلکتہ سے موقوف ہو گیا
 چنانچہ نواب نے پہلے دیوان ولی بیگ کو ہزار روپہ دیا ہے پر مقرر کر کے بجائے خرید واریا
 کلکتہ بھیجا اور وہ ہزار روپہ ڈالی میوہ تر و خشک کے دینے مقرر کیے کہ صاحبان خاص بھیجا کر
 انہوں نے بوقت عہدہ سرکار ایک مرتبہ دربار معینہ نواب کو زر خیرل میں ملازمت بھی حاصل کی

بدنامی ہوگی یہ سمجھے بلکہ خفا ہوے چاہا کہ بیٹی کی نسبت چھڑالین اسی خیال میں اپنی سرانجامی سے کنوین میں گرا دیا نواب وکی بازید کو گئے نواب صمصام الدولہ نے بہت سمجھا یا کچھ خیال میں نہ لائے ایک دن باخفا مع زینبی بی بی فاطمہ بیگم اور دوسری بی بی مسماۃ آبادی کو لیکر کانپور گئے وہاں سے کلکتے پہنچے بادشاہ نے انکی بیٹی کو بلوا کر نواب مبارک محل کے سپرد کیا فرمایا تم اسے اپنی بیٹی سمجھا کر بیاہ کر دو۔

مرزا شاہ میر خان نے نواب گورنر جنرل سے شکایت نسبت کی کی صاحب نے ڈیڑھ کی تحریروں سے حقیقت حال معلوم ہو چکی تھی شہنائی سنوئی مرزا شاہ میر خان اوسی اپنی وحشت مزاج سے چار ہزار روپیہ گرانے چار دیکر روانہ بن ہوئے وہاں سے بھی ناکام ہو کر مصر میں رہے بعد کئی مہینوں کے مر گئے وہیں مدفون ہوئے وہ ممتوی آبادی تھی وہیں مر گئی اوس سے ایک بیٹی کسی ترک کے ساتھ اونکے بیٹن کے پاس آئی اوسکا بھی سرکار سے وثیقہ ہو گیا۔

جب فاطمہ بیگم صاحبہ نے یہ حال دیکھا اپنے باب مرزا محمد تقی خان کو خط لکھا کہ اب انکا قصد لندن ہے میں نے بہت اطاعت کی اب خدا کی واسطے مجھے اگر لے جائیے نواب معتمد الدولہ نے بیس ہزار روپیہ خرچ کو بیڑے اور بادشاہ نے خط نواب گورنر جنرل کو لکھا نواب موصوف نے بہت خاطر کی اپنی بیٹی کے پاس لے گئے اور بخین لے گئے مرزا شاہ میر اودھ روانہ ہوئے۔

نواب مبارک محل نے حسن باغ میں بہت دھوم دھام سے شادی کی لیکن مرزا شاہ میر کے ناگوار خاطر سے جیسا چاہیے ویسی گفتگو کی خاطر سو دیا نہ گئی اگرچہ بہت کچھ صرف ہوا۔ دوسری شادی نظام الدولہ سید علی خان کی نواب وشن الدولہ کی بیٹی سے ہوئی فی الحقیقت اوس سے زیادہ تکلف تمام ہوئی کسواسطے کہ طرفین سے مقابلہ ہو، یہ بہت کا تھا آغا علی خان کی شادی میں کثرت مہمانی محلات علی و امرا کھانا بروقت نہ پونچا اور اسکا اہتمام بھی مشکل پڑا اس جہت سے نقد توبہ بندی ہوئی اقل قابل سات روپے سے ایک سو اکان روپیہ تک تقسیم ہوئے سوا کوشتی مصالحہ پان ڈلی الاچی تاکہ کے اور وقت حضرت محلات

اسی طرح کلوزد شکار کی بیٹی کی شادی کو اعظم علیخان سے لاکھ روپے دیا اور وہیں
اوسکے دینے میں کچھ تامل کیا تا مگر حکم ثانی ہے پھر فرمایا اوسکے سوا کچھ رقم بھی اپنی پاس
دواؤں بخون نے بھی دس ہزار اپنے پاس سے دیے۔

پہلی نیابت نو مینے کی مدت میں محمد خان خد شکار کے پاس چالیس ہزار روپیہ خاصگی
تھا اور اسے عرض کی ایک چکھ دار علاقہ قید ہے کہتا ہوں اگر میں قید سے نجات پاؤں
دس ہزار روپیہ دوں گا فرمایا جو تمہارے پاس ہو اسے پہلے لے لو پھر آج ہی لے لینا۔

کسٹنسی اپنی ایک دن یہ دکھائی تا مگر پر سوار میر اسد کے مکان سے گزرے اور وہ
بیادہ ساتھ تھے میر اسد کو کہا حضور یہ سنگب جی اپنی دوکان مجھے نہیں دینا دیواری میر
مکان کی کج ہوتی ہے فرمایا سنگب جی تم اپنی دوکان کی قیمت تم سے خاطر خواہ لیاؤ اور عرض
حضور تھوڑا توقف فرماتین تو میں عرض کروں یہ کہہ دو وہ دوکان سے ایک تکی مٹی ٹوٹی
کناری کی لاکر عرض کی یہ امانت حضور کی چودہ تکی پر میر سے پاس موجود ہو فرمایا ہے
اور تکی کی کو لیکر تا مگر پر رکھ لیا دوکان نذر نواب کی ایک پیسا نہ لیا اور ٹٹہ گیا۔

منشی مسعود بخشیکری مین تھے منشی ظہور الدین اپنے بیٹی کی شادی کی عرضی کی منہ پایا
تو غیر کا ستر ہزار روپیہ تمہارے پاس ہو لے لو باقی لاکھ پھر لینا۔

اسی طرح میر شیاخ حسین داروغہ دیوانخانہ کے بیٹے کی شادی میں لاکھ روپیہ دیا

شاہی امین الدولہ آغا علیخان سیدنیان نظام الملک

نواب مین الدولہ آغا علیخان بڑے بیٹے نواب کی نسبت مرزا شاہ میرنیان کی بیٹی
مسماق نواب بی بی سوکھری اور بخون نے بتلیب نامہ قبول و منظور کیا نواب نے اپنا عزیز بہادر
مقرب خاص بادشاہ کیا کئی برس تک نسبت یہی بہت سی رسومات ہندوستانی مانگی آج
اپنی علیہ جہت سے لکھنؤ روپیہ صرف کیا مرزا شاہ میرنیان کو طعنے نفسانی زیادہ ہوئی یعنی
مثل نواب و شہن الدولہ نظامت لسی چکے کی لیکر خوب گلچرے اور ایسے اور حسب قدر
تخصیص کیا چاہی کہ نواب کے واسطے سے معاف ہو جائیگا نواب نے دوستانہ چھایا کہ آپ کے
کارندے روپیہ سرکار کا رکھا جائیگا آپ سے مین مروت کرے گا نقصان سرکار میں میری

سبکو کھانا پکھلت ملتا تھا بازار کو بھی حکم ہوتا تھا جکی دوکان یا خانچہ میں جو شے ماکول
 رہ جاتی تھی خرید نواب ہو جاتی تھی ایک زمانہ یہ بھی گزرا کہ مہمان دولت شراے شاہی میں
 تین دن سے زیادہ نہیں رہنے پاتا تھا تاکہ سوار ہو جاتا تھا طعام و مہانداری با جبارہ ہوتا تھا۔
 سرنہ علی دلی کے رہنے والے اس کے بزرگ عمالینا ندان تھے مفلس پریشان حال ہو کر کھنڈ
 آئے ناموری بزرگوں کی دھری رہی نواب کی جو دوہمت سے طریقہ منہنگی اختیار کیا
 خود کہتے تھے کہ میں نے گیارہ برس کے عرصہ میں خود نواب کے ہاتھ سے جو دہ لاکھ روپے
 پایا جسے کچھ شک ہو اسکا حساب خرچ میرے پاس ہی رہا جو ان کے متوسلین سے پایا
 اسکا حساب نہیں انکا صرف عیش و نقیش و ازواج و عمارت میں کیا کچھ غراب و مہین
 بھی دیا آخر ازواج اور وں کے پاس کئی مکان قیمتی گنج میں وسعت ہو تھا مرزا عالمیجا
 والا جاوے مول لیا آخر مرگئے۔

پیشینہ عمدہ جو حضرت خلدی مکان کے عہدہ دولت میں کشمیر سے آیا پھر اس قیمت کا پایا
 سہ گزہ رومال دوشالے پانچ ہزار کی قیمت کے چنانچہ نواب نے بھی بہت سے خریدے
 ایک دن اوسین کا دوشالہ آوڑھے اصلاح ہوا اسے تھے خاص تراش بہت خوبصورت و چھوٹا
 نواب کو کہا تو کیا دیکھتا ہے عرض کی حضور کی بدولت غلام کو دوشالے نصیب ہو گئے
 ایسا ہے کہ آدمی اسے دیکھا کرے وہ دوشالہ اوسکو عنایت کیا۔
 ایک دن اس کے ساتھ کے دوشالہ کو اوڑھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے گھوڑا تیزی
 کرنے لگا دوشالہ نواب سے سنبھل سکا چھوٹے خان چاہک سوار تازم پاس تھا تھا اس سے
 پھینکے یا اس نے توشی خانہ میں سپرد کیا دوسرے دن نواب نے دوشالہ اوڑھنے کو مانگا
 خواص نے وہی دوشالہ دیا فرمایا کہ اوسیکے ساتھ کاہی عرض کی وہی کل کا چھوٹا خان سے
 ملا ہی فرمایا میں اس سے دیا تھا یا رکھنے کو دیا تھا پھر اس سے عنایت ہوا آخر زمانے میں
 ایک وزیر اعظم نے اپنے رفیق محرم راز سے کہا دوشالے پٹکے کمر کے میری ہین ایک تم لو
 دوسرا میرے واسطے رہنے دواو گئے بعد اہتمام کے تین روپے پر ضرورت پیا نواب کا
 دوشالہ بعد اہتمام کے بارہ سو روپے کو ایک مہاجن نے مول لیا فکر یہ کس بقدر قیمت آوڑھا

مشرع الدولہ بہادر کے خیال علی مسند نشینی آبائی تشریف لائے تھے نواب بہو کی صاحبہ
نواب ناظر محمد جو اپنے بیٹے ان سے صاحب کو کہلا بھیجا کہ اس وقت میری آنکھوں میں جہان تاریک
ہو رہا ہے جسے تم نامہ مستحق مسند نشین کرو صاحب بہادر نے سب حاضرین کے سامنے
آواز بلند کرنا دیا کہ جسے وہ مقرر کر گیا ہے وہی ہو گا اس وقت جناب موصوفہ فریاد نواب
سکر نواب نے اس سے فرمایا کہ وصالہ جو نواب مرحوم کے پلنگ پر رکھا ہے فرماؤ فریاد علیجان کو اڑھا
یہیں شلک سلامی توپ ہوئی ارکان دولت نے نذیرین دین فرزا کی مایوس ہو کے اپنے
گھر آئے ابھاسکے جب فرزا فریاد علیجان سے حرکات خلافت و اب ریاست ہوئی اور ارکان و
خالف و ترسان ہوئے پائے خلاعی مسند نشینی ہوئی جب سر جان شور صاحب لکھنؤ تشریف
لائے اور یہ حال سب ارکان دولت سے سنا فرمایا کہ ابطال نبوت فرزا فریاد علیجان کا ہمیں
کیونکر یقین ہو آخر نواب بہو صاحبہ اور نواب ناظر محمد شمیم علیجان سے اسکی تحقیق اور قصد
اور ہمتہ تاو جمع ارکان دولت کو کٹھی بی بی پور میں ہو چکا مسند نشینی سے خارج کیا اور حق
بحقدار ہو چکا اسکی تصریح اپنے مقام پر آئی کی خلاصہ نواب محمد الدولہ بہادر مع فرزا کیوان
بہادر داخل لکھنؤ ہوئے اور بادشاہ اسے سب حوال ملاقات عرض کیا اگلی تحسیر دفتر
شاہی میں موجود ہے +

خلاصہ جب لاٹ صاحب سے ملاقات ہوئی نواب نے ازراہ آداب اپنے ہاتھی کو بیچو
رکھا لاٹ صاحب نے ازراہ عطوفت فرمایا چارے ہاتھی کے برابر ہو فقرا و مساکین نے
ہر طرف سے هجوم کیا نواب خود دونوں طرف گشت و پیہ بھینکا شروع کیا لاٹ صاحب نے
منع کیا تا مل ہوا اتفاقاً بعد چند قدم کے دو لٹا موتیوں کا جو نواب کے گلے میں تھا ٹوٹ کر اوکو
موتی نواب کے دھن میں گرے نواب نواون موتیوں کو فقرا پر بھینکا لاٹ صاحب نے چاہا کہ
تھوڑا کھڑ جائیں تاکہ لوگ زمین سے اونکو چن لیں نواب نے عرض کی یہ موتی از خود راہ
خدا میں انکی قسمت سے گرے ہیں جانے دیجیے اس سے عرض نایش اپنی جود و بہت کی گئی
یہ بھی معمول تھا جب باغ جاتے تھے گھوڑے پر جو بلازم ساٹھ باغ تک پہونچا اوسو اشرفی
ملتی تھی موسم برسات میں اکثر حاجات محل باغ میں کئی دن تک رہتے تھے دونوں وقت

نواب وزیر مرزا بہادر



Nawab Vazeer Mirza.

مرزا کیوان جاہ پیمار



Kayvan Jah,

کسمائے کہ عنایت معفرہ و کبیرہ خاص برگزیدگان پر ختم ہوئی اور اس مائتہ و بشری اوقاف تمام
اموینیوں میں جس قدر جرات جس سے ہو سکے عنایت و جزا و نیکو نواب محمد الہ دیک کی علوب و
و شرافت سیادت و حسن لیاقت اور مروت خاص و وجود و ہمت خاص و در حیرت ملی و در زلفا پر
بہت عنایت تھی اور سخاوت حسین ہو عیب پوش ہوئی و الحسنی بمیں تہ آئی ہے۔

و رودار تو کبیر میر کمنڈر کچیت بہادر یعنی سپہ سالار فریج اور ہزار
کیوان جاہ بہادر کل مع نواب محمد الدولہ بہادر دست قبال کو جا

حسب خبر آما ملا تو کبیر میر بہادر یعنی کمنڈر کچیت ہوئے شاہ عالم پناہ نے حسن ستور بدلیہ
و دستے آتقبال کے مرزا کہ وہ ان جاہ بہادر اپنے ولیعہد کو بہت ثلث نشان ہے جیسا کہ پانچ
مع ارکان دولت اور وزیر اعظم نواب محمد الدولہ بہادر کو ان کے ساتھ کیا چنانچہ حسن ستور
جست کچیت کچیت مرزا ہوئے لایہ معاصیہ ورنے ملاقات و نحو ایسی عزت و توقیر کو
میں وایہدیکہ واسطے ہوئے پیش آئے اور ہی تقریباً ضیہ سو آج تک ولاد بہادر و موقوف
زمرہ شاہزادہ وین شاہ کی جاتی ہے چیت کمنڈر بہادر یا جبے ابر نواب گورنر جنرل بہادر و
اوکی اور ابھی مثل و شاہزادہ وین کے جو خاندان شاہی میں ہیں طلب ہوتے ہیں اور شاہ کے
جاتے ہیں اور ابھی صاحب بہادر و جی مثل شاہزادہ کو کبیرہ و جوہر پیش آئے ہیں اگر چہ ملک
یاد شاہ فیصل الدین جیکہ زمین میں مگر اس سلطنت میں امور سلطنت ہندوستان سرکار و
مرزئی اور بونہیہ کم وقت پر ختم ہو رہی ہے جسے جو قرب و منزلت سرکار شاہی سے ہوئی
اور بیلن گورنمنٹ عالیجاہ سے بھی جاری رکھا اور ایسا امر نواب حسن الدولہ بہادر کے بھی
محمد وراثت میں ہوئے کہ جب نواب نرسراجاں شور صاحب گورنر جنرل بہادر سے فرما
و بڑی پناہ میں کو اپنا بیٹا قرار دیا اور بونہیہ ارشاد و نواب کو محمد قسبحکملیت خاں قبول
ایا تھا اگر چہ شک ہوتا اور نواب کے ارشاد کو خلاف سمجھتے تو البتہ ازراہ نمائش و نہایت کر
کہ باہمی سے کاتر تکفل و عین سلاطین خاندان سرکار زمان نواب شجاع الدولہ سے رہی ہے
یہ کیا ہو سکتا ہے کہ یہ ریاست آبائی غیر محل میں ہم گیا اگر شک چنانچہ بعد آتقبال نواب
دولت الہ وایہدیکہ ولسد صاحب ڈیوٹنٹ قسریٹ لائے مرزا جنگلی صاحبزادہ نواب

کر رہے تھے ایسے حرکات ناشائستہ و نواب میرزا خان سے بھی جدا ہو کر تھے اور بخون و لہجہ
میرزا و گن پناجم مذہب مجھکا و گذار کیا تھا یہاں بھی اوسکی خیر و سری سے ارادہ فاسد کیا تھا کہ
نواب کو ہمارا کر لیں روز جمعہ ایک دن مع رفقا خود بخود راجہ اتر سلج ہو کر چلے آقا خان نواب اوس دن
نور بخش کو بھی مین تھے نواب نے یہ آمد سے انکے تیور بد و کچھ کر حلیہ معاملات مزاج سے ملاقات
کو نہ بلایا سمجھے کہ اوسی اپنی مشق تو کیوں ملے آئے ہونگے میرا ہی اپنے ارادہ فاسد و مایوس
ہو کر پھرے راہ میں شیطان نے ہوسکا کیا کہ جلتے کہاں ہو یک نشد و شد وہاں ایک نواب تھے
یہاں دولت پورہ مین افسر کے دو قسہ امین مین وہاں تک تو چاہو بہت ناموری نہ ہارو
یہ سوچ کر کتب خانہ مین آئے جہاں آغا علی خان سید علی خان دو نون صاحبزادی مولوی کا
آخون سے پڑھ رہے تھے ہر ایک کا ہاتھ لکڑ کر فرولیاں دو نون کے پیٹ پر رکھ دیں اور
رفیق دو نون دروازوں پر بند و مین لیکر کھڑے ہو گئے راہ آثر شد بندگی محل مین دفعہ
شور قیامت برپا ہو گیا شہر مین ہر طرف دھوم مچی رفیق ملازمین اقرار سلج ہو کر سو پڑے
ہر امیر نے دوسرے صاحب و منت کرنی شروع کی میا جان بھی محل سے نکل کر دروازہ مین
کرتے لگی کون سنتا تھا نواب بھی نور بخش سے بارہ دی مین آئے جنجلا کر حکم کیا انکو جمع و بند
میتوں کو توپ سے اترادو بادشاہ نے منع کیا وہ پھر تک یہ جنگا مبر پاربا آخر قیامت یہ میر صاحب
اسٹنٹ رزیدنٹ ایک کمپنی لیکر آکر اپنی حیات مین سلی گارو اپنے ساتھ لے گئے مین خیر ار پور
افغانی تھوڑا کے نواب فریجیجہ راہ مین سے خیر ار پور اپنی مشق کو دیکر بہت کی پھر چسپاوی
شدایوں سے بختا ملت بہرہ انور مری کا پور کچھ بعد ایک مہینے کے موافق ریوٹ رزیدنٹ
بحکم نواب گورنر جنرل تمہید ہو کر تلخہ الہ آباد مین ہے جب نواب گورنر جنرل کاکڑ تلخہ الہ آباد
آئے انکی بھی انٹرنائی ہوئی انھوں نے عرض کی تھار اسی معصوم دو مین برس جو قید ہے
بعد استفسار حال قید سے نجات پائی روانہ حج خانہ کعبہ ہوے جب پھر کر آئے دو نون
خاک ہندوستان ہوے

خوبی صفات نواب

مومن کو چاہیے کہ ہر شخص کے صفات جمیلہ اور فضائل ہر یاہ بغیر نفسانیت کے لکھے

میرزا ابراہیم ہوئے اس خیال سے کہ شاید کوئی صورت داد خواہی کی گئیں ہر ایک صلہ کو دیا
 نیکے کئی لاکھ کا گھر لٹ گیا ہوا آخر بعد کئی مہینے کے مایوس ہو کر فرخ آباد میں مقیم ہوئے نواب
 مظہر الدولہ بہت خلوص محبت و نیا داری سے پیش آئے اور اپنے ساتھ امیدوارت
 خاص کا رکھا اب فرخ آباد کثرت صاحبان اخراج سے بھر گیا جو لکھنؤ سے نکلا یہ جہاں پہنچا
 ایک مہینے تک کہیں انگریزی ڈیوٹی پر رہی بعد اسکے ایجازت بادشاہ برصغیر کٹر گئی
 میر فضل علی خان نے خصوصیت نواب سے ہمایہ بین دولت پورہ کے کئی لاکھ کی عمارت
 عالیشان بہت استحکام سے بنوائی تھی جس دن یہ ہنگامہ موخر برپا ہوا فوج سرکار اور عیالی
 شہر نے ملکر سارا گھر لوٹ لیا ۲ لاکھ روپہ کا نقد و جنس تھا سوائے عمارت کے اس کو بھی ابراہیم
 مسار کر دیا فقط ایک مسجد کو کچھ خدا کے ڈر سے چھوڑا اس کے واسطے برسات کے پانی کا ڈھانچا
 کر دیا کہ خود اپنے گرجا پر مگر اسی نے اپنا گھر بچایا

میان عیسیٰ کا نواب کو بیٹوں کا لکڑنا اور ان کا شہر سے نکالاجانا

میر عیسیٰ پوتے شاہ معصوم پر نادہی بریلی کے مرد سپاہی جاہل وحشی مزاج بعد خرابی و بر
 لشکر نواب امیر خان تباہ و پریشان حال جب لکھنؤ آئے معرفت فقیر محمد خان رسالدار اور
 آخون زادہ رام پور ملازمت نواب حاصل کی ہزار روپیہ درابہ مقرر ہوا دخل مرہ مصداق
 خاص جو بسبب تعیش اور فارتہ افعال شباب جوانی مساقہ میا جان کسی ملوکہ محبوبین کی
 مگر کربانی کو نوکر رکھا از بسکہ کسبیاں شہر کی صاحب پیش سے خار گھاتی ہیں اپنے خسار
 نازک پر کھٹکنے نہیں تین ازراہ کمرشہ فائز بہت سی شوخیان ازراہ بد مزاجی کرتی رہیں آخر
 میان عاشق و معشوق صحبت علان گذرنے لگی کئی مرتبہ خفا ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہی
 میر عیسیٰ نے بیکر بلایا نواب کو بھی ازراہ رفیق پروری اس سے برضا مندی بلاوا دیا چرٹ
 لوگوں نے سمجھایا کہ یہ پران اس شہر کی ہیں عمل جنات سے بری ہیں انکی پاسداری کرنا
 شتر و تعبات کی نہیں ہیں انپر ہر وقت کا سایہ تھا یہ کہ بہت تھے ایک دن وہ تنگ ہو کر نواب
 مانس محل کے محل میں اپنی جان بچانے کو چھپے ہی جب دو چار دن کا عرصہ گزرا انکی پیش
 وسی کا شعا تیز ہو کر مشتاق وصال آخری ہوا میر عیسیٰ خود کردہ اپنی عادات قدیم پر سرکشی

کو بھی سے نکلتے تھے آنہوں نے کہہ ڈے ہو کر کس بشارت سے نواب کو سلام کیا ہاتھی چل نکلا
 اسکی جھونک سے پشت زمین سر کے بھل ہوئے غش اگیا گھر میں آئے تین دن تک جھینور
 اپنے ہاتھ سے ایک سر کی بچہ کو نوچ ڈالا تھا اسی کرپ سے تمام ہوئے شیخ صاحب و نکی باز دید
 گئے تھے مرد منسل سے کہنے لگے یہ بچہ لال و لال تھا ویکھے ہمارا رکافات عمل کیا ہوتا ہو +
 دوسرا صاحب عالم کو واسطے یہ کیا کہ یہ نسبت نواب نصیر الدولہ کی بڑی صاحبزادی
 شہری تھی اسے بادشاہ کو کچھ بچا کر چڑوا دیا نواب محسن الدولہ سے شادی ٹھہرائی اور
 بیجاوی حکیم صاحب نواب مبارک محل کو اسکا اہتمام دیا دوسری نسبت نواب حسین خان کی
 بیٹی سے یعنی نواب ملکہ کشور سے اسے برہم کیا کہ یہ صاحبزادی شہری بد نصیب ہے اپنے
 مان باب کو کھا چکی ہے بادشاہ کو بھی لگے کہنے سے وہم غالب ہوا اور اکثر ایسا ہوا ہے
 کسی برہمن نے اسے کہا یہ دیوالی اس پر بھاری ہو انھوں نے بادشاہ سے عرض کی آپ پر
 بھاری ہو شہر میں ۲۲ کی ۲۲ دیوالی ہوگی اور دوسرا نواب نصیر الدولہ سے بیس ہزار روپے لیکر
 حضرت جنت مکان سے شادی کروادی دوسری محرم کو عقد کر کے لیکے پھر شادی صاحب عالم
 کی مرسلیمان شکوہ کی شہزادی سے ٹھہری یہ سب پر فوق ہوئی چنانچہ حسن باغ میں محل
 شادی تھی صبح کو بادشاہ مع صاحبان عالی شان رولق افروز ہوئے شہر پہلائی دی جب اس شادی کو
 برہمنکر کے صاحب عالم کی سالی کی شادی نواب روشن الدولہ کو بیٹو جنرل محمد حسین خان سے
 مقرر کی ہم نہ لفت صاحب عالم کیا ہر چند مرسلیمان شکوہ کو یہ تختانی کیسی طرح منظور نہ تھی مگر
 نوازش محل اور میر گلزار علی داروغہ کے سمجھانے سے صلوات و جہود معتد الدولہ سے
 کچھ پس نہ چلا +

سب بالاتر ایک اور امر ہوا کہ ایک دفعہ صاحب عالم بہادر نواب کی مویشی وانی سر
 حکیم صاحبہ سے خفا ہو کر حمان خانہ نواب ہوئے نواب شیر جنگ کے باغ میں کوٹھی بنی تھی
 اوسمیں اوترے لوازمات عیش و عشرت دھانی جیسا چاہیے بجا لائے صاحب عالم بہادر
 بہت خوش خرم ہو کر دن رات نواح ترک متنا تھا جن ارباب نشاط کے فقط مشاق رہتے تھے
 وہ سب بے منت حاضر تھیں جب نواب کو کیفیت مزاج صاحب عالم بہادر کھلی اپنی طرف بجا

کامل انقل و صاحب فنون سمجھ کر کہلا بھیجتے تھے کہ ابن کار از تو آید اور انور علی بیگ ابن نواب
محسن الدولہ کو اپنے خدمت نام تھی انکو بھیج دینا کیا نواب محسن الدولہ داروغہ فیض علی کی کٹر
شکایت نامہ مندی انعام اور شایا و خرید کی کیا کرتے تھے یہ سمجھاتے تھے کہ آپ اپنے نام سے کہہ کر
علی بہ ہو جائے نواب کی تکلیف مصارف سب جاتی رہی نواب معتادلہ و جب نواب محسن الدولہ
کو عدم التفات بیگم صاحبہ نسبت انکی بادشاہ سے عرض کرتے تھے بہت استعجاب ہوا تھا آخر انکی
نواب محسن الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھے محل میں رہنے سے تکلیف ہوتی ہے امیدوار ہوں
حضور کے زیر قدم رہا کروں یہ سکر صداقت کلام کا وہ مرکز خاطر مبارک ہوئی نواب صاحب سے فرمایا
تم بھین رکھو نواب نے نیروالی کوٹھی قریب پٹی کار دوی جاؤں سواری اور ہاراسان لو اور
خاطر خواہ درست کرو یا بیگم صاحبہ کو انکی مفارقت کا بڑا صدمہ ہو مجبور بھین و شمن کے ہاتھ سے
ایک دن نواب محسن الدولہ نے کسی سے سات روپے کے کبوتر مولیٰ لیے تھے داروغہ فیض علی
دلہائے انھوں نے دو تین دن میں اس شخص نے پھر تقاضا کیا نواب نے داروغہ سے
کہا انھوں نے جواب تلخ دیا نواب نے انھوں صاحب سے یہ احوال کہا انھوں نے کہا ہم اس وقت
آپ کو سمجھاتے ہیں کہ آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں اپنے نام سے عرض کیجیے کہ باری
تکلیف جاتی رہی یہ احوال زبانی فیض علی مرحوم لکھا جو شیخ صاحب کے بڑے دوست تھے وہاں
نواب نے کہا اس جلد و حسن خدمت میں شیخ صاحب سے سلوک کیجیے انھوں نے اپنی استغفار سے
کہا میں مرزا فقیر ہوں کچھ مجھے طمع دینا نہیں مگر فرمائی صاحب کو بجائے میرے جو مناسب سلوک
فرمائیے اس جہت سے نواب نے داروغہ نواب محسن الدولہ کیا دوسو روپے مواجب مقرر ہوا
شیخ صاحب کو سو روپے خانی نشینی میں ملے تھے دربار ظاہری جانیکا مل گیا تھا مگر
حکم احکام جب ایسے الاغل آتے تھے اسکے بجا آوری تہ دل سے کرتے تھے دربار سے انکا کربا
ایک وجہ خاص یہ تھی کہ کل میں مقرب مرزا جی تھا بنظر خلائق انکے دربار جانے سے کیا عہدوں کا
مطلب ملی تو ہر صورت سے بلکہ فی الجملہ ایک وقت سے محال ہے

اخون صاحب اس حسن خدمت اور اپنی کار سازی آتش افروزی سے شادی مرگ ہو گئے تھے
ایک دن نواب محسن الدولہ کی خواہش میں چلے جاتے تھے اتفاقاً نواب معتادلہ برزیا حسب کی

نواب غزنوی کرتے تھے غلام بھی کسی پر ظلم نہیں چاہتا یہ جواب معلوم نہیں کس نے لیا سے بیان کرتے تھے بادشاہ نے فقط ان کے اعتماد پر امور سلطنت کو محول کیا تھا اور بسبب کثرت استعمال منہیات کے غلبہ غفلت زیادہ ہو گیا تھا جب عقل اٹل ہو جائیگی انسان مجبور ہو جائیگا ضبط ہر شے کا بہتر ہو جائے اب شہر میں بھی کثرت جعل فریب و جوڑ بندی تمامی صورت نفاق حکم دہ بنے لگی اور ہر چھوٹی سرکار میں بھی یہ صورت ہونے لگی چنانچہ پہلے بنای فساد و آتش افروز بنایا بادشاہ یکم صاحبہ سے شروع ہوئی جو انکی محسنہ اور بانی مابنی طلب ہوئی یقین میر فضل علی جھین بھائی جانتے تھے عداوت برادران یہ سب پیدا ہوئی فیض الفسا مغلانی یکم صاحبہ جسے مادر مہربان کہتے تھے اوس سے دشمنی از حد ہوئی صاحب عالم مرشد زادہ آفاق مرزا نصیر الدین حیدر دربار شاہی سے محروم ہوئے جاگیر سلون یکم صاحبہ جو بہت عداوت نواب گوہر نیر جنرل رفیع خان دی گئی تھی ضبط ہوئی ساوات و بان کے جو کسی ظلم و تعدی سرکار میں اگر مستغیث ہوئے انکی شغوائی ہوئی مرزا لہو کا جوان بیٹا یعنی بھتیجا یکم صاحبہ کا فساد و محرم کر بلا میں مارا گیا اوسکا تذکرہ کچھ نہیں انواب مبارک محل کی سواری میں ٹونکا ماہی مراتب جاووس سواری کا حکم دیا دوس ہزار روپیہ دریا مہ مقرر کر دیا اکثر ملازم یکم صاحبہ و صاحب عالم کسی حیلہ فریب و جعل سے قید ہوئے مارے گئے یا شہر سے نکالے گئے تیسرا محل ولایتی محل جاگیر شارت کی مٹی کا ہوا جو تھا متنازع محل سرفراز محل و بہت سی اسامیان بہ وجہ پیش قرار سپرد محل نواب مبارک محل ولایتی محل پوٹن پس جب قدر ترقی عیش و عشرت ہوئے لگی غفلت بڑھی نواب کی بن پڑی مرزا فریدون بہت عرف مناجان جب یہ سب سرفراز محل اسامی سے اوسے بچے کا زونی مشہور کر دیا اسکا قصہ منشی عبدالاحد ریزہ نشی نے تواریخ یکم میں حکیم کنیان شکسید صاحب کے لکھا ہے

ایک اور ترازو یہ طرفہ ترمزہ کہ نواب حسین الدولہ بہادر نواسے دل و جان یکم صاحبہ تھے جب مسماہ ہوئی یکم صاحبہ نے انتقال کیا وہ نون ایمان اور ایک نفاہ کہ بہت ضحک تھے بعد ایام حکم اپنے گھر لاکر پرورش کیا بہار زادہ مہربان تھیں انکو جدا کر دیا اوسکی صورت یہ ہوئی کہ شیخ اکرم بخش ناسخ شاعر ہندی بڑے مقرب ہو گئے تھے اور اکثر مقدمات کو انکو

صفت بستہ کھڑے ہوئے تھے مجھ دوسواری سے اوترنے کے شہزادی مکان خلوت سے براہ ہوئے
 باہر تمام شاہی موافقی مہول کے چلن اوٹھی بادشاہ نے بہت سلام کی شاہزادے نے ایک
 ہاتھ اٹھا دوسرا صاحبِ بیڈنٹ، کالیس کر خیر نون لٹا ہو گئے داخل کمرہ ہو کر ذکریل پر بیٹھ کر منتظر رہے
 کرسی پر بیٹھے شاہزادی نے صاحب سے فرمایا بس ہنسنے سرکار کپڑی کی خوشی کر دی لیکن اب میں
 بہت متشککہ ہوں کہ محل میں ایک بی بی کا بسبب استعاضا حمل نہ بت بہا اکت یہ کہنی وغالب ہے
 کہ تمام ہو گئی ہو یہ فرما کر اوٹھ کھڑے ہوئے کشتیان سامنے آئیں بادشاہ نے ایک مال شالی
 اپنے ہاتھ سے اوٹھا لیا صحبت برپا ہوئی اسی اہتمام سے داخل تمام خاص ہوئے مگر
 یہ کیفیت ملاقات بولٹنی کی سب پر کھل گئی لیکن جب شادی حضرت خلد نزل سے شاہزادے کی
 میسر ہوئی تو پھر ملاقات برادرانہ بہت خصوصیت سے ہوئی زبانے مرزا حیدر شکوہ شاہزادہ
 اسیر بلی گارڈ تک +

بعد تخت نشینی کے کئی مہینے تک صاحبِ بیڈنٹ سے ملاقات معمولی نہوئی فقط وزیرِ مہتمم
 نواب معتمد الدولہ بضرورت جایا کرتے تھے اور منظور تھا کہ شل و تور دربار بادشاہ ولی طریق
 صاحبِ بیڈنٹ قائم مقام جانشین نواب گورنر جنرل بہادریہ اگر کسی ایک طرفان سے
 اسی باب میں سحر رہی آخر بعد گفت و شنید بنایہ ٹھہری کہ بر وقت جاؤں تخت فقط صاحبِ بیڈنٹ
 زیرِ تخت کرسی نشین رہینگے باقی اور صاحبان مع ملازمین انگریز اور مسیحی صاحبان جو اس وقت
 آئینکے تعیناً ازراہ آداب کھڑے رہینگے اور وقت چاہی پانی اور بڑے کمانے زمین تھہ چھوٹ
 صاحبِ بیڈنٹ فقط رہینگا اور کوئی صاحب حقہ نہ پیسے کا آئل و شرب میں بدستور رہینگے
 مصاحبان انگریز نذر بھی دینگے خلعت بھی پہننگے +

سوانح زان نواب وزیر الممالک بہادر

پیرِ عظم وزیر الممالک نواب معتمد الدولہ نے اپنے حسن تدبیر سے بعد رختہ بندی انداز
 و بیرونی تسلط ام کراز اقدس پر پورا ہر چند بادشاہ اکثر اپنے مصاحبان کے آگے نواب سے
 ابر شاو کیا کرتے تھے کہ خداوند امین ہرگز گوارا کیس کا ظلم نہیں کرتا یہ شخص بنی فاطمہ ہوا سے
 اختیار دیا ہے اگر کوئی اور خلاف عدل و انصاف سرزد کرے اسکا بشغول الزمہ یہ ہے

آیا کہ امام سے تخت نشین پادشاہت ہو سے خطا شایہ ابو الفاضل محمد الدین شاہ زمیں
 غازی الدین حیدر بادشاہ غازی مشہور ہوا کہ ورور پوپہ خزانہ از وقتہ جنت آباد گاہ سب
 طہاری تخت و سامان شایہ و سنان جلیوس میں صرف ہو سب غریزہ اتوار کان دولت آباد کار
 زیر قیامی کہ خلعت فاخرہ و پیش قیمت پانوں اب محمد الدین نے خطبات زیر اعظم پادشاہان علیا
 نے سکے شایہ گدز نا پانچ ہزار روپیہ انعام ملا سکے زویر سیم و زراہ فیصل فی واپس
 غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمیں و وزیر جلیوس صاحب ریڈنٹ پوپہ جلیوس
 لباس ہندوستانی جامہ پہنے جوڑے دار کپڑی سر پر مفرق جعفر مرتضیٰ گوشتوار سے
 جھالروا پانچ لکی ہین سوار اور مصاحبان خاص بھی لباس ہندوستانی پر نکلتے ہوئے
 غرض ایما فیو با سخت ہایون فال وزیر اعظم و ستور اعظم اوج شہرت اقبال پر طلوع ہوا
 اور خس و خاشاک اپنے دشمنوں سے دبار صاف کیا اور اپنے رفیق و رفقا و خیر خواہوں پر
 مزید لطف و عنایات از حد کی او نواب کی حیرتی وجود و دست سے تمام عہدہ زویر سیم اور پوپہ
 صدر کلکتہ بھی مال مال ہو گیا اور باطن میں نواب کی رقماری کو تخت پر آقا کہ خدیو بھی ہوئے
 بعد جلیوس ایک دن میشری باقر علیخان صاحب انکم صاحب ریڈنٹ وزیر اعلیٰان شکوہ شاہ زاد کو
 پاس گئے عین کی آپ کو حکم صاحب ریڈنٹ یہ ہے کہ نواب غازی الدین حیدر بیک صاحبان
 بادشاہ ہوئے لہذا آپ کو مناسب ہے کہ ان سے ملاقات ہر ادا کیجئے وہ جو پہلے آپ کے
 گھر آویٹھے پہلے بوقت سلام آپ سے و در گئے آپ کو کا استقبال کیجئے گا کشیدان جب ستور
 بھیجے گا یہ سنکر فرمایا بہت اچھا جب وٹنے ملاقات کرونگا آپ تلخ پیش آونگا جب یہ پیام
 صاحب ریڈنٹ نے سنا پھر اوس وقت میشری آنے غرض کی صاحبان کہتے ہیں کہ آپ کے اس
 کلام سے معلوم ہوتا ہو کہ بھی از خود آپ ملاقات نہ کیجئے وہ کل نہ آئے نہ مناسب ہو کہ آپ
 اپنے باغ سے دو تشریف لیں لہذا یہ غرض چار و چاند زبانیاتو تبار و تو بارمانہ ہزار
 شہزادے کہ اس صدارت سے ملتا و صدمہ ہوا مزا کام بخش انکے بیٹے بہت ہو شیار تھے یا کہ
 سمجھا کہ ایک عورت نکالی کہ دوسرے دن حضرت شایہ مع صاحب ریڈنٹ اور انکے
 بڑے جلی سے تشریف لائے شہزادے کے کھانوں خلوت کے آگے زویر دیا انکو ملازمین

نواب عبداللہ اور مقربان خاص اس امر اور مرضی ولی صاحبان صدر سے بموجب تحریر
سرکار یعنی مولوی محمد خلیل الدین خان واقف ہو چکے تھے مہتمن پادشاہت ہوئے کہ اگر خانبغا
بادشاہ ہوئے تو وزیر اعظم خواہ نواب ہیں اسی باب میں نواب گورنر جنرل نے صاحبان
کورٹ آف ڈائریکٹرز کو لکھا کہ جناب عالی خطاب پادشاہت کے مہتمن ہیں اور اپنا کہ
تمغائے ممالک محروسہ میں جاری کریں ایمان سے بھی حسب المطلب جواب آیا کہ سرکار
کمپنی انگریز بہادر کو یہ طریقہ مداخلت منظور نہیں اور مہتمن اپنے ملک میں اختیار ہو اور مہتمن
آگے بھی بہت پادشاہ اپنے اپنے ملک میں ہوئے ہیں کچھ مقامات تیار نہیں بعد اسکے
سرکار دو اختیار فی اپنی رنج بدنامی کی واسطے ایک شہتہ تیار کیا اگر مشہور خاندان غلام کیا
ایک دن جناب عالی نے ازراہ مشورت ظفر الدولہ کہ کیا ان فتح علی خان سے باری پادشاہت
پوچھا کہ تمہارے نزدیک یہ امر کیا ہے پہلے انھوں نے عذر کیا جبکہ صرار زیادہ فرمایا عرض کی
کہ اس خاندان کی واسطے شاہ جہان آباد میں جیسا مشہور ہو حضور خوب جانتے ہیں اور زیادہ
ہو گا فرمایا میں مہتمن صاحب فہم جانتا تھا مگر تم سو میرے او بھائی بھی ہیں اگر وہ اس سے کتر ہو
گوئیٹ سے رنجی ہو جائیں تو یہ وزارت بھی مجھ سے جاتی یہی اس جہت سے مجھے چاروں چار
قبیل کرنا پڑا اور یہ جو تم کہتے ہو ظاہر ہو میں بھی جانتا ہوں ۔

حقیقت جلو س وزیر

از روی نوشتہ لکھنؤ پنجشنبہ ۱۸ سہ اکتوبر ۱۸۱۹ء غازی پادشاہ شہرت و شہرت کہ وزیر ازراہ
خطاب پادشاہت در صورتیکہ اجازت و حکم صاحبان خالی شان و بیع مانت و دین امر
و این ارادہ ایشان محض از لون فریج و مکر و ناعاقبت اندیشی و بقدر توان خود و متاع ان
و جانشین خود کہ پاداری و قیام خواہد بود و دیگر ملک از قلم و خود و سوامی ایشان و دیگر رامت
اور نہی نبودہ باشد چنانچہ صاحبان خالی شان اجازت دادند کہ نواب زیر الممالک مالک مختار
ملک خود بہت ہر چہ خواستہ باشد کند مارا فرحت نیست ۔

خلاصہ جان منشن صاحب زیرٹریٹ بہادر لکھنؤ میں تھے ۱۸ مارچ ماہ دیکھ ۱۲۳۵ھ روز شنبہ
مطابق ۱۸ مارچ عید غدیر مذہب شاعشر یہ جناب عالی نواب وزیر الممالک اپنے وزارت

آپ کو کراہی سے سخت نفرت تھی یہاں شہادت ہوئے خطا شاہی ابو لطف مغیر الدین شاہ زین
 غازی الدین حیدر شاہ غازی مشہور ہوا کہ وہ روپیہ ٹرانڈ از وقتہ جنت آرا مگاہ سب
 طہاری تخت و سامان شاہی و سبب جلوس میں صرف ہو سب غریزہ او بارکان دولت اہلکار
 زرینہ کی کہ خلعت فاخرہ و پیش قیمت پانچ نواب محمد اکبر نے خطاب زیر اعظم پایا سب علی
 نے سکہ شاہی گدڑا پانچ ہزار روپیہ انعام ملا سکہ روپیہ وزرا و فنسلس بن و ان
 غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زین روز جلوس صاحب ریڈنٹ صاحب جلوس
 لباس ہندوستانی جامہ پہنے جوڑے دار پکڑی سر پر مغرق جعفری سب کو بتواری سے
 جھالو واپا لگی بدن سوار اور مصاحبان خاص بھی لباس ہندوستانی پہنکھنے و لٹے
 غرض یہاں فوجا سخت ہمایون خاں وزیر اعظم و ستور مغلک اوج شرف اقبال پر چلے ہوا
 او خوش و خاشاک اپنے و ہمراہوں سے دربار صاف کیا اور اپنے رفیق و رفقا و خیر خواہوں
 مزید لطف و عنایات از حد کی و نواب کی سیرت و وجود و دست سے تمام عائد زرینہ می او
 صد کلکتہ بھی ہالامال ہو گیا و رابطہ بین نواب کی رقمسار کہ نسبت انچو آقا کہ خوب سمجھ ہو
 بعد جلوس ایک دن مینشی باقر علیخان صاحب حکم صاحب ریڈنٹ وزیر سلیمان شکوہ شاہ زاد کو
 پاس لگنے عرض کی آپ کو حکم صاحب ریڈنٹ یہ ہے کہ نواب غازی الدین حیدر حکم صاحبان
 بادشاہ ہوئے لہذا آپ کو مناسب ہے کہ ان سے ملاقات ہارمان کھجے وہ خود پہلے آپ کے
 گھر آویٹے پہلے سبقت سلام آپ سے وہ کریگے آپ انکا استقبال کیجیے گا کشیدان جب ستور
 نیچے گایہ سنکر نہ پایا بہت اچھا جواب دینے ملاقات کرونگا آپ تلخ پیش آونگا جب یہ پیام
 صاحب ریڈنٹ نے سنا پھر وسیع وقت مینشی آنے عرض کی صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے اس
 کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بھی ان خود آپ ملاقات نہ کریگے وہ کل ہر گز پیشہ مناسب ہو کہ آپ
 اپنے پانچ سے دو تشریف لینا لیجیے غرض چار و ناچار روزانہ باتو نساو تو بارمانہ ہزار
 شہزادے کو اس صرار سے ملتا صد مدہ ہوا مزا کام بخش انکی بیٹے بہت ہو شیار تھے یا پکو
 سمجھا کہ ایک عورت نکالی کہ دوسرے دن حضرت شاہی مع صاحب ریڈنٹ اور ارکان دولت
 بڑے محل سے تشریف لائے شہزادے کے مکان خلوت کے آگے دو روپیہ انکو ملا زمین

راجہ بختا ورسنگہ بھی جنازے کے ساتھ حکم سرکار آئے تھے بعد دفن ابکاران مرموم کو میر خداجش اپنے ساتھ لیگئے میر خداجش کو کاشا مقید کرکے بھی کئی دن تک کچھری بانمات اور کشتی افیون کھاتے تھے فرق کیا آخر ہزار خرابی بجایت صاحب زینت قید سے نجات ملو صاحب کے دربار میں اکثر حاضر ہوتے تھے ڈالی بیوہ ترو خشاک کی ہر روز بڑی صاحب اور چھوٹے صاحب کو بھیجا کرتے تھے کئی برس تک یہ صورت رہی علمہ زینتی کو بھی ہوا فق کر لیا لیکن مثل محمد حسین علیخان انکا ویتھہ خزانہ زینتی سے داری ہوا فقط خواہ خزانہ جناب عالی سے ہوتی تھی اوسے بو ثبات سمجھ کر قبول کیا اپنا نقصان کیا اور جن صاحبوں کو پاس ویرا مات تھا کچھ ملا باقی ملا اور نہ یہ اب کی نالاش کر سکے جب اعتماد الدولہ نائب ہو کر انھیں اپنا نائب کرنا منظور تھا جس صبح کو خلعت نیابت کی امید تھی رات کو انتقال کیا میاں کے پہلو اپنی کربلا میں دفن ہو کر حکایت مرزا حاجی اپنے مقام پر آگئی۔

خلاصہ نواب معتاد الدولہ کاشا نام ہوا انکا یہ اوج شرف پر طالع ہوا ابکاران سرکار نے جسے سرنامی کی یا انھیں کیسٹر کھا اوس سے شہر ہو اور کل سفل کو گیا کانپور یا فتح آباد بھیجا گیا چنانچہ کلکتہ میں اخبار میں چھپا کہ یہ دونوں مقام رشک نیکون ہو کر اور جسے مظہرین تھے خدمات عالیہ دی حاضر حضور کھاشا نواب روشن الدولہ مصداق الدولہ مرزا جتو مرزا علیخان علی میر جان مرزا شاہ میر خان مفتی محمد خلیل الدین خان میر ابوالقاسم خان انکے سوا اسطیغی و رخنہ بندی غبار کی سبحان علیخان تاج الدین حسین خان ممبران کونسل ہوئے فقیر محمد خان منڈو خان سالدار کو سوامی رسالہ کے نظامت ملک بھی دی جب سب طرف سے مظہرین ہوئے انکے کام دور و دراز کے خیال میں پڑے امتداد الدولہ مظفر علیخان سے بوجہ عداوت قباہی ہو گئی تھی ہستام دیوانخانہ سے ہوتو ہوا کچھ نہ نشین ہوئے بلکہ ایک مٹھ کستی رنڈی کی جہت سے فقط نواب کی سرنش سے سستی بیگم صاحبہ اوی نواب شجاع الدولہ نے چند سپاہیوں کو انکا گھر گھیر لیا اور چاہتی تھیں اور اس کو اس کے گھر سے نکال لیجا میں یہ مع اپنے رفقا کو مستحق مرگ ہوئے آخر کو خدانے انکی عزت رکھی وہ خجل ہو کر چلی گئیں وار و غنہ دیو انجامہ اس امر سے عرض بیگی ہو کر اوس سے نواب مظہرین تھے وہ بھی بطور قابلیت کھاتا تھا مرزا قتل کاشا کو

سبب بادشاہت کے ہونے کا

اگر سب احوال بادشاہ ہونے کا لکھا جائے جو صاحبان صدر سے اس باب خاص میں متواتر تحریر طر فین سے ہوئی بہت طول و فضول ہو مگر مختصر حال یہ ہے کہ جب نواب گورنر جنرل لارڈ ویرا صاحب بہادر شاہجہان آباد تشریف لیکتے منظور خاطر یہ ہوا کہ جب بابر محمد اکبر شاہ میں بادشاہ مجھے کرسی غنایت و مائتین میں اس جلد و میں کچھ بادشاہ کی خدمت کروں اور دونوں بادشاہ کا ہتھم کار و بار ایک شخص کو راشاد ناموختا اوسے اور اور اشخاص نے بادشاہ کو رضامند کیا تھا مگر جب بادشاہ کی مان نے بہت طعن تشنیع کی قبول نہ کیا نواب گورنر جنرل نے کنار وریا خیمے میں دربار عام کیا جتنے امرا و صاحب جاگیر تھے حاضر ہوئے نذری نواب گورنر جنرل نے فتح آباد آئے مگر بہت ملال خاطر ہوا کہ باوجود اس ہمارے تسلط نام ہندوستان کے کہ ہم تاج بخش ہیں جسے چاہیں تخت سلطنت پر بٹھا دیں بادشاہ نے محض اپنے نخوت و کبر و خود غلط سے مانا +

الفرض نواب گورنر جنرل کو یہ فکر ہوئی کہ جو رئیس موروثی ہندوستان میں عا لیا دین اور سے اپنی قوت حکومت سے بادشاہ اوسکے ملک کا کردیتے کہ موجب عبرت بادشاہ اور یہ امر حیدر نہیں جو پور قنوج وغیرہ میں اکثر بادشاہ ملک قلیل میں گذرے ہیں پس میزان عقل میں کوئی خاندان عالیشان جسا و نسباً سوامی و زراعی او وہ کے نہ ٹھہرے یعنی انکے بزرگ ولایت ایران میں بروز شمشیر بادشاہ ہو چکے ہیں کہ اولاد شاہ بدائع ترکمان سے ہیں ہر طرح سے فوقیت ہے مگر از خود محرک ہونا بذامی ظاہری ہے چنانچہ پہلے نواب گورنر جنرل نے ازراہ کمال خلوص محبت ایک تعداد و شیر پانچو میں نشان لے لیا چھپا کہ مثل دستور جاری ولایت کے آپ بھی اس نقشے کو پسند کر کے اپنی ہر چیز پر نصب کیجیے جناب عالی نے اسے بطریق خاطر قبول کیا اور اصل تعداد خاندانی چھپا کر اوسکے ورطین کیا اور پھر اجازت فتویٰ چاہی کہ ہم اس نقشے کو چاہتے ہیں کہ اپنے شہر کے روپیہ پر بھی لکھو کہ کریں اسکا جواب باصواب یہ آیا کہ آپ کو اپنے ممالک محروسہ میں من جمیع الوجہ اختیار ہو جاری سرکار کو فیصلہ اوس میں مداخلت منظور نہیں پس یہ اولیٰ بنام بادشاہت ہو

منانے کی بہت سی تدبیریں ہوئیں مگر کچھ نہ ہوا اور زائرین خاص کو اس کی قدر و منزلت یا
نواب معتمد الدولہ کا پھر نائب ہونا محض افزین علیخان کا معطل ہو کر خانہ نشین
میر خدابخش کا و حرا جانا

نواب معتمد الدولہ معتبوب جناب عالی ایک برس کئی مہینے تک اپنے گھر میں قید رہا اس
عرصہ میں شعلہ عتاب طبع اقدس سے فی الجملہ گھٹا اور نواب سے اپنی جو دو ہمت سے خاندان نشین میں
بہت سے طریق رہائی کے نکالے ابکار دربار انکے دینے لینے سے بہت خوش تھا اور صاحبان
عرصہ کی کم ہمتی اور جبر سی سے دلشکام نیش عقب و حریف جو عناد کلی و مخالفت رکھتے تھے
آپس میں کہتے تھے کہ یہ فتنہ خواہید ہے ایک دن یہ جب خواب غفلت سے چونکے گا پھر
سنانا مشکل پڑ گیا بس اسے مار آستین سمجھنا چاہیے لہذا ہمت یہ ہے کہ اسے مع عیال مت
مبالا آباد میں بچوانا چاہیے بظاہر دیر رکھنا چھاپے اگرچہ گوشہ خاطر جناب عالی سے قریب
چنانچہ کئی مہینے تک گاڑی چھکڑے بار بار داری کے نواب کے دروازے پر رہے اور حکم
بھی متواتر قلعہ جانے کا یہ بچا اسی مدت خاندان نشین میں آغا علیخان بڑے بیٹے کا خستہ
بھی کیا درگاہ میں بڑی حوصلہ سے بھیجا مگر لطافت اچھل میں ہے اوس وقت کے ابکاران کو
کا پورہ بھیجنے کا خیال نہ آیا کہ اصل ملک سرکاری ملک غیر میں چلے جاتے یہ امر معتمد الدولہ
شخص تھا خاصہ ایک دن حکم سرکار میں علی کتبان نواب کے پاس آئے تبلیغ حکم سرکار کیا
نواب خود محل کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے حکم سرکار سن کر کہا کہ جناب عالی سے
عرض کر کہ میرا جامع عیال بھی نہ ہوگا جب تک کہ طوق و زنجیر سادات مجبور میں کیوں
اور کئی اونٹ بے کجا وہ و محل عورات پردہ نشین کیوں سٹے نہ آئیں شام تک میرا جانا
اور اگر یہ پیام نہ پہنچایا تو یہ تلوار مجھے لو میرا سر کاٹ کر لیا تو مجھے یہی بڑا خلعت ملے گا
کتبان یہ تقریر سن کر لرزہ با نام ہوا اور جناب عالی سے مشرور جا کر عرض کیا فرمایا کہ خراج
ملک کا حکم دیا ہے اوس وقت داروغہ غلام حسین کو حکم ہوا تم جاؤ اور اپنی آنکھ سے ان کا احوال
دیکھ کر مجھے بیان کرو غلام حسین نواب سے بہت موافق تھا نواب کے پاس ہو کر خوب
لون مہین لگاتیر قند کر کے عرض حال کیا بس اسی حسن خدمت سے غلام حسین کی ترقی

جہاں دنیا ہوئی اور عزت و اب سے فیض النساء مغلائی اور معلمہ بادشاہ بیگم صاحبہ کو اپنا مادر و مہر
 قرار دیا تھا بیگم صاحبہ نے جناب عالی سے کہا کہ یہ قید سواآت کیواسطے چننا ہے کچھ خوف
 اونکے جدا مجد کا نہیں ہے اور البتہ فعل گروہ تمھارا معتوب ہے نائب مرشد زادہ ہے
 منیب کا تو وہ معتوب نہیں ہے لہذا اس سے حکم ہو کہ وہ اپنے منیب پاس آکر حاضر ہو غرض
 باجائز نواب حاضر در و ولت جناب بیگم صاحبہ ہوئے مرشد زادہ سے نے خلعت و سٹالہ
 رومال ویاہر روز جانے لگے شہر میں غلغلہ ہوا وہ چھوٹی وہ چھوٹی اب نیا انہیں مقرر جناب عالی
 کو خوف ہوا اور ہوشیار ہو گئے اور یقین انکی نیابت کا ہو گیا اور اپنے اوپر آفت آنی کا
 اور بیگم صاحبہ کو سبب نواب مبارک محل کے مرزا حاجی سے صورت خلاف ہو گئی مگر کجب
 نواب کے فہم و فراست سے ہوا ہو کہ انہوں نے اپنی محنت سے حق قدرت کیا خوب کیا فاما حکم
 جناب عالی نے نواب کو رزخ لہا بہادر کو لکھا کہ میں نے چند روز کی واسطے ازراہ چشم ثانی
 نواب کو نظر بند کیا تھا اب میں اس سے بلوا کر پھر نیابت پر بحال کرتا ہوں کہ وہ میرا رفیق قدیم
 مزاج دان ہے جسے حسب مقتضی جواب آیا کہ آپ کو ان امور میں اختیار ہے مگر کئی مہینے میں
 یہ مسئلہ بھی سٹے ہوا۔

خلاصہ بعد اسکے نواب حاضر حضور ہوئے بدستور خلعت نیابت پایا محمد آفرین علیخان
 و مرزا حاجی کی مصاحبت ٹھنڈی ہوئی یہ دونوں پائے محاسبہ میں دھرے گئے رہے
 دیا کرتے بھی قید سے چھوٹے اپنے سرشت پر بحال ہوئے ان دونوں صاحبوں پر
 لاکھوں روپیہ جو بکرے کالے محمد آفرین علیخان کی ساری آفت مادہ ضعیف میر خدائش پر
 آئی اشد مصائب سے قید ہوئے میان صاحب شور صاحب کی چٹھی سے باغرت اپنے
 گھر میں ہے انکا وکیل صاحب زینٹ کے پاس حاضر ہونے لگا بعد کئی مہینے کے میان نے
 انتقال کیا کہ بلا میو خدائش کی رواق میں دفن ہوئے ضابطی سبب جانہ ہوئی اٹھ لاکھ روپے
 نقد باقی اسباب نہانہ جاگیر بدو سرا ضبط سرکار ہوئی مرزا محمد تقی خان سبیل قات قدیم باجائز
 جناب عالی پر روز خانہ نشینی میں بھی جاتے تھے اور شیع جنازہ میں ساتھ تھے تا وقت دفن
 اور جب تک نواب معتدالہ ولہ کے پاس اپنی وصعداری سے نکلے۔

شکی رہا جب مہوم صاحب حضور ڈاکٹر مگلوٹ صاحب غیرہ جنکی تنخواہ تین ہزار اور دو سو پانچ
 کم نہ تھی اور کوٹھیاں سرکاری رہنے کو اور شرف الدولہ مرزا محمد عباس برے جہانی
 نواب دشن الدولہ کے اور اردلی محمد غلامی کریم بیگ اجہ خجا و رنگہ راجہ شیوہ دین سنگہ ناوکشا
 یا اکثر یار دریا کے گاڑی یا ہاتھی پر سوار ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم بعد دو ساعت کے
 مراجعت کر کو داخل کمرہ فرج بخش ہوتے تھے کنار نہر باند انگریزی کی سلامی ہوتی تھی جب
 بیٹھ چکے تھے پہلے مینون صاحبزادے مذکور پھر جہانی نواب نصیر الدولہ کاظم علیخان
 جعفر علیخان حسین علیخان ممدی علیخان کلب علیخان وغیرہ اپنی کرسی کے پاس کھڑے ہو جاتے
 جب اشارہ ہوا کہ سلام کر کے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے صاحبان عالیشان پیش واد کے
 بعد از حاضر ہو کر سلام کر کے جانب چپ بیٹھ جاتے تھے پشت پر حقہ پیچہ ان اور دو چوہرہ
 مورچہ چھل ملتے تھے پہلو چپ میں ڈاکٹر مگلوٹ صاحب جسے فارسی میں گفتگو ہوتی تھی
 ایک گوشہ کمرہ میں ایک انگریز تائی ریٹیکٹر مشین بر فضل ہاتھ میں لے لیکر جاتا تھا
 یہ آواز بھی قابل شننے کے ہوتی تھی اور کبھی اسی گوشہ میں رجب علی فضل علی قوال
 خیال گاتے تھے اور کبھی سہڑو بانی جو دکن سے آکر پانسورہ یہ ماہواری کی ملازم ہوئی تھی
 صبح کے وقت نسیم سحر کے ساتھ اوسکا گاڑی اسی نسیم سحر آگام کہ یار کجاست، سبکدوش
 محبت ہو جاتی تھی روبرو جناب عالی ایک مینہ وسط میں رکھا جاتا تھا اور ایک جھاڑ
 جسکے ہر پالے میں سالہ دھنیا لاجی و غیرہ خوشنماں کیواسطے رکھا جاتا تھا اور اوس
 آئینہ دور میں رکھنے پینے آپس میں بات کرنے کا احوال جناب عالی سب کا ملاحظہ فرماتے تھے
 گامدستہ بوقلمون میز پر لگائے جاتے تھے اطعمہ لذیذہ ہندوستانی انگریزی ہر قسم کے
 رکھ جاتے تھے باہر بارہ درمیں باند انگریزی بچتا تھا بعد اسکے مجھنی جو باہر لال پردہ
 زین پوش پر اپنے بیٹھے تھے طلب ہوئے دو دو ایک ایک باری باری سامنے جا کر سلام
 کرتا تھا جناب عالی کبھی ہاتھ سے کبھی ہینال حقہ سے سلام لیتے تھے کبھی انتہا
 کبھی انجم الدولہ یا رای امرت لال عرض کی یا شیخ فتح علی یہ بھی عرض ملی تھے سلام کرتے
 تھے دس بجے یہ دربار برخاست ہوتا تھا جناب عالی داخل مجلس ہوتے یہ سب نصرت ہو کر

اپنے گھر آئے نواب حضرت علیخان برابر انگریزوں کے رو برو بیٹھتے تھے اور کبھی نواب قاسم علیخان
 پہلوی جناب عالی مدین بیٹھتے اور یہ دونوں صاحب باری باری کچھ ذکر اس غرض شریفی سے
 کرتے تھے کہ آدمی بے اختیار ہو جاتا تھا اور یہ دونوں کنابجری نہیں چھوئے بڑے
 اپنی اپنی آرٹنگی سے نشان سنہ سنہ ہی رو پہلی کھٹے ہوئے باجھی ہر ایک پر زردی بانٹ
 پہنے طیارہ تھے اور آرٹنگی خاص کر سے کی گئی تھا اور گورنران سابق و حال اور صاحبان
 جنکے فریم ملا و مرجع کار تھے نصیب و رچھاڑ سید الماس تیش اپنے مقام موزون پر نصیب
 ہوتے تھے خلاصہ یہ سب کیفیت دربار شاہدہ ہو چکی ہے نہ منعمون خیالی ہے کہ سب کے سب
 یہ مولف کتاب بھی قبل از روئی کتابت عالیات ۳۰ برس تک ملازم ہو کر زمرہ مجر انویسٹین
 حاضر ہوا تھا روز شنبہ صاحب زینت چھار وار پاکی پر سوار اور باقی صاحبان اپنی اپنی
 پاکی پر سوار آتے تھے جلوس ساری میں کچھ تلنگے بلور دراز نقہ اور چوہدار نقیب ہوتا ہوا
 ساتھ ہوتا تھا بڑھا و عمر و دولت پاشیان بہادر زیر کوکھی فرج بخش سواری سے اوترتے تھے
 جناب عالی لب فرش آتے تھے بغلیک ہو کر ہاتھ میں ہاتھ دیکر کرسی پر بیٹھتے تھے بڑے صاحب
 حقہ اور سب صاحبان کا حقہ پیمان ہوتا تھا اوسدن کرسی نشین خاص جاتے تھے بسبب
 عدم گنجائش کمرے کے اور چھری بھی باریاب سلام ہوتے تھے سہ شہنہ کو جناب عالی بڑے صاحب
 کی کوٹھی جاتے تھے یہی صورت ملاقات وہاں بھی ہوتی تھی بعد چائے پانی کے کمرے میں علیحدہ
 خلوت ہوتی تھی جو بالمشافہ کہنا ہوا بیان کیا جاتا تھا جب بادشاہ ہوئے فقط بڑے صاحب کا حقہ
 رہا کس واسطے کہ ہنر لہ نواب گورنر جنرل بہادر تھے اور سب کا حقہ موقوف ہوا وقت خصنت
 جناب عالی اپنے ہاتھ سے عطر میٹھتے تھے بڑے صاحب بھی اویہ صورت سے جناب عالی جب
 تشریف لیجاتے تھے سواری ہو جہ وقت مراجعت گاڑی چار سپہ جس شب بڑا کھانا
 ہوتا تھا روشنی آتش بازی بہت شگفتہ سے ہوتی تھی اوسدن گونڈ کا بار سب کو ملتا تھا
 علی قدر جب جلسہ شراب بعد کھانے کے ہوتا تھا صاحب دستور بڑے صاحب تعظیما اور کثیر
 ہر ایک کی سلامتی کی پیتے تھے بعد سلامتی بادشاہ لندن بادشاہ کی بھی سلامتی کی پی جاتی
 سب کے سامنے ایک ایک بوتل اور چھوٹا گلاس رکھا جاتا تھا +

خامن عام کو شبہ تھا اوس میں سے کچھ نہ ملا فقط دھوکا تھا جناب عالی اس قدر کو نینت سمجھا
کہ واسطے کہ سب مقدمات پیشتر اسکے طے ہو چکے تھے اور کسی سے پر خاش بھی کسی جیل سے
منظور نہ تھی ہاں اگر جنت آرا نگاہ کا زمانہ ہوتا تو غالب ہر سب کو لینے کے دینے پڑتے
میر کلومر موم کہتے تھے کہ ایک سپاہی ملازم قدیم ایک گڑھی سے مٹی کھدوئے گیا تختہ
ایک چوہ ترہ نکلا اوس میں سے کئی لاکھ روپیہ نکلا تھا اوسکو ہزار روپیہ انعام دیا اوس میں لڑ
ورما بہ مقرر کر دیا تھا۔

بعد اسکے فرزند محمد تقی خان مرزا حیدر مع اپنے صاحبزادوں کو مرزا محمد فیض خان اپنے بیٹے
اور بیٹے امرا و اقربا و جناب مرحومہ تھے دل میں سب تمنی لکھو آنے کے اور رہنے کے
سب آئے شرف ملازمت حاصل کیا ہر جمع وقت دربار چای پانی آتے تھے زمرہ کرنی نشان
نواب تاج محمد داراب علیخان نے فرزند محمد تقی خان سے بہت اور تہ دل سے غرض کیا کہ اگر آپ
سب صاحب بیان تشریف کیجئے میں سب کی غلامی میں حاضر رہوں گا اور سرکار و بیوہ بھی سب کی
اور آپ کی امر تہ نوابی بھی بیان باغرت رہیگا کیسے نہ سنا اور سنا لکھنؤ میں اگر کمو و لعب
میں بازی بیٹری بازی کہو تر بازی مینگ بازی میں مشغول ہوئے لکھنؤ یہ شرط و شرطین
صرف کیا البتہ اظہار موجب مزید آبادی لکھنؤ ہو گیا آخر انجام کو نواب محمد الدولہ کی بہت سے
جو پیش آیا سب جانتے ہیں ملک کچھ اٹ و سلون ۱۵ لاکھ کا جو جاگیر مرحومہ تھی محسوب
مالک محرومہ جناب عالی ہوا کوٹھہ وغیرہ زمین تنخواہ ضمانت خاص محل ارباب و متوسلین میں
تھی بدستور بحال ہے۔

کئی برس کے بعد داراب علیخان نے بھی انتقال کیا اُنکی جنابی تھوڑی بہت و ذیل سزا
ہوئی مگر اوصفوں نے اپنے حیات اپنے رفعا و قدیم پر اپنا ستر کہ لکھنؤ میں رہا تھا جناب
میر اکبر علی مقل شاعر کو جسکے پاس اُنکا تو سنا تھا تین لاکھ روپیہ سے دیا تھا وہ میں جناب
گھر سے باہر کا مٹلین تھے اور سب طرح ہر ایک کو دیا کوڑہ جو رہ گیا تھا سرکار میں ایک جب
داراب علیخان کا بیٹا آکر تھوڑے وقت رہا جاسے مانی آئے تھے جناب عالی اُنکے
ایک زبیر سنگھ پر خاست کر دی تھوڑے

اکبر علیخان بڑے بیٹے نواب امیر الدولہ کے اپنے بھائی حسین علیخان کے نفاق سے
 جلت محاسبہ ترکہ پوری ایک مدت سے دولخانہ میں قید تھے شرفیاب ملازمت ہو کر
 دربار میں درجہ دوم کمرسی نشینوں میں آتے تھے یعنی اول وہ مخصوص تھے جو بلا قید حاضر
 ہو کر کمرسی نشین ہوتے تھے بعد اسکے یہ درجہ دوم کے لوگ جا کر بیٹھتے تھے حسین علیخان
 بھی دربار میں آتے تھے چند روز تک اپنی فضول خرچی اور اصرار سے بیجا سے پریشان حال
 رہتے تھے باب کی املاک بارہ دری وغیرہ کی انیشین بیکار اوقات کرتے رہے تھے
 منشی علی قلی خان میر منشی اور کرنل بی صاحب کی بڑی دوا دوش سے سرکار جناب عالی سے
 دو ہزار روپیہ درماہ مقرر ہوا یا نسواو میں سے اور اولاد و ازواج امیر الدولہ کی واسطے
 پندرہ سو انکی ذات خاص کیواسطے سوانی اکبر علیخان کے مقرر ہوئے پھر سرکار سے انکے
 واسطے بھی مقرر ہوا اگرچہ گمان متروکہ پوری کا سبکو تھا اور فی الحقیقت انھیں کے
 قبضہ تصرف میں رہا مگر نہ خود صرف کیا امین تھے بطریق امانت رکھا اور پھر جناب عالی
 رکھو یا نشان نکلان کی قیمت کا تھا اہل دربار و خود جناب عالی کو بہت اعتماد اپنایا کہ
 کس باب کے بیٹے ہیں بڑے نقطہ و خود راجی صاحب فہم ہونگے اسی خیال سے سلطنت میں
 پوپچھے گئے مگر بے نصیب رہے سبکو عوام ہوا کہ یہ عامل بے عمل ہیں اور بے نصیب مگر پاپنا
 شرع وثقہ تھے وہ اپنے واسطے تھا چنانچہ عہد دولت حضرت جنت مکان میں پیش
 نواب امین الدولہ ہوئے پہلی نیابت میں انکو بعد کئی مہینے کے محاسری وزارت میں
 انتقال کیا یا تو علیخان اصغر علیخان وغیرہ انکے بیٹے تھے انہیں سے کوئی نامور نہوا اب
 سب نے انتقال کیا۔

اوقات دربار جناب عالی تادمت وزارت

کئی برس تک جب تک وزارت رہی ضبط اوقات و انتظام دربار اس صورت سے
 کہ موافق معمول جنت آرام گاہ ہر صبح جناب عالی سوار ہوتے تھے مرشد زادہ اسحاق
 مرزا نصیر الدین حیدر خان نواب محسن الدولہ نواسے نواب کن الدولہ محمد صغیر خان چھوٹے
 بھائی جناب عالی کے کہ یہ تینوں ہم سن تھے اور چار پانچ صاحبان عالیشان مصاحب

جانا اور پھر وہاں سے جیتا پھر بہت تعجب تھا انکی بی بی باو شاہ یکم صاحبہ کے محل میں جاتی تھی وہاں سے بھی بہت کچھ حاصل ہوتا تھا فاربس صاحب جو اسکول لکھنؤ میں ہوئے تھے کہتے تھے انکا عقد عیسوی میرے سلسلے گرجہ لندن میں ہوا تھا اور اس بی بی یہ معلوم تھا کہ میر صاحب مجرد ہیں بی بی نہیں رکھتے جب لکھنؤ میں آئی بعد کئی مہینے کو اوپر کھلا کہ انکی بی بی بھی ہے برخاستہ خاطر ہو کر کش صاحبہ ٹیڈنٹ کی بی بی کے ساتھ ولایت گئی وہاں اسکول کیا کتاب حوالہ رسمیات وغیرہ حالات لکھنؤ کی لکھکر و جلد سے ہو کر مشہور خاص عام ہوئی میر صاحب کو کبھی تاحین حیات سورہ پوکا پنشن ملتا رہا کئی دفعہ داروغہ ریزیڈنٹی ہوئے پھر حضرت جنت مکان کے محدودت میں سفیر شاہی بھی ہوئے آخر میں فابج سے شہر شوال شملہ ہجری مطابق ۱۲۷۱ھ انتقال کیا بی بی نے ولایت میں انتقال کیا۔

مرزا غلام حسین خان کر بلائی چالیس برس تک مقبالت عالیات میں مجسا اور رہے ہندوستانیوں کی فوری میں ہوئے انکے سکے بجائی مرزا محمد تقی خان مشہور باب نواب محل نواب مستعد الدولہ کی موت سنکر وہ لوہان بجائی مرزا کا دوسرے گئے نواب بہت عزت و پیش آئے اور چاہا کہ خدمت عالیہ پر مامور کریں مگر مرزا محمد تقی خان بقصد غرضت ہندوستان دانی پھر کر مرزا آباد چلے گئے مرزا غلام حسین خان بگئے مقرب خاص جناب عالی کو بیوی عدالت دیوانی فوجداری پر مامور ہوئے اس اجبت سے کہ مرزا آباد میں بھی عدالت نظامت نواب پر مقرر تھے نواب محمد ناصر خان جو کئی برس سے داروغہ عدالت تھے تو فوج ہو مرزا غلام حسین خان تصدیق بھی خوب چینی تھے +

مفتی محمد خلیل الدین خان ساکن قلعہ کاکوری مفتی عدالت کانپور تھے جناب عالی نے قدر شناسی سے صاحب کمال عالی خاندان ذی عزت سمجھ کر اپنا ملازم کیا تھا اور نوکری سرکار سے استعفا دلوا دیا تھا حاضر حضور رہتے تھے۔

اشرف الدولہ رمضان ٹالیاں خان کو چند روز تک خدمت دیار خانہ بدستور رہی بسفاس نواب گورنر جنرل و کرنل جلی صاحب نظامت بیواڑہ بھی اوچین میں ہی جب سیلی صاحب

روانہ ولایت ہوئے خدمت دیوانخانہ سے موقوف ہوئے اور انتظام الدولہ مظفر علیخان مامور ہوئے +

میر ابو القاسم خان بیٹے میر عدنان سپہ سالار فوج نواب سراج الدولہ ناظم جنگا لہ مصاحب و مقرب جنت آرا مرگاہ کا تقرب زیادہ ہوا کسواسطے کہ انکی طرف کو سپہ سالار کسکھو بنوا تھا بہت سے اہل ولایت مغل معرفت رمضان غلیخان ملازم ہوئے تھے اگرچہ کسکھو کا اہل اطہر میں شمس تھا بعد چند روز کے انھیں ملازم فرقہ جدید سے ایک مغل نے اپنی جو رو کو مار ڈالا اور اوسیطح دست بشمشیر در ولایت پر موقوف دربار حاضر ہوا چاہتا تھا کہ رو برو جناب عالی کو چلا جاؤں دربان نے روکا خبر ہوئی جناب عالی نے برہم ہو کر سب کو برطرف کر دیا فقط مرزا محمد خان نصیبی شاعر ساکن کہیاں شاہان بدستور ملازم رہے او انھوں نے جنت مکان کے عہد سلطنت میں انتقال کیا اپنی ولایت میں کسکھو خون کر کے آئے تھے اس جہت سے پھر نہ جاسکے یہاں ہندوستانی بی بی کی تھی اولاد بھی اوس سے ہوئی تھی +

قطع نظر اور تعیش و عیش دنیا کے جناب عالی نے تماشائی سبست کہ اسکے پیشتر اس کے اور نظام خاص سے ہوا تھا بنام تعمیر موتی محل شاہ منزل خاص کمرہ کنار دریا اور بہت سی عمارات پسندیدہ جسکی تعمیر میں لکھاروپہ صرف ہوا کہ تیمم انجن اور نہر میان کوٹھی فتح بخش اور بارہ دری اوس سے پانی نہر میں آتا تھا اور باغ میں جاتا تھا سولہ گھوڑے کی قوت اس انجن میں تھی +

انتقال بہو بیگم صاحبہ فیض آبادی

۲۵ محرم روز پنجشنبہ وقت زوال شمسی ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۲۸۵ھ نواب بہو بیگم صاحبہ فیض آبادی ماورگرا می نواب صف الدولہ بہادر نے انتقال کیا موافق انکی وصیت کے ہر امر کی تعمیل ہوئی جس طرح تبصرہ انکا بیان ہو چکا ہے جناب عالی نے جنسٹی مال منت و کہ گیدڑ سٹے فرشد زادہ آفاق مرزا نصیر الدین حیدر خان کو مع نواب روشن الدولہ اور راجہ بختا و ریشک زوانہ کیا چنانچہ ایک کروڑ روپیہ رکابی فی سہار میں صند و تچہ جواہرات رسمی جو ریغون سے بچ رہے تھے اور باقی اسباب بارنظاہری ہاتھ آیا اور جس خزانے کا

مہات ملی و مالی ہوئے مالک محروسہ کے دو ٹکڑے کیے سواری نظامت خیر آباد منتظم الدہ
حکیم مہدی علیخان حسین انکا و فل و تصرف ہو سکامگر خیر حسین بطور وکالت مرزا حاجی
پاس نہایت آبا کرتے تھے اور بخوان نے بھی اپنی حکمت عملی سے موافقت ظاہری کی تھی کہ بہت
بھکڑا صاحب نم تھے راجہ ویا کرشن دیوان تھے سبب نہ انقت نواب معتاد الدہ کہ کو اپنے
نہدے سے متوقوف ہو کر اپنے گھر میں مقید ہوئے بجائے انکے امید راہی دیوان ہوئے
ہوئی پر شاو بجا و راہی مجلس راہی بخشی مقرر ہوئے +

منشی الملوک راجہ رتن سنگھ ناظم نظامت بیسواڑہ ہوئے تھے اس صفت سے کہ داماد راجہ
ویا کرشن کو تھے مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے اوس نظامت میں منصوب ہوئے میر غلام حسین
چکدہ دار نظامت سلطان پور جب فتنہ مرگئے مرزا حسن و سرور بھائی مرزا حاجی کے وہاں منصوب
اور علاقہ سلون کا خلعت مرزا محمد بڑے بیٹے مرزا حاجی کو ملا خانی نے بہت لی یہ نظامت
انہیں غنایت فرامین ہر چند مرزا حاجی کو پہلے مال تھا کسواسطے کہ اسکا فائدہ نفع جو چاہے
بھائیوں کو ہو گا اوسے نہ میں مروت سے اونے لڑیگا اور نہ وہ از خود مجھے دینگے مگر البتہ
اوسے مداخلے میں دھرا جائیگا اور وہ رہیہ بھی مجھے گھر سے پناہ لڑیگا بلکہ اتنا مال خرچ
ہے کہ مزاج جناب عالی اس مال غنایت پر نہ ہے او دھر بھائیوں نے تنگ کیا تھا بطعن کہ اگر
اس قرب نہ شرت حضور پر ہمارے کام نہ آئیگا تو پھر کب کام آئیگا او دھر جناب عالی کے
اصرار سے مطمئن تھے خلاصہ آخر انجام کار وہی ہوا جو خود تھے تھے +

اس عرصے میں حسابا مارت جیسا چاہیے سطح کے جمع ہو گئے مرزا حسن رضا خان کے
سامون کا احتیاج مابین انکے امام باڑہ تعمیر اور جو ملی کے تھا اوسے باجارت سرکار لیکر مجلس
نالیسان موافق اپنی امارت کے بموائی بائیس ہاتھی دو سو گھوڑی بہت خوب ہو گئے اکابر
جناب عالی کی ضیافت اپنے گھر میں کی جناب عالی تشریف لائے باہر امام باڑہ کے بڑے کمرے
چاہی پانی ہوا اوس کے بعد اپنے گھر میں لیگئے سب بیہیان اور بہو قن نے نذروری خلعت پانچ
پچھلکے اپنے باغ جو قرب کر لیا تھا اوس میں ضیافت کی اوس دن جناب عالی نے کمال
سر پرستی مندی اپنے سر مبارک کی جو تازہ ایجاد فرمائی تھی غنایت فرمائی اوسے سر پرست

رکھے سرچک عام و خاص کو اپنا قرب منزلت و کھاسی ہو سے گذر گئے باغ کے واسطے
زمین وسیع جانب جنوب باجارت حضور بڑھائی نسبت، زمان سابق و چند مدت
ہو گئی اور اسے بہت آراستہ کیا کہ لوگ اس کے دیکھنے کے مشتاق رہے ہوتے تھے مگر مزاجی
نے سوا اور سان کے بچے بھی منڈیل سے پر نہ تھے تیرک سمجھا جس طرح اس کا فوہین و منڈیل
مخصوص جس دروی و نیزہ نظم ہو گئی۔

جب جناب عالی کا پیرو واسطے ملاقات نواب گورنر ہزار لارویہ میں کیا گیا جناب دارگر
تشریف فرما ہوئے تھے نواب مبارک محل صاحبہ جو بیٹی کرل عیش صاحبہ کی بہن تھیں
آئے تھے و سر محل خاص مقابل بادشاہ یکم صاحبہ کیا تھا انکا اہتمام بھی مرزا حاجی کے سپرد
فرمایا تھا پہلے خطاب رنگ محل و ہزار روپیہ کا دریاہ مقرر تھا اور بہت سی آسیان
انھیں کے ماتحت کر دی تھیں اور ازراہ و فور عشق اکثر بچہ سے یہ بیاگاری میں
جناب عالی کے ہم پہلو ہوتی تھیں +

غرض بہر حال مائتہ ستار میں و نون کن کین پارت سی بہت مہارت ہوئے تھے و غور و جرات
خاندان کا از حد بڑھا اسے چاہتے ہیں صنعت اپنی خود رانی میں انعام ہند شاہ میریہ
بزمین اسے بھی چاہتے ہیں اکثر متوسلین شیران تمام ان اہل و انوار و فوہین و عورت و عیال
بجسوی صنعت یافتی اختیار کی تھی و فرمایا ان کی ہزار لارویہ میں جمع کاروبار و فوہین و عورت و عیال
اور دھڑ کے تھے کہ واسطے کہ انجام فرزند ان کے میان نے پرکشتہ کیا تھا انھیں چاہتے
تھے تشریف کا ازراہ جہالت کمال غلو ہوا اکثر و زیادتی اپنی بڑھتی ہوئی و بہت چاہتے تھے
اور علمای وین بھی اسے اچھا سمجھے بلکہ نامناسب شریعت غرات و ہزار

میر حسن علی لندی بیٹے میر حاجی شاہ ملازم و پیش نماز صاحبہ لارویہ میں تھے کہ میر
ہو کر لندن گئے تھے بارہ برس تک ان رہے صاحبہ ان کو پڑھایا کر سیکھتے تھے و
ایک بی بی و لایتی کو اپنی بی بی کر لائے تھے جناب عالی ازراہ و شہادہ شہادت
سیاح اور صاحب کمال تازہ وارو کے رہتے تھے اسی بی بی کے ہوتے تھے و
صاحب ریڈنٹ ملازم ہوئے تین سو روپیہ دریاہ مقرر ہوا و نون کن کین لارویہ

اس عرصے میں حریف و خلافت جو منتظر ایسے وقت کے اپنی گھمات میں بیٹھتے تھے نواب کا کام تمام کیا یعنی معروضات جا بجا گوش گذار خاطر جناب عالی کرنا شروع کیا چنانچہ شہنشاہی محمد علی صاحب اخبار جو سر اسر خلافت نواب تھا متواتر پرچہ اخبار حصہ دین گزرانے جنہیں کہیں کہیں باقی نہ رہا اور بادشاہ یکم صاحبہ خاص محل نے حال مرشد زادہ آفاق جو میان راہ بد اعتنائی و عدم توجہی نواب زراہ کا حق و باعاقبت اندیشی و مقرران ملازمان خاص نواب سے سزا دہی جناب عالی سے توجہ تمام شکایت کی قصہ کوتاہ جب نواب شرفیاب ملازمت ہو و اشد عتاب سے اپنے گھر میں قید ہوئے حسن علی کی پتان کی مبینی تملکہ متعین ہو میں شہر میں دفعہ ہنگامہ مہاجر اور قرضہ خان کا کرم ہو متواتر عرایض نالش و استغاثہ و ظلم و تعدی نواب کی اور انکو متوطن حصہ دین گزرانی اور بہت سے عرائض معرفت میر خد بخش کا زندہ محمد آفرین علیخان لی گزرے اور چونکہ سر اسر خلافت نواب سے ہو گئے تھے خوب تیز و تندہیوں مرعین لگا کر بھڑکا دیا میں دستخط خاص ہو کہ اسباب نواب کا ضبط کر کے نیکلام کہ جس جس کا قرضہ ہوا اگر وہ اس قرضہ اور نیکلام میں میر خد بخش شریک ہو و محمد آفرین علیخان نے اپنی فہم و فرست سے نہیں منع کیا تھا کہ تمہیں ایسے مقدمے میں شریک ہونا چاہیے تھا مبادا پھر انکے واسطے ثروت ہو و بڑے آدمیوں کو مزاج کا کچھ اعتبار ہو چنانچہ یہی کلام میان کا دوبارہ ثروت نواب میں ظاہر ہوا بہر صورت دربار جناب عالی میں محمد آفرین علیخان اور قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی کا پھر دورہ لایا ہوا جب فخر الدین احمد خان عرف مرزا جعفر کمال حسرت و ناکامی دینا سے مر گئے جناب عالی نے مرزا حاجی کو طلب فرمایا اور خاطر مبارک میں ابھی تک کچھ اثر حقوق حسن خدمت و قدامت باقی تھا بالکل محو نہ ہو گیا تھا ازراہ رحم دلی و کمال شفقت و عطوفت سے خلعت ماتم پر سی غلیظت کیا اور فرمایا میں تمہارا باپ تو جیتا ہوں و نہالہ رومال حسب معمول ملا پھر وہی مصاجبت خاص حاصل ہوئی صبح کو چار گھڑی دن چڑھے جاتے تھے چار گھڑی رات گئے گھر آتے تھے متلاشی اور پیکار روزگار والوں نے ہر طرف سے جوہم کیا۔

چند روز تک فیما بین مرزا حاجی و محمد آفرین علیخان جیسا چاہیے صفائی نہ ہوئی بعد عہد و میثاق جیسا دستور امرا و اہل دنیا کا ہے موافقت کلی ہو گئی اور دونوں مصروف

مرزا جعفر صاحب



Mirza Jaffer Sahib

مرزا حاجی صاحب



Mirza Haji Sahib

اور جب کام اُنکا موافق ضوابط مرقوم انصدر کے جاری ہو گا امید ہے کہ جناب عالی بھی صاحب موصوف کو دوست واقعی اپنا جائینگے اور یقین کلی ہے کہ صاحب موصوف سے کبھی دو تھوڑی اور خیر اندیشی کی کوئی حرف خلاف صلاح عمل میں نہ آئیگا اور بہت اہم اور امور مشکلہ میں استصلاح اور استمداد صاحب موصوف سے فرمائینگے ۱۲ نومبر ۱۳۲۹ء مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۲۹ ہجری لکھا گیا +

معلوم ہونا ظہر کتاب کو کہ نظر آبشوب و انقلاب نامہ جو اس سلطنت میں ہوئے محض عبرت الناسکین مجسمہ عمدات و غیرہ مندرج کتاب ہوئے کہ عاقل کو ایک اشارہ کافی ہو کر نہ عم امور مملکت خویش خسروان دانند یہ بھی صح ہے +

نواب محمد الدولہ کا قید ہونا یعنی خانہ نشین ہونا پھر ترقی جاہ ناپایدار مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان وغیرہ اور سوانح شہر

نواب محمد الدولہ بہادر ۱۳۲۹ ہجری نوپنے تک موریا بت اپنے طور پر کرتے رہے اس عرصے میں جب نواب گورنر جنرل لارڈ ہیسٹنگ بہادر انتظام کلی مہات و کن و منہلاع غریب سے اطمینان کلی کمال نیکنامی سے مراجعت فرمائی فرخ آباد میں نزول اجلال فرمایا اور منظر آمد برسات ہے کسواسے کہ اون دنوں آمد و رفت کلکتہ موقوف ہسواری بچہ و پینس کشتی تھی تین مہینے کے عرصے میں رود کا پور ہوا تھا لکھنؤ پر یہ کرایہ کا صرف ہوا تھا درستی ریل نہونی تھی اوکس فوجی سے انتظام نہ کن ہوا کہ سب کچھ گزار ہو ایک کا خون تاق نہوا چنانچہ نواب میرخان جو مدت عمر تک ہندوستان کے خاک چھانستے بہر ترقی آئیں کہ جن سے نہ سوئے ۳۲ لاکھ کا ملک نونک عنایت فرمایا کہ اب ابراہم تمام بھیک لاپٹ لکھا یا کر وہ لوگوں کو اوجین اور یقیند ملک یا کریم خان پندارہ وغیرہ کو گورکھپور میں شاید ۱۱ ہزار روپے سا کی جاگیر جو بادیسہ پچھنڈاں تھا اور رعایا ملک غریب و کن کو کس شکر گزار سرکار ہو کر جناب عالی فوجی کمال خصوصیت بوجہ چند اپنا جانا مناسب جانا شدہ زاوہ آفاق مرزا نصیر الدین خان بہادر کو مع نواب محمد الدولہ بہادر اور ارکان دولت وغیرہ جلوس احتشام روانہ فرخ آباد کیا نواب گورنر جنرل بہادر نووازمہ مانگاری بمقتضی محبت کمال شفقت کی و فرمائی +

نواب صاحبون کو کونسا روپیہ وجہ مصارف سرکار میں اور کونسا روپیہ برصغیر امداد و ایتھا
اور میرے تصور میں یہ آتا ہے کہ بالفرض نقد ادا اور مقدار روپوں کی بھی جو تحقیق ہو لیکن بتاویز
جس سے امتیاز ان دونوں کا ثابت ہو سکے موجود نہ ہوگی اور در صورت صدق تصور نیازمند
ہو یا اپنے اقرار نواب صاحبوں کے کوئی دلیل امکان نہیں پس اگر جناب عالی کیسی طرح کہ
کیسی طرح کی سختی اور درستی سمجھی جناب عالی اور نواب صاحبان موصوفہ مشبہ جناب صاحب
اپنے حق میں اس سے تصور نہ کریں صرف فرو حساب سے طلب فرمائیں شاید یہی مناسب ہو
لیکن نیازمند جو اسباب میں کہتا ہے یہ موقوف صحت احتمال پر ہے یعنی موجود نہ ہو و شاید
کما سرشتہ میں اور شاید قیاس نیازمند کا اوس میں نفس الامر نہ ہو اور جناب عالی نے جو بذریعہ
صاحب نے پڑنت بہا اور ارادہ اپنا باب عدم مطالبہ مبالغ مذکورہ نواب رئیس الدولہ بہادر کے
اظہار کیا یہ بات مقتضای حال اور وقت میرے نزدیک سچا و محسن ہے پس غلط کہ جناب عالی
یہ سلوک و مروت دربارہ نواب نصیر الدولہ بہادر بھی بیشتر لازم ہو ضرورت تصور فرمائیں گے نقطہ
در باب ملاقات بنجائیوں وغیرہ اہل خانہ ان نواب وزیر الممالک بہادر کو اگر یہ رسم آئین اس
خانہ عالی شان عظمت نشان کا یہی ہے کہ کوئی شخص و زمین سے بدولت ہر رضا اور
نجویشی نواب وزیر الممالک بہادر کو نواب گورنر جنرل بہادر سے ملاقات نہ کرے نواب گورنر جنرل
بہادر بھی ہر گز محتاج اس امر سے متصور نہ کریں گے
در خصوص سب حال کھنہ ملازمان نواب مغفور بدستور بشرط حاضر باشی اور ولتخواہی کو ان کے
اس سے زیادہ بالاتر مرتبہ مستلزمات علو ہستی و الامرونی سے متصور نہیں ہے
اور در باب نقد ادا اور ان کی صنعت کے خود جناب عالی کو اختیار ہے چنانچہ نیازمند
اس خصوص میں اقرار اس بات کا کہ آگے بھی ذکر یہ چکا ہے کہ کیسی طرح کی مداخلت امور
خانہ ملازمان اور شاگرد پیشہ کی اہالی اس سرکار کے طرف سے عمل میں آئیگی اور خصوص
چوکی اور پھرے فوج انگریزی کے جو بالفعل دولتمدار اور خزانہ وغیرہ پر مامور ہے
یہ امر منہی مبارک جناب عالی پر موقوف ہے جو وقت چاہیں حکم فرمائیں کہ لوگ کس کار عالی
کے ان کی جگہ معین ہوں

انقباض خاطر بہم پہنچے اور کو جواب دی ونگا چنانچہ نیاز مند نے اس بات کا اعادہ کر کے بالفعل ضبط تحریر میں کیا ہے اور خصوصاً بھائی اور اقرباؤں جناب مدد و صبر و صبر حال و نکی سوکے اور اس حالت کے کہ جمیع کفالت و حمایت الہی اس سرکار کی ہو صورت یہ ہو کہ سوا ہی اسے صواب راہی معظم الیہ کے دخل و تصرف کسی اور کا ہوگا اس باب میں نواب گورنر جنرل بہادر ہرگز صاحب ریڈیٹ بہادر سے از روئے اپنے عہد کے کوئی حرف و حکایت نہ کریں گے بلکہ ان دونوں حال میں جو صاحب موصوف سے اپنے تخصیص لیا اور اس باب میں ہوا ہے یا آئندہ عالی تر عین خاطر سے اقام کر کے صاحب موصوف سے جو محرک سلسلہ جنابی ہون اور مراتب طاعت اور انقیاد جو میں بر وفق جنواب و توبہ عمدہ و زور و سامی اسلام پر اپنا اہل خاندان کی طرف سے استحقاق اور سزا رکھے البتہ ظہور اور سزا برادران اور اقرباؤں نواب صاحب مدوح سے نسبت بذات جناب معظم الیہ لازم و واجب ہو اور امکان نہیں کہ اتنا کہ الہی اس سرکار کے از روئے حق واجب حمایت کی کی اور نیکن سے در باب عدول حکمی نسبت اور کے عمل میں لائیں جناب عالی باوصف و عوامی و اجماع اور اختیار کم و بیش کرنے در بارہ اپنے بھائیوں کے جو کچھ ہیں کہ ان کا در بارہ کم کر دیا گیا ہر اینہ یہ بات شایان مروت اور علوتی جناب مدوح کی متصور ہے اور در باب سکوت و راہی شمس الدولہ بہادر کے مقام خراس میں جو بند و بست اور کا حسن تکمیل سے ہوا ہے موجب خوشنودی و خرسندی خاطر نیازاثر کے ہوا جو بر سبیل داعی باقیات مشاہیر سابق نواب صاحب موصوف میں وہ سوال جو عند الملاقات نیاز مند جناب مدوح سے بالمشافہہ تجویز یا یا یعنی باقیات فرمودہ خزانہ سرکار کمپنی سے بالفعل دی جاتی ہے بعد اسکے جناب عالی اور اس پر کو سرکار موصوف میں تائد فرمائیں گے اس پر باعث خوشی کا ہوگا۔

خصوص مطالبہ روپیہ میں جو نواب مغفرت مآب الداجد سے جناب عالی کے نواب شمس الدولہ نواب نصیر الدولہ کو پہنچا تھا اگر جناب عالی صلاح و انصاف اور سمجھو اب تصلاح اور کی تو مان تو نیاز مند بالراہی اپنی اس باب میں گزارش کر سکیگا لیکن ایسے امر میں اپنی طرف سے ہرگز سبقت رہنمائی مناسب نہیں جانتا کہ سوا اس کے کہ یہ مقدمہ امور خانگی سرکار جناب عالی ہے اور باوی النظر میں ظاہر ہے کہ اسکی تحقیقات کمال دشوار ہوگی کہ نواب مغفرت مآب سے

یہ لوگ مزید تقدیم و تاخیر و امانت دین اور خیر خواہی لینے میں مصروف ہو
 سو وہ یہود و عیسائی سرکار مظالم الیہ کے ملحوظ اور نصب العین ہو گئی اور ہر آئینہ الہی اس سرکار کا
 اور نصیبین تحقق توجہ و تقدیر و آسمان اور اعانت جا بجا اس کے ابدل میں ہرگز نصب کسی رعایا
 اور ملازمان سرکار نواب صاحب مدوح سے جھکا روئے و رفتار نوع دیگر ہونہو سکے گا اور
 نواب صاحب مدوح نے جو ملاقات کا پیور میں اپنا کاغذ مطالب نیاز مند کو دیکر پھر لیا اس
 دوہرے ٹیکے لیکن بعض مقدمات جو اوس میں مندرج ہیں آپ کے مافی الخیر کا دریافت کرنا موجب
 اطمینان خاطر جناب مدوح ہو گا لہذا عند الملاحظہ کاغذ مذکور بعض مراتب جو خاطر نیاز مند
 میں گذرے اور یہ کلمات جو باعث تسلی جناب مظالم الیہ تصور میں لبقل قلم نیاز سو لکھا اور
 اور امید قوی رکھتا ہو گا اس کے دریافت سے نواب صاحب مدوح کو وجہ تازہ اطمینان اور
 و جمعی کی صرف مصروفیت اس سرکار کے الہی کی جہت شام عزت و حرمت اور خیر خواہی
 مظالم الیہ و متوجہ دل نہاد ہی اس نیاز مند کی بذات خود اور زیادتی اوس محفل اور محفل فی
 ہو گئی اور نیاز مند بقلم بختی لکھتا ہے کہ شک شبہ نہیں جو امن و مینا میں عہد نامہ سرکار
 جو شرائط ازراہ حق و انصاف و عرض بیان میں آئے تھے مقصود ہے کہ اختیار و عدالت
 نواب وزیر الممالک بہادر کا درمیان ملک بمقروضہ کے استقلال سے ہو گا اور قرار و جو
 مداخلت اس سرکار کے بصلاح و مشورہ ہو نواب صاحب مدوح کو بے وہ خط صاحب نے یڈٹ بہادر
 کے ہتھ قرار پائے اور نہ ہرگز بغیر انصاف نہیں ہو تا کہ دخل و آمد سرکار و صوف کا امور
 خانگی جناب مظالم الیہ عمل میں آئیگا بس بہت دیر ہے کہ حق نوکروں اور ملازموں و سرکار کو
 جہت کہ وہ اپنی رئیس سے مخالفت اور انحراف کریں اور اپنے آقا کے مجبور کر دین امور
 سہل و ہر رسمہ میں و مہارین حیات اور اعانت صریح اس سرکار سے ظاہر ہو جاوے گا و کلام
 اس قسم کی مداخلت کبھی کسی صورت سے منظور الہی اس سرکار کے نہو گی اور نیاز مند
 قبل اسکے صاف و صریح خدمت عالی میں کہلا بھیجا تھا کہ نیاز مند بدل خواہان اسکا ہے
 کہ آپ کو عزل و نصب ملازمان شاگرد و پیشہ اپنی سرکار کا سب طرح سے اختیار ہے بلکہ نیاز مند
 کو خوشی و مسرت اسکے دریافت سے ہو گی کہ جن لوگوں کی طرف سے جناب مدوح کو کیسویہ

اپنے اطمینان کے البتہ نواب صاحب ممدوح کو سیطرح کا عذر و حیلہ مشارالیکہ
توقف و تاخیر کجاوری حکم مذکورین جائز و مسموع نہ ہو گا کوئی اور امر باقی نہ رہا
جواب مرزا رمضان علیخان نے وقت جلوس نواب صاحب ممدوح مسند ایست پر نہایت
نسبت ذات ستودہ صفات مفیض الیہ کے بلکہ اس سرکار کے بھی اوسیطرح سے کی کہ مبالغہ
اوسکی تشریح و اثبات کے درجے کا اور اوسکے استحقاق کا بذل تفضل و صایات جناب مغربی الیہ
میں ترجیح نہیں ہے موندانیا زمیند نے حال مشارالیکہ کو زمرہ اوں لوگوں میں محسوب کیا
جنھوں نے خدمت بزرگ نسبت سرکار میں کے بھی اور شہر ہم ماہ نوبر سنہ حال میں سفارش
مشارالیکہ کی عالی خیریت میں کی تھی یقین خاطر عاقل نواب صاحب ممدوح ہو گا کہ سیطرح کی
توقع خان مشارالیکہ کو جو غیر واجبی اور دور از قیاس ہوا ہالی اس سرکار کو مقصود نہ ہو گا اور استدعا
جو نیازمند نے علاوہ شفقت اور عطوفت نواب صاحب ممدوح پر عمدہ ہامی خان مشارالیکہ
بوقت مسند نشینی آپکی جیسرہ مامور تھے چاہیے اچاناکر کسی اور کو اوسکی خدمت پر مامور کیا
تو وجہ مشاہیرہ بالفعل جن خان مشارالیکہ پاتے ہیں اور بدلے اوں محال کے جو عمدہ ہامی مذکورین
پاتے تھے بحال و برقرار ہے اور نیازمند خان مشارالیکہ کو مستحق بذل انصاف و در فیاضی جناب
ممدوح کا اوس انداز سے پر جو مذکور ہوا تصور کرتا ہے چنانچہ سید اسطے در بارہ مشارالیکہ
اعتماد کلی اس بات کا متصدع اوقات جنستہ صفات ہوتا ہے کہ نیازمند سیطرح سے بصدد
و خلوص سفارش خان مشارالیکہ کرتا ہوا آپ بھی سیطرح تصور فرما کر مقرون اجابت فرمائیں گے
در باب تقرار اوں اشخاص کے جو نواب صاحب ممدوح نے واسطے تمثیت امور ستمہ اپنی
سرکار کے صاحبزادہ بلند اقبال نواب نصیر الدین حیدر خان بہادر کی طرف سے اپنی نیابت
میں معین فرمائے ہیں جناب ممدوح بذریعہ استقرار اس نقشے کے البتہ محبت سے متوجہ جو بیات
ہو تو چونکہ تو سیکدوش ہونگے اور سوال و جواب بھی جمیع مقدمات متعلقہ صلاح و دونوں
سرکاروں کے صاحبزادہ بلند اقبال بہادر سے مرتبہ سہولت اور آسانی اور سہیل صفائی
و بی حجابی عمل میں آئیگی پس جان و اشیاء ہے کہ اس نقشے سے راحت و آسائش فوات برکت
نواب صاحب ممدوح کی اور بہرہ و خیر و خوبی رونق و سرسبزی سرکار عالی زیادہ ہوگی اور جناب

مقتضیات انصاف پروری والا اہمیتی معظّم الیہ سے مقصود اور حقیقت حال نیاز مند ان الیہ
معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ مرحوم نے اراضی واسطے مصارف بعض لوگوں کے
یا خیرات و تبرات میں دی تھی اور جب نواب صاحب مرحوم نے یہ کہا تھا یقین ہو کہ اس
مرحوم کو حق خارج کرنے اراضی مذکور کا تھا بس ضبط ہونا وجہ معاش ہر وزینہ وارون کا البتہ
جائز شکایت ہے اس صورت میں واگداشت اور بحال فرمانا نواب صاحب مدوح کا
سدر متق اور ملکی معاش کیواسطے موجب کمال نیکنامی اور حق پروری جناب مدوح کا ہو گا
اور یہ امر کہ خبر گیری اور احسانت مسکینوں اور محتاجوں وغیرہ ارباب احتقاق کی منظور نظر
فیض منظر ہے باعث ثواب و رحمت اور زیادتی نام و نشان آپکا ہو گا۔

سوال جناب عموصاحب وروالہ ماجد مرحوم واسطے سیر بشکار کے جب منظور ہوتا تھا
تشریف لیجاتے تھے مخلص بھی بدستور معمول بزرگوں کے ارادہ کر گیا اطلاق لکھا گیا کہ
ہاگو اور خاطر شریف ہوا اور موافق معمول نفع سرکاری بقدر حجاج ساتھ ہو۔

جواب اس باب میں نواب صاحب مدوح کہ سب طرح سے اختیار ہے اور فوج اس
سرکاری البتہ بطور معمول آپکی ہمراہ حاضر رہی۔

سوال جب نیاز مند نے جواب مرقومہ الصدر کے جو تین خاطر تھے اوسے اطمینان
اور دیکھی نواب صاحب مدوح کی ہونی ہوگی عمل میں لایا اب تذکرہ بعض امور کا جسکا
اطمینان فی النہیہ آپکی خدمت میں منظور ہو کر ہوا ہوں خصوصاً حکیم مہدی علیخان
گمان نیاز مند میں جو ناگزیر رویہ اور زعمار اور نواب خان مشار الیہ سے کیا از روی حالات
سابق اور کیا واردات اور واقعات سے جو بالفعل ظاہر ہوئے آپ پر واضح ہیں اگرچہ
کیفیت وجوہ تو یہ بھی مد نظر صلاح وغیر خواہی سرکار میں مقتضی صلاح وہی اوسکی ہونی کہ
نواب صاحب مدوح نے جاننا خان مشار الیہ کا دربار عالی سے اور روانہ ہونا مصلع علاقہ میں
اونکو اور کبھی لکھنوکو نہ پھر حکم فرمانا عالی خدمت سے مخفی نہیں ہو اور جو وقت نواب صاحب
مدوح بت صلاح وہی اہل ملی اس سرکار کے کماحقہ متوجہ اور مصروف ہو کر با مضامین صدق
اور بیکری امر مذکور میں حق مشار الیہ مقرون اجابت فرمائیے تو نیاز مند کو سوائے اطمینان

نیاز مند چاہتا ہے کہ اس تقریب سے اطلاع پہنچی اس بات کی بھی کریے کہ توجہ و تہنیت
 معظم المیکہ کا تجویز فرمائیے اور اسکے نقشے میں جو مہینہ ہو وہاں مالک محروسہ میں آپ کو ضرور
 پہنچا کر صاحب موصوف اس باب میں بکثرت جزئیات اور سبکی عالی خدمت میں مستعد و آمادہ
 ہونگے اور اس ضمن میں نیاز مند کو کہ صورت نقشہ حالیہ پولس میں متعلقہ محاللات اس سرکار
 جو سرکار سامی سے ملحق ہیں جو جمع کرنا ہو کہ باوجود عمل میں لانے اور بندوبست کو جو باتفاق
 اہالی اس سرکار اور والدہ مغفورہ صاحب مدوح کے قرار پایا تھا چور اور غارتگر ملک سرکار
 اگر محاللات مذکور میں چوری و غارتگری کی اور مع مال مسروقہ پھر ملک سرکار عالی میں نہا
 لیکن نیاز مند اس باب میں صاحب مدوح کو ایسا کریگا کہ خدمت عالی میں گزارش کرے کہ توجہ و تہنیت
 سوال اگر کوئی شخص قرا اور متوسلین یا ملازمین یا رعایا و مخلص سے آپ کی حضور میں کلمتہ
 نالاش کرے اور صورت میں تھوڑی سی بھی التفات سے اور شفافی نالاش سے موجب تہنیت
 اور سبکی مخلص کا ہے اور باعث مصلحہ اور نیکو اور تصدیق آپ کی امید کہ مجھ کو اسکے سننے کو
 بھی جواب ہو کہ اپنے ملک میں جا کر جمع کرے اور در صورت اصرار بد رشتی بدر کیو جائیں
 تا بوجہ وقار مخلص کا بحال ہے اور ابواب فساد بند ہو جائیں کہ یہاں تین درجے عدالت کے
 مقرر ہوئے ہیں باوجود اسکے یہاں سے جانا دلیل خواہش فرمادی جی ہے +

جواب نیاز مند اقبال و منظوری میں اسکے کچھ عذر و قائل نہ کر سکیگا مگر صرف حق میں اور ان
 کہ گون کے جو کفالت سرکار میں ہیں اور ایفائی قول و اقرار کا لازم ہے +
 سوال از اشخاص خیرات و تبرات موجب برکت اور سرسبزی ریاست اور رضای خالق اور
 نیکنامی خلق اللہ ہے منظور ہو احوال و عمو صاحب قبلہ مرحوم میں معافی ہوئی تھی
 اور عہدہ والدہ مغفورہ میں سفوف سے مسدود ہوئی اور یہیں تہنیت کر کے جو قابل گذشت ہو معا
 کیجا ہی بلکہ اپنی طرف سے خبر گیری میمنہ اور محتاجون اور ارباب علم و فضل و زہد و تقوی
 کیواسطے بقدر کفایت معین ہوگا تا فاع البال ہو کہ رعایا و زواید عمر و دولت کے بقائیں
 مشغول ہوں آپ سے اطلاع کی گئی +

جواب اس خصوص میں فحوائد کلام نواب صاحب مدوح سے مفہوم ہوتا ہے ہر آئینہ مقصد کی

جو دست ظلم اور زیادہ طلبی اونکی سے زمیندار اور رعایا پر ظلم و جان سے تنگ ہو کر چارہ سکا
معاملہ کے تعلق تھے اور اعانت اور امداد اول نظاموں کی مشرفیت انم دست درازنی میں
اونکی موجب بنامی اور تہنک سرکار کی ہوتی اور پیشہ کمال شاق و دنگوار خاطر اہالی مدوح کے
ہونا اور جو لوگ مرتکب ایسی حرکات کے ہونگے اونکی حمایت در کر کے یہ اس سرکار سے ممکن
نہیں کہ عمل میں آئے لیکن جیسا از روی تقریر اور جاری نقشہ متحسان کو متناظر اس بات کا
اہالی مدوح سے حاصل ہو کہ طلب فوج جت تقویت اور تاجید احکام عالی و مستاجران شتم پیشہ
کے زیادہ طلب عمل میں نہ آئیگی اور نواب صاحب مدوح یقین تصور فرمائیں کہ فوج مذکورہ
تقویت اور حفاظت حقوق اور ریاست واجبیہ مومی الیہ کیواسطے بلا توقف تقدیم احانت
واقعی میں حاضر و مسعد ہوگی +

سوال عدالت میں مقرر کیا گیا کہ ہر ضلع میں ایک منسل علی ضروری سے ضلع داران ضلع کو
پاس ہو گیا تا قضایا و ضلع اوسی جا موافق شرع شریف کے فیصل ہو اگرین اور کیا و تنجہین
سے شک ہوگا رجوع عدالت لکھنؤ میں کرے کہ اپیل ہوگا اور اگر پھر شک ہوگا و منسل متفق
جو حاضر حضور ہونگے وہاں رجوع کرے کہ بمنزلہ صدر اپیل ہوگا +

جواب ارادہ نواب صاحب مدوح کا اب مقرر کرنے نقشہ عدالت میں جب شریعت
اور قانون کے بہت متحن اور بجا متصور ہوا اور از بسکہ یہ امر بہت نازک و پریشدہ ہے
مکن نہیں کہ نیاز مند او تفصیل اور تفسیر مراتب اپنی رای پر اس خصوص میں پہنل کرے لیکن
جسوقت نواب صاحب مدوح جزایات نقشہ مجوزہ لینے سے صاحب زید نٹ بہادر کو فیصلہ
اطلاع دیئے اور یقین ہے کہ یہ بات آپکو بھی بدل منظور ہوگی اور سوقت البتہ فائدہ نقشہ
مذکور کے قیاس تصور میں آسکیں گے اور یہ مقدمہ ہے کہ غالباً نواب صاحب مدوح اس
باب میں خدایان استصلاح اور استعوا کے نیاز مند سے ہونگے اور خیر اندیش بلا تکلف اور کمال
صنما و باطن موافق اظہار اپنے رای کے کر گیا اور یقین ہے کہ نواب صاحب مدوح اظہار مذکور
کو بذریعہ صاحب زید نٹ بہادر جو حسن لائل سے مصروف ہے اور تعلق خاطر نیاز مند
کو بہود و سرکار عالی میں تصور فرمائینگے اور یہ امر مذکور مقدمہ پولس سے بھی متعلق ہے

نیاز مند چاہتا ہے کہ اس تقریب سے اطلاع دہی اس بات کی بھی کرے کہ توجہ مستقامت
 معظم الملیہ کا تجویز کرنے اور اسکے نقشے میں جو بیفہ و مؤثر ہو مالک محروسہ میں آپ کو مضر و
 چنانچہ صاحب موصوف اس باب میں بکزارش جزایات اور سکی عالی خدمت میں مستعد و آمادہ
 ہو گئے اور اس ضمن میں نیاز مند کو کہ صورت نقشہ عالیہ پولس میں متعلقہ محالات اس سرکار
 جو سرکار سامی سے ملحق ہیں جمع کرنا ہو کہ باوجود عمل میں لائے اور اس بندوبست کو جوابدہ
 اہالی اس سرکار اور والدہ مغفور نواب صاحب ممدوح کے قرار پایا تھا چوراہہ غارتگر ملک سرکار
 اگر محالات مذکور میں چوری وغارتگری کی اور مع مال مسروقہ پھر ملک سرکار عالی میں نیاہ
 لیکن نیاز مند اس باب میں صاحب ممدوح کو ایسا کر گیا کہ خدمت عالی میں گزار کر ان سترہ توجہ مضر و
 سوال اگر کوئی شخص اقرار و متوسلین یا ملازمین یا رعایا و مخلص سے آپ کی حضور پرکاشہ
 نالیش کرے اور صورت میں تھوڑی سی بھی التفات سے اور شفافی نالیش سے موجب غیب
 اور سکی مخلص کا ہے اور باعث موصولہ اور وینکا اور تصدیع آپ کی امید کہ مجھ اور اسکے سننے کو
 بھی جواب ہو کہ اپنے ملک میں جا کر جمع کرے اور در صورت اصرار بدترستی بدر کی جائیں
 تا بوجہ وقار مخلص کا حال ہے اور ابواب فساد بند ہو جائیں کہ یہاں تین درجے عدالت کے
 مقرر ہوئے ہیں باوجود اسکے یہاں سے جانا دلیل خواہش فی وجہی ہے +
 جواب نیاز مند اقبال و منظری میں اسکے کچھ عذر و قائل نہ کر سکیگا مگر صرف حق میں اور ان
 لوگوں کے جو کفالت سرکار میں ہیں اور ایفا و قول و اقرار کا لازم ہے +
 سوال از انجا کہ خیرات و تبرات موجب برکت اور سرسبز رہی ریاست اور برضامی خالق اور
 نیکنامی خلق اللہ ہے منظور ہوا جو عمدہ صاحب قبلہ مرحوم میں مصافی ہوئی تھی
 اور عمدہ والدہ مغفور میں سفین سے مسدود ہو اور یہیں تحقیقات کر کے جو قابل گذشت ہو
 کیجاویں بلکہ اپنی طرف سے خبر گیری سیکینوں اور محتاجوں اور آراء با علم و فضل و زہد و تقوی
 کی واسطے بقدر کفایت معین ہو گا تا فارع البال ہو کہ دعا و از دیار و دولت کے بقائیں
 مشغول ہوں آپ سے اطلاع کی گئی +

جواب اس خصوص میں خواہی کلام نواب صاحب ممدوح سے مفہوم ہوتا ہی ہر آئینہ مقصد کا

جو دست ظلم اور زیادہ طلبی اور ٹکی سے زمیندار اور رعایا پر مظلوم جان سے تنگ ہو کر چارہ سکا
معاملہ کے غفلت تھے اور احانت اور امداد اور نظاموں کی مشرفت ظلم دست درازنی میں
اونکی موجب بدنامی اور تنہک سرکار کی ہوتی اور پیشہ کمال شاق و ناگوار خاطر الہی مدوح کے
ہوتا اور جو لوگ مرتکب ایسی حرکات کے ہونگے اونکی حمایت اور رکھ کر دینے اس سرکار سے ممکن
نہیں کہ عمل میں لائے لیکن جیسا از روی تقریر اور جرمی نقشہ متحسان کو متظار اس بات کا
الہی مدوح سے حاصل ہو کہ طلب نفع جہت تقویت اور تائید احکام عالی اور مستاجران شتم پیشہ
کے زیادہ طلب عمل میں نہ آئیں اور نواب صاحب مدوح یقین تصور فرمائیں کہ نفع مذکور واصل
تقویت اور حفاظت حقوق اور ریاست و اجبیہ عمومی الیہ کیواسطے بلا توقف تقدیر احکامات
واقعی میں حاضر و مستعد ہوگی +

سوال عدالت میں مقرر کیا گیا کہ ہر ضلع میں ایک محفل علاقہ داری سے ضلع داران ضلع کو
پاس بیگناہ تصدیق و ضلع اسی جا موافق شرع شریف کے فیصل ہو کرین او کیس کو بیجاہین
سے شک ہوگا رجوع عدالت گھنومین کرے کہ اپیل ہوگا او اگر پھر شک ہوگا دو محفل متفق
جو حاضر حضور ہونگے وہاں رجوع کرے کہ بمنزلہ صدر اپیل ہوگا +

جواب ارادہ نواب صاحب مدوح کا اب مقرر کرنے نقشہ عدالت میں حسب شرعین
اور قانون کے بہت متحسنا اور بیجا تصور ہوا اور از بسکہ یہ امر بہت ناگزیر و پریشیدہ ہے
مکن نہیں کہ نیاز مند اوقاف و تفصیل اور تصریح مراتب اپنی راجع پر اس خصوص میں لٹھل کہے لیکن
جبوقت نواب صاحب مدوح جزایات نقشہ مجوزہ لینے سے صاحب زید نٹ بہادر کو مفصلاً
اطلاع دیگے اور یقین ہے کہ یہ بات آپکو بھی بدل منظور ہوگی اور سو وقت البتہ فائدہ نقشہ
مذکور کے قیاس تصور میں آسکیں گے اور یہ مقدمہ ہے کہ غالباً نواب صاحب مدوح اس
باب میں خدایان اصلاح اور تصدیق کے نیاز مند سے ہونگے اور خیر اندیش بلا تکلف اور کمال
صفائی باطن و موافق اظہار اپنے راسی کے کر گیا اور یقین ہے کہ نواب صاحب مدوح اظہار مذکور
کو بذریعہ صاحب زید نٹ بہادر جو حسن لاکل سے مصروف ہے اور تعلق خاطر نیاز مند
کو بہود سرکار عالی میں تصور فرمائیں گے اور یہ امر مذکور مقدمہ پورس سے بھی متعلق ہے

چنانچہ اسکا ذکر مضامین خط نیازمند سے جو موسومہ والہ راجہ مغفور نواب صاحب ممدوح مقرر
۲۵ ماہ مارچ ۱۸۵۸ء مطابق ۲ شہر ربیع الاول ۱۲۷۹ ہجری تھا بالخصوص عمل میں آیا ہے اور
جس وضع سے اصلاح جزایات نقشہ تحصیل بانی قرار پاوے ہو نا اسکا کامنورا ورنہ اگر یہ ہے
پس ہرگز یہ کیسے وہم و خیال میں بھی نہ آسکیگا کہ تقریبات اپنی تجویز سے نہیں رہا اور
مداخلت دوسرے کی ہوئی۔

خط جناب عالی اب نقشہ انتظام ملک موافق تجویز نواب صاحب ممدوح منظور ہوا اور
یہ اصلاح تمام مالک محروسہ کی ہوئی پس ہر ضلع میں ہنا ضلعوار کا بننے کا کلمہ ٹرکے ہے اس
حیثیت اور حقیقت سے ہو کہ عہدہ اور اسکی ہمیت سبب میدان پر گناہ اس ضلع پر
ہو کہ در صورت قریب و تدارک کا اپنی جمعیت ہر ایک سے کرے یا وقت ہر ایک کو
فوج انگریزی کی تکلیف لازم ہو اگر عہدہ برائی اپنی جمعیت ہر ایک سے نہ کر سکے تو ناگزیر
فوج انگریزی استمداد کرے پس اس صورت میں اجازت ہو کہ انتظام ہر ضلع کی واسطے بقدر
ضرورت فوج نوکر رکھ کر مذکورہ متغیروں کی کرے۔

چونکہ اب تجربہ ملک باصلاح بہ آئینہ نقشہ تجویز اس سرکار کا جو خدمت والہ مغفور نواب صاحب
ممدوح نے لکھا ہے چنانچہ موافق ہے لہذا سب طرف سے قبول و تحسین آپ کی راہ کے ہوا
اور ہو نا ضلعداروں کا اس حیثیت سے جو شایان از کی قدر و منزلت کے ہو بہت ہی سبب
لیکن نواب صاحب ممدوح کو ظاہر ہے کہ فوج جو سرکار عالی میں نوکر ہو مقدار اسکی از روئے عہدہ
جو مقرر اور معین ہے یقین ہے کہ اس سے بڑھ نہ جائے اور نہ ہندی یا دیوان کی جتن
کہ تحصیل مال کی واسطے مطلوب ہوا البتہ ضلعداران مذکور نوکر رکھیں گے اور فوج انگریزی
ہمیشہ احکام واجبہ نواب صاحب ممدوح میں مستعد اور آمادہ رہیگی لیکن گفتہ کہ بعض اوقات
در باب ماموری فوج اس سرکار کی واسطے اعانت امر تحصیل کے ہوئی بغاوت اور سرکشی
زمینداران متغیر سے نسبت اپنی ریش پر یعنی نواب صاحب ممدوح مطلق تعلق نہیں رکھتے
کسو واسطے کہ جو لوگ جاوہ اطاعت سرکار سے پائون نظر ہائیں تبنیہ و تدارک فوج مذکور پر
لازم ہے اور قید و شرط جو باب ماموری فوج مذکور میں ہو و امداد و اعانت حامل متاجر کو

مجوزہ الہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر مفید مقصود ہے یا نہیں اس واسطے کہ مدار نقشہ مذکور کا
بندوبست سد سالہ ہے جو بعد دریافت احوال ملک افکار و روی تحقیقات عمل میں آئیگا
بس نیاز مند کے نزدیک اسب یہ ہے کہ نواب صاحب مدوح نقشہ مجوزہ مذکورہ کو عمل میں
منظور ہے مغزی الیہ جطر جسے جاری فرمایا ہے بخوبی جاری فرمایا ہے یاد و سر نقشہ تجویز فرما کر
میرے پاس بلا تاقیہ قب بھیج دیجیے اور بر تقدیر اول صاحب زیڈنٹ بہادر واسطے گزارش
تفصیل نقشہ مذکور اور تصریح جمیع جزئیات بلا تاقیہ خدمت مغزی الیہ میں اور اہلکار جو باطل
مقرر ہوئے ہیں اور حاضر و مستعد ہیں اور بر تقدیر ثانی مکلف خدمت ہوتا ہے کہ اپنا
نقشہ مجوزہ جس قدر کہ جلد ہو میرے پاس بھیج دیجیے کہ وقت ہاتھ سے جاتا ہو بہر صورت
آرزو اور تمنا ہی ولی نیاز مند یہی ہے کہ بندوبست حواسطے بہترین مصالح امور رست
نواب صاحب مدوح کے ایسا ضرر اور منظور ہے کہ باستر ضام کلی مغزی الیہ اور مطابق
شرایط مندرجہ عہد نامہ یعنی الہالی سرکار عالی کے دربار سے جس شیت قبول کرے
اور ہرگز منظور نہیں کہ الہالی سرکار کی نسبت با اختیار نواب صاحب مدوح اور تجویز میں امانا
وغیرہ کار پر نشان ان سرکار کا ضامہ عالی کی، اذیت کریں مگر صرف یہی حق اختیار ضرور ہے
اور بخین باقی رہیگا کہ جب عدم تلبیت کسی شخص مغزہ عہدہ کی نسبت ہو سکتا یا اسکی
خیانت کے متحقق ہو و جوہ عدم صلاح اس کے تقرر کا آپ کی خدمت میں اظہار کریں اور
غرض نیاز مند کی یہ ہے کہ حکایت و ریاست مدوح شمول اعتبار و استحکام رومیایم پر
اشکارا اور چاہو کہ جو جائیں متعلق انسانی محالات تجویز راہ زرین نواب صاحب مدوح
نظر خلافت میں کھل جائیگا اور ہرگز موجب غلط فہمی لوگوں کا اس باب میں نہوگا اور جو ہے
کلام نواب صاحب مدوح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی خواہش یہ ہے کہ تمامی ممالک صحرا
برہنات نقشہ مستاجری تعلق تحصیل امانی کریں الہالی اس سرکار کے اس باب میں اس سے
زیادہ صلاح وہی عمل میں نہیں لائی تھی کس واسطے کہ انھوں نے تجویز اور استقرار جزئیات
نقشہ مجوزہ اس سرکار کو موقوف راہ صواب آداب و عظم الیہ پر اتفاق صاحب زیڈنٹ بہادر
پر رکھا تھا اس عنوان سے جو ہر آئینہ موجب ضام اور خوشنودی آپ کی خاطر خاطر کا ہوگا

سوال شمس الدولہ بہاؤ شاہ میں مویشک و وانی اور تدبیر میں عین شغول رہتے ہیں
سید بابا فکمی بدیر میں کاہا اور خان بر خروارہ معین اس خصوص میں فصل گزارش
کرینگے اور اس باب میں آپ ایسے کرم فرما سے قیمتی و اطمینان حاصل ہے +

جواب نواب شمس الدولہ بہاؤ جتینی فکر و سازش یا اور حرکات ناشائستہ نسبت جناب عالی
کرینگے الہامی سرکار ہرگز اس باب میں حمایت و التفات نہ کرے گی بلکہ برعکس اس کے اس طریق سے
جتنا کہ صاف و صریح پر عتاب و امتناع کیا جائیگا غرض کہ جناب عالی اس باب میں الہامی سرکار
ممدوح سے ہر آئندہ من جمیع الوجوہ اطمینان و خاطر جمع رکھیں +

سوال میں وارث نقد و جنس اندوختہ وادی صاحبہ قبلہ و کعبہ مظلوما کا بیون اور ان کے
اوارحقین کی بیکری منظور کی ہے لہذا الطاف و انصاف سے آپ کے امیدواروں کو میری
حق تلفی نہوا و وجہ کچھ کہ اس سے منظور ہوا ہے معلوم ہوا اور اس مقدمہ میں نااندرحقین علیہان
موقوفی کے توجہات نہو +

جواب البتہ جو قرار و ادینا میں الہامی اس سرکار کے اور جناب عالیہ وہ بیگم صاحبہ کو چین جناب
نواب مغفرت مآب والدہ ماجدہ جناب عالی قبل ازینہ عہدہ ریاست مالک محروسہ سرکاری
انگریز بہادر مجھے عمل میں آیا و ایاہ خاطر مبارک جناب ممدوح ہوگا اور میں اس لحاظ سے عرض
کہ پیشتر سے وعدہ اس سرکار سے ہو چکا ہے اور اسکا بھی معین ہوں کہ ایفامی مستحکامات
برائے القوی جناب عالیہ کے ساتھ ہوا و کسب طر حکا اطلاق و نقصان حقیقی بریں ملک و
اوس سے متصور نہیں اس صورت میں بآئین اور ایفامی عہد نامہ مذکور الہامی اس سرکار
واجب مستحکم ہے لہذا جناب عالی کہ اس باب میں اطمینان کلی ہے کہ بعد سبیل و سہ انجام
اوس وجہ کے جو واسطے تقدیم و جمایا می معظم الیہا کے موافق مضمرین عہد نامہ مذکور و غیر
جتنا نقد و جنس ملو کہ جناب عالیہ باقی رہ گیا و کم و کاست خزانہ جناب عالی میں داخل ہوگا
اور خصوص جاگیرت جناب عالیہ میں کہ وہ البتہ موافق معمول بعد جناب معظم الیہا کے
شمول ملک سرکار ریش او و دہ کے ہونگے اور مکر اس کے ذکر کی کچھ تہیاج نہیں ہے کہ
اس سرکار کی کی طرح کی اوس میں مداخلت نہوگی +

بند موقوفہ خط نواب گورنر جنرل بہادر مر قومیہ ۲۲ جون ۱۸۵۷ء عیسوی
مطابق ۱۳ رجب ۱۲۷۵ء ہجری

سوال جناب عالی باوجود اس قدر دلیری و خاطر داری اور منظور می پرورش اور سبک
احوال نصیر الدولہ بہادر کا البتہ صاحب مہربان و دوستانہ عادلہ و فضل الملک مسیح جان
میلی صاحب بہادر ارسلان جنگ سے واضح رای عالی ہوا ہوگا اور شہادت عوامی بہت
بسالت و عالی نزہت خان بر خور دار معتد الدولہ مختار الملک سپہ محمد خان بہادر ضعیف جنگ
نے احوال بہادر مہموت کا اور اور مہموت کا مفصل گزارش کرینگے انکے واسطے ایک طریق
قرار پاوے کہ اطاعت و فرمانبرداری میں اور خلاف منہی کوئی اور سر نہ دھونے

جواب نواب گورنر جنرل ظہور مراتب اخراجات و ترک اوب جناب عالی کو بجائیوں کی
طرف سے ناگزیر موجب اسف و باعث کدورت و ناخوشی خاطر کا نسبت اذکر ہوگا یقین
جانیے کہ وہ ہمیشہ کہنے سے ایسے سلوک کے بلا شک و شبہہ جو معزز و عتاب میں نمانند
کے گرفتار ہونگے چنانچہ گے بھی لکھا ہے کہ میرے نزدیک جناب عالی نسبت انہو بجائیوں کی
اختیار کنی رکھتے ہیں اور اب بھی لکھا جاتا ہو کہ جناب عالی یقین نصیر فرمائیں کہ اگر اہالی اس
سرکار کے نزدیک اختیار و اقتدار اس باب میں ہر آئند باداب جناب مدوح تعلق رکھتا ہو
بجائی اور اقربا و جناب عالی جو رہا ہستقیم اطاعت و رضا جوئی جناب مدوح سے منحرف نہ
راہ ترویج و عدول حکمی اختیار کریں اچھا اگر جناب عالی کو لازم نہ آوے تب تعظیم جو اس کے جرم
کیواسطے قرین صحت و سختی ہو عمل میں آوے اہالی اس سرکار کے اوس میں حروف و
حکایات کرینگے فی التجدید اہالی اس سرکار اور صاحب دربار جانشین لکھنؤ کو یہ بھی بتایا ہو
کہ ایسے مقدمے میں نہ کر و نہ کورناوین لیکن اوس حالت میں کہ غماز اور در انداز برابر ہو
منقص و کمزور کرنے مزاج جناب عالی کے کسی بجائیوں اور اہل خاندان کیلئے ہائے
بے اصل و باطلاریت فتنول و مبالغہ عمل میں لائیں ایسے حال میں البتہ خود جناب عالی
ترتیب اس امر کے ہونگے کہ صاحب جانشین موصوف اور باتوں سے اطلاع و خبر آپ کو
کریں کہ وہ مکر و حیلہ و رانہ از وین پر ہو چکے نقص و تحقیق حال کریں

اور علاقہ ہند پر چاہا کہ پوروا لہ آباد تھا اور زمینداروں کی آمد و رفت کشن پور میں
 بعلت منہج حاصل تھا اور کئی ایسے عرصے میں کہ کنگاں دریا کو گھا کر دیا
 القصد نواب محمد الدلہ اپنی باوریں اقبال سے اس عہدہ جلیلہ پر منصوب ہوئے
 مشاعروں کی شہرہ جہاں انفلاس میں ان کے سپرد حکایت عارف رکھتے تھے مثل مہر و بلخ ہجوم کا
 نواب پڑ سکے عالی ہمت ہر شے خلقی و دوست پرور تھے ہر شخص کو علی قدر حال خدمات
 عالیات پر مامور کیا چنانچہ عارض علی میراٹھی بخش ابن عم کے تفویض کیے یہ پہلے نواب
 حسین الدین خان کے ملازم بندہ رہے پھر پڑ پڑے تھے ان کی خواہش میں بیٹھے تھے میراٹھی
 خاص محل کے بھانجے کو کوٹھی بچ محلہ کو اجڑنا تھ کو اپنا دیوان کیا میراٹھی دوست قدیم کو
 واروئے عدالت اسل دیوانی نو جداری کیا پھر چہ اخبار مرزا غلام محمد خان کو دیانے سے تعارف
 بریلی سے ہو گیا تھا جب جناب عالی نے قبل از جاوید گنڈے لینے کو بھیجا تھا راجہ بک
 کو بھی اوس میں خلعت و تہ واصلہ تھی ہوا تھا اٹھتی پاکی سے ان سے تعارف منشی علی نقی
 کے زمانے سے ہو گیا تھا بلکہ ان سے کہتے تھے کہ میں نے خلعت نیابت فقط تمہاری جبر سے
 پر لیا ہے کہ اس کے کین کار و بار ملکی و مالی سے ناواقف ہوں اور خود جناب عالی نے بھی
 اسی باب میں سفارش فرمائی تھی فقیر محمد خان نواب میراٹھی کے لشکر سے بازو وارو
 سپاہی سمجھ کر تین سو روپوں کی اسامی میراٹھی پناہ بنارس کی دی رسالہ کیا تاج الدین حسین
 کا انکا ہمسایہ تھا او بھون نے اپنا گھر نہ کیا بعد اسکے رفتہ رفتہ انکا قریب مشرت ہوا
 سبحان علیخان اور یہ دونوں مقرب خاص ہوئے نواب مظہر الدولہ حکیم مہدی علیخان کو
 اپنا ہم ملکہ و مدعی سمجھا کر اجازت جناب عالی نظامت خیر آباد و محمد علی پر روانہ کیا
 وہ بھی اوسی خطہ پاک کے تھے جلتے جلتے اپنی حکمت علی سو ایک بیج ہو گئے جناب عالی
 مناسب یہ ہے کہ نواب گوہر جہاں کے سامنے مرشد زادہ آفاق نواب نصیر الدین
 خان کو اپنا نائب کیجئے دوسرے شخص غیر انکا نائب ہو چنانچہ یہی بنیاد اصل اصول
 ریاست بنی ہو گئی *

تحریر سوال جواب جناب عالی و نواب گوہر جہاں بہادر

محروم رہے چند روز تک مگر مجبوری مصاحبت میں رہی جب آغا میر کو خلعت نیابت ہوا
 مایوس ہو کر خانہ نشین ہوئے نواب قلم الدولہ حکیم صدیقی علیخان اگرچہ مخصوص صید جنس
 تھے یقین تھا کہ جب نواب شمس الدولہ ہو سکے میں اور نکاح خواجہ خواجہ نازک علی خان اگرچہ کچھ بچی غنہ
 ہوتا تو وہ بھی بہت سی خاں کا ڈرائے اور بہت کچھ خرچ بھی کرتے سلسلہ علمہ کلکتہ سے
 بھی تھا اور بخوبی جناب عالی غلہ رزیدنٹی سے موافقت کی غرض ہر شخص ایک بار قیام
 متمنی اسی عہد کے کا تھا اور بعض اولاد و نائبان قدیم بھی تشریف اسی کے تھے لیکن
 جناب عالی کے اختیار کلی ہونے سے سب کے وضو ٹھنڈے ہو گئے اس زمانہ میں
 سے کوئی واقعہ نہ تھا جب جناب عالی سے نواب گورنر جنرل سے باب نیابت میں
 گفتگو ہوئی فرمایا کہ اس میں اعتماد حق قدامت کا ہونا مقدم ہے لہذا میرا اعتماد
 خاص آغا میر سے زیادہ کوئی نہیں اور امور ریاست کے جب اسباب جمع ہوتے ہیں
 نا واقف واقف ہو جاتا ہے اور میں خود متوجہ رہوں گا اور سب علمت قدیم سے
 نواب گورنر جنرل نے اسے قبول کیا۔

دوسرے دن جناب عالی نے خلعت نیابت آغا میر کو دیا خطاب نواب محمد الدولہ
 مختار الملک سید محمد خان بہادر ضیہ خٹک صاحب سرشتہ اسی وقت نواب گورنر جنرل
 کی نذر کو گئے وہاں سے بھی وہی خلعت باقی پانچ غنایت ہو اچھر جناب عالی کو اس
 نذر کو گئے یہ امر باعث ملال خاطر ہوا لیکن کیا فائدہ وقت باخت سے جا چکا تھا
 سبحان اللہ سالہا سے مرزا سے کون امیدوار تھا اور کس کو بے منت بنی مشقت ملیا
 بعد ہفتہ عشرہ کے نواب گورنر جنرل راہ خیر آباد سے بریلی تشریف لائے اور پھر
 درستی امور خانگی میں کچھ دخل نہیں کسواٹے کہ جناب عالی اپنے مالک محرومہ امیر
 خانگی میں مختار ہیں مگر مقدمات عظیمہ میں مصلح صواب و صاحب رزیدنٹی کی اجبتہ حیات
 ہے کسواٹے کہ یہ امر قدیم سے ہونا چلا آیا ہے خیر ایک جنت آگیا ہے اور گورنر جنرل
 کو یہ وہ عرصہ تنجیہ متوسلین خیر خواہان سب کو کہنی انگریز بہادر اور کرور کر سونین
 علاقہ کھیری گڈھ اور زمین ترانی ملک نیپال جو مالک محرومہ کے واندو میو شہ

یہاں بھی طریق مہمانی و ضیافت جیسا چاہیے ہوا بعد اسکے حسب سرتشتہ کرنل صاحب
 راضی نامہ ملا نواب گورنر جنرل روانہ کر دی راہ خیر آباد سے ہوئے صاحبان صاحبان
 خاص جو بانی مہمانی مقدمات ماضیہ جنت آرام گاہ کے ہوئے تھے صفہ نواب گورنر جنرل
 جاکر انجیل وٹھا کر بری الذمہ ہوئے اور سلامت لکھنؤ سے چلے گئے اور ہر ایک نے
 گورنمنٹ پر مامور ہوا مگر نواب گورنر جنرل پر ان کی خیر خواہی و بلقصور اور فوج جناب عالی
 کھل گیا اور کروڑوں رقم کرنل سلی صاحب بخوبی مناسبت ہو گیا جب بعد سیر و سیاحت
 ممالک غری و غیرہ فرخ آباد میں مقیم ہوئے ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ کرنل صاحب کو یہ نو
 کیا استرجی صاحب ریزیدنٹ کو الیاء گورنر جنرل مار کم صاحب کے ساتھ کابل ایران گئے تھے
 اوٹھین ریزیدنٹ کیا جب وہ داخل لکھنؤ ہوئے کرنل صاحب بسواری بچہ ہوا و سرکاری
 و ریاستی سے روانہ کلمتہ ہوئے وہاں سے سیدھے ولایت چلے گئے بہت
 اسباب تحفہ ہندوستان خصوصاً کتب قلمی خط ولایت وغیرہ لیکئے کہ صاحب قدا و غری
 و فارسی تھے انہیں پیشتر آٹھنٹن صاحب ممبر اول کونسل مہربی خاص ولایت جا چکے تھے
 اس بہت سے زیادہ موجب فخر کی خاطر تھا مثل مشہور ہوئے مہربی بسیار و رہا بخور
 مگر صاحبان عالیشان پر بھی انکے کروڑا کھل گئے تھے
 لیکن باوجود عینے راضی نامہ کے نواب گورنر جنرل نے بہت سے امور ریاست کے
 خاطر خواہ درست کر دیے یعنی امور خانگی میں اختیار کلی دیا اور جس مری درنوبت کی
 او سے بطیب خاطر قبول کیا اگرچہ محض طلبہ ہر شرات جنت آرام گاہ کی بدولت ہوئے تھے
 اور سب جانتے ہیں کہ جیسا نواب گورنر جنرل لارڈ کارن وہاں و لارڈ نابریا صاحب
 اس خاندان عالیشان کے خود مراتب و منزلت کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے
 نہیں کیا اور وہاں پریشناک صاحب بہادر تو بسیار سے ہندوستان کے شہرین
 بشرطیکہ یہاں بھی کوئی اوسن لیاقت کا ہوتا +

تقریریں نیابت باخامیر

خلاصہ باب نیابت میں مرزا حاجی اپنے باپ کی بدولت اس

مختصر یہ ہے کہ آغا میر کو فی الحقیقت سبب قدامت اور محرم راز ہونے جناب عالی کے
 مزاج میں بڑی مداخلت تھی اور اپنے غزوہ غیبی سے شادی مرگ ہو رہے تھے ایک دن جناب
 جناب عالی کے قیام میں پرگر کر رہے تھے کہ افسوس اس غلام نکمہ پر کی سالہا سال کی محنت
 یا انسانی سبک دین ملی جاتی ہے حضور ان صاحبان خاص کے بھروسے پر غافل بن
 مطمئن ہیں آپ کو بابت جنون جو اہل کلام کمر لے لی صاحب کا تھا ہی پیش آیا کہ اس پر
 ابائی سے محروم کر کے نواب شمس الدولہ کو منصوب کر دیں کہ وہ پیشتر سے بموجب حکم تجویز
 نواب گورنر جنرل بموجب درخواست جنت آرا نگاہ بعدہ نیابت مامور ہو چکے ہیں اور اگر
 کاروبار ریاست سبب و بھین سے ہوتا رہا اور اگر جنت آرا نگاہ آپ کو ایسے وزوہ است گرفت
 تو بھی صورت ہوتی غلام اپنے حق تک سے ادا ہوا آئندہ حنفیہ کو اختیار ہے اور بعد اس سفینہ
 خاص کے جو تجویز ان صاحبوں کے ہو رہے ہے پھر کوئی صاحب ریڈنٹ آپ سے مطمئن نہ ہوگا
 جناب عالی از سکد اپنا برا معتد وغیر خواہ سمجھتے تھے اس خبر سے قنزلزل ہوئے اور جرات حق کو
 دل سے دور کر کے افسے صلاح پوچھنے لگے عرض کی کہ اگر صاحب ریڈنٹ کے راضی نہ ہوں
 یا عوامی خیر خواہی ان صاحبوں کے تامل ہوگا بہت سی خبر بیان اس ریاست میں پیش
 ہو اگر نیلے اور مطالبہ مقدمات ماضیہ کا بیجا جنت آرا نگاہ سے ہوتا ویسا آپ سے نہ ہو گیا
 لہذا حضور اپنے عہد و ولت کو غنیمت سمجھیں تو بہتر ہے +

عرض جناب عالی نے اسکو صلاح نیک سمجھ کر یہ جو کچھ صاحبوں نے سمجھایا تھا ایا اوس سے ہاتھ
 اٹھایا نواب گورنر جنرل بہادر جیہا اعلیٰ کا پور ہو جناب عالی بڑی دھوم دھام جمعیت
 لشکر سے تشریف فرما ہوئے جتنی فوج اور شاگرد پیشہ تھا سبکی و دوسری پر کھانگالی گئی
 راجہ مالک محروسہ کے بھی اپنی فوج کڈائی ہو ساتھ تھے وہ ان گرانٹ صاحب کو نیلے میں
 نواب گورنر جنرل تھے حسب معمول چار مانی و ضیافت اور ایک دن گورنر جنرل نے خود
 سارے کینو کی بذات خود تواضع و کھائی کسوا سٹے کہ گمانڈر کچھ پیٹ بھی خود تھے بعد
 زغنتہ عشرہ کے مراجعت فرمائی اوس کے بعد نواب گورنر جنرل بعد چار مقام راہ کے قنزل
 ہوئے شہر کی آرائشی بہت ہوئی تھی سارا شہر کوچہ و بام بازار میں بھرا ہوا تھا ایک مہینہ

بیماری سے اور کھٹنا شکل ہوا اور بارہ روز ٹیڈنٹی موقوف ہو گیا آخر ناکام جہان سے اوٹھ گئے
اب تقدیر نے دوسرا نیک دکھایا منشی علی نقی خان میر منشی جو روبروی فرنگ مرزا جعفر
پر جلتے تھے انکی عدم حاضری اور بارہ سے اونکی بن پڑی کسواسے کہ سارے شہر کی رجوعات
مرزا جعفر و مرزا حاجی کے گھر تھی آغا میر انکے بھی پاس جایا کرتے تھے اس خیال سے علم شاید کہ
ہمدین برصیہ برادر و بال مگر موافق اپنے جوصلہ غرت کے متمنی خدمات دار ونگلی وغیرہ کے
نہ متمنی نیابت یہاں تک سائی و تم خیال کی بھی نہ تھی اودھ کرنل صاحب کو تو رد اپنے حصول
راضی نامہ کا تھا جب تسی و بار مرزا حاجی دیکھی میر منشی سے کہ ویدہ ہوئے وہ یہی سمجھے کہ
انھیں جناب عالی کے مزاج میں مداخلت ملی ہے اونکے محرم راز معتقد بھی ہیں یہ مرحلہ بھی کیا
عجب ہے کہ انھیں سے ملی ہو جائے چنانچہ ایک دن انسی کو لے میان لڑکے کس فکر میں تھوڑے
کہا امیدوار فضل و کرم کہنے لگے اگر تم راضی نامہ پڑے صاحب کو دلو اودھ اور ان چاروں
مصاحب خاص کی صحبت برہم ہو تو کیا عجب ہے یہ عمدہ جاہلیہ نیابت اس حسن خدمت کو
آغا میر اس شرفہ عینی سے شادی مرگ ہو گئے اور منشی جی سے ایسی خوشامد و رسوخ پیدا کیا
کہ اوٹھیں اپنا باپ کیا اس عرصہ میں خبر آمد نواب گورنر جنرل لارڈ مایر صاحب بہادر
داخلہ کانپور کی مشہور ہوئی کرنل مگلوٹ صاحب ڈاکٹر لا صاحب ٹیٹنگ صاحب غیرہ چار
مصاحبان خاص محرم راز جنبت آرام گاہ و بمقتضیٰ حق نہک حلالی ولی نقی خاں اصدق
جنت آرام گاہ بچھکر احوال زمان ماضیہ سب شیب و فراز سے سمجھا دیا تھا کہ اگر آپ کرنل
سیلی صاحب کو راضی نامہ ندیا لے اور مستقل و ثابت قدم ہنگو تو نواب گورنر جنرل بہادر
ازراہ کمال انصاف تہ دل سے انکے حق بجانب بچھکر سبھ ملاقات درست کر دینگے اور باہر
ماضیہ جنت آرام گاہ سپہولت ہو جائیگا اور کرنل صاحب کی ایسی صورت ہوگی کہ پھر کوئی
صاحب زیڈنٹ ایسی جرات اور مداخلت سچا نہ کرے گا اور نہک حرمان سرکار کی سزا
آپ کے اختیار میں ہوگی آئندہ پھر کوئی ایسی نہک حرامی کا مرتکب نہوگا چنانچہ انسی صاحب
خلو سے ان مصاحبان خاص کی منزلت بڑھ گئی تھی جناب عالی کے ساتھ شام کو اوس
کارٹی میں مقابل بیٹھتے تھے کرنل صاحب کو بڑا کھٹکا اپنے باب میں ہو گیا تھا مضطرب تھے

بہت نازان اپنی حسن تدبیر پر تھے کہ ہم نے قلابے زمین و آسمان کے اسی دن
 کے واسطے ملائے ہیں اسکے سوا صاحب رزیدنٹ پر ہمارا اعتماد کئی ہو اگر اچانک
 جناب عالی کو کچھ تامل ہو گا صاحب رزیدنٹ سمجھا دیں گے مگر یہ خبر نہ تھی کہ جنگ بھڑو
 ہین او بھین اپنے راعی نامہ لینو کی مشکل پڑی گی دوسرے نواب گورنر جنرل کی خبر آدھ
 مشہور ہو رہی تھی روساؤ شہر نے اور بیکارون نے اور اہل تعارف نے ہجوم کیا اور
 مرزا جعفر و مرزا حاجی کے گھر پر دربار عام و خاص ہونے لگا اور مرزا حاجی صبح سے دربار
 جاتے تھے چارچھ گھڑی رات گئے گھر آتے تھے نصف شب تک گھر کے دربار سے غوث
 ہوتی تھی اور بخوت و عز و حرمت سے زیادہ بڑھاڑ بھیا صاحب کے ویلے سے ہاتھ اٹھایا
 اس خیال سے کہ جناب عالی کو میری طرف سے شک ہو گیا کیونکہ ہونا بہتر ہو جس سبب
 ہوا کہ کرنل صاحب ان کے کیونہ ہونے سے برہم ہوئے ان کے واسطے کچھ نہ لکھ گئے و گرنہ
 ظلم معتد الدولہ سے اپنے گھر میں پانچ برس تک کیون قید اس طرح سے رہتے +
 خلاصہ جناب عالی نے اسے ارشاد کیا کہ مرزا حاجی بختین نیابت دینے میں مجھے
 کچھ عذر نہیں نظر کچھ خدمت سابق متے مطمئن ہوں مگر تمہارے باپ کو مذہب کا
 یہ سنگ مرزا حاجی تو مایوس ہوئے اور سخت تردد ہوا کہ باپ میرے دست سے اسی کے
 متمنی رہے ہیں اگر میں خلاصت نیابت لے لیا گا وہ کب رہنی ہوں گے بلکہ عاق پر
 ہو جاؤ گا و دوسرے کو ہو گا وہ کب میری ترقی چاہے گا بلکہ میرا جہنم ہی آج
 ناگواری گذریگی اودھر کرنل صاحب سے قطع امید ہو چکی ہے غرض ایسے تفکرات میں
 غلطان و پیمان ہے بطا ہرانی مصاحبت مستعار کو غنیمت سمجھ کر خاموش رہے اور
 منتظر تشریف آوری نواب گورنر جنرل ہوئے مرزا جعفر اسی انقلاب و وجوہات تفکرات
 چند در چند سے بہت غم و غصہ کھا کر آخر سبب سن شیخوخت بتلائی مسلول و بدترین
 ہوئے اسی علالت مزاج سے کانپور کرنل صاحب کے ساتھ گئے حکیم آغا صاحب
 معالج تھے منع کیا کہ یہ سفر تمہارے واسطے سقر پیدا کرے گا نہ جاؤ امید ہو
 کب دل سے جاتی تھی جب وہاں سے پھرے ایسے علیل ہوئے کہ بستر

سب بھائیوں کے ساتھ درگاہ حضرت عباس کے شراب خمر سے بھی توبہ کی
 اگر کوئی خوش رنگ اختیار کرے پھر نواب ممتاز الدولہ نے اپنی نیابت میں انکی غفلت اپنا
 نفع سمجھ کر کام کیا یعنی حضرت عباس علوی تھے میں بنی فاطمہ میں اسکا سوا خزانہ
 زیادہ غلام ہے وہ اسکی جان اللہ +

خلاصہ مرزا نے کہا کہ حسب قانون سرکارین اکبر اولاد میراث ریاست پاتا ہے
 اگر شرط و جملین مقبول صدر مذہبی تو جیلج سرکار کو منصوبی میں اختیار ہے اس طرح
 نزل میں یہ شے خاموش ہوئے فرمایا ہم تھوڑا صبر کر کے اسکا جواب دینے کے
 یہ کہ مکہ مقام خلوت میں مع دونوں صاحب کے گئے اور بعد شورہ کے جناب عالی سے
 مخاطب ہو کر فرمایا آپ کو سند وزارت آبائی مبارک ہو جب صبح ہوئی کہ فرح بخش میں
 تخت بے سامان تھا چیر جاوس کر کے نذر لی جاتی تھی مسند نشین ہوئے سب
 بھائی جو زیر بارہ دری سڑک پر بیٹھے تھے اور امر اندر کو بلائے گئے نواب
 شمس الدولہ سے کہل صاحب نے کہا آپ کے بڑے بھائی میں پہلے آپ کو
 نذر دینا مناسب ہو اس کہنے سے منظر ریاست کو اوٹنے دوہر کیا جھون نے
 برابر نذر دی رخصت ہوئے شلک چلی منادی شہر ہوئی ملیں جو چھائی کو
 آتی تھی جا بجا اسکے پہرے ہو گئے صاحب رخصت ہوئے جناب عالی جلسہ میں
 گئے بیگم کا بیگ میں تشریف لیگئے تبدیل پوشاک کیا مرزا حاجی حاضر حضور رہے
 سن شریف تقریباً پچاس برس باگچہ زیادہ تھا +

مرقدہ تھوڑی سی نیابت و ترقی جاہ چند وزہ مرزا حاجی مرزا جعفر

الفرق شہر میں دور و مرزا حاجی و مرزا جعفر ہوا ان صاحبوں کو یقین تھا
 ہو گیا تھا کہ خلعت نیابت سوامی ہمارے کیونکہ ہوا کا سوا سوا کہ بعد انقلاب نیابت
 افضل حسین خان خطج حالت میں میں شہر سے باہر جا کر کامیاب ہوئے اور پھر اوس
 زیادہ صاحب اقبال ہو کر گھنٹہ آئے اور باخفا خلوص صاحب مسند سے بھی ہو گیا تھا

نمازی الدین حیدر سے خبر کی نواب اویس وقت لباس خاص سے شمشیر ولایتی
 نریب کمر نواب خاص محل کے چلتے سے داخل بارہ درمی ہوئے آغا میر
 ہاتھی پر چڑھ کر بارہ درمی میں آئے کرنل صاحب سر جانے پلنگ کو کھڑے ہوئے
 ایک خواص سے رضائی کو منہ سے ہٹوایا ڈاکٹر صاحب نے پہلے نصف گھنٹی
 دو کے بعد گلے میں شتمہ بازو کمر شتر شقیقہ میں ایک طرف سے چربی دوسری
 طرف سے ایک قطرہ خون نکال کر رگیا یقین انتقال ہوا یہ بھی اعتراض اجاب ہم
 ہے کہ جسے سکنا ہو شتمہ گلے میں باندھتے ہیں کہ رہا سہا دم ہو باقی بھی ہو
 نکل جائے واہ +

کرنل صاحب نے ہٹ کر صاحبون سے نام نواب شمس الدولہ کا لیا
 آغا میر نے مضطرب ہو کر مرزا حاجی کی طرف اوٹھوں نے مرزا جعفر کی طرف
 اشارہ کیا کہ یہی ہوا سی وقت کے واسطے پہننے کشکاری ایک مدت
 کی ہے وہ اسکی یہ ہے کہ حب جنت آرا مگاہ نے سب
 کو ٹھٹھے پنج محلہ کے اہتمام جناب عالی میں نیے اور خود انکی طرف متوجہ ہونے کو
 انہیں بھی ایسے قوی اپنے واسطے پیدا ہوئی و گرنہ اسکے پیشتر انہیں یقین
 اپنا نہ تھا اس جہت سے علی لقی خان میرنشی اور مرزا حاجی سے بہت خصوصیت
 پیدا کی تھی شب کو غفلت میں دونوں جگہ جایا کرتے تھے اور تماثل لاکھتے
 انکا بھی اوسیں حصہ تھا غرض مرزا جعفر نے کرنل بلی صاحب سے کہا مجھے کچھ
 عرض کرنا ہے صاحب نے کچھ اعتنا نہ کی پھر عرض کی جواب دیا ہم
 سمجھا جاتا ہے کامطلب یہ وہ مرد مجنون ہے اوس وقت مرزا نے بد رشتی کہا
 کہ ایک بات سن لیجئے آئندہ آپ کو اختیار ہے فی الحقیقت انکے حرکات
 صاحبزاد کی عجیبانہ بہت مشہور ہیں ہر کارہ انہار جوانکی ڈیوڑھی پر مقرر تھا
 اوسکو ایسا مارا کہ مرگیا جنت آرا مگاہ نے عتاب کیا یہ خفا ہو کر امام بارگاہ نواب
 آصف الدولہ میں جا کر کہی میں نے رہے محمد آفرین علیخان نے قہقہہ معاف کر دینی

قتید ہو کر لکھنؤ آیا بعد رو بکازی کے جب چوری ثابت ہوئی جہلمانی
کیا وہین مر گیا۔

عرض زمانہ کی پستان مفتاح الدولہ بہا اور ابتدا سے حال ظفر الدولہ
یہ تھا پھر اونکی ترقی جہاں و حشم مع اونکی اولاد کے ہر سلطنت میں
زیادہ ہوئی مشہور ہے کہ انکے وہ تین بیٹائی انکی ثروت سنکر ایک دفعہ
لکھنؤ آئے اور اسے ملاقات نہ کی کچھ دنے کر رخصت کر دیا مگر انکی بہن
بھی بنارس میں تھی اور ساکھن اکثر باخفا آیا کرنا تھا یہ خرچ اسے
بھیجا کرتے تھے مگر یہ سال بھی کسی پر نہ کھلا مگر یہ سب خوبیان
وضعات واتی اوٹھیں تک رہی اولاد میں وہ صورت نہ رہی +

مسند نشینی نواب غازی الدین حیدر خان بہادر
مرشد راوہ آفاق در ۲۲۹ھ مطابق ۱۸۱۴ء

خلاصہ احوال مسند نشینی نواب عالی متعالی یہ ہے کہ جب جنت آرا مگنا
نے قضاے مشہورہ سے انتقال کیا اشرف الدولہ و صفیان علیہما السلام
جو بنارس سے معزز تھے پاپوہ یاد وڑ سے روڈ پر تھے مین کمر تل بلی صاحب کو
اس میں شرف و عین سے آگاہ کیا صاحب نے ایک چٹھی صاحب کمان شہر
چھا وئی متدیانوں کو طلب بلین کی شہر سوار کووی ایک چہرہ سی
طلب مرزا جعفر کو بھیجا اور فوراً مع واکٹر ولسن کپتان فارچن میں تعلقے
بسیلی کار و سکے جو ہر وقت تیار رہتے تھے لیکر داخل بارہ درہی ہوئے
در دولت پر پہرہ کر دیا کہ کوئی بے ہارہی اجازت داخل نہ ہو یہ اہتمام فقط
نواب شمس الدولہ کے واسطے تھا جنہیں مستحق ریاست جانتے تھے چنانچہ
نواب دروازے پر آکر مانتھی پہ کھڑے رہے محمد غلامی اردولی نے نواب

سپاہیوں نے روکا جناب عالی لباس انگریزی پہنے تھے رات بھی تھی
مشکل صاحب لوگوں کے ڈانٹے سپاہی نے غرض کی صاحب مسم
مختار روکتے مگر حکم یہ ہے کہ جب سوا ت علی خان کو دیکھتا گولی مارنا
جب صبح ہوئی جلیوس سواری پہونچا جناب عالی ہاتھی پر سوار ہو
داخل شہر ہوئے۔

بعد اسکے فتح علی حسنان کو بنارس سے طلب فرمایا مع اسباب
محمولہ کشتی کر کے دریائے گومتی سے دولتخانے پہونچنے خلعت ملا
ایک ٹالین تلنگم دے کر خطاب کپتانی پایا اور حسنہ خانہ عامرہ دیا اور
سوائے دو اور شخص بھی مقرر ہوئے اور دستور خزانے کا یہ تھا کہ
ایک چھوٹی سی مدجنل کی جناب عالی کے پاس رہتی تھی اور انھیں
تالٹ باغیچہ کی تحویل میں روپیہ و جنل ہوا کرتا تھا اور کسی دفتر میں اسکا
حساب نہ لکھا جاتا تھا اتفاقاً بعد مرور ایام وہ دونوں آدمی خزانے کے
مرگئے انھیں کا اختیار رہا۔

جناب عالی کو بھی موسی باغ میں تھے ایک پرچہ اخبار گزارا کہ خزانہ
میں نقب معلوم ہوتی ہے مجھ دے سکے سننے کے اضطراب سے
پہنچ تھے چچوان کا ہاتھ سے گریڑا اور سی وقت سوار ہو کر نقب کو جاسنہ
نہرا کر بند کر دیا مگر اشد فی روپیہ کا حال نہ معلوم ہوا کہ کس وقت در
گیا اور کب سے جاتا تھا آخر معلوم ہوا کہ ایک سپاہی جو متعین
خزانہ تھا اوسنے کسی حکمت سے سپاہی عدوی تھی اشد فی روپیہ
اپنے نوٹے میں بھرت کو کھیلے رفع حاجت باہر جایا کرتا تھا جب
افشا سے راز ہوا بھگا کر بنارس پہونچا عیش و عشرت کرنے لگا
اور مشہور کیسا میں میا نواب سعادت علی خان کا ہون نصف ہو کر
چلا آیا ہوں جب یہ خبر لکھو پہونچی سرکار نے وہاں کے صاحب کو لکھا۔

انکی بیٹی سے نسبت ٹھہری مرزا آغا جان کو اس نسبت میں قائل تھا جناب عالی
 نے فرمایا کہ وہ میری بیٹی ہے مرزا آغا جان اسی شادی کی حسرت میں مر گئے
 بعد اس کے مرنے کے نواب خاص محل نے حسب الحکم جناب عالی اپنے
 محل میں شادی کی اور سب رسوم محل میں ہوئے مرزا محمد حسن کو ابن صلیب کی
 جہت سے سو روپیہ ماہواری ملتا رہا جب حضرت خلد منزل ہوئے پھر داروغہ
 توپخانہ آبادی ہوئی بہت عین سے بسراوقات کی قدیم حویلی پدری سبحان علیخان
 کے ہاتھ تک گئی تھی اس کے برابر کئی مکان لیکر اس سے زیادہ املاک بنوائی آبا
 وہ بھی مر گئے گھر کے مکان میں دفن کیا گئی برس پیشتر بی بی کو اوسے مکان
 میں دفن کیا تھا اب اونکا بیٹا صاحب اختیار ہو دوسری بی بی سے +
 خلاصہ جب جناب بہو بیگم صاحبہ کاشقہ طلب بہت نیت مسند نشینی
 جناب عالی کو پہونچا سوائے فتح علیخان کے کسی سے یہ راہ مخفی ارشاد
 کیا اور فرمایا ہم آج رات کو ڈاک میں روانہ لکھنؤ ہونگے مسند نشین وزارت
 ہونگے جب ہم تھیں بلوائینگے چلے آنا ہمارا اسباب ضروری سب پاکی میں دست
 کردہ اور بخون نے اپنے سلیقے سے کچھ روپے اشرفی پوشاک خاص ناشتہ
 سفری رکھ دیا رات کو بحیلہ خاصہ طعام ایک مکان میں تشریف لائے
 وہاں سے پاکی میں سوار ہو روانہ منزل مقصود ہوئے ہمراہ رکاب دو خواص اپنی
 قوت تیز روی سے ساتھ ہوئے اتفاقاً قریب آکے آباد بانس پاکی کا ٹوٹ گیا
 جناب عالی مضطر ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ خواص نے سبب
 یہ چھپا فرمایا یہ صورت ہوئی اوسنے عرص کی حضور یہ پاکی کسے درست کی
 تھی فرمایا جسے کیا کہانی کہوں پھر اوسنے گستاخانہ پوچھا فرمایا فتح علی نے
 عرص کی غلام کا سبب تکرار یہی تھا غرض جب اوسنے پاکی میں تلاش کی
 ہر ضرورت کو دیکھا موجود ہے روپیہ لمپ کروڑا کسی گائون کی طرف اشارہ
 وہاں سے ایک پاکی لے آیا ٹوٹی پاکی کو وہیں چھڑا جب تاکہ بود علی شاہ پہونچو

محاصل ملک ایک کروڑ ۱۵ لاکھ سے زیادہ ہوا۔

فتح جو بعد برطانی کے رگڑی ۳۲ پٹالین خلیفہ و ملنگ سوار سے سہ بنی علاقہ تھا
ہر فصل ۵ ہزار سوار رگڑی ہزار شاگرد پیشہ و دوسو ترکہ بار خاص سوار ساری راجہ
بخت اور سنگھ کار سالہ۔

جمع خزانہ عامہ درین مدت سند نشینی چودہ کروڑ روپیہ بچپن زبانی غلام اللہ
اس نصف ملک کی تقسیم سے اس قدر حث زائد جمع ہوا تھا اگر دوسرا نصف بھی
رہتا غالب ہے کہ اس سے زیادہ جمع ہوتا۔
مدت ریاست ۱۶ برس کامل ۱۱ شہر ۲۱ یوم۔

حقیقت حال مظفر الدولہ کپتان فتح علی خان بہادر کی ہے

کہ ضلع بنارس میں مقیم تھے انکی پرورش نواب سعادت علی خان بہادر
نے مثل اپنے فرزندوں کے کی تھی اور تعلیم تربیت سطح چارہ میے فرمائی تھی
اور مالک و مختار جمیع کاروبار کا کیا تھا خصوصاً خانہ عامہ بھی سپرد کیا تھا
اور انکی امانت اور دیانت سے بہت راضی اور مطمئن تھے جب جوان ہوئے
نگلی بیگم صاحبہ بڑی بہن جناب عالی نے ایک لڑکی قوم مغل کیشمیری جسکی مان
مرگئی تھی باپ واروغہ تھا اوسکو اوبھون نے پرورش کیا تھا کسولہ سے کہ وہ
بے اولاد تھیں جناب عالی سے کہا میں چاہتی ہوں اسکی شادی تمہارے بڑے
بیٹے سے کروں فرمایا یہ نواب ہے جب دوسری بی بی کہ لگا میرے تمہارے
اعانت بخش ہوگا بہتر یہ ہے کہ تم فتح علی کے ساتھ کرو کہ یہ بھی بمنزلہ میرے بیٹے
کے ہے غرض انکی شادی بنارس میں ہوئی انکا اعتماد و ان بدن بڑھنے لگا
اور کار فرمائی بھی سپرد ہونے لگی خطاب خانی بھی ملا جب جناب عالی مستعین
وزارت ہوئے انکی بڑی بی بی اوسی سال پیدا ہوئی اور سکا تو لکھنؤ میں مجھے جناح
جب لکھنؤ میں مرزا آغا جان واروغہ تو پچانہ و فرشتانہ کے بیٹے مرزا محمد حسن کی

تقسیم ملک ہونی سو کم کرنل کائنس صاحب جو شہداء عین عارضۂ نقرس
مرگئے اور انکی قبر ملحق باغ پڑا ہے اسکے سوا کوئی رزیڈنٹ لکھنؤ میں نہیں
اور چارم سوا کرنل علی صاحب کے نو برس تک نہیں رہا رزیڈنٹ ہو کر
اسکے ساتھ بارہ سے حضرات لکھنؤ تشریف لائے جو حالت یاس میں
آوارہ وطن ہوئے تھے انکی جہت سے ریاست میں بھونچال رہا شہداء
روانہ ولایت ہوئے بہت سے تحائف ہندوستان اور کتب ہر قسم کی
لے گئے عربی فارسی میں صاحب استفادہ تھے گوری بی بی جرنل ماٹن نے
ایک لڑکی مسماۃ عمدہ پالی تھی اسے اپنے رسوخ سے کرنل صاحب کو دیا تھا
بعد کئی برس کے وہ مر گئی اسکا مقبرہ بھی کرنل صاحب نے عقب مقبرہ کرنل
کائنس صاحب کے بنوا دیا تھا زسرکار سے باہتمام واروغہ جو مہتمم کار رزیڈنٹ
سرکار کی طرف سے رہتا تھا اکثر جب چار باغ سے ہوا کھا کر پھرتے تھے جابا
کرتے تھے اس کے سر کی چوٹی بالوں کی اپنے وفور محبت سے کاٹ کر زرخیر
اپنے گلے میں پہنے رہتے تھے اسکے بعد اسٹریچی صاحب گوالیار سے آئے
ماتن جانشین جناب عالی نواب شمس الدولہ احمد علی خان بہادر اور جرنل
فونج بھی تھے +

نواب نصیر الدولہ محمد علی خان مالک و فتر دیوانی +

اہلکاران معتمد سرکار نواب مظلم الدولہ حکیم مہدی علی خان +

و فتر و اصل باقی بعد جیسکھ راے کے راجہ دیا کرشن بہادر +

راے رتن چپدا اخبار کوٹ گشتی و ڈیوڑھیات وغیرہ +

راے صاحب رام اخبار خیفہ +

راے مجلس اے بخشی تقسیم تنخواہ و نگاہدشت نو ملازم +

اسی طرح جتنے اہل کار تھے سب منتخب معتمد سرکار تھے +

بعد تصفیہ ملک بقیہ ممالک محروسہ ایک کروڑ ۳۵ لاکھ ۴۴ ہزار ۹ سو

سنو اچھر لنگ پڑا کر لیٹے حاضرین خواص کو ایسے حال کے دیکھنے سے تعجب ہوا اور تعجب و
 دیر کے گھبراہٹ کے اٹھنے بیٹھنے پر ہاتھ پیر کے فرمانے لگے یا حضرت عباس علیہ السلام میری
 اس وقت میں مدد کرو مجھے ابھی بجا لو بعد اسکے چاہا سر جانے کے تکیوں پر سر رکھیں ایک شخص
 نے اپنی گوبدین سر پہ لیا فرمایا تم کہتے کا کھولو وہ کھولنے لگا اتنے میں سر قابو کر
 جاتا رہا بلغم غلیظ نکلتے میں اور منہ میں اگر اٹکا کچھ فرمایا مگر وہ الفاظ کیسی سمجھ میں نہ آئے وہ اپنے
 اپنی دواؤں کی گلیاں منہ میں ڈال کر تختہ بلغم کو کھالادو بارہ جرات نکریں سکا پہلے اونچا کیا تو نکل
 نکلی تھیں پس سر میں نے اوج سعادت پر پڑا دیکھا خواص نے دھانی دھانی اور ہاتھ دھانی
 کو کھینچا ہو گیا اس وقت ۹ بجے تھے نواب شرف الدولہ رمضان علیخان بڑے متہ جاناں
 تھے پیادہ دوڑ کر کمرل علی صاحب کو خبر دی یہی وجہ اونکی خیر خواہی سرکار کی ہوتی لارڈ باریا
 صاحب نے بہت سفارش کی تھی اسکے سوا کوئی اور خیر خواہی نہیں کی اور نہ سنی راجہ غلامنگ
 یا محمد غلامی اردو نے نواب غازی الدین حیدر سے خبر کی غرض سن شریف یہاں
 کا وقت ارتحال تھا۔

القصر روزمرہ شہنشاہ قریب دو پہر دریا میں زیر فوج بخش خیمے میں غسل دیا کہتے ہیں
 زبانی غسال کہ میت کے منہ سے خون جاری رہا جنازے کو ٹھہری دھوم سے اونچایا
 مرشد زادے داماد امر القربا بانیہ میں ساتھ تھے اکثر روتے تھے اور کثرت خلائق سے شریک
 بڑا کھرام تھا مقام تعمیر تھا لاجل نے دفعہ کام تمام کیا خاص بازار میں بڑے مرشد زادے
 نواب غازی الدین حیدر کے مکان میں دفن کیا وہاں فقط ایک جگہ بنا ہوا تھا اور
 احاطہ بیست محلوں پر اسی خیال سے تعمیر کسی اور مکان کی نہ کی تھی بلکہ ایک دن جب
 نواب غازی الدین حیدر نے باب تعمیر مکان میں عرض کیا فرمایا یہ سب مختار و مکان میں
 کسی ایک سنین کئی لاکھ پڑوین بچو بیلیاؤں اور حضرت فردوس منترال کے زمانے میں
 تمام ہو گا بس تلافی بھی نصیب ہوا تاریخ وفات آہ ش گنج سعادت زمین
 یہ سب تو جہان بخت آمد بد ہاتھ بگنت آہ شہ لکھنؤ خراب
 صاحبان ریزیٹ اول لیسٹن صاحب دوم کمرل اسکاٹ صاحب انک وقت میں

مجلس قضا کے متعلق و مبرم ہوئے بطرح زبان فلق خاص و عام سے جاری ہو اسکے
قرائن کا شمس فی الزمان تھوگر و ارشاد ریاست اپنا ہوا عنایت تھو کچھ سیر کو
بازنواست کرتے والا تھا

انتقال جناب عالی منقہ الی

۱۹۹

کئی مہینے پیشتر سے بسبب کثرت ملاحظہ کو اندک ملی و مالی وغیرہ کو ضرورت بہارت
ہو گیا تھا اور خلل نزول پایا جاتا تھا اکثر کمال نامی شہر کے طلبہ ہوسے چنانچہ انعامیہ
کمال جویت مشہور تھے و وسیر و میہ و راجہ کے ملازم ہوسے سرکاری ہر قسم کا ملاش کیا گیا
مگر صورت اصلاح تبدیل نہ ہو سکی لیکن کاروبار و دیار سلطانی بدستور رہا کیا غلط تھا کسی ثابت
ہونا باغیہ الیہ کہ بیان فتح علی خان کہتے تھے کہ ایک دن فقط صبح چہر ثابت ہو گیا تھا
نہایت ۱۳۰۰ تاریخ شہر حبیبہ زویشہ لکھنؤ مطابق السوالانی شہر اہم چار گھر می و ان
وہ انوکھیل بسواری اجماع خواص خبر یہ سے برآمد ہوسے شرک شہوت کا حساب کر
خاص بازار سے بارہ درمی سر راہ میں رونق افروز ہوسے ماری نام کو نیسے کا لڑکا
اوسے خاص بازار سے لیتے آئے تھے گانے لگا چاس پیہ اوسے عنایت ہوا چار گھر می
رات گئے خاص طلب کیا لنگہ پریشیے لکھ کا ساگ ننگ کے ساتھ نوش فرمایا بعد اسکے
کئی ٹھیکے بھی نوش کیے بن ایک ساعت کے مہول بخنی کا تھا اور خاصہ طعام ہمیشہ قاب
غیر ہمیں نوش فرمایا کرتے تھے مشہور ہے کہ غوری عین اثر نہیہ بجا بلہ ظاہر ہو جاتا ہو مارا
جام اجل سے غافل تھے جو اہر علی خان بارونہ آبدار خانہ بڑا حق خان آبدار کے ہاتھ سے
گلاس خنجر کا ایک جھنڈہ کو دیا نوش فرمایا بڑھن خان جب لشکر تاج الدین حسین خان میں
سلطان ہو گیا بستی پریشان حال تھا انسان حسین خان سے کہنے لگا کہ ہم نے کال کرکٹ
اوس بخنی میں دیا تھا پانچ ہزار روپیہ ملا تھا گاہ نہ وہ روپیہ رہا نہ آں اولاد ہی ہم محتاج ہو کر
وہ بے پھر تے ہیں اسکے سوا بعض اور زہر بیان کرتے ہیں واللہ اعلم حسب تحقیق از روئے
انصاف ہوتا تو کھل جاتا غرض بعد نوش فرمانے کے ایک ساعت تک پہلے کے تکیے پر ب
رکھیا کت و خاموش بہت چھوڑی پر نفع احتیاج کو گئے ویر تک بیٹھے سے بخنی اور

مقرب خاص جناب عالی ان سب مقدمات سرکارین سے خوب واقف ہو چکے تھے
برصفت روانہ ولایت ہوئے اور بمل منظور یہ ہوا کہ ولایت سے درستی و مقدمات جناب عالی
ہو جائے تو باعث خیر و نیکو نامی و غیر خواہی کا ہو گا اور کسی صورت یہ سکا کی لازم نہ
مساحب فائق خاص شاہ جمہاء جارج پیام ہین اور بسبب غرضی کے اپنی اسبیت
زمینداری وغیرہ سب ہین کرینگے ہین اگر ایسے برسے وقت میں جناب عالی اپنے دوست
ایک استخوان نامہ باز کریں غالب ہو کہ جب منصب گویہی ہو گا کہ منصوب ہو کر جائینگے
موصول مقصود جناب عالی خاطر خواہ ہو گا چنانچہ سب اس منہوں خاص کی تخیلی جناب عالی
کو آتی اور سکا جواب ہاں جواب بحیلہ طلب تمام مقدمات ولایت چھ لاکھ روپیہ بھیجے اور اویسے
نمائندین لاکھ روپیہ مل اپنی کو بظاہر روانہ کیے لاکھ روپیہ صرف اس حرکت و دستاویز دست
سے بہت مرہون منت بار احسان ہوئے اور گوارا و فی صاحب کے اظہار سے سب کیفیت
اظہار صاحب زمینت خوب ظاہر ہوئی مگر موقوف بروقت رکھا۔

القسمہ سب جارج چوہام سربراہی سلطنت ہوئے لاکھ روپیہ لاکھ روپیہ جارج چوہام سربراہی
ہو کر یہ روانہ ملکاتہ ہوئے منہ راج سے محبت نامہ کمال خلوص جناب عالی کو یہ بھیجا مالاکا دستور
زمینت نامہ بعد رو ملکاتہ کے تھا اوس میں تین مقدمات جناب عالی بکنا یہ مندرج تھی سب
حسب رشتہ کنیل پیل صاحب نے وہ محبت نامہ جناب عالی کو بعد چار پانی کرہ خلافت میں دیا
جناب عالی نے اونچیز کیا صاحب نے کلمات نامہ اور اقبال زمینت کے ادا کیے مگر
دیوان غالب سے نکل گیا جناب عالی بھی باوجود حکم و برہاری کے تھلک شہید غیبی و بار
مسترت سے ہوئے اور اپنی نعت خاص میں اکثر کلمات پوشش نہک حرامان و مکملے لگے
چنانچہ ایک دفعہ مرزا ابوالفتح کی بی بی نے عرضی شکایت کی کہ مرزا جعفر کامیاب ہمسایہ
انکے فریادین عمارت سے ہر روز پردہ کرشمہ سے بڑی تکلیف دہتی ہے فرمایا صبر کر و چند
روزین یہ مکان تمہارا ہے جانرکا۔

جب کنیل پیل صاحب نے یہ کیفیت خاص مرزا جعفر سے بیان کی تو یون کو یکس کلی
اپنا کہہ کر مالکی میں ہوئے آخر خاتمت و ترسان اپنی جان و مال و عزت سے ہو کر

چنانچہ جناب عالی لشکر سلطانی پور میں تشریف رکھتے تھے وہاں پرچہ اخبار سے علامات مزاج جناب موصوفہ معلوم ہوئی اس خیال سے کہ بہت ضعیف ہو رہی ہیں مبادا انتقال کر جائیں بہت جلد داخل فیض آباد ہوئے حاضر حضور ہو کر نذر گزاری سات مرتبہ تصدق ہو کر انہی آنکھیں کفن پاسے ملنے لگے کہ غلام کو انھیں قدموں کے دیکھنے کی تمنا تھی اور بدل منظور فرمایا دیکھنا تھا بیکے صاحبہ نے کچھ طلب کی سمجھ کر خواص سے فرمایا دو سالہ میرے پاپوں پر مائے اوسکے بعد بلنبوس خاص خلعت عنایت فرمایا جناب عالی کے انتقال کے ایک برس بعد جناب موصوفہ نے انتقال کیا اسی طرح جتنے امور خلافت قانون و خلافت مزاج کر لیں پہلی صاحبہ سے سرزد ہوئے تھے ایک سو چودہ قصور بقید تاریخ و مقدمہ قلمبند فرماؤ تھے اور یہ سب محمول لاؤ زمین شنگ صاحب بہادر کی رونق افروزی پر تھا مگر تقدیر نے بیجا باجل نے فرصت ندی عوامی بسا آرزو کہ خاک شدہ +

خلاصہ جناب عالی کے شہر سے کوئی شخص بغیر تھپی نکاسی کو شہر سے باہر جاسکتا تھا غشی محمد بخش کو یہ خدمت تھی اور سا فرس روپ سے زیادہ روپیہ نہ لیا جاسکتا تھا بعض اہلکار نے اچار کے گھڑوں میں اشرفیان بھر کر پیش بنکی بھیجنے کا ارادہ کیا تھا مگر پکڑی گئیں جب سبکی نہ ٹھہری اور کینے خون سے اٹھان لیا ضبط سرکار میں رہی اس پر تین چاند صاحب جناب نے مراد آباد اپنے گھر بھیجنے کا قصد کیا تھا فی الحقیقت اہل و اقارب کے ہونے اور اوتکی حمایت سے سرکار میں سبب فساد کے ہوئے اگر حاکم اعلیٰ منع نہ کر دیتا تو واجباً جی تلافی نکرتا تو کوئی ایسا نکرتا یہی سبب ہوا کہ آخر صاحبان کورٹ آف وائٹ کرپس نے آرزو و انصاف اس سلسلہ حمایت کو برہم کیا فقط طریقہ قضی موعود جاری رکھا و اثران سلطنت نے اسے ہی قیمت سمجھا لاکھوں روپے فی الحقیقت ایسی سرکار عالمی شان کے مقابل دو سر اکون ایسا صاحب جن تھا جسکے اعتماد پر روپیہ بیٹے میر غرض توضیح ان حکایات اور افسانوں کی جو نو برس کی مدت رٹینی میں ہوئی کہ ان بیان کیجائے ہر صاحب فہم کو ایک تخیر رہتا تھا کہ دیکھیے انجام کار ان سب مفادات کا کیا ہوتا ہے اس عرصے میں یاوری اقبال جناب عالی سے گویا و ذلی صاحب صاحب و

مصارف دیگر مندرجہ کو اخذ نہ ہو و انصار خود اندونیز و فیصلہ ملی مہری خود بہ شملہ نقد و ق
مال از قبیل نقد و جوہر و نشان مکانات آن بدست شہادت و قرب و عوالی و قربت اہل
و عوالی و شہادت عباد و والد و لہ فضل المالک میر جان علی صاحب بہادر و ارسلان جنگ صاحب
جانشین مقام کتب و مود و اندونیز و رت و باب مستجاب علی القاب شرف الاموال و اہل
گورنر جنرل بہادر از تقسیم اموال مذکورہ رابطہ یکدیگر کاغذ مذکور و مودع است بحال و برقرار
بکفالت سرکار انگریز بہادر گرفتند و قرار مینمایند کہ ہر گاہ مال مذکور بدست تصرف سرکار
انگریز بہادر خواہ یا نہ یا و اشارات بیکہ صاحبہ عظمہ و بارہ اقربا و متوسلان ایشان در یک
مندرجہ کو اخذ مستور ہرچہ برین سرکار و قوت و شہادت گئی بر روی و قرار و اہل
ونیز اقرار و اعتراف آنہی مینمایند کہ اہالی این سرکار در بارہ مقرر گردانیدن چند مبلغ
تجسم رات بقدر جمع مبلغ وہ ہزار روپیہ سالانہ بر سبیل دہانہ نام محمد داراب علیخان بر روی
بیکہ صاحبہ عظمہ از سرکار و اب وزیر المالک بہادر و مساعی جمیلہ خواہند نمود و علاوہ آن دو صاحبہ
و مود و قرار مینمایند کہ اہالی این سرکار در بارہ اقربا و متوسلان سرکار بیکہ صاحبہ عظمہ لازمہ حاجت
ونیز برستی و نقد و ہذا ہند پسایند و وجہ معاش آنہا بآہنا و اولاد و اہل و انساب اہل
بطوریکہ تحریر میگردد چاہے شدہ است بحال و برقرار خواہد داشت ۲۹ سالہ اکتوبر ۱۲۱۳ عیسوی
مطابق ۳۴ شہزادہ شہزادہ ہجری مقام و رت و لہ تحریر یافت
ذامعہ ابی مطلب کتاب گنجنا چاہیہ یا اہل و انساب سلسلہ کتابیہ و اسطو مندرج ہوا جو کو
ما وقت بعض بنیہ بیکہ کہ سرتہ سلسلہ ہر اہالی ہا ہوگا کہ کہ او بخین جزو کل معلوم ہوتا
مغرض جناب عالی ایچہ بہت سی حشرین و نیاست بیکہ متن و رچہ فیما لیم و فلان چہ خالی
شملہ بنی علی مال ہو بیکہ صاحبہ و غیرہ
بہ جب تحریر کتاب و شیعہ انگریزی طبع کلکتہ بنای و شیعہ بیکہ اجبہ شہادت اہل و انساب
مترکہ و مود و مجموعہ کتب و مود و شیعہ انگریزی و کتب و مود و شیعہ
و شیعہ برای مرزا علیخان و سالار جنگ و ایامی سہ پسرشان اہوارچی و لطف اللہ سیکہ
و مرزا محمد تقی خان و مرزا نصیر و اولاد نشان اہوارچی

خیر النساء	مرزا جعفر بیگم	لواحقان مرزا علی و مرزا جعفر بنده بیگم	آمنه بیگم
بیگم صاحب	میرزا کل صاحب	انجی خانم	انجن کاشا
سیتی بیگم	سنگی بیگم	جمنی بیگم	والد حسین علیا
بیگم صاحب	امامی بیگم	فاطمه بیگم	حسن علیخان
مرزا ابند	محمد علیخان	مرزا ابوطالب	آغا بزرگ عرف
مرزا ابراهیم	عباس قلیخان	میان بخت	میان نوروز
مرزا شاهر علی	هرکده امیر محمد	مرزا یونس	میر تقی بیگم

آیت الله میرزا بیگم
میرزا علی احماد

خواص پوره

نقل تهمذ نامه از طرف نواب مستطاب معالی القاب اشرف الامار و امیر اکو نیر جنرل بهادر
دام قبله موسوم به نواب بهو بیگم صاحبه فاطمه صریقه مذکوره و نعم ماه اکتوبر سال ۱۲۲۰ مطابق
چهارم ذیقعد ۱۲۲۰ هجری مقام فورث و لیم
چون نواب بهو بیگم صاحبه معظمه عشره والدیه نواب صفیه الدوله مرحومه بهر عذر اندوه
و شقیقه مهری خود و گواهی گویان معتدرا ده والدیه نمودن یکی اموال منتقله خود را به دست نایب سرکار
و ولایت کریمپنی انگریز بهادر جهت اینکه اهل ملی مدوح وجه معاش اقارب بهر سلطان بکیرد با خیر
بقی اوده عنوان مندرجه کاغذ علمی و مهری موئی ایضا بگواهی گویان مذکور مقرر نماید و هم برآ

تتمخواه مرزا قاسم علیخان بهادری قسیمیکه در عهد پهلوی در نوابی صفت الدوله بهادری مقنن و تالیف
اجرا بود و در استعین او همیشه جاری بود و بمرزای مذکور رسیده باشند و ابلی سرکار کمینی انگریز
پاسخ خاطر باد دولت امانت و امداد امور مرزای مذکور نموده باشند آئینتی با حش خوشی
ناظر باد دولت خواب بود هرگاه از حسن و کفالت ابلی سرکار موصوف و چه تتمخواه مذکور
نسبتا بعد از جاری شود ابلی سرکار موصوف بر مضمون و شقیه عمل فرمایند یعنی وجه فراموشی
هر یک از اولاد او و مرزا مرزای مذکور محال جاگیر یا از بقیه منفعت مال سرکار مقرر سازند
تتمخواه خاص محل از محال گویند و بموجب فقره تفصیل عمده بدست و جاری باشد و بعد محال
رسیده باشد و هرگاه تتمخواه لطف النسایکم و مرزا محمد تقی خان و مرزا نصیرت فرزندان ایشان
از جایاد محال مذکور نسبتا بعد از جاری بود ابلی سرکار موصوف در راه این سه معنی
مضمون و شقیه فرمایند یعنی تتمخواه هر کس از بوز محال جاگیر یا از بقیه منفعت مال سرکار
مقرر بر معین نموده بایند.

تتمخواه فرزندان و متعلقان مرزای که از سابق مقرر بوده است بعد باد دولت بر همان قسم
برقرار و به حال پیش و اگر نباشد ابلی سرکار موصوف بر مضمون و شقیه عمل فرمایند یعنی بوب
فراموشی مال یک محال جاگیر یا از بقیه منفعت مال سرکار مقرر سازند
انچه نکرده اند به عودش جاگیر خود و در راه می بایند همان قسم در راه فرزندان و متعلقان مقرر
و موصوف همیشه یافته شد و اگر نباشد ابلی سرکار موصوف بر مضمون و شقیه عمل نمایند
و وجه فراموشی محال به نسبتا محال جاگیر یا از بقیه منفعت مال سرکار مقرر سازند
امه الزمیدار گیم سحر یا تالیف بست و شقیه بوب شقیه حیرت امه الزمیدار گیم
تتمخواه خاص محل از مازاد محال گویند و شقیه نمائند که از سرکار شاهی بجزش و عمل نمائند
و در شقیه

مسار

بموجب شقیه کیم اکمل اولاد نمائند

مسجد و ابلیخان بوب و سحر بوب

از شقیه نمائند لطف النسایکم

مسجد و ابلیخان بوب و سحر بوب

میان ذوالفقار میان شجرت میان شوکت سید بنی محبوب کمان

میان سحر میان تمکین قنبر عتله میان منبر

میان نسیم نیک روز بلال لوفت

سید محبوب بنو سلطان علی خان سلطان کمان امرجان کمان

خواصان مردان چوکی پسره

میرزا فوز و امام علی بنده علی حبیب علی

پدایت علی بنده علی سید بنی حسن پناه علی وکیل

نشی سبحان میرزا بی بی خیرا خدیجه انسا مرزا کوچک حکیم

برای طیماری مقبره شجله متر که با تمام داراب علیخان

برای مذکر بلا علی و شجف اشرف شجله متر که معرفت ارباب علیخان یک

برای اخراجات مقبره دیات کجج مبلغ ده هزار روپیه اندر گنه پنجم رات مقرر شونده تا

آمدنی آن سال بسال داراب علیخان گرفته بمصارف مؤمنین و مسافرن و قرآن خوان

عالیجه	میان حسن	مرزا قاسم علیخان و غیره
نشار الیه	مرزا اکبر علیخان	مرزا اصغر علیخان
مرزا مهتر	مرزا عباس	مرزا سلطان علیخان
مهدی بیگم زوجه	مرزا جعفر علیخان	محمد داراب علیخان
نواسه	مرزا اکبر علیخان	محمد داراب علیخان
رامنی داشته	از رجب پرگنه رسولون	در جاگیر مقرر شود تا چهار هزار روپیش
در ماه به ماه	بو پوسه	بو پوسه بچین و غیره
مشار الیه	بو پوسه الماس کمور	بو پوسه فیض النساء
دامیه النساء	بنو صاحب	میر محمد علی ولاد احمد علی
میان محبوب کلان	میان خود چشم	میان سعادت
میان دلاور	میان دولت	میان محبوب فرد
میان کچیرلخ	میان نشاء	میان معقول
میان شندفر	میان خورشید	میان نمایش

بہت جھلا ہوا چنانچہ مرزا جعفر کی بیٹی کے جہن سوریہ دیو ماہواری مقرر ہوئی اور دربار عالیجناب نے بخون جناب عالی باخفا ہندوستان میں جنوں کی مول لیکر واپس روانہ کیا تاکہ یہاں سے اسکا حال جناب عالی پر کھلا۔

نقل و وثیقہ تہہ سکہ صاحبہ فیض آباد

ایں وثیقہ الیست بطریق و دیعت نامہ از جناب حضور جناب عالیہ امۃ الزہرا بیگم صاحبہ بہو سکہ صاحبہ بنت مرزا نادر شاہ صاحب خان مرحوم زوجہ نواب شجاع الدولہ والدہ ماجدہ نواب آصف الدولہ بالالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کہ کفالت و حمایت و حفاظت مابدولت مع جمیع متعلقان و لواحقان بزرگت بہت اہالیان موصوف ثابت و تحقق سنت و ہمیشہ بکمال آمدہ و خواہ آمدہ برین وجہ کہ تا ایام حیات مابدولت بر جمیع علاقہ جاگیرات و مکانات و مال و اسباب خود قابض و متصرف بودہ نو عینکہ صلاح و وقت اقتضا خواہد نمود و پرورش و تربیت و عزیزان و برادر زادگان و لواحقان خواجہ سرایان و متبندان و کنیزگان سرکار خواہم نمود لیکن چون برینا مستغنی اعتمادی نیست لہذا نظر بر عاقبت اندیشی و مال کار در حالت صحت و ثبات عقل و حواس خود تمام مال اسباب و اثاث الیست خود از نقد و جنس انچہ با یقین در ملکیت اینجانبہ است و بمقدار آن و فرمایند مہری اینجانب مفصل معلوم خواہد شد مع دیگر ہر چہ درین وقت لغایت وقت ارتحال زین دار فانی بخزانہ سرکار جمع شدہ باشد بطریق و دیعت و امانت بالالی سرکار کمپنی انگریز بہادر و دوم و سپہ دم و اختیار کامل در باب تصرف و ران بالالی سرکار موصوف و مفوض و مسلم فرمودیم بد نظر و توقع آنکہ بالالی سرکار موصوف نظر بر رابطہ استیاد و اخلاص قدیم شمیم کہ کفالت و اعانت امور سرکار اینجانب کردہ اند چنان شرم بعد مابدولت نیز کمیشن حامی ہونہ مقدار عزیزان و برادر زادگان و لواحقان و خواجہ سرایان و متبندان مابدولت بودہ باشند و وجہ کہ برای مدومعاش عزیزان و برادر زادگان و خواجہ سرایان و لواحقان و متبندان مابدولت شرم ہم از رقم جاگیر و دریاہ نقدی منجبت منفعت مال سرکار بموجب فرمایند و مفصل مقرر فرمودیم پس سلا بعد منسل و بعد بطریق لدا و محمد اسحاق و برقرار دارند تا انہا اوقات گذاری نمودہ محتاج نشوند و بالالی سرکار موصوف پیوستہ اینجانبی منظور نظر و اندک کسی برانہا ظلم و تعدی نہ سازد و خود مایا است و

شور صاحب تھی مگر گفتگو تو امر واجبی میں ہے اور نئے دریاؤں زلت کے نہ تھے یا نہ بکھر
 چیلہ محمد الماس علیخان مع اپنے نقد و جنس پہرہ انگریزی لیکر کوڑے اپنے وطن میں جا کر
 رہا یا نہ زراو خان مرزا ابان متبنای الماس علیخان ایسے کھر پہرہ انگریزی رہتا تھا
 و ہلات ملک سے بچا دیا خاتمہ و شیعہ ہو پیگم صاحب کا ہونا اور بہت سے مقدمات گذر
 جو علی الرغم جناب عالی ہوئے اور یہ سب موقوف بروقت ہوئے اگر پتھنا چھوڑتی چنانچہ
 اسکا شاہد و مدعا ایشاد اول اجلاس لارڈ بائرا صاحب بہادر سے کہ کرنل صاحب نے دیا چام
 میں متبہ سلیمین و غیر خواہان کمپنی جمع ہوئے عرض کی یہ سب غیر خواہان سرکار و ولایت اربعین
 عجب حرف انصاف فرمایا کہ کس ذریعہ حسن خدمت اپنے سے آیا بروقت سزائے سرکار کہ
 رویہ دیات یا بروقت لڑائی فوج سے ملک کی ہو یا باعث اقصیہ کسی مقدمہ عظیم کے
 ہوئے ہیں ہمارے نزدیک یہ سب امر و جناب عالی سے ہماری سرکار کی اسٹے ہوئے ہیں یہ
 اپنی حفاظت جان و مال و رعزت بچانے کو ہماری سرکار کے نکل حمایت میں آئے ہیں بلکہ
 باعث ہماری مداخلت بچا کے ہوئے ہیں

الغرض بنا و شیعہ ہو پیگم صاحب کی یہ صورت ہوئی کہ حسب ذیل اب علیخان لکھنؤ میں آئے
 مہمان مرزا آغفر ہوئے بہت تکلف سے ضیافت کی اور بشورہ کرنل بہادر صورت حساب
 و شیعہ چھہ اگر پہلے نواب قاسم علیخان کو بنیں اور بچا او بھون نے بچا ہما جیسے سر شہر
 عرض کیا کہ اپنی کچھ مسراوات اور اپنی بال بچوں و بیویاں میں نکھر و دروگان قدیم کی بھی چھہ
 فکر کی ہو یا نواب سادات علیخان سے آپ مطمئن ہیں معلوم نہیں ان سب کا کیا حال ہو گا
 بعد آپ کے کسکے دروازے جائے اور کہ ان سبکی حمایت و سرپرستی کر کے روٹی دیکھا
 فرمایا مجھے بھی شب و روز اٹھنیں کی فکر رہتی ہو اب جنسی مختاری صلاح و وقت ہو عرض کیا
 مناسب یہ ہو کہ آپ کرنل بلی صاحب کو بلو کر اپنا وصی و ضامن و حامی کیجیے اور سرکار
 سے زیادہ کہن امین و متمد ہے اور یہ سب اپنا نقد و جنس دیکر اس کے زر منافع سے شیعہ
 وائی ان سب کی واسطے حمایت و ضمانت کر جائے چنانچہ حسب ذیل اب علیخان لکھنؤ میں آئے
 گئے اور سب ارج و شیعہ کے طو ہوئے اسکے ہونے سے عملہ اور اہلکار ان سب کا

حتیٰ الوسیع آنکھ سے دیکھ کر اور کان سے سنا کر حکم مناسب پا جاتا تھا اور ایک بار سپہ سالار
جناب عالی کو فی امر سجا نہیں لاسکتے تھے جیسا کہ حکام با بعد کے عہد دولت میں ہوا اور
کے اختیار کلی ہونے سے اور غفلت سرکار سے رفتہ رفتہ باعث ہزاری و بدنامی اور
شکایت سرکار انگریز ہوا اور ہوا +

بنامی و شیعہ ہو سیکر صاحبہ فیض آباد و حمایت و مداخلت صاحب
ریڈنٹ ہر امر میں جو باعث کمال ناگواری ملی جناب عالی ہوا
خلاصہ جناب عالی نے جو کچھ کہ اس مدت ریاست میں نبات خود کیا کیا عرق ریزی
وجہ وجہ کی ظاہر ہو خصوص اپنے بے اختیار ہونے میں جتنا کہ صاحب اختیار سے ہو گا
اگرچہ نواب گوئر جنرل نے اختیار سیاہ و سفید گھر کا دیا تھا اس عہد دولت میں سوال جواب
سرکارین تحریر چہ پیام پر موقوف تھا مقدمات یا اظہار احوال میں اور محبت نامہ مختص ہوا تھا
اور سرکارین کو حصد و مقصود و مطابق قوانین منضبطہ منظور و ملحوظ رہتا تھا اس جہت سے
تحریر میں فی الجملہ ایک حجاب حفظ مراتب رہتا تھا اور اندیشہ خلاف قانون جانبین کو تھا
مسدّد صاحب کرنل اسکاٹ صاحب کرنل کالسن صاحب کرنل جان بلی صاحب جیسا کہ
چاہیے کہ موافقت کبھی نہ رہی ہمیشہ جلی کٹی چلی گئی ملی صاحبہ مدت قیام نو برس میں جو کہ زرا ظاہر
کہ ہر امر جزو کل میں بہت سے امور خلاف صاحب کی خود رائی سینہ زوری و عمل میں آئے
اس خلاف سے بہت تنگ ناگوار طبع ہو رہے تھے یہ سب آتش افزہ گھر کے بھیدیوں کا تھا
تفصیل ان مقدمات کو ایک کتاب مختص چاہیے تھی اگر سرکار شاہی میں کوئی بیدار مغرور
طرفین کی تحریرات کو جمع کر لیتا کھل جاتا چنانچہ بکینگم صاحب اخبار کلکتہ نے اپنے
کاغذ اور سی انٹل اب ڈور میں ان سب خبریوں کا حال اور عملہ ریڈنٹ و حکم صاحب کا
خوب لکھا ہے جنہوں نے اس کتاب کو دیکھا ہے جانتے ہیں جس سے سر اسرار الام کرنل
و حق بجانب جناب عالی یہی وجہ تھی کہ ان کی حمایت سے بہت سے اصحاب الہدین اصحاب
ہو گئے مگر کتب سے تجاوز کر گیا لوگوں نے خط مستقیم سے راہ خط منجھی اختیار کی بنامی
خیر خواہان کمپنی اپنا مزید فائدہ سمجھے مثل حمایت نواب محمد حسین علی خان اگرچہ چھٹی سفارش

زیادہ کا نہوتا تھا اسوجہ سے کہ صاحب قوت نہوجائیں اور تھوڑے علاقوں کا بندوبست
ہندوستانیوں سے ہو سکتا ہے اور زیادہ علاقہ دینے سے احتمال روپوں کے رہ جانے کا
ہوتا ہو سوا و نظامت ذیاب تنظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کہ وہ سب طرحی سرکار کو مقہم تھے
اور اپنے محل ملک کو چھپاتے نہ تھے اسی جہت سے خیر خواہی اور اعتماد و انکشافات ہو تھا
اور اسکو سوا ملک کے امانی ہونے سے موجب خوشی سرکار کمپنی انگریز بہادر بھی تھا اور ہندو
بھی تھوڑے علاقے کا بخوبی ہو سکتا ہے خلاصہ بہت کم علاقہ اجارہ دیا جاتا تھا بہت
شرط و مشروط پر کہ کسی طرح سے روپیہ سرکار کا علاقے میں رہ نہ جائے اور باعث بربادی نہو
بلکہ عمال سے اقرار نامہ لیا جاتا تھا کہ جس حیثیت آبادی سے علاقہ دیا گیا ہے اگر بروقت چھوڑ
کے کچھ فرق ہوگا قید شدید ہوگی اور جرمانہ سنگین لیا جائیگا چنانچہ اکثر عمال مستاجر قیدی
مرگئے اور کسا گھر ضبط ہوا۔

فوج کی یہ صورت تھی کہ جس علاقے میں بقدر ضرورت اور معمول قدیم متعین ہوتی تھی
عامل کو ہر طرفی و بجائی کا اختیار نہ تھا اور بروقت ضرورت جب کوئی تعلقدار ازراہ سرکشی
کرتا تھا اور فوج لگاکر جاتی تھی اور فوج انگریزی بھی حسب قانون شریک لڑائی ہوتی تھی
اور عمال بغیر حکم سرکار کسی تعلقدار سے نہیں لڑ سکتے تھے کسواسطے کہ وہ مختار سپہامور کے
نہ تھے سرکار بیدار مغرور تھی جب کسی تعلقدار اور عامل سے معاملہ فیصلہ سال تمام میں چھ
ہزار ہوتی تھی اور تعلقدار فیصلہ مجوزہ عامل قبول نہیں کرتا تھا عامل پہلے سرکار میں عرض
حالی کرتا تھا سرکار سے حکمنامہ جہت دریافت عدم قبول معاملہ مشخصہ جاری ہوتا تھا
اگر تعلقدار نے ازراہ رعیت گری معاملہ مجوزہ عامل جو قبول سرکار ہو چکا تھا قبول کیا
بہتر و گرنہ در صورت سرتانی ہتھیصال کیا جاتا تھا اور اگر عامل ازراہ نفسانیت راوہ جیرج
نسبت تعلقدار کو کرتا تھا بعد تصحیح ان سب امور کے عامل کو سرکار سے صاف مانعت ہوتی
تھی کہ ہرگز زیادہ طلبی نہ کرے بلکہ سرکار سے خود بموجب جمع سنواتی فیصلہ تجویز ہو جاتا تھا کہ
عامل اور تعلقدار کو کوئی عذر باقی نہ رہے خلاصہ ان سب امور کا اہالی سرکار کو خیال ہوتا تھا
باعث آبادی مالک محروسہ ہوتے تھے اور جتنے امور مالی و ملکی اور فوجی اور رعایا کی شہر

مین نامہ اندھ بھون جناب عالی نے ایک فرو کاغذ پر چکر بھینکائی ہوئی اس سے کہا اوٹھا لا
 اوسے فرو کو دیکھ کر پیشانی سیدھی فرو دی مقصود مرند ہوا گو کمری سے موقوف ہوا غرض بہر
 کامل سب کو اغذات کو ملاحظہ فرما کر بیہ امانت دوسرے کے دستخط فرماتے تھے جب برخواست
 ہوتی تھی چار مقصد ہی حاضر ہو کر سب کا غنیمت کر کے جسکے نام دستخط ہوتے تھے جدا کر کے
 ہر دفتر میں اسی وقت بھیج دیتے تھے اور اسی دن دفتر اجلاس سے سب احکام جاری ہوتا تھا
 اسی ملاحظہ کاغذ کی بہت سے فتویٰ بشارت ہو گیا تھا اور جاڑ سے کے موسم میں دن چھوٹا
 ہوتا ہے جو کاغذ ہر بات تجارت کو ملاحظہ ہوتا تھا اور پیرچہ اخبار بلا قید گذرتا تھا مہر خاص کویت
 انفرالد کہ کپتان فتح پلخان حاضر ہو کر سب سے حضور کے مہر کر کے پھر صندوق پتہ مہر لیا دیتے
 پیرچہ پیام یا محبت نامہ بڑے صاحب کا پہلے مرزا جعفر حضور میں لایا کرتے تھے جب آپ کے ان
 جناب عالی نے ازراہ عتاب فرمایا کہ کرمل جلی میر سے سامنے بات نہیں کر سکتا یہ جو کہتے ہو تو ہم
 پھر منشی میر حیدر بجا کے منشی علی نقی خان کے اون دنوں جو ان خوشرو تھے اصلاح مرزا جعفر
 جایا کرتے تھے جواب تحریرات کا اسی دن جاتا تھا اور اسے مولوی صدق واسطہ رسالت
 پہنچتے تھے یہاں سے جواب بعد غور و تحقیق و بشورہ جایا کرتا تھا۔

وقت شام جناب عالی بسواری گاڑی دو سپاہیوں کو جو ان اس اپنے ہاتھ میں لیے جاکر
 سواری ترکسواران رسالہ راجہ پنجاور سنگھ اردلی خاص یا کبھی تاجمان پر سواری ہو کر تشریف
 ہوتے تھے کبھی کسی کچھ کیطون جا کر نرنغ غلہ خود چتے تھے بخیال پر ویش رعایا بقیان تھی
 ڈرتے رہتے تھے سال بھر میں دو چھ ماہ میں صاحب رزیدنٹ کی کوٹھی میں ہوتی تھیں
 سرکار کیطون سے اگر سا لکڑ شاہ لسن دن دوسری بڑے دن کو اس میں ساٹھ ستر ہزار
 روپیہ صرف ہوتا تھا اور کشتیان علی قدر حال مرشد زادوں داماد کو باقی تھیں اور اگر
 بار کوٹنے کے اور غلط لایا یا صاحب کے حکم سے یہ سب موقوف ہوا غلط آتش بازی
 پریشانی سرکار شامی سے ہوا کرتی تھی۔

انتر نظام ممالک محروسہ جناب عالی

اکثر علما و حضرات سرکار سے عمال کو امانی دیے جاتے تھے کیسکو علاقہ چارپانچ لاکھ سے

صاحبان مقر خاں الہ گلوٹ صاحب ڈاکٹر صاحب عیضہ پس کرسی خاص میر انشا ربیع
ملوٹی ہزارستان ہندوستان میر ابو القاسم خان بیٹے میر بدین سپہ سالار فوج کے نواب
سراج الدین لنگا لہجری معززین بنو اجمہ سر اوغیرہ او سو وقت باراب سلام ہوتے تھے سامنے
عرش بیگی کھڑا کر سکودہ منات سلام کرتا تھا باہر آمدین اینڈ انگریزی بیٹا تھا جناب عالی
جس سے مخاطب ہوئے گفتگو کا عالم نہ باوقار ہوتی تھی ہر شنبہ کو صاحب زیریں کی
صحبت چای پانی ہوتی تھی جتنے صاحب چھاوونی کے ساتھ آتے تھے پاکی پر سوار زیر کوٹھی
اوترتے تھے ہر ایک کا حقہ چوان بھی ہوتا تھا حقہ کی آواز سے کمرہ گونج جاتا تھا بعد چای پانی
غلوٹ خاص ایک کمرے میں ہوتی تھی وہاں کوئی نہیں ہوتا تھا سو جناب عالی اوپر صاحب
کے بالمشافہ طرفین سے جو گفتگو ہوشنبہ کو جناب عالی کا چای پانی بڑی صاحب کی کوٹھی
یا نیسے میں ہوتا تھا کس واسطے کہ دوسری کوٹھی ضیافت کی حضرت خلدی کان کو عہد و لیت
یعنی اوپر بڑا چنگاکی بیلی گار دکھانا اور راہ آدورفت جو مابین کوٹھی زیریں بیٹہ ہو گئی تھی
بعد دس بجے کے برخواست چای پانی ہوتا تھا
تیسرا دربار وقت خاصہ مقران یا اردولی خاص اور کبھی نواب جلال الدولہ ممدی علیخان
یا رکن الدولہ نواب محمد حسن خان صغیر السن تھے شریک خاصہ ہوتے تھے بعد گیارہ بجے
برخواست ہو کر مجلس امین قشرین لیجا کے گونج پر سہراحت فرما کر حقہ میل فرماتے تھے
چوتھا دربار ۱۲ بجے وقت ملاحظہ فرمائیے نواب اصغر الدولہ بہادر لٹافہ کاغذ بند
میز پر رکھ کر چائے آتے تھے نواب الدولہ بہادر لٹافہ رکھ کر عالمیہ کمرے میں تاخیر تمام
ملاحظہ کاغذ حاضر رہتے تھے نواب غلام الدولہ ممدی علیخان راجہ دیا کرشن رام ورتن چپ
صاحب اخبار رامی صاحب ام اخبار نوین ضیافتی رونق علیخان منشی و نیش علیخان اور
معززین منشی اپنا اپنا لٹافہ میر پر رکھ کر ہر ایک اپنے مقام علیحدہ بیٹھتے تھے جسے بضرورت
تعمیق طلب فرمایا حاضر ہو اجناسا اہل نے جب لٹافہ کو ملاحظہ فرمایا دستخط کر کے میز پر یا
پہلو پر میز میں پھینک دیا سانسے کہا نا لٹافہ حاضر رہتے تھے جس کاغذ کو مانت آہ میں
قال دیا کمار نے خوب ملکہ کتاب سے رکھا اتفاقاً ایک شخص اسی کاغذ کی وقت نوکر ہوا عرض کیا

تبدیرین کچھ نہ دوانے کام کیا + بلکہ رہا سہا سب کام تمام کیا +

ضبط اوقات جناب عالی

جناب عالی قبل از طلوع آفتاب مجلس سے برآمد ہوتے تھے از بسکہ شہسوار کیا تھے گھوڑے سے تشق تھا دھن عرب اور جنگل کے تال میں سے گھر کے خانہ زاد گھوڑی گھوڑیا ایسی پیدا کیں کہ اس صورت و سیرت و غربت کے مقام صلہ میں بھی کیسے نہ کیسی ہونگی اوسوقت لباس انگریزی زیب کمر ولایتی و اب چرم سے ٹوپی منغلی سیاہ مٹھی پہلے سلام مرشد زادین و اما دیا امرای خاص کا ہوتا تھا مگر نواب شہنشاہ الدولہ و نصیر الدولہ بہادر شاہ شاہ سلام کر کے اپنے گھر کا دربار کرتے تھے اکثر ہوا خوری تا دلکشایا پار دیا یا موسی باغ کا بعد دو ساعت کے مراجعت فرما کے ہاتھی پر سوار ہوتے تھے جلوس سواری مع ونگہ سب کے ہوتا تھا اور سب بھی اپنے اپنے ہاتھی پر سوار ہوتے تھے اور جب گھوڑے پر ہوتے تھے فقط دو خاص بردار یا دو چوہدار وہنے بائیں تھوڑے فاصلے پر ہوتے تھے یا مڑا گھر یا یک یا محمد غلامی خانہ زادان حضوری پر سوار لباس انگریزی سے آگے ہوتے تھے یا چند کھار یا یا زوار وغیرہ کچھ فاصلے سے پیشرو پہلو میں مصاحبان خاص صاحب ہوتے تھے راہن اکثر مسافر یا دو خواہ عرضی استغاثہ دیتے تھے ایک فوج ایک سپاہی نے عمر منی روزگار کی دی تھی اتفاقاً اوسنے تلواریں لے کر کے چٹکے میں رکھ لی تھی جب سلام کو چھو کا تلواریں سے نکل پڑی پکڑا گیا بقیہ حضوری اوسکی ثابت ہوئی چھوڑ دیا جب سپہیں سوار و سپہیں چیراسی اہتمام سواری کو نظام الدولہ مظفر علیخان کے سپرد ہوئے اشرف الدولہ رمضان علیخان مرزا اشرف علی بھی ہوتے تھے اکثر مسلک کا داشت سواران جدید کی در دولت پر پہونچکر ملاخط فرماتے تھے یا نواب شمس الدولہ بہادر جنرل بھی کبھی نواب نصیر الدولہ بہادر بھی حسب تکمیل کرتے تھے ہر روز چوکی میں بٹائیں سو آدمی ہر فرستے کا حاضر رہتا تھا از بخند و سو کوئی سوار بھی ہوتے تھے بس دربار سواری صبح ہو چکا امرایا مغزین در دولت سو خدمت ہونے کو نوشہ چار پانی ہوتا تھا کرسی نشین امرای مقربان خاص مثل صہبام الدولہ مرزا جہا اور مرزا محمد تقی خان شاعر ہندی بے مثل بیٹے نواب مرزا علیخان سکے پہلو میں یا روبرو

جمع کیا تھا کہ نو لاکھ پندرہ سال کا خرچ تھا ملک سے ایک کروڑ چودہ یا پندرہ لاکھ سے زیادہ
 و معمول نہیں ہوا فی الحقیقت اپنی خوش سلطنت سے اتنا روپیہ جمع کیا تھا اسپر ہی تعمیر مکانات
 بشہر بدیا اور ملازمین اور مرشد زادوں کو جو تعمیر مکان کو عنایت فرمائے لاکھوں خرچ ہوئے کچھ
 محفل سے باہر حساب خرچ ہے یا برکت خدا واد کیسے اوس عہد دولت میں ملازم جدید کیوں اسے
 کوئی جا یا د فوٹی تجویز نہیں ہوتی تھی اگر بنی علی مال اجدہر انواب شمس الدولہ ہا درانہ الدولہ
 و میان الناس وغیرہ کی امانت نہ تھی تو شاید کچھ زیادہ جمع ہوتا پانچ سو نو انجاری الدین حیدر
 بعد نشینی اسکا دعویٰ دونوں بھائیوں سے چاہا مگر نواب گورنر جنرل بہادر کی صلاح اور
 اپنی حیرت سے باز رہے اوس کی در روپی کے نقد و جنس سے نواب شمس الدولہ نے بنارس
 کلکتہ میں جا کر صرف کیا ہر صاحب ادوی کو چھ لاکھ کے نوٹ خرید کر دیے جس سے آج تک ان کی
 بنارس اور بغداد میں بسر اوقات کر رہی ہے اور اخراجات جناب عالی تنخواہ سب مرشد ادوی
 پیش قرار اور صاحبان عالیشان جو مصاحب تھے ہزاروں روپے تھے اور جو صاحب کمال یا
 اہل سپاہ وغیرہ وکن سے یا کوئی صاحب لیاقت یا عالی خاندان تباہ و پریشان ہو کر آیا اور
 چند روز سلام کیا یا از روی برچہ اخبار یا کسی کے ویسے سے بعد دریافت حقیقت حال و سکی
 پرورش ہو جاتی تھی سب سے ناکام نہیں جاتا تھا سیاہی نواب خاص محل کے کوئی دو محل ممتاز
 نہ تھا جسکا خرچ یا جاگیر ہوتی جس طرح آخر سلطنت میں حال ہوا اور غرض جناب عالی کی اس دور
 یہ تھی کہ بین نوٹ کو بنٹ میل لیکر سود لیا کر بنگا یا کسی کا و ترقیہ مقرر ہوا سڑ گورنٹ کر لیا
 اور اس سے لشکر کشی کا ارادہ تھا خلافت یا جو محرم راز تھے کہتے تھے کہ مجموعہ مالک متفقہ
 و مقبضہ ضد و منتہی جو متعلق قہر سرکار کمینی ہے اسکا قہر سی سالہ سرکار شاہی سے لے لیا گیا اور
 اقساط چٹکی ڈال سرکار کر لیا اور فوج انگریزی اور صاحبان نظامت بدستور بحال رہ گئے اور
 اور جدید مشورہ اپنے اور نواب گورنر جنرل بہادر سے ہوا اگر گیا اور ایک سفیر صاحب لیاقت
 مشرک صاحب رزٹنٹ حافر حضور نواب گورنر جنرل بہادر ہو گیا اس مشورہ خاص سے نقد
 جنرل مکاؤٹن صاحب ڈاکٹر لا صاحب غیرہ مصاحبان ہمارے واقف تھے یا بعض انکاران معتبر
 سرکار اور اب ایسا احوال بسکے نزدیک رٹنٹ مضمون خیالی ہے الغرض اسے او ایسی ہو گیا سب

خلاصہ جسدن مضرب خنام مقام دہریہ میں تھے بیچ کو شیر سحرانی اسیر حلقہ کنندہ ہاتھ
 ہو گیا کسی سو کا حلقہ ہوتا تھا شیر کھیر کے مقابل ہاتھی بڑی صاحب کے نکلا جت کہہ کے
 ہاتھی کی سوئی سے لیٹا فیلبان نے جسارت سے گیا گلاری ہاتھی نے ٹھوکر کھائی اس کے
 جھونک سے صاحب انگریزی حوض سے شیر کے سامنے گر پڑے چاہتا تھا وہاں سے دھت
 جناب عالی نے اس سبکی ہو گولی لاری کہ شیر گر پڑا صاحب وٹھ کھڑے ہو ہی ہر طرف سے غلغلا
 واہ واہ بلند ہوا صاحب مع صاحبان عايشان شکر گزار ہوئے کہ حضور نے اس وقت غیبہ
 اجل سے صاحب کو بچایا محض شیر سے صاحب کی تلوین میں تھوڑا خراش ہو گیا تھا بالکی
 حض میں سوار ہوئے اپنے جیسے میں آئے سمجھے ع رسیدہ بود بلانی وے بخیر گذشت
 آج مفت میں اپنا شکار ہو گیا تھا اور اس میں جناب عالی بڑی ملزم رہتے یہ احوال سفر کی پڑ
 گئی معلوم نہیں کیا صورت ہوئی کہ پھر سوای سفر آخرت کے سفر شکار نصیب ہوا
 ایک سبب اور بھی مشہور ہے کہ ایک دن جناب عالی نے آٹھ شیراے نوین کی تلاش میں تھے
 وہ پھر ہو گئی دھوپ و گرمی کی شدت سے جناب عالی پھر آئے اتفاقاً گویندی نو بلی صاحب
 خبر کی اور خن نے بے اطلاع جناب عالی شاید انکے غیمے کے قریب نکلا تھا کسو اسٹو کہ صاحب
 خیمہ مع لیٹن لشکر سے تھوڑے فاصلے پر ہوتا تھا یا اور کوئی سبب ہو شیر کو مار لیا ہو کر
 نو شیر وان کے نام سے مشہور ہوتے پھر اسی گھاٹ پر خیمہ تھا پھر آئے شکار کو نگہ و اللہ اعلم

ملکون خاطر جناب عالی در باب شکار کا حکم

ہر صاحب منم جانتا ہے کہ عقلمندان کا فعل حکمت سے خالی نہیں کہوتا آگے اسباب ہر
 یا امور تقدیر سے بگڑ جائے اور کا قصور تدبیر نہیں جناب عالی سب کے نزدیک صاحب عقل و
 دانش تھے اور کا فعل حکمت سے خالی نہ تھا اگرچہ باوجود اختیار ریاست کرتے مجبور تھے صلاح
 و صواب دیکھ دو سہی بھی تھی چنبا پنچ جب بنارس سے تشریف لائے مسد نشین ہوئے
 پانچ یا چھ لاکھ روپیہ خزانے میں بذات خود لائے تھے فقہا اپنے حسن سلوک و انتظام خرچ
 جمع کیا تھا یہاں خزانے میں نواب آصف الدولہ و مرزا وزیر علیخان کی فضول خرچی
 کیا تھا بس اتنی مدت وزارت میں بعد صرف اخراجات عینہ دس یا بارہ لاکھ روپیہ خزانہ میں

یہ شہر اپنے مضامین شریع کیلئے سرہ سمینا تو تھا میری دست نہ میری کہ نہ میری
اسپر بخود کسی سبب قوت تھے کہ حسب حال تھا تین دن تک ان بابے کھانا نہ کھایا جس
خلوت سے ہنر نہ نکلے آخر بڑا عیاض آکر بہت سمجھایا اور کلمات ممبر عرض کیے بدستور
پھر و بارہ ہونے لگا۔

شکر و ہو چرنا جناب عالی کا کرل سلی صبا کا پنجہ شیریں چنبا سفر کا مقصود
نواب صفت الدولہ بہادر سال دو سفر شکار کیا واسطے کیا کرتے تھے اور بہار میں
میلے میں بھی اکثر اتفاق ہوتا تھا فی الحقیقت عجب سیر و ماشے کا سفر ہوتا تھا ہر مقام منزل
پر معلوم ہوتا تھا کہ لانی کھنوشہ میا ہوا ہو اور ہر شخص ایک سفر سے دوسرے کیلئے لگا کر آتا تھا
ہزار ہا روز اسی سفر پر قرض لیتے تھے دوکاندار اہل کشیدہ اپنی قلعہ سمجھتے تھے چنانچہ جب
سفر قبول کیا تو اسے کہا کہ بوجہ سواری کو یہاں تھوٹا تھا لیکن وہاں کے راجہ نو اسٹہ قبائل
ستائے کو ہی گزرنے اور سے خلعت دیانی کوٹ میں ایک بارہ درمی ہوائی وہ ایک
یا دو کار ہی جہان جناب عالیہ و مرزا برہمیس قدر بعد فنا و ہنگامہ باجارت راجہ مقیم ہوئے
اس سفر میں بھی سرن لکھا روپیہ کا ہوتا تھا ایسی صورت ہوئی جناب عالی بھی ایک دفعہ موسم
بہار میں شکار کو تشریف فرما ہوئے تھے از بسکہ بدوق لگانے میں قادر انداز تھے زیادہ
شکار کا لطف اٹھاتا تھا اور تمام لشکر بھی بہت خوب ہوتا تھا غراب ہاشم کے خوش اس
دیگر ہی بھی کسی حیاء سے براہ لشکر ہوتے تھے چھ اتارے سوار ہوتے تھے کئی سو فائوس
کی روشنی جاہ سواری میں لشکر میں جا بجا اذان بیج کا ہونا وہ کم کم مارون کی روشنی آتا
جھو کے نیم سحر کے چلنا دوسری طرف سے گشت شہر نواز و نکاغنا و سحر گاہی سے جانوں
معمرائی کا چیمہ خوش الحانی سے کرنا باعث ولولہ ہر شخص ہوتا تھا خواہ مخواہ فواکھات بہتر
لے ہو کار تو پھرتے تھے فی الحقیقت عجب لطف ہوتا تھا اور اس سفر سے زیادہ تر قادی
سکرارہ تھا کہ اکثر مظلوم رعایا جو عمال کے ظلم سے آلاں و شاکی ہوتے تھے اپنی داد کو پہنچتی
تھا قدر بھی سر حساب رہتے تھے اور ملک کی آبادی و غیر آبادی اور زمین کا و کشت ہونے کا
سبب معلوم ہوتا تھا میان عیشی شاعر نے قصیدہ فارسی اسی سفر کا لکھا ہر شائقین لکھا ہے

بہت ناگوار ہوتا تھا شاہزادے ہرجے کو گھوڑوں پر سوار گئی کو چون میں سے شاہشا
 و وڑاتے جاتے تھے اکثر عورتیں موبائل جاتے تھے شاہ میں پہنچا ایک دن گھوڑا
 پھیرنے لگا دسترخوان پر عجب صحبت ہوئی تھی ایک دن شیخ امام بخش نے آؤنگام ایک
 عرض کیا بہت خوش ہوئے ارباب نشاط حاضر رہتے تھے غرض ہر شب عید و عید نوروز
 تھی جناب عالی کو یہ چیز اخبار جب ایسے گذشتے تھے افسوس کہ مرید جاتے تھے تھکے تھے
 شاہزادہ عالم الیک کسی مسافر وافر جو بیچ میں بہت نامور تھی اوپر عاشق ہو کر اور او
 داخل محل کیا اپنے عم نامہ اور عزیز جوان بخت کا ورثہ پایا جب یہ صورت ہوئی جناب عالی
 بڑے صاحب سے کہلا بھیجا کہ اطوار شاہزادے کے شاہ جوان آباد سے بھی یہاں زیادہ
 ہوتے ہیں ہم پاس آداب شاہی سے عجیب ترین ایسا اندوہ کی کسی حرکت سے عجب عجب
 مذمت و حجاب بادشاہ سے ہو مناسب کہ اب صاحب عالم بہادر مملکت سرکار میں سرور
 سیاحت کریں تو بہتر ہے صاحب ریڈنٹ پیشہ سے خار کھائے ہوئے تھے حکم قطعی کہلا
 بھیجا اوس دن پردہ شب میں سوار ہو کر الہ آباد چلے گئے سلطان خسرو کے باغ میں تھیں
 ہوئے یہاں کوئی خبر بھی نہوا بالیکو غنیمت ہوا نائیت سکی تنگ ہوئی تھی پانچ پر ہزار
 ماہواری گورنمنٹ سے خرچ کو ملتی تھی ازبک بادشاہ اور نواب متا رحل وکی محبت پر
 و ماوری حد سے زیادہ تھی برنامہ میں صاحب ریڈنٹ پھر دلی تشریف لیکر وہاں
 چند روز کے اوس سے زیادہ حرکات فداان شروع ہوئے آخر ان بارے لاپار و کر
 صاحب ریڈنٹ سے کہہ کر ان کے حرکات جنون اوریں سے زیادہ بڑھتے جاتے ہیں ہار و لے
 موجب تو میں ہونچکا ہے یہ کچھ متنبہ نہوے بہادر پھر کوئی ایسی حرکت کرے کہ لہذا مناب
 مال انکار ہونا تجارتی عملداری میں بہتر ہے بڑی صاحب نے عرض کی کہ میں صاحب کے
 عینا سے صاحب کی مراجعت دلی کو ہوئی کہ اب اگر تباہی علم و تجویز سے جائیں گے
 رجعت نہو سیکلی اس بہت سے پھر الہ آباد آئے دایم الخمر رہتے تھے آخر اسی جنوری میں
 مدن ہنستے ہنستے دنیا سے منکر کر گئے جنازہ روانہ دلی ہوا جب یہ محل شہر ہوا جلوس شاہی
 ساتھ ہوا ملازمین شاہی اور تمام مردم شہر و شہر ساتھ تھے شہنا نواؤں کے

با تھیں ہر طرف ہجوم عام کو دیکھتے ہوئے بعد چای پانی کے کشتیان نذر کی دین جا کر گھر
 کی گاڑی اسی پر سوار ہو کر پینڈی میں داخل ہوئے دوسروں کا خاصہ طعاع معین ہوا
 شیخ امام بخش وکیل الماس علیخان مرہٹن صاحب لیاقت تہتم بجا اوری خدمت مقرر ہوئے
 دو سے دن جناب عالی مع صاحب نیڈنٹ اور مرشد زادوں اور اہل کے حاضر ہوئے بعد
 چای پانی کے سب کی نذرین برابر گزریں جب وقت خلعت آیا شیخ امام بخش نے ازراہ طعن
 مرزا جعفر سے کہا وزیر اعظم کو خلعت معمولی وزارت ہو گا صاحب نیڈنٹ کے واسطے
 آپ نے کو نسا خلعت تجویز کیا ہے یہ سنکر لا جواب ہوئی جناب عالی کو پارچہ خلعت ہونو لگا
 ہر پارچہ پر جناب عالی آداب گاہ پر جا کر آداب بجالاتے تھے نذر دیتے تھے افسوس
 اوسدن تک خاندان ٹیموریہ کا یہ رتبہ تھا ظاہر حال سب آداب شاہی باقی رہا تھا
 صاحب نیڈنٹ کا بھی خطاب اسی سلطنت سے ملتا تھا عماد الدولہ فضل الملک
 میر جان بلی صاحب بہادر ارسلان جنگ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھی خطاب بان
 لارڈ مایر سے سب موقوف ہو گیا غرض جب نوبت خلعت صاحب نیڈنٹ پہنچی فقط
 وہ سالہ ور و مال کا حکم ہوا جناب عالی نے عرض کیا پنج پارچہ عنایت فرمائیے صاحب نے
 نادانستگی سے چاہا کہ مثل وزیر اعظم میں بھی ہر پارچہ خلعت پر نذر دیکر آداب گاہ پر
 آداب بجالاؤں خواص شاہی نے کہا کہ یہ مختص رتبہ وزیر اعظم کا ہے تمہارا یہ مرتبہ
 نہیں ہے یہ سنتے ہی کیا انفعال صاحب کو ہوا اور اپنے آج کے آنے پر
 بہت شرمندہ ہوئے +

غرض جناب عالی ہر روز ہر قسم کے ہدایا و تحائف بطیب خاطر بھیجتے تھے اور بہت تن
 مصروف تھے اور بدل منظور تھا کہ انکی ایسی خدمت سب طرح سے کیجئے کہ عہد خوشی دلی
 بادشاہ ہو بلکہ رفیع کدورت ہاوی مانعہ ہو اور بادشاہ کے بھی متواتر شہ شہزادے کو
 آتے تھے کہ خبردار کوئی افراط وزیر مکرنا شاہزادہ عالم یہ کہ ایسی بات سنتے تھے
 اشرف علیخان ایک شخص تیار خوب بجاتا تھا اوسے اپنا وزیر اعظم کیا تھا اوسے
 جناب عالی کی خبر کو بھیجتے تھے جناب عالی انکی آمد سنکر ہلکتے تھے یہ سلام علیک ہمیں کتنی

سیر دروازہ تقاربانہ سے دیوان عام تک توپ مارتے چلے گئے بادشاہ نے سب مین کو
حکم قلعہ فرمایا کہ ہر شخص اپنے مقام پر اپنی تصویر کھڑا کرے جس طرح صاحب نے مین
کے دو صاحب عالم بہادر کشتی پر سوار ہو پار دریا کے بادشاہ کے پاس جا کر چھپے صاحب
رژمنٹ تنہا کشتی پر سوار ہو حاضر حضور شاہی ہوئے عرصہ کی آپ حضرت صاحب عالم
ہمارے سیر و فرمایا بادشاہ نے شاہزادے کا ہاتھ انکے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ
تعلیم و تربیت کیواسطے تمہارے سپرد کرتا ہوں صاحب و خدین اپنے ساتھ قلعہ کے
باہر لیکر چلے آئے۔

اوس دن شاہزادہ باہر شہر کے رہا دو چار دن مین سامان ضروری شاہزادہ دست کر کے
روانہ عملداری سرکار ہوئے ہزار آدمی کی جمعیت لشکر اور سامان ہاتھی گھوڑا وغیرہ سب
رست ہو گیا ناگاہ خیال مین آیا کہ پہلے لکھنؤ مین وزیر اعظم کے پاس چلیے اور وہاں نکاح
شاد دیکھیے جو مشہور آفاق ہے اہل صحبت جو اس طریق کے جمع ہو گئے تھے وہ بھی
سمجھے کہ سوا سٹے لکھنؤ پر سب ہر کھائے ہوئے تھے بادشاہ نے وقت روانگی کہلا بھیجا
اگر لکھنؤ جانے کا اتفاق ہو تو وزیر اعظم کا بہت پاس خاطر رکھنا سوا سٹے کہ ہمیشہ سے
قرب منزلت او کی اس سلطنت مین رہی ہے۔

غرض جناب عالی نے خبر آمد شاہزادہ داخلہ لکھنؤ کی سنی بہت خوش ہوئے اور فریاد
غرت و تفاخر سمجھ کر صاحب رژمنٹ کرنل جان بلی صاحب مرسلیمان شکوہ مرسلینڈ کو
شاہزادے بڑی دھوم دھام سے ناکہ شہر تک استقبال کو گئے اور شہر مین چوک کی بڑی عمارت
کی کوچہ و بازار و بام تاشائیون سے بھر گیا جناب عالی نے ایک سو ایک شرفی نذر گد رانی مین
کی آج حضور کی بدو منصبیابی قدیم خواہی نشینی بعد ایتھ العمر کے پھر حاصل ہو گئی شاہزادہ
نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو جانب چپ بٹھا لیا مہج سعادت مین قرآن اوسویدین ظاہر ہو نظر
خاص عام مین بھی جلوہ افروزی ہوئی شہر مین ایشیازر کرتے ہوئے داخل فرج بخش
ہوئے شملک سلامی توپ ہوئی لباس شاہزادہ انگریزی سرسینہ کالی ٹوپی ترکمانی
ولایتی زیب کر پڑا یہچان خدہ فیلبان ہاتھی کے ہاتھ پر رکھے اور کپاچ شاہزادہ کے

پھر شباب عالی کے عہد ولت میں ایک دفعہ مرزا جمعہ شاہزادی جیسا احوال مرزا وزیر غلامی کو احوال میں گذرا فرما دیا وہ سے تشریف لائے باولی کے مکان میں چند روز تک وہاں رہ کر پھر چلے گئے۔

مرزا منظر بخت شاہزادی بیٹے مرزا سیان شکوہ کے ایک دفعہ اپنی اولوالعزمی و طبع دنیا سمجھ کر لکھنؤ سے باہر نکلے لکھنؤ کے بولوگ پریشان حال و محفل تھے ساتھ ہونے قاضی اختر تخلص نواب معین الدولہ میر عنایت علی وغیرہ جو اڑے تک گئے کچھ حاصل ہوا اور اس قدر جتنا خیال و پاس اجازت کو شاہزادوں کے نام کا تھا جیسا کام لکھنؤ پھر کے سیلی بیگم منجلی بی بی باوی جرنل ارٹن سے نکاح کیا اوچھین کی نیشن میں سیر و قیام رہی بعد اوری بی بی کے مرنے کے اوچھین کے مکان میں رہتے تھے۔

ورود مرزا جہانگیر شاہزادہ دہلی

محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی مرزا جہانگیر شاہزادہ کو بہت چاہتے تھے کہ محبت پروری حالت توفیق تھی اس جہت سے جو اسے حرکت خلاف منزلت شاہی یا صحبت بد کی جہت سے سرزد ہوتی تھی اسے ازراہ محبت عفو فرما کر دروہلی سے سمجھا تو ہر تھو تھے جتنا یہ صحبت غیر بد سے اس کی حرکات ناشایستہ بڑھے سیٹن صاحب نے ٹیڈٹ دربار شاہی میں ہر صبح حاضر ہوتے تھے اس کی نسبت بھی حرفہای خلاف و نامعقول کہی گئے او کو دیکھ کے ملازم بولوہی کہا کرتے تھے آخر رنگ ہو کر صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شاہزادے سے حرکات خلاف منزلت شاہی سرزد ہوتے ہیں مبادا اسے کوئی ایسا امر خلاف ہو جس کی اصلاح بہت دشوار و موجب توہین ہو لہذا اگر صاحب عالم بہادر چندے بطریق تفریح مثل حضرت جلال علی علمداری ملکیت شرفیہ میں رہیں غالب ہے کہ اصلاح مال ہو جائی بادشاہ نے پھر اوچھین سمجھایا اس کی مفارقت بہت شاق تھی چند مائل فرمایا مگر لاڈ لایا کہ سنتا ہے خلاصہ اوچھین الفاظ رکین معنی بولوہی سنتے سنتے ایک دن شاہزادہ بہادر زرقا خانے پر کھڑے تھے چینی ہاتھ میں تھا مار بیٹھے صاحب بار سے باہر نکلے کوئی کنائز بی بی سے ہوا کر نکل گئی اس وقت صاحب بن کھڑے ہو گئے تو پنگوا کر

اس مانع کو بھی کو خیرید اجماع الامام باڑہ کو بھی باہتمام مگلو و صاحب مہندس ملازم خانی
 بدنامی اکثر صبح کو جناب عالی بھی دیکھنے کو تشریف لاتے تھے بالفاظ مصلح التیمر کو بھی ہوتی تھی
 اور اکثر وہ پیچھی اوسکی تعمیر کو بھیجتے تھے اکثر سفر میں انھیں کو تکلیف دیتے تھے دس ہزار
 خرچ سفر کو بھیجتے تھے مرزا عباس شکوہ اپنے بیٹے کو دتی سے بلوایا جینا اور جو نیچہ سرکار شاہی کو
 مقرر تھا وہ جاری کر دیا تشریف داری بڑے تکلف سے امام باڑے میں ہوتی تھی حضرت
 غلام مکان کے زمانے میں انتقال کیا اپنے امام باڑے میں دفن ہوئے گوہر منٹ سے
 جو ہزار روپے مقرر تھے بعد وضع چہارم ساڑھے سات سو مرزا عباس شکوہ کو ملنے لگے مشاہیر
 شاہی کی یہ صورت ہوئی کہ مرزا عباس شکوہ جب تک قلعہ دلی میں تھے مذہب شیخ تھا
 اکثر عشرہ محرم میں اور شاہزادوں سے خلاف مذہب کی جہت سے قصہ ہو جاتا تھا
 لکھنؤ میں بعد انتقال اپنے باپ کے مذہب میں اختیار کیا بلکہ تصوف پر میلان ہوا حافظ
 وزارت علی کے دیامو کے مدینہ ہوئے لباس فقر پہنا اتفاقاً عشرہ محرم میں ہر تارخ نواب
 متھالہ دہلہ کی مجلس میں تشریف لیکئے موافق معمول کے مجلس میں براہوا بہت ناگوار
 گذرنا تھا ہو کر مجلس سے اوجھلے آئے نواب کو تعجب ہوا کہ آپ ایسا تھا بیٹے ایسے کو کون
 حقیقت حال بیان کی نواب نے ہمتیاب تمام بادشاہ سے عرض حال کیا یہ ہزار روپے
 سرکار شاہی سے موقوف ہو گئے

حضرت جہت مکان کے عہد دولت میں مرزا عباس شکوہ کی بی بی نے بسبب نام فہشتہ کو
 سعادت مرزا حیدر شکوہ نالش دعویٰ منہ کیا املاک متفرق فر ہوئی ۱۷۱۰ یا ۱۷۲۰ ہزار روپے
 کو نواب ملین الدہلہ نے اسے مول لیا شاہزادے ٹیپو خان کے مکان میں اوجھلے
 امین الدہلہ نے کئی لاکھ صرف کر کے بازار وغیرہ بنوایا اور سکنا نام امین آباد رکھا
 اور کو عہد وزارت میں حکومت بھی آبادی نہوسکی اونکے بعد انتقال جسے عہداری سرکار
 ہوتی مثل چوک شہر زیادہ آباد اور مجاہد کر لیاہ دوکان بہت بڑھ گیا ہے اونکی اولاد کو
 ملتا ہے قرب چھاونی اور صاحبان عالیشان کی کوٹھن کے بننے سے باعث آبادی
 ہوا ہے

تمامہ کے باہر نجا سکنا تھا مگر یہ کہ کسی جیل سے باخفا کیسی جہت سے بھاگ کر نکلے چنانچہ
 مرزا سکندر شکوہ شاہزادہ کے بھائی محمد اکبر شاہ کے آغا شجاع علی خان کے ساتھ
 باخفا دلی سے لکھنؤ آئے باغ پڑاؤ کے کچھ پاڑے ایک کو بچھی و باغ کسی انگریز کا تھا
 اوس میں بکریاں اور ترے گرد جنگل و پیرانہ فحش نقطہ بڑک چار باغ تھی جیسے بڑے صاحب
 ہوا کھانے جاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ نے دس سو پیر و روز خاصہ کو بہانے سے مقرر کر دیا
 مگر ان کے ساتھ دلی سے اکثر صاحب فہم آئے تھے مثل مرزا محمد حسین میل شاعر میر اکبر علی بسمل
 آغا شجاع علی خان وغیرہ وہ نیاز رزیدہ کی گزٹل جان بلی صاحب ہوا اور دو روز مرزا جعفر
 ہے مرزا قحیل سے مرزا جعفر اور مرزا حاجی اونکے بیٹے سے دوستی بخصومت سے انکی
 دوادوش سے بعد کئی برس کے گورنٹ سے ہزار روپہ ماہوار می مقرر ہوئی مرزا سلیمان
 کے جناب عالی سے اکثر ذکر اپنے بھائی کا کیا جناب عالی نے عرض کی کہ مجھے شرف ملازمت
 حضور کیا کم ہے مگر جب مرزا عالی قدر کی شادی ہوئی مرزا سکندر شکوہ بجائے اپنے بھائی
 کے رہنق اور فحش تھے کہ کسٹل کے موافق رسم عرفیہ بندوستان بیٹی کا باپ و پوش ہوا
 بسبب حجاب کے جب جناب عالی شریک بھل ہوئے شاہزادہ مودعون اس اخلاق دینا سے
 ہمیشہ آئے اور باہر وہ ہم پیدائے کہ جناب عالی بہت خوش ہوئے انکے بڑے بھائی کی خلعت کو
 بھول گئے بلکہ چند روز میں اسی مہافت بڑھی کہ مرزا سلیمان شکوہ نے بھائی کو بہت دیا
 کہ فرما اور اسے اسلحہ تعارف کو یا باعث توہین ہمارے خانہ ان کا ہوا و بھون نے
 اسکا جناب گھا کہ مرزا غرت و قوتیہ وزیر اعظم کو بہت بڑا سے بھی کہ ہے اسکا شاہد و عمارت
 مرزا قحیل ہیں جو بیچ ہوئے میں عرض ہزار روپہ چاہی جناب عالی نے بھی اپنی سرکار سے مقرر
 کیے مگر اس دو ہزار روپہ ہوا رہی سے اٹیکسا سامان مزو ہی جیسا چاہیے سلتے سے مرزا
 شجاع علی خان کے بہت رست ہو گیا جناب عالی بھی انکی سلامت روی اور کردار و رفتار
 بہت خوش ہوئے مرزا سلیمان شکوہ کہ ہزار روپہ ہوا رہی کا مدخل تھا مگر فضل خرجی مرزا
 اندراجات کارخانجات شاہی عدم توجہی خود سے مہاجان شہر کے قریب ہوا رہتے تھے
 جبکہ ہندو ہوتی تھی جناب عالی سے فرما کر تھے مرزا سکندر شکوہ کو اسی مشکیش سے

وہ بارعام نواب گورنر جنرل اویسین ہوتا ہے جو سیدہ جوگنی تھی سرکار سے پھر او کی طیار
 ہو گئی خاص ناز اور شکر پر اب پاشی و دیون وقت کی مقرر ہوئی مگر وہ اس صورت تشام سے
 آبادی ہوئی جیسا اب حکام عالی شان نے درستی اور آسانی اور انتظام سے کی ہے کیونکہ ہند
 کا ہے علم سے تعلق رکھتا ہے اب سب عمارت عالی شان جو عہد دولت میں لاکھوں روپے
 کی تجویز ہوئے وہ خاص طور پر موسیٰ بنی سے بنی ہوئی عمارت بنی مگر ایسی کوئی سیس نہ تھی
 جس میں پائیدار ہوگی کیا جیٹھ سکتے ہیں نواب گورنر جنرل بہادر کا چاہو پانی موتی کثرت
 صاحبان عالی شان سے نیز دوسرا دیون طرف لکھ گیا جاتا تھا حضرت خلدو مکان لکھ گیا تھا
 کہ بہت بڑی وسعت کا ایک مکان بنے مگر فقط زیر تجویز رہا اب بقیات و محلات عمارت جو
 کچھ کچھ باقی ہے باقی سب خاک ہو گیا۔

ورور و شاہزادہ مرزا عالی قدر بہادر بنارس سے

مرزا عالی قدر شاہزادہ مرزا جو ان بخت بہادر کے بنارس سے مع اپنی ماوراء
 نواب جہان آبادی جسکا نوکر نواب حضرت الدولہ کے احوال میں کہنا متعجب نہ ہو
 صاحبزادہ مرزا سلیمان شکوہ تشریف لائے سرکاری ایک کمپنی تھی ساتھ تھی مرزا جہان
 صاحب یہ دایہ کمپنی میں تھے بہت جوان کشیدہ و قامت خوش رو تھے انکی تصویر لکھائی
 گئی تھی جب جناب عالی نے انکا مقابلہ و جاہت اپنے مرزا باقر باغیان سالار سے کیا
 سالار کی شان و شوکت سبکی نظر میں نہ آیا وہ علو مرتبہ کی تھی خدا مدد جناب عالی سے بہادر
 زینت ہستی تھا کہ گئے شاہزادہ کو اور نواب جہان آبادی کو بھی موزوں باور کی اور گھڑ
 مہمان کیا بعد ازاں بنارس کو پھر گئے اتفاقاً وہاں جہان آبادی بعد چند روز کے مر گئے تو
 جہان آبادی نے بھی انتقال کیا بعد ازاں مرزا عالی قدر نے ہاتھ پھر لکھو تشریف لائے
 کہ نسبت پہلو مرتبہ کے وہ تھیں و مگر یہ موزوں بلکہ بہت اور فلاح بھی ہے ہونے آؤ بیست
 پھر گئے کچھ جناب عالی نے ناو سفر پیشکش کیا انکا نہر پہنچ چھا ان کی جہت سے کہ وہ
 کھنڈ کی تھیں۔

محمد اکبر شاہ بادشاہ جہان آبادی کے بعد تشریف لائے رہا تھا کہ کوئی شاہزادہ بادشاہ

بارے فضل خدا سے چند روز میں بہت بڑی کین کلی شفا ہو گئی مصلیٰ مہوئی غسل صحت
فرمایا اس جہت سے کہ کبھی کانام فرج بخش رکھا جب اسکا بیلام ہوا پچیس ہزار کو مولیٰ
بعد اسکے دوسری کو کبھی جسے ٹیڑھی کو کبھی کہتے تھے اوسمیں فرسلیان شکوہ شاہزاد
ہتے تھے اوسے بھی خرید اور شاہزادے سے عرض کیا کہ اتنا قرب قیام ہدوی سے
باعث ترک اوب ہو حضور کو راوونی صاحب کی کو کبھی میں رونق افروز رہیں تو بہتر ہے
وہ بھی کنار دریا پہلو کو کبھی رزیدنی ہے شاہزاد کو وہاں جا کر ہے +

بعد غسل صحت بڑے جلوس سواری سے جناب عالی درگاہ حضرت عباس میں آئے
حاضری دسترخوان بڑے تکلف سے ہوا اوسیدن سے منہیات سے اجتناب کلی فرمایا
تا مین حیات پھر کتاب نہوے اور ایک خادہ ص عقیدت حضرت عباس علیہ السلام و تحا
وہم خبر بھی اونہیں سے اعانت چاہتے تھے مگر تقیر الہی جاری ہو چکی تھی +

خلاصہ اس خصوصیت سے طیاری دیگا گنبد طلانی وغیرہ سے اور مکان دروازہ
عالیشان اور مکان ہلال سوسا مان درست ہوا جسے پہرہ سرکار اور ایک اور خصوصیت
سے مقرر ہوا اور صندوق نقرہ و علمہا و طلا و نقرہ مع فرش و شیشہ آلات منبر نقرہ رکھا گیا
مدر نیاز بھی زیادہ ہونے لگی مگر بانی مبنی درگاہ کو یہ سب نذر ماتی ہی مرزا محمد حسن قسطن
ماوہ تاریخ خوب کہا ہم این گنبد جدید بنای سعادت +

جس فرج بخش کبھی مین رہنا منظور ہوا اناج اوسکا بہت پسند فرما کے اور کنار دریا ہونا
بنام مبارک منزل اور کہ کبھی دلارام ہوئی اور آبادی شہر جدید منظور فرمائی مرشد زادوں کو
زمین وسیع عنایت ہوئی کہ حسب اوجاہ مکان بنا لو اور ہر ایک کو تعمیر کار و یہ بھی عنایت
فرمایا مرزا حسن رضا خان کی بھی کو کبھی کنار دریا بختی داخل منہ وسیع ہو گئی پھر کو کبھی لکشا
مقابل کو کبھی منزل مارٹین مین بلند پر بنوائی اوسکی بڑی طیاری کی اور محمد باغ کو زمین وسیع
سے کبھی کر رہنے بنایا اوسمیں ہرن یا گھوڑا یا خانہ زاد و کبھی سے چھوڑے اور جتنے رسالدار
امرا ملازمین خاص تھے حکم ہوا تم بھی اپنے حسب نحوہ مکان بنو اگر ہو اور بارہ دری ہر گاہ
مقابل فرج بخش بنائی بہت مین و مبارک ہے جلوس شاہی بھی اوسمیں ہوا اور آج تک

موجود ہیں لیکن سچا لکھنؤ کے ناظرین مشاہدہ آغاز و انجام کے واسطے مندرجہ کتاب کیا
بشنای کر بلائی تال کٹورہ ملو کہ محمد الماس علیخان حسب حکم جناب عالی
ابتداً جلوس میں لکھی رہیں تاکہ جناب عالی واسطے تفریح طبع کے نشاط مانع ملک کے راجہ پت کو
میں رونق افروز ہو کر عیش و عشرت فرمایا کرتے تھے اور اہل شہر تغزیہ و روز عشا شہرہ کو بالا
سپہ پر یا مقام پلاو میں دفن کیا کرتے تھے اکی دن وقت صبح سواری باش انبہ مال کٹورہ
گذری اور وقت نیم سحری کا چائنا طیوہ خوش آہنگ کا اسپین چکنا شاخ درخت پر
فصل بہار میں کے ملبوع ہوا جناب عالی نے نواب قاسم علیخان سے فرمایا اگر ایسے مقام
اہل شہر تغزیہ دفن کیا کریں تو بہتر اور اس سے ہریان صحرانیت زیادہ ہو سچون ذی اتفاق
عرض کیا سبحان اللہ حضور نے کیا خوب جگہ تجویز فرمائی ہے کیا تعجب مقام تفریح و تہنہ
پس بموجہ بلا شاد کے پہلے نواب قاسم علیخان نے ایک چھوٹا حصار کر دیکھ کر چوٹی کا بنوا کر
وسط جو ترہ میں بہت سے تبرکات مشاہد مقدسہ دفن کیے چنانچہ ابتدا میں تغزیہ چلم خوب
کم اوتھتے تھے اور یکے کے بعد دفن ہوتے تھے اور اکثر نواب قاسم علیخان اپنی مجالس
مذری و ہن کرتے تھے خود مرتبہ پڑھتے تھے مومنین مجلس میں پلاو بھی تسلیم کرتے تھے وہاں
قریب شہر کے علی داری محمد الماس علیخان بیگن حسب حکم جناب عالی سپاس مگر یہ پختہ زمین کا حصہ
کیا گیا ایک قبہ خاص علیحدہ کیا والاں بہت بڑا اور درجہ شرق سے غرب تک شاید سو گز
بنوایا وسط والاں میں تغزیہ منبر واسطے مجلس کے اور پہلو کے درجہ اول عورات کے واسطے
دوسرے مردوں کے واسطے بنادیا حاجی سیتا داروغہ عمارت تھے ان کو حکم ہوا کہ تم بنو انھوں
نے میان سے عرض کی کہ میں بھی تغزیہ داروں کی ایک حاطہ اسپین سے میرے واسطے بنائی
چنانچہ دوسرے حاطہ شامل حاطہ اول کا اونھوں نے بنوایا مٹی جو ایک جگہ سے لیکر دی کی دیو
و غیر جو بنی وہ تالاب ہو گیا اور سکنا نام مال کٹورہ رکھا میان حید بخش چلیہ بیان کو کہا بالا
بڑا کمرہ بنوایا اب نوچندی چرھنے کی ہوئے لگی ہزار آدھی زن و مرد جمع ہو
ہوئے لیکن دفن مومنین بھی شروع ہوا حاجی سیتا بھی ہزار مومنین
زمانہ دوسرے ہوا لکھی اولاد کا وسیلہ رزق ہو گیا پہلے نوچندی کا

و فتحہ ششم دستور العمل واسطے اجراء امور تجارت کے لبعلاج ہو کر جو موجب مفید مالک
و بیرون سرکار کے بلا تعرض جاری رہ گیا یہی کشتیان آمد و رفت دریا گنگا یا اور دریا بن گیا
سرحد و بیرون سرکار کے ہین فراغت بہت محصول ہوگی اور مواخذہ محصول کشتیوں مرقوم سر
بوجہ لگان بے انگمال ہو یا راوہ فروخت کشتی سے او تارین طرفین میں نلایا جائیگا یا مقرر محصول
اجناس رفتنی اپنے ملک پر اور آمدنی ملک دوسرے میں اویس قدر جو زیادہ محصول مروجہ ہے
منوبان اختیار و اقتدار و بیرون سرکار کے ہوگا اور یہ بھی اقرار پایا ہے کہ درجہ بہت معافی محصول
اجناس خریدہ بقینہ ملک جناب عالی بابت مصارف و اخراجات کمپنی انگریز بہادر تعین ملک مقبوضہ
بوجہ معمولات بعد سپردگی ملک عمل میں نہ آئیگی +

و فتحہ ششم دفعات عہد نامہ سابق بتیقین و استحقاق مہمانی محبت و اتحاد فیما بین بیرون
سرکار بحال و برقرار رہینگے اور دفعات اس عہد نامے کی بھی او کی مطلق نہیں ہین بحال و برقرار
رہینگے اور مرقوم و منضبط و بیرون سرکار کے رہینگے +

و فتحہ ششم و ہجری ۱۲۰۱ عہد نامہ مختصر دس فغہ کا دوسری شہر جب ۱۲۰۱ عہد نامہ مختصر دس فغہ کا دوسری
بلدہ لکھنؤ میں لکھا گیا انزل مہری و لڑکی صاحبہ اور اور لفٹ کزن ولیم اسکات صاحبہ
نے اقل اس عہد نامے کی زبان انگریزی و فارسی مہر و دستخط اپنی حوالہ جناب عالی متعالی کی کر
اور جناب عالی متعالی نے بھی او کی ایک نقل فارسی انگریزی مرن اپنی مہر و دستخط کر
صاحبان موصوفین کے حوالہ کی اور صاحبان مرقومین اقرار کرتے ہین کہ شرائط اس
عہد نامے کے ۳۰ دن کے عرصے میں مرن بدستخط و مہر نواب معلی القاب گورنر جنرل
اشرف الاشراف مارکوئیس لڑکی صاحبہ حاصل کر کے حوالہ جناب عالی متعالی کرے
اور عہد نامہ مہری اور دستخطی پھر لینگے اور عہد نامہ مختصر دس فغہ کا دسویں ماہ ۱۲۰۱ عہد نامہ
مطابق ۱۲۰۱ عہد نامہ رجب ۱۲۰۱ عہد نامہ مختصر دس فغہ کا دسویں ماہ ۱۲۰۱ عہد نامہ
اسکات صاحبہ بہادر بموجب اختیار کے جو طرف نواب گورنر جنرل بہادر سے صاحبان موصوفین
کو دیا گیا نواب وزیر الممالک بہادر سے بلدہ لکھنؤ میں لکھا گیا +
اگرچہ نہ ورت شرمیلے عہد نامہ جات کی کتاب میں نہ تھی کس واسطے کہ ہر ذمہ دار

و فتحہ پنجم جب تک کہ مقصد پہلی و مملکت افغانی و فتحہ اول و دوم و سوم و چہارم الہ
 عہد نامے کا بوجہ حسن منکشف ہو و اور قریبہ و تاقی سے پہلے مشتبہ نہیں بیان کیا جاوے
 کہ تقوین لاس ملک عوہنی کی بالکل قساط قدیم و جدید پر بابت اخراجات خفاطت ملک خاں عالی
 کے سے من بعد کمپنی انگریز بہادر خواہ و جہاں بخت فوج بدین واسطے مقایسہ و مدافعہ و شمشان
 بیرونی کے خواہ بابت پہونچانے فوج کے واسطے تدارک جنگامہ پروازن اندرون ملک مذکور
 موصوف کے یا وجہ اقامت فوج انگریزی تعیناتی جتنو بدین خواہ تبدیل چھانوی افواج انگریز
 میں خواہ بابت کمی تحصیل محالات مقبوضہ بقویع آفت سماوی وارضی یا بسبب ویداد جنگ
 وغیرہ ان محالات میں اور اولاد اخراجات بوجہ من الوجوہ و عوی اور مملکت سسرکار نواب
 وزیر الممالک بہادر بدین کرینگے +

و فتحہ ششم محالات جو مطابق مضمون اس عہد نامے کے تقوین کمپنی انگریز بہادر بدین
 بالکل اقساط درختیار سسرکار کمپنی اور اہتمام الہالی سسرکار موصوف بدین کرینگے اور بعد تقوین لاس
 جاوے و کمپنی انگریز بہادر بدین جب قدر ملک کہ سسرکار بدین باقی رہ گیا اوسکی بقا برسیل نہ و اہتمام
 سسرکار جناب وزیر الممالک بہادر بدین تسلط و بطن بعد طین اہتمام سسرکار و ولتہ انگریز
 انگریز بہادر بدین و درختیار جناب عالی متعالی اوس بقیہ ملک بدین رہ گیا جناب عالی متعالی اقرار
 کرتے ہیں کہ بقیہ ملک کمپنی سسرکار بدین ششتر بند و بست جو میرہ جب فہ خلافت اور خفاطت
 جان و مال سکنا و رعایا ایسا بخوبی کیا جاوے باہتمام عہدہ و عہدہ بدین مقرر اور جاری کرینگے اور
 جناب عالی بھی بقیہ ملک سسرکار بدین موافق صلاح و مشورہ و سی الہالی سسرکار کمپنی انگریز بہادر
 ہمیشہ عمل بدین لائینگے +

و فتحہ ہفتم مکانات و محالات درجہ اول اس عہد نامہ کے ابتدا و نسخہ و فصلی مطابق
 ۱۲ ستمبر ۱۸۵۷ء سپر الہالی سسرکار کمپنی انگریز بہادر بدین کرینگے و زمانہ خلافت الہالی سسرکار کمپنی
 محالات مقبوضہ جناب عالی متعالی بدین موافق زرا قساط و اخراجات بابت فوج جدید سسرکار
 سے پہونچانینگے اور الہالی سسرکار کمپنی موصوف بعد داخلت کے و عوی زرا قساط اخراجات
 فوج جدید سسرکار جناب عالی سے کرینگے +

اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہار نے نواب علی القاب گورنر جنرل شرق الہند
مارکوئٹس لارڈ صاحب بہار کے بموجب اختیار وہی نواب معظم المیہ کی طرف سے اور نواب وزیر الملک
بہار و ہندوستان میں الدولہ ناظم الملک سعادت علی خان بہار و مبارز جنگ نے بذات خود
اور اپنے وارثوں کی طرف سے بھی اس کے بعد نسل و بطناً بعد بطن اس عہد نامے کو مستفید
تفویض یعنی محلات ملک متعلقہ سرکار کو ابالی سرکار کمپنی انگریز بہار و کوہستان و امروہہ
بمعاوضہ و بہاول اقساط قدیم مقدمہ اور جمیع اخراجات بابت محافظت ملک محلات و امروہہ
جس ضمن کہ لغات و انتظامی متعلقہ سرکار ہو اور تفویض ابالی سرکار کمپنی انگریز بہار و کوہستان
ثانی الحال موافقہ دیہات و روضی جو پیشتر سالہا سال سے وائل یا خارج عملدرآمد چلے آئے
مسموع و مستبول ہو گا۔

و فتح دوم اقساط قدیم موجب فتح عہد نامہ ۱۷۹۰ء کیلئے ازین مقصد نو و ہشت سال
نوم نواب وزیر الملک مقرر و مشروط حفاظت ملک پر ہے اب اسکی جاہداد و چاہداد
اخراجات جدید فوج سرکار سے دیے گئے کیونکہ اس سے اخراجات فوج بابت حفاظت ملک وغیرہ
نوم نواب صاحب معظم المیہ متعلق نہ رہے گی اور واسطے محافظت ملک محروم نہ ہو و غرض
خواہ مقصود سرکار کمپنی انگریز بہار و خواہ بقیہ ملک مقبوضہ جناب عالی متعالی ہیں اگر ضرورت
فوج پڑے اس کے اخراجات نوم نواب صاحب متعلق نہ کیجئے۔

و فتح سوم حفاظت بقیہ ملک سرکار جمیع معاندان بیرونی و اندرونی سے ابالی سرکار
دولتدار کمپنی انگریز بہار و اپنے ذمے لی ہے بشرطیکہ تعاقب افواج کمپنی بقیہ ملک سرکار
جہان ابالی سرکار کمپنی مناسب جاہن اختیار ابالی مقبوضہ میں رہے گی اور نواب وزیر الملک
بہار و چار ملٹن تاملک ایک ملٹن پنجیب پایاد و ویدہ اتی کی اور ویدہ سوارا و دین سو گولہ انداز
فیکہ کہ بیکہ بقیہ فوج برطرف کر دیئے مگر پناہ سے ہندی پنجیب کے واسطے تحصیل کے اور تھوڑے
سوار و پنجیب ہر ای حال کی واسطے ضرورت پڑے گی تو پناہ سے ہندی پنجیب کے واسطے تحصیل کے اور تھوڑے

و فتح چہارم فوج انگریز بقدر ضرورت مع لوازمہ تو پناہ خدمت جناب عالی
متعالی میں حاضر رہے گی۔

اعظم گڈھ وغیرہ سے لکھنؤ
 گورکھپور بمبئی وغیرہ سے لکھنؤ
 گورکھپور سے لکھنؤ
 بمبئی سے لکھنؤ

صوبہ الہ آباد وغیرہ سے لکھنؤ
 چکامہ بریلی و آصف آباد و کلکتہ سے لکھنؤ
 نواب گنج بریلی وغیرہ سے لکھنؤ
 مائل وغیرہ سوائے تعلقہ ارول سے لکھنؤ
 عہد و میثاق جو فیما بین دو نون سرکار و لٹڈار کمپنی انگریز بہادر و نواب زیر المملکت
 ہندوستان بین الدولہ ناظم المملکت نواب سعادت علی خان بہادر مبارز جنگ کے درباب
 تفویض بعض محالات ملک متعلقہ بین نواب وزیر المملکت بہادر موصوف نے برطرف
 الہ آبادی سرکار کمپنی انگریز بہادر بر سبیل دولہ و استقلال مبادلہ اقساط قدیم و حال جو
 نوٹہ نواب وزیر المملکت بہادر واجب الادا بین بتوثیق و استحکام تمام موثقی و
 استحکام کیا +

اس شرح سے کہ بموجب عہد نامہ سابق جو فیما بین دو نون سرکار سچفا ملت مملکت متحدہ
 نواب وزیر المملکت بہادر تھا جمیع معاندین بیرونی و اندرونی سے الہ آبادی سرکار کمپنی
 انگریز بہادر نے اپنے نوٹے لیا ہے اور جناب وزیر المملکت بہادر نے اس طرح برپائی
 اس ذمہ داری کے اہل یاست کمپنی کے ساتھ مبلغ لاکھ و پچیس سالانہ داؤنی مقرر کیا
 اور ادائیگیاں نفع بھی جو تعداد مشروط عہد نامہ مذکورہ زائد ہو جو واسطے حفاظت ملک
 سرکار کے ضرور چاہی گئی ہے نواب صاحب موصوف نے عہد نامہ مرقومہ میں اپنے نوٹہ
 لیے ہیں چنانچہ درپولہ استخرج مناسب یہ ہوا کہ اخراجات مذکورہ اس طریقہ سے مقرر
 ہوں کہ من بعد صرف کم و بیشی درمیان نہ آوے اور سرکار کمپنی کو حصول زرا اخراجات
 کی طرف سے بروقت سبیل دولہ و استقلال اطمینان کلی ہو امداد انریل نہ رہی لہذا

قرار پاوے تقیمل و ترویج میں اسکی فقط از روی اختیار اور اہتمام اہلکاران جناب عالی
بصدق باطن اور باتفاق جناب عالی مساعی جمیلہ کریں اور اون مقدمات میں جو مشوج
اعانت سرکار انگریز بہادر یا ملک فوج انگریزی ہو امداد و اعانت حسب ضرورت وقت پر
عمل میں آئینگے پس صاحب زیڈنٹ کو چاہیے کہ سب حالات میں حفظ مراتب عزت و شان
و شوکت واپس خاطر حسن سلوک نسبت جناب عالی بدرجہ کمال ملائیں اور معتبات میں
معاہقت بکمل جناب عالی سے ہے اور صاحب موصون کو چاہیے کہ بے مشورہ جناب عالی
اہلکاران جناب عالی سے امور مالک بمقتضہ جناب عالی میں عمل کریں اور جس امر میں فیما بین
جناب عالی و صاحب زیڈنٹ کے اتفاق پڑے جب تک نقشہ تبصر قرار نہ پاوے و صاحب
موصون کو چاہیے کہ مہلہ سبقت او سکے اصلاح کی دوسرے سے کریں بلحاظ قیام عند خود
اور نواب گورنر جنرل بہادر کو ترصد کلی ہو کہ جناب عالی مطابق اصلاح و گزارشات و صاحب
موصون کے مجوز کار فرمائی کریں گے بس اب کوئی مقدمہ جو مشکل رکھتا ہو فیما بین دونوں
سرکار کے باقی نہیں رہا نواب مہر و کو رجائی واثق ہے کہ آئندہ اجراءے کار و بار میں
کی سطح کی بخشش ملاویر میں نہ آئیگی

[illegible]

لکھی انکے شہر اور جناب عالی نے اقرار فرمایا ہے کہ بقیہ ملک سرکار میں
 سرشتہ بند و بست جو موجب فہم و خلالت اور حفاظت جان و مال ممکنہ اور عایا اوس
 بخوبی سمجھتا ہوں اور اقرار فرماتے ہیں کہ وہ سرشتہ بند و بست باہتمام علم و فہم جناب عالی اور
 بذریعہ اختیار جناب عالی مقدر و معین ہوگا اور جناب عالی نے ایسا اقرار فرمایا ہے کہ ہمیشہ
 الہی سرکار کی اپنی انگیز بہادر سے مستمش ہو کر موافق صلاح الہی سرکار ہوئے ہمیشہ
 آئینہ کا پس اقرار جناب عالی اس تیرہ برس کے جناب عالی تقریر شدہ میں ایسے بند و بست
 درمیان ممالک مقبوضہ اپنے بلکہ جمیع امور ریاست متعلقہ ریاست و زمین اور اجراء
 اختیار مستقر اپنے میں استہمو اب الہی سرکار کی بہادر سے ہوگا اور موافق صلاح الہی
 سرکار موصوف کار فرما ہونگے اور اسکی صلاح الہی سرکار موصوف کی طرف سے ہمیشہ سبیل
 دوستانہ موافق قواعد محضیت و اتفاق و توازن مراتب طرفین سے عمل میں آئے گا اور
 مقدمات غلبہ جو اظہار مراتب فی انضمام نواب گورنر جنرل بہادر خدمت جناب عالی میں ملاوا
 غیر ضرور ممکن ہوئے اب گورنر جنرل بہادر مدارج صوابدید و صلاح وہی سرکار انگیز بہادر کی طرف
 بلا واسطہ دوسرے کے خواہ بالمشافہ خواہ بذریعہ اپنے مکاتبات و اطلاع جناب عالی سے
 کریں گے لیکن واضح ہو کہ صاحب چائین بلکہ لکھنؤ اپنے عہدہ میں بمنزلہ قائم مقام سرکار
 انگیز بہادر مقدر و معین ہیں اور سپاہیوں میں واسطہ سترہ سوال و جواب فیما بین ان
 مقصور ہیں اس صورت میں صاحب موصوف امور ریاست میں مراتب صلاح و صوابدید سرکار
 انگیز بہادر کو نواب گورنر جنرل کی طرف سے خدمت جناب عالی میں گزارش کریں گے اور جس وقت
 بروقت گزارش ایسے امور صلاح و صوابدید کا اتفاق پڑے گا جناب عالی اوسے بمنزلہ کلام
 نواب گورنر جنرل تصور فرمائیں اور جب نوبت صلاح و صوابدید ہو تو صاحب موصوف کا اتفاق
 ہو صاحب موصوف حتی الامکان مراتب صلاح و صوابدید کو از روی حکمت و حکمت یا کیا
 محض ارجاء و دفع کو بعض اظہار کریں اور طریق صاحب موصوف جو توازن صلاح و صوابدید
 کمال موافقت و یکدلی عمل میں لاویں حتی الامکان اسلوب کامیاب میں جناب عالی سے
 موافق و متفق رہیں اور جو تدبیریں موافق صلاح و صوابدید سرکار انگیز بہادر سے

اب یہ مقام غور و فکر ہے کہ بڑے بیٹے نواب غازی الدین حیدر خان بہادر تھے وہ کیوں
 بڑا ہنگامہ نہ کیا ہو؟ یہ دوسری کیوں ہوئے اور سرکار نے بعد ازاں کیا کیا کیوں انہیں
 مسند نشین کیا انہیں کیا کسوچ سے مناسب جانا پڑا بیٹا ہو یا یہ کیا وہ نہ جانتے تھے
 بس اتنا کافی ہے کہ انہوں نے علی سرکار ہندوستانی جو مشیر صادق بنے پڑنٹ تھا اور زمان
 صاحبزادگی سے چاشت غور ہو رہا تھا یہ وجہ ہوئی اور مظہرین تھے کہ جھجھج جیاب میں کارفرما
 ہوں بعد بھی یہ نہیں مستحق ریاست ہونگا دوسرے یہ کہ تیمور نواب گورنر جنرل مقرر ہو چکا ہوں
 اس جہت سے کیوں اپنا نقصان عبت کرتے اور انکو تردد و شک پنے ہوئے ہیں
 تھا اس جہت سے موافقت کی تھی کہ بروقت کام آئیگی۔

سوال اشفاق نواب گورنر جنرل سے توقع ہے کہ بیان کے ریزیدنٹ کو اپنی روبرو
 جمیع ان سب مراتب کو واسطے تفصیل کے سمجھا کے فرامین اور تفتید کیجائے کہ بعد آپ کی
 تشریف فرما ہو کر جب و انکی حضور کو منظور ہو کہ سیطر سے حرج و توقف نہ ہو اور مہیا کی حساب
 میں حضور کے ساتھ شریک ہیں۔

جواب موافق استدعا می جناب عالی اس مقدمے میں ۲۴ ماہ فروری ۱۸۵۷ء مطابق
 ۲۰ شہر شوال ۱۲۷۵ ہجری سب مراتب و تاکیدات ضروری روبرو می جناب عالی صاحب
 ریزیدنٹ کو نواب گورنر جنرل بہادر نے اپنی زبان سے سمجھا کر کہہ دی ہیں۔
 اب تحریر اعدیل تناسب فیما بین ولایتین اور قواعد و ضوابط کی تفصیل و تزویج رسم
 رویہ و دونوں سرکار کی جو حسب حال ایک دوسرے کے بموجب اوستیکہ مرعی ہو سبیل
 اجمال بیان کیے جاتے ہیں۔

۱۔ و چونکہ عہد نامہ فیما بین دونوں سرکار کمپنی انگریز بہادر و سرکار جناب عالی
 و عہدہ و ہم ماہ نومبر ۱۸۵۷ء چارٹیر ہے کہ حکومت سرکار جناب عالی و درمیان مالک مقبوضہ
 منظم الیہ مقرر کرتے قفل و بار باہتمام انکارا ورنوکران جناب عالی اجرا پاوے اس واسطے کہ
 ابالی سرکار کمپنی انگریز بہادر و کفالت بہتر قرار و استعمال اختیار جناب عالی کی درمیان مالک
 مذکور اپنے نوے فی ہے چنانچہ نواب گورنر جنرل بہادر و جابوہ تفصیل اس قرار داد سے

جواب جو باقیات بالفعل ہے تا آئندہ واجب الطلب سرکار جناب عالی ہوا انفصال اور سکنا جس منیعا زمین طول کیجیے عمل میں آئیگا قرار داد اسکا با قیداروں سے لیا جائے اور عمل سرکار جناب عالی سے بالفعل کیسے ملک میں جایداو علاقہ نہیں ہے +

تیسرے یہ کہ اکثر باغات الماک سرکار سے ملک میں جسکی پلازمین فوج انگریزی کو دی گئی ہے واقعہ میں اور تفصیل ملکی سے تعلق نہیں خیال نہ پارس میں اب تک الماک سرکار تصرف سرکار میں باقی ہے ازراہ شفقت حکم دیجئے کہ الماک سرکار کو جو جایداو ملک ہو چھوڑ دینا کہ تصرف سرکار میں رہے اور تفصیل الماک و باغات جو جایداو میں ہیں لکھکروی جائیگا +
جواب الماک وغیرہ از تفصیل مندرجہ اس دفعہ کو جو ازان سرکار جناب عالی ہیں اور تصدیق اسکی کیفیت کی گورنر بہادر پر واضح ہوا البتہ سرکار ان جناب عالی ہوگی +

چوتھے یہ کہ محالات جایداو فوج انگریزی میں محض بیاس خاطر کہ نواب صاحب بوصوف کے آنے سے ضرور جائگہ تعینت و مرضی و اتباع حکم سمجھ کر دی گئی جتنی مساجد و مقابر و امام باڑی جایداو ملک میں ہیں تہا کید فرید حکم دیا جائے کہ کوئی اور نہیں سار و میران و خراب نہ کرے +
جواب بموجب مضمون اس دفعہ کے حکم دیا جائیگا +

سوال پہونچانے مبلغ کا بابت گھاٹون الہ آباد کے سرکار میں اقرار تھا چار برس گزری اور مکرر بیان کے صاحب کے کہا اور لکھا گیا اب تک نہیں ملا موجب نقصان مبلغ خطیر مقرر ہوا حکم دیا جائے کہ موافق قرار داد کے ملے +

واب و ریاب سمجھا دینے صاحب تحصیل گھاٹون الہ آباد کے حکم دیا جائیگا +
سوال عہد نامہ وغیرہ کے بھیجنے کو فرمایا تھا اب تک نہیں بھیجا یاد کر کے بھیجنا چاہیے +
جواب عہد نامہ بھیج دیا جائیگا +

سوال حضور نے تجویز کیا ہے کہ دوسرا بیٹا یعنی احمد علی خان بہادر عہدہ الہکار میں واسطے اجراء امورات متعلقہ سرکار کے مقرر ہو +

جواب یہ بات نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور و مقبول ہو چکی ہے کہ نواب احمد علی خان بہادر الہکار چٹا ب عالی ہوں +

سوال از شفقت و محبت داراب علیخان کو یہو اگر حکم دیدیجیے کہ سوامی جاگیر کے املاک و
 اراضی بازار باغات و عینہ املاک ہر یککاران جناب موصوفہ فی جہت و سند چار برس
 قبض و تصرف کیے ہیں اور اس پر اعتراض و دوستان گرامی قدر جان لسن صاحب بہادر
 اور اونکے ششی و لونی غلام قادر خان اور اوراد جی مثل الماس علیخان داراب علیخان
 گواہ و شاہدہ بلع و گاہہ ہیں اور گنگہ جناب الہ صاحبہ بھی اس پر اقرار کر چکی ہیں اور یہ
 الہکار مثل جسکے لکھی و حیدر جانتے ہیں اور اوراد کا غنہ موجود ہے اور یہ موصوفہ فی جہت
 کثیر سرکار ہوتا ہے اب سرکار کو جناب تحمل نقصان نہیں ہی اس سے چھوڑ دیں اور جو محمل
 شتمیل لیا ہے پھیر دیں تا نفع نقصان سرکار ہو یہ بات موافق اونکے قرار دار کے فر
 جواب گورنر جنرل بہادر کو منظور ہے کہ سب مقدمات رو بکاری فیما بین جناب عالی
 و جناب عالیہ غور و تامل سے سمجھا کر تصفیہ امور فیما بین از روی آئین و انصاف
 پرمیل و وہام کریں۔

سوال از راہ شفقت چند احکام جناب صاحب مہربان تظنا مخاصمان انریل نہری
 و لڑلی صاحب بہادر لکھے دین ایک یہ کہ فراری ملک سرکار کو ہملا اپنے پاس شہنے دین
 اگر سرکار طلب کرے بھیج دیں و گرنہ اپنے پاس سے نکال دیں۔
 جواب سب مجرم طرفین سے معوض ہونگے لیکن رعایا و دونوں سرکار جو متہم جرائم
 مستوجب قتل و قصاص کے نہوں اور جنین اجازت ہو کہ بلا فراحت ایک دوسرے کے
 ملک میں جاؤں و اگر چاہیں ملک دوسرے میں رہیں۔

سوال وہ یہ کہ ہر شخص متوسلان سرکار سے جو درخواست اجارہ لینے کی منجملہ
 جایداد کے کرے اس سے لکھوا لیا جائیو اگر ابقیہ سرکار ہو گا کام نیا نیگا اور اگر نہ ہو گا
 اور بعض عمال سرکار جنگی ملک جایداد بجالا ہی ہے اور زر سرکار اونکے ذمے باؤ ہی
 اونکے ذمہ کار وہ یہ اپنے صاحب میں مجرا بھیجے یا وہ جنین سپرد سرکار کیجیے کہ زروا قی
 اونکے لیکر رخصت کر دیا جائیگا اور بعد فلخت سرکار سے ہر قسم کا معاملہ اونکے
 ذمہ نہ ہو کیا جاوے۔

اپنی کہہ رہے تھے دیا جائیگا یا وہ حضور کو سمجھا دینگے اس صورت میں موافق اونکی مرضی کے کیا جائیگا اور کسی پر اختلاف فیما بین بھی ظاہر نہ ہوگا +

جواب یہ بات مستحسن و بجا ہے موافق مندرجہ عمل میں اونکی حضور سے جس طرح اوسکا وریا کرنا واسطے ثبوت حقیقت کے ضرور ہے اسناد و دلائل سے ثبوت حقیقت وغیرہ صاحب رزیدینٹ سے اطلاع کر کے اثبات کیا جاوے گا۔

سوال سرشتہ عدالت جس میں اصلا اپنی انصافیت منظور نہیں ہے فقط اجرائی احکام شرعی و ادائی حقوق و ضمانت نقص احوال عباد کو واسطے مقرر کیے گئے لازم کہ سب جمع ہوں بعد اکرین اور اگر کوئی رجوع عدالت سے انحراف کرے تو اہالی سرکار اوسکے ارجاع عدالت میں مدد و معاون رہیں۔

جواب یہ بات مقضیات و انافی سے بہت موقع و بجا ہے۔

سوال جناب والدہ صاحبہ قبلہ کو اپنا بزرگ جانا ہون انکا پاس ادب عزت و احترام بہ صورت مجھے منظور ہے انکی حاصل آمدنی جاگیر اور سب جاگیر واروں سے مجھے سروسو کا نہیں ہے لیکن اجرائی احکام عدالت و انفضال قضایا و ادوائی مظلوم و اقامت و قضا میں عینہ امور متعلقہ عدالت شہر لکھنؤ و فیض آباد اور سب جاگیرات بستہ و ترقی ملک متعلق سرکار میری طرف سے ہو گا یہ امور رئیس سے متعلق ہیں اسواں کو کہ جو میں الودع ظلم و ستم نہ ہو جو انکو انکار نہ ملے اور میں دخل نہ کریں کہ شرکت حکومت میں نہو جاو اور یہ موجب اونکی بزرگی کا ہے جو منظور ہو۔ مجھے کہلا بھیجیں اوسکا بخوبی سرانجام اپنا ہلکار و کدو فکا اور حال یہ کہ زاکہ نینز آباد میں اونکی جاگیر میں اکثر گشت و خون ہوئے اور جو سرکار سے لکھا اور کہا گیا اوپر اصلا اعتساع نکلی اور بجایہ صاحب قبلہ کو عہدہ دین انفضال قضایا و جاگیرات متعلق سرکار تھاپہ مقدمات موید ریاست ہیں +

جواب اجرائی احکام عدالت جاگیر جناب عالیہ میں چاہیے کہ اختیار جناب عالی میں ہو اور اہلکار جناب عالیہ کو بھی چاہیے کہ وہاں کی عدالت میں رجوع کریں اور امتیازات اور اجرائی اختیارات محکمت عدالت میں اہالیان سرکار کہنے مدد و معاون ہونگے +

حسین علیخان اوبکے شریک خال تھے ٹاٹ اولٹ دیا انکو پاس بھی وہ روپیہ زباں سپاہیوں
کیا ہوا کمان گیا۔

عہد نامہ و جواب سوال فیما بین سرکارین

۱۵۔ فروری سنہ ۱۲۸۵ مطابق ۱۵ سوال سے جواب وزیر الما کے فرسوالات نواب
مستطاب علی القاب شرف الامار کو میں نے لڑی صاحب بہادر کے پاس بھیجی اور طاب
منظوری سوالات ہوئے نواب محترم الیہ نے بعد عذر و مال ہر ایک نو سوال کا جواب بھیجا
پھر جناب عالی نے ۲۲ ماہ مذکور کو دوسری فرسوالات میں تجویز کم و زیادہ اون جوابوں کی بھیجی
چنانچہ ۲۴ ماہ منظور مطابق ۲۲ سوال عند الملاقات فیما بین نواب گورنر جنرل و جناب عالی
باب سوالات علی اور اسکی تجویز کم و زیادہ میں تفصیلاً گفتگو ہوئی آخر بنایہ تھری کہ بعض
دفعات فرسوالات مرقومہ سے بالکل قلم انداز کیا میں اور جواب دفعہ سوم حسب تجویز
جناب عالی قرار پایا اور یہ امر بھی طی ہوا کہ ایک شخص انصرام کار و بار کی واسطے مقرر ہووے
چنانچہ مرشد زمانہ دوم مرزا احمد علیخان نواب سالدولہ بہادر اس عہدہ خاص پر مقرر ہوا
مقرر ہوئے اور نواب گورنر جنرل نے کیفیت اون اصول مناسب فیما بین دولیتین اور قواعد
اور ضوابط کی جو رسم نواب محترم الیہ میں حسابال دو دین سرکاروں کے تقیل اور تزیج رسم
درویہ از روی عہد نامہ مورخہ دسویں ماہ نومبر سنہ ۱۲۸۵ مطابق ۱۵ سوال سے متفرع ہو جو جب
اسکی تقیل میں آئے صلاحا انظار فرمائیے لہذا نظر سے اشتباہ مقدمات سوال و جواب
جو از روی نوشتہ دوائد و مطامعات مذکور عمل میں آئے اور اقرار پا چکے تھے اور نواب
گورنر نے کیفیت فیصلہ مقدمات مذکور اس پیشقے میں قلم بند فرمائی اور سپرانی مہر اور دستخط کیے
اور اؤسٹن صاحب بہادر سکریٹرائے قلم جو اسلئے فہمائش فیما بین ہو جب حکم نواب گورنر جنرل
اس پیشقے پر اپنے دستخط کیے۔

سوال وصول نہ ہوا و اجبی عمال وغیرہ سے بطور سابق کی کی حمایت و طرفداری سے
کہ فی نکریے بلکہ مدد و معاون سرکار ہو اگر وہ ان کے صاحب کو کسی امر میں ممانعت حضور
منظور ہو تو دفعہ بین انما ہمار کرین اس واسطے کہ غیر واجبی عمال منظور حضور نہین یا اثبات حقیقت

پس اگر انصاف کیجیے تو امور جزئی و کلی میں مشارکت سرکار بھی ان وجوہات سے خارج
بمجبوری ترضیف ملک پر راضی ہوئے گھر کے اتفاق کا حال ظاہر تھا سمجھے کہ بقیہ ملک
بلا شرکت ہو گا وہ بھی انہو ابتدی رج مدخلت پڑھتی گئی +

خلاصہ لکھنے مطابق سلسلہ ہجری نواب گورنر جنرل لارڈ ولزلی صاحب سے در رونق فرزند
لکھنؤ ہوئے بعد تعارفات معمولی طرفین ترضیف ملک میں یہ رقومات مجرا لکھنے ۲۵ ہزار
تنخواہ شاہزادہ ہی بنارس لکھ روپیہ سالانہ اولاد و حافظ رحمت خان روپیہ ۱۶ لاکھ سالانہ
نواب مرہٹا اولاد نواب احمد خان نگاہیں فرخ آباد نو لاکھ معافی وار و جاگیر وار روپیہ ۵۰ ہزار
ملک مغوضہ جنگ اب تک جاری ہے بعض کی ضبط سرکار بھی ہو گئی لاکھ روپیہ قصبہ مجھڑ
جاگیر نواب مارالہ روپیہ ۳۰ ہزار جاگیر الماس علیخان چالیس ہزار جاگیر ترضیف حسین جان
تنخواہ نواب شرف علیخان وغیرہ اور تنخواہ دو کھنڈ کوہریہ سب مجرا لکھ نصف ملک ترضیف
حکام گام سید مہاجکی جمع ایک کروڑ پتیس لاکھ روپیہ ہوتے ہیں پس اس صورت میں سو حکومت
کے نقصان ایک جہ کا ہوا کسوٹے کہ ۶۰ فی ملک سے جاتی تھی اور سو قسط اسکے سوا ہو جاتا
غرض نقدی کے ملک دیا اور ۲۰ فی میں یہ رقومات مذکور لیے عقلا کے نزدیک تو اس قدر
ملک ہو جو عہد دولت نواب صف الدولہ میں تھا بلکہ جاگیر ہو سیکر صاحبہ کو نڈہ و چھمراٹا ہلکن
اور علاقہ کھیری گڈہ کرور روپیہ کے سود میں زیادہ ہوا عوام کو البتہ ناسف ہوا اور اس
حساب در حرکت عقلی کو اکثر نہیں پہنچتی سپر بھی بلطائف اکیل چار برس تک ٹالا آخر جب چھ
سہو سکا مجبور ہوئے چنانچہ ایک دن کرنل اسکاٹ صاحب ریڈنٹ نے تنگ ہو کر مولوی سید
وکیل جناب عالی سے کہا اور اپنی کچ نکال کر میر پر رکھ دی کہ اسکا جواب لائے مولوی نے کہا
اسکا جواب بعد مر کے کاسر ختم ہو چکا اب کسکی مجال جواب دانی کی ہے مولوی نے جناب عالی سے
مشروعا عرض کیا حکم ہوا کہ عمال سے کاغذ ملک طلب کر کے صاحب ریڈنٹ کو بھیج دیو بعض
اہلکاران کو ریڈنٹ نے شکل الماس علیخان سجون حاکم سے حقیقت حال جمع خام کا کاغذ ندیا
وگرہ اس تو فیہ میں ملک تو فیہ بچ جاتا نقصان بھی نہوتا مگر جنھوں نے ازراہ نمک حلائی مشکل
مرزا مہدی علیخان ناظم بریلی وغیرہ نے جمع خام کھول دی وہ اسی سبب سے وھری گئے قیدی ہو گئے

بڑے صاحب نواب سے موافق تھے کچھ زیادہ تاکید لگی وگرنہ جاری ہو جاتی کئی برس تک
میرزا بخش دربار روڈینہی کرتے رہے روز ڈالی بڑے صاحب چھوٹے صاحب کیوٹو
بھیجا کیے آخر مر گئے *

خرچ ! ورجینا اور وہاب یومیہ کا کاغذ جب ملاحظہ فرمایا امور زاید و فصول قصرت
خیانت کو سر حساب کھا دیا ورجینا نے ہے ایک غلام علیخان کے پاس دوسرے محمد روشن
کے اہتمام میں اور ایک خواجہ آغہ خاص حب معمول پہلے محمد حسین علیخان کے متعلق رہا
اور خرچ چاہی پانی اسپر ایک انگریز ملازم تھا

تعمیم خدمات اہلکاران سرکار کی یہ صورت ہوئی نواب احمد علیخان شمس الدولہ بہادر
آفاق دوم جنرل فرج وینا بت مشورہ نواب گورنر جنرل نواب محمد علیخان نصیر الدولہ بہادر
دیوان نواب جعفر علیخان عماد الدولہ بہادر کو اخبار ملکی بعد چند روز کے اسے جب درست ہوا
دوسرے شخص ہوا راسی رتن چند کو اخبار دیوڑھیات اور کوٹ گشتی شہر پور سچند کو اخبار غنیمت
بعد اسکے مرنے کے راسی صاحب ام و راسی جیسکھ راسی کو سرشت و مہلبانی عمال ایو مجسٹ
کو بخشید یہ تقسیم تنخواہ اشرف الدولہ رمضان علیخان کو دیوڑھیات انکی بہن داخل جلاتین
مرا اشرف علی کو اہتمام سواری اس کے بعد انتظام الدولہ مظفر علیخان کو اہتمام ہوا تھا خزانہ
خاص ملکی و مہر خاص سپرنٹنڈنٹ الہ بلکہ کپتان فتح علیخان محمد و امین خاص سمجھک جاگیر نواب
ایک لاکھ کئی ہزار کی فقط نواب خاص مل کیواسطے باقی ہر شد رادی کے پاس و ملکی ران تھی
پانسور و پیا ہوا راسی او ملکی تنخواہ سے ملتا تھا سوای دو تین کے جنگی اولاد نہ تھی

محمد نامہ فیما بین نواب گورنر جنرل بہادر و جناب عالی تہذیب مالک و
جب سر جان مشورہ صاحب گورنر جنرل بہادر سے محمد نامہ جدید جناب عالی سے ہو نصیحت
مالک کی شرط تھی جب بعد منہ نشینی کے اسکا اتفاق ہوا عذر رفع ہنگامہ وزیر مالی پیش کیا
پار برس اسپر بھی گزرے اسکی صورت یہ تھی کہ بعد معرکہ کبیر فیما بین دو لیتن عالیین قرار دیا
یہ تھا کہ آمدنی مالک سے ۶۰ آتی تنخواہ دو کنب کا پور و فرخ آباد وی جاتی تھی انتظام مالک
مشورہ سوا بیہ سرکارین کسواسطے کہ اگر تنظم و ماتجربہ کار ہونگے نقصان سرکارین ہو گا

یہ مرزا حسن رہنما خان سے بھی زیادہ موٹے تھے اکثر خباثتوں کی سواری میں بھی ساتھ ہو کر
جب باب عالی لکھنؤ پر سوار ہوتے تھے یہ کہہ نہ سکتے تھے کہ اس جہاز سے سوار ہونے
اکثر خباثت عالی بیاورہ چلتے تھے انہیں باتیں کرتے ہوئے انکو دو قدم چلنا دشوار ہوتا تھا
آخر یہ بھی تنگ ہو کر گھر بیٹھے باقی احوال نکامشروعا گزر چکا ہے +

نواب ناظر محمد تحسین علیخان کے جتنے کوٹھے بیچ محلہ وغیرہ اور کارخانجات مع نظارت
صاحبان محلات لکھنؤ و فیض آباد سب بدستور رہے بعد میں چند سال بعد منسلک معلوم نہیں کیا
سبب مورو عتقا کے ہوئے آخر زرنڈی کرنل ملی صاحبان کی حمایت کرنے سے موافق ہو گئی
شور صاحب کے اور انکی سرکشی اور مرزا جعفر کی اپکشی کرنے سے جنوب کبریٰ کو بھی بیچ محلہ میں
جتنے تھے سپرد اہتمام مرزا غازی الدین حمید رخان اکبر کے ہوئے نظارت محلات سپرد
نواب شمس الدولہ موئی جب محمد تحسین علیخان مر گئے انکا مشرکہ جب قدرہ دستیاب ہو گیا
سرکار خباثت عالی میں کیا تنخواہ وثیقہ دائمی موافق انکی وصیت کے ۸ سو کئی روپیہ کئی
ماہواری کا بحایت رزیدنٹ اوکے ملازمین متوسلین پر جاری ہے +

محمد آفرین علیخان کی مصاحبت اصین حیات خباثت عالی بدستور رہی بلکہ یہ اسلئے نواب
قاسم علیخان جیسا بیان ہو چکا سرکار کبھی سے تنخواہ ملتی مگر خیر خواہ ہے وہی چٹھی شور صاحب
کی انکو کام آئی نواب معتمد الدولہ کچھ بکیر کے باجرت گھڑے تھے ۳۰۰۰ بان میر خداجش فرم
پوچھہ ہونا تھا ہوا وجہ قصود یہ ہوئی تھی کہ جب خمد الدولہ نیابت اولیٰ سے معزول ہوئے
خانہ نشین و معقوب خباثت عالی ہوئے تھے قرض خواہوں نے اپنے قرضے کی داد بیداد
کی تھی میر خداجش نے وہ عرصہ ان سرکار میں دین حکم قرقی و نیلام کا ہوا میر خداجش شریک
نیلام ہوئے تھے یہ وجہ عداوت کی ہو گئی تھی بلکہ محمد آفرین علیخان نے کچھ سمجھا انھیں
کیا تھا کہ تحسین کیا ضرورت تھا شریک ہونا جب محمد آفرین علیخان نے انتقال کیا تو کہ
نقد و جنس کئی لاکھ کا ضبط سرکار ہوا بدستور جاگیر تھی میر خداجش نے بڑے صاحب
عرض کی کہ ہماری تنخواہ وثیقہ بھی مثل محمد تحسین علیخان کے خزانہ رزیدنٹ سے ملا کر
معتمد الدولہ نے چاہنا خداجش عالی سو ملا کر اس ترود میں نہ ادھر کے ہوئی نہ او دھر کے

مادام حیات عیال کو کاسے کوٹنے کی د
دیوان مہاراجہ نیکیت رائے کو حال امانت و دیانت زمان آبائی سے کھل چکا تھا وہ فرما
پہلے مر چکے تھے بسبب قرض خواہوں کے اونکے متروکہ کا بھی نیلام ہوا بھوانی دیر اور
ویدی دین اونکے دو بھتیجے تھے نالائق محض بعد چند روز کے املاک شہر بھی ضبط سرکار ہوئی
مہاراج نے اپنی ثروت میں شرفا و بخیار فقیہ پروری میں خیر و برکت سے بڑا کام پیدا کیا
تمام مالک محروسہ میں کوئی مقام ایسا نہیں جہاں انھوں نے امام بارگاہ مسجد و مہر و سر
چاہ نیک دریا نہ بھرایا ہو +

نواب اشرف علی خان خسر مرزا وزیر علیخان منجمہ خیر خواہان سرکار کہنی تھے انھوں نے
جناب عالی کی بہت اطاعت کی ہمیشہ حاضر حضور رہے مقرب خاص تھے پچاس لاکھ روپے کا
اکھا گھر تھا انکے بڑے بیٹے شرف الدولہ مرزا محمد عباس ناماد نواب آصف الدولہ کو حبیبت
مرزا محمد حسین خان عرف مرزا تھو حضرت خلدی کان نے انکو خطاب نواب و شن الدولہ یا بہا
ویا تھا مرزا بہا و علیخان مرزا شرف الدین علیخان یہ بھی امینکے بیٹے مختلف العطن تھے
یہ چار بھائی دربار جنت آرا نگاہ و حضرت خلدی کان میں بڑی عزت سے رہو جناب عالی
کے عہد و ولایت میں نواب اشرف علیخان مرگئے آغا ابو طالب خان کے امام باڑی میں دفن
ہوئے چالیس لاکھ روپیہ کاسب نقد و جنس تھا اولاد و ازواج نے بھت تقسیم کر کے
جناب عالی سے مالش کی ارشاد کیا موافق سہم شرعیہ تقسیم کیا جائے مرزا جعفر و کریم علی
ابو جہا کریم تقسیم شرمیہ ہونے دی معرفت فضل علیخان کو اپنے خاطر جمع کر کے طیبہ بیگم
نامہ محل مرہم کو قسطنین سب نقد و جنس مستغرق کر دیا اس عرصے میں جنت آرا نگاہ
بھی انتقال کیا گو کہ اسٹیج اولاد و ازواج مرحوم کی مرحوم اپنے حق سے نہ رہتے جب
طیبہ بیگم و ابوجہتہ سے حضرت خلدی کان کے عہد و ولایت میں مرگئیں وہ سب متروکہ
مرزا محمد عباس و مرزا محمد حسین نے آپس میں برابر تقسیم کر لیا روشن الدولہ نے سب من کیا
مگر مرزا عباس نے بہت سلیقہ و ہوشیاری و عیش سے صرف کیا +
نواب قاسم علیخان جب بنارس سو آئے چند روز تک انکی بھی مصاحبت بہت گرم رہی

باطنی شروع ہو گئی یہ موت بہت تھیں جناب عالی زبردستی انکو اپنی خواہی میں بٹھانے لگے
 انکے اوپر جسم کی گنجائش اب اس تنگ خواہی انگریزی میں کب ہوتی تھی دوسرو ایک تھیں
 چھتری لپٹی راکٹ تھیں موچھل ہاہوین پھر آپ کیونکر درست بیٹھ سکیں اس حوالہ سے
 انکا وہ نامک میں ہو گیا جب شو صاحب تشریف لائے انکی نیابت میں سفارش کی فرمایا
 پچیس ہزار روپہا ہوا ری انھیں ملینگے بے شرط نیابت کس واسطے کہ یہ جاہل محض میں آپی
 انصاف کیجئے جب ارالہام اُمّی محض ہو تو امورات ملکی والی کیونکر انجام باپین گئے
 نواب غلامیہ معقول ہوئے اور صاحب اپنی ناہمی سے دریاہہ گہرا لکھا کھر بیٹھے صاحب
 رزیدنٹ کے دربار جا کر تھے محمد الماس علیخان اپنی علم ہمت سے ہزار روپہہ تو
 درمخرج کو بھجوا کر تھے تھیں گشت ندرت تھے کہ فضول خرج ہین فی الجملہ انکی فاقہ شکنی
 ہو جاتی تھی کئی سو روپہہ روز کا خرچ باور چھانہ تھا جتنے ملازمین تھے سب شریک شرف
 ہوتے تھے جب بہت تنگ ہوئے بڑے صاحب سو اپنی تنخواہ کو کہا جواب دیا کہ تمہارے
 لئے کوئی نہانا اب جناب عالی فرماتے ہین آٹھ ہزار روپہہ ماہواری دو گنا اور ہم جہر ہزار
 نہیں کر سکتے مرزا یہ سنکر بہت درہم و بہرہم ہوئے جو چین آیا اپنا حسن خدمت زمانہ خانیہ کا
 بیان کر کے چلے آئے پھر جیتے جی دربار رزیدنٹی گئے آخر اسی تعطیل خانہ نشینی میں صاحب
 روحانی سے ۱۲۱۶ھ ۱۸۰۱ء میں مر گئے اپنے امام باڑے میں دفن ہوئے اب بعد
 معرکہ لکھنؤ کے قبر کا نشان بھی نہ داخل جس قلعہ مجھی بھون سب میدان ہو گیا اور
 نہ وہ مسجد ہی جہین ستراسی برتک نماز جماعت مومنین پڑھی گئی جب مرزا کے قرض خواہوں
 نے سرکار میں داویدیا کی حکم نیا مقرر کہ ہوا کئی لاکھ کے قرضدار تھے حصہ سدی ملا
 غلام رضا خان انکے گے بھائی بہت پریشان حال تھے بسفارش کرنل ملی صاحب کلکتے
 گئے اور نسلین صاحب کٹر اعظم تھے جو مرزا صاحب صوف کو تھے اور بسنے اپنا عرض حال کیا
 نواب گورنر جنرل نے نظر قبدرت و ناکامی مرزا کو مرحوم کمال رحم ولی سے ہزار روپہہ
 ماہواری مقرر فرمائے جب وہ مر گئے احمد رضا خان اوکے بیٹے کو بڑی جلد و جھد سے
 سرکار سے کچھ نشین مقرر ہو گئی اب وہ بھی مر گئے بعد اس بنگانہ خداد کے پشش انکی

خلاصہ بعد سال پھر کے متوجہ نظام دولہتر ایسے ہر کارخانے کے کاغذ کو ملاحظہ فرما
جیسا مناسب حال سمجھے اویس طرح جاری رکھا مگر بہت سیلئے سے جو شایان امارت تھا از بسکہ
بسبب علمہ وزیر علیخان سب کا حال بطون خیر خواہی و بدخواہی کا کھل چکا تھا ہر ایک کی حالت
اور دام عنایت سے سرانجام کیا۔

چنانچہ پہلے خان علامہ تفضل حسین خان اپنے استاد و کامل کو بیشتر سفارت قدیم روانہ
کلمتہ فرمایا اور خط سدا کو ارشاد کیا تھے پہلے معرفت صاحب بنے بیٹنٹ حنفیہ و اب گور جنرل
پہونچے گا کہ نسبت نام سابق تھے بہت عزت و احترام سے پیش آئینگے خان علامہ اس
مضمون یا معنی کو کچھ سمجھے اور نہ کوئی عذر کر سکے مگر باطنیان و ذوق خیر خواہی صاحبان
مالیشان پر نظر کر کے منزلت آخرت اختیار کی بعد قیام چند روز و عدم رسمی سند کا کام حالت
بیس میں پھر کے کہ فی الحقیقہ تیر حق اور ستادی ادا ہوا جیسا میں جانتا تھا حکام و مقتول
کی ایک نصف صاحب پہلے دیکھے کہ یہ مقدمہ خالی ہے ہم جناب عالی سے سفارش بھی نہیں کر سکتے
غرض نا کام و ہارنے پھرے از بسکہ صاحب غیرت و صاحب فکر تھے غم و غصہ سے تپ محرق
ہوئی جب ہزاری باغ میں پہونچے ۱۲۵۷ ہجری مطابق ۱۸۴۷ء میں انتقال کیا سلام اللہ علیہ
بچا زاد بھائی ساتھ تھے وہیں دفن کیا جب لکھنؤ میں پہونچے تھے محل حیدر خان افغان کے بیٹے کو
خاصیت تمام پرسی ملا دربار میں جایا کرتے تھے بعد کئی برس کے کرنل جان سلی صاحب کی رزیدنسی
میں اعلیٰ خط جعل کئی کمپنی تملک نے اٹھا گھر گھر لیا جا بجا پہرے بیٹھے تھے اکرام اللہ خان نے
عبارت مرزا جعفر سے سب احوال کہا بہت متعجب تھے کہ اب جناب عالی سے بسبب کہ درت
ما فیہ جان و مال و عزت نہ بچے گی اب یہ عزت آپ کے اختیار سے مرزا جعفر نے حق استا و
سمجھنے کے اویس وقت پہلی صاحب سے مشورہ کیا جان سلی سے کچھ کہا اچھیجا پھر کر اوکو
اوسدن سے ایک چوپڑی رزیدنسی لے لے گھر پر پہننے لگا جاگے جا لیس ہزار روپے سال کی
معاوضہ ہی محل حسین خان دربار رزیدنٹ میں فقط جایا کیے دربار جناب عالی متوفی ہوئے
ملا و صندوق نے تاعین حیات بخوبی بسر و نجات کی

نواب سرفراز الدہ مرزا حسن رضا خان پر بڑی عنایت فرمائی تقریباً خاص بڑھا مگر تنبیہ

بارہن پھر کے جب بنارس میں پھر بیاہ جب سے ملاقات ہوئی اونھوں نے جناب عالی سے
 نواب گورنر جنرل سر جان شوزن صاحب کے عہد و میثاق امور جدید میں فرامین کے
 او سے قبول و منظور کیا ہوگا چنانچہ اسی غصوں سے پھر میوٹی جناب عالی نے دستخط
 فرمائے مجبور ہو کر اسکے سو کوئی چارہ مذکور کیا اگر انکار کرنے خیال و رجحانوں کا کبھی
 ایک مقرر جنگی صاحب لکھنؤ میں موجود اس عرصے میں ہو گیا صاحب کا بھی شفقہ خاص و پناہ
 دوسری رات کو جناب عالی ڈاک میں روانہ کیا پور ہوئے جس شام کو کانپور پہنچے اور سید
 وزیر علی خان یہاں گرفتار ہوئے اور اسکی صبح کو انکا شہر پہنچے
 الفرض ۱۲ ماہ جنوری ۱۸۹۱ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۱۰ھ روز سبت تولد حضرت
 امام حسین علیہ السلام پہنچے اتنے ہی دنے ارکان دولت عز و اقارب جمع جلد میں سوار
 تاکہ تکیہ بود علی شادک استقبال کو گئے سبھوں نے سلام کیا جناب عالی ہاتھی پر سوار ہو کر
 دھوم دھام سے خیرات کی تے ہوئے پہلے سنہرے برج میں جناب عالیہ کی نذر کو گئے نمود
 عنایات مادی ہوئے قبائز بسنتی پنوختی خلعت مادی پہنے داخل دولتانہ ہوئے
 ہوئے ارکان دولت نوذریں میں شلک سلامی منادی شہر میوٹی ہوسا بابل نجوم ساعت
 میں چالیس فرمایا اسدن میں شریفیابین ساٹھ سال تمام سال بھر تک عیش و عشرت میں
 کسی کارخانہ وادکار و صاحب منافع سے خبر نہوئے مگر سب کو سمجھتے رہے اور انکی فکر
 غافل تھی یہ پہلے عیش و عشرت نشاط باغ ملاو کہ راجکیت راس میں اکثر ہوتا تھا
 صبح کو موکھانے اسی نواح میں شریف لیجات تھے بلکہ پہلے مکھن و خاطر شہر جدید کا
 آبا و گریساں منظور تھا مگر ویا کے نہوئے سے تامل فرمایا یا پھر جدید کا انا خیال میں آیا
 ثقان یہ کہتے ہیں کہ جناب عالی نے بعد از جناب عالیہ سے عرض کیا کہ غلام سے ایک شہر
 ہو گیا ہی وہاں پھر عہد و میثاق جدید مگر فقط آپکی ریاضت سے وہ بہت سکنا ہو گئے میوٹی ہوا
 ایکو یہ کہنا چاہی کہ یہ ریاست میر خاوند اور میرویشی کی جو مجھے اسکی مسند نشینی کا اختیار ہے
 دوسرے کو نہیں ہے جو ابتر جان نوابانظر نے کی صاحبہ کو سمجھایا کہ نواب گورنر جنرل سے آپ
 اگر جائیگی اور یہ عزم و معاد علی میں انکا مال آپ خوب جانتی ہیں جناب عالی مجبور ہوئے

بنارس پھر سے جب بنارس میں پیر میا صاحب سے ملاقات ہوئی اونھوں نے جناب عالی سے
جواب گورنر جنرل سر جان شورو صاحب آپ کے عہد و میثاق امور جدید میں فرامین کے
ایسے قبول و منظور کرنا ہوگا چنانچہ اسی مضمون سے تحریر ہوئی جناب عالی نے دستخط
فرمائے مجبور ہو کر اسکے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا اگر انکار کرتے خیال و رجحانوں کا بھی تھا
ایک فرزند جنگلی صاحب لکھنؤ میں موجود اس عرصے میں ہو گیا صاحب کا بھی شوق خاص ہو گیا
دوسری رات کو جناب عالی ڈاک میں روانہ کانپور ہوئے جس شام کو کانپور پہنچے اور سید
وزیر علی خان یہاں گرفتار ہوئے اور سکی صبح کو ناکہ شہر پر پہنچے۔

الغرض اس راہ جو پوری شہر عام مطابق سر شہان روز شنبہ ۱۲۸۷ھ روز سبت تو دلخیز
نام حسین علیہ السلام پہلے چھتات ہے جتنے ارکان دولت و عزت و اقارب مجموعہ جلوس سوار
ناکہ لکھنؤ ہو علی شادک استقبال کو گئے سمجھان نے سلام کیا جناب عالی ہاتھی پر سوار ہو کر بڑی
وجہ و حجام سے خیرات کہتے ہوئے پہلے شہر سے برج میں جناب عالیہ کی نذر کو گئے موز
عنایات مادی ہوئے قبا پر زینتی پہنچو خلیفہ مادی پہنچے داخل دولتانہ ہوئے سندھ
ہوئے ارکان دولت فرزند پرین شکاک سلامی منادی شہر موزی سجاس لیل نجوم ساعت
میں جلوس فرمایا اس بدن میں شریف باہن سا بیٹھ سال تمام سال بھر تک عیش و عشرت میں
کسی کارخانہ و اہلکار و مصاحب منافق سے خبر نہ ہوئے مگر سکون سمجھتے رہے اور انکی فکر نہ
غافل رہے یہ جیسے عیش و عشرت نشاط باغ ملو کہ راجہ ٹکیت رامی میں اکثر ہوتا تھا
جیسے کوہنوا کھانے اور سی نواح میں شریف لیجاتے تھے بلکہ پہلے مکنون خاطر شہر جدید کا
آباد کرنا یہاں منظور تھا مگر دریا کے منہ سے تامل فرمایا یہ جدید کا لانا خیال میں آیا۔

ثقات یہ کہتے ہیں کہ جناب عالی سنہ بعد از جناب عالیہ سے عہد کیا کہ غلام سے ایک قنور
ہو گیا ہو دیا بھر عہد و میثاق جدید مگر فقط ایک دخلت سے وہ مہت سکتا ہو مجھے مجبوری ہو
آپ کو یہ کہنا چاہو کہ یہ ریاست میر و خاوند اور میری بیٹی کی جو مجھے اسکی مسند نشینی کا اختیار ہے
دوسرے کو نہیں ہو جو شہر جنان نواب نظر نے ہو گیا جس کو مجھایا کہ نواب گورنر جنرل سے آپ سے
بکر جائیگی اور یہ عمرزاد سعادت علی ہیں انکا حال آپ خوب جانتی ہیں جناب عالی مجبور ہوئے۔

جب کوئی صاحبانہنگی سے سبقت کر جاتا ہے نکاح چاہک کہتا تھا انکے ملازمین شہر میں ہتھیار
باندھے پھرتے تھے انکے سپر کلکلی سماعت مالش نہوتی تھی اور مقدمہ بازی خندق دروازہ
قلعہ کلکتہ سبکو معلوم ہے جب گھوڑا جناب عالی نے خود اسی سواری سے خندق کو بھینسا دیا
جنرل قلعہ نے اپنی نادانی سے شرط قلعہ کی کی تھی جانتا تھا غیر ممکن ہے اور وقت بہت
صاحب جمع تھے جناب عالی نے دعویٰ قلعہ کیا بعد نتیجہ جواب ملا کہ ملک غیر پر شرط ناجائز اور
مکروم خاطر جناب عالی یہ دروازہ ملک جناب عالی ہو کر مقفل ہے چنانچہ حضرت خلدو کاں نے
بپاس خاطر لاؤ مایرا اس دروازے کو کھلوادیا تھا دوسرے پاس خاطر جناب عالی مشرفہ محرمین
شہاب بازار کلکتہ میں نہیں کہتی تھی غرض بعد اسکے جناب عالی باطمینان بناس میں
آئے اور منتظر امر تقیری کے رہے۔

جب وزیر علیخان مسند نشین ہوئے جناب عالی کہ اپنے بابہ یاست میں کمال تحیر ہوا
آخر اسی فکر سے مشوش و متروک ہو کر سواری بچہ پھر قصد کلکتہ کیا کہ نواب گورنر جنرل سے
مطالبہ ایفامی وعدہ کیا چاہیے اس عرصہ میں جناب عالی کو یوری اقبال سے یہاں انڈیا
ورق ریاست درہم و برہم ہو گیا تفصل حسین خان اور وزیر علیخان سے گہری خان علیا
ایک خط دوستانہ مولوی سدن اوستا و جناب عالی کو لکھکر ڈاک میں روانہ کیا
کسواسطے کہ مولوی صاحب اوستا و پیشہ میں اس مضمون کے حالات اور حالات حالی سے خوب
واقف ہوں اگرچہ کم وقت و تعلیم یافتہ میرا ہے مگر میں اوستا و خود میدان میں مطمئن نہیں اگر
تم کوئی صورت اطمینان بعد ویشاق نکالو تو کیا عجب ہے حجت ریاست اپنے حق
مرکز پر قرار پا جائے۔

القصد بجزہ جناب عالی کا لگان اوسدن مقام راج محل میں کہ چار گھڑی رات گئے
ہر کارہ ڈاک نے وہ خط مولوی سدن کو یا مولوی یصباحا سے مشرفہ معینی سمجھ کر
اوس وقت شادان و فرحان جناب عالی کے پھر میں گئے شاگرد و اوستا وین مزاج
بھی ہوتی تھی کمال خیر خواہی اور بہت انخاص سے وہ خط گذرا جناب عالی سرت ملی
گلے لپٹ گئے اور بہت کچھ ارشاد فرمایا اوسکا جواب باصواب لکھکر بھجوا دیا اور سب کو

پیدا ہوئے بطریق طرولی منظور تھا کہ میری فرزند بی بی دین تاکہ میں پرورش کمرہ اور اپنا جانشین کروں لیکن جناب عالی نے اپنی فہم و فراست سے نہ مانا بدل خود متمنی ہو کر ہوئے عذراست بارد فرمائے انکے دربار کا حال اور اہلکاروں کی شان و شوکت و ترقی جاہ و فضیلت اور غفلت اور عدم توجہی خود نواب کی دیکھ کر کنارہ کش ہوئے قیام نہایت تیر سبھکھر خست رہا نہ ہوئی الحقیقت اگر یہ جانشین ہوتے تو فوت غیر مستحق کی کیونکر ہوتی تدبیر و تقدیر و قدر خلاف ہوتی عاقبت اندیشی سے سب کو غفلت ہو گئی تھی اہلکاران سرکار کہ باعث مزید مسرت ہوا انکا جانانے واسطے بہت خوب سمجھے کہ اگر انکا اختیار ریاست میں ہوگا یہ بہار اخراجات کہاں سے ہونگے +

خلاصہ جناب عالی کہ نواب گورنر جنرل وارن ہسٹنگس صاحب بہادر اور لارڈ کارن والیس صاحب طریق رسل و رسائل تھا بلکہ بریلی سے جو نواب صفت الدولہ کی طلب اور صاحب بیڈنٹ کی تحریر سے چلے آئے تھے اس حکم پر میری سے بہت خوش ہوئے تھے جب کوئی امر خطر اخطار کا کہتے تھے اس کے جواب باصواب سے موجب کہین خاطر مبارک ہوتا تھا چنانچہ جناب عالی اس وجہ غیظ کو واسطے کلکتہ تشریف فرما ہوئے تھے مشرور حکامین خاطر باب ریاست میں بیان فرمایا تھا کہ گورنر جنرل صاحب اس ریاست کی جو چاہیے کہ غیر مستحق اس کا سنا اور انہو صاحبان کہ نسل نے جواب باصواب و دعای ریاست یہ دیا کہ تاجین حیات اپنے بھائی کے بکجی تمام متوقع اپنی ریاست آبائی کے رہے اور اسی موجب عین پر قناعت و ملنے انشاء اللہ تاجا بروقت مناسب جب قدر ممکن ہو گا حق حقدار کے دلوانے میں تصور کیا جائیگا یہاں نواب صفت الدولہ نے بنوت اپنی مرزا وزیر علیخان کا بالمشافہ نواب گورنر جنرل سے بیان فرمایا تھا کیا امر مشکل تھا جیسا انکا حضرت خلد بنزل اور حضرت جنت مکان سے بابت سنا جان اور مصطفیٰ علیخان سنا تھا کیونکہ خلاف سمجھتے حالانکہ دونوں غلط معلوم ہو بعد تحقیقات کے +

الغرض جب تک جناب عالی کلکتہ میں سے صاحبان عالی شان نے کو از مہ زمانہ ہمارا بڑے تکلف سے کیا اور اتر ام سواری یہ رہا کہ سبکی سواری اسے سبقت نہ کرے چنانچہ

تقسیم ہوئی اور زرخیزہ امام باڑہ سے اب فقط اسی روپیہ ماہواری سرکار سے بوجہ وضع ہو کر ایک سو بیس روپیہ مہدی علیخان کو ملتے ہیں امام باڑہ سے میں مجلس کرتے ہیں چار ہزار کی تقسیم حسب سہم شرعی بیٹوں بیٹیوں ازواج پر ہوئی بس چند روز کے عرصہ میں سب متروک صاحبزادوں نے اپنے ٹھکانہ نوابی دکھا کر عیش و عشرت لغوات میں اوڑا دیا اب فقط اتنا تنخواہ پر گہری تھی الا فرحین علیخان فرامین حیات بہت سلیقے سے رکھا چیف کسٹریبٹری نے مرزا رضا علیخان کو لادرو اتحقاق بہت کیے صاحبہ کے مقبرہ کی وارنٹ کی میں نہیں مقرر کیا تھا بعد کئی برس کے لکھنؤ آکر مر گئے مرزا محمد تقی خان حضور عالم کے ساتھ روانہ عقبات مالیات پہنچتے ماہ میں انتقال کیا نواب ممتاز الدولہ نے مرزا علیخان کو نظر حسن سلوک بادشاہ کو مصاحبان بہت واصل کیا تھا جب بارہ سے موقوف ہوئی وہ ہزار روپیہ نہائی ہو گئے اولاد قاسم علیخان مرحوم سے بعد غلدار سربکار فرمان جاگیر جنٹ سرکار میں دیکر دعویٰ ہزار روپیہ کا کیا تھا بسبب مرور ایام شوائی مہوئی۔

بعد رفع ہنگامہ جب کپتان ہٹ جنس صاحب ٹیری سکریٹری نے بموجب حکم سرکار تحقیقات ابتدائی اجرائی وثیقہ ونیشن ہر ایک کا کیا نواب قاسم علیخان کے وثیقہ نشینے میں تامل کیا تھا کس واسطے کہ یہ تنخواہ ضمانت و رمانت سے خارج ہوئی تھی اولاد نے قایم کو گون سے دریافت کر کے اظہار کیا کہ ہماری تنخواہ کی سند چٹھی چیر بھیا صاحب ریڈنٹ بنارس کی ہے جسے مسٹر نصاحب ریڈنٹ لکھنؤ نے مع تحریر دستخط جنٹ آرامگاہ بابت جاگیر جنٹ وائے صدر کیا تھا اسکی تحقیقات صدر کلکتہ سے ہو چکے چنانچہ کمی مینے لکھا کہ تنخواہ نہ ملی جب صدر بعد ملاحظہ تحریر حکام آ یا سب کو بے قورینے لگی۔

مندیشینی جناب عالی متعالی اشرف الوزراء اعظم الامرا
نواب مبین الدولہ سعادت علیخان بہادر ناظم الملک بہار جنگ

خلاصہ جب جناب عالی وزیر الملک بہادر صوبہ کیٹھنرہلی سے حسب اللہ نواب صدف الدولہ
جس طرح مذکور ہو چکا لکھنؤ تشریف لائے نواب آصف الدولہ کو نسبت اور بھائیوں کے انکا
بہت لحاظ و پاس خاطر رہا بلکہ جب نواب غازی الدین حیدر مینا و منزل قریب ماونگج کو

ہر چند جناب عالی نے اس کے بجائی مولوی سدن اپنے استاد سے کہا وہ دو ہزار روپیہ دے گا
یا تم تھے مگر کچھ نہوا ان جناب مولوی صاحب کی ازراہ احتیاط شک نماز بہت مشہور ہے جنت
اپنی نماز پر حکم چلی گئے یہ بھی تک نیت باز دھتہ رہ گئے اس طرح غسل و اجسنا سے پرہیز کرنے لگے
وہ پانی بخیر ہوا اگر بڑے اس طرح بڑھتے چلے گئے اس و پوین حضرت کو کچھ شک نہ گذرا۔

بعد کئی دن کے پہلی صاحب نے نواب قاسم علیخان سے کہا اب تو یہ وکیننی چھاؤنی کو
پہلی جاؤ تھارے گھر کی حفاظت ہو چکی انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں ایک تو یہ جاؤ کہ انڈا
میرے دروازے پر رہا کرے اور کئی تنخواہ میں دیا کرونگا صاحب نے بیاس خاطر اسے بھی قبول کیا
یہ بھی سر اسر خلاف حکم جناب عالی ہوا جب یہ ہنگامہ فساد لکھنؤ میں ہوا اور انتظام شہر قبل از داخلہ
صرانان سرکار ہونے لگا میجر کارنگلی صاحب نو اوس تو یہ کہ لیکنے نواب کے بیٹوں نے کشتیاں
بہر صاحب کے کہا فرمایا ہمارے حکم سے یہ صورت ہوئی ہے اس ہنگامے کی جہت سے منظور ہو کہ
کہیں آلات حربہ ہے بعد رفع ہنگامہ حکم مناسب یا جائیگا۔

جب حضرت خلد مکان سربراہی سلطنت کے نواب قاسم علیخان بھی دربار شاہی میں اکثر جانی لگے
مزا حسین علیخان بڑے بیٹے اور مزا احمد علیخان دوسرے بیٹے کی ملازمت کروائی ہزار روپیہ
ماہوار دی دونوں کی مقررہ ہونی چاہو پانی پر کرسی نشینوں میں بیٹھتے تھے اسی سلطنت میں قاسم علیخان
نے ۵۵ برس کے سن میں انتقال کیا گیارہ بیٹے سات بیٹیاں وارث شریعہ رہیں کئی لاکھ روپے
کا اسباب ہر قسم تھے وکیا اب تھا اس متروکہ کی جہت سے بھائیوں میں نا اتفاقی ہوئی ہر ایک نے
سرفروہ ہونے کے کوٹھے لوٹنے کا ارادہ کیا ہر ایک کے پاس شہر کے بد معاش جمع ہو گئے خداوند کونے لگے
مزا علیخان نو حضرت بڑے مزا کی نواب متھالہ ولہ سے ملازمت کی اور کچھ اسباب تھے
قسم رقم جو ابھر بھی جو بستر تہہ آیا تھا ویا جب یہ لوٹ کا حال دیکھا مزا پناہ علی بیگ کین ملک صاحب
موجودہ نے سرکاری پہرہ سے کہ بھون پر طایقہ کر دیا اور سب ہا کچا نیلام ہوا اسوای بھائیوں کو
کوئی غیر نے اور تقسیم تنخواہ کی یہ صورت ہوئی ہزار روپے بابت جاگیر حنیف معینہ جنت آرا گاہ
وہ مزا علیخان پر مقرر ہوئی سوای دوسو روپے ماہوار تو لیتا ماہ بارہ خیاب جب حسین علیخان
مر گئے وہی ہزار روپے اونگی تنخواہ کے اونسے دونوں بیٹوں مزا احمد علیخان مزا قاسم علیخان

ایک دن منع کی پالی نواب فتح علیخان کے گھر میں حتی سب امراشوقین شامی جمع تھے انہوں نے
نواب فتح علیخان کا مریزا زمین شدت بازی میں جھڑپ ہو گئی کہ جاہل بے ادب کلمات بے لطف
بے معنی اپنی تیزی زبان سے کہہ بیٹھے ہیں کوئی کلمہ سخت نسبت نواب قاسم علیخان کے کہہ بیٹھا
میرن نام اسکا خاص بردار گھڑا ہوا تھا ناگواری سے کہے ازاں تک حلالی ایک چھری اوکو دوڑے
ماری کام تمام کر دیا اور نو بچا ل کر چلا صحبت بازی درہم و برہم ہوئی ایک ہنگامہ برپا ہوا
سکار کی ریزہ ریزہ ہوئے اور کچا کچا کیا جب وہ چھری سینے نواب قاسم علیخان کے دروازے پر
پھونچا انکے ملازم برج باسی اپنی لین میں تھے وہ اس کے پاس جا کر چپا برج باسی سکار کی
ریزہ سے مستعد جنگ ہوئے کہ ہم سے غریبے جب جناب عالی کو یہ پرچہ اخبار گذرا حکم کیا
دیہ کیسے تانکہ خاص لہٹن سے اور ایک توپ جاوے گی کہ بیکر اسے اگر کوئی مقابلہ کرے
اور اوہ نواب قاسم علیخان مضطرب ہو کر بلی صاحب کے پاس گئے کہ گج ہم غیرت بھی ہو جو ماری
جائینگے حقیقت گذری صاحب نے فرمایا جو جناب عالی کے پاس بھیجا کہ آپ ہمارے متبادل سے
نواب ماری کیا چاہتے ہیں اگر یہ منظر ہے ہم بھی اپنی توپ چھاؤنی سے بلاتے ہیں اور
قاسم علیخان کو بہت تشفی کر کے رخصت کیا بعد چند عقیقے کے خود جناب عالی تانگا گھڑوئے
سوار بلی صاحب کو پاس چلے آئے فرمایا یہ مقدمہ خون ہے آپ سینہ نعل نیسیجے انھوں نے
خونی کو اپنے گھر بٹھا رکھا ہے صاحب نے کہا تم آپ کے خونی کو کل بھیج دیجئے آج نہیں جناب عالی
کبیدہ خاطر چلے آئے ایسے ہی امیر فلاح قانون حایت جی صاحب ریٹرنٹ کی خود اپنی
ہوئے جو باعث الزام و بدنامی گورنمنٹ کا ہوا صاحب نے اسی وقت نواب قاسم علیخان کو
باوا کے کہا اب اس خونی کو مع برج باسی در دولت پر بھیج دیجیے ورنہ ہم گرفتار کر کے سب
بھیج دیجئے دوسری دن صبح کو ایک چراسی ریٹرنٹ خونی کا ہاتھ بانڈ سے پتلے ریٹرنٹ میں
لے آیا پھر در دولت پر بھیج دیا جناب عالی نے مولوی مدن صاحب الت کے سپرد کیا کہ اسے
فتوای قتل قصاص بموجب شرع شریف کے ہو نواب قاسم علیخان نے ہذا جرحہ اپنے فیصلے
کا تحفہ ترسوی زیر عقید کے جناب مولوی صاحب کو تو واضح کہ اس قتل سے بچا ہے گا مولوی صاحب
نے ورق شریعت اولٹ کو وہی کہہ کر مجھ پر گواہی دینا اور یہ خونی کے انہوں نے خونی ثابت نہیں

تبلیغ رسالت کیا وزیر علیخان نے اوس وقت اونکے سامنے ہاؤن دستے سے کچاواڈا
 قاسم علیخان یہ حال دیکھکے بہت افسردہ ہوئے اور کہا اب ہم آپ سے رخصت ہوئے
 کبھی حاضر نہ ہونگے اور آپ بہر حال اپنی نافرمانی سے برباد و خراب ہوئے اور اس سے زیادہ
 ہو جائیے گا اور اوس وقت صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا ہم آپ سے ازراہ دولتخواہی
 کہتے ہیں کہ اس طفل نادان و خود غلط سے بہت ہوشیار رہیے گا لیکن واپس یہ حال ہے
 کہ ہم کسی طرف کے نہ ہوتے انکی رفاقت میں مفت برباد ہوئے نہ لکھنؤ جانے کے نہ یہاں
 رہنے کے قابل ہے امیدوار ہوں کہ آپ ایک چٹھی لکھ لکھنا صاحب نے لکھنؤ کو قنصل
 میری حفظ آبرو کی واسطے لکھ دیجیے کہ اپنے گھر میں باغزت و سلامت بیٹھا رہوں صاحب نے
 بہت دلجوئی و شفقت کی اور کہا آپ بہر صورت خاطر جمع رکھیں ہم چٹھی بھی دیتے ہیں اور
 سرکار سے تحقیر تین ہزار روپیہ ماہواری ملے گا انھوں نے کہا کہ اگر میری پرورش
 سرکار کو منظور ہے تو دو اور چٹھی خیر خواہ سرکار میں اسطرح اونکی بھی پرورش فرمائیے ایک
 نواب اشرف علیخان دوسرے محمد آفرین علیخان بڑی صاحب نے ہزار روپیہ ماہواری اور تین چٹھی
 کو مع میر خدائش اور دو ہزار روپیہ ماہواری نواب اشرف علیخان کی واسطے لکھ دیے جب نواب
 قاسم علیخان لکھنؤ کے لکھ لکھنا صاحب سے ملاقات کی صاحب نے بڑی خاطر کی اور کہا آپ طبعاً
 تمام اپنے گھر ہیے محمد آفرین علیخان نے وہ تنخواہ قبول کی اور کہا مجھے جناب عالی سے
 بالکل بکڑ جائیگی نواب نے کہا تم تو زمین مگر بخاری میر خدائش کی مٹی خراب ہوگی چنانچہ نواب
 معتقد الدولہ کی نیابت میں اونکی وہی صورت ہوئی نواب اشرف علیخان نے اس تنخواہ کو
 قبول کیا بعد اونسکے مرنے کے تنخواہ اونکے بیٹوں مرزا عباس و روشن الدولہ پر جاری
 جب روشن الدولہ صاحب حضرت خلدی مکان کو ہوئے اپنی نمایش خیر خواہی اور کسب
 ہونے کو محض خوشنودی بادشاہ سمجھ کر اسنی تنخواہ ہزار روپیہ ماہواری خزانہ بادشاہ سے
 لینے لگے یہی خرابی اونکی تنخواہ میں ہوئی مگر مرزا عباس ازراہ دشمنی خزانہ ریزڈنٹی سے
 لیا کیے وہی نہیں بعد وفات اونکی بی بی کو ملتی رہی

جب جناب عالی نے نواب قاسم علیخان کا احوال سنایا و فرمایا بہت قدیم نواب تھے

احوال نواب قاسم علیخان

فی الحقیقت نواب قاسم علیخان نے بڑی وفاداری و ایمان سے کام کیا اور اسے
 انبار و روزگار میں نیکنام ہے کہ جب محضر ابطال بنوٹ مرزا وزیر علیخان نواب گورنر جنرل
 اپنے رفع الزام سرکار کیو اسٹے از راہ اتمام حجت امر و ارکان دولت سے پیش کیا جس پر
 مہر نواب قاسم علیخان پہنچی انھوں نے عذر و اجبی کیا کہ میں اپنی مہر نکر و نگا کسولے کہ
 جب نواب آصف الدولہ بہار نے مجھے ارشاد کیا کہ تم ہمارے عزیز ہو محضر وزیر علیخان پر
 اپنی مہر کو پہلے میں نے اسے عذر کیا لیکن جب میں نے اپنی بھوپھی یعنی اذکلی والدہ
 ماجدہ سے عرض کیا تو فرمایا جیہن مرزا امانی کی خوشی ہو تم اپنی مہر کو دواب دوسری مہر کے
 ابطال پر کیونکہ کہ وہ اس طرح محمد الرحمان خان رسالدار قندھاری محمد آفرین علیخان
 مرزا ابراہیم بیگ تو سچانہ نے عذر کیا کہ ہم ملازم ہیں یا ست کے ہیں جو وارث ہوا کسی آقا
 کرین خلاصہ جب وزیر علیخان کو کچھی میں قید ہوئے نواب قاسم علیخان شریک حال رہے
 اور پھر اپنے گھر گئے جب ان کے ساتھ بنارس جانے لگے اپنے خیال کو وہیں بلوا کر رخصت کیا
 وزیر علیخان انھیں صاحب لیاقت میر محمد جانکر حیر صاحب کے پاس اپنا سفیر مقرر کر کے
 بھیجتے تھے اور انکا بہت خفا و رنج کرتے تھے جب حکم نواب گورنر جنرل کلکتے جانے کا آیا
 وزیر علیخان نے عذرات بار پیش کیے وجہ اسکی یہ تھی کہ اپنی نانہی سے خیال خام حجت
 ریاست کار کھتے تھے اسی جہت سے پوشاک و امانی کر چکے تھے دوسرے انکے قریب ہوتے
 سے نواب سعادت علیخان بہادر کو بھی انکی بیباکی سے بڑا اندیشہ رہتا تھا خلاصہ کہ کہن
 چیر صاحب نے نواب قاسم علیخان سے کہا کہ اگر وزیر علیخان پانچ رقم جو اہر پیش بہا جو اس
 پاس جو زمین دین تو ہم سرکار سے اسکی عوض خاطر خواہ نشن مقرر کر دین وزیر علیخان نے
 نواب کے کہنے سے قبول کیا اور اسوقت ایک کشتی میں اون پانچ رقم جو اہر ملوہ کو
 اپنے سامنے رکھا اور کہا میں اسے تمھارے ہاتھ صاحب کے پاس بھیج دوں گا بشرطیکہ میرا
 جانا کلکتے نہو صاحب اسے موقوف کر دیں جب سفیر با تیر نے صاحب سے درخواست شریطہ
 کی جواب دیا کہ ہم حکم نواب گورنر جنرل کے خلاف نہیں کر سکتے جب قاسم علیخان نے

جسکی غلام گردش میں سلاخ آہنی تھیں کوئی ہندوستانی بھانے پاتا تھا فقط ڈاکٹر صاحب
 بایا کرتے تھے کچھ کتابیں تو اسلحہ کی انیس تہائی تھیں مگر زرش کے رکھے رہتے تھے
 پوشاک صاحب لڑھی اور کھانا جیسا کہتے تھے پکاتا تھا گورون کا ڈبل پہرہ بہت تھا
 لارڈ ہسٹنگ صاحب نے شاید اجازت ہوا خوری کی بسواری گاڑی دی تھی مگر اصل
 ۳۶ برس کے سن میں ماہ جون ۱۸۵۷ء مطابق ماہ شعبان ۱۲۷۵ھ عمارتہ پت وغیرہ سے
 انتقال کیا کاسی باغ جہان ٹیمپو سلطان کا بیٹا بھی دفن سے مدفون ہوئے مقبرہ آج تک
 مقفل ہے تباہی و خرابی کو اس کھات سے اونٹیا ایک کمپنی لنگا لگے ایک نیچے تابوت پر
 گورون کا پہرہ بلا کر صاحب کو تو ال شہر منتقل تھے مرزا جعفر کر بلانی نیچے مرزا ابراہیم
 بنارس کی کو ضروریات مذہب کیواسطے بلوایا گیا تھا چن غلامی و مونسین شہر وزیر ہند سمجھکر
 ساتھ تھے کچھ شہر کی کسبیاں اونکی سخاوت و یکسی یاد کر گئے اپنے درو از دین پر کھڑی
 ہو کر روتی تھیں قتل گور و علی نہیں ہوتے تھے مرزا جعفر نے کہا اب ہم گھر جاتی ہیں صاحب نے حکم دیا
 گور و قنات کو باہر کھڑی رہیں بعد دفن کو چھ توڑک لگا کر دریا چھوٹا مقبرہ بنوایا مدت مضمونی ۱۱ ماہ ۱۲
 اور محمدین صاحب نے ڈنٹ لکھنؤ لکھ صاحب بنارس میں جان چیر لیا مقتبل لایہ بفضل حسین خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 لوح قبر

وزیر ہند وزیر علی اصغت جاہ
 چوسو فلدیرین قتل زمین سرائی غرور
 زویم عوفہ دریا سے سنکر تا آریم
 بدست گور ہر تاریخ قوت آن منصور
 گو شتم آمد و ناکہ بشور و شیون و شین
 نوای وای درینا زجن و فن طبور

۱۳۲ھ
 از کتاب ایسی انیک صاحب جنر الکلمتہ

مکتبہ دارالمعارف و تحقیقات اسلامیہ

مکتبہ دارالمعارف و تحقیقات اسلامیہ

جہاں ایک طرف بھاگے کہ مبادا ہم بھی گرفتار ہوں جانیں اسباب جو کچھ وزیر علیخان کا تھا ضبط کر لیا
 وہ اجاب دیکھی تھائی کہ قلمدان میں کسی خط متون میں سرکار کے پائے اور انجملہ ایک خانہ نواب شمس الدین
 چھوٹے بھائی کاظم جہاںگیر کو تھا کہ داماد نواب تبارک اللہ لالہ ظفر گاہ کا نکلا اسی جہت سے وہ مدت تک
 کلکتے میں قید رہے سپریم کورٹ میں وکباری کو جایا کیے مرزا ابراہیم خان فرزا ابوالقاسم خان
 دوہون بھائی لکھنؤ کو بھی گواہی میں کوٹھکتے ہیں مقتید ہے کسی مہینے میں نجات پائی تو اب
 شمس الدین کی بڑی شکل سوا اور صورت کثیر سے چھوٹے کسی شخص بنارستیں قید ہو سکے اکثر
 پوچھنسی دے گئے بہت سے درباری شور کئے نواب ظفر گاہ بھائی نواب عباد الملک وزیر
 ہندوستان کے فقط دوستی شمس الدین کو میں دھرے گئے یعنی اس کے کہنے سے عسکری
 شاہ کابل کو اپنے ملوثہ سے لکھی تھی انھیں قید میں سات روپو خرچ باور چھینا ملا کر تو تھے
 اسکے سوا اور اخراجات ضروری بھی ملتا تھا آخر اسی قید میں مر گئے۔

بعد گرفتاری وزیر علیخان رفقا سے خاص بھاگے مفت و ناجبر ہوئے حضرت خلدیہ کان کے
 عہد دولت میں مرزا وارث علیخان تباہ و پریشان حال لکھنؤ آکر حضرت عباس علیہ السلام کی
 درگاہ میں بیٹھے لوگوں نے پچھا شہر میں شہرت ہوئی کہ نل سلی صاحب نے جب یہ خبر سنی
 فرمایا قضاہ سکو یہاں لے آئی ہے چیر لیا جب کہ خون کی رو بکھاری ہوئی حقیقت میں
 خون ان پر ثابت ہوا نجات پائی مطلق العنان ہوئے و قلمواریں فقط وزیر علیخان کی بڑی پٹھان
 اور سیکریٹری کو تھائی نہ آئی دوسرا ان کا مقابل کون تھا اس عہد دولت میں محمد آفرین علیخان
 کی نیابت و اختیار کلی سرکار میں تھا اس نے قدیم سے بڑی دوستی تھی ان کے احسان مند بھی تھے
 اس جلد وہیں کو تو ال شہر کیا انھوں نے اس جہت سے اس عہدے کو قبول کیا کہ میں
 جن مہاجروں کے پاس وقت رو انکی لکھنؤ چاہر امانت رکھوا گیا ہوں اب ولسیہ و حکومت
 بلجائیگا ان لوگوں نے بالابالا ایسا ان سرکار سے اپنا معاملہ کر لیا چپ در وزیرین
 موقوف ہوئے محتاج وہ کر مر گئے۔

انتقال مرزا وزیر علیخان

مرزا وزیر علیخان تاحین حیات کلکتے کے قلعے میں رہے ایک بنگلہ میں رہتے تھے۔

اسی عرصے میں ایک شخص مجبوراً لاہوال دوسرا وزیر علیخان پیدا ہوا ایک نشہ پوش
اوسنے بھی بد معاش اور گروہ ہار جمع کر کے مالک محروسہ میں لوٹ مار شروع کی سرکار
اوسکا بھی قرار واقعی تدارک و استیصال کیا گیا۔

گرفتار ہونا وزیر علیخان کا حیران کن کارنامہ

منشی مرزا باقر میرنشی رزیدنٹی لکھنؤ جو کرنل کالنس صاحب اور جان منتون صاحب
کے تھے وہ کہتے تھے کہ میں کرنل کالنس صاحب کے ساتھ تھا انھیں کی ملپٹری وزیر علیخان
کے تعاقب میں جاتی تھی خلاصہ کرنل صاحب نے راجہ کو بطبع زر مسخ رہنی کیا راجہ سے
پہلے وزیر علیخان کو نمائش کی کہ اگر آپ کے خاطر فواہ ہمارے واسطے سے سرکار سے
تقصیر ہو جائی تو غالب ہو اس خاک چھانٹنے اور بیابان مرگ ہونے اور صحرا اور وحشی
بہتر ہوا اور ایک گوشہ عافیت میں سجنائیت سرکار بیٹھے یہی تو کیا قباحت ہے اور
انکے رفیقان سفر کو بھی نشیب فراز سے سمجھایا کہ تم کے بال بچے مفت تباہ و برباد ہو
اور اگر کہیں گرفتار ہو گئے تو مرتبہ وار کشی حاصل ہو گا میں صاحب کے منشی کو بلوا تا ہوں
تو آپ خود اوسنے بالمشافہ گفتگو کر لیں وزیر علیخان اجل گرفتار یعنی ہوسے رفقہ
خاص تو بھی سمجھایا کہ راجہ کی صلاح نیک ہو۔

غرض ایک دن منشی مذکور باخفا کئی پہرے اپنے ساتھ لیگئے تلنگون کو سمجھا دیا کہ تم کہیں
رہو جب میری آواز بلند ہو دفعہ آکر آؤ گا بیکہ لینا غرض وزیر علیخان تنہا چلے آؤ خلوت
ہوئی راجہ منشی کا مقابلہ کر کے آیا وٹھ گیا وزیر علیخان پر غضب ہو کر چلا چلا کر گوشہ
سرکار کہنے لگے انکی کمر میں خود ایک قزولی تھی مگر منشی پر ایسا رعب شجاعت غالب تھا
کہ بجز گفتگو ہی نرم گفتگو جو سخت نکر کے آخر اس چلباز سے حلق خشک ہو گیا پانی پینے کو
مانگھا منشی نے صراحی ہاتھ میں دی وہی جب صراحی منہ سے لگا کر پانی پینے لگے منشی برابر
بیٹھے تھے جب قزولی کمر سے کھینٹ لی تلنگے اسے تہا کی میں تھے دفعہ وار پانی کو کھینچا
کر لیا اوس وقت فوج میں داخل کیا وہاں سے منزل بمنزل کا پورے راتے یہاں سواری
بڑی حفاظت سے کلکتے کے قلعہ میں پہونچا دیا اصحاب غار نے حسب حال کیا اور

تقدافتی تھیں لیکن ایک کرم ہو کر تھے بنایا لی ہنگامہ فیر قلی کو پیش کرتے تھے۔
جب وزیر علیخان اس اویہ پانی سے تھکے کچھ بن بیڑا اور دیکھیں پناہ ملی نہ کہیں جاسکے
تہ کہ اب اس کیا فقیر بنے گا اس صورت سے کوئی پہچان نہ سکے فینس آیا آسے یوش کی سرا
اور ترے شیخ بہادر علی نقل کرتا تھا کہ ایکے ات جنگل میں ہم چلے جاتے تھے وزیر علیخان الہی
گم ہو کر رہا تھا ہم پر سوار تھے اتفاقاً ملے دیکھا کہ گھوڑے کے پیچھے بانوں میں ایک پتلی تھی
لگاتی جاتی ہے ہنسنے غرض کیا باگ روک کر گھوڑے سے اتر پڑے وہیں گھبرا بھی گریزاؤ
دیکھا کہ کسی شاخ درخت سے جہاں گھوڑا بھڑکے رہا ہے اس شاخ سے گھوڑے کے
پیشے سے آتے آتے لگا لگتی جاتی ہے وزیر علیخان نے کہا صاحب تھے بھی ہمیں وہاں
دو تین درجہ سواروں کا کہ آخر سر چپک کر گر گیا دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے تہنا سب
تھا سب اویہ پر رہا۔

پھر وزیر علیخان لکھنؤ آئے چوک میں ہرن کی سر میں اترے ایک دن فقیر بر اگی بن بھت
برہمن ملے ایک ہاتھ میں ٹوٹی پانچوے قیر نواب صوف الدولہ پر گئے مگر تعجب یہ ہے کہ
اونا کو کیسے ملائی نہ پہچانا یا شاید اس نے میں کوئی گونید نہ تھا کچھ سمجھ میں نہیں آتا بعد
اس کے بیڑی گھاٹ گومتی اتر بھنے رہو کہ آلا آباد سے جہنا اتر سیدھی جو نگر کی راہ لی اس
خیال سے کہ شاہ کابل تک پہنچ کر اوسے مدد لیجیے اور جو از سنگ راہ بان کو شریک کر کر
پھر مقابلہ کیجیے مگر دام اجل سے غافل تھے۔

خانہ زاو خان ایک شخص ولی کے ذات مشرفین میں سے تھے وہ مرد سلیمان شکوہ
شاہزادے کو دلی کے قلعہ سے اپنی حکمت عملی سے نکال لائے تھے جب وزیر علیخان
یہ ہنگامہ برپا ہوا شاہزادہ سے عرض کیا کہ غلام نے اپنی حسن سائی سے ساری فوج
جناب عالی کو موافق کر لیا ہے بسم اللہ حضور جلوس فرمائیں آپ کے آگے وزیر اعظم کا کیا تر
ہے مگر شاہزادے نے اوس وقت عاقبت اندیشی کی نہانا خدا نے اس آفت سے بچایا
غلام سلطنت مند و شان میں اکثر فتنوں اور نا عاقبت اندیشوں سے ایسے فساد
ہوئے تھے کہ ہر اور پھر سرگرمی ہوئے ہیں

اسی میدان مصاف میں ٹوٹ کر مجاہدے شاہزادہ عالم شاہ نے دیکھا کہ میری جان ہفت
جائگہ کی سمجھایا کہ بھائی جان یہ لڑائی ہے جتنی بھی ہے بکری بھی جاتی ہے جو انی وہاں ہر کام
سنا ہے گھر ملو وہاں پہونچ کر انتظام کرینگے سب جان اللہ سے تو کار زمین را ملک ساختی جبکہ
شاہزادہ بہادر تو اپنے محل میں داخل ہوئے سے رسیدہ ہو دلائے ویلے سیر گذشت
وزیر علیخان حالت سرگمی میں جو کچھ سر دست فقط جواہر و اشرفی لیکر گیارہ جان شاہزادے
جنہیں مرزائی بیگ کالیسی میر عزت علی بہادر علی وغیرہ تھے یہ زبانی بہادر علی کو لکھا اسد اگچہ
اعظم گڈھ آئے وہاں کاراجہ نادر شاہ تھا اسنے کنار گھاگرا دریا پہونچا کر پھرایا پاراوتر
گور کہہ دیا کہ جنگل میں خائف و ترسان پھرتے ہے راجہ معقوب سرکار شاہزادہ میں فی البدیہہ
پھنس گیا تھا ہذا رخزابی رستا پھینک کر نکالا اس جنگل میں مزین دارون کی گوبارے
چندر ورتک ہنگامہ برپا رہا

جب یہ میدان مصاف غازیان نامزد سے صاف ہوا نواب علی اکبر خان طباطبائی
متوسل گورنمنٹ اور مرزا پانچو کو تووال شہر نے ایک لپٹن اور دو توپوں سے بندوبست
شہر کیا چھڑے مارنا شروع کیے عوام خلقت جو ہر طرف سے جمع ہو گئی تھی کانور ہو گئی
شہر میں امن و امان ہوئی بعد رفع ہنگامہ شاہزادہ بہادر کو حکم سرکار ہوا حضور اپنے قدم
مبارک سے فرخ آباد کو آبا و کرین تو بہتر ہے وہ وہاں گئے اب حقیقات وزیر علیخان میں
بہت سے دھڑے جلیٹے

وزیر علیخان صحرا انور دے چاہا کہ ترائی نیپال میں خاک چھانٹے سے کیا حاصل
بنول سے نیپال چلے جائے لیکن نہ جا سکے اودھ کے جنگل اور ملک ترائی میں کسی ایک
چہرے پر بے اوت مایہ اوقات رہی در فرقہ کمان تھا جو اسرت کا خریدار کون ہو تا جسکی
شمت کا تھا اس کے پاس ہر ای فاقہ مست مرنے لگے جمعیت پریشان ہو گئی
ہنج اگر تری او چناب پانی فوجیچھا آنچو راقہ جاری رہا لے کے سوار کہتے تھے کہ ہننے
پس شک فداک صفت اللہ وہ کیا اکثر جنگل میں وزیر علیخان کو طرح دی اس ہنگامہ
زیر تفسیل حال اکٹ میں البتہ فتور ہوا پامالی زراعت کی جوت سے جتا حب بنڈٹ

ایسا ہی نہایت تشویش لیا گیا تو بہتر ہے ورنہ اسکے خلاف میں سرسرا بخت خرابی کا ہو گا
وزیر علیخان نے اپنے نامہ میں سے مشورہ کیا با لاتفاق سبھوں نے بھلا بد کیا کہ کلکتے میں
قید و زندگ ہے یہ سامان نوابی رفیق و رفقا کو بی نہ رہنے پائینگے پھر اس قید سے مر جانا بہتر
ہم جان نثار تو شریک حال ہیں +

اس میں سرپرچی وزیر علیخان کی تشفی نہ ہوئی اگر خیال کرتے کہ سچ سے مستحق ریاست نہیں ہیں
نواب صف الدولہ نے اپنی خوشی خاطر سے مجھے مسند نشین کیا تھا اگر کچھ ایمان سے لگاؤ
ہوتا تو کیا عجب ہے کچھ سمجھتے ہیں جہالت پر سوار تھے کا ہیکو قوم درست ہوتا خلاص
سم تاریخ فروری ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۱۹ھ وزیر علیخان کو بلوا کر کچھ سمجھایا گیا
صاحب نے جواب سخت دیا انھوں نے پھر غضب ہو کے ولایتی تلوار کمر سے کھینچ کر ماری
صاحب وٹھے کھڑے ہوئے چاہا کہ کوٹھی کے کوٹھے پر چلے جائیں تیجھے کرسی کھی تھی
او کھجگر کرے دوسری تلوار پڑھی کام تمام ہو گیا میم صاحبہ کوٹھے پر گئیں نے کا دروازہ
بند کر لیا جاسے بچپن تلنگے سلامی کو باہر جمے ہوئے تھے بھاگ کر جا بجا چھپے ہیں وزیر علیخان
کرل برٹ صاحب کی کوٹھی میں گئے اونکی میم کوٹھے پر چڑھ گئی صاحب نے زینے کی جالی
سے ہاتھ سے کئی آدمیوں کو فوجی کیا وزیر علیخان پھر وہاں سے شہر کو چلے اس عرصہ میں شہر میں
ایک ہنگامہ برپا ہو گیا وقفہ منادی بھی ہوئی بد معاشان نو ملازم شہر سب طرف سے دوڑ پڑے
لوٹ شروع کر دی مرزا مظفر سخت عرف مرزا جمعہ منجھلی بیٹے مرزا جو ان سخت شاہزادی کے
اپنی نانہمی سے اپنے گھر سے ہاتھی پر سوار چلے آتے تھے مرزا وزیر علیخان کو اپنی خواہشیں کیا
بینہرکت وزارت آبادی مورچل لانے لگے اور سرگرم مقابلہ قتال ہوئے اس خیال غلام سے
کہ اگر بن پڑی تو ہم بادشاہ تم وزیر بنے بنائے ہو غرض یہ ہنگامہ بازیچہ طفلان کئی ساعت
رہا گو بارزیندار کچھ عیامیو شہر اطیع لوٹ شریک ہادی ہو رہے جب تک چھوٹو کلکتے سے
فوج منع تو چنانہ آپہونچی زیر چہرہ توپ سکور کھ لیا ادھر مقابلے میں ایک کپتی لنگون کی
ایک متن نجیب ایک چھوٹا گروہ توپ کا میدان سے ہٹ کر ایک بیغ میں پناہ لی جب ہاں بھی
پانہوں نہ کھڑے سیدھی راہ اپنے گھر کی لی وزیر علیخان نے اپنی شجاعت ذاتی سوچا ہا

نہ کہتے تھے بڑے محسن مال مردم خور خانہ جنگی انکے گھر پر ہونی رسالہ کھل گیا مگر
تین سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ تاجین حیات سرکار سے ملا کی مرزا جنگلی اور مرزا مین
دونوں بچانی اسی اولاد الغنی کی جہت سے لکھنؤ سے عظیم آباد جا کر رہے خاندان صبح ہو کر
لشکر سے جتنے ارکان دولت اہلکار تھے ناکہ تکیہ ہو کر علی شاہ پرست اقبال نواب حسین الدہلوی
کے لیے گئے فقط فوج انگریزی رہ گئی +

فساد مرزا وزیر علی خان بنارس میں حیرت انگیز کاما راجا نا وزیر علی کا بھائی
بعد مہینہ عشرے کے حسب حکم نواب گورنر جنرل مرزا وزیر علی خان مع اپنے مال و اسباب
و جواہر پیش قیمت اور باقی کھوڑے اور زقا و متوسلین و ملازمین لکھنؤ سے واپس ہوئے
داخل بنارس ہو کر درگاہ گئے۔ میں مقیم ہوئے حسین نواب حسین الدہلوی بہادر رہتے تھے
بڑی عزت و تشام سے چند روز تک رہے بعد اسکے اپنے خیال خام سے حالہ کہ نشتہ
خوابیدہ کو بچہ میدا کر کرین اور اپنی گوشہ نشینی عافیت عزت و دولت خدا واد کو عنایت بخشنے
مؤمنان خاص بھی اوسے ناعاقبت اندیشی کے ساتھ تھے باخفا راجہ علی بہادر بندیل کھنٹ
گسائین ہمت بہادر مہاراجہ سیندھ اور راجہ جوگر ویش تھے سبکے اپنی کمک کی ذمہ دار
کی اور ایک تاریخ بھڑائی کہ فلان تاریخ یہ ہنگامہ فساد برپا ہوا برکٹی خوار گنوار سہ ہندی بھی
نہ کر رکھا اور ایک عمرنی شاہ زمان بادشاہ کابل کو بچھی اسکی تحریر میں نواب شمس الدہلوی دھاکہ
اور بہت سے لوگ گرفتار ہوئے بلین جو سکروری کی چھاؤنی میں تھی اوسے بھی اوفق
کر لیا اوسکے افسروں نے بھی اقرار کیا کہ ہم باڑھ آسانی مار کے بھارے شریک ہو جائیں گے
عزیز اپنے نزدیک نواب گرم مصالحہ جمع کیا البتہ اگر سب طرف سے یہ عداوت باور و زنج
ہو جائے تو ہنگامہ چند روزہ ہو جاتا +

جب گورنر جنرل کو ایسے اخبار متوجش پہونچے کہ یہ ارادہ فاسد اپنے خیال خام سو کیا چاہے
اس ہارسے سمجھا گئے سے بھی بوی وزارت و مانع سے نہیں گئی جان چیر لیا جئے پٹنہ
حاکم قطعی ہو چکا کہ بہر صورت وزیر علی خان کو جلد روانہ کلائے کر و صاحب موصوف و پہلے
کمال مخطونٹ سے سمجھایا کہ حسب حکم نواب گورنر جنرل جیلج آپ لکھنؤ سے بنارس آئے

مناسب گورون نے انکے پرہیزگار و ملنگ کا بوجہ چاہا کہ کچھ اتہام کر کے جلد
سواری کو مٹا دیا ورنہ لشکر میں غل و غل انواب قید ہو گئے ایک چوہدرے نے پھانک پر کے
پکار کے کہا نواب صاحب کیا پانک لائیں اس بعد اس صوبہ لشکر میں ایک ملٹم ہوا اور
انگریزی پہرے ناکہ شتر تک پھیل گئے نواب شرف علی خان نواب قاسم علی خان نواب ہر صاحب
وقت بداور پندرہ سواری سے بھی حاضر ہوئے اور باطن میں گونیدہ سرکار تھے سرکار بھی اپنے
مطمئن تھے اگر کسی طرح کا کھٹکا ہوتا تو کاہیکو رو سکتے اسی خیر خواہی سرکار انگریزی و اور ملٹم
اپنی سرکار سے نواب گورنر جنرل نے بمبئی و احدان چارون پارنار یعنی نواب شرف علی خان
نواب قاسم علی خان محمد حسین علی خان محمد آفرین علی خان کو چٹھیاں غماست فرمائیں کہ یہ چار شخص
مشغول خیر خواہ کپنی ہیں حفاظت انکے جان و مال و عزت کی سرکار کو لازم ہے جب سے
یہ لوگ خیر خواہ کپنی کے نام سے مشہور ہوئے انہیں سے تین کانپشن سرکار عالیہ سے
جاری ہوا سو انیٹن محمد آفرین علی خان کے خواہ نام و موافقت الہ کاران شاہی یا نامی
متوسلین خان موصوف سے رہ گیا +

ل
غرض وہ شب بھی عجب اضطراب و پریشانی میں تمام لشکر پر گدڑی مگر نواب گورنر جنرل
نے کس فوجی سے انتظام کیا کہ باوجود اس کثرت فوج اور مدافعت ہونے حاکم وقت
کے سر نہ ہلایا مرزا ابراہیم بیگ ارنوئے تو بچانہ اس ہنگامے میں سر فروشی پر مجبور
تھے عبدالرحمن خان قندھاری وغیرہ نے محض پرہیزگاری عذر کیا کہ ہم سپاہی ہیں جو
حاکم ریاست ہو ہم اس کی اطاعت کریں ہماری مہر سے کیا کام نکلے گا انھیں کے بھروسے
مرزا جگلی صاحبزادے نواب شجاع الدولہ کے امیدوار منصب وزارت ہو کر ہو گیا
کے پاس حاضر ہوئے اپنا مطلب عرض کیا تھا کہ آپ بھی شریک ہوں تو میری واسطے
سند تسلیم ہو جائے مگر وہ رہی نہ دین یہ بھی اپنے ارادے سے باز رہے اس وجہ سے
نواب حسین الدولہ ہارنے پہلے مرزا ابراہیم بیگ سے تو بچانہ لیکر انتظام الدولہ مظفر علی
اور مقابل عبدالرحمان خان کے شیخ مسعود کو رسالہ کیا پندرہ سو سووار انکے ساتھ تھے
کہ یہ کمزور قیدی معرکہ کبتر میں انکے بزرگ کام آئے ہیں مگر نہ لیاقت و قابلیت اس حد تک

باہر نکلے ہر ایک سرگرم بیان ہو کے اپنے خیمے کو چلا گیا۔

بعد اسکے وزیر علیخان کی طلب ہوئی بڑے تنگ سواری سے داخل کمرہ ہوئے
صاحب کمرہ نے وہ محضر دکھا کر کہا کہ نواب گوہر جنرل فرماتے ہیں کہ ہمارا اس میں کچھ قصور
نہیں لیکن از بسکہ ہم حامی و محافظ اس ریاست کے ہیں چاہتے ہیں کہ حق مستحق ریاست کو
غیر مستحق نہوا و سواری اس امر خاص کے آپ بہر حال ہمیں مطمئن ہوں اس سے زیادہ آپ کا
خط ملا تب لمحہ نظر کھینچا اور ہر حال میں آپ کے حامی و محافظ رہیں گے اور جو مال و حساب
آپ کا ذاتی ہو اور اس کا کوئی مانع نہ ہوگا اور آپ آپ کا اس شہر میں رہنا بھی بنا سبب نہیں بنائیں
ہا ملینان فارغ البال ہو کر رہیں ۳ لاکھ روپیہ سالانہ بواسطہ صاحب نے پیشکش ملا کر سے گا
مرزا وزیر علیخان یہ شکار ابدیدہ ہو و خست ہوے سپد سے ہو گیا چاہجہ کے پاس چلے گئے
عرض کی مجھے آپ سے فقط اتنی شکایت ہو کہ بالفرض میں نواب کا نصف الدو کہ کا بنایا تھا
اؤسکا غلام تو تھا آپ کی اطاعت کو ہی مجھے یاد نہ کر گیا جانا عالیہ از بسکہ عاشق اپنی بیٹے
کے نام کی تحمیں دے لے لیکن فرمایا کہ اگر فقط میری مہر سے تمہیں سند نشینی ملے موجود ہے
بعد اسکے وزیر علیخان اپنے خیمے میں آئے بیگم صاحبہ سے بھی سبب ناگواری یہ نہوا تھا کہ نواب
ناظم دواہر علیخان نے انکی محل میں جانے کی مانفت کر دی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ وزیر علیخان
کسی بو بوب کی لڑائی لڑے کہ اپنی خدمت میں لائے تھے بیگم صاحبہ کو بہت ناگوار گذرنا تھا
وزیر علیخان نے خجندہ کے نواب ناظم کے محل میں جانے کی مانفت کر دی تھی +
نواب گوہر جنرل کو پھر خبر ہوئی کہ وزیر علیخان کے پاس ہزار ہا جان نثار سر فروش جمع
ہوے ہیں ایسا نہ سواری ہو کر نہ رہیں چلے جائیں پھر بہت مشکل پڑے گی اس جہت سے
دوبارہ طلب فرمایا جب سواری ہوئے تو ناظم سواری کی نہوا مانفت کی عہد الراجان سالار
تو ہمارے لوگ تاخانہ عزت کیا ہم جان نثار حاضر ہیں حضور ہو وقت نہ جائیں و غماہ نواب
اشرف علیخان نواب قاسم علیخان جو مقرر خاص تھے عرض کی بلکہ نہ جانے میں نا کام ہو گیا
سالار نے عرض کی ہم اپنے حق تک سے ادا ہوئے اویس وقت سپد سے مع مال خالص نواب
چلے گئے وزیر علیخان جب داخل کمرہ ہوئے سکے بڑے فرمایا اب حضور کیا میں شریعت

رعایا می بگینا کہ کا خون ناحق ہو جائے غرض جب نواب محمد شمس الدین مقیم خیاں ہوئی عوام میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ نواب گورنر جنرل خفا ہو کر چلے گئے ہیں چاروں چار مرزا وزیر علیخان اور سب ارکان دولت مع نواب عالیہ و جناب عالیہ شریف لکھنؤ اور بھی فوج کثیر جان پر موجود تھی اوسن مانے میں مردم سپاہ کو البتہ بہت تیز تھی اپنے تئیں جان نشانہ ریاست سمجھتے تھے +

نواب گورنر جنرل نے اندر اہل صحت وقت و بجا طرہ مرزا وزیر علیخان خلعت نیابت نواب سرفراز الدولہ کو اور خلعت دیوانی مہاراجہ ٹکیت راجہ کو دیدیا بظاہر و بطنی نواب اور خان علامہ سو نیابت بھی موتوں کی بعد اسکے ان دونوں سے فرمایا کہ تم نمک خوار و خیر خواہ قدیم اس ریاست کے ہو چاہیے کہ تم بھی غیر مستحق کو نہ جاؤ گے کہ سرکار میں تمہارا موجب وثوق نیکیا می و خیر خواہی ہو گا و دونوں نے بدلہ منظر کیا اور عرض کی کہ ہم بہر صورت تابع فرمان ہیں فی الحقیقت اس سرکار کے حافظ و حامی و حق شناس آپ ہیں پھر محضر انھیں دیا کہ سب ضعیف و شریف شہر کی اسپر ابطال نبوت مرزا وزیر علیخان اور سب حق مند نشینی نواب عین الدولہ سعادت علیخان بہادر و مندرج ہے کہ سوا سنے کہ یہ اولاد اکبر نواب شجاع الدولہ بہادر مستحق وزارت آبادی کو ہیں ۔

ایک دن نواب گورنر جنرل نے دربار عام کیا جتنے امر و اوقار بارکان دولت تھے حاضر ہوئے حکیم میراجد علیخان غیر متوسلین مرزا جعفر و سرفراز الدولہ کہتے تھے کہ ہمارا خیمہ سامنے دروازہ کو کھٹی کے تھا دربار میں بڑا بندوبست تھا فوج گوراء و ہندوستانی احاطہ کو کھٹی میں دو روئے آہستہ کھڑی ہوئی تھی جو داخل دروازہ ہوتا تھا پھر دروازہ بند ہو جاتا تھا کہ ہجوم عام نہ آئے پائے نواب گورنر جنرل درجہ اول کو کھٹی بالا خانہ پر تشریف رکھتے تھے درجہ دوم میں سب اہل دربار تھے صاحب کمرہ و غلام نے وہ محضر میں کیا کہ باتفاق سب اسپر مہر کرین ہر ایک نے موافق اپنی منزلت کے عذر بار و پیش کیا چپ تہرین نواب عالیہ اور جناب عالیہ وزیر نواب بہو صاحبہ نواب ناظم محمد حسین علیخان محمد آفرین علیخان نواب شریف علیخان بیان علامہ کی بیگمیں مجبور ہوئے کہ عجب نے فہر کی صبح سے سو سو تک یہ مرحلہ طرہ از خدمت

گورنری مرزا وزیر علیخان

القصہ جب سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو یہ اخبار متوجش متواتر پہونچے تھے
صاحب ریڈنٹ اور علیض خان علامہ سے سمجھے کہ مبادا کوئی فساد عظیم برپا نہ ہو کہ سوا
کہ سب فوج حاکم وقت سے موافق سے اصلاح کرنا ضرور ہے کلکتہ سے بنارس تک
بدریا تشریف لائے وہاں سے ازراہ خشکی جو پورچاندہ سے ہو کر داخل لکھنؤ ہوئے مرزا
وزیر علیخان حسب دستور چاندہ تریاب گڈہ تک بڑھی دھوم دھام سے استقبال کو گئے
نواب گورنر جنرل کے ساتھ ایک کنب فوج تھی راہ میں رعایا زمیندار وغیرہ کو دعا گوئی
مرزا وزیر علیخان پایا اور اپنی سرکار کے خلاف اس حجت سے فوج کو راہ میں قہر غن تھا کہ
کسی زمیندار یا رعایا سے قصور بھی ہو جائے تو مال دینا مبادا راہ میں فساد ہو جائے
اور بالاتفاق سبے طعن و تشنیع نہک حراموں اور خان علامہ پر سنی +

عرض بعد تعارفات معمولی ارکان و دولت جو بانی مہانی بیج کئی اس یاست مستعار کے
ہوئے تھے نواب گورنر جنرل سے سبے مشر و حاعر مل کیا فرمایا بظاہر یہ امر بہت
وشوار ہے اور کیونکہ ہمیشہ ثابت و متحقق ہو جائے کہ وزیر علیخان نطفہ نواب سے نہیں ہے
کہ اسے کتب سے خوب جناب عالی نے اس کے نبوت کا اقرار کیا ہے اور ہماری اجازت
اسے اپنا قائم مقام کیا ہے نواب ناظر نے عرض کیا اسکی تحقیق نواب بہو صاحب سے
خاص محل جناب عالی سے ممکن ہے اور نواب ناظر نے خود اپنا انکھار دیا کہ فقط برہان علیخان
نطفہ نواب سے ہوا تھا وہ معوسی میں مرگیا باقی اور اولاد بنام نامی امارت اور نواب
ہو صاحب نے پس چلن سے خود کہا کہ کبھی تسلط نواب جیسا کہ شوہر دنیا کا ہونا ہے
نہیں ہوا ان دونوں سے تحقیق ہو چکا بعد اسکے نواب گورنر جنرل نے اپنی بیعت
بنامی کو ایک محضر شہادہ لکھا جس پر حاکم ارکان دولت غرضیہ اقرار و منہج و شریعت نہ کرنا
کہ حجت و سند کامل ہو جائے +

بعد اسکے نواب گورنر جنرل جیلہ تبدیل آب و ہوا مع فوج کو بھیجی بی بی پور میں تشریف
لیئے اس خیال سے کہ فوج سب موافق ہے اگر شہر میں صورت فساد ہو تو مبادا

ہو گیا تھا ایک دن کسی بہت عمدہ فیر کو طلب کیا اور ٹھون نے اسے بھیجے میں تامل کیا
 بہرہم ہو کر فرمایا کیا لاؤ میں اویس نمک حرام کی آج خاک کاٹ ڈالوں گا نواب ناظر خاں
 وزیر خان ہو کر وقت ٹھیکہ زدہ ہو کر تھا مفسد اس کے کچھ خیال میں نہ آیا بعزت تمام خان عملا
 کے پاس چلا آئے پانون پر گر پڑے کہ کج عزت و جابر کسی مصیبت سے نہیں بچتی جیسا
 نے اوس وقت اپنی بارہ درمی پیکے کو کٹھے پر بھیج دیا یہ میرا کہہ ان اور کئی شخص
 حفاظت کو کر دیے مرزا وزیر علی خان نعل درتیش غضب ہو کر باکھتی کے پاس ٹھہرے سوار ہو
 جنہو ہوتے ہوئے داخل خانہ خان ہو کر فرمایا اوس نمک حرام کو لاء عرض کی آپ کے
 سر کی قسم یہاں نہیں ہے جب ہر کارہ اخبار کا تھا بلکہ موا عرض کی تعجب ہے کہ حضور کو غلام
 کی قسم کا اعتبار نہیں اس تین روپے کے پاجی کے کہنے کا اعتماد ہے یہ سنکے اویس
 غصے میں پھر آئے خان علامہ اپنی تنقل و حکمت عملی کے نزدیک ایسے طفل جاہل و نادان
 کی باعث فریغ و فطیر کی گنجھے ہوئے تھے مگر اس فتنہ خواہیدہ سے غافل تھے۔

بعد اسکے خان علامہ نے نواب ناظر کو زمانے میں اسے سوار کر کہ جیت محمد اسحاق خان
 منشی بخشی آر صاحب زیدٹ کے پاس بھیج دیا صاحب موصوف نے بعد دریافت
 حقیقت حال مرزا خلیل کے مسئلے میں بھیج دیا ہر کارے نے جب یہ خبر پہنچائی مرزا
 وزیر علی خان نا عاقبت اندیش اویس تلج پر غضب صاحب زیدٹ کے پاس چلے گئے
 صاحب موصوف نے پہلے بہت ہواستی و بکجونی سمجھا یا کہ وہ خانہ زاد سوار ہو کہاں
 جائیگا آپ کے عتاب سے خوف آبرو چھپ رہا ہے جب رفع ملال خاطر ہو گا حاضر ہو گا
 جب اسپر بھی بد رشتی اصرار کیا فرمایا یہ ہمارا گھر نہیں بلکہ سرکار کمپنی کا گھر ہے اگر ہم پاس
 خاطر اسے اویس وقت حوالہ کر دیں اور پھر ہماری سرکار سے اسکی باز پرس ہم سے ہو تو ہم
 کیا کر گئے یہ امانت حضور ہمارے پاس ہے جب تک حکم صدر نہیں ہوئے یہ سنکر اویس
 ہو کر چلے آئے اب فقہای خاص نے سب کو حکم دیا کہ وہ ہیں وہ ہیں حضور صاحب نے ہلکا
 قدیم ہیں سب بد فیاہ حضور ہیں اور غیر خواہ و متوسل انڈیز بہادر ہر ایک محرم کے نام پر چوک
 بھی تلواریہ کا ہونے لگا کہ میں اوس دیکر کہہ کر ام ترلواریہ ہمارے تلواریہ

محمل صاحب ریڈنٹ پر کیا یہ ریاست خدا وادب و منت و شفقت شخص غیر کو ہو گئی
صاحبان انصاف نے فصلت و وقت سمجھ کر سکوت کیا کچھ مداخلت نہ کی کس واسطے کہ
غیر مستحق سے ریاست دلینا اور اسے الزام و جیلہ سے ممکن ہے اور تمحق کو غیر مستحق سے
لیکر دینا وہ محکوم اور جہانمند ہو جاتا ہے اسکا احوال اپنے مقام پر کیا جائیگا غرض پورسوم
مواظف معمول ہلکاران دولتخواہ سرکار کو برائیت خلعت ہوئے۔

تواریخ

کر وارانہا، ہمارے مرزا وزیر علیخان و برہمی ریاست چند روزہ

پانچ مہینے کئی دن کی مدت ریاست میں جو چلن مرزا وزیر علیخان نے اختیار کیا باکل خلافت
و آب و ستور و روش ریاست تھا اونکے صاحب خاص ہر ایک انتخابے مانہ تھے اصل
بد معاشر کو تاہ اندیش جمع ہوئے تھے اگر ان کے حرکات ناشایستہ اور لغویات اہل
کو لکھیں تو فتنہ ہل ہے محمد اکبر بادشاہ و ہلی بارہ برس کے سن میں تخت نشین ہوا مگر
ارکان دولت کو دیکھے کون کون منتخب مانہ تھا نواب خان خاں ابوالفضل فصیحی بہر
طویل مل موجب حساب غیزہ تھے ارکان دولت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب کن بندہ و مستقل
تو عمارت عالیشان بھی تھی مگر ہوتی ہے اور جہان ایسے ارکان جمع ہوں تو بچہ قیام عمارت
کہاٹے ہو خلاصہ جب ارکان دولت نے یہ حال دیکھا ہر شخص اپنی آبرو اور مال و سونا نکالت
ہو گیا الا عوام سپاہ و باہل انجام کار فقط شجاعت و سخاوت ابونا نامی جناب عالی
جائزہ گیر ویدہ تھے خصوصاً ارباب نشاۃ اوریہ کے سب غافل لغیل اندامی شمار ہو چکے مگر میر
سے غافل تھے اب فی الجملہ سینے بعض حرکات ناشایستہ کو ایک دن چار اسامیان
صاحبات محل سے جو بنام نامی جناب عالی تھیں پسند کر کے اپنے تصرف میں لائے اور
تصرف جناب عالی کا حال معلوم تھا اسکا چرچا زبان زد خلافت ہوا نواب ناظر اور بعض قدیم
نکھڑا نے عرض کیا کون منتا تھا پس مختصر یہ کہ نواب ناظر محمد حسین علیخان جو انکا محسن
سند نشینی کا ہوا تھا ایسے حرکات لا طائل و ہر روز طلب شہاد و بیش قیمت اور کیا اب
اور اس کے نااہل کے دینے سے اور طلب اسامی صاحبات محل سے بہت عاجز آیا تھا
اور اسکی عدم رسی کے سچا مانے سے اور پسند ہونا ہوئے سب محل کے خوف اپنی آبرو کا

مسند نشینی مرزا وزیر علیخان مسعودی ثبات

جب جناب عالی نے نواب گورنر جنرل سر جان شور صاحب بہادر اور صاحب بریدت مرزا وزیر علیخان کو اپنا نام نامی ارشاد فرمایا تھا بطیب خاطر قبول و منظور کیا تھا اگر کسی طرح کا وعدہ ہوتا یا وسیعہ سماعتی تو سکوت کرتے یا بالمشافہہ بیان کرتے مگر یہ موقوف بر وقت رکھا جس طرح حضرت غلام نزل نے بھیج کر نواب صاحب سے فرمایا یا حضرت جناب سے جنرل موصوف نے نواب مصطفیٰ علیخان میں پوچھا یہ بھی اکثر خوانس کو معلوم ہے مگر نہ اولاد اکبر ہوئی تھے خلاصہ تہنیت نامہ مبارک یا مسند نشینی نواب گورنر جنرل نے جو بھیجا سرکار شاہی میں موجود تھا +

غرض بعد ازاں جناب عالی جب مسند صاحب بریدت واسطے انتظام کے معیاں دولتانہ کو آتے تھے فوج سرکار دورویہ دولتانہ سے حسن باغ بھیجی جیون تک کھڑی ہوئی تھی روکا فرمایا کہ ہم واسطے بندوبست کے جاتے ہیں افسران فوج نے کہا مگر یہ فوج کسی غنیمت کی ہے تفصل حسین خان نو عرض حال ہو بلکہ صاحب سے کیا محرم علیخان اور جوہر علیخان نواب ناظر آئے اور صاحب نے ڈیٹ کو اسکے جناب عالیہ نے پیام بھیجا کہ اس وقت میری نظر میں جہان تیرہ و تار ہے تم وارث اس راست کے ہو جسے مناسب سمجھو مسند نشین کرو مرزا جنگلی مرزا عیندو وغیرہ کچھ سمجھا رہا اسلحہ آئے تھے میر محمد علی خانہ حاضرین کہتے تھے کہ صاحب بریدت نے پکار کے ارشاد کیا کون مسند نشین ہو گا سوا اس کے جسے وہ خود کر گیا ہے یہ شکے صاحبان ارادہ سجاو خود رکھئے +

مرزا وزیر علیخان پنج محلہ میں اپنے مکتبے حسب الطلب نواب ناظر محمد حسین علیخان کے پوچے میں سوار پہلے آچکے تھے تنگ سرگرمیاں دریدہ پائین لغش مرحوم کھڑے رہے تھے جوہر علیخان نے اس وقت حسب لکیم بلکہ صاحبہ و شالہ سبز جو بالپاک مرحوم پر بڑا تھا اسے انکی گردن میں ڈال دیا باہر آئے حکم شلک توپ منادی شہر ہوا حاضر الوقت غریزہ اقربا ملازمین نے نذر وخی بھائی جتنے بامید ہو مرحوم خیالی صاحب بریدت کے کلام سے مایوس ہو کر پھر گئے جناب عالیہ جو مالک و مختار تھیں کچھ امتیاز حق و طلب کیا

شامل، مدامہ نکوہ کیا چٹھی اوس علاقے کی اس عہد نامہ ملک نواب مظفرنگ بہادر
 میں شریوں ملک نواب وزیرالہا ملک بہادر شیلوہ پٹ
 تہا پنج کیم شہر مسعود مطابق ۱۹ نوکیچہ شہر جیہ مابل اسکے اگوتہ تہا ۱۰ یوہ کی شہر
 مہویہ عہد نامہ جاری اور کام آئیگا و سوین شہر ال شہرہ مطابق ۱۵ اجوانی شہر



جو عمل نواب صاحبان متحدان مغربیہ ہائین ہوتی ہو سو یا حوری و آدنی و کمن وغیرہ کے او
رفتہ ملک سرکار کپنی انگریز بہادر کے جو نواب وزیر الممالک بہادر اور سکا تحصیل محصول
دفعہ ساتویں کے لیکنے اور سکا اختیار و دونوں سرکار کو اپنے ملک میں ہے +

دفعہ چہارم در صورت مناقشہ فیما بین تہا ملک طرفین میں از روی بے قرار عمل
اور تو ان میں ملک سکین مدعا علیہ قضایا مذکور انفصال پانچنگے اور در صورتیکہ مدعا علیہ
سکینہ ملک کپنی انگریز بہادر سے ہو تو اختیار مدعی کو ہے کہ اپنا دعویٰ معرفت وکیل نواب
وزیر الممالک بہادر جو حضور نواب گورنر بہادر میں حاضر رہتا ہے ظاہر کرے اور نواب گورنر
جنرل بہادر واسطے تجویز و انفصال دعویٰ مذکور کو عدالت یونی اوس ضلع میں جو مقام
متنازع فیہ یا سکونت گاہ مدعا علیہ ہے سپرد کرین اور اس طریقے سے در صورتیکہ مدعا علیہ
سکینہ ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے ہو یا جنہا مدعی کے ہے اپنا دعویٰ معرفت و
صاحب کے جو نواب گورنر جنرل بہادر کی طرف سے نواب وزیر الممالک کے حضور میں حاضر ہوتا
اظہار کرے نواب وزیر الممالک بہادر کو اختیار ہے کہ مقدمہ بنا کر کہ اپنے اہلکار و نہیں سے
کسی متدین کی تفویض کریں اور نواب صاحبان مغربیہ ہائین اقرار کرتے ہیں کہ اگر علمہ سارا وزیر مینارا
وغیرہ جو شخص کہ ممالک متعلقہ ایک دوسرے کے بننے والوں میں سے ہو اور کسی وجہ سے اخیر
اور پہلے بار یوں برخلاف اس عہد نامے کے عمل کرے پس جس شخص نے تعدی کی ہوئی یا
اس شخص کو ہے کہ بموجب سرشتہ مرقوم الصدر احوال بنا ظاہر کرے +

دفعہ پانچم یہ عہد نامہ ملک فیمل کھنڈ غون کیٹھر سے کی طرح تعلق نہیں کرتا اور
نواب وزیر الممالک بہادر تحصیل محصول میں بموجب سرشتہ قدیم یا در باب اضافہ یا تخفیف
در وجہ تحصیل علاقہ ملک اپنے میں حسب مزاج اپنے اختیار رکھتے ہیں +

دفعہ شانزہم نواب وزیر الممالک نے واسطے شامل کرنے ضلع فرخ آباد کے
اس عہد نامے سے نواب مظفر جنگ کو راضی کیا کہ اگر کچھ واسطے موقوف کرنے تحصیل
کے علیحدہ روئی آمدنی ملک کمن وغیرہ ہر سمت ملک سرکار کپنی انگریز بہادر اور مال
سوداگری آمدنی نہر جو ملک سرکار کپنی انگریز بہادر سے نقصان نواب مظفر جنگ بہادر کو

بھیجا جائیگا معمولی اس گنج کا او سال پر بموجب تفصیل شرائط مرقوم الصد تحصیل کیا جائیگا اور حساب نرخ معمولی سے زیادہ لیا جائیگا اور بدو ان استرخاصی سرکاریں نرخ قدیم اضافہ لیا جائے گا۔

وضعہ یازدہم اگر کوئی اجارہ دار یا زمیندار یا تحصیلدار مال یا جاگیر دار یا اور اہل معانی زمین سے مال پر جو مالک سرکاریں میں جاے بموجب نرخ کے جو دفعات مرقوم الصد زمین لکھا ہے محصول دستک والگی کے لیے کو سبھت لینے محصول کے واسطے تصحیر اول کی فی روپیہ بن روپیہ جرمانہ لیا جائیگا اور سزا دوسری کی واسطے فی روپیہ چاس روپیہ لیا جائیگا اور تصحیر تیسری کی واسطے اگر وہ شخص اجارہ دار یا تحصیلدار مال ہو فیصد دس روپیہ لیکر عین موقوف کیا جائیگا اور فی روپیہ سو روپیہ جرمانہ بھی لیا جائیگا اور در صورتیکہ وہ جاگیر دار یا زمیندار یا معانی دار زمین ہو زمین متعلقہ اسکی ضبط ہوگی اور کوئی تحصیلدار محصول و موقوف کی مال نہ کو پر نرخ و دفعات مرقوم الصد سے بڑھائیگا اسکی سزا و تصحیر اول فی روپیہ دس روپیہ جرمانہ لیا جائیگا اور خدمت سے موقوف ہوگا اور ظلموں کی دو روپیہ زیادہ شہرہ سے دیا ہو جرمانہ مذکور سے واپس ہو جائیگا اور شہزادی اسکی جس قدر جرمانہ حق معاف نہ ظلموں مناسب جا میں وہ نمون سرکار کو اختیار ہے۔

وضعہ دوازدہم اگر کوئی شخص بعد موقوفہ محصول کو قصدا کرے لہذا اقرار دیا یا کہ بوجھ جسے محصول دیا اور دستک روا لگی اور کسی مقام تحصیل سے قصدا گے جائیگا کہ محصول اس سے لیا جائیگا اور نوالہا جان متعذر ان مغالبا اقرار کرتے ہوں کہ حکمتانہ مثل تاکید پر دینے محصول کے او لینے دستک و پر و اجناس کے موافق مضمون تحصیل الصد کے مقدمات و رو د سے چوکی مقرری پر بنام بیابان مالک قلم و جاری کرینگے لیکن مضمون دفعہ ہذا محصول بازار گنج جو بموجب تفصیل نرخ دفعہ دسویں کے ہر بروقت پو پختہ اجناس کے گنج تحصیل میں لیا جائیگا۔

وضعہ سیزدہم باب مقرر محصول و اجناس پر جو ایک کے ملک میں پیدا ہو کر اوسی اقلیم میں نرخ ہوتی ہے اور اجناس اپنے ملک کی رفتنی اور آمدنی پر بھی دوسرے ملک سے

باہر ہو کر جو سبجات مذکور ہیں آئیگا اور سکا محصول فیصد اڑھائی روپیہ موافق قیمت مرقوم
چوکی اول صد بہار میں تحصیل کیا جائیگا۔

و غرض کہ پنجم رقم مال سوداگری پر جو دفعات مرقوم الصد میں مندرج نہیں ہوا اگر ملک
متعلقہ نواب صاحبان تہذیب مغالہ یا سے جائیگا محصول سبب فیصد صد موافق نرخ مرقوم
و شک و الکی ملک منتہی دیا جائیگا یعنی اگر مال مذکور ملک سرکار کپنی انگریز بہادر سے ملک
نواب وزیر الممالک بہادر میں جائیگا اگر ان نواب وزیر الممالک بہادر محصول مسئلہ ایک
مقامات مذکور دفعہ سوم میں لینگے اور اگر مال مذکور ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر میں ملک
سرکار کپنی انگریز بہادر میں جائیگا محصول حساب فیصد اڑھائی روپیہ چوکی اول پنج بار
میں اور چوکی اول صد بہار میں بھی اڑھائی روپیہ دیا جائیگا اور اگر مال مذکور عمل خلع بار
سے باہر ہو کر جو سبجات بہار یا بنگالہ یا اوڑیسہ میں آئیگا محصول فیصد صد چوکی اول
بہار میں دیا جائیگا۔

و غرض کہ دہم مال جو صد سبجات بنگالہ بہار یا اوڑیسہ سے اخلاص ہارس میں منت
ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کا او محصول آمدنی بموجب پنج اور ششہ تہذیب و تہذیب مرقوم
سرکار نواب وزیر الممالک بہادر میں دیکر اگر کسی گنج یا بازار متعلقہ سرکار نواب وزیر الممالک بہادر بھیجا جائیگا
اوس گنج اور بازار کا اوسیر لیا جائیگا لیکن اگر خریدار مال مذکور اول دوم سے لیا ہو کہ نواب وزیر الممالک
بہادر کے ملک سے باہر لیا کرے اور ملک نواب وزیر الممالک بہادر میں نہ بیچے کی طرح محصول
گنج اور بازار کا لیا جائیگا کارپردازان اوس گنج کی پشت و شک و الکی پر تہذیب انوکرنے کے
جاری کر دینگے اور حوالہ شتری کرینگے کہ مال مذکور سرحد ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر
سے بلاموافظہ باہر لیا جائے اگر احیاناً اوس مال کو خریدار صرف کیواسطے ملک سرکار نواب
وزیر الممالک بہادر میں کئی گنج بازار میں بیچے محصول فروخت موافق معمول اوس گنج یا بازار
کو دیکھا اور بھی طبعی اوس مال کیواسطہ کہ جو ملک سرکار نواب وزیر الممالک سے سرکار کپنی
انگریز بہادر کے ملک میں جائیگا محصول آمدنی بموجب نرخ سرشتہ مندرجہ دفعات مرقوم
سرکار کپنی انگریز بہادر سے دیا جائیگا اور اگر کسی گنج یا بازار متعلقہ سرکار کپنی انگریز بہادر

و دفعہ پنجم درباب جناس نبات و اکھن و غیرہ اور تانہا سیسا اور اجناس کی کہنی نویں و
سربی و طمانی و نقرہ اور بریشم بھی اور تھانہا سی ریشمی اور تھانہا می مخلوط ریشم و سبوت
رفتنی ملک سرکار کپنی انگریز بہادر سے سمت ملک نواب وزیر الممالک بہادر محصول فیض
اڑھائی روپیہ بموجب نرخ مندرجہ دستک و انگلی سرکار کپنی انگریز بہادر نواب وزیر الممالک
بہادر کو دیا جائیگا۔

و دفعہ ششم باب دستک و انگلی نمک بین نمک رفتنی ملک سرکار کپنی انگریز بہادر
سمت ملک نواب وزیر الممالک بہادر محصول فیض پانچ روپیہ موافق نرخ دستک و انگلی
نوشہ کے ایک چوکیات مقرری مین ملک سرکار کپنی انگریز بہادر مین نواب وزیر الممالک
کو دیا جائے گا۔

و دفعہ ہفتم باب روئی مین روئی جالون یا حیدرنگر یا امرواتی یا ناگپور یا اور ملک
متعلقہ و کھن سو اگر گراہ ملک سرکار نواب وزیر الممالک سے ہو کر ملک سرکار کپنی انگریز بہادر
مین جائیگی محصول بحساب فیصدہ مقرر سی چھ روپیہ فی من کہ سیر ۵۶ روپیہ سکے کا ہو کر
نواب وزیر الممالک بہادر مین دیا جائیگا اور دستک و انگلی عدم مزاحمت کی سرحد ملک نواب
وزیر الممالک بہادر تک مقام تحصیل محصول سے دیا جائیگا اور بموجب روئی مذکور سرحد
ضلع بنارس مین پہونچنے کی محصول بحساب فیصدہ اڑھائی روپیہ موافق قیمت قوم
دینا ہوگا اور در صورتیکہ راہ عمل بنارس سے سنجائی بر وقت پہونچنے صدیہ بہار مین
محصول بحساب فیصدہ نرخ مذکور کے دیا جائیگا۔

و دفعہ ہشتم تھانہا سی سوئی ریشمی مخلوط ریشم و سبوت رفتنی ملک نواب وزیر الممالک
بہادر سے سمت ملک سرکار کپنی انگریز بہادر محصول بحساب فیصدہ اڑھائی روپیہ فوراً نرخ
مندرجہ دستک و انگلی سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کو دیا جائیگا اور جبکہ مال مذکور ضلع
بنارس سے آئیگا محصول مذکور ایک مقامات مقرری ضلع مذکور مین لیا جائیگا اور بر وقت
پہونچنے صدیہ بہار مین اہلکاران تحصیل محصول دستک و انگلی بلا محصول مشابہہ و اگر
ہر چار صدیجات گجالیہ بہار اڑھائی روپیہ دیوینے اور در صورتیکہ مال مذکور ضلع بنارس سے

سرکار کمپنی انگریز بہادر سے یعنی جو سبجات بنگالہ بہار اور تیسہ وضع بنارس سمیت سرحد
سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے جائیگا و شک پر و اسجات متضمن تفصیل و تعداد و نرخ
اجناس پر جو محصول رفتنی اپنے ملک کا لیا ہو مہر و دستخط اہلکاروں ان کے دلو اور پکو
و فتح سوہم نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہیں کہ جو اجناس کی مدنی اپنے سرحد
ملک کی سمیت سرحد ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کی ہو و جو محصول اوسکی حساب نہ مندرجہ
روانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر لیجائیگی اور نواب گورنر جنرل بہادر بھی اقرار کرتے ہیں کہ جو اجناس
آمنی سرحد ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کی سمیت حد نواب وزیر الممالک سے ہوگی و جو محصول
اوسکی حساب نہ مندرجہ دستک روانہ نواب وزیر الممالک کے لیجائیگی۔

در باب روانگی مال سودا گروں کے جو دریائے گومتی اور گھاگرہ اور راہ خشکی سے ہو۔
و فتح چہارم جو مال سودا گری ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے سمیت ملک سرکار
نواب وزیر الممالک بہادر رفتنی ہوگا محصول ایک مکانات مصلحت ذیل میں دیا جائیگا یعنی
اگر راہ دریائے گنگ سے جائیگا اوسکا محصول پھول پور میں دیا جائیگا اور اگر راہ گور
سے جائیگا اوسکا محصول گور مبارک پور میں دیا جائیگا اور اگر راہ گھاگرہ سے ہو و جو
گھاٹ دیا جائیگا اور اگر راہ خشکی سے جائے اوسکا محصول کیوری یا میدنی گنج یا چاندہ تریپٹ
میں یا متو یا مہاراج گنج میں دیا جائیگا اور اگر راہ سرکار گور کھپور سے جائے محصول دریائے
گندک پر یا کور کپور یا جمہولی یا حلقہ تاریہ میں دیا جائے اور بیوپاری یا کوئی اور شخص جسے مال
سودا گری حوالہ دے ان مکانات مرقوم الصد میں سے محصول شرح و فعات ذیل و ذیل کے
دستک روانہ مہر کپری تحصیلہ ار سے محصول لایگا اوسے و شک ہا مال مذکور بلا اس
اور ابواب کے یا کسی طرح کی فراحت حد و نواب وزیر الممالک بہادر میں کیجائیگی مال سودا گری پر
جو ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے سمیت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر خواہ راہ تری
خواہ خشکی سولیا جائیگا اوسکا محصول ایک چکیات مقررہ ہو وضع بنارس میں اور صوبہ بہار میں لیا جائیگا
اور و شک و انکی بضمون مرقوم الصد و لیجائیگی اور نواب صاحبان مغز الیہا اس شرط پر
کہ نام چوکیات نوادہات کے ایک دوسرے کو اطلاع دیں +

۳ برس تک ہی خود شریک مجلس ہوتے تھے روحی دروازہ کے دوکاندار تاج کو اپنی دکان
 بے اونکے نام نامی کے نہیں کھولتے تھے یا شاہی مین اپنے بیٹے کے پہلے خدا نام پڑھ کر
 قبر پر ملائین اس فساد لکھتے مین امام پڑھ کر کیا قلعہ حصہ مین سرکار کے ملحقہ ایک کی خونریزی
 نہ تھی بلکہ اسکے ویسے سے شہدوں نے قلعہ چھی بھون کر لیا یا یہ بات اور کسی قبر پر نہونی
 حسین آیا و امام پڑھتے مین معرکہ لڑائی کار ایمان راجہ بیان۔

نقل عہد نامہ نواب صفت لدولہ و نواب گورنر جنرل بہار

عہد نامہ جات فیما بین نواب صاحب الاجاہ چارلس ایل کارن و سس صاحب بہادر سب و فی
 کارنر مشیر خاص حضور سلطان گلستان زبدہ نو میان عظیم الشان گورنر جنرل سپہ لایان و اج
 بادشاہی کمپنی متعلقہ کشور ہندوستان مدار المہام عمدۃ التجار سرکار کمپنی انگریز بہار اور
 وزیر الممالک ہندوستان آصف جاہ نواب صفت الدولہ بھی عیلمان بہادر ہندوستان
 جب حضور نواب گورنر جنرل بہار اور نواب وزیر الممالک بہادر عرمنیان تاجران آمد
 مالک قلم و سرکار کمپنی انگریز بہار اور سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کی متضمنہ فقہان اور
 تالیف جو باعث لوٹنو محمد ال اور سرکار تہ تحصیل محمد ال مل سوہا اگر ہی کو اور یحییٰ پوتھا
 متواتر گزیرین لہذا ہا سٹے رفع خلتہا سی مذکورہ اور رفاه رعایا کو نواب گورنر جنرل نے
 سرکار کمپنی انگریز بہادر کی طرف اور نواب وزیر الممالک بہادر نے وفادات ذیل کو منقطع کیا جو
 ہمیشہ مطابق اوکو جانہیں سے عمل میں آئیگا اور لگا بے نسل قائم و مستحکم رہیگا۔
 دفعہ اول نواب صاحب الاجاہ نواب گورنر جنرل بہار اور نواب صاحب وزیر الممالک
 بہادر متضمنہ عہد کو آپ اور رعایا او متوسلان یا اور اشخاص پر ہر قوم اور ملک سے ہو
 کسی درخواست کو یا مان کر چکیگا۔

نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہیں کہ ہر وقت روٹنگی اجناس اپنے ملک سے
 سمت سرحد ملک کمپنی انگریز بہادر و شک پر و اشخاص متضمنہ تقبیل اور قیاد و نرخ اجناس پر
 سپرنتنڈول رشتی اپنے ملک کا لینا ہو وہ روٹنگی اپنے ملک کا روٹنے ولو ایمین اور نواب
 گورنر جنرل چارلس ایل کارن و سس بہادر بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہر وقت اجناس

نسبت زمان سابق فرق زمین و آسمان ہے +

خرچ حبیب خاص پچاس ہزار روپیہ ماہواری باورچہ چنانہ ۷ اسور روپیہ یومیہ کا جسمین
نظر وقت گلی دو سو روپیہ کے آتے تھے قریب دو ہزار ہاتھی جسمین سے سات سو گشتی کے
گلی ہزار گھوڑا اہطل دولتخانہ کبھی گنج چارباغ ولایتی اور جنگل کے عربی اون دنوں کیساتھ
اور اسباب کو ٹھون کا لکھنا روپیہ کا اوس زمانے میں البتہ خرچ محلات کیساتھ تھا
نواب عالیہ اور جناب عالیہ کا اخراجات اونکی جاگیر سے تھے وہ یقیناً فیض آباد تھیں +
اوقات شبانہ روز جناب عالی دو ساعت رات ہے خواب سے بیدار ہو کر پہلے قرآن پڑھتے
دور کو ع پڑھتے تھے ملا محمد اوستا دتے وہ سنتے تھے اوسکے بعد نماز صبح اور صحن میں خاک پر
بایٹھ کر سجدہ شکر اور کلمات اپنی عاجزی و غربت کے درگاہ خدا میں بہت بخشوع و خضوع
فرماتے تھے کہ اعضاء رئیسہ پر جو میراجہ پائین ناقص ہے یہ رتبہ عنایت فرمایا اگر کسی
غریب کے گھر مہیا ہوتا کونسی محنت و مشقت کر سکتا یہ سب معرفت تھی اوسکے بعد سوار چوب
پایا لگی جھال دریا ہاتھی پر ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم چڑھتے تھے عیش باغ چارباغ
ہو اخوری کا ہنمول رہا اور کوچہ و بازار شہر شغل فیل جنگی ایسے پھر کو بارہ دسی چوک میں تینگ باری
۹ بجے دربار باقی اوقات لہو و لعب میرانہ رہتا تھا آرام خاص ابھر دولتخانہ میں نواب
ہو صاحبہ سے بھی موافقت نہ رہی جیسا دستور زمانہ ہوتا ہے بنای اخبار زبانی ہر کارہ کا خبر خونہ
تھی اخیر تحریر پرچہ اور حکم تھا کہ ہم کسی حال میں ہوں خبر کو تم بلا واسطہ چلے آیا کرو اس سے وارو
اخبار کا البتہ فائدہ نہ ہوتا تھا جیسا رای رتن چندیا اور لوگوں کو اخبار سے فائدہ ہوا کیشہ
مستغنیٹ عرضی سواری میں دیتے تھے بلا واسطہ از روی انصاف اوس وقت حکم قطعی ہوتا تھا
حضہ صاحبہ ہلکار کی داؤد خواہی کی پس لاپس اور سیر اوس وقت عنصبات نازل ہوتا تھا ایسی ہی حکم قطعی
اہلکاروں کی جان قابلیت نکل جاتی تھی اور نہ کسی شفاعت سنی جاتی تھی چنانچہ ایسے
ہزاروں احکامات مشہور ہیں ۔

بعد انتقال جناب عالی کی قبر پر بھی بڑی رونق رہی ہر شب نہ مجلس کا ہونا ملا محمد سارونہ
عشرہ محرم میں بھی امام باڑہ میں بڑی طیاری رہتی تھی مگر نہ اوس قدر جو اونکے زمانے میں

نہ، صدہاویں مرض الموت استقامت سے جناب عالی نے روزِ پنجشنبہ ۳ بجے ذی قعدہ ۱۲۰۰ شریع الاولیٰ سال ۱۲۰۰ مطابق ۱۹ اگست ۱۸۸۳ء بمقامِ مہاراجہ کو اسی سال بعد از برسرِ کفن انتہائی کیا سپردات گئے اپنے امام باڑی میں دفن ہوئے کفنِ فخرِ حسن ضاخان کے گھر سے ملا کسے اسٹے کہ کوٹھے حسب دستور سب مقفل ہو گئے تھے ہر گھر سے صدیہ شین بلن بقی ایک ایک بیونانی مال دنیا کا یہ ہو کہ ایسے حاکم کو گھر سے کفن نکالا جائزہ بڑی و معمول و حاکم بنگل سے اٹھایا سب گریہ کنان ساتھ تھے اونکے رحم و سخاوت و کرم طوع کو یاد کرتے تھے ثقات کہ بلا جو علی نقل کرتے ہیں کہ اویسی شب جناب میر سید صاحب طبیب الہائی مجتہد نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنازہ بڑے بجل و روشنی سے داخل کہ بلا ہوا جب پوچھا کہ آصف الدولہ وزیر ہند صبح کو خواب سید نے حاضرین سے بیان کیا بعد میں نے کے خطوط سے احوال معلوم ہوئے مطابق پایا ناما معتبر وایا اولی الابصار اشارہ جناب امیر علیہ السلام الایا ایہا المغرور تب من غیر تاخیر فان الموت قد یاتی و لا یرت قارنہ ماوۃ تاریخ (غریب) تاریخ ملا محمد خطائی شستری (۱۸۸۳ء) وریحان جنات نعیم ایضاً تاریخ رندی

ایک ہزار آٹھ سو سمت کا پران
سے بارہ سو بارہ ہجری جانت سکل چہا
بریع الاول اٹھائیس اور جمعہ مدھیان
اسدی پر یو کو اری کی جب آصف تجو پران
صاحبان ہزینٹ میجر پیلیر صاحب جان برستو صاحب جو پہلے خصوصیت
امیر الدولہ سے لکھنؤ سے موقوف ہو گئے تھے پھر آئے تھے مد لٹن صاحب
جان برستو صاحب جان پیری صاحب جنہوں نے کوٹھی رزیدنی قدیم تعمیر کی تھی
لٹن صاحب۔

نائب نواب مختار الدولہ محمد الیم خان نواب سرفراز الدولہ تفضل حسین خان
اسامہ دولہا میں فوج آئینہ ہزار تھانگہ و پنجیب سوار تیس ہزار ہوا جب مختلف
غیر منضبط و اہل توپخانہ و شاگرد پیشہ و غیرہ ملازم سرکار و جمیع ملک بدستور و افواج نظام
ہند وستان اب وہی ملک منقسم برلٹی گورنر و غیرہ جو گورنمنٹ پاس ہے

وغیرہ سے موسوم کیا رفتھا و خاص جو بانی تھے او بیہون نے آواز سے کسنا شروع کیا
اکرام اللہ خان کو ضمن طو کرنا شکل پڑا مرزا جعفر دہلی مرزا کو بہت ناگوار گذرا کہ انھوں نے
رعایت اوستا دی ادا کی حق صلہ رحمی سے ہاتھ اوٹھایا جب یہ حال دیکھا کہ اس شخص پر
اصل متن عینیت ہو خان علامہ نے انھیں بخشیداری فرج دی مدت نیابت مجموعہ پوچھو
بہی کوئی کام نیکنائی کا نہوا بلکہ بذامی شور صاحب کا کہنا صادر آیا کہ وہ مرد بلاست
اب دو ملا اور شریک ہوئے ایک مرزا جعفر دوسرے مولوی علی کبیر دو ملا کی مثل مشہور ہو
ایک ور بر جھا اپنے نزدیک بہت دیانت و امانت سے کار گزار کی جب مر گئے
نہ لاکھ روپیہ کہاں سے پیدا ہوا تھا اور جاگیر تو حق خدمت تھی اکرام اللہ خان نے
یتن لاکھ روپیہ مشرفی میں کہا نے پیدا کیا تھا بعد انتقال ۷ لاکھ محل حسین خان کو
بیشے تین لاکھ آتھاج النساء کی بیٹی کو ملے سبحان اللہ
جبریل مین صاحب بہادر نے بعد تحقیق جاگیر حبشہ کا و حقدار خان علامہ جکا و بیٹھ
داخل جاگیر تھا ناہندی شروع کی انصاف سے ہر ایک کا حق دیا یا بیس ہزار روپیہ
ال منجلہ جاگیر مقرر کر دیا وہی خزانہ سرکار سے بجا ابلا واری ملتا ہو مگر محل حسین خان کا
۱۰ عشام امیرانہ جاری رہا اب مانہ اون کے لڑکوں کا ہے
اخراجات اہلکاران جناب عالی ۷۳ لاکھ روپیہ مالانہ خرچ نواب امیر الدولہ ۲ لاکھ
جہ گیت راوی ۱۶ لاکھ مرزا حسن ضا خان اسپرانی فضول خوجی سے تنگ تھے تھے
ر بلائی معنی کرتے تھے جناب عالی قرض ادا کر کے فرماتے تھے انشا اللہ تعالیٰ
ساتھ چلنا اور اکثر یہ بھی تنبیہ فرماتے تھے نواب امیر الدولہ سے میری غفلت
میں خود مد داخل و مخارج پر متوجہ ہونا کاسب بر سر حساب ہو جائیگے یہ بات اہلکار
اور اپنی سرشتی و ہمت عالی کی راہ سے تھے اور ہر ایک کے اہلکار کا حق
مالانہ کا تھا اور خرچہ خرچہ سرکار علامہ اس کے سوا ہی برکت کے کچھ عقل نہیں تھی
باقی بھی فضول سرکار میں تھے +

انتقال جناب عالی

اپنے ایسے خیر خواہ نہکمال کو نکال دیا اب وہ بخین میری خوشی لازم ہے بخدا اگر یہ امر سے
 خلاف ہو یا میں کہ بلا ہو علی کہ چلا جاؤنگا لاٹ صاحب امور خاکی سمجھ کر خاموش ہو یہ بخان، اما
 بھی سفارش سے باز رہے۔

ابا شخاص شخصہ نیابت کو تجویز ہونے لگے پہلے تجویز الماس علیخان ہوئی جناب عالی
 بھی مدعی ہوئے کہ خانہ زاد صاحب مقدور بہادر بھی ہے اتفاقاً لاٹ صاحب نے تحریر لاٹ
 کائن وال کو لکھا کہ الماس علیخان بڑا خاں ہے متدین نہیں رہتا کبھی اسکے واسطے تجویز
 نیابت نہ دیا جائے جناب عالی کو یہ تحریر بھیجی جب کوئی اس عہدہ جلیلہ پر نہ پڑھا
 جناب عالی نے لاٹ صاحب سے فرمایا سوا کوئی تفضل حسین خان دوسرا میری خیال میں نہیں آتا
 لاٹ صاحب نے جواب دیا وہ مرزا ہو اپنے مطالب حکمت کتاب سلطنت اقلیم سے بہتر سمجھتا ہے
 فرمایا آپ لاٹ کو میرے پاس بھیج دیجیے مرزا صاحب خبر نامظوری الماس علیخان شکر خوش تھے
 کہ اب میرے سوا کوئی اور نہ ہو گا خان علامہ کو طلب کیا ہو لاٹ صاحب میری سفارش کر چکا ہیں
 غالب ہو میری طلب ہو اپنے گھر میں مستعد ہو بیٹھے رزقاوی خاص بھی شادان و فرحان حاضر
 صحبت ہو و اہل شہر کو یہ منظر ہو کہ اس خان علامہ جناب عالی کے پاس گئے ہیں غالب ہے کہ
 مرزا کے لینے کو آئیں کہ وہ بازار و بام پر آکر بیٹھے خان علامہ حاضر ہوئے جناب عالی نے
 کمال شفقت سے ہاتھ انکی گردن میں ڈال کے فرمایا اب میری حرمت تمہارے ہاتھ ہے
 اگر ہمارا پاس نہک جو انکار کرنا فرمایا خاعت لاؤ سرفراز ہوئے خان علامہ ہاتھی پر سوار
 وہ لتخانہ سے باہر آیا ہوئے مرزا جو منتظر اس مژدہ عینبی کے مستعد بیٹھے ہوئے تھے
 مستغرق حیرت ہوئے اہل شہر جو منتظر اس تماشے کے جا بجا بیٹھے ہوئے تھے آپس میں
 طعنہ زن ہوئے کہ وہ خوب و کمال مرزا کی کر کے اپنا کام کیا ہر ایک اپنے انانگوں عظمت
 سے گویا بواہکی زبان کو کون روکے اور اصل حقیقت حال سے ناواقف ہر طرف سے
 لعن تشنیع کا مینہ برپا تھا بیٹھے بھاگتے اپنے گھر پہنچے اگر ام اللہ خان انکے
 پیچھے کے بیٹے مرزا کے پاس آکر غرضابی کرنے لگے کہ ہاں صاحب کیسے ملتے تھے
 جناب عالی نے سب سرفراز کیا حکم حاکم سمجھ کر اسے قبول کیا مرزا نے غصے میں اگر کام نہ

اب میری عزت آپ کے اختیار ہے مرزا صاحب مومن کامل تھے رحمہ ولی پر کام نہ کیا
انجام کار خیانت سرکار کو نہیں تھے کہ ایسے خاں سرکار کے ساتھ میں کبھی نہیں جاؤنگا
ضیج کے سامنے ہاتھ اوٹھایا کہ اگر منیب میں رہو گناہم بہستور میرے نائب رہو گے
خاطر جمع رکھو تھا بے سوا و سکہ کی نیابت قبول نہ کرو گا چنانچہ مرزا نے حیدری صاحب
ریڈنٹ کو سمجھایا کہ آپ سمجھا کر خباثت علی سے خلعت دیوانی ملکیت ای کو اور خورشید گہری
مخدوم الدین احمد خان عرف مرزا جعفر کو دلو ایسے اتفاقاً دفعہ چھٹی سر جان شہر صاحب نے مرزا
ریڈنٹ کو نام لکھی کہ تم بنارس جاؤ لکھنؤ صاحب بنارس سے تمہاری جگہ مامور ہو چکے یہ دونوں
ناکام رہے اور سکے بعد ملاقات مطابق ۱۸۹۷ء میں خود نواب گورنر جنرل رونوٹ افروز کو
ہو جو بعد ملاقات مقدمہ نیابت پیش ہوا۔

ایک دن جناب عالی خود مرزا کے سمجھانے کو تشریف لائے اور کمال عظمت سے تشریف لایا
بھائی مرزا ہماری ایکبات کو ان کو بھاؤ لال کو اپنا نائب کرو یہ تمہاری اطاعت سے بھی
باہر ہوگا ورنہ تمہیں اختیار ہے اوس وقت موقوف کردینا میں ضامن ہوا ہوں مرزا کو
معلوم نہیں کیا خیالی تمام باقبالی سے سا گیا تھا عرض کی غلام ملکیت ہی اسے قسم کھا چکا ہو
بس نام ملکیت اس وقت ہی بنظر غضب فرمایا پراسے گھر اپنی حکومت یہ فرما کر یہ وار ہو گئے
منیب و نائب دونوں محفل ہوئے۔

اب مختصر احوال خان غلام رفیع فضل حسین خان کا یہ ہے کہ جب نواب امیر الدولہ کلکتہ
گئے تھے یہ جنرل پامٹھا کے نوکر تھے اون دونوں مولوی و منشی کی اس زمانے کی
ہستیت زیادہ قدر و منزلت تھی انھیں سب سے فہیدہ کار گزار سمجھا کر اپنے ساتھ لے گئے
جناب عالی سے عفو جرم ماضیہ انا وہ کر کے بہادری و کالت کلکتہ روانہ کیا تھا کسواسے کہ یہ او
و اتالیق نواب حسین الدولہ بہادر کو تھو اسی جہت سے نواب گورنر جنرل کے ساتھ آئے تھے
مرزا جعفر نسبتی بھائی مرزا کے تھے اور خان علامہ کے شاگرد رشید اس سبب سے فی الحقیقت نیکر
نیابت مرزا ہوئے تھے جب خان علامہ نے گورنر جنرل کی طرف سے مرزا کی نیابت کیوں سٹے
عرض کیا فرمایا لاٹ صاحب سے کو پہلے آپ کسی منیب کو تجویز کیجیے میں نے اون کے کہنے سے

بہی نہایت فرما کر لے دیا اور انکی میت کو جو فی الفضل حسین خان علامہ

بعد نیابت نواب مختار الدولہ و محمد علی خان اور پیشدہشی نواب امیر الدولہ حیدر علی خان
سراجم کار و بار سرکارنا اہلون کے اختیار میں ہوا باعث خرابی سرکار ہوا اور مدخل مغایر
جزیات صاحبان عالیشان کھل گیا ابتدا کی یہ ہوئی کہ امیر کے تقرب خاص ہونے سے
ملازم اپنی حد سے گذر جاتا ہے یہی باعث اسکی خرابی کا ہوتا ہے اس سلطنت خاص میں
ابتداء سے یہ ہیں سب دیکھتے آئے ہیں تا آخر سلطنت بس ہمارا جہاؤ لال کو بھی تقریب خاص
جناب عالی سے ایسا غور ہو گیا تھا کہ مرزا جن صاحبان کے سلام کرنے میں بھی کرارہت کے کڑے
یعنی تنگ سمجھتے تھے اور ہمارا جہانگیریت اس سے بھی عداوت قلبی اس آہ سے کہ بدخواہ سرکار
ہے اور ظالم ہو اپنے مرزا سے موافقت بہت تھی بعد چند روز کے ایسی صورت ہوئی کہ وہ ہوا
مبدل عداوت ہو گئی اسکا قصہ یہ بھی چند روز ہے خلاصہ یکدن نگیت راے نے فرد
حساب کچھ لاکھ پوڑی جناب عالی کہ باتیات اقساط قرضہ سرکار کمپنی مع سود مہاجان
گذرانی جناب عالی زبان نواب امیر الدولہ میں کہ اس دروسری و دماغ سوزی حساب
آشنا تھے مبلغ خلیفہ کے ملاحظہ سے برہم ہو کے ہمارا جہاؤ لال سے فرمایا تم اسے سمجھ لو
اوبھون نے نائل کیا کہ یہ امر متعلق دیوان سے ہے مجھے دخل نہینا چاہیے اس پر بہت خفا
ہو کے فرمایا تمہیں ہمارے تنگ کا پاس نہیں اسوقت ہمارا جہان نے وہ فرد حساب
راہی بالک ام اور راجہ بچھراج کو دی اوبھون نے مہاجنوں سے حساب کیا بعد تنقیح
کیا رہ لاکھ نکالے جب اسکا ملاحظہ ہوا راجہ نگیت اسکی خیانت اور مرزا کی غفلت اور
ہمارا جہاؤ لال کی امانت و دانت خیر خواہی ثابت ہوئی اور اپنی خود غفلت پر بہت
فرمایا کہ اسلکھون کے غبن سے ہم خود اہلکاروں کے اعتماد پر غافل ہے اور ہمارا جہان کی
نیابت منسلو خاطر مدنی راجہ نگیت راے نے جب یہ حال کچھ کہ میری ابرو ریزی ہو جائی
مرزا جن صاحبان کے پاس اپنے عفو و برائے کی واسطے چلے آئے اتفاقاً مرزا اسوقت بعد
نماز کے امام ہائے میں روبرو فرمایا راجہ نگیت پڑھ رہے تھے انہوں نے سر کر عری عرض کی

ابتداء سے وہ دل عہد نامہ سرکار میں منصفانہ ہو چکا ہے جناب عالی نے اس کی تصدیق فرما کر
 عرض کی جھان لال و راجا بالکرام نے چاہا کہ سراسر خیر خواہی سرکار جناب عالی کریں اور
 شاہد مال میں امدا حنفور ایسے شخص کو ہمارے سپرد کریں کہ وہ ہمارے ملک میں جا کر
 ہم باعزت رکھ سکے آئندہ اور ورنہ واسطے موجب عبرت ہو گا جناب عالی نے قبول ہو کر اسے
 قبول فرمایا اور بٹا ہر کوئی چارہ علیہ ہر باقی فرما دیا جسے فرما کر سراسر سزا ہو چکا۔

خلاصہ ہمارا جھان لال حکم سرکار میں باعزت مع مال اسباب نقد و بنس اور غریز و اقارب
 متوسل ملازمین لکھنؤ سے روانہ ہوئے اور حکم گورنمنٹ قیوم علیہ آباد ہوئے لیکن جب تک
 جیتے ہیں حکام عالی شان بڑی عزت سے پیش آتے رہتے جاتے تھے کہ بڑا خیر خواہ اور
 ہر میں بڑا عالم رہا تھا ہر محلے میں ایک ہنگامہ برپا تھا خصوصاً جس محلے میں ملازمین ساتھ
 چاہتے تھے اور سب کو مقام تشریف بھی تھا کہ موجب بیانی سرکار ہوا اور سراسر خیر خواہ کا
 بدنامی سے جانا تیرے جسکے عزیز و اقارب سے مفارقت ہوتی تھی انکا انتقال نہ ہوا
 دولت خلد مکان میں ہوا۔

جناب عالی نے ہمارا جھان لال کے جلسہ سے بمقتضا غیرت مبنی اختیار مہجوری
 و غصہ کھایا کہ عوارض روحانی میں مبتلا ہوئے اور خود اسباب رخصت مہلک کے
 کہ جس میں ابلیس و حاذق مجبور ہو جائیں مستحق ہوئے چنانچہ ایک دن حکیم شفا فی خان
 وہ کو نسا عارضہ خاص ہو جس میں حکیم لاعلاج ہو جای عرض کی کھانا کھانے کے بعد
 لی مدد و موت کرنا جناب عالی نے ہر روز بعد خاصہ باعام کے نماز اور پاک اختیار کیا
 ہاتھ اوٹھایا یہی وجہ تھی اس پر نہایا کرتے تھے اوس پروری کے باقی کی
 تھی اور محبت خاص میں اکثر فرماتے تھے مجھے مینا خود منظور نہیں جس سے
 گئے حکیم شفا فی خان تاسف کرتے تھے کہ جناب عالی نہیں
 سیکے +

ظفر الدولہ کو کھڑی سے بھی چاندنی کی گھٹری شیعہ تھی

امریکیت غریب جو سرسراہٹ حسانت ازہرہ کا پورا وہ یہ ہے کہ ارضی قدریں غریب ترین
میں ہمیشہ سے قحط آب رہتا تھا زائرین کو وقت روزاری بڑی تکلیف دہتی تھی ایک کو
مشک آب پہنچتی تھی ایک نہر افروغ و ریاحی فزات سے جس کے ۲۰ کوس دور تھے ہیں کھدی جاتا
چشمہ فیض کی تک جاری ہے کئی برس تک بند ہو گئی تھی کسی حاکم کو یہاں کے خیال آیا
اکثر وہاں کے مجتہدین نے لکھایا مجتہد جو افروز دنیا کیوں ہو گیا اس کے واسطے بھی سرکار
عرض حال کیا مگر کچھ موثر نہوا اس خیال سے بھی کہ خود کھا جائے اس مرنے کے محک
نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن ضاخان ہوئے کہ معرفت عمدۃ التجار حاجی محمد بطرائی مشہور
حاجی کر بلائی تاجزانی کلکتہ لاکھ روپیہ اور تحائف واسطے یاشار بغداد کے گھر لے گئے
بہت سے معجزات ثنات نے بیان کی ہیں اب قدرت خدا سے بسبب شورش و ریاحی فزات
نہر از خود جاری مثل ویا کے ہو گئی ہے زائرین مسجد کو فہ سے کشتی پر سوار ہو کر نہایت شرف سے
ارضی قدس کر بلا و پل سفیر تک بلطینان چلے جاتے ہیں اسکا لطف زائرین کو ہوتا ہے
کہ نصف شب تک جب تک درمقدسہ و خمدامور ہو سکتی تھیں مبارک ہیں پکارنے میں آیا
ماما المندیدہ مارا المندیدہ یہ تقار خانہ آصفی تا قیام روضہ جاری رہے گا +

دوسرا امر حسانت دینی یہ ہے کہ لکھنؤ میں مومنین برائی نام شیعہ تھے اور اپنی عدم واقفیت سے
اعمال عوام خلاف بھی کرتے تھے اس قدر ضروریات مذہب سے آگاہ نہ تھے اور بعض
از راہ علم و فن کچھ طریقہ ہدایت پند و عطا و جاعت نماز علی روس لاشعہ بنا کر سکتے تھے
ہر چند اپنے ایمان میں کامل تھے یہ ترقی شریعت محمدی کی فقط مرزا حسن ضاخان کی
جست سے ہوئی اتفاقاً اسی زمانے میں فرزا جو ان بخت شاہزادے بھی وہاں بنیالی
تھے کسواسطے کہ وہ سنی تھے پہلے ناز جمعہ جماعت میں جناب عالی بھی شریک ہو و جناب
غفران ماب سید ولد ار علی زیارت عبات عالیات اور تفصیل کتب فقہ امامیہ و اجازت
جہاد و جناب میر سید علی صاحب بلطینانی لیکر آئے تھے صاحبین مقدسین جو اوس
زمانہ میں صاحب امتیاز مشہور تھے انکی صلاح و مشورے سے جناب غفران ماب کا

مجتهد العصر قبله و کعبه مولوی سید دلداری علی



سید دلداری علی

Syed Dildar Ali
High Priest

کتاب تواریخ انگریزی میں ہے اور اکثر صاحبان عالیشان سے بھی متواتر مناجات
پھر جناب عالی نے اعانت و امداد الیہ ان سرکار کپتانی انگریز بہادر کی لڑائی میں
غیر دین کی فوج بھیجی جسکے افسر جنرل رٹن عبدالرحمن خان قندھاری سالہ اردو غیر ملکی
یہ سب بھی زیادہ تر موجب ثوق اتحاد و دوستی دولتین عالیہ بن ہوا۔

تقریر امام بارہ و شادی مرزا وزیر علیخان شہر خجستہ

نامی تعمیر عمارت دولٹخانہ مولوی مریض جناب عالی بوضع ہندوستانی ہوئی اور اس
زمانے میں وراج بھی کوٹھی انگریزی کا نہ تھا یہ ترقی کوٹھی انگریزی جنت آرا گھاؤ کو مدد و
مین ہوتی ورنہ پہلے کوٹھی شرک کے نام سے بھی واقف نہ تھا لیکن فقط امام بارہ یا گارنا
دست دس برس میں کفایت اللہ عمارت شاہجہان آباد کی تجویز سے بنا۔ مکان باہولی غیر
جو بطریق تعمیر ہندوستان بنا جس میں سچا لکھ روپیہ صرف ہوا اس عمارت عالیشان
صاحبان عالیشان بھی مشتاق ہوئے ہیں خصوصاً مہمندین مگر انہوں نے یہ کہہ کر
عالیشان کو مقام اچھا نہ پایا کہ مکان کی جگہ تعمیر پانا کوٹھی سے
پل دریا کو گومتی جسکی کوٹھیاں دریا میں رہا نہ لایا جوئے گلوانی تھیں مگر بی ہول پار دیا
چہ نہ بندھوانی تھی مقدم و بون کنار چہ کا باندھنا چاہیے تھا مکان باہولی میں کشت
شاہ بارہ دلی ہارس کے نوکوش ہوتے تھے اب امام بارہ قلعہ حصن حصین مکان باہولی کا
کہ وہام سگیزین سرکار ہوا یہ بھی ایک صورت انقلاب ہو ۹۹ء مطابق ۱۲۷۵ء میں تعمیر ہوئے

۱۲۷۵ء مطابق ۱۲۹۵ء شادی مرزا وزیر علیخان کی ہوئی جس میں قہر لکھ روپیہ
صرف ہوا بقت صاحبان عالیشان اور امرامی عالی قدر و بڑے ملک کے شریک ہوئے تھے
صہبت بجلت عیش مانع و چارباغ ہوئی اس فناء میں اس حکمت کی کیسی شادی نہ ہوئی
اور نہ اس قدر روپیہ صرف ہوا اب سکا احوال مثل کہانی نیالی کے ہو لوگ کہتے ہیں کہ
شاہجہان آباد میں بھی دو شادیاں ہو گارنا نہ ہوئیں ایک انواب شجاع الدہلویہ بباد
دوسری جوکل کشور کی مرزا وزیر علیخان کی شادی کا شہمہ یہ کہ پانچو گھڑا فقط جائیداد
حضرت خاں جنرل نے فرج بخش میں نہر کے دونوں طرف تعمیر فاکتہ قصر پاک بنوایا تھا

جواب صاف دینا چاہیے خلاصہ دوسرے دن شاہزادہ بہادر نے فرمایا کہ مجھے نواب بھائی سے
 بھگیا کو دلو اور نواب گورنر جنرل کو اب بھالائی رخصت ہو کر جناب عالی سے ارشاد کیا ہمیں
 وہ کیا چیز ہو چکی ہو جسے کھلوایا ہو غالب ہو کہ آپ بھی اپنا شاہزادہ بھگیا دینے فرمائیں گے جناب عالی نے
 بتھنہ تہذیب چپے پھر فرمایا وہ ایک کبھی بازاری ہو چیر حضور عاشق ہو تو میں میں نے نہایت
 اسے منع کیا تھا اب وہ خون نے آپ سے سفارش چاہی ہو بہت اچھا بس سنتے ہی نواب گورنر جنرل
 نے جواب دے کر بھگیا لیا اور ولیم کی لیاقت پر بہت افسوس کیا رخصت ہو۔
 جناب عالی نے فرمایا اس طرح نواب گورنر جنرل بسواری میاں بھگیا کو شاہزادہ کی محل میں بھیجا شاہزادہ
 فراموشی خطاب اب جہان آبادی دیا اسی کو مرزا عالی قدر شاہزادہ پیدا ہو یہ اپنی ماں کی جہت سے
 ہو سو اسکی صبح جناب عالی نے جا کر ازراہ آداب شہنشاہی پر بھگیا کی بعد چند روز کو اسی امر خیل پر قناعت کر کے
 قیام پارس اختیار کیا غم باخیر ممالک شرقیہ فتح کیا اپنی عیش عشرت میں ہو گا وہ ہزار و پیدہ ہوا رہی پیش
 سر جناب عالی سے مقرر ہوا معرفت صاحب ڈپٹی کمشنر ہو چنانچہ بروقت تقسیم ممالک محروسہ پیش ہی محراب ہو
 بعد کئی برس کے مرزا سلیمان شکوہ سگو بھائی محمد اکبر شاہ کو ولی سوز و فراق فرور لکھنؤ ہو لیکن جناب عالی
 بسبب جویات سابقہ بڑی تو بڑی جو جو بوجھ و بوجھان اللہ ہو گیا بہت مکرر خاطر ہو رہے تھے اجازت اخلاہ شہر کی
 ندی اس جہت سے شاہزادہ کو ناکہ شہر نکلیے ہو علی شاہ کو قریب ایک باغین کئی مہینے تک ہا کیے بعد اسکے
 لارڈ کارنل ال بہادر تشریف لاؤ انکی سفارش سے چھ ہزار ماہواری مقرر ہوئی داخل شہر ہو کر بنگلہ
 مرزا خیل میں جو قریب کھٹی رزیدنسی تھا کنارہ دیا قیام کیا پھر شہر کی کھٹی جنرل بارڈن کی مول لی
 لیکن اس میں نسل پرانیت عم کمال عشرت و سرگرمی بسبب کثرت ازواج و اولاد و اخراجات شاہانہ اپنی
 کھٹی ہوئی کہ دارن ہینسٹنگ گورنر جنرل بہادر از بسکہ صاحب ادہ اولیاء الغرم تھو مکین خاطر یہ بھی
 تھا کہ اگر کوئی شاہزادہ بلکہ بادشاہ ہندوستان صاحب لیاقت ہاتھ آجایا جو مستحق سلطنت ہو
 و لایت امر کیا ہم اسو سلطنت پر چٹھا کر وہی صورت کریں اور ہم مطیع و فرمانبردار ہو کر ہوا
 مضبوطی نظام سلطنت کریں و حکومت لندہ سے علیحدہ ہو جائیں جب یہ کیفیت ماہیت
 ہزار و فکی دیکھی اپنے خیال و تصور میں بہت تاسف کرتے تھے چنانچہ جتنا روپیہ شاہزادہ
 تھے سب عدالت شاہی کی رو بجاری اور وکلاء میں خرچ ہوا اسکا احوال قضیہ اکثر

سب تکلف سر انجام کر دیا شاہزادہ دن رات عیش و عشرت نواح رنگ میں مصروف تھوکتے
 جناب عالی ہر روز تھکاتے تھے ہر قسم کے تباہی و بربادی کرتے تھے لیکن افسوس ہے کہ اس
 مومانی میں بہت لمبی باتیں شاہزادہ کی زبان پر نکلتی تھیں جو میں جبکی تحریر میں ننگ کتاب نام
 ہو گئے صاحبانِ محکم اسے سمجھیں گے کہ جب یہ صورتِ سلاطینِ عالیہ کی ہو تو پھر کون سا
 ایسا ہو سکتا ہے جس کا نام شاہزادہ ہو تو اس کا شکل جو خلاصہ ہر شب طائفے اربابِ شادمان
 حاضر ہوا کرتے تھے اتفاقاً وہاں نگر خزان میں ایک کبھی مسافر بھگلیہ بھی حاضر ہوئی اور اس
 زمانہ میں نواح میں بد مشعل تھی بلوغ طبع اقدس ہوئی اور مستغنیہ خدمت بھی ہر روز ایک کافہ
 عشق پڑھنے لگا جناب عالی کو اس کا پرچہ گدازا وہ اسکی ممانعت ہوئی ایک تو یہ کہ وہ اسکا پرچہ
 خود جناب عالی کو بھی پسند تھا دوسرے ہمیشہ کا موزن خاطر یہ رہتا تھا کہ کوئی کسی کیسے گھر میں
 نہ پڑنے پائے مبادا اگر یہ بھی داخل محل ہوئی تو میرا لطف جاتا رہیگا چنانچہ یہ صورت سے
 مسافر سالار کو کسی خواجہ غلام محمد خان عرف بڑے مرزا کو گھر میں پڑی اور صاحب لادھی
 ہو چکی جب جناب عالی کو یہ معلوم ہوا کہ حکم ہوا کہ انکے گھر سے نکال لاؤ بڑے مرزا سپاہی
 باغیرت تھے مقدمہ مرگ ہوئے مرزا حسن رضا خان کی شفاعت سے بچے کہ وہ صاحب لادھی
 ہو چکی ہے یہ شخص مارا جائیگا حضور کو بڑی بنامی ہوگی غرض اس ممانعت سے شعلہ عشق بڑا
 شاہزادے کا مشتعل ہوا رات کو ڈوولی میں سواری ہو کر جانے لگا وہاں دنوں چک کر اربابِ شادمان
 دولت گنج قریب دو لکھ تھانہ تھا جب اسکا پرچہ لگا حکم ہوا کہ ہر کارے دیوہ درہا تمام کیا کریں
 مبادا کہ یہ صورت سے کچھ خلاصہ واقع ہو جب شاہزادے نے یہ حال دیکھا اب طاقت
 صبر بھی طاق ہوئی و غارتی محبوب بہت شاق ہوئی عشق بہت بڑا ہوا اور زور سے
 چاہا کہ اسکے سوا کوئی نہ دیکھا کہ اب نہ اب گورنر جنرل سے کہا چاہیے آخر ایک دن سنٹر ہو کر
 فرمایا کہ مجھے تم سے کچھ کہنا ہو خلافت نواب گورنر جنرل نور علی کی کہ کل حضور اشرار و بے وقار
 نواب مختار الیلا سو بہت دور رہا مجھے صاحبان کو نسل سے شہرہ کیا بتائیے نام
 تجویز ہوا کہ اگر شاہزادہ عالم ازادہ اولوالعزمی کسی ملک کے لینے کی گمان ہے تو وہ کوئی
 ہزار روپے کرنا چاہیو اور اگر طلب ہے تو ہر قدر دینا چاہیو اور اگر اچھا اگر قمار بھی چاہیو

رزیدنٹ لکھنؤ تھے غرض جناب عالی مع لشکر اور کنبہ انگریزی ملازم سرکار فرخ آباد سے روانہ رام پور ہوئے۔ ۱۲۹۴ء فوج ریہڑ کی بھونی جناب عالی نے احمد علی خان نواب محی علی خان کے بیٹے کو محل سے بلوا کر مسند نشین ریاست فرمایا اگرچہ بہت جتن کئے تھے پہلے بیہیمان فوج سے باہر نہیں بھیجتی تھیں مگر جناب عالی کے حکم سے بھیجا بعد کے مراجعت فرمائی اس معرکہ کے احوال مفصل کی کچھ ضرورت نہ تھی مشہور و معروف ہوں گے کہ اوس وقت کے جیتے ہیں مقابلہ کس فوج کا کس فوج سے ہوا احمد علی خان جب تک جیتے رہے اس احسان کے مرمون منت ہے اُن کے عراضِ جنت آرا مگاہ کے وقت تک آئے تھے فوج جناب عالی فقط نصف آرا رہے ترکسواروں کی غلطی سے یہ نوبت اول پہونچی تھی وہ کے پٹالین پشت ٹیلہ تھی اوسنے آکر کام تمام کر دیا تھا کرنل بریٹن صاحب جو اس معرکہ میں لائے گئے اُن کی بی بی کو بقریب تعزیت چار ہزار روپیہ خزانہ جناب عالی سے ملا تھا۔

مرزا جوان بخت شاہزادہ کا لکھنؤ میں آنا بنا جس طرح ہوا

مرزا جواد شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر رفقا و خاص سے شاہجہان آباد کے سمت ملاک شرقیہ تشریف فرما ہوئے باین خیال کہ اُن کا باپ شاہ عالم بھی اپنے باپ کے جیسے خیات ترقی حشمت و جاہ سمجھکر اور ارکانِ دولت کے فوج سے جنھوں نے نمک حرامی و بیوفانی پر کمر باندھی تھی کئی برس اُن محلِ عظیم آباد میں رہ کر الہ آباد میں آکر رہے تھے خلاصہ جب شاہزادے لکھنؤ کے ناکہ پر پہونچے اتفاقاً وارن ہسٹنگ بہادر بھی همان جناب عالی تھے دونوں سردار جلیل الشان بڑے بجل سے استقبال کو گئے شہر کے چوک کو بہت تکلف سے آراستہ کیا تھا جب صفہ شاہزادہ پہونچے دونوں سرداروں نے نذیرین گداز میں جب ہاتھی سوار ہوئے جناب عالی حسب دستور وزیر اعظم خواجہ صاحب مین بیٹھے مورچہ چلے گئے مین لیا کہ یہ قدیم اُن کے آبا جی کرام کا تھا نواب گورنر جنرل گھوڑے پر سوار کر کے چھینے جلو سوار میں ہوئے شاہزادہ اول کو بھی جنرل مارٹن مین داخل ہوئے جس میں اسلیمان شاہزادہ بھی پہلے آکر رہے تھے جناب عالی نے تین لاکھ کا نقد و جنس پیشکش مذکور کیا مگر جناب عالی اور نواب گورنر جنرل دربار شاہی سمجھ کر حاضر ہوئے تھے اور جتنا سامان اور لوازمہ ممانداری تھا

عظیم ضروری کی پیشکش ہو جب کلکتہ پہنچے سرکار صاحب کی خدمت سے نواب گورنر جنرل کی ملاقات میں تعویق ہوئی کچھ کل ہوئی یہی آخر نواب کو تنگ ہو کر غم باجئے لندن کا گیا اور حاجی کر بلائی محمد خان کو حکم کرایہ جہاز دیا جب نواب گورنر جنرل سے تفصیل یہ خبر سنی خود مہمان مجھکر سبقت ملاقات کی نواب نے عذر علالت مزاج کیا کہ سبب ہرج منہر غلیل ہو گیا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ بعد صحت حاضر حضور ہو گا لیکن لا رُو صاحب نے اپنی خوبی اخلاق سے نہانا پہلے آپ عبادت کی راہ سے تشریف لائے وہ خواصوں نے نواب کی بغاوت میں ہاتھ نہ دیا پاننگ سے واسطے تعلیم کے اور ٹھایا لا رُو صاحب نے باصرہ تمام منع فرمایا کہ وہیں کو مسافر ہے بعد اسکے کیفیت مزاج پوچھی حکمت شوقیہ فرما کے مراجعت فرمائی بعد کئی دن کے نواب بڑے بھل سواری سے دربار گئے مذہبی بعد ہتھیار احوال با عث تکرار ملال خاطر خیالی پوچھا عرض کیا تکرار مزاج کئی سبب سے رہتا ہے ایک تو قلت مداخل کثرت مخارج مصلحتی لایندی قیسے نقصان ؟ اتنی جیسا سالانہ قطع چین لاکھ تتر ہزار ہوتا ہو ملک بنارس وغیرہ میں اصل ۲۸ لاکھ پڑیہ دو تانہ سرکار سپنی کو دیا جوتھے لکھا صرف صیافت و سامان روپیہ و تماشا می ہوئی بسنت وغیرہ محض سبب خاطر صاحبان عالیشان نووارد ہوتا ہے سبب تجارتی اسباب تجارت وغیرہ ولایت سے لاتے ہیں اور یہ محصول نہیں چھپتے تاجران ولایت جو رطبے بایں لاتے ہیں عرض کرتے ہیں ہم بڑی دوسرے یہ اسباب تھوڑے ولایت فقط حضور کی واسطے لاتے ہیں ہندوستان میں سوامی حضور کے کون قدر دان ہے جو ایسی اشیاء تھوڑے و کمیا ب کو مولیٰ نے جناب عالی اپنی بلند نامی کی واسطے بلا حظ فرما کے سبب مال تر و خشک لے لیا اور جب قدر وہ قیمت لکھ بیچتے ہیں اور سکی ولائی ہم پر ہوتی ہے ہم حکم حاکم سمجھ کے سبب لاتی ہیں اور اس قدر سے کا سود زمین دینا پڑتا ہو

نواب گورنر جنرل بہادر اس گفتگو سے متقول ہوئے اور ازراہ علو بیتی و آئے چہ آئے سے سو قوت فرمائے استر واد ملک بنارس وغیرہ بھی منظور کیا اور حکم دیا کوئی تاجبہ بے صاحب زید نشنایا کوئی نمازہ ولایت حاضر حضور دنیا عالی نہوا کرے اور تجارتی سبب سے حکم محصول دیا یعنی فیصدہ رلیا جائے اور رشک لڑائی بلکہ جو بعد وصول

اور سکی صورت یہ ہوئی کہ جب نواب امیر الدولہ کو جان پر و صاحب بیعت سے بسبب
 عدم رسمی اقساط کو رشتہ اور چند و چند مقدمات کی جہت سے کمال بے لطفی حاصل ہوئی
 اور صاحب بیعت نے اسے ہر امر میں سخت گیری اور مداخلت کرنے لگے سمجھے کہ چاکر وقت میں
 اسے عہدہ برائی نہ دے گی بلکہ کیا عجب ہے کسی حیل سے میں اس عہدے سے موقوف ہو جاؤں
 اب کچھ نہ کر کیا چاہیے چنانچہ جنرل مارٹن صاحب اپنی سرکار کے پیش پاتے تھے مگر اسباب تجارت
 ولایت وغیرہ لکھاروپہ کا جناب عالی کے ہاتھ بیجا کرتے تھے اوسن یہ پہ کی ولایتی نواب امیر الدولہ
 پر ہوئی تھی اس جہت سے اس نے کمال خصومت و موافقت ہو گئی تھی جنرل صاحب کو روک دیا
 صاحبان کو نسل اور صاحبان خاص نواب کو رزخبرل بہادر سے بہت تھے نواب نے ان کی
 معرفت ایک عرضی بانخدا درباب غزل صاحب بیعت نواب مختتم الیہ کی بھیجی نواب مختتم الیہ نے
 موجباً رضی جناب عالی اور برنڈائی مدار النہام سمجھ کر صاحب کو موقوف کر کے بلوا بھیجا اور اپنا
 سکرٹرا غلط کیا اتفاقاً چٹھی غزل رات کو پہونچی امیر الدولہ نے جناب عالی کو گدزانی اور سوقت
 مینہ شدت اسے برس ہا تھا حکم ہوا کہ صاحب ہمارے شہر سے ابھی چلے جائیں نواب نے عرض
 کیا کل جائینگے نہانا آخر صاحب زینت علی سے سوار ہو جنرل مارٹن صاحب کی کو بھیجی میں ات کو رہا
 صبح کو روانہ کلاکتہ ہوئے جب بان عہدہ جلیلہ سکرٹری پر مضموب ہو بسبب خصومت امیر الدولہ
 ہر امر میں سرکار کے تعویق اور نواب باصواب میں تاخیر ہونے لگا اور جناب عالی کو اکثر دفعہ
 ملال خاطر ہوئی کہ واسطے کہ جب ان کے سالانہ روپیہ کے نیچے میں اہلکاروں سے کچھ حاصل ہو جائے
 دفعہ آتش غضب بجھ کر جاتی تھی مانتہ بھی ان کے حکم مطلق سے اپنی خوف آبرو سے ڈجالتی تھی
 کہ واسطے کہ خرچ ذاتی جناب عالی کا ساٹھ لاکھ روپہ سالانہ سے کم نہ تھا اور چھپن لاکھ ستر ہزار
 بابت اقساط سرکار کمپنی نے لے جاتے تھے اور تنخواہ اور قبا و امر و خرچ اور اخراجات ہر اہلکار کا
 علی قدر مرتب حساب سے باہر یہ سب حساب و زانی امیر الدولہ کے ہوتے۔
 خلاصہ اوس زمانے میں نواب کو رزخبرل مارکوئیس آٹ کارنٹن ال منصب کو رزری منصوب
 تھے نواب امیر الدولہ لکھنؤ مطابق ان کے چری رزخبرل اور دھوم دھام سے روانہ کلاکتہ ہوئے
 ۱۸ لاکھ سرکار سے خرچ سفر عنایت ہوا اور کروڑ روپیہ تک صرف کی اجازت تھی اگر مصلحت

اس جہت سے بوجہ فی کس تین سٹور و پیہ ماہواری نوکر ہوئے لیکن اپنی حسن سائی اور
 سفارش وجہ سے اکثر عداوت بھی لیکر اسکا انتظام بخوبی بامانت کرتے تھے چنانچہ کچھ عداوت
 اکبر پور دوست پور خانم گدھ بھی گورکھ پور وغیرہ میں نامور رہے بلکہ جناب کمر میں یہ عامل
 گورکھ پور تھے جب ان سے کار کمر کار بخوبی سر انجام ہونے لگا اسلئے وہ مطابق ۶۳ عہد سرکار
 دو نوٹ بھائیوں کی یہ خطا بخانی ملا اسکی سند آج تک ونکی اولاد کے پاس ہے بعد اسکے جب
 عرش نزل نے انکے چوٹی بہن کی خواستگاری کی انھوں نے بے اعتنائی ہندوستان کی انکے
 اس جہت سے اپنے عتاب ہوا بٹا چلیہ باقیات ملک ٹھکر کر بہت سختی سے قید کیا جیسا سٹور مال
 ہندوستانی ہوا اور قیدیوں نہ نہ تمام ہوزن ملنے لگا مرزا نور بیک بڑے بھائی اسی سختی
 عذاب سے مرگئے نیا بھائی نے انکے حوالہ رحم کھا کر قید سے نجات دلوائی شاہ مدن بھی
 جناب عالی سے انکی سفارش کی محمد علیچ خان جناب ہوئے انسی خصوصیت رکھتے تھے
 پھر غفلت باقی اور حال کے ساتھ انھیں بھی قید کیا جب ہزار خرابی قید سے چھوڑ دیا
 روزگار ہو کر وہ سرگھر ڈھونڈھا اس جہت سے جان بڑھ صاحب زید ٹٹ کے سلام کو
 جسطرح مذکور ہوا جایا کرتے تھے۔

خلاصہ یہ ہے امرا اکیں دولت اور صلاح و صواب دید صاحب زید ٹٹ سی مرکز خاطر جناب
 بنیابت مرزا حسن نانا خان قرار پایا جسکی مطابق مشہور غلام خلعت نیابت خطاب
 نواب میرالدولہ مرزا حیدر بیک خان بہادر نظام الملک سے سرفراز ہوئے مہاراجہ کیت رہے
 دیوان نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان مینب ہوئے انکو سرکار سے فقط ۱۰ لاکھ روپیہ
 ملتا تھا اپنی فضول خرچی اور سخاوت سے ہمیشہ تنگ رہتے تھے ہر طرح سلام جناب عالی کو
 دربار جاستے تھے باقی اپنے گھر میں مشغول مصاحبان خاص امیر صرف امور دینی غزوات
 جناب میر الشہداء علیہ السلام ہا کرتے تھے باقی جتنے امور ریاست سیاہ و سفید و دربار صاحب
 زید ٹٹ سب متعلق نواب اکبر الدولہ تھے مگر پہلے بیچ میرالدولہ انکو پانچ روپے دربار جناب عالی میں لڑکر
 بعد کی برس کے نواب میرالدولہ درستی بعض مقدمات سرکار لیوا سٹور روانہ کلمتہ

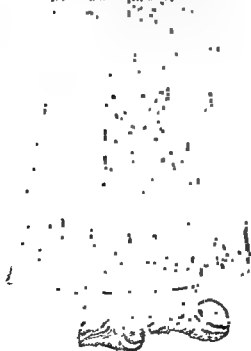
ایہذا سکے اور ایک کار بھی کہتے تھے جناب عالی اپنی خواہی میں بٹھا کر لائے بعد سرفزاری
تحت نیابت مہات نالی و ملکی انکے سپرد کیے خان موصوفین از بسکہ حالت ضعف و بیہوشی
بیامو کر اکر اباو سے چلے تھے بعد چند روز کے از بسکہ محنت و مشقت کار و بار از حد تھی ماوہ
فاج گرا جان بحق تسلیم ہوئے فی الحقیقت شخص بڑا منتظم و خیر خواہ و متدین سرکار تھا
اگرچہ اقمی محض گرا سکے کارندی بہت اچھو تھی مثل شیخ شفیع اللہ پڑت انست درام
محمد مکرم خان محمد اسحاق خان وغیرہ۔

تفویض نیابت بنو ابی امیر الدلہ محمد بیگ خان

خلاصہ بعد مرنے محمد ایچ خان کے باب تقر نیابت میں بڑا تر و دوہوا کسواسے کہ قناب
سرفراز الدلہ مرزا حسن بیگ خان سب طرح سے خیر خواہ و مستعد جناب عالی تھے مگر اقمی محض جنگ
پاوشین کے نقصانوں کی نقل مشور خاص عام ہے کسی خوشنویس نے قطعہ لکھ کر دیا تھا
بڑے شین کو فرمایا خوب پ لکھی ہے جب یہ حال نائب سرکار کا ہو پھر کوئی نکر انتظام ملکی والی
درست ہو سکے اسکے سوا اور اومین بہت سے صفات تھے اس سے سرکار کو کیا فائدہ
خلاصہ میں شخص متدین کار گزار حسب لیاقت تجویز ہوئے مرزا ابو طالب خان لہندی دوسرے
اسمعیل بیگ خان تاجر مشورہ تیسرے مرزا جعفر سخ لیکن چوتھے کی تقدیر سے کیا خبر نہ تھی
مرزا حیدر بیگ خان اون دنوں بیکار پریشان حال متوقع روزگار و فراخ حال میانہ بین
سوار جان برسٹو صاحب نے پڈنٹ بہادر کے سلام کو جایا کرتے تھے اور باہر احاطہ کوٹھی کے
بیمل کے درخت کے نیچے سلام کیا کرتے تھے جب صاحب ہوا کھا کرتے تھے بعد چند روز
کے صاحب نے انکا حال پوچھا اونکی لیاقت اور کار گزار کی کا احوال سکے اجازت سلام کی
کوٹھی میں دی اور انکا خیال رہا۔

مختصر حال انکا یہ ہے کہ مرزا نور بیگ حیدر بیگ میر بیگ ایک دچھوٹا بھائی اور دو
بہنیں تھیں مرزا امیر بیگ دچھوٹا بھائی و دونوں شباب جوانی میں مگر کو قوم مغل بعض
کابلی کہتے ہیں انکے بزرگ نواب صفدر جنگ کے زمانہ میں ولایت سے آکر فتح آباد میں
قریب کابل تھے بعد اسکے متوسل و مقرب خاص اجہ مینی بہادر نائب نواب شجاع الدلہ ہو

نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان



Hyder Beg Khan

نواب بخت خان نے اویسین و فون علاقہ کو یک کو فتح کیا تھا بعد ملاقات سپہ سالار
کیا بعد چند روز کے نواب بخت خان نے نواب سے عرض کیا محمد علی خان غلام سرکار
آپ کی بدولت سچا مل لکھ روپیہ کتنا ہر مہر پر ہے مجھے خوف ہے کہ اگر مر جائیگا
اسکا مال غیر تحقیق کے ہاتھ آئے گا میں الدولہ نے ارشاد کیا دو سب سے مجھے جرات نہیں
پڑتی ایک یہ کہ اسے کھدرا پنا خون جگہ کھا کر اسے پیا کیا ہو گا دوسرے میری جگہ
غلام سرکار کو میں غلامیوں کے سرمایہ پر ترسداؤں کے مرے گا ہوں بخت خان نے جواب
کہ اگر میرے آپ کی بدولت اسے حاصل ہوا ہوتا اب تک خرچ غازیان کارزار میں
آچکا ہوتا اب بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ اکبر آباد تشریف لے جلیے دیکھیے میں کس
حکمت سے لے لیتا ہوں اویسین سے جس قدر مجھے عنایت فرمائیگا اودھ کا باقی سب کچھ
میں الدولہ نے یہ قبول کیا تھا۔

محمد علی خان نے جب سے خبر قتل مختار الدولہ سنی تھی دو فون آقاؤں سے کھٹکا پیدا
ہو گیا تھا آخر اپنی مال اندیشی سے جناب عالی کو عرض کی کہ یہ غلام یہ مہاجر چور
مشتاق قدوسی ہے کہاں تک سرگردان مارا مارا پھر مال نیا جو کچھ غلام کے پاس
سب مال حضور برامید وار ہوں کہ یہ قدم مبارک حیات مستدار کو بسر کروں چاہیے
عزت و حریت دیجیے چاہیے قتل کیجیے جناب عالی بھی بعد مختار الدولہ کے نظام ملک
کیواسطے متردد تھے اسے بہت غنیمت سمجھے کہ ایسا نائب مہاجر کہان ملتا شقہ مال
شکوہ آباد کو روانہ ہو اگر جب خان مذکورہ دخل عمارت سرکار مہر بہت احترام سے پیش آنا
اور ہر طرح سے اونکی حفاظت کرنا اور دوسرا شقہ طلب خان مذکورہ کا گیا اتفاقاً جس دن خان
مذکورہ سرحد ملک جناب عالی میں پہنچے اویسین نواب بخت خان مع نواب یں الدولہ
داخل اکبر آباد ہو یہ حکم رفتہ نواب ہاتھوں سے کیا۔

محمد علی خان منزل بمنزل بالظہان تمام خدایات و مہمانی کھاتے ہوئے مال سرکاری
ناکہ شہر تیرہ سو پانچ جناب عالی خود ہتھیال کو تشریف فرما ہوئے اور پہلے نواب بہ نواز الدولہ
و حسن بنانا خان منزل اپنی خوشی خاطر سے قدیم سرکار سمجھ کر ہتھیال کو گئے تھے

۱۰۹۰ھ میں غازیوں نے ہوا

افسرین جناب نادار اوسے وقت اپنی رفیع ذیانتی جگہ پر نور خواجہ سرانامہ فتمتارالدولہ کو اپنی
خوابی میں بتاوا کہ صاحب نیرت کے خیمے میں تشریف لینگے اور اوست کا مت نیابت سے
سفر باز کیا پس بلانا چاہیے کہ اخلاص کو بخت اس سرکار میں ہمیشہ سے ہوئی چلی آئی ہے
بعد کے افسر بسنت یا خان کو دروازے پر پائیس خواجہ کے دین کا یا جان چاؤنی
انگریزی ہوئی اور فتمتارالدولہ کو لشکر میں ایک چھوٹا چورترہ و چھیڑہ بڑے وقت بلایا
جناب نادار نے امرافہ کر کے لشکریات کو بلا بھیجا کہ متے باب سے دشمن کو اپنے تین
بتھا رکھا ہوا پاس نہ کیا متے بہت تعجب سے عرض کی غلام کا کیا عہد و رہے ترکب الہی
حرکت کا ہوا تو باب لشکر میں تمل فتمتارالدولہ کا نسل ہوا تو اب یہیں الدولہ اندیشہ ناک ہو کر
میرے خیمے میں چلے آئے میں نے آپ کا بھائی بھجکا اور خیمہ بنا دی البتہ اتنا قہور ہو گیا
فرمایا کچھ ضائقہ نہیں سچ کہتا ہوں مجھے بھی راجہ سے یہ توقع نہ تھی

جب راجہ نوہ سنا تو اب یہیں الدولہ سے عرض کی اب حضور کیا ہوا ان رہا مناسب نہیں
میری گھوڑی بہت چالاک و دروم ہے سواری کو جانے ہے اور جس چیز کی احتیاج ہو گا
کرمان میں الدولہ کو پیشہ یہ خیال گذرے شاید راجہ مجھے دغا کرے تو اسکا بھی کام سام
ایکایا ہے چنانچہ جب راجہ رفیع احتیاج کو اب بھٹنے کا زخمی خاص مانع ہوئے کہ ہم
اس وقت ملین نہیں مبادا کچھ اور خیال کر و عرض کی مجھے کبھی ایسی بے ادبی نہ ہوئی
بعد اسکے یہیں الدولہ اوسے گھوڑی پر سوار ہوئے رفیع زخمی خاص میرٹھ میر علی سپاہ
میر فضل علی خان میر طالب علی مرزا موہن بیگ وغیرہ دریائے جمن سے اوتر کر نواب
سنہ خان کے لشکر کو تشریف فرما ہوئے

محمد علی خان فتمتارالدولہ کی جبر و تعدی سے بلطائف اسیل جد و دملکت جناب نادار
سکا کہ مع مال و اسباب قیمتم کراہا ہوئے تھے نواب یہیں الدولہ کا احوال سرکار کی شکر
میں بکریہ خان محمد اسحاق خان کو جو اس کے اہلکار تھے استقبال کو بھیجا اور نوویس بیری
دروازے تک پیشوائی کر کے نذر دی اپنا دھان کیا اور سامان امارت سب ست کر دیا

سوائے سید کے دوسرے ایسا موقع غرض و فتنہ لشکر میں غلام قتل بلند ہوا کہ میں نے اس کو
 تذکرہ میں نے غمناک دیکھا کہ کو مار ڈالا افضل حسین خان نے دوڑ کر حسین الدولہ سے خبر کی کہ اب
 اس لشکر میں آپ کا کچھ نہ مانا سب نے آپ اس وقت جلد امروہہ کر کے پاس چلے جائیں۔
 بسنت علی خان اجل گرفتہ فتنہ میں از خود رفتہ تکی تلوار ہاتھ میں لے کر غمناک و خرابی
 کے پاس چلا گیا اور چلا کے کہا غلام نے حضور کے اقبال سے دشمن جندہ کو مار ڈالا یہ نیت
 مبارکباد و تیا سار ہے یا جناب عالی اپنے فتنہ اقبال سے سمجھے کہ اگر میں اس وقت تامل کرتا ہوں
 افسانہ راز نہانی ہو جائیگا اور الزام بنامی مجھ پر ہوگی غصے سے پیچھے مارا خالی گیا مگر بسنت
 رحمی ہو کر مایوس سے رو کر کر زمین پر گر پڑا راجہ نواز سنگھ نے دوڑ کر ایک تلوار ماری وہ
 تو بلا تھکا تھا کام تمام ہو گیا خراجہ غلام محمد خان عرف بڑے مزانائب یوانخاندہ تھے اور
 بسنت اسکا بھانجہ بھی تھا پیچھے مقتول کی کمر سے کھینچ کر راجہ کو مارا اگر نیکا کمین نہ ہوتا وہ کوئی
 کیا تھا کہ اسے کمر سے زبردست کا ہاتھ پڑا تھا راجہ بھاگ کر خرابی کے پیچھے جا کھڑا ہوا غلام محمد خان
 کا سامنا ایک رہ پوش نے کیا اور سپر بھی جھپکے تلوار ماری زخم اوجھا کھا کر وہ بھی بھاگا دو تین
 وہ اوچھل کر لڑا ایک اور تلوار پڑی اور سکا داماد مایہ خوں کے گویے سے از خود گر پڑا
 پانوں میں بہت چوٹ لگی اسکے سوا اور جتنے نام دیکھتے تھے مطلع صاف کر دیا جانی خان
 نے سپر شیر سے اسکا سامنا کیا اور کما بڑے مزاحیہ ہے اس قدر غیرگی ولی انہی کے سامنے
 چلے جا کر جناب عالی نے جب حال دیکھا فرمایا اب کس واسطے پر کھڑے ہو عرض کی اس تک
 مانع سے وگرہ چرائے ہندوستان گل ہو جاتا فرمایا اس خیال خام کو اپنے سر سے دور کر
 پھر عرض کی اب میرا اور میرے رفقا کا کوئی مانع نہ ہو فرمایا قسم ہے مجھے جنت آدگاہ کی
 کوئی تم سے فراحت نہ کر گیا آداب سجلا کے رخصت ہوئے تھوڑی دیر ہو جا کر پھر پھر فرمایا
 اب کیوں پھر سے عرض کی میرا چہرہ بدل گیا ہوا ہے ہونکہ چلا جاتا ہوں حکم دیا خبردار کوئی
 اسکا مانع نہ ہو جزو مزا باہر چلے جائیں گے سرکاری چوکی کے گھوڑے پر سوار ہوتے ہتھ
 باہر سلامت نکلے فی الحقیقت بہادر یہ لوگ تھے اور جناب عالی کی تہذیبی و سخاوت سب سے
 زیادہ تھی اور صاحبِ مروت بھی تھے اسکے حکایات بھی بہت مشہور ہیں یہ سنا

بانٹھ سے باور اگر امید و ارجحالی کیا اور کاحصصین اس حکمت سے توڑ دیا اس حرکت سے
آج تک ہوسپاہی قبر مختار الدولہ سے گذر رہا ہو خواہ مخواہ ڈھیلے ماترائے یہ حال میں مفلح
کتاب نے خوب چشم دیکھا ہے جبکہ ان سپاہیوں سے پوچھا جواب دیا اگر اکابر اسنے تغیر
کولے مارے ہیں خلاصہ جب ایسی حرکات خود رانی و خود پسندی کے جمع ہو جو باب
قضا کے ہو گئے وہیں وہ بار ہو گئے اور سبکی صورت یہ ہوئی۔

جب مختار الدولہ نے اپنے آقائی والی النبی سے حرکات شان و شوکت شروع کیے
اور جان پر شٹو صاحب نے ڈنٹ سے خلاف سرکار کرنا شروع کیا منتہا و غرور و شوکت
ہو گیا اور اپنے زعم میں غر کہ شمشیر زندہ کیا کہ پناش خواندہ سما جب یہ صورت ہوئی
بعض ہوا خواہیوں نے اپنی ننگ حلالی سے جناب عالی سے عرض کرنا شروع کیا
جناب عالی سکر تامل فرماتے تھے جب نواب سالار جناب نے اپنی جو شش صحبت سے سمجھا یا
کہ ایسا خواب غفلت پنجاہیہ اور سو وقت یقین و اوثق ہو گیا بسنت علیخان جنرل کنب کو
بشارہ ارشاد فرمایا میں کارا تو آیا اور این دونوں اہتمام دیو اٹھانہ انھیں کے خلیانین
تھا اور مختار الدولہ نے کمال خصوصیت سے انھیں اپنا بیٹا کیا تھا بسنت علیخان کو بھی
جنت سما گیا تھا کہ منیب نائب و نون کو تمام کر دیجیے دوسرے کو سنا نشین کر دیجیے
اسکے سزاوار فقط نواب میں الدولہ حمایت علیخان ہن یہ بھی لشکر میں جناب عالی کے
ساتھ تھے خلاصہ اکہ دن بسنت علیخان نے مختار الدولہ کی ضیافت کی موسم گرام تھا
تہ خانے میں مختار الدولہ اکثر تھے مگر مختار اور اپنے بیٹے کو خوشنوبر پلائی جلا لوبھی اور کی
آشنا اور اور کسبیاں بھی بیٹھی ہوئی ہیں سامنے منہ نا کھن توال کار ہے ہیں عجب جاسہ
نفقات ہو رہا ہو مانج شخص بصورت ملک الموت قتل ہو کر باز دھانے اور نہیں سے ہیں
روانہ تہ خانہ پوچھ پتہ ہے کہ کسیہ آنے ندین میر فضل علی و میر طالب علی داخل ہوے
مختار الدولہ سمجھے کہ میرے قتل کو آنے ہیں پناہ سے اوٹھ کر چاہتے تھے باہر کل جا پڑ
میر فضل علی اپنا کمر گار پٹ میں مارا اور دونوں بجا گئے ہو کر حوض میں گر پڑے میر طالب علی
نے دو تین پیش قبض مار کر ٹھنڈا کر دیا رنڈا میں سونا کھن باہر ٹھکر بھاگے یہ کام بھی

او بخین مقدمات مانعہ جو اپنے بزرگوں سے سنے ہیں یا وہ ہیں۔

قتل نواب مختار الدولہ

تفصیل اس اجال کی یہ ہے کہ نواب مختار الدولہ سپہِ مرتضیٰ خان صاحب نے پڑھتے پاس واسطے جواب و سوال جناب عالی ہنر کے سفیر کے جایا کرتے تھے جیسا کہ متور قایم نائب سرکار کا ہے اور اپنی خیر خواہی سے رسوخ و موافقت بہت حاصل کی تھی اس محبت و شہِ مخوف و عز و زنا پادار بہت ہو گیا تھا سب کو ناچیز وہی حقیقت سمجھتے تھے کہ افسرانِ فوج کو بذلت نکلوادیا تھا تنخواہ فوج کی چڑھا کے نیٹے لگے جس سے فوج بیدل ہو جا جتنے افسر قوم فرس تھے بعد عہدہ و میثاق سرکارین برطرف ہو گئے تھے جو مصالحت تھے خاکین ملے اکثر رزائل تہدست و قرب خاص جناب عالی خدمات عالیہ پر مامور ہوئے تھے اوںھونے لاکھوں پیر کیے بعد صرف کے لاکھوں کی املاک چھوڑ کر مر گئے اور بخلہ ایک اچھوڑا جسکے گھر کی منبلی ہو کر ورورہی کی عہد و ولت جنت آرام گاہ میں ہوئی تھی وہی منبلی امانت نواب شمس الدولہ کے پاس رہ گئی تھی جس سے اوںھونے لاکھوں صرف کیے لاکھوں کے نوٹ اپنی اولاد کی واسطے مول لیے اسے میرن فوجدار خان وغیرہ صاحب دولت دینا ہو گئے تھے۔

فقہہ متعصب جناب عالی فوج آباد ہو کر اباوی میں تشریف لائے میر احمد افسر شاہی ہزار پٹالن ٹیپ سب طلب مختار الدولہ تنخواہ لینے کو بحیلہ لشکر سے کو بن بھر کے فاسلے پر اوڑھے کہ وجہ کو لشکر میں پہونچ کر تنخواہ لینے مختار الدولہ نے جناب عالی کو عرض کیا کہ میر احمد مع اپنی فوج و لشکر برسرِ فساد ہے میں انکے روکنے کی واسطے فوج کو بھیجتا ہوں غرض فوج کا مقابلہ ہوا لڑائی ہوئے لگی وجہ سے ظہر تک ہزاروں مارے گئے عشرت محرم تھا ہر پٹالن میں نشان کھڑے ہوئے ہیں تغریہ لیتے ہیں نجیبون نے تغریہ پیش کیا فوج نے کچھ پس و ب کیا جو لوگ تغریہ کے آگے ماتم کرتے تھے وہ بھی مارے گئے آخر ٹیپ راسمہ ہو کر پس پا ہوئے و غائب ہو گئے میر احمد میر غفل علی و دیگر کچھ شیعہ تن تھارہ گئے مختار الدولہ نے عبدالرحمن خان رسالدار متندھانی کی

تعمات فرمائی نسبتاً ورجانیوں کے البتہ انکے فراموش حال ہوا اکثر وہیں کو پائے ہوئے
 ماہواری تھی یہ بھی ثقات لوگ کہتے ہیں کہ نواب کے دور میں ایک طوفان طوفان تھا کہ اگر
 یہیں الدولہ نواب غازی الدین حیدر کو میری فرزندگی میں نہین اور سے میں اپنا جاننا
 کر دیکھا مگر انکے تو خیال و وزیران اپنا تھا قبول کیا اور نہ صاف صاف کہہ سکے کہ مجھے اپنا
 نائب کاروبار کیجیے جب تک کہ ہوا اور نہ کسی ایک بار سرکار نے صلاح کیا کہ میری
 کہ انکا احوال خوب جانتے تھے کہ پھر ہم کہان اور چار صحت اخراجات کہ ان پر کا اکر
 صورت ہوتی تو فوت مرزا وزیر علیخان تک کہتے کہ یہ پوچھتی بلکہ ایک کاران سرکار
 نواب کا بنارس جانا اپنے واسطے اچھا سمجھتے +

نواب مختار الدولہ نے اپنے بیویہ و غیر خواہی سے جناب عالی کو بہت سانشیب و مراد
 سمجھا کر عرض کیا کہ آپ کی سانشیبی نقطہ صاحبان عالی شان کی بہت سے ہوتی ہیں کہ
 نواب بین الدولہ سعادت علیخان بریلی سے بواسطہ انکے بسلامت چلے آئے و گریہ
 ایامت یہیں الدولہ کا حال سب پر ظاہر ہے اگر اس جلد ہی حسن خدمت میں الیابان
 سرکار انگریزی کو ملک بنارس بنو پر غازی پور جمع سالانہ ۲۲ لاکھ کا ہر غنایت فرمائیے تو
 یہ عظیم بہت سا ثمرہ دکھائیگا خدائے نہ جائیگا جناب عالی نے عنایت اپنی علم و ہمت سے یہ
 مال اندیشی کی راہ سے نقطہ انکے کہنے سے دے دیا یہ امر بھی باعث و ثوق گوشت ہوا
 بعد چند روز کے مختار الدولہ کی بہت سے اور انکی موافقت و اعتماد سے طرفہ ہنگامہ
 برپا ہو گیا تھا جناب عالی نے انھیں لاکھ ختماریاہ و سفید کروا تھا آپ خود شغل
 امور و لعب رہتے تھے جو صاحب غرت نمک حلال خیر خواہ تھے اور انھوں نے جلالی و
 اختیار کیا تھا جو رہ گئے تھے جائف و ترسان ستے تھے فی الحقیقہ جیسا کہ وقت و فصل
 ہو جائیگا ایسی خرابیاں رہت ہیں پیدا ہوگی اور اگر خود بیدار مغربی سے ناظر اپنے
 ایک کاران معتدین ہوگا تو صورت خلاف بہت کم خام ہوگی اب بالا جمال امور عظیم جو اس
 بات ریاست میں ہر سے کچھ کچھ عبرت ناظرین کیوں بیان کیے جاتے ہیں بہرہ
 بہت سے واقعات کا ایسے مقدمات کے مرتبہ سے کہ جیسے ہیں جو صاحب نام ہیں

سے نشین کیا ہے تو چاہیے سب بھائی میرے سر و ہون ہر ایک کے فرائض و مال تکمیل
 رہوں اور اگر یہ صورت نہ تو میرے واسطے کچھ جاگیر ہو جائے دوسرے کو من و نشین کر دیجیے
 اور وقت صاحب نے جواب دیا کہ تم تابع فرمان نواب کو زجر نہ مل رہا یہاں یہاں لکھتے ہیں
 جیسا حکم ہو گا عمل کیا جائیگا۔

پس باہن اشاعت دیکھیں اگر خلت صلاح و تجویز کو فرشت کی منوتی تو یہ ہو چکا کہ صاحب
 تھا اپنی کم زوری و کم قوتی بنی اعتباری سے دوسری سرکار کی صاحب قوت بنے ہوئے اپنی
 حمایت و کمک چاہتے ہیں جب ہمارے مانع و اخلت پیدا ہوتا ہے انجمن ناگوار کرتا ہے
 اس سرکار میں ایسے رت سے ابتدا سے بھی ہوتا پلا آیا ہے چنانچہ گرفتاری و غزل نواب
 معتدل الدولہ نے یہی گزیرا نوابینا اور کیا واسطے بھی یہی صورت ہوئی ماہ

خلاصہ بعد بہت سی گفتگو کے فتوہ الدولہ نے صاحب نے پٹنٹ کو رہائی کر کے اس امر
 خاص کا اختیار جناب عالی کو دیا چنانچہ جب شرف طلب نواب عین الدولہ پہنچا مجھ و ملاط
 روایہ لکھنؤ ہوئے اور از یاد کمال خیر و فرست مصلحت وقت اور عصر و سکوت کو بہتر بھی کہیں
 کہ بواسطہ حمایت و ہتھیار گورنمنٹ ہوا تھا انجام کار یہ نظر کی اور اگر کیا اپنی فوج کڈانی
 پر بھروسہ نہ تھا کہ کچھ تو بڑا بڑا تھا بڑا گورنمنٹ سے ہو جاتا اور پھر کسی مہیا و شہار خانی
 ہی اطاعت و وجہ و ترقی مداحان مالیشان ہوئی اور سبب احتقاق ریاست ہندوستان
 گورنر جنرل بھی اس فرمانبری سے بہت راضی و خوش ہوئے اور نظر حسب لیاقت امید
 وقت کا کیا اور ہمیشہ خاطر و بھائی مامونہ خاطر رہی چنانچہ خطوط و مراسلات نواب متعالیہ
 سے ظاہر ہے۔

آخر میں جب نواب عین الدولہ نے شرف ملازمت حاصل کی بنیاد و منزلت و سبب گنج
 اقبال و عین نواب غلامی الدین جی پیدا ہوئے وجہ اسکے نام کی یہی ہوئی لیکن بعد
 چند روز جب محبت و برابر و مزاج جناب عالی اور ارکان دولت اور اہلکاران سے کیا کی
 کیفیت خاصہ کی برخواستہ خاطر ہو کر برضا مندی جناب عالی و بواسطہ صاحب نے پٹنٹ
 شریف نواب بنایا ہے وہ دیکھا گئے کہ آیا کیا اس کے رہنے والا نہ ہو تو یہاں اوتی ہے

غرض مختار الدولہ کا تسلط نام و اختیار کلی سرکار جناب عالی میں ہوا تا انکہ ارکان دولت
خاندانہ زاد قدیم اور نیک حلال اس سرکار کے اپنے خون آبرو و جان سے مثل محمد علی خان
بدشیر خان وغیرہ باطلافت اکیل قلم و ملک سرکار کو کھل گئے اور اپنی عافیت سمجھے مختار الدولہ
نے انہیں اقبال الدولہ کو بخشی اور جبریل فوج کیا اسی پر وہیں فوج کے تیرنے کی تدبیر کی اور
پنے عزیز اور اقربا کو خدمات فراخ و حال دین فوج کو درہم و برہم کیا اکثر افسروں کو موقوف کیا
جسکی آتشکی میں لکھا روپیہ صرف ہوا تھا اور دس برس تک خود عرش منزل نے محنت و
مشقت فرمائی تھی یہ امر زیادہ تر و ثوق و خیر خواہی گوینٹ کا ہوا کہ بے اونکے اشارے
اس حصہ میں کو توڑ ڈالا جناب عالی نے بسبب اعتماد کے کچھ سکائیال بھی نکلیا اور طلبہ ملی
اونکا نتیجہ اسی جہت سے آج تک ہزار روپیہ کی پنشن اونکی اولاد کو نسل بعد نسل گوینٹ
سے جاری ہے ورنہ اونکے کوئی اسی حسن خدمت ہوئی تھی جسکا عوض یہ پرورش المئی

ہوتی ہے +
بعد چند روز کے دوسری آتش فروزی کے درپہ ہوئے مسیح بھلیہ صاحب ٹینٹ سے پلایا
جناب عالی پہونچا یا کہ نواب حسین الدولہ سعادت علی خان بہادر صوبہ بریلی میں نہر میں سر
پاس باکریں میں نہایت و بھائیوں کی اونکا حفظ مراتب و کفالت زیادہ کر دینکا اور یہ قائم و مستحضر
کہ بعد باب کے بڑا دنیا وارث و جانشین ہوتا ہے اور سب چھوٹے بھائی اور بھائی کے تابع فرمان
ہوتے ہیں صاحب نے جواب دیا کہ انہیں عرش منزل نوازا اور سزاوارا و سکا سمجھا صوبہ کشمیر کا
چھین جات میں ملاکت مختار کردیا ہے صاحب فوج بھی ہے ہم اس میں کیا دخل کر سکیں ہمارے
نزویات ہاں اونکی منصوبہ میں آپ کے واسطے موجب نیکنامی کا ہے اور وہ آپ کے مہربانیت
بہرہ کی مثل غیر صوبہ داکے باطاعت رہینگے اور آج تک ونسے کوئی ام خلاف بھی نہیں ہوا ہے
پھر ایک پٹھانہ آتش جلا یا کہ اگر میں الدولہ منصوبہ ہینگے اور بھائیوں کو بھی جو طمع نفس اور
خود سری سے حوصلہ خیرگی ہوگا اور جب ایک پاست میں دو حاکم ہوین انتظام پنچونی ہو سکیگا
بلکہ باعث قرومی و نادر ہندی رعایا کا ہوگا اور خرابی ملک کی اور اگر اونکو ملا ہے اور بھائیوں نے
کیا نقد کہا ہے حاسم کہ علقہ رہا تہر سب ہاں کہ محوہ سب ہاں قسم دینا ہوا ہے

کیا نواب تجویز عاقلانہ تھی اگر یہ صورت ابتدا سے ہوتی تو کاہتے کو ان خرابیوں
 یہاں تک کہ نوابت پر و بختی ہندستان میں خود رانی خود پسندی نفسانیت
 انانیت سے یہ سب خرابیاں بوقت چلی آتی ہیں اور فسادات آپس کا اور
 کٹارہ مشورے سے۔

جناب عالی نے نواب مختار الدولہ کے بہکانے سے بہو بگیم صاحبہ اپنی
 مان سے و محوی ترکہ عرش منزل کیا چنانچہ یہ قصہ بھی مشہور خاص عام ہے
 کہ بعد بہت سی قتل و قاتل کے اور عمارتوں کے پھاڑنے کے پھاڑنے کے پھاڑنے کے پھاڑنے کے
 پایا بگیم صاحبہ نے اپنا بیٹا وارث زیست موت سمجھ کر دیا یعنی ثقات یہ کہ زمین
 کہ اس طرح کئی مرتبہ دیا اور اسے تفصیل اوقات بیان کر تو زمین بعد اس کے جب
 والدہ ماجدہ سے لے چکے نواب عالیہ جدہ ماجدہ زوجہ نواب صفدر جنگ سے
 ارادہ کیا جناب موصوفہ نے جب یہ خبر سنی برہم ہوئیں سمجھیں کہ یہ سب امور
 آموختہ مختار الدولہ سے ہے مجھے یقین ہے کہ یہی نا عاقبت اندیش باعث خرابی
 و بربادی ہمارے گھر کا بڑا کڑا وسیع وقت جتنے راجہ و زمیندار گرو و پیش کے تھے
 سب کو حکم نامہ لایا گیا کہ کل صبح کو میرے در و دولت پر حاضر ہو میری کتاب پر
 باوجود یہ مالک محروسہ میرے باپ کا ہے نصف الدولہ کے باپ کا نہیں اور
 مختار الدولہ سنہ جب یہ خبر سنی پردہ شب میں سوایا لگی ہو راہ لکھنؤ کی لی اور
 سمجھے کہ یہ صورت بدو و فساد و تیشم کی ہوگی اور صاحبان عالی شان کے نزدیک
 بھی نام ساز و مختاری پھر ہر فکری چلے چلا اور پھر کبھی ایسا حرفت زبان پر نہ لائے
 مشروئے اس مقدمہ کی تہیہ و تیاری کا یہی وہاں میں تھلکے کو رنج و جہل بہادری سے جو لینا
 میں ہوتی تھا ہے اور اکثر کتب تواریخ انگریزی میں مندرج ہے حال مطلب یہ ہے
 کہ نواب گورنر جنرل کیون نہ اس غرضی کے مانع ہو و اسی رو بکاری و غیرہ میں بتنا
 روپیہ ہندوستان سے توفیق لے گئے تھے وہ سب حق و کمال سے عدالت میں جرم
 و ذلالت کا احوال و تخمین کی کتاب سے خوب کھلے گا۔

عرش منزل میں سوارے آپ کے کوئی اور مستحق وراثت نہیں ہے اور اگر کہہ لوں
 ہو مناسب سے زیادہ تر موافق قانون قدیم ہے اسی جہت سے اسے یہ وقت
 سند وزارت پر بٹھایا جب سرشتہ حاضرین ارکان دولت نے نذرین دین
 ظاہر اسب تعجیل یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرش منزل کے اور بیٹے بھی بحسب اپنی
 کیاقت کے سزاوارا سکے تھے دربار شاہی میں بھی حاضر رہ چکے تھے جناب عالی
 کو بھی مظنہ بنظر اپنے حسب حال کے گزرا ہو کہ شاید لوگ یا فوج اتفاق کر کے
 صورت فساد نکالے کسوا سنے کہ ہندوستان میں ایسے عساکار ہونا ناچھہ
 تعجب نہ تھا بعض پر کہتے ہیں کہ روز سوم ۲۵- ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ مطابق
 ۱۲۸۷ء عام جلوس فرمایا سپہ مر قشہ خان چنرہ ریز سے ملازم اور رفیق جناب عالی
 ہوئے تھے اور جنہیں خلعت نیابت و خطاب نواب مختار الدولہ سپہ مر قشہ خان
 ہیبت جنگ غنایت ہوا اور اپنے ملازمین و تدیم کو ازراہ پرورش تہنالی دیا
 اور خدمات اعلیٰ پر سرفراز فرمایا اور بعد قیام ۶ برس فیض آباد بصلاح نائب
 مناسب وقت سمجھ کر گھنٹہ میں رہنا اختیار کیا دوسرے حسب اس حرکت قصری کا
 یہ بھی تھا کہ روبرو دو بزرگوں کے یعنی جدہ ماجدہ نواب بیگم صاحبہ و والدہ گرامی
 بیگم صاحبہ کی سیطح کی کوئی حرکت خلاف شان و شوکت نہ ہو سکتی وہ فہمائش
 فیضیت سے کب تصور کرتیں سوا اس کے نائب کی کب دال گلے و پتہیں خیا پنہ
 آخر کار یہی صورت پیش آتی مشہور ہے کہ جب عرش منزل نے انتقال کیا تو عالیہ
 نے جناب عالیہ کو تہ دل سے بٹھایا کہ نواب آصف الدولہ تمہارا اکٹوتا بیٹا
 و ارستہ مزاج ہے لہذا وہ بے سے زیادہ رغبت رکھتا ہے اسے بنام مندرجہ
 مکرہ اتمام و بدو بہت ریاست مرزا سعادت علی پر محول رکھو تو بہتر ہے اگر کاروں کے
 اختیار سے ایسا نہ ہو سیطح کی خرابی ریاست میں پر طباے اور جس عرق ریزی
 اور کائنات جان سے یہ گھر بنا ہے مگر طباے پھر کسی سے اسکی اصلاح نہ ہو سکتی
 اس کے کچھین اختیار ہے جناب عالیہ نے سیطح نہ مانا بل اہل انصاف و یحییٰ

سلسلہ نثر ۱۱ جلد اول

فرزاد بیگ نواب آصف الدولہ بہادر



Nawab Asafoddoulah

ایکان دولت و کلائے ہر ریاست ہندوستان حاضر ہو کر تھے کسواسے
وزیر اعظم بادشاہ تھے وہ بہر کو داخل خاص محل نواب بہو بیگم صاحبہ ہو۔
خاصہ نوشہر فرما کر آرام کرتے تھے چنانچہ وہ دنوں وقت کا خاصہ اور ہستادن
ہمین ہوتی تھی ۲ سبجے برآمد ہو کر داخل خرمجل ہوئے تھے ایسا واسطے اسکا نا
جو محل مشہور تھا یعنی بانجھاسے یکے صاحبہ اسے تہذیب کہتے ہیں بعد ایک ساعت
کے وہاں سے برآمد ہو کر سببیل تفرج طبع اقدس مشغول بازی لہو و لعبت شکار
پر نما نیچے اس وقت کے لوگ شکاری تھے حاضر ہوتے تھے جب چاہتے ہوتا
سارک سر پر کھلکرا آمید و کجک کرتی تھیں ہاتھ میں لیکر کو اٹھانکی و خبر ہوتا تھا
حاضرین شکار اور اہلکاروں پر عرب مثل شیر غضبناک ہو جاتا تھا اور ایک
بانائی موٹھا بلند ایسپر رونق افروز ہو کر مثل سوار و پیادے کی ملاحظہ
ہوتی تھی اور اگر اتفاقاً کسی رات کہیں باہر آرام فرماتے تھے ہزار روپہ
بطریق جس زمانہ بیگم صاحبہ کو بھیجتے تھے چنانچہ روز سوم بیگم صاحبہ نے حکم
فرمایا کہ اولاد صاحبات غور و محل کو میرے سامنے لاؤ جب اطفال صغیر کس
نو کور و اثاث اپنی وانی کھلائی کے ساتھ ایک کنبے کا کنبہ آئے بہت
روئین کہ یہ ہندی شجاع الدولہ کی ہے مدت وزارت تقریباً ۲۰ سال

سند نشینی نواب آصف الدولہ بہادر

مرزا بی بی عرف مرزا امانی نواب آصف الدولہ بہادر نے اپنے وہ دنوں
ناموں نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ کو باجمہار تمام تشیع جنازہ سے
باہر بھیجا اور اپنی سند نشینی میں مشغول کیا بعض ارکان دولت جو صاحب فہم
تھے عرض کی آپ مالک و مختار میں اہل رعایا کے مناسب حال نچا ہیے آخر
استاد نواب و فہمائش امتیاز الدولہ افتخار الملک میجر بحلیہ صاحب رزیدٹ
بہادر اور کرنل کلس صاحب کمان افسر موافق قانون کو نواب اکبر اولاد

پٹنلی سے مل ڈالتے تھے خلاصہ اکثر مقربان خاص ترک لباس کر کے چند روز
قبر پر بیٹھے یہ بھی ایک دستور قایم ہندوستان ہے کہ جب ایسا آقا مر جائے
اوسکے خواص یہ صورت بناتے ہیں جب تک رہے +

صاحبان رڑ پٹنٹ حار پڑ صاحب میجر بھاپیر صاحب
پاکرم صاحب ہارکرم صاحب۔

نائب محمد امین بیگ خان راجہ بینی بہادر محمد بشیر خان
محمد ایلیج خان سید مرتضیٰ خان نواب مختار الدولہ بہادر۔

اس عہد دولت میں قبل از معرکہ کبیر مجموع ۲۸ ہزار سوار سے پیدل
جنکے رسالہ ارشیخ احسان مرتضیٰ خان بیج خواجہ اسد خان الہی یوسف خان
عبدالرحمان خان قندھاری بعد صاحبان صاحبان عالیشان معرفت
رامی شتاب رامی بندیل کھنڈ اور صوبہ الہ آباد بھی صوبہ اودھ سے شامل
ہو گیا اوسکے حدود اناوے سے مرزا پور تک تھے۔

جب فوج مغلیہ بالکل برطرف ہوئی فوج نجیب تلنگہ جھانگہ توپخانے کی
جمعیت تا ایک لاکھ تیس ہزار ہو گئی تھی جنکے جنرل بنت علیخان غنیمت علیخان
لطافت علیخان مقبول علیخان وغیرہ خانہ زاد سرکار تھے۔

پہلے جمع محاصل صوبہ اودھ ایک کروڑ لاکھ تھی جب ملک سنخ آباد
ودو آب وغیرہ بھی شامل ملک سرکار ہوا جمع دو کروڑ لاکھ ہو گئی
انہ سب مل کر لاکھ سالانہ تنخواہ کتب انگریزی ملازم سرکار فرخ آباد و کانپور
تھی باقی خرچ سرکار ہوتا تھا۔

اوقات شبانہ روز جناب عالی

جناب عالی اول دم صبح سوار ہو کر جا بجا چھا و نیون میں سپاہ کی قیادت
سوار و پیدل و توپخانہ کو ملاحظہ فرما کے ۹ بجے مراجعت کر کے دربار کرتے تھے

کہ از خود غافل ہو جائیں اور اہل کاروں کے اعتماد پر رکھ دیں اور طبکاری فوج
محض اپنی شان و شوکت کی واسطے کہ دوست دشمن خبردار رہے دوست ہمسایوں
کہ ہمارے بھی وقت ضرورت کام آئیگی جسطرح ڈیوڈ سس صاحب رزیڈنٹ نے
نواب امین الدیولہ سے کہا تھا کہ تجاری فوج ایسی درست ہو کہ وقت ضرورت
ہمارے بھی کام آئے اور دشمن بھی ڈرنا رہے خلاصہ کی طرح کا کوئی کھڈکا باقی نہ
تھا اس عرصے میں مادہ فاسد خاں جو پیشتر سے کثرت عیش اور کثرت خوں شباب
سے طبیعت میں جمع ہو رہا تھا بن ران میں دانہ ہوا ہر چند اطباء حافض اور
ڈاکٹر ان ہند ہی بدل و جان متوجہ و مصروف رہے لیکن کسی سے اندال نہوا
ایک مہینے تک اسی عارضہ مملکہ میں رہے آخر وقت شب ۲۴ شہر ذیقعد ۱۱۹۵
مطابق ۱۸۷۷ء ۲ بجے رات کو انتقال کیا عوام نے اس مرض الموت کی اور بھی
روایت مشہور کی مگر بے اہل تھی۔

خلاصہ وہ رات ماتم کی خاص شہر فیض آباد میں شب عاشورہ سے کم نہ تھی
ہر گھر سے رونے اور پیٹنے کی آواز بلند تھی معلوم ہوتا تھا کہ ابی گھر کا کوئی وارث مر گیا
اور محلات خرد محل اور محل خاص حسین ہزار باغ حسین تختیں کس زبان سے بیان
کیا جائے فی الحقیقہ اس خاندان عالیہ میں کسی کا ایسا ماتم نہیں سنایا تن دن تک
کس نے اپنے گھر کے چہ لکھے میں آگ نہیں جلائی صبح کو جنازہ بڑے تہجد سے اٹھا
غزنیہ قارب ارکان دولت فوج سپاہ سربرہنہ چاک گریبان گریان و نالان سانس
راہ میں ہر کوئی چہ بام میں بھی یہی صورت گزری بعد تجہیز و تکفین گلاب باڑی میں
دفن کیا جہاں مقبرہ عالیشان بنا ہے اس کا سب خرچ سالانہ سرکار شاہی سے
مقرر تھا بعد اسکے بیٹوں کو میت کی شاہجہان آباد بھیجا حضرت شاہ مردان
میں دفن کیا اس واسطے کہ وہاں اور بھی بزرگان ریاست دفن تھے سن شریف
۵۴ سال کا تھا حسن صورت و جاہت رعب و دبیر ریاست اونکی
تعمیر نے ظاہر ہے اونے کبھی کسنے آگے نہیں جا کر اس قدر رعب و ہیبت
بھی موت و طاقت جہانی ایسی ہی مشہور ہے کہ اکثر اشرافی بزرگ کی لیتے تھے

محبوب حساب ہوا نواب علی اکبر خان بڑے بیٹے لکھنؤ میں رہے سرقین وہ رہے
باقی عیال حافظا الملک بریلی میں پاتے تھے۔

غرض بعد از فتح کے جناب عالی نے مراجعت فرمائی نواب بخت خان بہادر بھی
مع اپنے لشکر شاہ آباد سے آکر سولی میں شرف ملازمت حاصل کی بنابر ملاقات تہنیت
تھی باطن میں غرض حصہ برادرانہ ملک جدید سے چھل جانے کی تھی مگر یہ صورت
نہوئی صفائے ظاہری البتہ ہو گئی بلکہ جناب عالی کے مرکز خاطر ہوا کہ میں نواب کریم
اپنی کسی بیٹی کی شادی کروں گا لیکن دونوں کو اجل نے فرصت ندی اور جناب عالی
تشریف لائے کئی مہینے کے بعد انتقال کیا اور نواب بخت خان ولی جا کر مرکز
خلاصہ جناب عالی نے وقت مراجعت نواب حسین الدولہ سعادت علی خان بہادر
اینا قائم مقام صوبہ کٹیہر میں چھوڑا محمد بشیر خان کو اونی کا متمم کاروبار نیابت مقرر فرمایا اور
محبوب علی خان صاحب کتب مرتضیٰ خان بیچ وغیرہ رسالہ دارا اور توپخانہ متعین فرمایا
یہ صورت تقسیم بھی مثل تجویز شاہ عالمگیر تھی جو بہادر شاہ اعظم شاہ اپنے دونوں بیٹوں
کے واسطے چاہتے تھے اگر نفسانیت کو دخل نہ ہوتا تو کیا عجب تھا ان خرابیوں
مابعد کی نسبت کوئی صورت اچھی ہوتی یہاں بھی اسکے خاص برہمن نواب
منتہار الدولہ ہوئے اور اگر صاحبان عالیشان ہوتے تو کشت و خون کا ہونا
بھی کچھ دور نہ تھا۔

انتقال جناب عالی عین شایعہ انی میں باحضر

الغرض جناب عالی ہر طرف کے فتنہ و فساد سے مطمئن ہوئے اور جس سرکش
نے فردی سے سر بھرا دھڑایا خاک ندیت پر گرا انتظام نالک محروسہ و درستی
و آراستگی فوج میں خود مستعد و مصروف اور کاغذ ملکی و مالی کو کمال بیدار مغزی سے
ملاحظہ فرماتے رہے اور دوست و دشمن کو سر حساب سمجھتے رہے اور ورنہ
اوقات خاص عیش و عشرت نہو و لعب دنیا میں بھی بسر کرتے رہے نہ کی طرح

عرض شد کہ میں ہر طرف غلطی تہنیت و مبارکباد بلند ہوا و میلے مایوس ہو کر
 فیض اللہ خان کو لیکر مقام لاراک جو دہن کوہ میں واقع ہے لے گئے
 چند روز میں جب مارے فاقون کے مرنے لگے کوئی صورت نجات و رہبریت
 کی نہ کیجی لاچار ہو کر پوسیلہ ہار پڑ صاحب رزیدنٹ عرضی مستلبر عفو حسب اہم
 جناب عالی کو بھیجی جناب وزارت آب نے ازراہ رحمت و جوامندی اوپر جسم
 کھا کر معرفت رزیدنٹ اور اونکی سفارش سے بھی لاکھ روپے سالانہ عیال
 حافظ الملک کیواسطے مقرر فرمایا اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جب جناب عالی
 حافظ الملک کے بڑے بیٹے نواب محبت خان کو اپنے ساتھ قید کر لائے
 اور قلعہ آباد میں بھیج دیا اوسکے نو مہینے بعد جناب عالی نے انتقال کیا نواب
 آصف الدولہ نے چاہا کہ نواب محبت خان کے واسطے دس ہزار روپیہ ہوا
 مقرر فرمائیں مگر جناب عالی سے خائف و ترسان تھے آخر کسی حکمت سے
 قید خانے سے بھاگ کر نکلے پہنچے نواب گورنر جنرل سے شرف ملازمت
 حاصل کی عرض حال کیا نواب مختتم الیہ نے بہت خاطر و دلجوئی فرمائی پانچ ہزار
 روپے دعوت کے ایک گھوڑا عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہم جناب عالی سے
 تمہاری سفارش کرینگے چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کلکتے گئے اونسے
 نواب محبت خان کی سفارش فرمائی اور جب خود نواب گورنر جنرل رونق فرور
 لکھنؤ ہوئے فرمایا نواب محبت خان کی تنخواہ فرائد جناب عالی سے اگر ہمارے
 خزانہ رزیدنٹ سے ملا کرے اور اگر اچانک سرکار سے کوئی عذراو کے دیوین
 ہوگا ہم دیا دیا کرینگے جب سے نواب محبت خان سرکار انگریزی کا توسل اور
 اپنا حامی و دستگیر سمجھ کر صاحب رزیدنٹ کے دربار جایا کرتے تھے اور نواب
 آصف الدولہ کے دربار میں بھی خلعت سرفرازی پاکر حاضر رہتے تھے وہی
 صورت اونکی اولاد کے واسطے باقی رہی چنانچہ جب جنت آباد گاہ کے
 عہد دولت میں تقسیم مالک محروسہ ہوئی وہی لاکھ روپیہ سالانہ کی بھی تنخواہ کا

و جیسا بی کا دیا کہ ہم سپاہی ہیں ہمارے پاس سواے ٹیہاں تلواریں
اور کیا ہے ہمارے سر حاضر ہیں پھر ازراہ خود سدی و ناوہ ہندی مستند
و آناوہ کارزار ہوئے حافظ الملک نے مجبور ہو کر جناب عالی کو جواب شفقہ
بھیجا کہ میں نے ہر چندان سب نامہوں کو سمجھا یا کسی نے میری بات پسندی
میں مجبور ہوں اور اپنے حصہ رسدی کی حاضر ہوں آیت سدرہ حضور کو
اختیار ہے۔

القصد بابین کثرت کمال زمری خان اور سردار پور میدان لاکھی کھیری
میں بہت لڑائی ہو حافظ الملک وغیرہ سرواڑے ہزار جمعیت لشکر
اور جنرل جلکن صاحب کمان افسر کنب انگریزی اور جناب عالی کی فوج حمید
و جیسا ب محیط لشکر افغانیان تھی ہوا کہ ہجری مطابق ۱۲۷۷ء میں جناب
جنگ ہوا کہ وقت محاربہ جب توپ چلی روہیلہ موافق اپنی عادت قدیم
کے دفعہ ڈوھا واکر کے توپ پر پڑے چھترے سے ہزاروں شل و ایندھن
جسٹھنکر خاک پر گر پڑے اور تلواریں بھی خوب چلی حافظ الملک نے ازراہ
تواری ایک نشان بڑھتے میں لپک رہا کہ اپنی جمعیت کے یاروں سے
وھا واکر کے جناب عالی تک پہنچیں اتفاقاً ایک گولہ آن کے جو لگا
گھوڑے سے گر پڑے اپنی حسرت کو خاک میں ملا دیا امر عجیب یہ ہو جسے
سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور سوقت حافظ الملک جامہ ہندوستانی قدیم
پر متن قرآن شریف پہنتے تھے وہ جامہ برکت قرآن شریف سے نہ جھلا
چھاتی میں ایک سیاہ و جہا گولے کی دھماکا لگ گیا تھا جسکے صدمے
سے فقو گر پڑے تھے مرتضیٰ خان بیچ رسالدار اور نکاسر کاٹ کر
جناب عالی کے پاس لائے جناب عالی ہنسی سے اور تر کر سجدہ شکر بجالائے
بعد اسکے سر حافظ سے مخاطب ہو کر فرمایا خدا شاہد خال ہے میں ایسا روز پر
تھارے لیے بچا ہوا تھا۔

آیا پھر وہاں سے جناب عالی استیصال افغانہ کیواسطے قشریت فرما ہوئے۔
 حاصل کلام اس کو کہ کیا یہ ہے کہ بعد نصیحت کی نہ دیرینہ جو سرداران افغانہ کو ذہب
 معذرت جنگ مرحوم سے تھا جناب عالی سے صورت محبت و اتحاد و برتر ہو گئی تھی چنانچہ
 بروقت تسلط و غلبہ مرہطہ ہادی و کن انفصال معاملہ جناب عالی ذرا بڑھنے سے زبرد
 چالیس لاکھ روپیہ نواب جعفر رحمت خان وغیرہ کی طرف سے دیکر لوٹ گئی گاؤں خلاصی اور بجات
 دیوانی تھی باوصاف اس اتحاد و حسن عظیم کے جعفر رحمت خان نے خط جناب عالی کا
 قبل از معرکہ لکھ کر نواب بنیر الدولہ کو دے دیا تھا ہر چند یہ بھی خوب جانتے تھے کہ وہ جناب
 کے دشمن جان ہین کچھ عجب نہ تھا کہ اسی خط سے کوئی صورت فساد عظیم کی بجائی اور
 ریاست میں فتل ہوتا۔

دوسرا سبب یہ بھی ہوا کہ جب سے ملک دو آب پٹھانوں سے مرہٹوں کے ہاتھ آیا تھا
 اور نے جناب عالی نے بزور شمشیر لیا تھا یہ بھی سبب غنا و کلی کا ہوا تھا وقوع ایسے
 اسباب سے صورت اتحاد و بل بفاق ہو گئی چنانچہ حافظ الماک نے ایک خط بردار
 مشتمل شکایت نواب مظفر جنگ کو بھیجا کہ تم جناب عالی سے مل گئے حالانکہ اونھوں نے
 جاری قوم و قبیلہ کو براہ کردیا ہے نواب مظفر جنگ نے وہ خط ازراہ خاموشی خلاص دلی
 جناب عالی کو دیکھا دیا و باجور و ملا خط خط پھر تاب تحمل نہ ہی ازراہ غضب لکھ کر کو حکم دیا کہ جلد
 اٹا و سو سے سمت ملک افغانہ کو جاوے۔

پہلے جناب عالی نے ازراہ تمام محبت ایک شیعہ حافظ الماک کو بھیجا کہ مل خبردار
 الا انھیں یہی تھا جو تم ایسے حافظ قرآن سے ظاہر ہوا بہر حال اب میں اوس ۴۰ لاکھ
 طالب ہوں جو میں نے تمھاری سب قوم کے بدلے مرہٹوں کو دے کر دیکھے ہاتھوں
 تمھاری سبکی جان و آبرو و بچائی حافظ الماک نے وہ خط طلب اپنے اقربا و شرکا و رشتہ کو
 دکھا کر سمجھایا کہ یہ زور و اجلا لاد ہے اور سرسرق سب جانب جناب عالی ہی چاہیے کہ تین
 موافق اپنے جتنی رسدی ادائی دین کرے و گرنہ فوج انگیزی سے ہم سب کی مفت آبرو
 جانگی پھر کسی سے کچھ بن نہ پڑے گا سو او زلت و بربادی کے بھون فوج و اب ہر انسانی

بجز اسکے کہ یوگافوکارو ابطا تھا وہ بقی بصفائی ولی طرفین سے بڑھتا جاوے حین ہو
اور مقام میرت کہ نواب محترم الیہ باوجود ان سب فہم و فراست و عقل و دانش اہل عرض
سخنان چرب بانی کو باور کریں اور میری طرف سے ایسا مثلثہ فاسد مرکب خاطر فرمائیں
شرط انصاف ہے کہ اگر کسی طرح کا مجھے قہم ہو یا تو میں جریدہ مع خیال اس شدت
برسات میں اس طرح پیدا آتا۔

غرض جب نواب گورنر جنرل اس تحریر پر تقریر معقول محمد علی خان سے اور سخنان
مغویوں سے خوب واقف ہوئے اور اہل دفتر نے بھی خوب غور و تامل سے مقابلہ تحریر
خط سے کیا سر اس حق بجانب جناب عالی ٹھہرا اور اس کا جواب عدم واقفیت بعد لکھ بھیجا
دوسرے دن نواب گورنر جنرل پہلے ملاقات جناب عالی کو آئے اور صفائی ولی سے رفع
خدشہ خاطر کیا جناب عالی نے ارشاد کیا کہ اگر آپ کو مثلثہ نسبت سرداران افغانہ میر
طرف سے گذرا ہو اس کا حال آپ پر جلد کھل جائیگا اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کے دو کنبہ بیچ
کئی چھاوئی ایک فرخ آباد دوسری کانپور میں قریب میرے مالک محروسہ کے رہے
اوسکی تنخواہ محسوب ۶ اپنی ملک ہو کہ بروقت سرکشی متروکین دولتین عالیہ میں کام آئیں
یہی پہلی بسم اللہ ہوئی جسکے انجام پر تصفیہ ملک ہوا خلاصہ نواب محترم الیہ نے اس امر
جدید کو بہت بظاہر منظور و قبول فرمایا بعد دو تین دن کے طریقین کے رسم ضیافت
معمولی ہوا اسکے بعد نواب گورنر جنرل سمت کلکتہ روانہ ہوئے اور جناب عالی فیض آباد پھر آئے۔

جناب عالی کا فرخ آباد اور اٹاوا جانا اور پھر کہ پہلو وغیرہ

خلاصہ بعد چند روز کے جناب عالی مع لشکر طرف پیکر روانہ فرخ آباد ہوئے نواب مظفرنگ
رئیس فرخ آباد نے شرف ملازمت حاصل کیا خطاب فرزند ہی سے سرفراز ہوئے پھر وہاں
اٹاوا سے رونق افروز ہوئے قلعہ شہر ندکوہ کو جو کنارو دیو جمن تھا ہری پنڈت سوبھت
عدم رسی زر تحصیل جسے سابق باجی براہمیشوا نے لیا تھا لڑائی ہوئی اور فتح کیا اسکا
بقائع کارزار منشی کچھمی این ملازم خواہر علیخان نے طرف نے خوب بعبارت نگین اپنی کتاب
انشامین لکھا ہو غرض جب سے ملک و نواب جو عملداری مرہٹہ میں تھا حکومت جناب عالی

اوسکا اشارہ فرمایا انھوں نے نذر دیکر آداب بجا لائے اور تہ فاخر اوسے بجا کر بیٹھ باز رہا
ایک دن یہ بھی تھانزلت باہر شاہت کا

عما و الملک نواب کو زیر جنرل وارن ہسٹنگس جیسا کہ
جسارت جنگ کا بنارس نواب علی کا فیض آباد سے تشریف لیا

حاصل کلام اس سانچے کا یہ ہے کہ نواب شیر اللہ نواب عباس علی خان کے باب فریاد رس
اور کمال خیر خواہی سمجھا ایک خط جناب علی کا جو حافظ رحمت خان سے کسی حکمت علی
انکے ہاتھ آیا تھا قبل از موعہ کہ بکسر جو جناب علی نے اپنی امداد و کمک کیواسطے سردار
افغانہ کو لکھا تھا اوسکی تاریخ اضافہ فرما کر ۱۲۰۷ھ کو شہر ہجری کو بدکر مطابق ۲۵ مارچ
جمل فرسے لکھتے ہیں نواب کو زیر جنرل کو کدھانا نواب محترم اکبر اعظم اور کو بغیر
احوال مضمون خط و یکسر نہایت بہرہم ہوئے اور ایک محبت ناز کشکوہ و شکایت جناب علی
کہ بچھا اور آپ بھی جلد روانہ بنائیں ہوئے اور انتظار جواب بھی نہ کیا اسکے سوا خارج سے
من چکے تھے کہ جناب علی نے ایک لکھنؤ میں نہر فرج سوارہ پیادہ و کو پناہ طیار کیا ہے اور
اوسکی آراشگی و قوا عین بہت تنہا رہتے ہیں شاید پھر سرحد جاریہ خیال میں آریا ہوگا
بھی بڑا کھٹکا ہو گیا تھا

غرض جناب علی کو پھر خط سے بہت تاثیر ہوا پھر سمجھے کہ یہ کام کسی بڑے دشمن دیرینہ
اگل گانے کا ہے چار و ناچار دفع خدشہ خاطر نواب مروج اور اپنے اظہار خلوص ہانسی
کے لئے عین شدت برسات میں مع نواب ہو بگویم صاحبہ جریدہ سواری سحر و دخل بنارس
ہوئے پہلے محمد الیچ خان دریافت حقیقت حال کو مع جواب محبت نامہ حاضر حضور نواب
مقتسم المیہ ہوئے مضمون جواب محبت نامہ یہ تھا کہ بعض مغوی اور فتنہ پرداز بد مذہب و اپنی
عداوت دیرینہ سے ازراہ حسد و کینہ تاریخ خط سزاوارتہ اور سہ ہجیر کو جعل سے بدل کر
میں پارسوں اور کارنایان جانکر آپ سے گزارش کی ہو کہ از مہ محبت و یکجہتی مقتضی اسکی
کہ اسکا مقابلہ ضرور خط سے فرمائیے غالب ہے کہ آپ پر حقیقت حال بخوبی کھل جائیگی
حاشا تم حاشا کبھی میرے دہم و خیال میں بھی ایسے نلون فاسدہ و بڑا اصل خط نہیں کرنا

شادی نواب صف الدولہ بہادر

جناب عالی نے اسلئے کہ وہ مطابق شہنام نواب صف الدولہ بہادر کی شادی النسا بگم سے تجویز فرمائی جو بیٹی نواب خان خاندان پرتی نواب وزیر اعلیٰ ملک قمر الدین خان بہادر وزیر اعظم بادشاہ مہملی کی تحمین اور سکی صورت یہ مہملی کہ پہلے جناب عالی نے خوش انظر علی خان کو شاہ جہان آباد بھیج کر نواب عالم الدین خان بیٹا نواب خان خاندان کو فیض آباد بلاوایا بعد اسکے علمی سیک خان لطافت علی خان خواجہ سرگرمی ہزار نعمیت فوج سے نواب نواب پوری سکیم بی بی وزیر اعظم کو بڑی عزت و تکریم سے طلب فرمایا ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۷۷۶ء فیض آباد پر بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی جس میں ۱۲ لاکھ روپیہ صرف ہوا اور اس کے کھانا شادی بیان کیے جائیں تو مطلب کتاب جو منسلک رہے، جائیگا بقاعدہ سلسلہ اہمال کے واسطے بیان کیا گیا

نواب گورنر جنرل بہادر نے دربار جناب عالی میں نہایت پہلے یا مرتبہ دو مرتبہ معلوم نہیں بار پڑھا جب کو مقرر کیا جناب عالی سے اور اسے بہت خصوصیت دی گئی تھی اس بہت سے ایک اپنے معاہدے کا نام جو اونچین دنوں ہوا تھا بنام می صاحب مرزا چاندر گرام ایک نفعہ شاہ عالم بادشاہ بھی آبادی فیض آباد میں تشریف لائے لال باغ میں رونق افروز ہوئے جناب عالی نے بڑی دھوم دھام سے معانی کی اور پروتہ و انگلی ۱۱ لاکھ روپیہ کا نقد و جاسٹ پیش کیا اور ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۷۷۶ء جناب عالی جب حاضر حضور بادشاہ اکہ آباد میں ہوئے اور آپ بندوبست صوبہ کو تشریف لائے مگر اپنی جگہ نواب میں الدولہ سماعت علی خان بہادر کو چھوڑ آئے یہ بھی مثل جناب عالی حاضر حضور دربار شاہی رہتے تھے اور سوقت ۱۲ یا ۱۳ برس کا انکاسن تھا + ایک ن بادشاہ جب رونق افروز لال باغ تھے برس میں تفریح شہت پر سوار گلگشت کو جناب عالی جب سبقت پیاوہ جلوہ بازی میں تھے بعد ہوا جوڑی جب شہت سوار ترونگہ اتفاقاً بادشاہ کا چرن بردار تھے رک گیا تھا جناب عالی نے پناہ دیہ حاضر کیا بادشاہ نے بہن لایا اور خود برہنہ پاسا تھ پہلے جب چرن بردار حاضر ہوا بادشاہ نے جناب عالی کو

غنیمت ہو میں بعد لشکر کے پھر محمدی چلا جاؤ تو گارغرض جب جناب عالی نے متواتر بار بار ارشاد کیا
 کیا راجہ کو اپنی خواہی میں جٹا کر سوار ہو ست راہ میں اوس سے زیادہ مہربانی فرمائی جب تیرے
 اپنے لشکر کے پہونچے جلوس سواری زیادہ ہوا دوسرے شخص سے فرمایا تم مہربانی فرمائی جب تیرے
 راجہ کو فرمایا تم دوسرے ہاتھی کی عمار کی خواہی میں جاؤ تو اس وقت اپنے بفرست دریافت کیا کہ یہ مہربانی
 میرے واسطے دالم گرفتاری ہے مگر اب کیا ہو سکتا ہے مجھ پر عماری میں جا کر بیٹھنے مجھ کو داک
 فیلبان کو ارشاد ہوا کہ پر دے چھوڑ دے یہ فرما کر خود تشریف فرما فیخیر آباد ہوئے چوہدر کو حکم
 ہوا کہ ملازمین اچہ کو یکم پہونچاؤ کہ راجہ اپنی سزای اعمال کو پہونچاؤ تم سب ملازم سرکار ہو اپنی
 نیکو کری پر حاضر ہو سبھوں نے حکم حاکم کی اطاعت کی بہت سے لوگ اس پر بھی راجہ سے خوش ہوئے
 تھوڑے افسرہ و لوگ یہ ہوئے حضرات مقلیدہ و رفیق خاص اچہ تھے جن پر راجہ و سوا و اعما
 تھا ایسے بچو اس ہوئے کہ سر بھر ہوئے ہتیار گھوڑا و اپنا اسباب چھوڑ کر راہ لی
 بعد اسکے نقد و جنس راجہ ضبط سرکار ہوا ۱۳۸ سو گھوڑے ۸۰ ہاتھی تو سچا نہ وغیرہ وغیرہ
 ملو کہ راجہ تھا ذیل سرکار ہوا کہتے ہیں کسی غیر خواہ راجہ نے دیاب گوہر جنرل بہادر کو عرضی اس
 دالم گرفتاری راجہ کی بھیجی کہ آپ کی غیر خواہی سے راجہ کی یہ صورت ہوئی فرمایا کہ ایسے امور
 خانگی جناب عالی میں یہ ہیں کچھ دخل نہیں جب محمد ایچ خان نے جناب عالی سے مفصل خبر
 عرض کی فرمایا میں نے اس برہمن بچے سے عہد کیا ہے کہ مجھے قتل نہ کرے گا اور یہ وقت نہ
 نیابت اس سے قسم جناب امیر علیہ السلام کی کھائی ہے اب حیران نہ ہوں کیا نہاد ہوں اگر قتل
 نہیں کرتا بہت سے فساد و مقصد میں اور خلافت عہد بھی ہو سکتا ہے عرض کی انا ہا کرنا ہے
 کہ رنگ کا بتر از قتل ہو فرمایا اچھا تمہیں اختیار ہے جاؤ اوسے اندھا کر ڈالو یا نہ چاہو جسے
 تعمیل ہوئی سر چند راجہ نے الحاج و زامی کی مگر مثل ملک الموت حکم حاکم کو مقدم سمجھے وہ ذہن
 آنکھوں میں نیل کی سلیمان پھر وادین یہ صورت اسلئے ہجری مطابق ۱۲۷۵ ع
 اور تصدیق ۱۲۷۵ ع ہجری مطابق ۱۲۷۵ ع بعد کو ریشمی رجب کا روز باریات
 محمد ایچ خان کے سپرد ہوا فی الحقیقت بڑا نامک حلال و غیر خواہ سرکار تھا اگرچہ
 جاہل علم تھا

ثابت جنگ ولایت سے لارڈ ہو کر صوبہ بنگالہ کے بندوبست کو تشریف لائے جناب عالی کو ملاقات ہوئی اور طرفین سے عہد و میثاق کی یہ صورت ہوئی کہ صوبہ الہ آباد جس کا مدخل ۲۴ لاکھ روپیہ اور صوبہ کوثرہ جہان آباد ۲۴ لاکھ سال کا مجموعہ ۴۸ لاکھ خرچ بادشاہ کے واسطے ہو گا کیا جاوے باقی صوبہ اووہ جو ایک کروڑ پچاس لاکھ کا جو اور پچاس لاکھ کا بنارس اور غازی پورہ ۱۸ لاکھ کا یہ جناب عالی کے اختیار میں ہے اور پچاس لاکھ صرف سپاہ لشکر کشی جناب عالی کو کیا جاوے وہ ضلع صافنامہ ستر ہزار سے طرفین سے فرستادے اور محکمہ ہونی لارڈ صاحب نے اپنے ہاتھ سے اپنیل جناب عالی کو دی اور سیلج جناب عالی نے تیراں شریف دیا بعد اسکے معاوضہ ہوا بعد ہفتے عشرے کے بادشاہ عالی گھر نے خلعت سجالی جناب عالی کو دے کر رخصت کیا روانہ فیض آباد ہوئے ۔

نواب گورنر جنرل بہادر نے سند نظامت صوبہ بنگالہ نجم الدولہ میر جعفر علیخان مرحوم کے بیٹے کو دی اور سند دیوانی سپانم کبھی انگریز بہادر اس وقت پر ملی کہ ۲۴ لاکھ سالانہ خزانہ شاہی میں ارسال ہوا کریگا اور محاصل صوبہ بنگالہ بطریق تنخواہ نام کمپنی انگریز بہادر سند بادشاہ سے لکھی الی اور مقرر کیا کہ نواب نجم الدولہ ۱۰ لاکھ سالانہ اپنی ذات کی واسطے لیا کریں اور سب ملازمت ملکی و مالی اور گکارہ پشت فوج اور تحصیل مال متعلق صاحبان غلہ کمپنی پر تشریح تاریخ ۱۲ ماہ گشت ۱۷۵۷ء مطابق ۲۴ ماہ صفر ۱۱۷۷ھ اسکے بعد نواب گورنر جنرل بہادر سمیت کلکتہ تشریف فرما ہوئے اور شاہ عالم عالی گھر کئی برس تک الہ آباد میں رہے کیواسطے کہ شاہجہان آباد سے اپنے ارکان دولت کے ہاتھ سے تنگ ہو کر نکلے تھے یہ احوال تفصیلی کتاب فتاح القواریخ مستر تائن لیمپیل محررہ ۱۷۵۷ء سے لکھا گیا ۔

غرض جناب عالی چند روز تک الہ آباد میں رہے انصاف و تدبیر و مہودہ کیواسطے وہاں سے اپنے ارکان دولت جان شاران خیر خواہان نکلیں اران قدیم کو متواتر شفق بھیجے کہ ہر شخص نقد مقدمہ و مناسب کہ مجھے روپیہ رسد کی کسر کیجئے جس کے میری آبرورہجای پر وہ دی نہ خود چاہے تو میں ہر ایک کار روپیہ جلد ادا کروں گا سبھوں نے پہلو تھی چشم پوشی کر کے عذرات بار دے ۔

شرط و معقود یہ تجویز قرار پائی کہ ملک بنارس اور جیت پلونت سنگھ مالگڈاری میں رہتا ہو
 نواب وزیر کو دیا جائے گا کہ بادشاہ نے وہ ملک کمپنی انگریزی کو دیا ہے نہ بارہ و عمدہ کیا جاتا ہو
 کہ ملک مذکور حسب ذیل اوسے دیا جائیگا یعنی وہ سب ملک انگریزوں کے اہل و سوتیلے
 رہیں گے جب تک میعاد عہد نامہ جو پلونت سنگھ اور کمپنی کے ساتھ ہوا ہے متقدمنی نہ ہو جائے
 اور تاریخ انقضائے اوسکی ۱۷ سالہ نومبر ۱۷۰۸ء ہر بعد ازان نواب کو دخل دیا جائیگا کہ قلعہ
 چنار گڑھ پر دخل اذینکا اوسوقت تک نہ ہوگا جب تک شرط ششم عہد نامے کی پابندی
 تعمیل نہ ہو جائیگی +

شرط ہفتم نواب کمپنی انگریزی کو اجازت دیگا کہ وہ تجارت بلا معمول تمام ملکین
 کیا کریں +

شرط ہشتم تمام واسطہ داران اور رعایا نواب جسے کچھ بھی مدد یا اعانت ہوگی
 گذشتہ میں کی ہوگی اوسکے قصور و معاف ہوئے اور کسی طرح کی اوسے فراغت اس
 بارہ میں نہ ہوگی +

شرط نهم جو وقت یہ عہد نامہ دستخط ہوگا اوسے وقت فوج انگریزی ملک آہستہ
 روانہ ہوگی صرف فوج قلعہ چنار کی باقی ہے گی اور اوسے قدر فوج قائمہ آلاہا میں
 رہے گی جس قدر واسطے حفاظت بادشاہ کے ضرورت مند ہوگی بشرطیکہ بادشاہ
 ضرورت اوسکی بیان کریں گے +

شرط یازدہم نواب شجاع الدولہ نواب بنجم الدولہ اور کمپنی انگریزی یہ پتہ
 کرتے ہیں کہ وہ صدق و نیت سے تمام شرائط مند رہے و قبول و التزام بندہ کا محض
 رکھیں گے اور رعایت کریں گے اور وہ نتیجہ یا حیرتہ اپنی رعایا سے بھی شکستگی عہد و امان
 جائز نہ کہیں گے اور فریقین معاہدہ و ضمانت ایک دوسرے کے ہوتے ہیں کہ تمام شرائط
 عہد نامہ حال کے تعمیل ہونگے اس پر دستخط اور عہدہ ہر ایک فریق معاہدہ کے بقا
 الہ آباد تاریخ ۱۶ اگست ۱۷۰۸ء عہدہ ہر دو پارسی کی +
 منشی اعظم الدین لدنی اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ جب کہ نواب کا یہ مطالبہ

نواب شجاع

اور شکوک کا اٹھانا۔ پہلے گاجن سے نکل بعد ازیں اس اتفاق میں واقع ہوا۔
 شہر طرہ و رسم درجہ تیکہ ملک شجاع الدولہ پر بعد اسکے حکم کسی ویشن کا ہوگا تو نواب
 شجاع الدولہ پر کپنی انگریزی اور کسی بد جزو فوج یا کل فوج سے کرینگے کہ جیسی ضرورت وقت ہوگی
 اور جب قدر حفاظت ضروری مالک اپنے سے بلا وقت ممکن ہوگی اور اگر ملک اب نواب الدولہ
 پر یا کپنی انگریزی کے مالک پر حملہ آور ہوگا تو نواب اس طرح ان کی بد جزو فوج یا کل فوج سے
 کرینگے و حال تیکہ فوج انگریزی کپنی نواب کی معین ہوگی تو جب قدر خرچ نیکم اور کا ہوگا اور
 کفالت نواب پر ہوگی۔

شہر طرہ و رسم نواب بعد قی دل وعدہ کرتا ہے کہ وہ ہرگز اپنے یہاں نہ کرے گا
 انگریز کو اور نہ کسی اور کی مدد یا رعایت یا حفاظت ان کی کریگا اور وہ یہ بھی وعدہ کرتا ہے
 کہ جو انگریز فراری ہو کر اس کے ملک میں آئیں گے اس سے بھی وہ حوالہ کر دینگا۔
 شہر طرہ و رسم شاہ عالم باو شاہ قباہین کوڑہ پر اور اس وقت جزو اضلاع الہ آباد پر
 رہے گا جو اب اس کے ہفتے میں ہیں اور جو اس سے واسطہ قائم رکھنے حیثیت باو شاہی
 کے ویاستے۔

شہر طرہ و رسم نواب شجاع الدولہ پھر بھی بعد قی دل و نیت درست وعدہ کرتا ہے
 وہ بلونت سنگھ کو زمین داری بنارس اور غازی پور اور ارون اضلاع پر خواہ اس کے
 تھے جب نواب جعفر علی خان مرہوم اور انگریزوں کے پاس حاضر ہوا تھا بشرطیکہ
 مالک داری نہ دیتا تھا اور سقد رویتا رہے گا۔

شہر طرہ و رسم اس کے کہ کپنی انگریز کا جنگ گذشتہ میں صرف کثیر ہوا ہو لہذا نواب قباہ
 رہے پاس لاکھ روپیہ حثیت قباہ کا جنگ گذشتہ میں صرف کثیر ہوا ہو لہذا نواب قباہ
 یہ عہد نامہ تصدیق اور منظور ہوگا اور پانچ لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی
 عہد نامہ ہمارے اس طرح ہر کہ عرصہ ۱۲ مہینے میں تیار عہد نامہ ہذا سے
 جانیگا۔

کے پاس لاکھ روپیہ صرف لگائی وہ جناب عالی دین نصرت نقد و نصرت باقی برتنیاد و دیوبند
 اور جب قدر اس عرصہ قلیل میں تحصیل اللہ انگریزی کے تحصیل کیا جو وہ محمد امین اور ایک صاحب
 رزیدٹ سرکار جناب عالی میں ہمہ وقت و کالات حاضر ہے اس سے کسب و کار کی باخات و مقدمات
 جناب عالی میں نہوا اور طرفین دوست کو دوست دشمن کو دشمن ایک دوسرے کا سچا دشمن
 جو سرکش و تمردی اپنی موت و کھانے اس سے ہر ایک اپنی ایمانیت فوج سے زبردست کر کے
 اور خراج جسکے دے پڑے تھے جب یہ عہد و میثاق جو چکا جناب عالی اور چل کر نک
 اک آؤد بشریف فرما ہوئے۔

الحق عہد نامہ جناب عالی

راٹ انڈیل رابرٹ لارڈ کیمبرلن آف پلیسی نائیت کمنٹیگ آف دی ہوسٹ انڈیل
 اور لارڈ آف دی ہوسٹ کیمبرلن اور سپریم لارڈ فوج اور پرنسپلٹ کوئل و گورنر فورٹ ولیم
 اور تمام آبادیہائی متعلق کمپنی مشملہ سودا گران انگلستان جو تجارت ہندوستان کے
 اضلاع بنگالہ دہلی اور فیہین کرتے ہیں اور جان کارنگ صاحب برکٹیر جنرل کرنل
 ملازم کمپنی مذکور اور کمڈنگ لارڈ فرخاچ متعینہ بنگالہ کی کل اختیارات اور حکامت میں جناب
 نواب نجم الدولہ صوبہ دار بنگالہ و بہار و اڑیسہ اور نیز میں جناب کمپنی مشملہ سودا گران
 انگلستان جو ہندوستان میں تجارت کرتے ہیں عطا ہوئی جو کہ صلح و امنی استحکام
 نواب شجاع الدولہ وزیر الممالک کے سچے و کر کے منعقد کریں اور ان کو فوج ہو کشت
 وہ متعلق ہو یا آئندہ متعلق ہوگی کہ مختیاران کل مذکورہ بالا نے شرائط و قیل و نواب
 قرار دیے ہیں اور شرط پر کیے ہیں۔

شرط اول ایک و اقوی و عام صلح اور دوستی پیر یا اور اتفاق مستحکم فیما بین
 نواب شجاع الدولہ اور ان کے وارثوں کے ایک طرف اور نواب نجم الدولہ اور ان کے وارثوں
 ایسٹ انڈیا کمپنی کے طرف ثانی قائم ہوگا اور نیز متعین معاہدہ میں منصوص ہو کر اتفاق
 باہمی فیما بین میں اور اپنے اپنے ممالک میں اور رعایا میں قائم رکھنے اور آئندہ کسی
 یا سبب اجازت برخلافی برعکس کی نہ ہوگی کہ کوئی یہ امر کرے اور یا بتیا تمام امر متنبہ

پاکستان میں نہ پڑا ایسا فتنہ غفلت و خود دہری کے سرین سما گیا تھا +
 غرض صورت اصلاح حال و صلح یہ ہوئی کہ عہدی گھاٹ پر کنار دریاؤں گنگ لشکر جناب عالی
 اوس پار جانب شمال لشکر انگریزی تھا جناب عالی جریدہ بسواری بالکی جھار دوار خیز فوج
 اردلی سے کشتی پر سوار ہوا اوس پار تشریف فرما ہوئے جنرل کرناٹک صاحبان افسر کو جب یہ
 خبر پہونچی پہلے متعجب و متحیر ہوئے جب قریب کشتی پہونچی مع افسران جلیل الشان جنمے سونکل
 استقبال کیا لب فرش تک جلو سواری میں ہے جب بالکی سے اوتارے معافہ ہوا تو پ
 نے کچھ کلمات یاں ارشاد فرمائے جنرل صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا آپ سے ارادہ فراموشی کا
 نہ بیشتر تھا اب ہو جانے آپ کی مروت و محبت جو افروزی کا مثل نہ دیکھا اور نہ سنا لیکن ازل سے
 قاسم علی خان نے ہم سے نقص عہد و پیشانی کیا اور بد بے ہماری نیکی کے بددی پیش آیا اور
 دیر ہمارے قتل و قلع کے ہوا اور چاہے بیگنا ہوں کا خون ناحق بہایا پس ہم بھی خائف تھے
 لیکن معلوم ہوا کہ زمانہ جو افروزیں سے خالی نہیں ہوتا اور مرد وہ جو جو بوقت غالب ہونے
 دشمن پر رحم و مہردی سے پیش آئے جیسا آپ نے اپنے مہمانوں پر عہد نوازی فرمائی ہم سب
 لکر گزرا ہیں اور آپ کے استقلال دیکھ کر یقیناً نہیں اور یہ صورت خاص لڑائی کی فقط بیوفائی
 سے ہوئی بہر حال معنی بھی اب ہم آپ کے دوست کو اپنا دوست سمجھیں اور دشمن کو آپ کے
 غزوین ہمارے دشمن کو آپ پر متوجہ ہیں جناب عالی کو پہلے جس قدر تشویش و غلج خاطر تھا
 سب فہ ہو کر شگفتگی و تسکین خاطر ہوئی اور ہر سوال کا جواب مناسب دیا اور باتفاق و معہاج
 شان حاضری نوش فرمائی اور رفع اشتباہ کو اوسی خیمے میں اتراحت بھی فرمائی یہی طریقہ
 و صیافت سرکار شاہی کا تا انشاء سلطنت رہا اور طر فین سے استقبال و شایعت
 صورت رہی +

کتاب کمنہ تباریخ انگریزی میں جو بعض کلمات عجز جناب عالی تحریر دیکھے وہ
 ت سے نہیں سنے +
 بعد ہفتہ عشرہ معرفت رات و شب اب تو تصفیہ صلح سرکارین اس صورت سے ہوا

اب میری عقل نفس میں علاج و دولت یہ کہ آپ اس قوم سے صحیح فرمانین تو بہتر ہو گذشتہ
 معلوم ہو ہونا تھا وہ سب ہو چکا اور سکی صورت یہ ہے کہ آپ جو پہلے تنہا اون کے پاس
 تشریف لیجائے غالب ہے کہ معاجمان معراج ازراہ محبت و جو اندری اپنی یکجا ہوا احترام کو بڑھا
 اور کہ پہلے کی دعا و فریب سے پیش نہ آئے کئے کسواٹے کہ ان کا بھی یہی مہر اول ہے
 کہ انی مہرین جلد ہی نکرے گئے بلکہ انکی نکل کو غنیمت جانیں گے اور پوچھنا آسے اور دعا و مبارک
 کرے اور اپنا دشمن جان و آبرو جانے گا بدین وستی و غیر خواہی و عاقبت اندیشی تھا
 عرض کیا ان کے حضور کو اختیار ہے و

دوسری صورت خدا دادیہ ہوتی کہ کوثر جہان آباد کی لڑائیں یا موسیٰ گرین انہماقی
 وہ صاحب خیر جلیل بہت اشکر انگریزی سے گجی پر سوار پہلے جاتے تھے راہ میں سرگرم
 کے رسالے کے سوار گرفتار کر کے لے آئے بعض کو یہ اندیش نے چاہا کہ مثل گرفتاری
 عالمیچہ مثل کرین اور بنج مامون کو بھی اپنا مثل یقین ہو گیا کہ دشمن کے ہاتھ سے جان کا
 بچنا مشکل ہو تا ہو لیکن جناب عالی نے ازراہ جو اندری اور بخین نبی عزت و احترام سے
 علم و دین سے بین رکھا تھا اپنا ایمان کیا اور لو اور نہ ہمانی ہو یا فرمایا اور بتی پیرین فروری پیرین
 سب کو حکم فرمایا اور عجیب یہ کہ اشکر اسلام میں شراب غیر ملکن حتیٰ بہر از تماش وہ بھی سیر ہوتی
 اور جس چیز کی امتیاج ہوتی تھی ہینا ہونہاتی تھی ایک دن وہ دونوں صاحب خیر حضور جناب عالی
 ہوئے تھے اور ایک دفعہ خود بھی جناب عالی ان کے غنیمت میں تشریف لیجا کر متہا تراشاہ
 فرماتے تھے کہ جب آپ کا جی چاہے بسلاست اپنے اشکر پہلے جائے وہ کہتے تھے نہیں
 یہ صحبت آپ کی بہت غنیمت ہے جس دن رخصت ہوئے آٹھ گھوڑے خانہ سواری کو
 چار ہاتھی کشی ہوا میز شہت و منہ ازراہ شرفی عنایت فرمائی و

جب یہ دونوں صاحب خلیل الشان اپنے اشکر میں بسلاست اب عزت داخل ہوئے اپنے
 کہ ان افسرے جناب عالی کی بہت و جو اندری و مہانداری کی بہت تعریف کی اور صاحب
 بھی مشتاق ملاقات ہوئے اور یہ صاحب بھی محکم علاج حال ہوئے اقبال اسے
 کہتے ہیں اور یہ خدا چاہتا ہے کہ بڑے کام سب بن جاتے ہیں بلی گار دین کی کو

علی ابراہیم خان سب نقای عالیجاہ نے زوہساؤ لشکر جناب عالی سے مہر افشست دینی کر لی
 غرض ایک دن پیشتر لڑائی بکسر کے عالیجاہ لنگڑی مٹی پر سوار مع اپنے عیال لشکر جناب عالی
 سے روانہ الہ آباد ہوئے اور بیکان واحد قید جناب عالی سے سخات پانی علی ابراہیم خان
 نے اور سوت بکسی میں بھی ازراہ ولایت و ہی و نمک ملائی بمقتضا و شرافت نہراریہ میں
 اور گاہڑا اپنی سواری کا بھیج دیا لیکن عالیجاہ نے ازراہ غیرت قبول نہ کیا پھیرے پھر
 اتمان وزیر ان الہ آباد پہنچے چھوٹے سے مکان کرائی میں اور ترے پھر لکھنؤ ہو کر پہل
 ملک فافنہ میں گئے اور قید فرنگ سے محفوظ ہے ہر چند یہ مرحلہ جناب عالی اویسا جان
 عالی شان سے پہلے طو ہو چکا تھا کہ ہم عالیجاہ کو گرفتار کر کے تختین بندینگے
 کہتے ہیں کہ عالیجاہ کا خیمہ لکھنؤ میں کنار دریا کو مٹی پر قلعہ محفی بھون برپا ہوا تھا
 اونکے سامنے ایک طرف وہ قرآن منات دنیا میں دوسری طرف زار ہنود رکھتے
 کہ اگر فتح جناب عالی ہوئی زارہنوں کو نگا اور اس قرآن سے بے ادبی کر دے گا یہاں
 کہ خیر شکست بکسر سنی

خلاصہ ملک فافنہ میں بھی صورت قیام نہ ٹھہری بعد چند روز کے پریشان ہونے حال
 ہو کر میانے میں سوار شاہجہان آباد پہنچے نواب بخت خان نے بڑے احترام سے
 اپنا مکان کیا اور کہا کہ اب خیال ملک بنگالہ اور قصور سہارنہ وزارت کو دل سے دھوکے
 حاضر حضور شاہی رہنا غنیمت سمجھتے ہیں بہر صورت آپ کی خدمت گزار سی اور کفالت کہ حاضر ہوں
 عالیجاہ بھی اپنی عادت قدیم سے مجبور تھے چند روز رہ کر ایک غرضی بادشاہ کو اس
 مضمین کی دی کہ اگر غلام کو بجای نواب بخت خان حضور سرفراز فرمائیں تو اوہ نے بہتر
 انتظام مالک محروسہ کر دے گا جب نواب کو یہ خبر معلوم ہوئی آمد و رفت موقوف کی بلکہ کفالت
 سے ہاتھ نہ اوٹھایا بعد چند روز کے سبزی منڈی میں انتقال کیا حضرت شاہ مردان میں
 دفن ہوئے فاعبتہ ذیال اولی الالبصار

ملقات جناب عالی بدران گاشیہ و صلح فیض آباد کو آنا

خلاصہ جناب عالی بعد شکست بکسر مت الہ آباد روانہ ہوئے راہ میں مقام چھپرہ سے

جب یہ فوج کڑائی بھی بجا لگی پھر فوج انگریزی نے لشکر کو لوٹا تو اب عمار الملک کا بہت
 اسباب تلک ہو ا تو اب سبھت خان جو جناب عالی سے بیدل و بر خاستہ ہو رہے تھے وہ بھی
 ہندیل کھنڈر ہو چکے و دخل رفاقت صاحبان عالی شان ہوئے فوج انگریزی جو لکھنؤ آئی تھی
 راسی شتابہ اسی نے اوس سے انتظام ملک و دھکیا اور جماعت افغانہ جس نے وہ تھی
 رفاقت جناب عالی کا کیا تھا وہ مزہنوں کا بھی مقابلہ دیکھ چکے جناب عالی مضطر ہو کر پھر
 فوج آباد آئے کہتے ہیں کہ جناب عالی نے بعد قبض و تصرف اپنے ممالک محروسہ کے بدل جانا
 کہ نواب عمار الملک کو یہ لاکھ کا مالک ملے و کرو دیوں کس واسطے کہ وہ ہر حال میں شک
 رہے تھے مگر اوں خوں اویں قبول کیا خلافت اپنی حمت کو سمجھے اور وہی راہ و رسم نمایاں
 پریشان حالی تو قاسم علی خان عالی جاہ و شاہ جہان آباد یہ ہو چکے ہیں

مختصر احوال پریشانی نواب قاسم علی خان یہ ہے کہ بہت صاحب مروت و فیاض
 اگرچہ متلون المزاج خلقی تھے اور فی الحقیقت صاحبان عالی شان اور میر محمد جعفر خان
 و دیون انکے محسن تھے اویں نے اوں خوں سے سر خلافت کیا اہل تواریخ ممالک شرقیہ کہتے ہیں
 عالی جاہ نسبت خلافت جناب عالی جانتے ہیں اویں نے حق سبحانہ اور وقایع نگار اہل قانع
 اس مملکت کے از روی تحریرات مراسلات مخفی عالی جاہ سے جو درباب غزل و بر مجی و ذرات
 جناب عالی جو بادشاہ کو بھیجی تھی اویں کی خطا جانتے ہیں العلم عندہ ان امور سلطنت
 کچھ حکام غوب جانتے ہیں

خلاصہ شروع بگاڑ یہ جو اگر پہلے جناب عالی نے لاکھ روپیہ عینہ ماہ بہاد کو طلب کیا
 جو عمار غلام آباد میں قرار پایا تھا عالی جاہ نے اس خیال سے کہ شدت تقاضا جو خاں عالی
 سببات ملے یہ جواب دیا کہ اگر میں مرشد آباد کو رخصت ہو کر جاؤں اور انتظام انگریزی میں
 خلل پڑے تو متنازعہ نہیں باغفل فوج انگریزی یہاں کم ہے و نہایت قسرو و علوم
 ہوئے ہیں اگر میں وہاں جاؤں گا تو کار سر کار ہو و لت و انجام پانچکا جناب عالی نے فرمایا
 کہ اگر عالی جاہ پھر کرنے آمین تو کیا کر دے گا خلاصہ یہ مدت کے سوال و جواب نہیں ہیں
 مہینے لگے نہ عالی جاہ عذر بے بنیاد عتی کرتے رہے آخر اکیڈن جناب عالی نے وقت

نواب خاں

اپنا رہنا مناسب بنانا بلکہ روپیوں سے مطمئن نہ ہوئے چنانچہ ایک دفعہ سپاہ سے کچھ
مناسب بھی ہوا حانظر رحمت خان نے دیکھا کہ اگر کوئی امر خلاف ہمارے ملک میں ہو اڑی
جنگالت ہوگی عرض کیا کہ اگر حضور میرے ساتھ نواب احمد خان نکلیں نواب فرخ آباد کو پاس
تشریف لیجلیں غالب ہے کہ آپ کے تشریف لیجانے سے بنگالرات دیرینہ نواب مرحوم کے
وقت کو جا ڈریں اور آپ سے بلاعت پیش آئیں گے اوسوقت بھی جمعیت لشکر خباب عالی
کچھ کم نہ تھی اور انھیں دنوں احمد شاہ ابدالی بادشاہ کابل نے میدان خالی دیکھ کر قصد
داخلہ شاہجہان آباد کیا تھا پھر سوچ کر راہ میں سرہند تک ٹھہر رہا تھا کہ تحصیل زربخوبی کیجیے
اسی بہت سے جناب عالی کو بھی منظور ہوا کہ شاہجہان آباد جا کر موفت نواب نجیب الدولہ
شاہ کو عرضی دیجیے اور دو کروڑ روپیہ کا وعدہ پیش کر کے اپنی لگ کو لے آئیے
لیکن وہاں سے یہ تدبیر بھی بن نہ پڑی +
جب نواب روانہ فرخ آباد ہوئے قریب شہر پہنچے نواب حانظر رحمت خان پہلے

لریم سے داخل شہر ہوئے اور طریق ضیافت و معافی فراخویر حال بجالائے
آخر جناب عالی بصلاح نواب عماد الملک اوٹھاراد ہو لاکر کوہ ۴۵ ہزار جمعیت فوج سے
شریک کیا کہ چالیس ہزار کوچ بین ہزار مقام دینگے پھر وہاں سے جمع ہونے نواب
الملک صاحبان عالی شان سے لڑنے کو آئے چنانچہ یہ معرکہ جنگ کوڑہ جہان آباد
میں قریب کا پور ہوا +

کرنا کہ صاحب ہمارے جب یہ خبر سنی تھوڑی فوج لیکر آکر آباد سے روانہ ہوئے جب
امر جٹوں نے پہلے کچھ ہنسنے بائیں ہاتھ پانوں ہلائے جب چھڑ توپ کا اور
لگی سیدھے سرحد کو الیا پر پہنچے مگر فقط ملہار راؤ تنہا اپنی جوانمردی سے
ہاکہ میدان سے نہ ہٹے جناب عالی اور نواب عماد الملک سمجھا کر اپنے ساتھ
جان دینے سے کیا فائدہ متھاری بہادری میں کچھ شک نہیں لڑائی میں
کا اختیار بجا ہے +

بلکہ شہنشاہ یہ ہوا کہ اس لوٹ میں ہزاروں نیکو کار بھی شریک ہو گئے تھے اب ناظرین خیر نعمت
دیکھیں کہ یہ نفع موروثی کئی تیا لیا انگریزی سے کسوج سے بھاگی بنظر حسن تدبیر شاہ
اتفاق فی دینی استقامی سربازی و سرکشی دوسرے اقبال وادار آقا اور اثر نیت خاص

انگریزوں پر سب بھگتے سرسبز پریشان حال درگاہ قوتی ندی کے پار ہونے کو جمع ہوئے
منجہ انگریزی پیچھے چلی آتی تھی اوہنے سکوزیر باڑھ کر کھ لیا تھا اور وہ دونوں طرف کے لوگ
اس پاراوس پار کے خاکِ مذلت پر گر رہے تھے اس محبت سے عجیب حال سبکا ہو گیا تھا
کیکے ہوش میں اس باقی نہ رہے تھے ہزاروں دریا میں ڈوب کر مر گئے تھوڑے عرصے میں
نیکے لشکر بادشاہ بھی ایس پاراؤں پر جا پڑا لی بھی پاراؤں سے آخر پر دگیان عصمت کو روانہ
اگر آباد کیا +

بادشاہ بھی جناب عالی سے صاف نہ تھے بلکہ کبیدہ خاطر ہو کر ملاقات صاحبان عالی شان
بہانے نہ دے دیتے تھے اسوقت جب صاحبان عالی شان نے بادشاہ کو بے پروا کیا
اور انکی عظمت و جلالت و شان و شوکت کی خوب قسمی کھل چکی اور اپنا بھی ویدہ قوت
وزور دکھا چکے تھے راہ و رسم مراسلات اور درخواست اپنے پشت و پیادہ ہونے اور انکا
کی بٹا ہر کی یہ فہم و فرست و انانیاں فرنگ کی جدا سے عنایت کی جو اور امر تقدیر ہی جہان
پس ہمیں سے نکلا ہر ہے کہ صاحبان عالی شان نے قناعت اسی زمین و وزارت پر ٹھہر
پیش قدمی خلافت عقل و سمجھ و الاستیخار ہندوستان اوسیدن ہو چکا تھا شرق سے
غرب تک کی تحقیقت کو کھل چکی تھی شمال میں کوہستان جنوب میں سمندر و بان اسنے
زیادہ کون اساتھا لہذا اس زمین پر مستقل ونا چاہیے پھر دراج سلطنت پر جانا آسان نہ تھا
اور بچا یک کیسے گھر میں چلے جانا چاہیے اگرچہ اس میں ایک مدت گزر جاوے آہستہ فرام
بلکہ مخدوم اب یہ سب حقیقت حال سننا حال میں کھل گئی خوف اتفاق قوم سب کا
جاتا راگو یا سب چراغ ہندوستان بجھ گئے +

اتفاقہ جناب عالی بمصالح نواب عنایت خان بانس بریلی تشریف فرما ہو و بان بھی

شجاع تلخان میان عیسی اور شیخ زادہ سے تلنگون کی بند و قون کی آواز شکر اس گمان سے
 کہ مبادا یہی بہادر بیٹے زیادہ اپنی ناموری کر جائے جن جناب عالی ہمیں تجاالت ہوگی
 منظر سے ہو کر بے دریافت حال پشت سر سے ہلکے ہوئے لیکن انکے آگے جھیل اور دلدل
 تھا گھوڑوں کا اوسہین سے گزرتا تھا پھر اعلیٰ اسکے اڑنے کے آگے ٹھہرنا آسان نہیں ہے
 انکے جانور سے سمر کی توپ جو فوج انگریزی پر گولہ برس رہی تھی ترک گئی کسوائے کے میان عیسی
 ہزار خرابی تھوڑے سواروں سے جھیل کے پار ہو کر نشانے گولیوں کے ہو گئے اور لوگ جو
 بہادر سے میدان میں ڈسے رہ گئے تھے انکی پادریوں میں فوج ہو گئی جنہیں معج و ریاست
 ہوا سے تلاطم میں آجاتی ہے اور سب زیادہ آفت سماوی یہ ہوئی کہ جب لڑائی شروع
 ہوئی تھی ہوا موافق تھی اب موٹھری کی ہو گئی طرفین سے دھواں جمع ہو کر مثل ابر سیما
 غلیظ چھا گیا اس عرصہ میں تنگہ جو مقابل یعنی بہادر تھے داخل لشکر ہو گئے اویس کو بیڑا
 رکھ لیا اس صورت میں کسیکا پانوں نے ٹھہر سکا ایک تزلزل غلیم لشکر میں پڑ گیا ہر ایک کو اپنی
 جان کا بچانا مشکل پڑا پہلے حضرات مغلیہ جو بمقام و ہم قبیلہ تھے اور کس نکاس اپنے تئیں
 لڑا اب جاتا تھا اور اپنی نخوت و غرور سے بکڑیا مرد جانتے تھے یہ رنگ کھکھراپنے آقا سے
 مدار سے ہاتھ اٹھا کر بھاگنے لگے کہتے ہیں کہ لڑائی میں خدا نکرے کسیکا پانوں اور ٹھہ
 تھے بیکے پانوں اور ٹھہ جاتے ہیں آخر اپنے لشکر کو لوٹنے لگے جناب عالی یہ حال بدیدہ
 ہر ایک ساعت تک متحیر رہے تماشا و قدرت خدا دیکھنے لگے پھر گھوڑے پر سوار پڑے
 کہ کچھ تھیں شرم و حیا اور خیال نگواری نہیں وہ حمیت ہمتی اور غرور کھلا ہی کیا ہوا
 نسا تھا بلکہ سیدھی راہ کاٹ کے اپنی راہ لیتے تھے جناب عالی کی طرف نہ آتے تھے
 یا تو تھک کر ایک درخت کے سایہ میں کھڑے ہو رہے تھے یہ حال کی سرکار
 تھی مولف کتاب نے بھی اوسے دیکھا تھا
 انگریزی نے داخل خیم ہو کر نقد و جنس و جواہر چھپایا خاطر خواہ لوٹا جسکا حالت

جنکی جمعیت فوج چھ سات ہزار سوار و پیادہ تھی سمرو مع مویشی مددک فرس پشت پر اٹھ کر
ضرب توپ سے ٹھہرے اور راجہ مینی بہادر نے کنار دیوار گنگ تھریب خرابہ ہاسی آبادی
قیام کیا اور یہ دونوں صاحب توپین اور اٹھ پٹالن لیکر جو بطریق انگریزی آہستہ تھین
مقابل فوج انگریزی ہوئے اور جناب عالی و ہمینی طرف سے مینی بہادر بائیں جانب سے
مقدمہ ہوئے لڑائی شروع ہوئی اور طرفین سے توپ کا گولہ برسے لگا اور سپاہ مجروح و
مقتول ہونے لگی جناب عالی بہمال جبارت و تھوڑے فوج مغلیہ فوج انگریزی پر یورش
کرنے لگے اور غازیان رکاب ظفر انساب واد مرانگی نینے لگے اور سمرو و موسر مدد کی
تو اپوں سے اور جناب عالی کے متواتر یورش سے فوج انگریزی عاجز آگئی اور مال انیشی
بار سفر کشیتوں پر کر چکے تھے صاحب کمان افسر نے جب یہ صورت دیکھی کہ اونکے آگے
جھیل اور دلدل ہو یورش نہ کر سکنگے فوج کو کنار دیوار بھیجا کہ تم مینی بہادر پر یورش کرو جو بھٹا
قرب ہو چنانچہ فوج آہستہ آہستہ کنار دیوار چلی اور ایک ایک سپاہی اون خرابہ شہر کے
تہذیب جا پہونچا جہاں فوج راجہ آر پکڑ کر باطنیان بٹھی ہوئی تھی شیخ غلام متاد اور
شیوخ لکھنؤ متدین راجہ بندو قین باختہ میں لیے گھوڑوں سے اوتر خرابہ کے زیر دیوار باڑ
پکڑے بیٹھے تھے تلنگ انکی نظر بجا کرتنگ گلیوں سے ہو و فقا دیوار و پیر حط حکم پہلے
مینی بہادر کے لوگوں پر پتھر انیشین ڈھیلے دیواروں سے نکال کر ستھراؤ کرنا شروع کیا
اس واسطے کہ جب دیوار کی آڑ سے غلطہ ہو جائے گولی کی زد پر آجائے شیخ غلام متاد
او سوقت طہر دار ہو کر مع اپنے رفقا لڑنے پر اوٹھ کھڑے ہوئے جب تک کہ سب شیع جمع
ہو بائیں اس بلا کو سر سے دور کریں اب تلنگ جمع ہو مع اپنے افسر مدد آہستہ ہو گئی
طرفین سے گولی چلنے لگی بعد دو تین باڑھ کے شیخ غلام قادر وغیرہ حق نمک سوا ہوا ہو کر
خاک پر گر پڑے باقی بیدل ست چھوڑ کر میدان سے ہٹ گئے راجہ نے سر اسیمہ ہو کر
رفقا سے پوچھا کہ اس وقت کیا کریں اگر ثابت قدم رہیں تو ہمیں جان دینا ہے اور اگر تہ
مزید ہے تو یہاں سے نکل جانا مناسب ہے بعض جان نثاروں نے فرمایا کہ گھوڑوں سے اوتر پڑیں لیکن
سکینے وقت مثل باد منظر آہو پونچے راجہ خود اپنے گھوڑے کی باگ پھیری او سطرف سے

سنے اس خبر کے لشکرین تلام اور انقلاب عظیم برپا ہو گیا تھا تاہم ایجاہ اپنے رفقاء و صحابہ
لیکھ اور جان شاران جناب عالی اوس وقت کے سب مردانہ و راجا پرے اور سب بات
شکر خدا بجالائے اور باتفاق داخل لشکر ہو کر رسیدہ ہو بلا تامل و ہرج و مرج گذشت +

القصہ سمیورت سے مہینے بھر تک یہی حال رہا مقابلہ اور مجاہدہ انگریزوں سے ہوا کیا اس غرض میں موسم برسات آپو پنچارامی جناب عالی اور تجویز فرمائی خاص یہ ہوئی کہ اب اس قدر نزدیک حصار قلعہ ٹھہرنا اچھا نہیں مناسب وقت یہ ہو کہ کبھر میں چلکر چھاؤنی کیجیے کہ وہ بلحقات صوبہ عظیم آباد و دیرایو گنگ مقابل ملک جناب عالی قریب غلامیہ راجہ باونت سنگھ ہے انشاء اللہ تعالیٰ بعد برسات بخوبی تدارک لڑائی کا کر کے مقابلہ کریں گے پس لشکر میں حکم تقارہ کوچ ہوا +

اس عرصہ میں بادشاہ کو بھی بواسطہ تحریف خطوط بعض ہوا خواہان انگہ بڑی نظر پریدہ
صاحبانِ علیشان اور اوکی ممنونی جان کہ منظور ہوا کہ باخفا ساز و اتفاق صاحبان
مہرج سے کیجیے تو بہتر ہے اور نواب منیر الدولہ کا پانوں بھی بساط استقلال سے
لغزش میں آیا لیکن دانیال فرنگ نے اس صورت میں خلافت حکمت جانکہ قبول کیا اس
کہ بادشاہ کو مستقل مزاج بناتے تھے بلکہ تابع مرضی و فرمان پذیر ارکان دولت سمجھتے تھے

خلاصہ حب میدان مصافحہ مقابلے سے خالی ہوا عین شدت برسات میں میجر بطور
جو مقابلہ جناب عالی پر مامور تھے فرصت وقت غنیمت سمجھ کر تھوڑی سی فوج موافق
حساب غلہ و رسد وغیرہ ضروریات لیکر عظیم آباد سے چلے اور کہا کہ میں اسی فوج قبیل سے
چند روز میں نواب پر ظفر پا کر پھر آتا ہوں +

اور جناب عالی موسم برسات جانکر چھاو فی کبیر میں باطمینان خاطر مشغول ہووے۔
 ہو رہے تھے کہ گویا اپنے ممالک محروسہ میں بطور سیر و شکار نکلیے ہیں بلکہ ایک ٹی ٹیپ
 کو کچھ دنوں کنار دریا و سوہن مقابل فوج انگریزی فقط بجفاطت پل چھوڑ آئے تھے
 و سے بھی منگوا لیا تھا بہر کیف جو ہونا تھا وہ ہوا اب مختصر خاتمہ محاربہ ہے۔
 والسلام ہجری ۱۲۹۷م جناب عالی مع فوج مغلیہ اور شجاع علیخان عرف میان عیسیٰ

وہاں جبری علیہ السلام جناب عالی سے صبح مغلیہ اور شجاع علیخان عرف میان عیسیٰ

گر پتا تھا اور شعلہ آتش شراب و دھون فوج کا خاک پر پونج رہا تھا اور ترقی و دوپہ
 مثل برس یا غلیظ میٹا کر دیناری کے ہو رہا تھا اس عرصے میں جناب عالی نے فوج
 علیجاہ کے پاس بھیجا کہ میں مقابل تحاسیے و شہمونیوں کے لڑ رہا ہوں تم وہاں کھڑے ہو
 کیا کرتے ہو اور سطرف سے تم بھی مثل میرے مقابل ہو کر یورش کرو کہ اوپر عزم و قتال ہو
 ہو جائے اور اگر تم میرے پاس نہ آ سکو سر و کوب میرے پاس بھیج دو کہ میرا کسے
 تو بین ہائے اور سو اگر روپوش سے جمع ہو کر حاکمین علیجاہ نے اس جنگ کا مشورہ
 میں چھوڑنا ہوا تھا وہاں سے حرکت نہ کی اور سر و کوب بھی اپنے مقام سے نہ سر کیا ہوا
 کہ وہ پہرہ ہو گئی مگر گسائین نے اپنے ناگوں سے حملہ کیا لیکن لگے نہ بڑھ سکا اسوائے
 توپ کے پتھر کے آگے بڑھنا مشکل ہے میں وہ دن تو سہل و آسان تھا
 خانہ آیلح ہر روز دلا وہاں لشکر فکریوریش کرتے رہے کبھی نور جال میر محمد جعفر خان
 کبھی جانب شرق شہر سے اور یہاں ہر روز شہر پاتا تھا اور کچھ نہ ہو سکتا تھا جیسا
 فساد کھنوں میں بنی گار دکا مال و کچا کہ رام چاہے تو اسے کھڑے کھڑے لینے
 اسپر سلمان قرآن ہندو گنگا جل ہر روز اوتھاتے تھے +
 اس عرصے میں ایک دن جناب عالی چند سوارینہ موافق منابطہ قدیم اطراف شہر اور
 مو جال پر پھر تھے کہ ناگہا کوئی صاحب مع سوار ہمدی خان کئی پہرے تللوں سے
 اطراف حصار قلعہ سے کھل کر لشکر جناب عالی پر آئے تھے راہ میں سامنا ہو گیا طرفین سے
 ازراہ نادانگی بسبب پیش تو ربطہ و قراولی رد و بدل نیز و تیر و شمشیر ہونے لگی
 جب بہت قریب ہوئے میر ہمدی خان نے جناب عالی کو پہچان کر ایک صاحب سے کہا کہ
 تم جانتے ہو وہ جو ان خود شروائین سے کون جو میری نواب ہو اگر اس وقت ہاتھ آ جاو
 تو پھر لڑائی ختم ہو صاحب نے اپنی فوج سے ملک طلب کی اور جناب عالی کو اپنے لوگوں سے
 وکایا جب ساجی فوج انگریزی کو دیر سے فوج لے ایک شخص نے ویر کر لیا میں خبر کی
 کہ جناب عالی فوج انگریزی میں کچھ گروہیں اس عرصے میں خود جناب عالی نے ازراہ دانائی
 گھوڑے کی باگ پھیری اور تابست آہستہ دور ہو کر اپنی سرحد بشکر پہنچے لیکن مجھ

باوصف ان کے نظر کثرت فوج صاحبان عاملشان نے محض ازراہ دورانہ پیشی مع
میر محمد جعفر خان عظیم آبادین پہونچ کر فوج جریدہ سے ارادہ فرامحت اراد سے آگے بڑھ کر
کیا تھا اور اب تاب صدیات فوج قاہرہ بنجا کر مقابلے سے منہ پھیرا تھا اور برانیوں کے
ہاتھ سے جو راہ میں ہر طرف لوٹتے پھرتے تھے بچکے تعلقہ شہر مذکور میں داخل ہو گئے تھے
اور کئی توپیں قلعے کے گرد ہر طرف پھرتے پھرتے آگ لگا کر آپ بھٹی پھاڑی کی طرح سب آگ بجھیل پر پھرتے
تھے اور ایک توپ کو پہاڑی کی چوٹی پر لگایا تھا اور میر محمد جعفر خان اور ان کی فوج کو سب
آگ بجھیل پر مامور کیا تھا اور جانب جنوب شہر کو چھڑ کر کئی کمپنی تانکہ سے نوادہ کی حفاظت
مستعد ہوئے تھے یعنی میر محمد جعفر خان کہ اپنے پشت سر کیا تھا

نواب وزیر الماک مقام سید آباد سے بسبب طغیان فی آب سیدھے راہ عظیم آباد چھوڑ کر
وریا وسوہن کے کنارے اوڑھے تھے وہاں سے کوچ کر کے عظیم آباد سے چار کوس پر پہونچ
یہاں باوصف کثرت کمپنیوں کے پھرتے پھرتے لشکر میں باقی کی قلت ہوئی نہر خنداں بھی کمپنیوں
کھو دیے تھے دوسرے دن جناب عالی مع فوج سجیاب سوار ہوئے اور شارع عام سے آگے
بڑھ گئے اور راجہ جینی بہادر مع راجہ بلونت سنگہ اور اور فوج دست است جناب عالی قریب
جا کر ٹھہری نواب عنایت خان دو تین ہزار سوار روہیلہ سے اور گشتائین ہمت بہادر
پانچ چھ ہزار سوار سے اور عالیجاہ پانچ پلہنتی لیک کر سیر کر دی سمرا انگریزی توپوں سے
اور پانچ چھ ہزار اور فوج دہلی طرف راجہ جینی بہادر کے دورتر مقابل فوج میر محمد جعفر خان
اور پہاڑی کے جا کر خیمے لیکن توپ کی زد سے دور ہٹ کر

غرض جب ایٹھ صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے جناب عالی عمارات آبادی
خارج شہر سے ہو کر آہستہ آہستہ قریب میدان علی باغ کے بڑھ آئے ب اللہ الرحمن الرحیم لکھ
پیلے لڑائی بان اور توپ شروع ہوئی جناب عالی مع فوج دلاوران ازراہ شجاعت و شہر
قدم قدم آگے بڑھنے لگے انگریزی فوج سے بھی توپ چلنے لگی اور سمرا کی بڑی توپ کا
گولہ جو صفوف عالیجاہ سے دور تھا زیادہ کام کرتا تھا تانکے اور سکی فوج کے زخمی ہونے
لگے اور کبھی گولہ سر فوج سے گذر کر درمیان اوسکے اور عالیجاہ کے میدان میں

راہزنوں کا شکار ہوا تھا اور اگر کوئی مال سے جان کو غریب سمجھتا تھا مارا جاتا تھا کثرت لشکر سے کوچ و مقام میں امتیاز نہ تھا اور جو چیز شاہ جہان آباد میں مشکل سے ملتی تھی وہ لشکر میں بے منت ملتی تھی +

راہ میں بعض دولتخواہوں نے جناب عالی سے عرض کیا کہ انگیزیوں سے موافقہ حاصل نہ ہوتا ہندوستان لڑنا سچا ہے صلاح دولت یہ ہے کہ اگر فوج مغلیہ سے دستہ بستہ ہو کر چلے کس واسطے کہ اگر سالہ ہزار سوار کا ہو گا اسطرح آہستہ ہو کر چلے گا اور پھر دفعتاً سچاس ہزار نہ اسکی گاپیں مناسب ہے کہ سالہ جو انان خوش اسپہ اور سردار اور ان کے افسر جانفشان منتخب ہو کر ہر راہ کا ساتھ ہوں اور مخدرات عصمت مع فوج زائد افسران عمدہ کے ساتھ ہر حد ملک سرکار پر رہیں جناب عالی جبریدہ مع فوج جبار انگیزیوں پر جا پڑیں کس واسطے سنتے ہیں کہ انگیزیہ مقام بکسر سے قتل لڑل ہو کر اوٹھو جاؤ اور اگر اہل نام صبح جب تک کہ وہ مسعد و طیار ہوں آپ وہاں پہنچ جائیگا تو اس صورت میں اگر ان کی جمعیت متفرق و پریشان ہو گئی اور انتظام لڑائی کا برہم ہو گیا آپ کی فتح و نصرت ہو اور جو سامنے آکر مقابلہ کرے اسے تلوار سے مارنا چاہیے اور اسباب جو پس ماندگان ہاتھ لگا کر اسے آگ لگانا چاہیے اور توہین بھاری جو ہاتھ لگیں اور خین ناقص کرنا چاہیے کس واسطے کہ دفعتاً ان کا لیجانا مشکل پڑیگا لیکن افسوس ہے کہ ماہ و صفت اس انتظام اور انتظام کے کسی سے کچھ نہ ہو سکا ہر چند کہ جناب عالی خود بنفس نفیس متوجہ ہر انتظام پر ہوتے تھے مگر فوج ظفر مہج جو پیشتر سے ناوی و فوج گراہی ز قمار کی ہو رہی تھی کب سنتی تھی اور کب جانتی تھی جتنا سمجھاتے تھے اس کے خلاف کرتی تھی راہ چھوڑ کسی گانوں میں سے اپنی راہ پراتی تھی اس سے لوٹ کر آگ لگا دیتی تھی رعایا کو گانوں اپنے گانوں سے جان بچا کر دوسرے گانوں میں اپنے لٹنے کی خبر کر دیتی تھی وہ اور یہ دونوں مارا آگے جا کے بے سار لیتے تو اس مدت سے ملک بھی یہ نون طرف راہ سے برباد ویران ہوا جلا جاتا تھا ہر دیار طرف ایک بنگلہ وادید اور پراپور ہا تھا ظاہر ہے جب یہ صورت فساد ہوئی تھی فتح کو مان خواستہ شاہ شکست ظاہر ہے +

کہتے ہیں کہ جب وہ وقت آیا جیساراجہ کہتا تھا نواب صاحبان ہاتھی پر سوار میدان
مصاف سے چلے راجہ نے پکار کر کہا کہ حضور سنا عیش و عشرت یہیں رہا جاتا ہے
چسکوں سننا تھا +

القصہ راجہ نے جب دیکھا کہ باتیں خیر خواہی اور عاقبت اندیشی کی خلاف طبع
جناب عالی ہوتی ہیں آخر تنگ ہو کر وکیل صاحبان عالیشان کو جواب صاف دے دیا
کہ میں اپنے عتی نمک سے ادا ہوا اور سب کشتی و فرائض بھیجا چکا اور یہ خوب جانتا ہوں
کہ متران خاص نے جناب عالی کو میری طرف سے منحرف کر دیا ہے میں نمک پروردہ قدیم
ہوں اب خدا کو اختیار ہے +

جناب عالی بھی اس مقدمے میں ایسی اختلاف راہ اراکین سے پہلے متروک ہو
کہ آخر میں کیا کروں لیکن بہر حال تدبیر تقدیر سے مجبور ہے اب جو ہونا ہو وہ ہو میں اپنے
قول و اقرار سے باہر نہ نکلا بہر حال حمایت عالیجاہ کرنا چاہیے افوض امری الی اللہ
کافی ہے +

کہتے ہیں کہ عالیجاہ کے ساتھ باوصف اندراجات لڑائی کو جبین کر ورون روپہ
صرف ہوا اس حالت میں کہ میں ۱۰۰ ہاتھی خزانہ و جواہر و اشرفی کا ساتھ تھا اور
نمک حرام و سب جو خور و زبوا اور حقد رہبان رنگیا یا تلف ہوا اس کا حساب نہیں +

خداوند لڑائی عظیم آباد و کسرو میدان کو راجہ ان بابو جو جو لڑا لڑا
القصہ کشتی نکال دیا کہ گنگ پر بندھا لشکر پکڑے مجبور شروع کیا راجہ
بلونت شکہ نارس باختلا و اقوال راجہ بینی بہادر سہراہ رکاب ظفر انتساب تھا اور سب
سردار قوم افغان شل نواب غنایت خان بیٹے حافظ رحمت خان کے اپنی جمعیت
لشکر سے حاضر تھے اور انہوہ عوام لشکر میں ہنگام لوٹ اس قدر تھا جس کا حساب نہیں
اور ورائی اپنی فوجی ضبط و ربط سے لشکر میں خانہ جنگی کرتے جاتے تھے افسرین کا
کہنا ٹانگے تھے ایک دوسرے کا مال چورالیتے تھے کوئی مطموم و غریب کوئی دوا و میداد
کو نہ پہونچتا تھا اور وقت روانگی لشکر جواہر سے پیچھے رہ جاتا تھا وہ قراق اور

صاحبان عالیشان تک پہنچائی تھی خلاصہ مطلب اول کا یہ کہ اب ہم محض ولایت و تعلقہ
گزارش کرتے ہیں کہ آپ صوبہ عظیم آباد ہم سے لیجئے وہ کیا نیکے اور یہاں سے بسا
پھر جائے اسکے بعد ہم امیدوار ہیں کہ ہمارے اور آپ کے محبت و اتحاد اس استحکام کو رہے
کہ ہمارا دوست اپکا دوست آپ کا دشمن ہمارا دشمن ہو اسکے سوا جملہ آپ کی فوج جائے
بے شکنت مافی النہیر سے آگاہ فرمائے کہ ہم خدمت کو بجالائیں فقط۔

دوسری جانب سے جواب و سوال شتی معاملہ میر جعفر علیخان کے حضور جناب عالی میں
گذرتے تھے اور قطع نظر ان سب کے بالاتر سب یہ امر تھا کہ حال صفائی طینت بادشاہ اور
ان کی ہماون المہاجری کا جنوبی کھلیا تھا کہ محض بطع مال و زر عمدہ وزارت کا عالیجاہ کو
بھی امیدوار کیا تھا اور آپ جو مستعد و سرگرم اوس ملک میں جانے کے تھے یہاں سے نہیں
کیونکہ ہو سکتا تھا کہ ایسا وزیر اعظم صاحب فوج و حکومت ہماوی پادشاہ سے ہاتھ اوٹھائی
شرافت و بکیر وردگی کے خلاف اور حسن تدبیر سے بھی بعید تھا اور نواب سالار جنگ اور
میرزا علیخان و میر فتح خان و نواب مدارالدولہ صاحبان شہر تھے اسکا حال تو ظاہر ہے
کہ مدت عمر کوئی لڑائی اور ایسا معاملہ نہ کیا تھا فقط گمان غلط اپنی کثرت فوج پر کھڑے تھے
اور قلت فوج انگریزی کو اپنی نظر میں حیرت مانتے تھے اسکے سوا اپنی ناہمی سو جناب عالی
کو سمجھاتے تھے کہ آپ کا نائب انگریزوں سے بلکہ باتین بنا تا ہوا اس صلح سے الہیہ لفظ
رفع شر اور پاکیزگی و تعلقہ ہی اور باطن میں ساز و موافقت انگریزوں سے اپنے انجام کا منتظر
جیت ہو کہ یہ فوج مغلیہ ہم قوم و ہم قبیلہ اور یہ تو بچانہ آج کے دن موصول ہجا و پھر کہ
کام آئیگا جو ہاتھ اس لڑائی سے اونچا بیگا۔ باتین عیش و عشرت کی ان صاحبان کی
ستھین لغویات لائق درنگ میں عمر بسر کی تھی پھر کوئی کمال اندیشی کو سمجھتے ایک فقط رہا
اپنی دولت و تعلقہ ہی اور دلسوزی سے متواتر عرض کرتے تھے کہ حضور جو صاحبان عالیشان کہ تو
مان لین اگر اس طریق سوبستی صلح ہو جائے تو لڑائی سے بہتر ہو کس واسطے کہ جنگ دوسرا
اور یہ جو مقرران خاص آپ کے مصالح سے رہی ہیں اسکا انجام بہت بُرا ہو اور غمناک
گہری پرانہن سے کوئی نظر نہ آئیگا آگے سے رموز مملکت خویش خسروان دانند۔

مگر عالیجاہ نے ایسی حالت سرسبکی میں دم نہ مارا کہ مجالِ موافقہ نہ تھی اگرچہ سید نے اپنا
ظاہر حال بدل کر استمالِ ظاہری کی تھی اور باطن میں اسی رسوخ سے اکثر ارکانِ دولت
جنابِ عالی کو بواستہ منبرِ شمس الدین مر فی عالیجاہ اور واسطہ جواب و سوال گانٹھ لیا تھا
اور خطوطِ استمال بہت سے تشنیعی خاطر بھیجے گئے تھے محال کلامِ قرار و فیما بین جنابِ عالی
و عالیجاہ یہ ٹھہرا کہ جب تک جنابِ عالی جنگِ نگرِ یزی میں شریک ہیں لاکھ روپیہ کوج اور
پچاس ہزار مہاجی لیا کریں اور بعدِ اختتامِ مہم اور تسلطِ تامِ جنگِ تین کروڑ نقد و نقدیہ
عظیم آباد جمع فرمائی لاکھ کا حصہ جہاد و مزا المانی یعنی نو اب صدقہ الوداع کہ دینے کے ایک ہزار
سیام الکلیام صاحبانِ عالیشان و مفت راہِ شتاب راہِ بواستہ راجہ بینی بہادریا جنابِ عالی
متبع اثر جنابِ عالی کو پہنچتا تھا کہ ہمیں ملازمانِ عالی سے اور آپ کو ہم سے ہرگز سرخاثر
و محاربہ نہیں ہو آپ نے اتنی مسافت جو اپنے ملک سے یہاں تک ٹلو کی ہم جلتے ہیں کہ سفر
باغواہی عالیجاہ ہوئی وہ بد باطن مزو مجنون متلون المزاج شخص کش ہر پہلے میر محمد بیگ خان
کے ساتھ کیا گیا جو بجایِ باب تھا او سکو بدولت پایہ امارت حکومت پر پہنچا بعد اس کے
میسے جو عہد و پیمان کیا تھا ایک قلم توڑ کر ہمارے بیگناہوں کا خون ناحق کیا باوجود
اس کے نظامتِ ہنگالہ فقط ہمارے زور و قوت دوستی اور موافقت سیمائی تھی چاہتا تھا
کہ ہمارا نام و نشان باقی نہ رہے اب تھک کر آپ سے رجوع کی اور آپ بمقتضایِ انوارِ مرتبہ عالی
جیسا کہ امرِ المودۃ و الاقرب و رئیسِ حلیل الشان کو چاہیے پیشِ انعام ہو کہ آپ پر بھی انکو لٹوں
کا حال بخوبی کھل گیا وہ آخر کو آپ سے بھی یہ دغا کرینے اوس وقت ہمارے کئے کی
صد اقت ہو جائیگی۔

وجہ اس کی یہ تھی کہ عالیجاہ نے باخشاہِ بادشاہ کو عرضِ خدمت کی تھی کہ میں و شجاع الدین
کے افسرانِ فوج کو موافق کر لیا ہوں انکو میں گرفتار کر لیا انکا امیدوار ہوں عہدہ وزارت پر
غلامِ سر فرزند ہو بعد فتح و رفعِ ہنگامہ کارزار دو کروڑ سالانہ پیشکشِ حضور کیا کرے گا اور اپنا
نائبِ نظامتِ ہنگالہ میں مقرر کر کے خود حاضرِ حضور ہو گا اور عرضِ خدمت کرے گا کچھ یہ بھی
تھا اور یہ خبرِ مفصل جنابِ عالی کو معلوم ہو چکی تھی اور نو اب غیر الوداع فرستے رسوخ سے

ملاقات جناب عالی جناب شیخ علی خیرین سے

زبانی مرزا کلب علی مرحوم کیفیت ملاقات جناب عالی اور جناب شیخ علی خیرین کی یہ ہے
ایک دن جناب عالی نے اپنے نسبتی بھائیوں نواب مرزا علیخان و نواب سالار جنگ کے
جناب شیخ کے پاس گئے اور ہمیشہ صورت ملاقات جیسی چھوٹوں کی بڑوں کے ساتھ
ہوتی ہو کہ جناب عالی حسب دستور ولایت عمود فرماتے تھے اور وہ مثل بھتیجے کے پیش
آتے تھے قریب پہنچے آداب سلام بجالائے اشرفیان مذکور کی گزراہیں جناب شیخ نے
موافق رسم ولایت پیشانی پر بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس چاندی کی پلٹ گدی پر
بٹھا لیا اور بعد تفارقات عجمی سبب غریب پوچھا عرض کیا قاسم علیخان اپنی لکال و رحمت
کو لیے جاتے ہیں مجھے عہد و بیان سے لیا ہو اور انگریز اس پر اسرار کرتے ہیں کہ تم شریک
عالمیجاہ ہو بلکہ تم سے ملک عظیم آباد بھی ملے لو کیا ضرر ہو غیث حبشہ تین ہلاکت ہیں انکا
اس صورت میں میں بھی سرود ہوں جناب شیخ نے فرمایا ہر حال صلح بہتر ہو اس میں ضرورت
نسبت شرکے ہو نواب سالار جنگ فرار راہ گستاخانہ عرض کیا کہ انکی جمعیت قلیل ہے ان
فوج قاہرہ کثیر خدا پیارے تو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالینگے آپ فتح فیروز کی دعا
فرمائے جناب شیخ نے پیغمبر فرمایا قلیل کہ اکثر فتح کثیر پر ہوتی ہے نہ سنا ہو گاتے کہ یہ
آتش فزنگ ہیں انھیں کم سنا ناچار ہے بظاہر انکی بنیاد نظر نہیں آتی گھبراہٹ میں طبقہ
گاوزمین سے گزری ہوئی ہے تم نہیں جانتے کہ ہاے پیغمبر نے عین حکمت مجھ کے
اٹھ توہ فاسد صلح کی تھی بعد اسکے ایک سوا ایک شرفی مثل فرزندین کے بطریق شیرینی
مے کر رخصت کیا دوسرے دن جناب شیخ نے اپنے حاضرین سے بافوس کہا کہ اس
جماعت سے کچھ نہ بوسے گا سوا اسکے کہ مسافت راہ طح کر کے ناکام پھرین جنگ حتما
بادا مایان ننگ

تشریف فرما جناب عالی ہاں علیجاہ میں اور چار و چار غم محارہ

خداوند عالمیجاہ نے پہلے یہ سنا کہ کہ بے ہوشہ و کالت جناب عالی کے پاس بھیجا اور ان
سید معاصیہ جو وقت کہ اسباب سے رہتا اس سے کھلتا تھا جو اہریش قیمت لاکھ بکا پڑا

مہر کو نصف راہ مل کر چکے تھے دوسرے خطیر اپنا سپہ سالار مناسٹہ جانا کہ جناب عالی کو کچھ
 شک گذر گیا اسولہ مشہور کیا کہ میں فقط بشرط ملازمت جانا ہوں غرض جناب عالی بھی
 ازراہ مصلحت سوار ہو کر دوسرے کو استقبال کر کے بڑی عزت و توقیر سے لائے دعوت کی
 نواب محمد قلیخان نے اشرفیان نذروین بظاہر اپنا قدیمہ باطنی کیا لیکن جناب عالی اس
 دشمن استہین سے مطمئن نہ ہوئے اس غرض میں آپ میل بگیشان جوانی مہانی فساد ہو
 کر گیا جناب عالی کوئی اجماع الطمینان ہوا ہر چند سرداران مغلیہ اپنی کثرت قوم پر مغرور رہے
 نواب نے بھی عدالہ سے غفلت عاقلانہ اختیار کیا آپ استقبال ہو و واجب کہو تیرا بڑی غیر
 جبکہ اللہ عز و شریع ہوئے مطابق شہداء جناب عالی لشکر عظیم لیکر راجہ باونت سنگھ
 بنارس پر تشریف فرما ہوئے راجہ خود جناب عالی سے لطیف گڈھ چلا گیا وہاں سے
 غرضی مع پیشکش نقد و جنس بھیجا و ہران کیا اور عذر عدم مصوری لکھا جناب عالی نے
 بنارس سے مراجعت فرمائی +

اس غرض میں جناب عالی کو پریہ اخبار سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ عالی گہر نواب علی الملک
 کے خوف سے شاہجہان آباد سے تشریف لائے ہیں جناب عالی باریاب شرف ملازمت
 ہوئے سات لاکھ روپیہ نقد اور بہت سی خیرین پیش قیمت نذروین حاصل تحریر یہ ہے کہ
 باوجود ان سب خدمت گزاروں کے بادشاہ نے اپنی تلون مزاجی سے نواب محمد قلیخان
 کو امیدوار عہدہ وزارت کر کے اپنے ساتھ لیا تھا اور بڑی فوج سے ملک بنگالہ لینے کو
 چلے تھے نواب عداو الملک نے وقت پا کر ایک خط نواب کو لکھا کہ بھائی صاحب شفق میرے
 شاہزادہ کا حال تو کھل گیا اب تم از براہ خدا ان سے غافل نہ ہونا محمد قلیخان تمہارا بھائی ہی
 مگر اوسکی دوستی کو دوستی سانپ کی سمجھنا جہاں تک اس کے غافل نہ رہنا چنانچہ جب شاہزادہ
 و الاتبار کہ آباہ پہونچے وہی ملین عالمگیر ثانی نے انتقال کیا محمد قلیخان نے سخت و جبر
 شاہی طیار کر کے انھیں بادشاہ کیا بادشاہ نے ازراہ کمال عظمت خسروانی انھیں
 تلمذ ان عثمانیت فرمایا یعنی صاحب شفق کیا اور فرمایا کہ تم یہ نیا بت نواب شجاع الدولہ کا روف
 وزارت کرو نواب نے کچھ ذکر حسب رشتہ عرضی اس مضمون کی اور نذر خاص نواب شجاع الدولہ

مغز ہر موقوین اپنی جمعیت قلیل سے تمنا بے مقابلے کو دیکھتے ہیں اسی عرصہ میں اپنے
سرمایان میں نے جو زیادہ تر فساد اٹھائے ہوئے تھے انواب محمد قلی خان کو بہت ملحق
اور اپنی آمد و رفت دربار انواب سے موقوف کر دی۔

نواب عالیہ والدہ ماجدہ نواب جب اس باجری سے راتھن ہوئیں راجہ رام مرزا نے دیوان
اپنے در دولت پر بلوا بھیجا اور غویہ پس پردہ بیٹھ کر فرمایا آفرین نہ آفرین شرف کا کہ مرزا
کہ جس آقا اور آقا زادے کی بدولت لکھنؤ پر یہ سرت کیا ہوا اس سے یہی سلوک حق و عدل
اور نکلتا لی جاچو معذرت جنگ نے تجاری پرورش اسی دن کیا اسلئے کی تھی کہ تم اور کے بیٹے
کے دشمنوں کے شریک ہو یہ معلوم نہ تھا کہ اس گھر کی خرابی کے تخمین باعث ہو کر فتنہ کیا
کہ محمد قلیخان نواب برہان الملک کا بھتیجا ہے لیکن بقا خواہم کسی کا بیٹے سے عورت
بجائی سے راجہ نے عرض کیا حضور اگر ہماری جان صاف جلا دے کے کام آئے درشت
نہیں لیکن حضور انصاف فرمائیں کہ ایسی حرکت ناشایستہ سے شہر اور یہاں تین بر باد ہو جائے
ہو جاتی ہیں اور دوست دشمنی پر کمر باندھتے ہیں اور تمام ہندوستان میں ہذا مہو ہوتا ہے
ہم مذہبیان چنگیز کو محمد قلیخان سے کیا سروکار ہو میں سبنا تھا کہ اس مقدسے کا اناطولی
لوگ نہ ہندو کو اپنے طور پر رہنی کر دیا اب مصالح دولت یہ ہو کہ جس طرح حضور نے عہد نام کو
در دولت پر بلا کر فرمایا ہے اسمیل بیگان کو اور سردار مغلیہ کو بھی طلب فرما کے کلمات
القیام فرمائیے کہ اسلئے کہ وقت ہاتھ سے جاتا ہے بلکہ صاحبہ نے تخمین کن کن
فرما کر راجہ کو خدمت کیا بعد اسکے اسمیل بیگان اور بعض افسران مغلیہ کو بلا کر کلمات
مصلحت آمیز ارشاد فرما کے رشتہ کیا غرض یہ بلا گوانا بھی بے طور نازل ہوئی تھی
خدا نے سچایا اور ان لوگوں کو جو مال ہوا سنا جا رہا بعض کو خلعت بعض کو پاندان
عنایت ہوا اور نظر اجسامات نواب معذرت جنگ سب محبوب ہو اور اپنے ارادوں سے
سے باز رہے اور جو مناسب وقت سمجھے نواب محمد قلیخان کو لکھ بھیجا

تمثل نواب محمد قاینان

نواب محمود علی خان اجل گزشتہ بمحیر و پیکشہ پہلے خط سراجان منوج کے عازم ہٹوں کے

کچھ احوال

مسند نشینی نواب شجاع الدولہ بہادر اور کچھ احوال
بعض حکمرانوں کا اور مقدمہ منقول نواب فتح علی خان شہید پیر

نواب شجاع الدولہ بہادر ۶۶ سالہ ۱۲۷۴ء برسرِ سن شباب میں فنیں آباد میں
مذہب و وزارت ہوئے موافق دستور جہان نے نذیرین دین اطاعت پر کمر بند کیا لیکن
میل بیگانہ کا بی نے بس اپنے تسلط کے چاہا کہ نواب کو مثل صاحبزادوں کے بوجہ تیار
افسران صبح کو اپنے سے موافق کر لیا تھا اور نواب سے خلاف کر دیا تھا یعنی بیوی حکمران کے
ہے اور فرقہ سیاہ نے بھی جیسا کہ حق اطاعت چاہیے کی ہمیشہ دولتخواہ نواب محمد علی خان
رہے اور بدل منظور تھا کہ انھیں مسند نشین وزارت کریں اور نواب کیواسطے مع اوکے
متعلقین کچھ وظیفہ مقرر کریں مگر غافل اس سے تھے کہ دشمن قوی سے نگہبان قوت پر ہو
دوسرے سب یہ تھا کہ حضرات منجانب اپنی نخوت و غور سے نواب سے منحرف تھے بلکہ سب

پنہ تین مثل عمو کے جانتے تھے
اتفاقاً بعد چند روز کے بعثت ایک عورت قوم کھتری کو جو معرفت ہمت بہادر کو حد
نواب میں پہنچی تھی اوکے وارثین نے راجہ رام نرائن سے جا کر واویدیا واپسی بہنیرنی
کی اور یوں بارہنہار کھتری صبح ہو کر اسماعیل بیگ خان کے پاس فراہ کو گئے اوکے
اسی جیل کو غنیمت سمجھ کر سردارانِ غلیہ کو آگاہ کر دیا اور تجویز کیا کہ اگر نواب اس امر سے ہمت
نہ اوٹھائیں تو نواب محمد علی خان کو آگاہ کر دے بلکہ مسند نشین کر دیتے ہیں اور بقدر ضرورت
نواب کیواسطے کچھ مقرر کر دیتے ہیں از بسکہ خان مذکور کا تسلط نواب عہد کے حدیثیات سے
جانتے تھے آخر نواب کو پیغام بھیجا کہ گشتا میں ہمت بہادر اور اوکے بھائی کو
بھیج دیتے ہیں نواب الا جناب ہر شخص کے گنہ دہرینہ سے واقف ہو چکے تھے فرمایا کہ اس
امر کی باز پرس مجھ سے چاہیے نہ ہمت بہادر اسے لڑتے سمجھو کہ جب تک میرے دھم ہیں دھم
کیسی مجال نہیں کہ کوئی نظر سے ہمت بہادر کو دیکھ سکے اگر اس یاست کی یہی صورت
تو مجھے بھی منظور نہیں اس مسند سے بوریانی فقر بہر ہے تم اگر اپنی کثرت جمعیت نہیں

کچھ احوال

شائع کی نواب والاقد نے عزم باہجزم و انکی کیا تھا مگر افسوس کہ منزل الموت میں گرفت ہو چکے تھے آخر عند موت کی کہ اگر کچھ بھی فرصت مرض لاحقہ سے غلام کو دی جاتی ضرور ہوتی ہاں وقت قید بوسی حاصل کر کے انشاء اللہ اولاد نہک حرامیوں کو ہنسی واقعی و ذہنگا لیکن اجل فرصت کب دیتی تھی ہر چند مرض الموت میں تھا ترشہ شہری آیا کیسے پس اس ہنگامہ مناد و منالین سے بھی ریاست صوبہ میں غفلت چکا تھا نواب کی صفائی طہنیت اور باخدا ہونے سے بڑے کام بن گئے و دشمن اگر قویست ملہبان قوی ترست +

انتقال نواب

خلاصہ وہی عارضہ و نبل جو نواب برہان الملک مرحوم کو ہوا تھا نواب نے بھی اسی عارضہ وراثت میں مبتلا ہو کر لا الہ الا اللہ سید اعزہ الکتہ بر مقام پاڑ پگھاٹ نظامت سلاطینورین انتقال فرمایا لیکن نواب حکیم صاحبہ جو ہر سفر و معرکہ میں ساتھ رہتی تھیں اس کے صاحب خرم و فرست تھیں اسے چھپایا کہ مبادا متمر دین زمینداران سرکش سے اس عالم غربت میں کوئی فتنہ نہ ابیدہ بیدار ہو جاوے اس کی صبح کو موافق معمول عماری ہاتھی میں افش مرحوم لکیر سوار ہوئیں اور اوسیدن داخل فیض آباد ہوئیں بعد داخلہ محاسن ایہ سانچہ سب پر کھلائی انصاف و عجب صدمہ جانکاہ سب کو ہوا دفنا زخم کو ٹری دھوم مچا گیا گلاباڑی فیض آباد میں فن کیا پھر افش کو روانہ شاہجہان آباد سپر و مقام حضرت شاہ مردان کیا بعد اسکو حکیم مراد چچو بادامد سج الدولہ سیر شاہی پڑیاں مرحوم کی کرلا جو علی لکینے ازراہ کان جمیا اگیا یان ہو چکا ہو اس مدد و یات میں نابت نک دلال سرکار فطر راجہ نوال ای رہی جو خانام نیک آن تکا شہوری نوبل کنجہ اور واکچال کنارہ گھاٹ گھاگرہ کو ٹھکان بل کو مستی کی انجین کی تعمیرین ٹبری بہادر سپہ کالی نندی پر کام آتی ہر چند فیلیان لکھا کہ اگر حکم نہ کیا کہو لیچہ دن نہ مانا ایک تیر کام گنو بعد انکو کنجہ کو ذریعہ کنجہ ابراہیم کنجہ امر راجہ نیت رائی کو بھی کنجہ ڈالا کوئی آباد ہوا فوج غلیہ افسران جلیل القدر بقوت و نظم ریاست ہوا خود بھی سرگرم رہی کہی غافل نہ رہے

تاریخ ولادت نواب شجاع الدولہ بہادر
زود و تخیل نواب منصور
برہما نصاب از مطبع نور

جیسا طریقہ شرف و سبھا کا ہے نواب کو عرضی اس کیفیت خاص کی باظہار غلامی سلبی لکھی
نواب اس خوشخبری سے بہت خوش ہوئے اور وہ نواب شرف خاص محمد بن آفرین بھجوا
لکھنؤ پہنچی رفتہ رفتہ اس کو واسطے کہ سرانجام اسکا مبلغ خطیر مرہون قوت تھا نواب بیکم صاحب نے
اپنے پاس سے بارہ لاکھ روپیہ اور چار ہزار اشرفی دی کہ دشمنوں کا استعمال کیجئے اور قوت
لڑائی پر کمر ہمت باندھی چنانچہ معرفت راجہ رام نرائن کو ملٹا راہ و غیرہ مرہون کو ایک کرور
روپیہ پر بشرط استیصال چٹانوں کے راضی کر کے نسا بھمان کو سو کوچ کیا احمد خان نے جب
یہ صورت دیکھی ساٹھ ہزار سواریہ پیادہ لیکر اور دوسری طرف سے زوہیل علی محمد خانی سب
تقریباً نوے ہزار اپنی قوم جمع کر کے بعد عہدہ متباق نواب وزیر الممالک کے مقابلہ کو پہنچا
نواب والا جناب فیصل علی سوار مرہون کو حکم فرمایا کہ گنگا کے پل کے پار چلے جائیں جب سواری
پاراوترے پٹھان کانپنے لگے ٹھہر سکے اویسی رات کو سر اسیمہ ہو کر بھاگے ایک جگہ جا کر نیاہ
لی اس طرف سے نواب کی فوج نے تعاقب کیا راہ آنے جانے کی بند کی بعد تھوڑے عرصے
جب پٹھانوں کو دیکھا کہ اب کچھ بن نہیں پڑتی ملٹا راہ سے سازش کر کے موافق کیا آخر
شام سے صبح یہ ٹھہری کہ احمد خان سواری ۱۶ محال کے جو دو آب میں بہن کچھ اور علاقہ فرکید
اور علی محمد خانی ملک چٹانوں کا بہت توراٹنے کے اختیار میں ہے باقی جتنا ملک ہے متعلق وزیر
ہو پس اس صورت سے ملٹا راہ کو مختل دو کر دیا ہوا یعنی کرور روپیہ حسابی اور پچاس لاکھ
ایضا و عہدہ انتظام لڑائی نواب سے پائے باقی اور پچاس لاکھ چٹانوں سے ملایہ
مقدمہ ۱۶ محال کے امروہا

علی محمد خان نے اپنے ملک میں مسالہ یا نوابی خان داخل خرچ کیا وہوے نواب زیر الممالک
نواب محمد علی خان کو یہ نیابت اپنی محبوبہ اور وہ میں چھوڑ کر شاہ جہان آباد گئے بادشاہ نے
خاست فاختہ چار قبائل اور مرید جیتہ سترچ مرصع و کلنی سے غنایت کیا مخالف اور دشمن
نواب کے جتنے تھے خاک مذلت پر گرے مگر باطن میں شعاعہ اتفاق زیاہ شعلہ ہو پس اگر انشاء
سے دیکھتے تو اس محبوبہ پر تین کرور روپیہ حسابی صرف ہو لہے اور بعد وفات نواب مرہون
ایک خود نواب بنے دیا اور محنت و عرق دینے کی ہر رفت میں کی ظاہر ہے غلامی

کسی سے نہوئی بعض خیر و سر و مخالفت نے چاہا کہ نواب کو اپنے جال مکر و فریب میں پھنسا کر
 مسعود کہ احمد شاہ سے الگ ہو جائیں لیکن مہمت عالی و جو انگریزی مقتضی اسکی نہوئی اور
 دشمنوں کے بہکانے کو کوشش ہویش سے نشا چنانچہ جب معرکہ جنگ لاہور میں ہوا تھا
 عرصہ تک کر دیا طرفین میں ہزار ہا کا خون ہوا قریب تھا کہ لڑائی بکڑ جائے اسی لڑائی میں
 اعتماد الدولہ نواب قمر الدین خان وزیر اعظم سلطنت اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان کام
 نواب نے فقط اپنی فوج مغلیہ سے بڑی جو انگریزی سے معرکہ آرائی کی ابدالی کو شکست
 اسی لڑائی میں نواب کی بائیں آنکھ میں ایک تیر لگا آنکھ جاتی رہی جب سے نواب
 حدوہ چشم میں بلوری آنکھ رکھتے تھے بعد فتح فیروز شاہزادہ احمد شاہ کے ساتھ
 شاہجہان آباد آئے تھے جب پانی پت میں پہونچے رات کو خبر فوجات محمد شاہ غرضی
 کچھی نرائن کوئیل سے مفصل معلوم ہوئی صبح کو حاضر حضور شاہزادہ بہادر تہمت و تاج
 دہلی اور اپنے ہاتھ سے قمر محمد الدولہ و ارید شاہی فرق مبارک پر پھریا اور بیوقت بادشاہ
 نے ازراہ کمال عظمت فرمایا کہ ہمیں یہ سلطنت تمہیں اسکی وزارت مبارک ہو نواب فیروز
 آداب شکریہ بجا لائے پھر وہاں سے کوچ و کوچ داخل شاہجہان آباد ہوئے۔

مسعود کہ نواب احمد خان بنگلش میں فرخ آباد

مختصر حال اس معرکہ کا یہ ہے کہ جب ملک فرخ آباد قبضہ تصرف نواب میں آیا تو
 سپہ دراجہ نول راہی اپنے نائب کے کیا احمد خان نے رستم خان سے ملکر راجہ سے مقابلہ
 لڑائی کا کیا راجہ نے اپنی دلاوری سے لڑائی میں جلدی کی لڑائی کا پیر گئی آخر ٹھانوں کے
 ہاتھ سے شکست کھائی کالی ندی پر پار کیا جب نواب نے بڑی فوج سے مقابلہ کیا شکست
 کھائی شاہجہان آباد چلے گئے ملک و دھرمین عمل ٹھانوں کا ہو گیا بادشاہ کو بھی نخواستہ
 کے بہکانے سے نواب کی طرف سے کچھ لال خاطر ہو گیا سخت متور و رہنے لگے اس
 عرصہ میں نواب کی دلاوری اقبال سے اتفاقا ٹھانوں اور لکھنؤ کے شیخ زادوں سے پہلے
 خانہ جنگی ہوئی آخر نوبت بصفت جنگ پہونچی وہ نخوت و غرور و قوت حکومت و ٹھانوں کو
 نہوئی تھی جاتی رہی اور وقت نواب میر الدین خان شیخ الرشید نے بعد تہیال کئی

غرض بعد ملاحظہ وہ فہم و عہد بہت کے دوسو سو اور ولایتی زیر کشیکش کے لینے کو اور جو
اگر لیکھے اور خلعت سر فرانی محمد شاہ معرفت اپنے خدیوان خاص کے مرحمت فرما
نواب بالاستقلال صوبہ داری صوبہ پرلمو پرہے پس اہل انصاف بنظر بصیرت و چین
صوبہ اودھ مثل زمینداری اتماری ہو گیا ازراہ خیرید عطیہ شاہ کی بان رہا جیسا اکثر حکام و پیشا
کی زبان پر ہے کہ جب دروہ قوت و طاہ کی کم ہو گئی صوبہ داروں نے غصب کر کے
اپنی حکمرانی کی اسی جہت سے آج تک استقلال رہا اور ایک برکت خداداد و چین
سب کی عقل حیران ہے ۔

مشہور ہے کہ نواب بین بہت سی خوبان ذاتی تحین ازبجملہ ایک بات یہ ہے کہ
ابو جواد اہل ولایت ہونے کے محض ازراہ جہاد و فسانی سوا نواب بیگم صاحبہ خاص محل
کے کبھی کسی عورت پر ملتفت نہ ہوئے خلاف مرزا جلال الدین حیدر نواب شجاع الدولہ
بہادر کے کہ جنگی کثرت از دیواج و اولاد و بیا رہے ۔

نوکر شادی نواب شجاع الدولہ بہادر

جب محمد شاہ کو منظور ہوا کہ فیابین نواب صفدر جنگ اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان
قرابت ہو یہ امر بھی قدیم سے داخل ضروریات و لوازمات سلطنت تھا کہ بے اجازت
ابو شاہ خانہ زاد اور ملازمین شاہی کے آپس میں وصالت نہ ہوتی تھی اسی جہت سے سب کے
نسب داخل و تفریقانی پادشاہ بہتے تھے ارشاد کیا کہ یہ میری بیٹی ہے اس وقت نواب نے
باعت شاہی قبول کیا مگر نہ اپنے کت و قبیلہ میں کرے تھا ۔

فہم و عہد بہت کے دوسو سو اور ولایتی زیر کشیکش کے لینے کو اور جو
اگر لیکھے اور خلعت سر فرانی محمد شاہ معرفت اپنے خدیوان خاص کے مرحمت فرما
نواب بالاستقلال صوبہ داری صوبہ پرلمو پرہے پس اہل انصاف بنظر بصیرت و چین
صوبہ اودھ مثل زمینداری اتماری ہو گیا ازراہ خیرید عطیہ شاہ کی بان رہا جیسا اکثر حکام و پیشا
کی زبان پر ہے کہ جب دروہ قوت و طاہ کی کم ہو گئی صوبہ داروں نے غصب کر کے
اپنی حکمرانی کی اسی جہت سے آج تک استقلال رہا اور ایک برکت خداداد و چین
سب کی عقل حیران ہے ۔

معمر کاہ احمد شاہ ابدالی شاہ کابل

مشہور خاص و عام ہے کہ جو امور نواب کی محض جان نشانی اور سر فرہشی سے
ابو شاہ کے سر انجام بخوبی ہوئے اگرچہ ارکان اعظم سلطنت بھی شریک رہے یہ

مسند شیشئی ایوب محمود خان صدفدر جنگا در

جب نواب برہان الملک نے انتقال کیا محمد شاہ نے اونکے بیٹے صغیر الحسن کو
 عہدہ خلیفہ آبادی پر مع خلعت سرفراز کیا مگر کارفرمانی بدستور سابق منقول مرزا محمد تقیم
 ایوب محمود خان نواب صدفدر جنگا بہادر پر ہی فرائض الکی مایوری اقبال ہو وہ صاحب
 بطاخر عارضہ چچک سے مر گیا یا کسی اور صورت سے جیسا کہ ثقات کہتے ہیں اللہ عالم
 یہ امور دنیاوی ہیں نواب کو اصلاً خلعت نہ دیا کہ اسے اسے کہ یہ بھانجے اور داماد نواب
 مرحوم کے تھے اور نواب شیر جنگا جیتے ہی نواب صغیر کے تھے ازراہ اولوالعزمی معرفت
 طہاسب خان کے عرصہ شہادت اس معنویان سے حنفی زادری مدین نجی کہ غلام نواب
 سعادت خان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہے اونکی جانشینی ہی غلام ہے ایوب اللہ خان
 بھانجے جیتے کے ہوتے بھانجے کو وحشل انصاف نہیں امیدوار ہے کہ حضور اپنے
 برادر محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرمائیں کہ سندھوہ داری او وہ غلام کو
 مرحمت ہو جائے +

راجہ کچھی نرائن وکیل نواب کو جب یہ خبر معلوم ہوئی معرفت عبدالباقی خان
 صدفدر شہزادہ زادری بین ارسال کی کہ نواب برہان الملک کو نواب شیر جنگا سے
 بسبب اونکے حرکات ناشایستہ و خلاف کے صفا و قلیبی نہ تھی اگر ہوتی تو اپنے
 سخت جگر کو سپرد صدفدر جنگا کیوں کرتے اور دراصل یہ دونوں مستحق ہیں شاہ عالم پناہ
 مالک و مختار تاج بخشی ہیں جسے مناسب ہو سرفراز فرمائیں اور موافق حکم حضور اقدس
 اور مطابق شرح شریف بھی لٹی کے ہوتے بھتیجا وارث نہیں ہو سکتا اسکے سوا صدفدر جنگا
 مرد متدین خدا ترس صاحب لیاقت کار فرما درست عہدہ اور سپاہ بھی اوس سے
 راضی ہے اور دیکھو روپیہ نقد پیشکش حضور ہے فقط بلکہ زبردست فرولا و فی نرم شود +
 اگر وہ دیکھو و جمع ہوئے تو کیونکر یہ تدبیر نپڑتی سی طرح جنت آرام گاہ کی بھی رپڑ
 سے اس زمانے میں اوس سے بہتر صورت نکلتی انصاف کہ اجمل نے امان ندی
 من کی دستگیر رہی +

خدا سے ڈر کر جناب عالی سے عرض کیا کہ ازراہ عطیہ عوض خلعت و انعام صاحبات محل
 نے یہ نگاشتری سیدمانی عنایت فرمائی ہے جناب عالی دل میں کچھ سمجھ کے خاموش ہو کر
 اور اس محل کا دروازہ چھوڑ دیا حکیم صاحب اس پر بھی مطمئن نہ ہوئے بلکہ ہر روز فرعون
 و برہ جناب عالی بڑھتا گیا کہ جب جناب عالی مجھے دیکھتے ہو گئے ممکن نہیں کہ خیال
 خاطر اقدس میں نہ گذرتا ہو یہ حکیم باجدا تھے اگر اس زمانے کے ہوتے کیا کرتے
 بیسا حکماء عالی خاندان کا اکثر صاحبات سے لکھنؤ ظاہر ہوا آخر بعد چپ دروہر کے
 عرض کیا کہ غلام نے صحت حضور کے واسطے نذر زیارت کر بلا ہی معلیٰ کی تھی امید ہے
 رخصت ہوں جناب عالی نے بخوبی رخصت فرمایا نواب حکیم صاحب نے اپنے ناب کی
 ہریان لکے سپرد کیں کہ زمین ارض اقدس میں دفن کر دینا یہ زمانہ نہیں تھا کہ
 لکھنؤ سے نفس سلامت کر بلا پہنچتی ہے یہ بخوبی ریل و جہاز و خانی او طبع دنیا ہے
 چنانچہ مدت عمر تک حکیم صاحب مجاہد ارض اقدس ہے ایک او طاق پہلو سے ایوان
 روضہ قدس ہے اوس میں رہتے تھے جب زمان نواب آصف الدولہ میں حسابی
 داخل کر بلا ہوئے قتل عام کیا انھیں بھی وہیں فوج کیا شاعر فارسی تھے یہ بھی کاتب
 و رسایہ و یو ارام مقتول آسودہ بخواب
 وزہ کہ سعیت مقتول بھی تخلص تھا
 کو کو کو



نواب برہان الملک رہتے کسواسٹرکیر اپنی جمیع قوم کی لڑائی والبتہ خود جاقف تھے نادشاہ کو اسطرح پھر جانا مشکل ہوتا کہ بالامال ہو کر ولایت گئے فی الحقیقت لڑنے سے لڑوانا مشکل ہے اور یہ علم پر موقوف ہو فقط جرات ذاتی کام نہیں آتی جیسا اس منساو لکھنؤ میں گذرا تم گئے ذرا کہتے تھے کہ ہمارے لڑوانے والے نہیں جنگی اقدیم سے منے سارے ہندوستان کو مرکب چنانچہ نواب نے مکرر عرض کیا تھا کہ دلاوران خود کمر بوقت کمر بیگے تو بہتر ہے اور اگر تادی لکھنؤ اور پھر جاڑ پینے پھر کچھ نہ ہو سکے گا چنانچہ وقت لڑائی کے یہی صورت ہوئی بلکہ اس تصور سے زیادہ پیش آئی۔

اب مختصر شمول احوال نواب لکھا جاتا ہے کہ ٹھیک دو پہر کو نواب آصف جاہ نظام الملک وکن مع فوج داخل لشکر ہوا چاہتے تھے کہ لشکر نادری کے سواران قراولی سے مقابلہ ہو گیا نواب برہان الملک از بسکہ بہت خصوصیت آصف جاہ سے رکھتے تھے اس کے شریک حال ہوئے قریب تھا کہ سواران قراولی پس پا ہو جائیں امیر الامرا میر حسن نواب خان دوران بہادر خبر لڑائی کی لشکر بہت متاسف ہوئے کہ میرے سامنے نام نامی برہان الملک کا ہو جائے تھوڑے سوار اور کنبل پوش خاص لکیر جاڑ سے ہر چند نواب نے داد بیدا دی کہ خواران سواروں سے الگ ہو جاؤ میں زیر چھڑ توپ اٹھیں دیتا ہوں کون سنتا تھا وہ مثل شیر و شکر مل گئے وہاں فقط ایک بارہ جزائر شتر کی چلی سب کے سب بھنگر خاک پر پڑے اور دو چار بلباب خیمہ شاہی تک یہو بچ کر کام آئے اٹھا بڑا نام ہوا۔

دوسرے برہنشی اقبال یہ ہوئی کہ نواب اور نواب شیر جنگ اس وقت ہاتھیوں پر اتھا فادہ دونوں ہاتھی ست ہو کر اپنی شرارت حیوانی سے میدان پا کر لڑنے لڑے اور حاتمہ سواران نادری ہو گئے اس وقت ایک سوار رو دو نواب کے آکر کہہ لگا کہ امیر میر محمد ہیں تجھے کیا ہوا جو کس سے لڑتا ہو مگر حمیت ولایت جاتی رہی یہ لکھراویں سوار نے اسے گھوڑے کی باگ ڈور جوڑنے پر پھینک دیوے پکڑ کر جو اسی میں جا بیٹھا اور اپنی لشکر میں لے آیا بس خاتمہ جنگ ہو گیا پھر اس نے زیادہ کون ایسا بہادر تھا جو مقابلہ کرتا جس کے ہتھوڑے ہو گئے خلاصہ بعد نماز غریب یہ دونوں امیر اسیر حاضر حضور شاہ ہو کر حکم ہوا۔

شیخ فقیر کو پاس ہو نواب نے اسے اپنے املاک سے بہت سی زمینیں بخشیں دروازہ وغیرہ جو قریب
 سن آنے کے زمین وسیع بنتی غلام حضرت کو اور دیکھا ان اور کنگڑی اور لادیا اب بالرحم
 کو معاف فرمائی اور کہو کہ یہ تو فک کے گدڑیاں کبھی چور کیا وہ کہیں کیونکہ یہ اپنے زمین
 حق زمینداری لیتے ہیں شیخ نے قبول کیا اور یہ وقت سے محمول فروخت مکانات داخل
 سرکار ہونے لگا شیخ برائے نام زمیندار ہے +

الغرض نواب کے حسن انتظام سے آمدنی نہ پڑا اور جو بہ وجہ ستر لاکھ سال کی تھی پورا
 ان کے انتظام سے ایک کروڑ سات لاکھ تحصیل ہوئے آخر کو بعد کمی برس کے مع جاگیرت و اجارہ
 جو امروہ سلطنت کی تھیں اور سبب سرکشی زمینداروں کے ہر سال نقصان ہوتا تھا نواب کی
 سپردگی میں تھیں اس بہت سے قریب دو کروڑ کے تحصیل ہوئے جتنے ناوہ ہندو سرکشی
 حساب سے ہو گئے بعد مروریام حب جاگیرت کا زیر و زبر ہوا وہ اجارہ داخل تحصیل ہوئے
 زبردست ہر وقت میں غالب ہوتا جو سطح اس زمانے میں اکثر تھانہ داروں کا علاقہ بڑھ گیا اور
 مالش نمبر و کام قند و کسے جو جو نصابوں سے از رو عادات اپنی حقیقت سے اسکے ہر حال
 نواب کے عدل و انصاف اور انتظام سے سب طرح سے امن و امان ہو گئی اور جس کا
 ہم سرکار میں نواب کا گزارہ و جانفشانی ہوئے سر انجام کو پہنچا چنانچہ مقدمہ لڑائی
 حاجی راویہ بالاجی پشوا اور سبہوہ ناتھ میٹھا اور کن کا جو مقابلہ کمی لاکھ فوج کذا سے ہوا
 نواب نے ہم انہر فوج چار سے لاکھ انگریزوں کے ساتھ اور نہیں پست پا کر دیا یہ اور بھی
 نواب اور وزیر کار سے ہوا اسکا ذکر اکثر تواریخ ہند میں ہے +

لیکن معرکہ قندوہہ ناوہ شاہ جو اس کے پیر میں ۱۱۸۰ھ میں ہوا اول سبب غنات و نامہ
 پادشاہ کہ ہمیشہ سے عادی عیش و عشرت کے ہوئے تھے اور گنہگار و زہد قرار پائے بزرگوار
 بھی بھول گئے تھے جسطرح ان کی غفلت کی حکایات مشہور ہیں دوسرے اختلاف راویوں میں
 سلطنت اور حدود و شکاف نفسانی اور سب انتظامی فوج پھر قیام صورت انجام اور اصلاح حال
 کی ہوئی و گرنہ عجیب ہے کہ پادشاہ لاکھ کثرت فوج اور ہزار توپ سے یوں شکست فاش
 کیا کی اگرچہ فی الحقیقت جیسا چاہیے لڑائی نہیں ہوئی فقط سوا ہی یا موانع ہتھیار

روبرو چپاٹک مچھی بھون جہان آج تک انتشار خانہ قائم ہے نصب کیا اوسوقت اسکا
 بست بستہ حاضر ہوئے اور بیچوہری سر جھکایا سمجھے کہ یہ کام ہیکانہ نہیں بلکہ یکانہ و دیگر گنگنا
 معاملات و انفصال مقدمات نواب نے فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ چھی بھون خالی کر
 اور بھون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے چپاک میں گرفتار ہیں جب تک بھون غنیمت حاصل نہ کرے
 نواب نے قبول کیا بعد ہفتے خوشے کو جس قدر مال و سبب تھا لیکر اودھ گئے نواب
 قلعہ ہوئے اور جس قدر سبب موشے جاسکے تھے وہ نصیب غازیان ہوا اور ابھی نواب خیمہ
 نہ اٹھے تھے کہ شیخ صدر الدین محمد خان احمد خان عرف شیخ سچا بزرگ نواب
 معز الدین خان وغیرہ قریب سات سو کے سب قرابت دار قریبہ اور اصحاب خاص شہر
 شیخ بیر و سخات بھی حاضر تھے بعد قیل و قال اہل شہر نے مالک عزم کیا کہ نواب صاحب اگر ہمارے
 قوم آپ کی رہبری مکرئی تو کیا کو اس طرح آئیہان تک شکل ہو تا نواب نے بھی بدستوری جواب
 دیا اسپر ظفرین سے نوبت کشت و خون ہوئی مگر فریج مغلیہ اوپر غالب ہوئی آخر سچا بزرگ
 ہو گیا بعض اقل ہیں کہ کشت و خون ہوا واللہ اعلم اسی جہت سے نواب نے اسی مقام
 بنیا فتح و فیروز سی سمجھا کر قلعہ خانے کا حکم فرمایا تھا ۶ ہزار اسکی تعمیر میں صرف ہوئے
 جب یہ عرضداشت باو شاہ کی پہونچی دستخط ہوئے اس حق غازیان بودہ حق فروریان
 مشہور ہے +

بہر حال اوسدن سے قلعہ چھی بھون دارالامارت مقرر ہوا نواب کا ہتھیار تمام
 تسلط ہو گیا اور زمیندار راجہ کم زور یہ حال سکھ کر حساب ہو گئے دست بستہ حاضر ہو کر
 بحالات کی پھر کسی نے ایسا ستر نہ اٹھایا +

نواب معز الدین بہادر کے عہد و ولایت میں پانسو روپے ڈکریہ بابت زمین پنج محلہ
 شیخ بون کی ملتا تھا نواب شجاع الدولہ بہادر کے وقت میں فقط دو سو روپہ گئے تھے اس
 جہت سے کہ نواب معز الدین خانان کی شہنیت و غرور بہت ہو گیا تھا جب سے ناموس
 نواب کو فرخ آباد کے پٹنہ نون کے شہر سے بچایا تھا اور نواب بھی ان کے اسلحہ میں
 تھے اس سبب سے کہ بھی نواب کے دربار نہ جاسکے تھے شاید وہ کہ ایہ نامہ مہر کی نواب دربار

اور سکے قریات قریہ میں توفیق کیجئے گا بعد تہ پر مناسب از راہ حکمت عملی دخل ہو نا بہتر ہوگا
وہ تہ پر یہ ہے کہ درمیان شیوخ شہر اور قصبہات میں روخبات صورت موافقت نہیں بلکہ عداوت
ہے اور کم زور اپنے بالا دست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہیں غالب ہے کہ وہ لوگ
اکہلی حکومت کو اپنا وسیلہ نجات و عافیت سمجھ کر ہر منزل مقصود پہنچانے اور صلاح نیک تامل
مثلاً مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لٹکا ڈھلے غرض جب قبال یا در ہوتا ہے بگڑی بخباتی ہو
نواب کنار و پائی گنگ پہونچے موسم برسات تھا دریا خوب چڑھا ہوا تھا مع لشکر پارا و تر کر
مشہور ہے ایک شگون نیک اس سلطنت میں یہ کہ جب کشتی سواری نواب بیچ دریا میں پہونچی
ایک مچھلی دریائے جت کر کے دامن نواب میں آپری نواب نے اسے شگون نیک جانکر
مثل جزیرہ کھچھوڑا چنانچہ اوس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے سر کاٹیا ہی میں جو
مقتاح الدولہ بہادر نے اس عاصی کو بھی اسے دیکھا یا تھا اسے تبر کا تینا سمجھ کر خزانہ
میں رکھا تھا اس طرح ایک نقل خواب نواب کی بھی مشہور ہے جس کا عمر وزارت سے
پھر بادشاہت کی تعبیر تھی +

خلاصہ نواب نے پہلے خیمہ نواح قصبہ کا کوری میں برپا کیا وہاں کے شیوخ وغیرہ خلعت
شیوخ لکھنؤ تھے نواب کا انا اپنا فریاد قبال سمجھے اور شریک صلاح نیک ہوئے اور سطح کو
نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا کہ آپ مع فوج داخل شہر تنہا وہاں کے پستی و بلندی ٹیوں
اور بیڑ سے بسلا مت گذرنا مشکل پڑیگا کسوا سے کہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھ رہیں
خوا خواہ بر سر فسا و ہونگے پہلے اپنے آنے سے اوٹھیں آگاہ فرمائیے اور مقام فو و گاہ
لشکر پہونچے موافقت و ستیر قدیم وہ اوس پار کو مٹی کے کھلا بھیجئے اوس وقت لشکر کو حکم
دیا کہ وہیں اپنا خیمہ نصب کر دینا گیا اور تھوڑی سی فوج بھی روانہ ہو تاکہ اوٹھیں داخلہ شہر
غفلت نہ جانے چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عیدو لشکر کا و گھاٹ سے ہوا نواب رات کو
مع فوج جہاز کرنی تو بین لیکر بسلا مت شیخین دروازے سے گذرے پہلے اسے تلوار کو بوجھ
اور سکی مسقف میں نایش نخوت و غرور و دبدبہ کیہ اسے لشکر کھیلتی کہ صوبہ دار اوسکے
نیچے سے چلا آئے نواب ہاتھی پر سوار تھے اوسکو کاٹ کر زمین پر گرا دیا بعد اسکو خیمہ خاص

وقت خاص پاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اس صوبہ کے بندوبست و انتظام کیلئے کوئی
 شخص ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ ایسے سرکشوں اور متمرّدوں کو جا کر زمامی قرار دے
 بادشاہ نے بھی انہیں سب طرح لائق سمجھ کر حسبِ سبب و قوت نواب کو ختم صوبہ داری و فرمانِ خدایت
 و نایا منافقین جنکے دلوں میں تخمِ ففاق تھا بہت خوش ہوئے مگر یہ سببانتے تھے کہ انکی
 سرسبزی اور ریوری اقبال ہوگی بظاہر سبھوں نے مبارکباد دی لیکن امینِ مامنین جو تہذیب
 بے انتظامی سلطنت تھی فقط حکمِ شاہی کافی ہوا کچھ فوج سے اعانت نہ دی۔
 نواب والا شان بھی مخالفین کی کار پر داری سمجھے مگر محض اپنی جرات مردانگی اور تہور سے
 نظر بخدا کر مت باندھی پہلے از روی کمالِ اندیشی قومِ مغلیہ کو جمع کیا جو ہزاروں بیکار یا پست
 بازار میں مشغول کھڑے یہ خوشخبری سنکر ہجوم کیا نواب نے کہا سنو میرے بھائیو تم شہری اگر اس
 وقت کے سوکھے نمکڑوں پر قناعت کرو گے خدا چاہے تو ایک دن اس عرقِ ریزی و حق
 خدمت سے شہر اوٹھا کر لاپٹو بھی کھاؤ گے سبھ نے بھان و بدل قبول کر کے کمر بستہ ہو گئی
 باندھی کہتے ہیں کہ نواب کے ان سوکھے نمکڑوں پر کئی ہزار مغل غلّیں پریشان حال جمع ہو گیا
 لہٰذا کالی ٹوپیوں سر پر رکھ کر لایا تو بارگاہِ مہربانہ آغا صاحب بن گئے بعد اسکے نواب حسبِ
 اپنی قوم کی بھرتی سے فارغ ہوئے اپنے توپچانے سے کچھ توپیں چکر ساتھ لیں اور کچھ
 گھڑیں قلم زبور وغیرہ لیا اور سبھ پر پیل توپوں کے مول لے اور جمعیت کثیر سے اکبر آباد
 آئے وہاں کے صوبہ دار نے چاہا تدبیرِ نیابت کرے نواب نے صلاحِ وقت سمجھ کر زرِ نقد
 لیکر اپنی فوج و غلوں پر تقسیم کیا فی الجملہ سبکا سامان سفر دست ہو گیا وہاں سے کوچ کر رہی
 آئے یہاں بھی وہی صورت و صورت پیش آئی بعد اسکے داخلِ فرخ آباد ہوئے وہاں کے
 نواب نے بڑی عزت و خاطر کی باقی سامان بھی درست ہو گیا بہت سے گھوڑے باور ہوئے
 مسل لیکر مغلیہ کو تقسیم کیے وہاں کے نواب نے یہ صلاح نیک دی کہ حالِ سرکشی اور قردی میں
 لکھنؤ کا ناخبر ہے ایسا نہ ہو کہ مثلِ وریو کے آپکا بھی وہی حال ہو جائے اس قوم کی زنتار
 بکر دار و اعمال سے ہم غیب واقع ہیں کہ یہ اسلئے کہ تباہ ملک سے حدودِ صوبہ اوچ
 قریب جو ہیں مناسب ہے کہ آب و دریاؤں گناہ سے اوتر کر کیا ایک داخل لکھنؤ ہو جیتے گا

نور علی شیخ مذکور مدت تک حکومت سے جب مر گئے اونکی اولاد تہر تیب و ارث جاگیر رہی
یہ مقدمہ اکبری داخل کبریا نہیں ہے۔

نواب ابو المکارم خان کا احوال

شیخ ابو المکارم بھی اسی قبیلہ مذکور کو کہنے والے تھے ایک چشم تھے مگر بڑے بہادر اور
شیخ پریشان حال عالمگیر بادشاہ کی سلطنت میں غلامی خان صوبہ دار ملک ویدہ تھا
اوسکے گھوڑوں کا مطبل اوس پار دریا کے تھا اکیڈن سائیس گھوڑوں کو بھلانے دیا
ایسے جاتے تھے شیخ صاحب اپنے دروازے پر سر راہ بیٹھے ہوئے تھے گھوڑوں
سے کہ پڑا اور کرنا کرنا بہت تھا ہوئے سائیسوں نے بھی جواب سخت دیا شیخ
چھتری ایک سائیس کو ماری کئی زخمی کیے مگر صوبہ دار کے ڈر سے آوارہ وطن ہو کر شاہجہاں
پہنچے بہادر شاہ بادشاہ کے ایک مرتک کار نمایان کرتے رہے آخر
صوبہ دار اوہر کو کرانے اور سیکڑوں گانہ وانی مینداروں سے بچو زولم لیکر بیٹھائے اپنے نام
کر لیے اور زولم سے زمیندار سرکشوں کے سر لوہے کی موگری سے کچاوا کر انتظام صوبہ کیا
آخر مر گئے اوسکا مقبرہ مکارم نگین معین مسجد میں ہے اونکی اولاد شیخ احمد بخش اور غلام
دیوانہ نواب بین الدولہ اور شیخ حیدر بخش انکے سگے بھائی جو کالکتہ میں لغت تھے شیخ
حفیظ الدین اس قوم میں بہت صاحب اعتبار تھے بلکہ اولاد محمود قلندر سے لوگ کہتے ہیں
یہ فقیر بنگالی باغ لکھنؤ میں رہتا تھا اور حاکم بھی اوسی محلے کا تھا بعض علوی بعض بنی
بھی کہتے ہیں: انتہا عالم رئیس اس قوم کے راجہ میان اور شیخ شہزادی باب شیخ احمد بخش
کے اور شیخ فقیر اور عسکری احمد بھی تھے۔

نواب پریان الملک بہادر کا صوبہ اور ہو کر و خلمہ صوبہ اور

خلاصہ ۳۲ سہری میں جبوقت بے انتظامی اور حسد رانی اور سرکشی میں دار
اور میمان صوبہ اور ہو کر متواتر بادشاہ تک پہنچی ارکان دولت شاہی جو نواب سے
مخالفت نہ ہو اور انکی ترقی جاہ یوگا فیوگا اور خدمت گذاریوں سے حسد و رشک کہتے تھے

مرزا محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہسادر



Sadut Khan, Burhanodmoolk.

تاریخ

سب ارکان دولت بھی خائف و ترسان رہتے تھے اس جہت سے بادشاہ نے اس
 حکمت عملی سے قطب الدولہ وزیر اعظم کو انتظام ملک دکن کیواسطے اس کے
 روانہ کیا اور سوقت دہلی میں پینشل مشہور ہوئی اب جب ٹوٹا پوٹو اختہ مارے جانے لگی۔
 خلاصہ جب محمد امین خان کو کئی کو نواب حسین علیخان کے بھائی قطب الملک سے
 عداوت قلبی ہو گئی اور انھوں نے ایک دن میر حیدر خان کا شہری کو جو ان کا رفیق خاص تھا
 ان کے قتل کو بھیجا اور سوقت نواب حسین علیخان جھاروارہ الکی میں سو اور دربار بادشاہ کو جاؤ تھے
 لیکن اسی وقت نواب کے بیٹے نے بھی ان کا کام تمام کر دیا مشہور ہے کہ حسین علیخان ات کو
 صبح کو دیکھ چکے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بلے وعدک غلب عدوک اور کسی تعمیر
 جب خبر قتل قطب الملک کو پہنچی اپنی فوج لیکر دلی پھر آنے اور جتنے ان کے پیروں نامور تھے

اور جتنے ان کے پیروں نامور تھے
 اس مضمون کا بھیجا کس واسطے کہ انکی ترقی جاہ کا باعث ان کا دیوان ہوا تھا لیکن نواب نے
 غور و تامل حقوق سلطانی اور اپنی نیکنامی دنیا کو مقدم سمجھا اور فرمان شاہی بھی طلب کا
 پہنچا تھا بموجب حکم شاہی ۱۴ ہزار سو اور پیادہ جہاز لیکر اپنے علاقے سے روانہ ہوئے
 ۱۵ ہزار سے ایسا شخص جہاز چاہتے تھے کہ وہ عہد اللہ خان کا اسٹیصال کرے
 ان کے وسیلے سے حاضر حضور شاہی ہوئے لگے آخر خطاب نواب سعادت حسن
 الملک پایا جب مقابلہ عہد اللہ خان ہوا بعد قتال و جدال اوھیں گرفتار کر لائے
 کی ایسی جانفشانی اور کار نمایان سے بادشاہ بہت خوش ہوئے اور اس کی تعریف کی
 ان کو نظامت صوبہ اکبر آباد عنایت فرمائی میر روانہ ہوئے۔

اور اس عاصی کو فقط احوال سلطنت خاص منظر ہے جو مختصر ہر کار میں

پہلا باب

نوکر احوال میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر تازمان
حضرت جنت مکان محمد امجد علی شاہ بادشاہ و جو

جاننا چاہیے کہ ابتدائی خاندان عالیشان و درو بادشاہان مملکت صوبہ اودھ ذات خان
میر محمد امین و موسوی نیشاپوری سوہے یہ رئیس ملک خراسان نیشاپور بہن خاندان عالیہ بہر شاہ
بادشاہ شاہجہان کی سلطنت میں میر محمد نصیر باب میر محمد امین کے اپنے بڑے بیٹے میر محمد باقر
لیکھنؤ راہ جہانزنگا کے عین اگر عظیم آباد میں ہے شجاع الدولہ ناظم جنگالہ انکا خیر گہران ہوتا
تھا وہیں مر گئے۔

میر محمد امین اور دنون ولایت میں تھے ۲۰ سالہ ہجری مطابق ۱۷۰۷ء متعلق باب
بجائی کو یہ کہہ دستان میں آئے جب غلام آباد پہونچے اپنے باپ کے مرنے کا بڑا اصرار
اور تھاکر وہاں سے اپنے بڑے بجائی کے ساتھ شاہجہان آباد آئے بعد تھوڑے دن کے
نواب مبارز الدولہ سرانند خان کو موصوبہ دار گجرات تھے نوکر ہوئے پھر وہاں سے برخاست
ہو کر یہ واقعہ وسط اسی متن چند دیوان قطب الملک وزیر اعظم نواب عبداللہ خان ۲۰ سالہ ہجری
مطابق ۱۷۰۷ء میں سندھ مل بیانہ لاکھ روپیہ تحصیل کی لیکر انکسٹام اوس علاقہ میں مشغول
ہوئے اور انجمن دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی سے عقد کیا اسکے پیشتر سید
طالب محمد خان آصف جاہ کی بیٹی اسکے عقد میں تھی اور اسکے بھی پیشتر ایک بیٹی خاندان عالیہ سے
اسکے عقد میں تھی وہ بے اولاد مر گئی اور اس کا وراثت مذکورہ نواب بیکر بہا جہد عینی مان نواب
شجاع الدولہ کی ۱۷۰۷ برس کی اپنے باپ کے ساتھ تھیں انکی ولایت خانم صاحبہ سے ہوئی جنگا
مقبوضہ و باغ امین آباد میں مشہور باغ پتھار میں ہے۔

مختصر حال ترقی یافتہ نواب یہ ہے کہ جب محمد شاہ بادشاہ دہلی ہوئے سادات بارہہ سلطنت
تسلیم نام لار اختیار کئی حصے پاستے تھے بادشاہ کہہ دیتے تھے پھر اسے قتل کر کے سلاطین
میں سے دوسرے کو تخت نشین کرتے تھے جب طے قتل فرم سیر بادشاہ و غیرہ مشہور ہے چنانچہ
جب بادشاہ کو تخت نشین کرنے لگے انکی مان گئی تھی خلاصہ انکی سفاکی ظلم و تعدی سے

ایک کار بن نے بظاہر اہل چاہانزدین عذرات بار و پیش کیے صاحب عادل نے بہت
جذبہ جبر سے پوری تنخواہ ابتدا سے دلوادی شاید ستر ہزار روپیہ ہوا تھا اس میں ایک لاکھ تیرہ
بھی شامل وکالت ہو گئے تھے چالیس ہزار لکھ روہ توراہی لندن ہوئے دو صاحبان رضا جان
لکھنؤ سے تھے اور بخین چراغی ملی باقی جتنا رہا ہو جو عفر علی خان کو ملا اسکا سامان نوابی
درست ہو گیا ۱۲ سو ماہواری ملنے لگو دروازہ عیش و عشرت کھلا اور مرغ بازی کئی
برس تک خوب رہی +

جب فساد لکھنؤ ہوا اور زمانہ بفرغ شاہ جی ہوا جو عفر علی خان بھی لٹے اور پچھوری پالہ
شاہ جی کا نو بھجان کیا جب عداوتی سرکار ہوئی معسوب ہوئے بعد کئی برس کے دوا ووش
و کلامی عدالت سے پتھر تنخواہ بدستور جاری ہوئی مگر نہ بسا اوقات نقطہ بی بی کی تنخواہ پر بھی آنے
بیٹے نواب ممدی علی خان کی شادی نواب سیدی علی خان کی بیٹی سے ہوئی جسے نواب متاؤمل
مفسر خلد مکان نے شل بنی مٹی کرپوش کیا تھا جب بدستور تنخواہ جاری ہوئی چند سے
وہی صورت سابقہ ہوئی شروع تھی کہ ذمہ مادہ صرح سے شہر جادی الثانی سنہ ۱۱۶۳
مطابق سنہ ۱۷۵۰ء انتقال کیا +

نواب سیادت خان کی دوسری بی بی سے ایک بیٹا مراد گھٹیا اور سکی شادی سستی بیگم
نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے ہوئی انکی دو بیٹیاں ایک بیٹی تھیں انکا کرنا ہوئی اگر زہی ہوا
نواب سیادت خان کا بڑا بیٹا نواب برٹان الماک کا بڑا بھائی نواب شیر خاں کی شادی نواب
ذوالفقار خان کی بیٹی سے ہوئی وہ بیٹا نواب سدخان وزیر عالمگیر بادشاہ کا بھتیجا اور اس سے
اولاد ہوئی اور بی بی سے ہوئی وہ بھی مر گئی +

نواب شیر خاں کا چوتھا منتر سنگی حسن علی خان کی بیٹی سے بیاہ گیا اور اس سے ایک بیٹی ہوئی وہ
نواب علی خان کی بیٹی سے منسوب تھی وہ ایک بیٹی چھوڑ کر مر گئی جسکی شادی صاحب مدر امر شاہ ویر خان
کی بیٹی سے ہوئی +

ایک بیٹی نواب سیادت خان کی نواب موسی خان سے منسوب ہوئی جو نیشاپور کے
اقریب تھا انکا بیٹا عباس علی خان اسی برس کے سن میں بے اولاد مر گیا +

تواریخ

بائیں برس کا بن بیاہا گیا سبب یہ ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کے لشکر میں ایک دفعہ آندھی
اس شدت سے کہ لشکر میں سب سے گھر پرے مرزا جعفر نے اپنے تیغوں بھائیوں سے
تم ایک چوب خیمے کی تھامے رہو میں اکیلا دوسری چوب تھامے رہو گا پس ایسا زور و قوت
کیا کہ آندھی سے چوب کو گرنے لگا اسی زور سے اونکے دونوں گردی پھٹ گئے اور
موتھوت ہونے سے چوب کو چھوڑا او دھراؤ کی روح نے مفارقت کی۔

کتھا اچھے سے اس سے ایک بیٹا دو بیٹیاں ہوئیں مرزا حسام الدین جیسے خان بہلی تین
باب بخت خان کی بیٹی سے بیاہا گیا اس سے دو بیٹے ایک بیٹی ہوئی دوسری بی بی سے
بیٹے ہوئے بعد اسکے عیث الدین محمد خان نے نواب بخت خان کی بیٹی سے بیاہا گیا
اسے ایک بیٹا نواب سید محمد خان ہوا جسکا ذکر گذرا وہ بھی بے اولاد عارضہ جدام سے
قصہ زیارت کر بلائی معلیٰ کیا تھا سنا سکا شاعر ہندی بہت خوب تھا رند تخلص ہزار
روپیہ صرف کیا۔

یتسری بیٹی نواب برہان الملک کی مسماہ بندی سلیم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب تھی
جسکا خطاب سیادت خان تھا اس نے ایک بیٹا میر محمد باقر عرف مرزا بندو ہوا وہ سلگی کا صاحب
نہی برس میں ایک بی بی سے جعفر علی خان پیدا ہوا اولیر الدولہ مرزا حیدر کی بیٹی سے کتھا
ایک بیٹی بھی ہوئی وہ طفولیت میں مرگئی۔

نہرت خلد مکان کے زمانہ میں مرزا بندو نے فیض آباد میں انتقال کیا اسنو ماہوارہ کی
تھی سرکار شاہی سے پوری تنخواہ جاری ہوئی اس جہت سے کہ جعفر علی خان منور تھا
شریہ دو سو روپیہ ماہوارہ جاری ہوئی باقی تنخواہ خزانہ ظفر الدولہ میں بابانت رہی
ان نے ہفتائش صاحبان خود غرض زمانہ دعویٰ تنخواہ سابق امانت سرکار کا کیا
ورنے ازراہ انصاف پرچہ پیام ابد و تنخواہ سائل کا سرکار شاہی ہو۔

انتقال کیا انش کو کربلا علی بن ابی طالب کی روضہ مقدسہ میں انکی ازواج اور اولاد
سرا سب سے وثیقہ حسب تقسیم شرعیہ ملتا ہے۔

مرزا سید و کے چار بیٹے دو بیٹیاں بڑا بیٹا سلطان مرزا معصومہ بیگم مرزا جھو کی بیٹی سے
کتھا ہوا ان کے دو بیٹے دو بیٹیاں۔

مرزا سید و کی بیٹی نواب سید محمد خان سے بیاہی گئی وہ بیٹا مرزا غیاث الدین محمد خان کا
پوتا مرزا یوسف خان کا جو نواب نجات خان کی بیٹی سے تھا۔

بہادر مرزا کی شادی او کے چچا مرزا ابوطالب خان کی بیٹی سے ہوئی انکا بیٹا شمس الدین محمد مرزا
مرزا ابوطالب خان کی بیٹی سے بیاہا گیا اور دو بیٹیاں ایک کی شادی منظر مرزا نواب مظفر الدولہ
کے بیٹے سے ہوئی دوسری بیٹی اولاد نواب سعادت علی خان میں کسی سے بیاہی گئی۔

تیسرا بیٹا مرزا سید و کا سردار مرزا انکی پہلی شادی مسماۃ حضرت بیگم مرزا حیدر کی بیٹی سے ہوئی
بعد اوسکے مرزا کے دوسری بیٹی مسماۃ مہدی بیگم سے ہوئی ان کے ایک بیٹا مرزا محمد حسین
ہوا جو انہ مرگ گیا انکی ماں بھی مر گئی۔

ایک اور بیٹا مرزا علی حسن کسی محل سے ہوا جسکی شادی نواسی مرزا حیدر نواب
آفتاب علی خان کی بیٹی سے ہوئی

مرزا سید و کا چھوٹا بیٹا شوکت الدولہ علی مرزا کی بنارس میں نواب شمس الدولہ کی چھوٹی
بیٹی سے شادی ہوئی۔

سید محمد خان عرف مرزا سید مرزا جھو کا بیٹا جسکی بیگم صاحبہ کو غلام مرزا خان مرزا حسن رضا خان کے
سکے بھائی کی بیٹی سے کتھا ہوا اور دو بیٹیاں جسکا احوال گذرا مرزا سید و کی بیٹی مرزا بران الدین حیدر
مرزا معصوم الدین مرزا بران الدین حیدر تمام شمول شادی مرزا جیس قدر تباہ و پریشان ہو کر
پریس نام پور کو پاس نوکر ہو کر اور بعد کئی برس کو لکھنؤ آکر مر گئے انکا وثیقہ سرکار سے جاری نہوا۔
بعد انتقال مہدی بیگم پھر عزت النساء بیگم سے مرزا جھو کا عقد شرعیہ ہوا مگر عزت النساء بیگم
نے اولاد میں گمراہی سے اولاد ہے۔

مرزا محمد یوسف کے دو بیٹے دوسری بی بی سے بیٹا کو رہا مرزا جعفر بڑا بیٹا

فرزندوں کے پرورش فرمایا تھا چنانچہ مرزا محمد نصیر خان کی شادی حسن علیخان کی بیٹی سے ہوئی جسے جناب عالیہ یعنی نواب شجاع الدولہ کی مان نے پرورش کیا تھا اور لطف النساء بیگم مشہور مہرنت نواب شجاع الدولہ انھیں جناب عالیہ نواب آصف الدولہ کی مان نے پالا تھا وہ مرزا محمد تقی خان سے بیابھی گئیں انکی حقیقت پرورش سے اکثر معتبرین فیض آباد واقف ہیں واللہ اعلم

مرزا محمد تقی خان کی بہن قدسیہ بیگم مرزا محمد ابراہیم عرف مرزا سیدو سے کتھا ہوئیں مرزا علی عرف مرزا جوجو جمنی بیگم صاحبہ نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے بیابھی گئے +
مرزا محمد نصیر خان کا بیٹا مرزا شاہ میر خان فاطمہ بیگم صاحبہ مرزا محمد تقی خان کی بیٹی سے انکا بیٹا ولیہ الدولہ عرف مرزا حیدر مسماۃ مولیٰ بیگم مرزا محمد نصیر خان کی بیٹی سے مرزا حیدر کے تین بیٹے نواب بہادر جسکی شادی دوسری نواب معتمد الدولہ کی چھٹی بیٹی سے ہوئی جو خرم محل سے تھی وہ بھی مرگئی ایک بیٹی ایک بیٹا خورشید مرزا چھوڑ کر نواب بہادر بھی مر گئے انکی بیٹی کی شادی نواب دولہ بھائی نواب معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی جو مقیم کانپور ہیں خورشید مرزا کی شادی نواب سعید الدولہ کی بیٹی سے ہوئی وہ قضا سے مرگئی مرزا والا جاہ عالیجاہ کی شادی نواب منور الدولہ کی بیٹیوں سے ہوئی جو زمانہ وزارت نواب منظم الدولہ تھا مرزا حیدر کی بیٹی کا عقد خلد مکان کے زمانے میں نواب حسین علیخان نواب جعفر علیخان کے بیٹے سے ہوا رسم خست عروس ہوئی وہ بھی مرگئی صاحبزادہ بھی بعد چند سال کے مر گئے انھیں نواب مبارک محل نے باجارت حضرت خلد مکان اپنا بیٹا کیا تھا +

مرزا شاہ میر خان کے تین بیٹے نواب مرزا نواب میر کلوی بیٹی مسماۃ وزیر بیگم سے بیاہ گیا دو بیٹے دو بیٹیاں چھوڑ کر مرگئی ناہر مرزا مرزا غیاث الدین محمد خان کی بیٹی سے اور صاحب مرزا مرگیا +

مرزا شاہ میر خان کی بیٹی مسماۃ نواب بی بی حضرت خلد مکان کے عہد دولت میں آغا علیخان نواب معتمد الدولہ کے بڑے بیٹے سے شادی ہوئی +
آغا علیخان جب اپنی مان خور و محل کے ساتھ روانہ کر لایا بی بی علی ہوسے کا طین جلدیہ السلام میں

پانچ بیٹیوں کے کوئی بیٹا نہ تھا جعفر خان بیگ کے دو بیٹے تھے مرزا محسن بن خطاب عزت الد
دوسرے مرزا محمد مقیم بن خطاب منصور علی خان صفدر جنگ +

میر شاہ میر کا بیٹا جو نواب برہان الملک کی بہن سے تھا انکا بڑا بیٹا مرزا یوسف بڑا بڑا
تھا تمام ایران میں بزرگ و طاقت اپنا مثل نہ رکھتا تھا اسی باعث سے نادر شاہ نے ہنگامہ کرنا
کر کے اندھا کر ڈالا تھا +

انکا بڑا بیٹا سید محمد خان دوسرا شاہ میر خان تیسرا مرزا محمد امین خان یہ تینوں مرزا محمد شفیع خان
بھائی جعفر خان بیگ کی بیٹی سے تھے اور دو بیٹے مرزا جعفر اور مرزا غیاث الدین محمد خان
مرزا محمد باقر کی بیٹی سے تھے جو داروغہ فرار شاہ روضہ حضرت امام رضا علیہ السلام کو تھو لیکر بیٹا
سید محمد خان آمنہ بیگ سے بیاہا گیا جو چھوٹی بیٹی نواب برہان الملک کی تھی اسے ایک بیٹی
شمس النساء بیگم مشہور کہل صاحبہ وہ مرزا جعفر نواب محمد قلی خان کے بیٹے سے بیاہی گئی
جو نواب محمد خان کی چھوٹی بیٹی کے بیٹے سے تھا آمنہ نے اولاد نہ ہوئی مگر سردار مرزا مرزا سید و
بیٹے کو وقت پیدائش بہر عزیز و اقربا اپنی فرزندگی میں لیا تھا کہ میرے بعد میرا وارث ہوگا جسے
تھوڑے دن ہوئے انتقال کیا +

مرزا جعفر کے چار بیٹے تین بیٹیاں دوسری بی بی سے منجھلا بیٹا مرزا محمد یوسف کاشاہ میر خان
اسنے چچا مرزا نصیر الدین حیدر خان کے بیٹی سے جو نواب برہان الملک کی بیٹی سے تھا
بیاہا گیا اور بی بی بیٹا بنکر گئی اور آپ عالی گہرا بادشاہ کے ساتھ نواب نجف خان کی لڑائی
میں مارا گیا چھوٹا بھائی مرزا محمد امین خان نصیر الدین خان کی چھوٹی بیٹی سے بیاہا گیا یعنی
نواب برہان الملک کی نو اسی انجم النساء بیگم مشہور کہل صاحبہ سے آمنہ نے چار بیٹے دو بیٹیاں ہوئیں +
بڑا بیٹا مرزا محمد نصیر خان دوسرا مرزا محمد تقی خان اسے چھوٹی بہن قاسم بیگم اور چھوٹا
بھائی مرزا علی نقی عرف مرزا جواد اور سب سے چھوٹی بہن سات برس کی ہو کر گئی اور ان کے
چھوٹا بھائی مرزا محمد یوسف عرف مرزا ابوسولہ برس کے سن میں مسیبا اپنی شہسواری کے
لحمہ سے گر کر مر گیا +

مرزا محمد نصیر خان اور مرزا محمد تقی خان کو نواب آصف الدولہ نے خرو سالگی میں مثل

اور نواب کے جیتنے جی اونسکے نائب بھی تھے بعد مرنے نواب کے خاوت شاہی اور نیکے چھوٹے بیٹے کو ہوا قضا راوہ عارضۃً چیکاپ سے ملفوظیت میں مگر کیا یا کسی عارضۃً و نیاسی واللہ اعلم جیسا اکثر جانتے ہیں اوسوقت نواب صفدر جنگ کو اصالٹا خاوت ہوا صوبہ اودھ اور صوبہ اکبر آباد کا اوفضون نے نواب عمدۃ الملک امیر خان سے صوبہ اکہ آباد سے اکبر آباد کا معاوضہ کر لیا کہ قریب صوبہ اودھ ہے +

نواب صفدر جنگ کا اکلوٹہ بیٹا مرزا جلال الدین حیدر لقب شجاع الدولہ نواب صفدر جنگ محمد شاہ بادشاہ سے پہلے داروغہ کی تو بیجانہ ہو کر میر آتش کیا تھا جب احمد شاہ درانی کا بل لاہور تک پہونچا بادشاہ نے قمر الدین خان وزیر اعظم کو مع نواب صفدر جنگ اپنے بیٹے احمد شاہ کے ساتھ روانہ لاہور کیا اتفاقاً وزیر اعظم وہاں مارا گیا نواب نے درانی کو شکست دی وہلی سے خبر انتقال بادشاہ پہونچی احمد شاہ بادشاہ ہوئے نواب صفدر جنگ اپنے حسن تاثیر و یاوری اقبال سے وزیر ہوئے +

اسکی تفصیل اکثر کتب تواریخ اور محققین کو معلوم ہے انکی قوم بیات قراقون لو قوم منغل ہی ہے بعض کہتے ہیں قزلباش +

مختصر یہ ہے قمر الدین قوم ترک جبوقت لڑائی میں مرزا شاہنخ بیٹے امیر تیمور کے قبل از مرگ کہ سبب دروگر وہ اور کثرت قمر سے مر گئے اونکا بیٹا جہان شاہ والی ریاست تبریز ہوا بعد اونسکے اونکا بھتیجا بدیع شاہ حاکم ہوا اوسکے بعد اونکا بیٹا حسین علی مرزا اسطرح بتدریج تسلط ہوتا چلا آیا اونکا بیٹا ناصر مرزا پھر اونکا بیٹا منصور مرزا حاکم ریاست ہوا اور انھین کو عمد دولت میں شاہ عباس اول کا ایران میں تسلط ہوا اوسنے سرکشان ترک کو زیر و زیر کیا تا اینکه منصور مرزا بھی اسپر ہوا اور حکم بادشاہ یہ ہوا کہ اب ستک جتنے ہیں نیشاپور میں جا کر رہیں وہاں منصور مرزا کیواسطے جاگیر مقرر ہوئی جب یہ حاکم جاگیر ہوئے بہت بخوبی بسر کی جب مر گئے محمد قلیخان بیگ اونکا بیٹا بتجویر ترکان رئیس ہوا اسطرح بعد اونسکے اونکا بیٹا جعفر خان بیگ حاکم ہوا بعد اونسکے محمد قلیخان بیگ اونکا بیٹا مسند ریاست پر بیٹھا اونسکے دو بیٹے تھے محمد شفیع خان بیگ و جعفر خان بیگ محمد شفیع خان کے سوا کے

بیٹی مسماۃ بڑھن صاحبہ سے بیاہ گیا جو نواب برہن الملک کی نوہی محمدی بیگم کے بیٹے سے
 تھا ایک بیٹی ایک بیٹا ہو ایسی بن بیاہی گئی بیٹا جسکا نام مرزا بزرگ تھا نواب شجاع الدولہ کی
 بیٹی سے منسوب ہوا و بچی بے اولاد مرگئی مرزا بزرگ کی دوسری بی بی سے ایک بیٹا
 ایک بیٹی ہوئی اور وہ خود حالت جنون میں مرگئی اور کنبٹا قائم علیخان مرزا برہن الدین حیدر
 مرزا جنگلی کی پوتی سے بیاہ گیا اور کئی بہن مرزا مذکور کے بیٹے نواب مرزا سے منسوب ہو کر مرگئی
 اوس سے تین بیٹے رہے +

نواب محمد قلی خان مرزا حسن کا بیٹا جب ہندوستان میں آیا جسے آغا بابا کہتے تھے نواب
 صفدر جنگ نے صوبہ دار اکبر آباد کیا وہ پہلے محمدی بیگم نواب برہن الملک کی بیٹی سے منسوب تھا
 اوسے ایک بیٹی بڑھن صاحبہ مذکورہ تھی بعد اونکے مرنے کے میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی مشہور
 بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے شاپور میں پہلے منسوب ہو چکا تھا اوس سے ایک بیٹا
 مرزا جعفر ہوا اور محمد قلی خان کا ایک بیٹا دوسری بی بی سے محمد علیخان ہوا یہ مرزا جعفر سے
 دو برس بڑا تھا محمد علیخان کا بیاہ ہوا مگر بیہیان بہت تھیں +

محمد علیخان کو یہ بیٹے چار پانچ بیٹیاں تھیں بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان والا دجنت آرامگاہ
 وہ سر مقرب الدولہ مرزا محمدی علیخان مسماۃ پوتی بیگم حضرت خلد مکان جو بادشاہ بیگم کے
 بیٹے سے تھیں منسوب ہوئی وہ دجنت آرامگاہ کے زمانے میں مرگئیں ایک بیٹا دو بیٹیاں چھوٹے
 نواب حسن الدولہ والا و مرزا حضرت فردوس منزل حضرت خلد مکان کی سلطنت میں گنتا
 ہوئے انکے کئی بیٹے طفولیت میں مر گئے اب ایک بیٹا مرزا عالی قدر ہے جسکی شادی حضور عالم
 کی بیٹی سے ہوئی دو بیٹیاں حاجی بیگم و زہرا بیگم جنہیں بادشاہ بیگم نے پرورش کیا تھا
 مرزا ابو تراب خان دوسری مرزا ابوالحسن خان مرزا ابوطالب خان کے دو نون بیٹوں
 سے شادی ہوئی +

مرزا اکبر علیخان محمد علیخان کے بیٹے کی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے ہوئی زمانہ ترقی
 مرزا حاجی میں جو مقرب خاص حضرت خلد مکان کے تھے +

نواب برہن الملک نے اپنی بیٹی بیگم کی شادی اپنے بھتیجے نواب صفدر جنگ سے کی +

ہوا گیا اور نے ایک بیٹا مرزا محمد شفیع خان ہے اور چار بیٹا یور سے ہندوستان میں آیا
نواب شجاع الدولہ نے اور پچیس سالہ دار کیا اور کہ منہ بیکم کی بیٹی سے عقد کر دیا یعنی نواسی
نواب برہان الملک سے لیکن رخصت عروس نہ ہوئی تھی کہ نواب نے انتقال کیا مرزا محمد شفیع خان
ولی گئے بعد میں نواب شفیع خان کے امیر الامرا ہوئے محمد بیگ خان بہرائی نے دغا

سے مار ڈالا +

مشہور ہے کہ بعد نواب محمد شفیع خان مرحوم کے ان خود ساختہ ثابت اندیش اور سردار
نے عجیب ہنگامہ فساد کیا کیا کسی تنہا سپہ سالار و اتفاق کیا ان کی جمعیت فوج گئی
لاکھ کی تھی سب کے سب ایک سال کے عرصہ میں آپس میں کٹ کر مر گئے جتنا نام و نشان بڑا
مختصر حال یہ ہے جب مرزا محمد شفیع خان امیر الامرا ہوئے ان کی بد مزاجی سے جتنے
سردار اور افسر فوج تھے ناراض ہو کر بیدل و خائن ہو کر راہ غافیت ہو گئے تھے
ازا بخلاف بعد از خرابی محمد بیگ خان بہرائی سے جب بظاہر صلح و آشتی بٹھری فوج اکبر آباد میں
نکار طریقین صفوں آ رہے تھے کہ کھڑا ہوا ایک طرف سے مرزا محمد شفیع خان اجل گرفتہ دوسری
جانب سے محمد بیگ خان ہاتھی پر سوار وسط میدان میں پہونچے محمد بیگ خان ہوا تھا
مرزا صاحب نے بڑے محمد بیگ خان نے دست معانقہ بڑھا کر اپنی طرف کھینچا اسماعیل بیگ خان
انکا بھانجا خواہی میں تھا مرزا کے پیٹ میں کٹار مار کر تمام کر دیا انکے منہ سے فقط اتنی بات
نکلے امی و قمر ساق آخر و غامی تو نے محمد بیگ نے دونوں ہاتھوں سے معیت کے اپنی طرف
کھینچ لیے محمد شفیع خان زمین پر گر پڑے انکی خواہی میں مرزا محمد امین خان باپ مرزا
محمد رفیع خان کے تھے جب محمد شفیع خان کی سواری کے ڈنکے کی آواز سنی جلد ہاتھی پر
سوار حوضہ ہندوستانی میں ہنظر اب سے انکی گہری اور جھگڑا کر پڑی لوگوں نے کہا یہ سنگون
ہوا آپ سبجائے سنا صاحب میدان و غامین پہونچے چاہا کہ ہاتھی پر کھڑے ہو کر محمد بیگ کو
تلوار مارین اور نے دفعہ اپنے ہاتھی کو بٹھا دیا یہ جھونک میں تلوار کے گر پڑے محمد بیگ نے
اپنے ہاتھی سے کچلوا دیا مشکل سے لاش ملی اکبر آباد میں دفن ہوئی بانی ریسر علیخان سالار
مرزا بزرگ کا دوسرا بیٹا جسے بڑا زین العابدین خان اور محل سے تھا نواب محمد علیخان کی

محمد علی خان دوسرا مرزا جیم خان محمد علی خان کا بیٹا مرزا حسین خان نواب الایجنک کی بیٹی سے
 بیاہا گیا وہ بے اولاد مر گیا محمد علی کی بیٹی جو نواب الایجنک سے بیٹے سے منسوب ہوئی
 تھی اس سے بے اولاد ہوئی طفولیت میں مرزا جیم خان سے ہندوستان میں ایک بیٹی
 ایک بیٹا ہوا بیٹی مرزا میٹا و نواب شجاع الدولہ کے بیٹے سے بیاہی گئی اور مرزا جیم خان
 کے بیٹے کا نام بھی مرزا شجاع تھا جسکی نشن سو روپے جواریانی سرکار کمپنی سے تھی اس وقت سو
 کہ گئی برس تک منافع اکبر آباد میں تحصیلدار رہا اور انھیں کھدے صاحب مناش ڈاکٹر سے نشن
 ماوام حیات مقرر ہوئی تھی اور سرکار شاہی سے سو روپے ملتے تھے پیش ز فساد لکھنؤ مرگے
 ان کے بیٹے کا بھی نام مرزا عبدالرحیم خان تھا بہت رویشیاری کا گزارہ سرکار صاحب انصیب
 عہد دولت حضرت جنت مکان میں نواب الایجنک کے بیٹے نے تحصیلدار علاقہ کیا تھا
 عین شباب میں مرگیا بیٹا شاہ فیض القیوم اولاد ہوئی ۔

میر عبدالقادر سے تین بیٹے ہوئے مرزا عبدالطلب خان مرزا حمید علی خان مرزا علی اکبر
 یہ سب بے اولاد مر گئے مگر ایک بیٹی مرزا عبدالطلب خان کی مرزا شجاع سے بیاہی گئی +
 دو زین بڑے جانی نواب صفدر جنگ کے بیٹے دو بیٹے بڑی بیٹی بے اولاد
 مرگئی چھٹی مرزا ابو طالب خان کے بیٹے مرزا ابوتراب خان سے بیاہی ہوئی جو بچہ بھی زادہ
 نواب صفدر جنگ مساوات حسینی تھے جبکا دادا مرزا خضر الدین نے متولی روحانہ حضرت
 امام رضا علیہ السلام شہید مقدس میں تھا اونگے وہ بیٹے بڑا بیٹا مرزا احمد مرزا اسم خان
 مرزا اسید و چچا مرزا ابو طالب خان و اماں جنت آرام کا گھرانہ سکی بہن فردوس منزل
 سے بیاہا گیا ۔

مرزا ابو طالب خان کے تین بیٹے مرزا ابوتراب خان مرزا ابو القاسم مرزا ابو الحسن
 عزت مرزا امین مرزا ابوتراب خان کی شادی مسعود حاجی سلیم نواسی خان مکان ہوئی ۔
 مرزا ابو القاسم مرزا دوسری بہن مسعود بڑے ایک سے کتھا ہوئے یہ دونوں سکی بہنیں
 نواب محسن الدولہ کی تحقین مرزا ابو الحسن فردوس منزل کی چھوٹی بیٹی سے بیاہو گئے
 بڑا بیٹا مرزا محسن کا مشہور مرزا بزرگ میر شاہ میر علی چھوٹی بیٹی مشہور چھوٹی بیٹی

ت فخر سیر حاصل کی خطاب سیادت خان بابا بعد فخر سیر حب سلطنت محمد شاہ ہوئی
 سعادت خان کو محبوبہ واری ملک و وہ اور اکبر آباد اور نواب برہان الملک خطاب ملا
 ان کے بھتیجے شہزاد محمد خان کو خطاب نواب شیر جنگ +

نواب سعادت خان کی ہندوستان میں پانچ بیٹیاں ہوئیں ثریا صدر جہان بیگم دوسری
 نور جہان بیگم تیسری نواب بیگم عرف ہندی بیگم چوتھی محمدی بیگم پانچویں آمنہ بیگم نو اسباب برہان الملک
 کی ثریا بہن جو جعفر خان بیگ سے منسوب تھی ان کے دو بیٹے تھے بڑا بیٹا مرزا محسن چھوٹا
 مرزا محمد مقیم اور نواب کی چھوٹی بہن جو میر محمد شاہ میر سے منسوب تھی ان کو دو بیٹے دو بیٹیاں
 بڑا بیٹا مرزا محمد یوسف چھوٹا نصیر الدین حیدر خان بیگ اور چھوٹا بھائی جعفر خان بیگ جس کا
 نام مرزا محمد شفیع ان کی چار بیٹیاں تھیں مرزا محمد مقیم چھ بیٹے کے بڑے بھائی مرزا محسن
 چار برس کے تھے جب ان کی ماں نے انتقال کیا تھا مرزا محمد مقیم کو ان کی خالہ نے اپنا دودھ پلا
 پالا تھا اور یہ دونوں بھائی اپنی خالہ کے گھر میں جوان ہوئے +

جب برہان الملک کی ثریا بیٹی صدر جہان بیگم ۱۲ برس کی ہوئی اپنی بہن کو ہم مرزا
 محمد مقیم نیشاپور لاکر اپنی بیٹی سے شادی کر دی مرزا محمد مقیم کو پادری اقبال سے
 خطاب نواب صفدر جنگ ملا +

جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم ۱۵ برس کی ہوئی چھ
 اپنی بہن کو نیشاپور سے اور نصیر الدین حیدر خان کو بلوگر شادی کر دی اور اپنی بیٹی
 صفدر جنگ کو دی +

و خیر مرزا محمد شفیع چھ بیٹیاں جعفر خان بیگ مرزا محسن اور دو بیٹے قوم شرافت الہی نادر
 منسوب ہوئیں از انجملہ ایک مرزا مسیح و دوسری میر عبد اللہ سے گھڑا ہوئی اور سب
 بھوٹی مرزا یوسف سے +

مرزا محسن کے دو بیٹے دو بیٹیاں تھیں بڑا بیٹا جعفر قلی خان مشہور مرزا بزرگ چھوٹا
 محمد قلی خان مشہور مرزا کہ چک +
 وہ بیٹیاں جو غیر قوم سے بیاہی گئیں ایک مرزا مسیح سے ان کے دو بیٹے ہوئے

[illegible][illegible][illegible]

یہاں کے میر محمد بقر نے جو کہ قادیان وستان میں مسک، دین اور قندھار میں
بیک کیا ایک جید پیدا ہو اور کہ خوش جوانی کا جب بدولت میں رہیں گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسب خاندان عالیشان شہزادہ شاہان امرافرونی

سید محمد الہی بن محمد حضرت امام موسیٰ علم علیہ السلام کی اولاد ساکن بخت شہ بن دہت
 صاحب علم شہ شاہ فیصل مغربی نے انہیں باکر قاضی انتضات کیا اور شہزادہ بن
 بہت سی املاک و جاگیر دی اور کئی بیٹے تھے سب بڑا بیٹا سید محمد بن محمد بن محمد بن
 ایک سید محمد بن دوسرے سید محمد بن محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے سید
 میر محمد بن میر محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے سید
 ایران کا قاضی تھا کہ سفر اور شکار میں کئی شخص کے دیواری کے جانتے تھے اور اس
 بیٹے رہتا تھا اتفاقاً قریب جنگل سواہی شاہ چلی جاتی تھی ایک شیر نے کھلکھلا کر
 حملہ کیا گھوڑے سے گرا دیا میر محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے سید محمد بن
 سے مایہ الاشاہ زورہ پٹنے تھا کچھ مدد نہ ہو پتلا بادشاہ نے ایسے کارخانے سے چار
 کہ اور بھین اپنا وزیر کہ بن کر بن کر بن کر بن کر بن کر بن کر بن کر بن کر بن کر
 انتظام ریاست غیر کن ہونے معاف فرمائے کہ میر محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے
 کچھ زبانی زبان ہو اسکی شادی مسمیٰ رضا علی بیگ وزیر کی بیٹی سے کیجیے وزیر قوم
 سے تھا بادشاہ نے وزیر سے فرمایا میر محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے سید محمد
 کہ میری ادبیری قومیت ہو وزیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ اگر بیٹی ہو تو میری قوم
 اور یہ رسم ہمیشہ قائم ہے بادشاہ نے قبول کیا اور میر محمد بن دوسرے سید محمد
 جاگیر دی اور املاک +

میر محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے
 چھوٹے کا نام میر محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے سید محمد بن دوسرے سید محمد
 چاہا یعنی محمد قلی خان بیگ میری مان کا بھتیجا نسل بادشاہان ترکمان سیو یعنی سلطان

تیسرے وہ لوگ جو فقط بیان حقیقت حال کرتے ہیں جس سے کسی طرح کی افہام
ظاہری و باطنی ثابت نہو لیکن طریق و طرز منقول سے جو شایان زبان شدہ نفاذ بخیر
اور سچ کہنے میں کسی سے نہیں ڈرتا اگرچہ یہ بات سب پر ناگوار خضوعاً حکام پر ہے تو
غرض عاصی پر معاصی سید کمال الدین حیدر جسنی کجی منی مشہدی طون بلہی المذہب و
ڈاکٹر نے جو ان اوراق کے لکھنے میں عرق ریزی کی ہے ہر صاحب انہم دریافت کرے کہ
اگرچہ زمانہ پر آشوب اور قدردانی قدر شناسوں کی ظاہر ہے +

ان اللہ بالغ امر وقبّل اللہ کل شے متدر او ہواستقان و پستین

خلاصہ احوال سلطنت ملک اودھ

۱۲۶۳ھ ۱۸۴۷ء

قطعہ تاریخ

سلطان عالم شہ ذیشان ونوسی شکوہ
کیونکہ اس کے عہد میں کثرت ہو پیش کی
ہے وہ دار و دلا بہادر و بزرگشاہ
سید کمال دین جسنی کی وجہ سے
ہے تاجدار مملکت صوبہ اودھ
ہے اس سے زینب منتزلت صوبہ اودھ
سند نشین معدلت صوبہ اودھ
و کیجی سجون نے مرتب صوبہ اودھ

ہاتف پکارا سال ہمایون کو طرح
تعمیم حال سلطنت صوبہ اودھ

۱۲۶۳ھ ۱۸۴۷ء

ابن فضلہ حال اپنی ناکامی کا یہ ہے کہ جب بعد استقلال کمرل و لکھا کس صاحب کے قطب الہیہ
مقرب نام سے حضرت سلطان عالم کی نظر اُپر سے گذرانی بعض مقامات مندرجہ اپنے عہد دولت کو
اگر اہل طبع اسی میں سمجھ کر ازراہ عتاب عاصی کو نوکری سے موقوف کیا +

ابن فضلہ اسے کچ تک جو سو ابحاث اور حوادث عجیبہ انقلاب عظیمہ دور فلکی سے ہوئے
صاف صاف بلا رعایت لکھے گئے بہ نسبت اس وقت کے یہ کتاب اب سے چند ہو گئی ہے
ایک جلد فارسی دوسری اردو تیسری ترجمہ انگریزی پرنٹل چم لین صاحب نے خود کئی باب ترجمہ کیے
باقی باب صاحب سے ترجمہ کر کے مرتب کیے بشرطیکہ صاحبان انصاف و حکام عادل بھی پسند کریں
اور بعد طبع کے بطریق معمول لین کہ ایسے بھی وقوع یا کار زمانہ ہوتے ہیں چنانچہ اب پرنٹل
چم لین صاحب بہادر ۱۵۵۵ مارچ روز جمعہ ۱۲۸۷ مع انجیر روانہ ولایت لندن وطن مالون
ہوئے ہیں بعد مع انجیر پہنچنے منزل مقصود کے انشاء اللہ تقال و ولایت میں طبع کراویں گے اور
بہ ان خاص و عام و حکام کو یہ حال ملکات او وہ بخوبی سنسکت ہو جائیگا اگرچہ کوئی امر شوخی
سہین راجع و باطل اہل انصاف کو کشم فی النہار کھل گیا ہے خدا غرابے شہر پر رحم کرے
اور سب کو توفیق خیر دے +

واب و مستور مورخین اخبار و سوانح نگار زبانیہ ناہنجا
مورخین اخبار تین قسم کے ہوتے ہیں +

پہلے وہ فرقہ جو دشمن افعال صاحبان اقبال و راہل کمال سبب اپنے حسد کے
ہوتا ہے بغیر ظہور حضرت جو محض عداوت اور اپنی بہ باطنی سے دیدہ و دانستہ پردہ غفلت
آنکھ بے بصیرت پر رکھ کر کسی کے عیب اتنی وصفاتی کو اپنے ذہن میں ٹھہرا کر لکھتا ہے
اسو اسطے کہ خلق عالم میں بدنامی ہو یا کھل کر اظہار عداوت بد سے نسبت دے سکتا تو نیک
کاموں کو بطور کنایہ اور اشارہ بطریق مضحکہ لکھتا ہے جسے عقل مند خوب سمجھتے ہیں +

دوسرے وہ طائفہ جو دوست یا نا بعد اگر کسی کا ہے کہ چارونا چار سوا و تعریف کے
کچھ اور نہیں لکھ سکتا اور اپنے دفعہ دخل کی واسطے کچھلے حکام کے عیب کو اپنی وکیل عقلی
سے ثابت کرتا ہے یا فوج آبرو و غرت حاکم وقت سے رکھتا ہے بہر صورت عجیب ہو +

سپتاکھن کتاب

جیسر ہنری الیٹ صاحب سکرٹری اعظم گورنمنٹ رونی افروز لکھنؤ ہوئے آئین
کتاب تواریخ کا بڑا شوق تھا چنانچہ ہر شہر سے کتابیں بہت تحفہ خط ولایت کیاب بلکہ نیا
خواجہ قیمت یا ہدیہ لیتے تھے اور ہر شخص بطریق خاص یا موجب رسوخ یا چند شہت موہوم سمجھ کر نیا تھا
چنانچہ مرزا وصی علیخان جو لکھنؤ سے حبس سوز قدیم سرکار وسیلہ رسوخ جانکر کئی سونو جلد
تواریخ خط ولایت و ہند جو کتب خانہ مرزا جعفر مرحوم و حضور عالم کو اونکی اولاد و سوہیت قلیل
ماتہ کافی تھیں گدبانہ وہ درحقیقت کتب خانہ شاہی سے تھو لیا روئے باخفا ہی تھیں
صاحب بہت سرت دلی سے ائمرا اونکی قیمت کا کیا نہ لی اسیکو وسیلہ رسوخ اپنا
سمجھے چنانچہ اسکا ذکر اپنے مقام پر آگیا و

ایک دن کرنل وکاکس صاحب اور مہتمم رصدخانہ سلفانی نے اس ملازم مولوت سے فرمایا کہ
الیٹ صاحب منقش تواریخ ملک اودھ کے بہت مشتاق ہیں عرض کیا کتاب عبا والسعادت
مرزا محمد حسن قلیل اور بہادر خانی وغیرہ کتب ہند میں متفرق احوال ریاست کا بھی ملدج ہے
فرمایا منقش اسی سلطنت کا احوال ابتدا سے آج تک کا چاہتے ہیں عرض کیا مجھ کو کرنل جان پلی صاحب
رزیدنٹ کے وقت سے پوش و جنبہ اور جو مواد و انقلاب سرکار میں گزرے ہیں اور
اس سے پیشہ کا حال بھی اکثر واقف کاروں سے مفصل معلوم ہو لیکن بشرطیکہ آپ بھی اسکی
تصحیح و تحقیق پر متوجہ ہوں غالب ہو کہ صاحب ملدج بھی اوسے پسند کریں چنانچہ عنوان
موافق و دستور انگریزی کیا کیسی خوشامد یا تعریف زائد نہیں جیسا نوٹین زمانہ کرتے ہیں
مقتضی حقیقت ناں مثل اخبار اپنی رسائی تحقیق سے لکھا کرنل وکاکس صاحب ڈاکٹر اسپر جنر صاحب
کئی باب مثل مشے بنوہ سے بلکہ الیٹ صاحب کو بھی بھیجی اور بخوبی و ازراہ قدر شناسی
پست کر کے تعریف لکھی مگر انیسویں یہ کہ اونکا کپ میں جا کر مزانا باعث ناکامی ہوا پھر
ٹکٹ صاحب مہتمم کلج جنرل مارٹن نے کئی باب سے اور جنرل سلیم صاحب رزیدنٹ کو جنکا
اونکے زمانے میں احوال گدرا تھا لکھ کر دیا اونکی چٹھیاں میری پاس موجود ہیں جو ازراہ قدر شناسی
اور جوہر شناسی کے مجھے عنایت فرمائی تھی و

۱	واجد علی شاه سلطان عالم	
---	-------------------------	--

جای پس سنه مذکوره مدت سلطنت ۹ سال ۱۱ شهر ۵ یوم روانه کنگلته قیام و چچی کجولک ۱۲۵۶
 ۱۲۵۶ ۵ رجب شب جمعه +

	مزارچین و وزارت آبانی صنوعی جبری	
--	----------------------------------	--

مدت مجموع ۹ شهر روانه کوه نیال و قیام آنجا +

مدت وزارت و زرای اوده مجموع ۴۳ سال ۲ شهر ۲ یوم مدت باوشاهت اتم سال

مرزا وزیر علیخان

مسند نشین ربیع الاول ۱۲۱۲ هجری ۶۹۹ شمسی مدت ۳۰ شهره یوم وفات قلمی کلمت
۱۲۲۱ هجری ۱۲۱۸ شمسی ماه جون اساتذہ مدفون کاشی بلخ کلمتہ تب محرق +

نواب محبین الیولہ ماموت علیخان

مسند نشین ۳ شعبان روز بخت ۱۲۱۷ هجری ۶۹۴ شمسی مدت ۱۶ سال ۱۱ شهر ۲ یوم وفات
۲۹ رجب ۱۲۱۸ هجری ۱۲۱۵ شمسی ماه جولائی ساون مرگ مغایات وغیرہ مدفون خاص بازار
مکان نواب غازی الدین حیدر +

نواب غازی الدین حیدر

مسند نشین تیارخ و سند مذکورہ جابوس تخت سلطنت ۱۲۲۹ هجری ۱۲۲۶ شمسی
مدت وزارت و بادشاہت ۱۳ سال ۱۰ شهر ۵ یوم وفات ۱۲۳۳ هجری ۱۲۳۰ شمسی
۱۰ نوون امام بارہ نجوت تعمیر نمود +

شاہ زمان نصیر الدین حیدر

جلوس سلطنت تیارخ و شهر سند مذکورہ مدت ۱۰ سال ۵ یوم شب شنبہ ۳ ربیع الثانی
۱۲۳۴ هجری ۱۲۳۱ شمسی ماه جولائی ساون کمانہ مذکورہ فاک نظام ترب و غیرہ مدفون کربلائی نو تعمیر نمود
آن طرف دریائے گوتی +

مرزا فریدون بخت عوفیاجان

مدت دو ساعت انتقال جینار کڈ مرمن مرگ مغایات محرم ۱۲۴۶ هجری ۱۲۴۳ شمسی ۱۱ یوم واکتہ

محمد علی شاہ

جلوس ۵ ربیع الثانی سند تیارخ مذکورہ مدت ۵ سال ۱۰ یوم عارضہ تب محرق مذکور
امام بارہ حسین آباد نو تعمیر نمود ۱۲۵۵ هجری ۱۲۵۲ شمسی ۱۰ یوم واکتہ +

محمد امجد علی شاہ

جابوس سند مذکورہ مدت ۳ سال ۱۱ شهر ۲ یوم مرض سرطان مدفون چپاونی میڈون
رسالہ دار ۲۶ منفر ۱۲۵۳ هجری ۱۲۵۰ شمسی ۱۰ یوم واکتہ +

نوکری نسب ہمایون میر محمد امین نواب سادات خان برہان الملک بہادر

۱ میر محمد امین ۲ میر محمد نصیر ۳ میر محمد امین ۴ میر محمد جعفر ۵ قاضی محمد الدین شہید ۶ مخفی
۷ سید محمد ۸ سید غیاث الدین محمد ۹ سید سراج الدین علی ۱۰ سید اسحاق ۱۱ سید محمد
۱۲ سید غیاث الدین محمد ۱۳ سید موسیٰ ۱۴ سید قاسم ۱۵ سید علی ۱۶ سید جعفر
۱۷ سید حسین مخدوم ۱۸ سید عبدالحی ۱۹ سید عمر ۲۰ سید ارجم ۲۱ سید عبد القادر ۲۲ سید سراج الدین
۲۳ سید محی الدین ۲۴ سید علی ۲۵ سید محمد زاہد یاشید ابن الامام الہمام جناب
موسیٰ کاظم علیہ السلام + افضل الصلوٰۃ والسلام +

دست وزارت و سلطنت وزراء و سلاطین اودھ

میر محمد امین نواب سادات خان برہان الملک

منصوب ۱۱۳۰ھ ہجری ۱۷۱۷ء مدت ۱۹ سال انتقال ۱۱۳۷ھ ہجری ۱۷۲۴ء
و عارضہ جہانی و تپ و روسہ مدفون دہلی +

نواب منصور علی خان صفدر جنگ بہادر

مسند نشین وزارت ۱۱۳۷ھ ہجری ۱۷۲۴ء مدت ۷ سال انتقال مقام بایر گھاٹ سلطان پور
۱۱۶۶ھ ہجری ۱۷۵۳ء اکتوبر ماہ کاتک مدفون اول گلاب باڑی فیض آباد بعد اسکے
استخوان حکیم مزاج جو کر بلا ہو علی لیکن اور طاق پشت روضہ مقدس مدفون عارضہ و تپ +

نواب شجاع الدولہ بہادر وزیر

مسند نشین ۱۱۶۶ھ ہجری ۱۷۵۳ء مدت ۲۳ سال انتقال شہر فیقہہ ۱۱۸۸ھ ہجری
۱۷۷۵ء عارضہ خارک مدفون گلاب باڑی فیض آباد +

نواب آصف الدولہ بہادر وزیر

مسند نشین ۱۱۸۸ھ ہجری ۱۷۷۵ء مدت ۲۳ سال ۲۴ شہر ۲ یوم عارضہ استسقا او
انتقال پنجشنبہ یکپاس روز ماہ ۸ ربیع الاول ۱۲۰۰ھ ہجری ۱۷۸۹ء تہ تیغ کوہ ابر
مدفون امام باڑہ خود و وہرہ ہندی ایک نزار آٹھ سو سمت کا پرہان + سنہ بارہ سو بارہ
ہجری حانت سکل جہان ربیع الاول ۱۲۰۱ھ ہجری ۱۷۸۷ء و ان سدی پریا کوہ کی جب کہ تپ و تپور ان

۵ نواب زینت النساء بیگم عرف آمنہ بیگم وفات زوجہ نواب جہاز الدولہ وفات
نواب محسن الدولہ کے بے مات بھائی +

محلات حضرت امجد علی شاہ

۱ خاتون معظمہ بادشاہ بہو نواب ملکہ کشور نجرالدیانی نواب تاج آرا بیگم خاص محل
بیٹی نواب حسین الدین خان انتقال شہر پاپس سلطنت فرس +

۱ خورشید چشت مرزا محمد واجہ علی بہادر خطاب ابو منصور سکندر جاہ سلیمان چشم صاحب عالم
ولی عہد مرزا محمد واجہ علی بہادر نواب علی خسان کی بیٹی سوہیا بیگم بیٹی نواب علی الدولہ

۲ مرزا محمد جواد علی جنرل سکندر چشت دارا محبت نواب میر الدولہ کی بیٹی سوہیا بیگم وفات شہر
۳ اشرف النساء بیگم خطاب فسر بہو صاحبہ نواب سرفراز الدولہ مرحوم بیٹی نواب میر الدولہ
مرحوم سے لکھا ہوا ہے۔

نواب خسر و بیگم ملکہ رگیتی سے

۱ مرزا محمد رضا علی بہادر دارا سلطنت سہاوا اجین آرا بیگم بیٹی نواب معظم الدولہ سے لکھا ہوا ہے
شہداء ہجری مطابق ۱۱۶۷ء میں انتقال کیا مدینہ کربلاویہ خدای بخش ہوئیں +

۲ مرزا محمد حسین علی بہادر سکندر قادر سہاوا فضل بیگم بھانجی نواب ممتاز الدولہ سوہیا بیگم
عارفہ صریح سے انتقال کیا پھر سہاوا ہجری کی شادی حسب شرع مرحوم رضا ولیر الدولہ عرف
مرزا حیدر کے بیٹے سے ہوئی۔

نواب ملکہ عہد تاج محذرات نواب غفور محل صاحب

۱ مرزا سیان قدر بہادر مرزا رفیع الشان کی بیٹی سے لکھا ہوا ہے +
۲ کسری شکوہ مرزا محمد عباس بہادر ۱۱۷۲ء ال شہداء ہجری پادشاہت میں
پیدائش ۱۱۷۲ء ربیع الثانی شہداء ہجری انتقال +

۳ بہرام دولت مرزا محمد بیٹے سلیمان بہادر خلف ارشد محل غیر سے جنگی قبر کربلاویہ بنون
بے جیسے اب خورشید باغ کہتے ہیں۔

ولہ الدولہ عرف مرزا حیدر کی بیٹی سے منسوب تھا اتفاقاً گھوڑی سے گر کر مر گیا۔
 جینا بیگم کی دو بیٹیاں آقا بے شوکت ہو آقا بے شمت ہو۔

شاہزادے صاحبات محل سے

- ۱ مرزا خورم بخت بہادر نواب بیگم علی خان نواب امیر خانم صاحبہ
- ۲ مرزا علیہم الشان بہادر نواب محمد تقی علی بہادر نواب وزیر خانم صاحبہ
- ۳ مرزا رفیع الشان بہادر نواب محمد تقی علی بہادر نواب امیر خانم صاحبہ
- ۴ مرزا فرخندہ بخت بہادر نواب محمد ذوالعلی بہادر نواب حفصہ خانم صاحبہ
- ۵ ابوالمظفر سکندر قادر خورشید ختم صاحب عالم ہمایون بخت مرزا احمد علی بہادر ملکہ جهان حمیدہ سلطان فخر الزمانی نواب تاج النساء بیگم صاحبہ
- ایک شاہزادی بھی اسے ہوئی تھی نوابی میں کس بے شوکت میں مر گئی جینا باغ میں فرزند
- بادشاہت میں اس کا نام حسین آباد رکھا۔

شاہزادیاں و نحویش صاحبات محل

- ۱ نواب سلطان بیگم عرف چھندنا بیگم زوجہ نواب منظم الدولہ رستم الملک باقر علی خان بہادر
- ۲ نواب جنگ بیگم مرزا کمال الدین حیدر
- ۳ نواب زیب النساء بیگم عرف حاجی بیگم نواب وزیر خانم صاحبہ زوجہ نواب محمد آرا
- ۴ نواب فخر النساء بیگم عرف فضل صاحبہ زوجہ نواب مجاہد الدولہ سیف الملک زین العابدین خان
- ۵ جلالت جنگ بیگم محمد رضا خان پوتے مرزا کمال الدین حیدر
- ۶ نواب گوہر آرا بیگم عرف وزیر بیگم وفات زوجہ نواب حفصہ الدولہ وفات ایک بیٹی و بیٹا مر گیا
- ۷ بہادر حیدر جنگ خاقان مرزا
- ۸ سلیمان مرزا انکی شادی مرزا فرخندہ بخت کی بیٹی سے ہوئی ایک بیٹی
- ۹ مسعودی بیگم

مرزا فریدون بہت عرف مشاجرانہ منہل محل سے اسکا قتل منشی عبداللہ درویشی نے
 قاتل بادشاہ بیکمین بہت پیچ تمام حکم شکسیر صاحب بہادر لکھا ہے +
 اسکے تین بیٹے چنار گڑھ میں اور محل سے ہو کر جلال الدین حیدر خوش محل سے غازی الدین
 زبیر الدین حیدر بنو عبید بن سوختہ ویزان نام جناب بیکم صاحبہ نے خود تبرکات بھجوا رکھے تھے +

محلات و اولاد محمد علی شاہ

۱ نواب علی محمد علی شاہ الہامی نواب جان ایام غفر کی بیوی کا خاص محل قدرت و خوشی کی تھیں
 محمد امجد علی شاہ بادشاہ +

۲ نواب سلطان عالی بیک بڑی شاہزادی شہزادہ بنو ابی الدین و بہادر حسین قبل از فساد لکھنؤ انتقال کیا
 ۳ نواب درشن آبا بیک چھپنی شاہزادی منسوب نواب میر الدہلہ عرف مرزا آئین بیٹے
 مرزا عبداللہ بنو حسین بدھ بیک مرزا لکھنؤ کو شہر ملک کو گودان سے روانہ کر بلاوے سے ہوئے
 و ہینہ انتقال کیا بعد اسکے شاہزادی بھی اجازت اور کی عتبات عالیات کو کہیں بعد شرف مرزا
 بہنہ بی بی بہنہ انتقال کیا اور کی نفس روانہ عتبات ہوئی +

۴ نواب ناصر الدولہ مغربی خان یہ بڑے بیٹے بادشاہ خانم سے تھے جت آرام گاہ کے
 مدد و ملت میں اہتمام الدولہ مظفر علی خان کی بڑی بیٹی سے بہت محبت سے شادی ہوئی تھی
 کئی عینہ پیشتر جلوس سلطنت مرگ الہامی سے انتقال کیا سلطنت سے محروم ہے بعد اسکے
 کوئی بی بی نے بھی انتقال کیا +

اسکے بیٹے فریدون مرتبت نواب ممتاز الدولہ مرزا حسین علی بہادر بنویش نواب ملکہ زانیہ
 بہنہ نامہ بنرل سے انکی شادی کی +

انکی تین بیویاں منہل بیکم نواب شمس الدولہ سردار بیکم نواب امیر الدولہ سے منسوب ہوئیں
 یہ دونوں بیٹے نواب حسن الدولہ محمد حسن خان کے ہیں +

نواب ممتاز الدولہ بیکم عرف جینا بیک مظفر الدولہ مظفر جنگ محمد زکی علیخان عالی جنگ شادی ہوئی
 بیٹے نواب احمد علیخان کے اسکا بیٹا رشید الدولہ ناصر الملک محمد جعفر علیخان بہادر درویش

شاہ زمان بادشاہ بیکم سے خفا ہوئے لیکن بیکم صاحبہ انکی پرورش زیادہ محبت مادر ہی سے کی تھی اگرچہ فیض النساء انکی ملازم واسطہ پرورش کر تھیں

صاحبزادہ محل اہل و شائق

وفات

وفات

وفات

وفات

۱ نواب مبارک محل بیٹی کرنل عیش
۲ نواب سلطان مریم بیکم بیٹی ڈاکٹر شارٹ بغداد
۳ نواب ممتاز محل
۴ نواب سرفراز محل
باقی اسامیان گرسب بے اولاد رہیں اور بادشاہ کو کبھی کچھ خواہش اولاد نہ تھی

تحملات حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر

۱ نواب سلطان بیگ صاحب خاص محل بیٹی مرزا سلیمان شاہ شاہزادے دہلی کی
۲ نواب ملکہ زمانہ
۳ نواب محترہ عظمیٰ بیٹی والٹر سوداگر
۴ نواب تاج محل جبکہ خطاب پہلے خورشید محل تھا جادی الاول ۱۲۹۲ھ ہجری مطابق ۱۸۷۵ء

وفات

وفات

۱ نواب باورشاہ محل
۲ نواب قدسیہ محل
۳ نواب صاحبہ محل
۴ نواب نور محل

وفات

وفات

وفات

وفات

۱ نواب ممتاز الدہر بادشاہ جہان بیکم بیٹی مرزا باقر علی خان پوری مرزا حسین علی خان
۲ نواب کھنڈانی آخری تھی
۳ اسامیان عیش محل وغیرہ لیکن محروم اولاد سے رہیں بادشاہ خود متمن راہ

حیات

نواب عباس قلی خان کی بیٹی سے کیا تھا بے اولاد ہیں موافقت بھی شوہر سے نہ تھی
شمس الدولہ آفتاب الدولہ دونوں بیٹے اور محل سے ہوئے +

مرزاویان

۱ خیر النساء بیگم بی بی مرزاوی سگی بہن نواب غازی الدین حیدر کی شادی شیر علی خاں
نواب قاسم علیخان عالیجاہ گجکالے سے ہوئی بے اولاد ہیں مگر ایک لڑکی کوئٹہ
اپنی اولاد کے پرورش کیا تھا اسکی شادی مرزا نظام الدین حیدر نواب سجاہت علی خان
بیٹے سے عہد دولت حضرت خلد مکان میں کی تھی +

۲ فاطمہ بیگم سگی بہن نواب نصیر الدولہ کی شادی مرزا ابو طالب خان سے ہوئی +
۳ فخر النساء بیگم کی شادی نواب میر گلہ نواب قاسم علیخان مذکور کے بیٹے سے ہوئی انکی
ایک بیٹی مسماۃ وزیر بیگم کی شادی مرزا شاہ میر خان کے بیٹے سے ہوئی +

۴ ولایتی بیگم کی شادی نواب میر الدین خان جہاد رنجی سلطان خان لڑکے نواب ام الدین خان کو ہوئی
۵ ننھی بیگم صاحبہ کی شادی نواب احمد علیخان بیٹے نواب محمد علیخان سے ہوئی +

ازواج و اولاد نواب غازی الدین حیدر

۱ پوتی بیگم بیٹی ابوشاہ بیگم خاص محل سے فقط نواب مقرب الدولہ مہدی عیخان بیٹے
نواب محمد عیخان سے منسوب تھیں جنت آرا نگاہ کے عہد دولت میں انتقال کیا جھانکڑ
خان بن دفن ہوئے ایک بیٹے نواب حسن الدولہ انکی شادی نواب نصیر الدولہ کی بیوی
بیٹی سے ہوئی وہ بیٹیاں حاجی بیگم زہرہ بیگم شہت الدولہ مرزا ابو تراب خان بیٹے مرزا
ابو طالب خان سے حاجی بیگم کی شادی ہوئی زہرہ بیگم کی شادی منیر الدولہ مرزا ابو القاسم
بیگم مرزا ابو طالب خان سے ہوئی ان سے انتقال کیا لیکن ہر بیگم ریہہ معتبات عالیات کر بلاز علی ہوتیں بنا
شرع زیارت لکھنؤ ہو چکر انتقال کیا +

۲ مرزا نصیر الدین حیدر مرزا علی حیدر مرزا چاوی الاول ۱۲۸۵ھ ہجری مطابق ۱۸۶۸ء
مسماۃ بیگم دولت نواب ممتاز محل سے پیدا ہوئے بکا مقبرہ جھانکڑ خان میں بنا جب جنت

تواریخ او

مرشد ز اوبے مختصرہ

- ۱ نواب غازی الدین حیدر خان بن مرزا کی شادی باوشاہ بیگم صاحبہ بی بی بختیاری
- ۲ نواب محمد علیخان خطاب شمس الدولہ انکی شادی مسماۃ حضرت بیگم نواب شوکت الدولہ عروت مرزا جمعیہ کی بیٹی سے ہوئی +
- ۳ نواب نصیر الدولہ مرزا محمد علیخان مسماۃ کبیتو بیگم نواب امام الدین خان کی بیٹی سے ہوئی
- ۴ نواب ضیاء الدولہ مرزا کاظم علیخان کی شادی لطیف علیخان کی بیٹی سے ہوئی
- ۵ نواب اعجاز الدولہ عابد الملک مرزا حسین علیخان صاحب جنگ شہامت علیخان عروت مرزا بھوراک کی بیٹی سے منسوب تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت میں خدمت فرمائی
- ۶ نواب عطاء الدولہ معین الملک ضرغام جنگ مرزا جعفر علیخان کا عقد شریعہ مسماۃ فیروز بیگم سیرن صاحب کی بیٹی ہوئی میر نصیر خان سے ہوا +
- ۷ نواب صادق علیخان کی شادی نواب نور علیخان کی سگی بہن سے ہوئی ساکن سرنگ پٹن امرامندراج +
- ۸ نواب جلال الدولہ مرزا محمد علیخان فقط نواب خاص محل سے تھے جنکا خطاب میں پٹن محل تھکتے ہیں انکے پادشہ میں پیم تھا ایک بخومی نے جناب عالی سے کیا کہ اسکا خاجہ یہ ہو کہ بادشاہ یا وزیر کی بی بی ہو مگر مجھے بہت تعجب ہوتا ہے
- ۹ نواب عالی نواسی عوام سے داخل خواص محل کیا اس مرشد زادی کو نہ رغبت خود شادی نہ جناب عالی کو اسکا خیال آیا بنام نامی امر فقط دو تین حرمین تھیں +
- ۱۰ ب اقتدار الدولہ مرزا کلب علیخان نواب خاص محل کے پاس رہتے تھے
- ۱۱ جنت آرام گاہ حضرت خلد مکان نے چار ہزار روپیہ دریاہہ مقرر فرمایا تھے نسبت اور بھائیوں کے انکے ازواج خود پسندی سے ہوئے +
- ۱۲ رکن الدولہ مرزا محمد حسن خان حضرت خلد مکان نے انکا عقد شریعہ

بعد ایک مہینے کے جاگیر سے تشریف فرما وال آباد ہوئیں وہیں کئی مہینے کے بعد انتقال کیا
حضرت خلد برکان کے عہد دولت میں انکی انش لکھنؤ آئی بڑے کام بائرمین برابر قبر نواب
آصف الدولہ مخدوم ہوئیں حضرت خلد برکان نے ایک شیعہ چاندی کی انکی قبر پر بھی واقعہ
قبر نواب مرحوم رکھوا دی تھی مزارتو صاحب غیر مرحوم کے متعلقین جو علی محمد تحسین علیخان یردو
لی نیشن سرکاب سے انکے متعلقین کو ایسا ہی نسلان بنالست

نواب ناصر محمد تحسین علیخان کہتے تھے کہ فقط ایک بیابان علیخان بنالست نواب کسی محل
ہو اتھا وہ سن طفولیت میں مر گیا باقی اور بیٹے و بیٹیاں بنام نامی نوابتین انرا جسم مرنا
وزیر علیخان بھی اسی زمرہ سے تھے انکی شادی بنو بیگم بی نواب اشرف علیخان سے ہوئی
وہوم سے یادگار زمانہ ہوئی تیرہ لاکھ روپیہ خرچ ہوا انکی پنشن مادام حیات چھ سو
روپہ ہوا واری سرکار انگیزی سے جاری رہی انکی بیوی و اولاد میں جب وزیر علیخان غیب ہو کر
کلکتہ گئے انکی بی بی او اولاد مولگیہ میں بنی نیشن سرکار رہی

اولاد و اراج نواب پیر الدولہ حاوی علیخان

انشل بیگم خاص محل نواب بی نواب دارالہ بلہ مرحوم کی بنارس میں گریمین اوکا مقبرہ
وہاں کن بنارس میں بے دستور بیگم کے بطن سے تھیں انکے دو بیٹے امیر و خان
امرا و مرخان دونوں ایک چھیک و بے سرفرازی الموت سے سن طفولیت میں مر گئے چنانچہ
جب حضرت جنت برکان نے ہمایوں مجتہد امیر قریب نواب دارالہ بلہ مرحوم کی کئی بریک
تیمارہ زبانی سب فاتح کشی سے مرنے لگے حضرت سلطان عالم کی سفارش بھی کچھ ہندوئی
ایکٹن نواب مدھی علیخان نے جنرل کائیلڈز ریڈیٹ لکھنؤ سے تنگ ہو کر کہا کہ ہم آخر کا
جب لکھنؤ سے باہر جانا تو ہر کر شکے سرکا میں اپنی بہن کا کاغذ فراموشی کر رہا پیش کر رہا
صاحب نے نواب ویا ہم جانتے ہیں اس قدر بیخ و بیک کی سیاست کج جانگی جب جنت برکان
انتقال کیا وہ زمانہ نواب دارالہ بلہ انکی کا ہوا نواب محمد علی کے واپس و سکونت ہوا ملی

تاریخ

تختخواہ اڑھائی سو روپو ماہواری مقرر کر دی گئی نواب ناظر محمد حسین علیخان ناظر ہے ایک
 قلت تختخواہ اور اپنی کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑیں راہ شیخین دروازہ و سبز
 کی بند کر دی پنج محلہ میں کوٹھی سرکاری تھی بیابانہ اپنے باپ کا مال سمجھا ایک کوٹھی کا اسباب
 لوٹ لیا جناب عالی نے ازراہ سلسلہ جمعی سب کی تختخواہ فی پانصد روپو مقرر کر دی انھوں نے
 مجھ سب فضول اپنی لوٹ کا مسترد کر دیا اور جناب عالی کو اکثر کہتی تھیں کہ جو تم ہو وہ ہم ہیں اگر
 انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہیں جناب عالی کو اکثر کہتی تھیں کہ جو تم ہو وہ ہم ہیں اگر
 بعد انتقال جناب عالی انجمن النساب کی نمائندگی میں اس خیال سے و گزر کر گئے تھے۔
 انجام کار نواب گورنر جنرل لارڈ ماہ اہار کی آمد آئندہ سب سے ایک گھنٹہ پہلے سے
 قلت کشاہرہ کوٹھی لارڈ صاحب تشریف لے گئے عرض حال کیا وہ اٹلا کہ آپ نے کین اتنی تکلیف
 اوتھائی ہم بھی اب لکھنؤ جاتے ہیں جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا نا کام پھر آپ ہیں +
 حضرت خلد مکان نے سب کے سات سات روپو مقرر فرمائے مگر وہ فوت و حکومت خود
 جنت مکان کے عہد دولت میں تھی نہ ہی خصوصاً عہد سلطنت حضرت خلد منزل میں حساب
 رہیں اور اگر شاید ہوتی تو بادشاہ بیک صاحبہ سے زیادہ صاحب تہ نہ تھیں جو ان کا اہل گزرا
 باقی اور صاحبزادیان سن طفولیت میں فیض آباد میں مر گئیں +

نواب اصناف الدولہ

س النساب بیک سے بیابان گئے جنکا خطاب نواب بہو بیک صاحبہ تھا یہ بیٹی نواب نظام الدولہ
 خان پوری نواب قمر الدین خان وزیر اعظم دہلی کی تھیں انکے بھائی نواب
 لدین خان تھے قلعہ چھٹی بھون میں رہتی تھیں لارڈ لارڈین کبھی موافقت بھی نہ رہی پیر تاب گنج
 نواب گنج انکی جاگیر ساکھ ہزار روپو سال کی تھی اور سرکار جناب عالی سے ساکھ روپو
 اصدہ مقرر تھا داروغہ سرکار سے معرفت لارڈین چند مقرر رہتا تھا جب جناب عالی نے
 نا بازار پیل بختہ گو متی ضبط کی تھا ہو کر اپنی جاگیر تشریف لے گئیں کرنیل بی بی صاحب
 لاہری کو اسے نہ مانا خیال تھا کہ جناب عالی منانے کو تشریف لائے یہ خیال خام تھا

میر محبوب کا بیٹا سہمی جعفر علی خان کسی اور محل سے پیدا ہوا +

۲ مسیتی بیگم صاحبہ مرزا گھیسٹا مرزا بندو کے بے مات بھائی سے کتھا ہوئیں پشت سنگین محل رہتی تھیں انکی چار بیٹیاں دو بیٹے +

۳ جمنی بیگم صاحبہ مصام الدولہ عرف مرزا جتو سے سیاہی گئیں فہنیں آباد میں جھوڑا کر کر مرگئیں اور انکے آغا سید بیٹے معصومہ بیگم بیٹی +

۴ عزت النساء بیگم کی شادی لکھنؤ میں بعد مرے جمنی بیگم کے پھر مرزا جتو سے ہوئی احمد دہلی نواب سعادت علی خان میں بے اولاد رہیں اور وفات بھی نہ تھی +
۵ حسینی بیگم زین النساء بیگم جتیا بیگم صدر النساء بیگم حاجی بیگم براتی بیگم وزیر النساء بیگم اشرف النساء بیگم آصفیہ بیگم و آیت بیگم محمد علی بیگم انجم النساء بیگم مشہور ہو کر انکی شادی نواب نجف خان سے شہری تھی اس عرصے میں جناب عالی کا انتقال ہو گیا وہاں نجف خان بھی مر گئے یہ صاحبزادی سلطنت حضرت سلطان عالم میں ۱۱۶۰ ہجری مطابق ۱۷۵۷ عیسوی روایت قطبات عالمیات ہوئیں بادشاہ خود مع شاہزادہ ہوا و امر کر بلا میفرج بخش میں پہنچا آئے جب بند پڑی سو سبب بجزرسی کسی بغلہ عرب پر سوار ہو رووانہ ہوئیں صدر متہ جہاز کو اور سبب سن پیری کو کہ ۹۶ برس کی ہو چکی تھیں متحمل نہ ہوئیں انتقال کیا لاکن جہازے کو صاحب جہاز بطبع زریکیا شاید نجف اشرف میں دفن ہوئیں +

ان صاحبزادیوں کو لیو جنت آرام گاہ کہ منظر تھا کہ جولوگ عالمیخاندان اگرچہ غریب ہوں اور نہ شادی کر ہوں چنانچہ آغا صادق خان اور آغا ابوالحسن خان ۱۱۸۵ھ میں ابن خیال آئے تھے محمد آفرین علی خان کے عمان ہوئے اتفاق کتھا اپنی نہوا مگر لازم سرکار رہے وہ بسورہ پورہ واری تنخواہ پاتے رہے دربار میں بوقت چامو پانی باریاب سلام ہوتی تھی سرہادی عزت النساء بیگم کو اور سبب اپنی سیدگی کا عذر کیا کہ جسے اطاعت شوہر کی کہنچو کی لی جرات و بہت و نیت بجز نسبت صاحبزادوں کے زیادہ تھی مردانہ وار رہیں انکی تنخواہ ۱۱۸۶ھ پور کا بی فیض آباد میں تھی حسب الطلب جنت آرام گاہ گیارہ صاحبزادیوں لکھنؤ میں جمع محلہ رہنے کو ملا جان اور محل نواب آصف الدولہ کے بنتے تھے جناب عالی کو ان پر

فیض آباد سے لکھنؤ آئے صاحبزادے محل کے ساتھ امام باڑہ نواب آصف الدولہ میں ان کے
 ہر روز دربار وقت چای پانی جایا کرتے تھے عطر کا بہت شوق تھا ایک دن سب ان کے پاس
 جناب عالی بوتل عطر بہت تحفہ لیکے جناب عالی نے ناپسند کیا بوتل کو ان کے سامنے توڑ ڈالا
 اور کچھ بیجا گانہ بکھر چلے آئے پھر دربار نہ گئے پھر بخمال خوف حاکم وقت کہ مبادا کوئی صدمہ
 ملاں پیش آئے باعث توہین ہوگا راہی غنیمت عالیات کر بلا میسلی ہوئے بعد شرف زیارت
 مرکز میں جہان خانہ بالیوڑہ ہوئے کچھ ہمار ہوئے انتقال کیا تابوت روانہ ہوئے شرف زیارت
 نواب مرزا صفدر علی خان بڑے +

۱۳ نواب مرزا صفدر علی خان چھوٹے +

۱۴ نواب مرزا بسندہ علی خان +

۱۵ نواب مرزا صادق علی خان + باپ چھوٹے بیگم صاحبہ کے +

۱۸ نواب مرزا بہادر علی خان بڑے +

۱۹ نواب مرزا بہادر علی خان چھوٹے +

۲۰ نواب غصنفر علی خان +

۲۱ نواب سنجاب علی خان +

۲۲ نواب سراج الدین حیدر خان +

۲۳ نواب مرزا حسین علی خان +

۲۴ نواب مرزا شجاعت علی خان +

موشاوی نواب آصف الدولہ اور کسی صاحبزادے کی شادی ہونے سے بعد انتقال
 عالی ہر ایک نے اپنی خود پسندی سے ازواج کیے +

تفصیل صاحبزادوں کی

۱۰ بیگم صاحبہ بڑی صاحبزادی میر محمد باقر عرف مرزا بندو نواسہ نواب
 ملک سے کتھا ہوئیں بے اولاد رہیں مگر قدرت خدا سے سن پری من

امام الزہرہ بیگم خاص محل نواب خطاب جناب عالیہ بہو بیگم صاحبہ +
 بیٹی مومنہ الدولہ نواب محمد اسحاق خان بیٹے غلام علی خان پوتے مرزا حسن شہرہ بی
 مالک شہرہ کی نسل سے +

۱ نواب احمد الدولہ عرف مرزا امانی مرزا بیگم صاحبہ سے
 خونیہ محل سے بیٹے ۲۵ بیٹیاں ۲۲ میزان کل ۴۷
 کثرت ازواج جناب عالی ہزاروں لیکن انہیں سے صاحب اولاد بہت کم +

تفصیل صاحبزادوں کی خورد و محل سے

- ۱ نواب یحییٰ الدولہ سعادت علی خان عرف مرزا منگلی +
- ۲ نواب عقد الدولہ شہامت علی خان مرزا جنگلی +
- ۳ نواب امیر الدولہ عرف مرزا یمنڈو +
- یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علی خان میں لکھنؤ سے بخصومت
 نکالے گئے عظیم آباد میں مر گئے +
- ۴ نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا چاڑ +
- ۵ نواب محمد علی خان + یہ دونوں گئے بھائی تھے +
- ۶ نواب رستم علی خان +
- ۷ نواب یحییٰ الدولہ عرف مرزا عنایت علی خان +
- ۸ نواب شمس الدین حیدر خان + یہ دونوں گئے بھائی تھے +
- ۹ نواب مرزا سیف علی خان +
- ۱۰ نواب مرزا حیدر علی خان +
- ۱۱ مرزا فخر الدین حیدر خان + انکے بڑے بھائی +
- ۱۲ مرزا نجم الدین حیدر خان +
- ۱۳ نواب مرزا کمال الدین حیدر عہد دولت جنت آرام گاہ صاحبات خورد و محل کے تھے +

تواریخ افو

فیض آباد سے لکھنؤ آئے صاحبان محل کے ساتھ امام بارگاہ نواب آصف الدولہ میں ان کے
 ہر روز دربار وقت چار پانی جایا کرتے تھے عطر کا بہت شوق تھا ایک دن حسب الامر پیش
 جناب عالی بوتل عطر بہت تحفہ لیکے جناب عالی نے ناپسند کیا بوتل کو ان کے سامنے توڑ ڈالا
 اور چھ بیجا گانہ کہہ کر چلے آئے پھر دربار نہ گئے پھر بخیاں خوف حاکم وقت کہ مہار کوئی حدیث
 خلاف پیش آئے باعث توہین ہوگا راہی عقبات عالیات کہ بلاوی معنی ہو ہے بعد شرف زیارت
 بصرہ میں جہان خان خاں بالیوز میو کے کچھ بیمار ہوئے انتقال کیا تا بوت روانہ ہو چکا تھا

- ۱۱. نواب مرزا صفدر علیخان بڑے +
- ۱۲. نواب مرزا صفدر علیخان چھوٹے +
- ۱۳. نواب مرزا بندہ علی خان +
- ۱۴. نواب مرزا صادق علیخان + باپ چھو بیگم صاحبہ کے +
- ۱۵. نواب مرزا بہادر علیخان بڑے +
- ۱۶. نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے +
- ۱۷. نواب غصنفر علیخان +
- ۱۸. نواب ساجت علیخان +
- ۱۹. نواب سراج الدین حیدر خان +
- ۲۰. نواب مرزا حسین علیخان +
- ۲۱. نواب مرزا شجاعت علیخان +

اوشادی نواب آصف الدولہ اور کسی صاحبزادے کی شادی ہنوی بعد انتقال
 پ عالی ہر ایک نے اپنی خود پسندی سے ازواج کیے +

تفصیل صاحبزادوں کی

ملکین بیگم صاحبہ بڑی صاحبزادی میر محمد باقر عرف مرزا بندہ نواسہ نواب
 ملک سے لکھنؤ ہوئیں بے اولاد رہیں مگر قدرت خدا سے سن پری میں

جدول اولاد و ازواج سلاطین ملک تارا و دہ

نواب برہان الملک میر محمد امین

- ۱ صدر جہان بیگم خطاب نواب بیگم و نواب عالیہ زوجہ نواب صفدر جنگ بہادر
- ۲ نور جہان بیگم عرف ہینگا بیگم زوجہ نصیر الدین حیدر خان
- ۳ ہما بیگم عرف بندی بیگم زوجہ نواب یوسف خان عرف سپہ محمد خان پدر میر محمد
- ۴ عرف مرزا بندو
- ۵ محمدی بیگم زوجہ نواب محمد قلی خان
- ۶ آمنہ بیگم زوجہ شہید خان
- ۷ بیٹا تاجا حسن طفولیت میں مرگیا عارضۂ چھپک سے
- ۸ نواب برہان الملک میر محمد یوسف کی بیٹی سے منسوب تھے

نواب صفدر جنگ صفور علی خان عرف مرزا محمد تقی صدر جہان بیگم مذکورہ سے منسوب تھے

نواب شجاع الدولہ عرف مرزا جلال الدین حیدر

ہزارائی نس دی آنریبل سر مہاراجہ دگبے سنگھ بہادر
کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ بلرام پور تلسی پور صوبہ اووہ



*His Highness The Honorable Sir,
Maharajah Drighijoy Singh Bahadur,
K.C.S.I. Raja of Bulrampore and
Tulsipore,*

نصیر علی شاہ

سید کمال الدین حیدر حسن الحسینی زائر

مصنف کتاب



Syed Kamalooddeen Hyder,

author of the book,

نقیرتہ نام علی مصور

شاہی اودھ ہے اور آمینہ و برت نماے سامنے غدرو بغاوت صاف صاف
چاہیے معاینہ ہوا اور متنبہ ہوا کہ غالباً پسند بلبلانے صا جان فی شوق کھانا
واقعات و بارہ ہزار و مبلغ غواظ وقت پسندان کشتن غواض اس بار و آنا
و قلع روزگار و لہذا نظر قبول مایل و قبول مسئول حقول ایمانے جلد بلبلانے
الہامی مبلغ جنگ بہادر ہے موقوفہ صدر بیت الریاست اپنی کو کہ خاص بلبلانے
مین ہے کیا کیا مروجہ و موقوفہ ہے کہ صاحبان تواریخ دوست و بالغ فہم
خیرت پر وہ اس بیان صاف و صادق سے حقا وافی و ہذا فراوٹھائیں اور تلافی
کافی و متکاثر ایمان اور عبارت بے کم و کاست و کوائف بے جنبہ و صیح کی
صفت فرمائیں شرف گمان صاحب تحقیق کو ایک نمونہ عبرت بلبلانے حالات
ماضی و حال ہے سخن یرتشان افسانہ لغریب لو ایک سچا صورت حال و قیل و قال
و بطول مقال ہے اور از انجا کہ ہر کاتب بعد از جہان تک دریافت کو سکتا
ایسیکو مقررین حد صداقت سمجھتا ہے اور معترض تحریرین لانا ہے
مگر یہ ضرور نہیں کہ ہر کسی مقام پر وہ خود شریک شورہ رہا ہو یا اوسے کے
شورہ پر کار بند ہی ہو فی نظر سے اگر کہیں کو فی صاحب نے نزدیک و دور
و دوسرے طور پر سنا ہو تو جب تک اوسکی تصدیق کی وجہ ثبوت کافی
اس سے زیادہ ضرور زبان اعتبار اس کو تاہر کھینکے دراز نظر مائیکے۔

راقم المباحث آئینل سردار اجد و کبی سنگہ بادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور
تلمسی پور و پورہ و غیرہ اضلاع متعلقہ ملک اودھ

اظہارِ نظر و لہذا پر غمتِ طبع بلند و فکرِ آسمان پیوند عالیجناب کروون کا ب
 گیمہاں خدمت کیوں چشمِ انزل نہ ہمارا جہِ نجی شکہ بہا و کی سی سی
 آئی والی بلبرام پور ولسی و چیمہ و غیرہ ضلعِ مستعدہ اووہ ام قیام
 شہنشاہِ اقالیم کائنات و حکمرانِ متنوعہ ملکوتات و موجودات کو شکر و عبادت
 بنیاد و منت بے حد و نہایت ہر دم و ہر ساعت فرض ہے جسے نظام
 مہام تمام ایجاد و ملکوت و خلقت آفرینش زمان و زمین سے اپنی شانِ فلوری
 بزرگی روشن و ہویا فرامی + اور شانِ حفظ و ربوبیت سے قدرت کاملہ دکھائی
 عقول عشرہ کی ضیاء بکرتہ بالغہ عطا فرمائی اور ہدایات صالحہ و تہذیبات شایستہ
 کے لیے قوت توانائی اقتدارِ فناسی بندگان عاجز کو اپنی اعترافِ عجز کی راہ بتائی مستحکم

فرمانِ روزگار یا مضماعے مہرِ مہر

انصاف و اربع عناصر کو بہت دیدارِ انتظام مالک الملکی ایسا باہم مخلوط و مفرج فرمایا
 کہ لباسِ تو خدا و ربیک جامہ پیکرِ مخلوقی مین یک جان و یک دست لب ہو کر
 بٹھایا نفس سرکش کو بحرِ استِ شخمہ احکامِ عدالت نظامِ حیم ورجا و شرعی
 بے بند سلسلہ اعتدال و نیک و شئی بنایا لفظ

یہ سب بابتِ حکم کبریا ہیں زمین و کوہ کو وہی حکا کساری اوجھائے روزِ روشن آشکارا گھٹایا پھر بڑھایا انکو و انخواہ نہنیں قدرت مین جابی و مژدن وہی و اناسے اپنی مصلحت کا	مسائل موج سے آب و ہوا ہیں کیا آتش سے باہم رسم جاری شب لیل کا چمکایا ستارا بد طوے لے دکھایا قصہ کو تاہ نہ او کے حکم مین جابی سخن ہے وہی ناطق ہے اپنی ملکات کا
--	---

وہی قدیر قادر و مہور وادوار ہی جاعل و فاعل گردشِ کیل و نہایت ہوا ہی
 انہما رو ان اور جابی ہیں اوسی سے جہان و جہان کی بنا اور قائم بیداری ہیں

Page	Acct	SUBJECT	مضمون	ذکر	صفحہ
372	109	APPOINTMENT OF NAWAB AMEEN UD-DOLAH AS SECRETARY AND DISMISSAL OF NAWAB SHURF UD-DOLAH	منصوبی نواب امین الدولہ امیر شہید سیدی و موافقی شرف الدولہ	۱۰۹	۳۷۲
374	110	CONGRATULATIONS TO GENERAL KNOTT	استقبال ہزار کلفنی جنرل کٹ صاحب بہادر	۱۱۰	۳۷۴
376	111	DISMISSAL OF NAWAB AMEEN UD-DOLAH AND APPOINTMENT OF NAWAB MOUIN UD DOLAH AS SECRETARY	مزدوری نواب امین الدولہ امیر شہید سیدی نواب معین الدولہ وغیرہ	۱۱۱	۳۷۶
378	112	APPOINTMENT OF NAWAB MONOWER-UD-DOW-LAH AS VIZEER AND NAWAB MOUIN UD DOW-LAH WAS VESTED WITH FULL POWERS	منصوبی نواب سوران ولد و تسلط تام نواب معین الدولہ وغیرہ	۱۱۲	۳۷۸
390	113	DISMISSAL OF NAWAB MONOWER-UD DOW LAH AND REAPPOINTMENT OF NAWAB AMEEN-UD- DOW-LAH AS VIZEER	موافقی نواب منور الدولہ امیر شہید سیدی نواب امین الدولہ کا	۱۱۳	۳۹۰
385	114	DEATH OF UMJAD ALLY SHAH	انتقال حضرت ظل سبحانی	۱۱۴	۳۸۵
388		FINIS	نہایتہ الطبع		۳۸۸

SUBJECT	مضمون	صفحہ	ذکر
9 VEXATIONS OF NAWAB AND HIS DEATH	انگریزی مال خاطر بادشاہ و انتقال	۳۳۲	۹۹
100 LIST OF WASIOA HOLDERS IN THE MAHALS	نقل وثیقہ صاحبات محل	۳۳۷	۱۰۰
101 ACCESSION OF MUNNAJAN FOR TWO HOURS	جلوس دو ساعت بخوبی مناجان	۳۳۹	۱۰۱
102 ACCESSION OF MAHAMED ALI SHAH	جلوس محمد علی شاہ بادشاہ مرشد زادہ بہت آرامگاہ	۳۴۷	۱۰۲
103 REALIZATION OF MONEY FROM THE LATE OFFICERS	محاصل زرچو اہلکار سابق اور مقربان خاص سر داخل خزانہ ہوا	۳۵۶	۱۰۳
104 DISMISSAL OF NAWAB ROSHUNUD-DOWLAH AND APPOINTMENT OF NAWAB MUNTAZIM UD DOWLAH AND HIS DEATH	معزولی نواب روشن الدولہ و منصوبی نواب منتظم الدولہ اور انکا انتقال	۳۶۱	۱۰۴
105 APPOINTMENT OF NAWAB ZAHER UD DOWLAH AS DIVIZIER AND HIS DEATH	منصوبی عمیر الدولہ امجدہ و فارت اور انکا انتقال	۳۶۶	۱۰۵
106 DEATH OF BĀD SHAH	انتقال حضرت غل بھانی	۳۶۸	۱۰۶
107 LIST OF WASIOA HOLDERS IN HIS MAHALS	نقل وثیقہ حضرت فردوس منزل	۳۶۹	۱۰۷
108 ACCESSION OF AMJAD ALI SHAH	جلوس امجد علی شاہ بادشاہ غازی	۳۷۰	۱۰۸

PAGE	NO.	SUBJECT	مضمون	صفحہ	نمبر
314	93	WASIQA WAS ALLOTTED TO THE MOHULS-THE GOVERNMENT EXPENCES BECAME ENORMOUS	وفاق صاحبزادہ محل و کثرت مصارف شاہی وغیرہ	۹۳	۲۱۴
316	94	MR MEHDUCK LEFT LUCKNOW AND GENERAL LOW ARRIVED HERE	میدس صاحبہ کا گھنٹو سونا خیرل لوصاحبہ آنا	۹۴	۲۱۶
317	95	DISMISSAL OF NAWAB MUNTAZIM UD-DOWLAH WHO DEPARTED TO FURRUKHABAD	مزولی نواب منظم الدولہ اور فرخ آباد جانا	۹۵	۱۷
322	96	NAWAB ROSHUN-UD-DOWLAH WAS APPOINTED NAIB AND DEATH OF NAWAB GUDSIYA MAHUL AND THE DISPLEASURE OF THE BADSHAH TO HIS MOTHER	نیابت نواب روشن الدولہ و انتقال نواب قدسیہ محل صاحبہ و ناراضی بادشاہ از بادشاہ و بیگم	۹۶	۲۲۲
329	97	LAST MARRIAGE OF BADSHAH	عروسی آخری بادشاہ	۹۷	۲۲۹
332	98	DEPARTURE OF COL. DEBWA AND FRIEL AND MOULWEE MOHAMED ISMAIL WAS APPOINTED AS ENVOY TO MADE PRESENT TO KING GEORGE 4 TH OF ENGLAND	جاناکرل دیوا صاحب و قریل صاحب و مولوی محمد اسماعیل کا لندن کو سفارت مہر پرایا بخیر و شاد جابج چارم	۹۸	۲۳۲

PAGE	ACCOI	SUBJECT	مضمون	صفحہ	نمبر
291	88	ARRIVAL OF LORD CAMIER = AND THEN ARAWAB WAS IMPRISIONED	ورود لارڈ کمبریج صاحب بہادر اور نواب کا قید ہونا و سوانحات شہر	۲۹۱	۸۸
294	89	MIR FAZULALY KHAN WAS MADE NAIB AND MEN WHO NEWLY ACQUIRED RICHES BEGAN TO PROSPER	نیابت میر فضل علی خان اور ترقی چاہ اداری نو دولت	۲۹۴	۸۹
302	90	PRESENT MADE TO THE NAWAB CONSISTING OF HOR SES BY THE KING OF ENGLAND	بھینجا گھوڑا کا ہدیہ بادشاہ حضور شاہ لندن	۳۰۲	۹۰
304	91	DEATH OF NAWAB IUTMAD-UD =DOW-LAH AND DISMISSAL OF GENERAL EQBAL-UD-DOW -LAH	انتقال نواب اعتماد الدولہ و معزولی جبرئیل اقبال الدولہ و غیرہ	۳۰۴	۹۱
307	92	APPOINTMENT OF NAWAB MUNTAZIM-UD-DOW-LAH AS VIZEER AND ARRIVAL OF MISTER MEHDUCK AND MUTAM UD-DOW-LAH WAS EXILED TO CAWN =PORE WITH HONOUR	نواب منتظم الدولہ کا وزیر ہونا مینڈک صاحب کا آنا معتمد الدولہ کا سلامت جانا	۳۰۷	۹۲

No.	SUBJECT	Date	Page
2032	<p>1. WASH STATE TOWARDS CALCUTTA FOR HINDU SOCIETY THROUGH BUREAU WASHINGTON LIT & ARTS THE EVERETT</p>	<p>1. 10/10/1914 1. 10/10/1914</p>	<p>1. 10/10/1914 1. 10/10/1914</p>
2033	<p>2. WASH STATE TOWARDS CALCUTTA FOR HINDU SOCIETY THROUGH BUREAU WASHINGTON LIT & ARTS THE EVERETT</p>	<p>2. 10/10/1914 2. 10/10/1914</p>	<p>2. 10/10/1914 2. 10/10/1914</p>
2034	<p>3. WASH STATE TOWARDS CALCUTTA FOR HINDU SOCIETY THROUGH BUREAU WASHINGTON LIT & ARTS THE EVERETT</p>	<p>3. 10/10/1914 3. 10/10/1914</p>	<p>3. 10/10/1914 3. 10/10/1914</p>
2035	<p>4. WASH STATE TOWARDS CALCUTTA FOR HINDU SOCIETY THROUGH BUREAU WASHINGTON LIT & ARTS THE EVERETT</p>	<p>4. 10/10/1914 4. 10/10/1914</p>	<p>4. 10/10/1914 4. 10/10/1914</p>
2036	<p>5. WASH STATE TOWARDS CALCUTTA FOR HINDU SOCIETY THROUGH BUREAU WASHINGTON LIT & ARTS THE EVERETT</p>	<p>5. 10/10/1914 5. 10/10/1914</p>	<p>5. 10/10/1914 5. 10/10/1914</p>
2037	<p>6. WASH STATE TOWARDS CALCUTTA FOR HINDU SOCIETY THROUGH BUREAU WASHINGTON LIT & ARTS THE EVERETT</p>	<p>6. 10/10/1914 6. 10/10/1914</p>	<p>6. 10/10/1914 6. 10/10/1914</p>
2038	<p>7. WASH STATE TOWARDS CALCUTTA FOR HINDU SOCIETY THROUGH BUREAU WASHINGTON LIT & ARTS THE EVERETT</p>	<p>7. 10/10/1914 7. 10/10/1914</p>	<p>7. 10/10/1914 7. 10/10/1914</p>

PAGE	NO.	SUBJECT	مضمون	صفحہ	نمبر
243	71	CAUSE OF BECOMING A KINGDOM.	سبب بادشاہت کے ہونے کا	۲۴۳	۷۱
244	72	ACCESSION OF THE WAZIR	حقیقت جلوس وزیر	۲۴۴	۷۲
246	73	LIFE OF N ^W WAZIR-UL MOMALIK.	سوانح زمان نواب وزیر الممالک بہادر	۲۴۵	۷۳
252	74	MIANISA MADE NAWAB'S SONS PRISONER, AND THEIR BANISHMENT.	میان عیسیٰ کا نواب کو بیٹوں کا پکڑنا اور ان کا اخراج	۲۵۲	۷۴
253	75	THE GOOD QUALITIES OF NAWAB	خوبی صفات نواب	۲۵۳	۷۵
254	76	ARRIVAL OF LORD CAMIER COMMANDER IN CHIEF, AND WAS RECEIVED BY MIRZA KAWANJAH AND NAWAB MUTAMUD DO-LAH.	ورود لارڈ کیمئر کنڈرا انچیف بہادر اور مرزا کیونجا بہادر کا معہ نواب محمد الدولہ استقبال کو جانا	۲۵۴	۷۶
257	77	MARRIAGE OF AMIN-UD DO LAH ACHA = ALI KHAN & NAWAB NIZAM UDDOLAH	شادی امین الدولہ آغا علی خان و نواب نظام الدولہ	۲۵۷	۷۷
259	78	THROUGH NAWAB'S ADMINISTRATION AN AMBASSADOR WAS APPOINTED IN CALCUTTA & WASIQA WAS OFFERED TO THE MANULS.)	حسن تدبیر نواب سے تقریر سفیر شاہی گلگتہ میں اور وثیقہ صاحبجات محل وغیرہ	۲۵۹	۷۸
261	..	LIST OF THE WASIQA.	تفصیل وثیقہ	۲۶۱	..
..	..	COPY OF D ^o	نقل تحریر وثیقہ	۲۶۵	۷۹
265	79	DEATH OF HUZRUT SHAHZAMON.	انتقال حضرت شاہ زمون	۲۶۶	۸۰
266	80	ACCOUNT OF NAWAB SHUMS-UD-DOW-LAH.	احوال نواب شمس الدولہ بہادر شہزادہ بہت آزاد کا	۲۶۸	۸۱
268	87	DEPARTURE OF THE N ^W TOWARDS BENARES	روانگی نواب سمت بنارس	۲۶۸	۸۱

Me	Recd	SUBJECT	موضوع	ف	ص
189	61	COPY OF THE WASIPA BANUBEGAM SAHIBAN OF FYZABAD	کپی از وصیت بنو بیگم صاحبان فیض آباد	۶۱	۱۹
199	62	DEATH OF H HIGHNESS	اتصال صاحب عالی مقامی -	۶۲	۱۸۸
202	63	GAP FATEH ALI KHAN BAHADUR	میتوشت حال بنو امان علی خان بابر	۶۳	۲۱
206	64	CORONATION OF GHAZI UD DIN HAIDAR KHAN	تقدیم بنو علی بنو امان علی خان بابر	۶۴	۲۲
207	65	MIRZA HAJI & MIRZA JAPUR APPOINTED TO THE POST OF NIYABAT	تقدیم تقویم بنو میرزا علی بنو امان	۶۵	۲۰۶
211	66	POST OF NIYABAT OFFERED TO AGHAMIR	تقدیم بنو بنو امان علی خان	۶۶	۲۱
213	67	CORRESPONDENCE WITH THE GOVERNOR GENERAL OF INDIA	تقدیم بنو بنو امان علی خان	۶۷	۲۲
214	"	LIST OF QUESTION S ENCLOSED IN THE LETTR OF GOVERNOR GENERAL OF INDIA	تقدیم بنو بنو امان علی خان	۶۸	۲۳
216		COPY OF THE LETTER OF THE GOVERNOR GENERAL OF INDIA	کپی از بنو بنو امان علی خان	۶۹	۲۴
217		COPY OF THE LIST & REPLY TO THE LETTER	کپی از بنو بنو امان علی خان	۷۰	۲۵
228	68	IMPRISONMENT OF N MUTA MID DOLAH & PROMOTION OF MIRZA HAJI & AFR NALI KHAN	تقدیم بنو بنو امان علی خان	۷۱	۲۶
233	69	DEATH OF BANUBEGUM OF FYZABAD	تقدیم بنو بنو امان علی خان	۷۲	۲۷
235	68	ACCOUNT OF H TILL THE TIME H S W KARAT	تقدیم بنو بنو امان علی خان	۷۳	۲۸
236	69	FOUNDATION OF THE BUILDING OF KURBYLA OF MIR KAUDA BUKSH	تقدیم بنو بنو امان علی خان	۷۴	۲۹
240	70	NAYAB MUTAM UD DOLAH AGAIN MADE NAIB N AFR NALI KHAN WAS SUSPENDED & MIRKAUDA BUKSH WAS TAKEN PRISONER	تقدیم بنو بنو امان علی خان	۷۵	۳۰

GE ACC	SUBJECT	مضمون	ذکر	صفحہ
78 48	CORONATION OF N. SAAD T ALI KHAN	سند نشینی نواب ساد تعلیمان بہادر	۴۸	۱۴۱
49	TREATY MADE BETWEEN GOVERNOR GENERAL AND HIS HIGHNESS	عہد نامہ فیما بین گورنر جنرل بہادر و جناب عالی	۴۹	۱۵۶
58 50	TREATY AND CORRESPONDENCE BETWEEN H.H. AND THE ENGLISH	عہد نامہ و جواب و سوال فیما بین سرکارین۔	۵۰	۱۵۸
51	FOUNDATION OF THE KARBALA OF TALKATORA	بنائے کربلائی کٹورہ ملوک محمد الماس علیخان	۵۱	۱۶۹
70 52	ENGLISH CAMP WAS REMOVED & ENCAMPED AT MIDGAON	برخواست چھاؤنی پٹان انگریزی اوسٹ ف دریا سے اور شدیاؤن مین چھاؤنی ہونا۔	۵۲	۱۷۰
73 53	ARRIVAL OF MIRZA ALI QADUR FROM BENARES	ورود شاہزادہ عالیقدر بنارس سے۔	۵۳	۱۷۳
76 55	ARRIVAL OF MIRZA JAHANGIR PRINCE OF DELHI	ورود مرزا جہانگیر شاہزادہ دہلی۔	۵۵	۱۷۶
80 56	NAWAB'S TRIP TO DHARAHRA ESCAPE OF COLONEL BAILIE FROM LOIN CLAWS POSTPONEMENT OF JOURNEY	شکرہ مقام و عبور ہر اہانا جناب عالی کا کرنل بلی صاحب کا پنجہ شیر سے کینا سفر کا موقوف ہونا۔	۵۶	۱۸۰
81 57	H. HIGHNESS' OPINION WITH RESPECT TO THE STATE CONSTITUTION	مکتون خاطر جناب عالی در باب استحکام ریاست۔	۵۷	۱۸۱
83 58	H.H. WAS PARTICULAR OF HIS TIMES.	ضبطہ اوقات جناب عالی۔	۵۸	۱۸۳
85 59	CONSTITUTION OF THE COUNTRIES OCCUPIED BY HIM.	انتظام مالک محروسہ جناب عالی	۵۹	۱۸۵
87 60	FOUNDATION OF THE WASIQA BAHU BEGAM SAHIBA OF FYZABAD	بنائے وثیقہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد	۶۰	۱۸۷

Page	Page	SUBJECT.	مضمون	صفحہ	کر
112	37	MARRIAGE OF WAZIR ALI KHAN. AND CANAL OF NAJAF ASHRAF.	دیگر ملاقات شروع و عطا و جماعت وغیرہ امور باعث حسنات		
114	38	EXPULSION OF RAJA JHAU-LALL	اخراج راجہ جھاؤ لال بعلت خطوط طلب زمانہ شاہ بادشاہ کابل	۳۸	۱۱۴
116	39	NIYABOT SURFARAZUDDOWLAN AND DEWRYI RAJA TIKET ROY	برہمی نیابت سرفراز الدولہ و دیوانی راجہ تیکت راجہ و منصوبی افضل حسین خان	۳۹	۱۱۶
118	40	DEATH OF NAWAB ASOF UDDOHLAN.	انتقال جناب عالی نواب آصف الدولہ بہادر	۴۰	۱۱۹
122	..	COPY OF THE TREATY BETWEEN ASOFUDDOHLAN & THE GOVERNOR GENL.	نقل عہد نامہ نواب آصف الدولہ و نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند		۱۲۲
129	41	CORONATION OF MIRZA WAZIR ALI KHAN.	مسند نشینی مرزا وزیر علی خان مستشار بی ثبات	۴۱	۱۲۹
130	42	BAD ACTIONS OF MIRZA WAZIR ALI KHAN AND TEMPORARY REVOLT IN THE ESTATE.	کردار نامہوار مرزا وزیر علی خان خلاف داب و دستور ریاست و برہمی ریاست چند روزہ مستعار سبب ثبات	۴۲	۱۳۰
132	43	IMPRISONMENT OF MIRZA WAZIR ALLY KHAN	گرفتاری مرزا وزیر علی خان بعلت قتل مرزا گورنر جنرل بہادر کا	۴۳	۱۳۲
136	44	REVOLT OF MIRZA WAZIR ALLY KHAN IN BENARES GOLD & CARRIAGE MURDER AND WAZIR ALI KHAN'S ABSLONDMENT.	فساد مرزا وزیر علی خان بہادر با خولہ محکمہ مان نامہ عاقبت اندیش بنارسین چیرہ صاحب رزیدنٹ کا ماما جان اور وزیر علی کا بھاگنا	۴۴	۱۳۶
140	45	WAZIR ALI KHAN'S IMPRISONMENT IN JAY NOGAR.	گرفتاری مرزا وزیر علی خان کا جی ٹکڑ میں اور اسباب وغیرہ ضبط سرکار ہونا	۴۵	۱۴۰
141	46	DEATH OF WAZIR ALI KHAN.	انتقال مرزا وزیر علی خان	۴۶	۱۴۱
143	47	NAWAB QASIM ALI KHAN.	احوال نواب قاسم علی خان بہادر علی آباد نامہ نمبر ۱۱۱	۴۷	۱۴۳

PAGE.	NO.	SUBJECT.	مضمون	صفحہ	ذکر
79	23	PUNISHMENT OF RAJA BAINI BAHADUR.	نہراہی راجہ بینی بہادر نائب جناب عالی	۷۹	۲۳
81	24	MARRIAGE OF NAWAB ASOF-UD-DOLAH.	ذکر شادی نواب آصف الدولہ بہادر	۸۱	۲۴
82	24	WARREN HASTINGS, GOVERNOR GENERAL OF INDIA IN BENARES, AND HIS HIGHNESS COMING FROM FYZABAD.	عماد الملک نواب گورنر جنرل وارن ہسٹنگ صاحب بہادر جسارت جنگ کا بنارس میں آنا اور جناب عالی لینے نواب شجاع الدولہ بہادر کا نبی فیض آباد سے بنارس میں تشریف لانا	۲۵	۲۵
83	26	HIS GOING TO FARRUKHABAD AND TOOYA, & WAR WITH THE ROHILLAS	جناب عالی کا سفر آہاد اور ناوہ جانا و موکرہ روہیلہ وغیرہ	۸۳	۲۶
87	27	LUTF-UN-NISA BEGAM.	پرورش لطف النساء بیگم مشہور بنت شجاع الدولہ	۸۷	۲۷
88	28	DEATH OF NAWAB SHUJA-UD-DOLAH	انتقال جناب عالی عین شباب جو انہیں باجہ شہرہ	۸۸	۲۸
90	29	ROUTINE OF H. H'S DULIES	ذکر اوقات شبانہ روز جناب عالی	۹۰	۲۹
91	30	CORONATION OF NAWAB ASOFUDDOLAH.	مسند نشینی نواب آصف الدولہ بہادر	۹۱	۳۰
96	31	MURDER OF NAWAB MUKTARUDDOLAH.	قتل نواب مختار الدولہ	۹۶	۳۱
101	32	THE POST OF NIYABUT DEPUTYSHIP WAS OFFERED TO NAWAB AMIR- UD-DO-LAH HAIDUR BEG KHAN.	انفویض نیابت نواب امیر الدولہ خید بیگمان اور تجویز گار گراہی بین اشخاص متدین یعنی مرزا ابوطالب خان دوسرا اسماعیل بیگمان تیسرے مرزا جعفر سرخ	۱۰۱	۳۲
102	33	NAWAB AMIRUDDOLAH IN CALCUTTA	نواب امیر الدولہ کا کلکتہ جانا	۱۰۲	۳۳
106	34	REVOLT OF RAJA CHIT-SINGH OF BENARES	ہنگامہ فساد راجہ چیت سنگہ بنارس باغواہی کوٹہ اندیشان نانہم	۱۰۶	۳۴
108	35	ROHILKHAND WAR.	لڑائی روہیلکھنڈ	۱۰۸	۳۵
109	36	MIRZA JAWANBUKHT IN LUCKNOW AND HIS RESIDING IN BENARES	مرزا جوان بخت شاہزادیکہ لکھنؤ میں آنا بنارس میں قیام فرمانا	۱۰۹	۳۶
112	37	BUILDING OF IMAMBARA.	تعمیر امام بارگاہ مرزا وزیر علی خان و نہراہی اقدس بخت اشرف سولہ فرخ پوری	۱۱۲	۳۷

Page	No.	SUBJECT.	مضمون	نمبر	صفحہ
45	10	CORONATION OF SAFDAR JANG	سندھ شہزادہ ابو الحسن و خان صفدر جنگ بہادر	۱۰	۸۵
46	11	MARRIAGE OF NAWAB SHUJA- UD DOWLAH	ذکر شادی نواب عالمگیر شاہ دکن پانگاہ نواب شجاع الدولہ بہادر	۱۱	۸۶
47	12	AHMAD SHAH ABDALI KING OF CABUL	مہر کر احمد شاہ ابدالی شاہ کابل	۱۲	۸۷
48	13	NAIYAB AHMUD KHAN BUNGUSH OF FARUKHABAD	میر نواب عارف خان رفیع المکان نواب اورنگ نگش رئیس فرخ آباد	۱۳	۸۸
49	14	DEATH OF NAWAB SAFDAR JANG	حالی انتقال نواب صفدر جنگ	۱۴	۸۹
50	15	CORONATION OF NAWAB SHUJA- UD-DOWLAH	سندھ شہزادہ عالمگیر شاہ قمر کاب نواب شجاع الدولہ بہادر	۱۵	۹۰
51	16	VLPOFF OF NAWAB MOHAMMED- QULI KHAN	قتل نواب محمد قلی خان و دیگر حالات سرداران ضلع میرہ	۱۶	۹۱
52	17	MEETING WITH NAWAB QASIM ALI KHAN NAZIM OF BEWAL	ملاقات نواب قاسم علی خان ان مالہا ناظم بنگالہ	۱۷	۹۲
53	18	MEETING WITH SHAMLI ALI HOZIN	ملاقات جناب عالی شیخ علی حوزین سے	۱۸	۹۳
54	19	DEPARTURE OF NAWAB TO HIS DOMI- NIONS AND HIS COMPULSORY PREPARATION TO BATTLE	تشریف فرما نواب جناب عالی بہادر ہین اور چارونا چار غم ہمارے	۱۹	۹۴
55	20	BRIEF ACCOUNT OF THE BATTLE OF AZIMABAD AND BUXAR	خلاصہ جنگ غلیم آباد و کسر میدان کوثرہ چمان آباد و موسی گنگر	۲۰	۹۵
56	21	MISERABLE STATE OF NAWAB QASIM ALI KHAN.	پریشان حالی نواب قاسم علی خان مالہا ناظم بنگالہ	۲۱	۹۶
57	22	MEETING OF NAWAB WITH ENGLISH OFFICERS	ملاقات جناب عالی سرداران انگلشیہ سے	۲۲	۹۷
58	23	COPY OF THE TREATY OF HIS HIGHNESS	اصل مہمانہ جناب عالی مین نواب شجاع الدولہ بہادر	۲۳	۹۸

Page	Sheet	SUBJECT	مضمون	صفحہ	ذکر
14	1	MOHAMED ALI SHAH.	محمد علی شاہ	1	17
..		MORRIS AMJAD ALI SHAH.	محمد امجد علی شاہ	=	=
15		WAJID ALI SHAH SULTAN ALUM.	واجد علی شاہ سلطان عالم		15
..		MIRZA BIRJIS QADAR.	مرزا برجیس قدر وزارت آبائی مصنوعی جیری		=
14	2	CAUSE OF COMPELING THE BOOK.	سبب تالیف کتاب	2	17
17	3	METHODS ADOPTED BY HISTORIANS OF THE AGE.	دوب دستور مورخین دو قانع طرازان اخبار و تاریخ نگاران کو آف زمانہ ناہنجار	3	18
18		BRIEF ACCOUNT OF THE KING-	خلاصہ احوال و کو آف سلطنت		18
..		DOM OF OUDH	ملک اودھ		
19	4	PIDREE OF THE WAZIRS, KINGS AND RESPECTABLE NOBLES	نسب خاندان عالی شان وزرا و بادشاہان و اعراسے ذوالاحترام	4	19
31	5	SUMMARY ACCOUNT OF NAWAB NAJAF KHAN THE DECEASED.	ذکر کیفیت اجمالی خان رفیع المکان سینے نواب نجف خان بہادر مرحوم	5	31
32	6	CHAPTER I ST IN THE ACCOUNT OF SHAHJAHAN BURHANUL-MULK TILL THE TIME OF AMJAD ALI SHAH KING OF OUDH.	پہلا باب ذکر احوال میر محمد امین نواب سعادتمند برہان الملک بہادر آزان سلطنت حضرت جنت مکان محمد امجد علی شاہ بادشاہ اودھ انارشد برہانم	6	32
34	7	PROSPERITY OF THE SHAKHS OF LUCKNOW. AND DOWN FALL OF OUDH	ذکر عروج و زوال شیوخ لکھنؤ اور اکی بار سلطنت صوبہ اودھ	7	34
35	8	NAWAB ABU-AL-MOKARRAM KHAN.	احوال نواب امدار نوٹین بلند مکان والا اودھان ابوالمکارم خان بہادر	8	35
35	9	NAWAB BURHANUL MULK, SUBADAR BAHADUR OF OUDH.	نواب برہان الملک بہادر کا صوبہ دار محمد کر واخلہ صوبہ اودھ بوجہ سرکشی و تہردمی فریڈلان ورمیسان صوبہ اودھ	9	35

PAGE	NO.	SUBJECT	مضمون	صفحہ	ذکر
11		TABLE OF THE PRINCES FROM MOHAMED ALI SHAH'S MANULS.	شاہزادے صاحبان محل علی حضرت شاہ بادشاہ سے	11	
12		D ^O PRINCESSES D ^O	شاہزادیان و عویش صاحبان محل	12	
12		D ^O AMJUD ALI SHAH'S MANULS. NAWAB MULKA CAITY. NAWAB MULKA AHUD.	مملات حضرت امجد علی شاہ نواب خسرو علی ملک گیتی نواب ملک محمد تاج خدوات نواب فقیر محمد صاحب	13	
13	1	ACCOUNT OF THE PEDIGREE OF NAWAB SAADUT KHAN BURNA- NUL-MULK.	ذکر نسب چایون نواب فلک اقدار سعاد خان برہان الملک بہادر عرف میر محمد امین	13	1
		TIME OF THE WAZIRS & REIGN OF THE WAZIRS & KINGS OF OUDH	دلت وزارت و سلطنت و زمانہ عمار و سلاطین بادشاہ ملک اودھ		
		MEER MOHAMED AMSEN. NAWAB SAADUT KHAN NAWAB MUYSOOR ALY KHAN SAFOUR JANG.	میر محمد امین نواب فلک اقدار سعاد خان برہان الملک بہادر نواب فلک جناب منصور علی خان صفدر جنگ بہادر		
		NAWAB SHUJA-UD-DOLAH. NAWAB ASUF-UD-DOLAH. MIRZA WAZIR ALY KHAN. NAWAB NISSEH-UD-DOLAH SAADUT ALY KHAN.	نواب شجاع الدولہ بہادر وزیر نواب اسف الدولہ بہادر وزیر مرزا وزیر علی خان نواب بیس الدولہ سادست علی خان بہادر		
		NAWAB SHAZI-UD-DOLAH NISSEH-UD-DOLAH MIRZA FAREED-UD-DOLAH MIRZA JANG.	نواب شازی الدولہ شاد زمان نصیر الدین جبار مرزا فہریدون بخت بہادر عرف شاجان		

Page.	Page.	SUBJECT	مضمین	صفحہ نمبر
1	..	TABLE OF THE WIVES AND GENERATION OF THE KINGS OF OUDH.	تجدید اولاد کرام و ازواج عالیہ نظام و نژاد سلاطین مملکت اودھ	1
1		D ^e GENERATION OF NAWAB BURHANUL MULK.	اولاد میر محمد امین خطاب بہ نواب سادھو خان بہادر	1
1		D ^e D ^e NAWAB SHAHJAHAN.	اولاد و ازواج عالیہ عرف مرزا جمال الدین حیدر	1
2		D ^e OF THE SONS FROM KHURD MAHUL.	تفصیل صاحبزادگان شہر محل	2
3		D ^e — DAUGHTERS D ^e	تفصیل صاحبزادگان کہ	3
5		D ^e NAWAB ASOFUDDOLAH.	نواب صفت الاولاد بہادر	5
6		D ^e OF THE WIVES & GENERATION OF NAWAB SAADUT ALI KHAN.	اولاد و ازواج نواب حسن الاولاد سعادت شہزاد بہادر	6
7		D ^e PRINCES FROM DIFFERENT MAHULS	مرشد زادہ تخت محلات نواب سادہ تعلیمات بہادر سے	7
8		D ^e PRINCESSES D ^e	مرشد زادہ بان	8
8		D ^e OF THE WIVES AND GENERATION OF NAWAB CHAZI-UD-DEEN HAIDUR.	تفصیل ازواج بیغ محلات و بیگمات و اولاد عالی شان نواب ملک جناب غازی الدین بہادر	8
9		LADIES OF CHAZI-UD-DEEN-HAIDUR USED TO GET WASIQ A.	صحابیات محل نواب غازی الدین حیدر بہادر چاہل و شائق تعین	9
9		D ^e OF HASIR-UD-DEEN MAHULS	تفصیل محلات حضرت شاہ زمان نعیم الدین حیدر بہادر	9
10		D ^e OF MOHAMMED ALI SHAH'S MAHULS AND GENERATION.	محلات و اولاد حضرت خاتمان زمان محمد علی شاہ بادشاہ اودھ	10

NAME	PAGE	صفحه	نام	نمبر
1 MIRZA HAJEE SAHEB.	228	۲۲۸	تصویر میرزا حاجی صاحب	۲
1 MIRZA JAFUR SAHEB.	228	۲۲۸	تصویر میرزا جعفر صاحب	۲۱۰
2 MIRZA KAIWAN JAH.	254	۲۵۴	تصویر میرزا کیوان جہاں	۲۲
3 NAKAB WAZEEH MIRZA.	254	۲۵۴	تصویر نواب وزیر آباد	۲۳
14 HASIR-ODD-DEEN- HAIDUR.	285	۲۸۵	تصویر شاہ زمان حیدر الدین حیدر آباد	۲۸
25 NAKAB HAKEEM MEHDY- ALLY KHAN	307	۳۰۷	تصویر نواب مظہر الہ دیکیم بہ علی شاہ	۲۵
26 MAHARAJ MAWARAM.	310	۳۱۰	تصویر امراجار الدولہ ہمارا عسیرام	۲۶
27 NAWAB ROSHON OOD-DOW- LAH.	322	۳۲۲	تصویر نواب روشن الدولہ	۲۷
28 MOHAMED ALLY SHAH	397	۳۹۷	تصویر حضرت سلطان زمان محمد علی شاہ	۲۸
29 MOLVI GOLAMYENYA KHAN	368	۳۶۸	تصویر مولوی غلام یحیی خان	۲۹
30 AMJUD ALLY SHAH.	369	۳۶۹	تصویر حضرت قاسم باب محمد علی شاہ	۳۰
31 NAWAB AMMIN OOD DOW- LAH	372	۳۷۲	تصویر نواب امین الدولہ	۳۱
32 NAWAB MUHLRODDOW LAH		۳۷۰	تصویر نواب مور الدولہ	۳۲
33 SYED MOHAMED MUJTAHED	378	۳۷۸	تصویر سلطان العلماء مولوی سید محمد صاحب محمد علی شاہ	۳۳
IN VOLUME 2 ND		386	معلقہ جلد دوم	
34 WAJID ALLY SHAH	1	۱	تصویر حضرت سلطان عالم واحد علی شاہ بہادر	۳۴
35 NAWAB ALLY NAKI KHAN	17	۱۷	تصویر نواب دار الدولہ علی قلی خان	۳۵
36 MIRZA BIRJIS QAUDUR-	193	۱۹۳	تصویر میرزا بریس قہر بہادر	۳۶
37 MUFTAH OOD-DOW-LAH	377	۳۷۳	تصویر مفتاح الدولہ محمود علی خان	۳۷

فہرست نقشہ جات و تصاویر متعلقہ تواریخ ۱۹۱۰ء و ۱۹۱۱ء

LIST OF PORTRAITS AND MAPS IN THE HISTORY OF OUDE.

No.	NAME.	PAGE	صفحہ	متعلقہ جلد اول	
				نام	نمبر
1	MAP OF OUDE.	1	1	نقشہ ملک اودہ	1
2	MAP OF LUCKNOW.	1	1	نقشہ شہر لکھنؤ	2
3	KAMAL-OD-DEEN HAIDUR THE AUTHOR.	1	1	تصویر سید کمال الدین حیدر مصنف کتاب	3
4	H.H. THE HONORABLE SIR MAHARAJA DIGBIJAY SING BAHADUR H.O.S.I	1	1	تصویر مہاراجہ گجپ سنگ بہادر کرسی ایس آئی والی لہا پور	4
5	NAWAB SAADUT KHAN BURHANUL MULK.	35	35	تصویر مرزا محمد امین نواب سعادتمن برہان الملک بہادر	5
6	NAWAB SUFDURJUNGE.	45	45	تصویر مرزا محمد مقیم ابو المنصور خان صفدر جنگ بہادر	6
7	NAWAB SHUJA-OD-DOWLAH.	51	51	تصویر مرزا جمال الدین حیدر نواب شجاع الدولہ بہادر	7
8	NAWAB ASAF-OD-DOWLAH.	91	91	تصویر مرزا یحییٰ نواب آصف الدولہ بہادر	8
9	NAWAB SURFARAZ-OD-DOWLAH	100	100	تصویر نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خان بہادر	9
10	NAWAB HAIDURBAGE KHAN.	101	101	تصویر نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان	10
11	SYED DILDAR ALLY MUSTAHID.	115	115	تصویر شہید العصر قبلہ و کعبہ مولوی سید الدار علی	11
12	MAHARAJA TIKAIT-ROY.	116	116	تصویر مہاراجہ ٹیکٹ رائے	12
13	NAWAB TAFAZZUL HOSAIN KHAN.	116	116	تصویر نواب تفضل حسین خان علامہ	13
14	NAWAB WAZIR ALLY KHAN.	129	129	تصویر نواب وزیر علی خان	14
15	NAWAB SAADUT ALLY KHAN.	148	148	تصویر مرزا سعادتمن نواب بین الدولہ بہادر	15
16	CAPT. FATEH ALLY KHAN.	202	202	تصویر ظفر الدولہ مستظم الملک فتح علی خان بہادر بہت جنگ	16
17	MAJID -OD-DOWLAH.	202	202	تصویر محمد الدولہ خلف کپتان فتح علی خان بہادر	17
18	NAWAB GAZI-OD-DEEN HAIDUR Khan Bahadur.	206	206	تصویر نواب غازی الدین حیدر خان بہادر	18
19	NAWAB MOTA-MUD-DOWLAH.	211	211	تصویر نواب محمد الدولہ آغا میر	19

